UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234229
UNIVERSAL
LIBRARY

$2^3 \cdot 2^4 \cdot 2^9$

فہرست سورتہاے تفسیر فتح العزیز سیپارۂ تبارک

سورۃ الملک ۲	سورۃ النون ۳۵	سورۃ الحاقہ ۱۰۰	سورۃ المعارج ۱۴۷
سورۃ النوح ۱۸۰	سورۃ الجن ۲۲۶	سورۃ المزمل ۲۹۴	سورۃ المدثر ۳۴۶
سورۃ القیامہ ۳۹۰	سورۃ الدھر ۴۲۱	سورۃ المرسلات ۴۶۰	تمت

فہرست فوایدتفسیر فتح العزیز سیپارۂ تبارک

ان چیزونکا بیان جو بادشاہ حقیقی کے لایق ہین	۴	مسئلہ شرعی	۷۱
دس ذکرونکا بیان	۶	مرب کی سلطنت کی مدت	۷۵
نوع انسان کے کارخانہ کی تعمیر کا بیان	۸	غیر اللہ کے پوجنے والونکا حال قیامت کے دن	۸۲
جن شیاطین کے طریقہ کا بیان	۱۵	حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ	۸۵
علماء دین اور عبرت والونکے سوال اور جواب	۳۱	لا الہ الا انت سبحانک کے پڑھنے کا طریق	۹۴
نام اُن لوگونکے جو پہلے ایمان لاے ہین	۳۵	چشم زخم یعنے نظر لگ جانے کی روایت	۹۶
حروف نکا جو سورت کے اول مین واقع ہوے ہین اسکا بیان	۳۹	نظر کی دعا اور دوسری ترکیب اسکے دفع کی	۹۷
دریا کے پانی بڑھنے گھٹنے کا سبب	۴۰	نفوس انسانی کی تاثیر دو قسم کی ہوتی ہے	۹۹
پہلا قصہ آپکی دانائی کا اور پانچ دوسرے	۴۱	فرعون کے ظلمونکا بیان جو بنی اسرائیل پر کرتا تھا	۱۱۲
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بیان	۵۷	بیان بادشاہ ہونے کے لقب کا	ایضاً
وعظ شرعی	۶۴	مدین نام ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا	ایضاً
مداہنت کے معنونکا بیان	ایضاً	حضرت شعیب علیہ السلام کے قوم کے گناہونکا شمار	۱۱۳
بدعتیونکے ساتھہ دوستی رکھنا اور		بیان اُن گناہونکا جو حضرت نوح علیہ السلام	
انکی صحبت مین بیٹھنا بچا ہے	۶۴	کی قوم مین رایج تھے	۱۱۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین قسم کی کثرت کی وجہ	۶۶	حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا بیان	۱۱۷
ضروان کے باغ والونکا قصہ	۷۰	آنحضرت کے اہلبیت کے مناسبت کی وجہ حضرت	

نوح علیہ السلام کی کشتی کا تہہ	۱۲۰	حضرت نوح علیہ السلام کی مناسبت کا بیان	۱۸۷
صور کی شکل کا بیان اور جو کلام پھونکنے کے		خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ	۱۸۸
وقت اسمین سے نکلے گا	۱۲۳	اجل مبرم اور اجل معلق اور اجل وہمی کا بیان	۱۹۵
مسنون روزونکا بیان	۱۳۴	جو پیغمبرون کے مقابلے مین کافر مرگئے ہین انکا بیان	۲۱۱
بہشتیون کے دستاویز کی شرح	ایضاً	گنہگار نافرمانکو قبر کے عذاب سے خلاصی نہین ہے	۲۱۹
مسئلہ شرعی	۱۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح آدمیونکے	
خلق اللہ کے ساتھہ احسان کرنا کافرونکا		نبی تہے اُسیطرح جنونکے بھی نبی تہے	۲۳۱
انکے عذابکی تخفیف کا سبب پڑیگا	ایضاً	فائدہ غریبہ	۲۳۷
جتنے فعل اور تاثیرین عالم مین ہین وہ سب		حقتعالی کا کوئی نہ بزور شریک ہوسکے نہ اسکی رضا سے	۲۴۵
تین چیز کیواسطے سے ظہور کرتی ہین	۱۶۰	بیمار مین لوگ جنون کیواسطے جو ہانا ہی مقرر کرتے ہین	۲۴۶
متعہ کی قباحتونکا بیان	۱۶۷	جنات سے ضرر پہنچنے کی دعا اور انسے	
جو عورتین حرام ہین انکا بیان اور جو جو طریقے		مدد طلب کرنے کی ممانعت	۲۴۸
شبہوت رانی کے شریعت مین درست نہین ہین انکا بیان	۱۷۱	جن بہی مذاہب مختلف رکہتے ہین	۲۵۶
امانت کی قسمون کا بیان	۱۷۲	بہت جن بہی صحابیت کے درجیکو پہنچے ہین	۲۷۲
نماز کے مفسدات اور مکروہات کا بیان	۱۷۴	ابلیس کے پڑپوتے کی حکایت	۲۷۴
کرامت اور رذالت کا بیان	۱۷۵	جو جن صحابہ ہین انکے نام	۲۷۵
حرص اور بے صبری انسانکی خلقت مین		کافر جنون کے فرقونکا بیان	ایضاً
زیادہ کردینے کا بیان	۱۷۸	ملحدون کی اعتراض کا جواب	۲۷۷
حضرت ادریس علیہ السلام کے فوت ہونے کے		استقامت کی مدح	۲۷۹
بعد بت پرستی ہونیکا سبب جسکے واسطے		مسجد کے لفظ کی تحقیق	۲۸۰
حضرت نوح علیہ السلام بہیجے گئے	۱۸۳	لوگ اپنی نافہمی سے دنیا کے مقدمونمین	
داعیان الی اللہ کے سلوک کے طریقوں کا		زاہدونکی طرف رجوع کرتے ہین	۲۸۳
بیان	۱۸۶	تحریف کہتے ہین حق باتکو باطل کیطرف پہیرنے کو	۲۸۴

شیطانی وحی سے مراد اسکا وسوسہ ہے	۲۹۰	قیامت کے دن شفاعت کرنیوالونکا بیان	ایضاً
اشکال کا جواب	ایضاً	آدمی کے نفسونکی قسمونکا بیان	۳۹۴
ترتیل کا بیان	۲۹۹	سورہ قیامت کے نازل ہونیکا سبب	۳۹۶
پیر پرستونکے شبہ کا بیان	۳۰۲	اُن چیزونکا بیان جنکی تقدیم یا تاخیر مناسب ہے	۴۰۰
آدھی رات پچھلی کے خاص ہونیکی وجہ	۳۱۰	قیامت کے دن اپنے اپنے عملون پر	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات شریفہ کا بیان	۳۱۲	گواہی تین مرتبے ہوگی	۴۰۳
تبتیل کے طریقہ کا بیان	۳۱۶	علم کے تعلیم کا طریقہ	۴۰۵
توکل کے تین مرتبے ہین	۳۱۹	اللہ تعالی کی رویت کی حقیقت کا بیان	۴۰۸
ایذا تین قسم کی ہوتی ہے	۳۲۲	انسانکے ابتلا کی وجہ	۴۲۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کافرونے ایذادی تہی اسکی تفصیل	ایضاً	کیمیا کے مہوسون کی برائی	۴۳۱
		سورہ دہر کے نازل ہونیکا سبب	۴۳۷
رافضیونکے غرابیہ فرقے کے اعتقاد کا بیان	۳۲۳	مسئلہ شرعی نذر کے بیانمین	۴۳۸
ہجر جمیل کا بیان	۳۲۹	نذر طاعت کی قسم مین درست ہے	
قران شریف کے ختم کے طورونکا بیان	۳۳۶	نہ گناہ مین	۴۳۹
قرض دینے کا ثواب صدقہ سے زیادہ ہوتا ہے	۳۴۴	کہانا کہلانا مسکین اور یتیم اور قیدیکو عبادت ہے وہ مسکین مسلمان ہو یا کافر لیکن زکوۃ اور کفارہ کا کافر کو دینا درست نہین ہے	
ولید بلید کا حال	۳۵۸		
ولید کے بیٹونکے نام	۳۵۹		ایضاً
کفر کی قسمونکا بیان	۳۶۱	جو چیزین بہشت مین پینے کیواسطے مقرر ہین انکا نام	
قریش کے سردارون کے نام	۳۶۲		۴۵۲
دوزخ کے موکلونکی شکل اور صورتکا بیان	۳۶۹	سات مطلب عمدہ جو سورۂ دہر مین مذکور ہین انکا بیان	
للہ کہانا کہلانے کا ثواب ان شرطونپر موقوف ہے	۳۸۳		۴۵۳
بدصحبت کی آفتونکا بیان	۳۸۴	پیٹ کے اندر بچہ پیدا ہونے کا بیان	
قیامت کے دن کے واقعونکا بیان	۳۸۵		۴۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وشفیعنا ونبینا محمد والہ واصحابہ وازواجہ اجمعین بعد حمد
اور نعت کے فقیر سراپا تقصیر قلیل البضاعہ عدیم الاستطاعہ خادم علماء زمان احقر العباد محمد حسن خان مصطفی
بادی عفی اللہ عنہ برادران دیندار اور محبان تقوی شعار کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ قبل اسکے ۱۲۶۱ سنہ ہجریہ
مقدسہ مین تفسیر فتح العزیز کے عم کے سیپارہ کا ترجمہ بموجب حکم منہل جود وسخا منبع فیض وعطا محسن بیمثال
فیاض زمان قدردان علماوشہ فاجناب ناوخدا محمد علی بن محمد حسین صاحب مرحوم روگھے دامت
حسناتہم کے ہندی زبانمین ہوکر چھاپا گیا تہا اور حقتعالی کے کرم اور فضل سے مرغوب جمیع ہر عام اور خاص
کے ہوا بلکہ اسکو دیکھہ کے ہر شخص کو تبارک کے سیپارہ کی تفسیر کا اشتیاق پیدا ہوا کہ کسیطرح یہہ بہی
ہندیمین ہوکر چھپے سو انکی خواہش کے سبب سے جناب ناوخدا صاحب ممدوح کو منظور نظر ہوا کہ تبارک کے
سیپارہ کی تفسیر بہی ہندیمین ترجمہ ہوکر چھپے الحمد للہ کہ جناب ممدوح کے اشارہ اور حسن نیت کے بموجب اس
سیپارہ کی تفسیر بہی لباس اردو کا پہنا اور سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ مقدسہ مین مطبع محمدی مین چھپ کر اختتام کو پہنچا
حقتعالی جمیع مسلمانون کو توفیق عمل کی عطا کرے **فائدہ** معلوم کیا جائے کہ اس ترجمہ مین بہی کئی چیزونکی
رعایت کی گئی سو اسکا دریافت کرنا مطالعہ کرنے والونکے واسطے ضرور ہے اول یہہ کہ یہہ ترجمہ لفظا بلفظ نہین
ہی بلکہ ہندی محاورے کے موافق ہے تاکہ مطلب آسانی سے سمجہا جاوے دوسری یہہ کہ اصل مضمونمین زیادتی اور
کمتی نہین ہوئی ہے تاکہ اعتبار سے خارج نہووے لیکن کسی مجمل مضمونکی توضیح مین ایک دو کلمے بڑہ گئے ہین تیسری یہہ کہ
جہان کوئی مطلب دقیق اور مشکل آگیا ہے جسکا سمجہنا کسی دوسرے علم پر موقوف ہے جیسے کوئی قاعدہ علم ریاضی
یا حکمت کا تو اُسکا فقط ترجمہ کردیا ہے اسواسطے کہ اُسکا سمجہنا بغیر اس علم کے مصطلحات دریافت کرنیکے ہو نہین
سکتا اور اسکی تشریح فیما نحن فیہ سے خارج ہے اسواسطے کہ یہان پر قرآن شریف کی تفسیر عوام فہم منظور نہ تہی کہ
قاعدونکی تحقیق ہوتی یہہ کہ یہہ ترجمہ کلکتے کی چہپی ہوئی فارسی تفسیر عزیزیہ کی عبارت کے موافق ہے
اسواسطے کہ وہانکے علمانے اسکو بہت تصحیح سے چہاپا ہے فقط اب دیندار بہائیونکی خدمت مین ایک عرض ہے کہ
اِسکو ملاحظہ فرمانے کیوقت اگر کوئی بہول چوک نظر مین آوے تو اپنی والاہمتی سے اسکی اصلاح مین دریغ نفرماوین

نمبر ۱۲۶۴

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

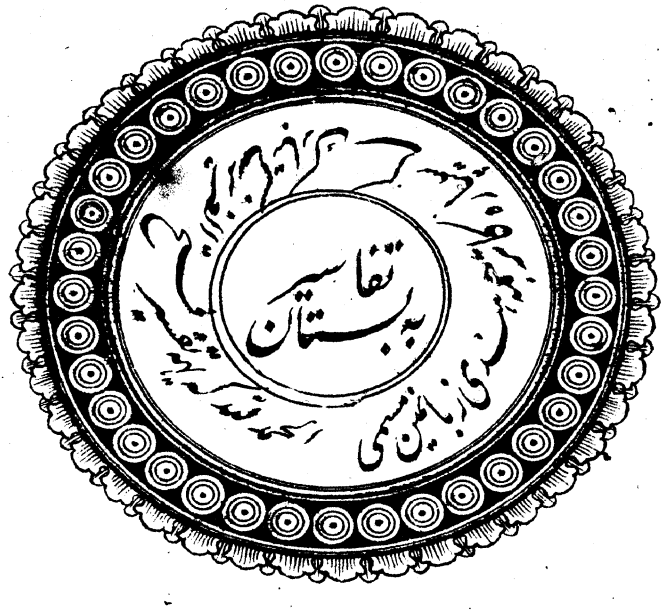

مطبع محمد عین بندہ عبد الملک کے اہتمام
سے سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین چھپکے اختتام کو پہنچا

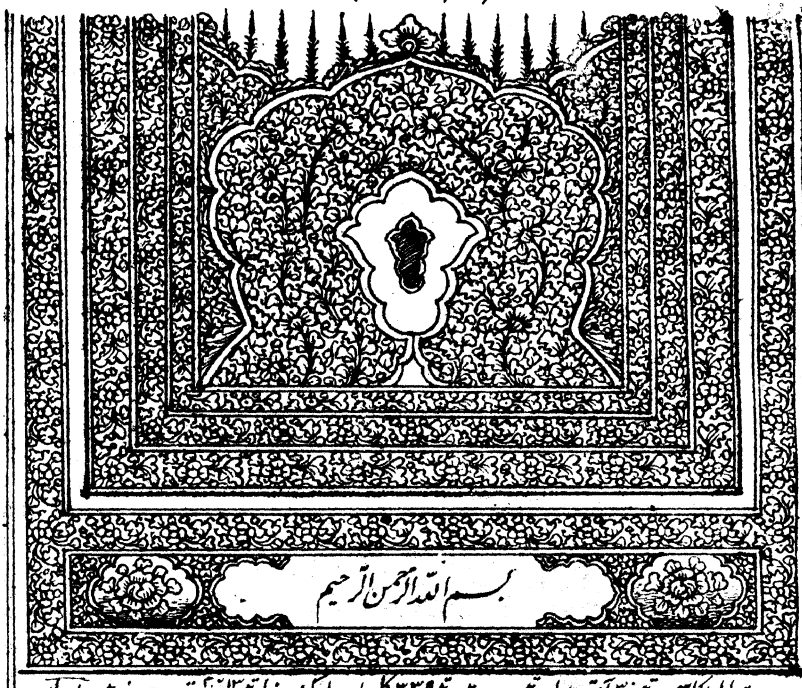

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورت الملک اسمین تیس آیتین اور تین سو بیس تیس ۳۳۰ کلمے اور ایک ہزار تین سو تیرہ حرف ہین اور اس
سورت کے مکی یا مدنی ہونے مین اختلاف ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے
کہ یہہ سورت مکی ہے اور الم تنزیل السجدہ کے بعد مکہ مین نازل ہوئی ہے اور اسکے بعد سورۂ حاقہ اور
سورۂ معارج نازل ہوی ہین اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابیونکی روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سورت مدنی ہے اور اسمین تیس آیتین ہین موافق صحیح حدیث کے جو صحاح مین حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سورت ہے جسکے
کی کتاب سے جسکی کل تیس آیتین ہین ایک شخص گنہگار کی شفاعت مین اسقدر اصرار اور ہٹ کیا کہ اسکو
جہنم کے گڑھے سے نکال کے بہشت مین داخل کیا اور وہ سورت تبارک الملک ہے اور حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین دوست رکھتا
ہون اسبات کو کہ یہہ سورت ہر مسلمان کے دل مین ہووے یعنے اس سورت کو چاہئے کہ ہر مسلمان یاد
کرے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ مرد یکو جب قبر مین رکھتے
ہین اور عذاب کے فرشتے آتے ہین تو یہہ سورت اُس مرد کی حمایت کرتی ہے اور اُن فرشتونکو منع کرتی
ہے اگر وے پاؤن کیطرف سے ارادہ آنیکا کرتے ہین تو اوسکے سر سے انکو منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ

مین ابد تک سے تمکو آنے نہ دونگی اسواسطے کہ اس شخص نے کھڑے ہوکر مجھکو نماز مین پڑہا تہا پہر اگر وے
سر کیطرف سے ارادہ آنیکا کرتے ہین تو اودہر سے بہی منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس شخص نے مجھکو اس منہہ سے
پڑہا ہے سو مین تمکو اسطرف سے بہی آنے نہ دونگی اور اسیطرح داہنے اور بائین سے بہی منع کرتی ہے اور کہتی ہے
کہ ان دونون طرف سے بہی تمکو آنے نہ دونگی اسواسطے کہ اس شخص نے اپنے سینے مین مجھکو یاد کیا ہے
اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ عشا کی نماز کے بعد اس سورت کو دو رکعت نفل مین بیٹہہ کے پڑہا
کرتے تہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو سونیکے پہلے اس سورت کو
ضرور پڑہتے تہے اسیواسطے اس سورت کا نام حدیث شریف مین مانعہ اور منجیہ اور واقیہ آیا ہے اسواسطے
کہ اپنے پڑہنے والیکو قبر کے عذاب سے بچاتی ہے اور نجات بخشتی ہے اور قیامت کے ہول اور صدمو نسے
محفوظ رکہتی ہے اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورۂ تحریم سے یہہ ہے کہ سورۂ تحریم مین گہر کے
انتظام اور بندوبست کی شرطین بیان ہین کہ آدمی کو اپنی عورتون اور گہر والون کے ساتہہ کسطرح گذران
کرنا چاہئے اور اگر اسکے اہل و عیال کسی گناہ مین مبتلا ہون اور دوزخ والون کے کام کرنا شروع کرین تو اس شخص پر
لازم ہے کہ انکو اس بد راہ سے روکے اور اس راہ پر چلنے نہ دے اور اس سورت مین خدائی اور شاہنشاہی کے
دستور اور آئین مذکور ہین اس سورت مین ایک گہر کی ریاست کا انتظام مذکور ہے اور اس سورت مین تمام
جہانکی ریاست کا انتظام مذکور ہے اور ادنی سے اعلی کیطرف ترقی کرنیکا قاعدہ اسی باتکو چاہتا ہے کہ
وہ سورت پہلے ہو اور یہہ اسکے بعد ہو اور یہہ بہی ہے کہ اس سورت مین دوزخ کی آگ کی صفت اس مضمون سے
بیان فرمائی ہے کہ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنے ایندہن دوزخ کا آدمی ہین اور پتہر اور عَلَيْهَا
مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ یعنے اس دوزخ پر مقرر ہین بے رحم اور
سخت مزاج فرشتے حکمی نہین کرتے اللہ تعالی کی جو حکم کرے انکو اور اس سورت مین اس مضمون کو اسطور سے
بیان فرمایا ہے کہ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ یعنے جب ڈالے جاوین اسمین
دوزخ مین سنینگے اسکی آواز اور وہ جوش مین ہوگی اور یہہ بہی مذکور ہے کہ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ
نَذِيرٌ یعنے پوچہینگے نگہبان دوزخ کے کیا نہین آیا تہا تم پاس کوئی ڈرانیوالا اور یہ دونو مضمون

اُسمین بہت قریب ہین اور اُس سورت مین مذکورہے کہ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ یعنے جب چھپاکر کہی ہی نے کسی اپنی بی بی سے ایک بات پھر جب خبر کردی اُسکی اور جتادیا اللہ نے ہی کو اور اِس سورۃ مین مذکور ہے کہ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے چھپاکر کہو اپنی بات یا ظاہر کرکے کہو مقرر جانتا ہے سینونکی باتکو اور اُس سورۃ مین مذکور ہے کہ وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ یعنے اگر غلبہ کروگے تم دونون اُسپر تو اُسکا مولا یعنے کام بنانیوالا اللہ تعالیٰ ہے اور اِس سورۃ مین مذکور ہے کہ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا یعنے تو کہدے وہ معبود رحمن ہے اُسیکا ایمان لائے ہم اور اُسی پر بھروسا کیا ہمنے اور یہہ بھی اُس سورۃ مین مذکور ہے کہ اپنی جورونکی خاطرداری کیواسطے اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو کیون اپنے اوپر حرام کیا تو نے اور اِس سورۃ مین مذکور ہے کہ سلطنت اور حکومت یعنی اللہ تعالیٰ کیواسطے ہی پھر اُسکے حکمون کے بدلنے مین دوسرونکی پیروی کرنا نہ چاہئے اسواسطے کہ حکم کرنا بادشاہون کیواسطے خاص ہے کسیکی خاطر کیواسطے بادشاہون کے حکم کے خلاف کرنا ہرگز درست نہین ہے اب اُسی پر قیاس کرکے اگر مناسبت کی وجہونکو ڈھونڈھے تو بہت نکل سکتی ہین اور اِس سورۃ کا نام سورۃ الملک اسواسطے رہا ہے کہ اِسمین جو جو چیزین حقیقی بادشاہت کیواسطے لایق ہین اُنکو اُس مالک الملک علی الاطلاق کیواسطے ثابت کیا ہے اور وہ بہت سی چیزین ہین چنانچہ خیر اُنکی کثرت اور اُنعام و احسانکی زیادتی سو یہہ تبارک کی لفظ سے بوجھی جاتی ہے اور دوسری قدرت کا عام ہونا یعنے ہر چیز کو شامل ہونا یہان تک کہ مارنا اور جلانا بھی اختیار مین ہو جو کسی بادشاہ کی قدرت اور اختیار مین نہایسو یہہ مضمون وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی لفظ سے اور خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ کی لفظ سے بوجھا جاتا ہے اور تیسری اپنی رعایا اور منصب دارون اور ملک کے حاکمون کے کامون سے باخبر رہنا کہ یہہ بھی سلطنت کے لوازم مومنین سے ہے سو یہہ بات لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی لفظ سے اور اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کی لفظ سے بوجھی جاتی ہے اور چوتھی غلبہ اور عزت اور مرتبہ ہونا سو عزیز کی لفظ اسپر دلالت کرتی ہے پانچوین بخشش اور گناہونکا معاف کرنا جو غفور کی لفظ سے بوجھا جاتا ہے چھٹین اپنے اہل کارون اور غلامون اور نوکرون کیواسطے بڑے بڑے عالیشان مکان تیار کرنا سو یہہ مضمون خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مین پایا جاتا ہے

ساتوین اپنے رعایا مین کسیطرح کی کمی بیشی اور تفاوت نکرنا جو مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ
کے مضمون سے بوجہا جاتا ہی آٹھوین اپنے مملکت کے شہرونکو آراستہ کرنا اور شیشے بندی اور روشنی کر کے
زینت دینا سو یہہ بات اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ کے مضمون سے بوجہی جاتی ہی نوین دشمنون کے
مقابلے کیواسطے لڑائی کا سامان جیسے توپ بندوق گولہ باروت قیدخانہ پیادے تیار رکہنا سو یہہ مضمون وَجَعَلْنٰهَا
رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ اور وَسَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ مین
پایا جاتا ہی دسوین بہت سے اسباب سرفرازی اور رحمت کے اپنے دوستون اور فرمان بردارون کے
واسطے تیار رکہنا جو اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ کی آیت سے بوجہا جاتا ہی
اور ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ مین پے در پے تین آیتون تک یہی دونون مضمون تاکید
کے طور پر بوجہے جاتے ہین گیارہوین وحشی اور بالو جانورونکو قوشخانہ مین رکہنا سو یہہ مضمون اَوَلَمْ یَرَوْا
اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ سے بوجہا جاتا ہی بارہوین ملک مین امن اور غلہ کی ارزانی اور رزق اور
روزینے اور درماہے اور سالیانے کی وسعت اور کشادگی کرنا سو یہہ مضمون ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ
مین اور بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ تک ان سب آیتون مین یہی مضمون بوجہا جاتا ہی تیرہوین یہہ بات
کہ کسیکو اسقدر نبرہانا جو اُس درگاہ کے مردودون اور نکالے ہُوونکو پُناہ دیوے یا حمایت اور طرفداری
کرے یا اُس بارگاہ کے محروم اور بے نصیب کو کُچہہ روزی پُہنچاوے یا کُچہہ دیوے کہ اُسکا کوئی
کام نکل جاوے یا کسیطرح سے اُسکو نفع پُہنچاوے سو یہہ مضمون اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ
یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ کی آیت مین اور بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ تک بوجہا جاتا ہی اور یہہ سورت
رحمانیات کی سورتون سے ہی یعنے جنمین اسم ذات کے مقام پر رحمن کی لفظ کو لائے ہین جیسے
سورۂ انبیا اور سورۂ یٰسین اور سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ اور سورۂ حاقّہ اور سوائے اِنکے بہی اور سورتین ہین
اسیطرح بعضی سورتین ربانیات ہین یعنے اُنمین اِسم ذات کے مقام پر رب کے نام کو لائے ہین جیسے
سورۂ ہود اور سورۂ یوسف بڑی سورتون مین اور سورۂ والفجر وغیرہ چہوٹی سورتون مین ہین واللہ اعلم بالصواب

والیہ المرجع والمآب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی بیدہ الملک بڑی برکت والا ہی نام پاک اُسکا جسکے قبضۂ قدرت مین ہی سلطنت آسمان
و زمین کی اور جو ان دونو نکے درمیان مین ہی اب یہان پر جانا چاہئے کہ اذکار عشرہ یعنے دس ذکر
جیسے تسبیح یعنے سبحان اللہ اور تحمید یعنے الحمد للہ اور تکبیر یعنے اللہ اکبر اور تہلیل یعنے لا الہ الا اللہ اور
توحید یعنے وحدہٗ لا شریک لہ اور حوقلہ یعنے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور حسبلہ یعنے حسبی اللہ اور بسملہ
یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور استعانت اور تبارک یہ دسو ذکر ہر شریعت مین مختلف لفظونسے
رایج اور معمول رہے ہین چنانچہ قران شریف مین یہہ ذکر یعنے تبارک کا دو سورتونکی ابتدا مین واقع ہوا ہی
ایک یہہ سورت اور دوسری سورۂ فرقان اور تحمید کا ذکر پانچ سورتونکی ابتدا مین ہی اوّل سورۂ فاتحہ دوسری
سورۂ انعام تیسری سورۂ کہف چوتھی سورۂ سبا پانچوین سورۂ فاطر اور تسبیح کا ذکر سات سورتونکی
ابتدا مین ہی اوّل سورۂ بنی اسرائیل دوسری سورۂ حدید تیسری سورۂ حشر چوتھی سورۂ صف پانچوین
سورۂ جمعہ چھٹین سورۂ تغابن ساتوین سورۂ سبح اسم اور اس ذکر کی حقیقت اللہ تعالی کے انعامات اور
احسانات کی کثرت کا ملاحظہ کرنا ہی جو ہر ہر ذرہ مین ذرات عالم سے جلوہ گر ہین اور یہہ بات ہمیشگی کے ساتھہ
پائی جاتی ہی کبھی جدا نہین ہوتی اسواسطے کہ برکت کے مفہوم مین دونون چیزین داخل ہین ایک خیر کا پایا جانا
اور دوسری ہمیشہ اسمین رہنا اسیواسطے جسمین خیر پائی جائے اُسکو مبارک نہین کہتے ہین اور جس سے
ایک بار یا دو بار خیر پائی جائے اُسکو بھی مبارک نہین کہتے ہین بلکہ مبارک اُسیکو کہتے ہین جسمین ہمیشہ
خیر کا صدور پایا جاے اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ تمام ان بے انتہا عالمونکے اُصول یعنے جڑ دو عالم ہین ایک کا
نام ملک ہی جسکو عالم اجسام کہتے ہین وہ عرش سے فرش تک ہی اور دوسریکا نام ملکوت جسکو عالم ارواح
کہتے ہین سو وہ قلم اعلی سے نفس ناطقہ انسانیہ تک ہی اور اُس مالک علی الاطلاق کا حکم ان دونون عالمونمین
بادشاہون اور مالکونکے مانند جاری ہی سو اس مالکیت اور تصرف کے اعتبار سے عالم ملک اُس اپنے
مالک کا وصف تبارک کی لفظ سے بیان کرتے ہین اسواسطے کہ یہہ لفظ ہمیشہ کی کثرت خیر پر دلالت کرتی ہی

اور یہہ بات ظاہر ہی کہ یہہ عالم روز بروز زیادتی اور ترقی پر ہی اور ہر ساعت اور ہر لمحہ مین ترکیبین عجیب
اور صفتین غریب اور نادر جو علم الہی مین پوشیدہ ہین ظاہر ہوا کرتی ہین اور تسخیر اور گھیر لینے کے اعتبار سے
عالم ملکوت اپنے ارادے کے خواہش سے اُس مالک الملک کا وصف تسبیح کی لفظ سے کرتے ہین جو
تنزیہ اور تقدیس کے معنونمین ہی یعنے ہر عیب سے اُسکی ذات پاک ہی چنانچہ سورۂ یٰسین کے آخر
مین فرمایا ہی فَسُبْحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ذات ہی اُسکی جسکی قبضۂ
قدرت مین ہی حکومت ہر چیز کی اور یہہ تسبیح کی لفظ سے ذکر کرنا اسواسطے ہی کہ تنزہ اور تقدس عالم ارواح
کے مناسب ہی اور جب تبارک الذی کے جملے کے بیان کرنے سے قدرتون الہی کے عجائبات کیطرف جو
عالم ملک مین ظاہر اور محسوس ہین اور امکان کے پردے سے نکل کر وجود کے میدان مین جلوہ گر ہو رہے ہین اور بے
اسقدر ہین کہ شمار اور گنتی کی حد سے باہر ہین تمام اشارہ ہو چکا تو اب بیان فرماتے ہین کہ تصرف اور تدبیر اللہ تعالے
کی اس عالم مین جو چیز کہ موجود اور محسوس ہی اسی پر منحصر نہین ہی بلکہ جسپر صفت امکان کی صادق آسکتی ہی
اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ ممکن ہی اگرچہ وُہ چیز امکان کے پردے مین چھپی ہو لیکن قدرت اللہ تعالی کی اُسکے ساتھہ
متعلق ہی یعنے یہہ کہہ سکتے ہین کہ وُہ اُسپر قادر ہی چاہے تو ظاہر کردے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور وُہ یعنے اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہی وُہ چیز موجود ہو یا نہو معتاد ہو یا نہو اور یہی وجہ ہی کہ موجودات کی امکانیہ
صورتونکی انتہا نہین ہی اور اُسکی قدرت کے خزانے اسقدر معمور اور پُر ہین کہ انکی گنتی اور شمار کوئی نہین کرسکتا
چنانچہ دوسری جگہہ خود فرمایا ہی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا
بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے جو چیز ہی اُسکے خزانے ہمارے پاس بہرے پڑین ہین اور نہین اتارتے ہین ہم
اُسکو مگر ایک اندازہ کے ساتھہ جو معلوم ہی یہان خوب غور کرکے دیکھنا چاہئے کہ یہہ کثرت ہر چیز کے
خزانونکی کسی بادشاہ کیواسطے متصور نہین ہوسکتی چنانچہ یہان پر کتنے کارخانے اسکی قدرت کاملہ کے
بیان کئے جاتے ہین انکو خوب غور اور تامل سے دیکھنا چاہئے کہ کیا کیا اُسکی قدرت کی عجایب اور
غرایب نشانیان ظاہر ہو رہی ہین تاکہ انکو دیکھہ اور سمجھہ کے اسکی بادشاہت کی وسعت تمہارے ذہنونمین
کچھہ در آوے اور ایک تھوڑی سی معرفت جو اُس جناب پاک کیطرف رجوع اور متوجہہ ہونے کا سبب

ہوسکے تمکو حاصل ہووے اب ان کارخانونمین سے پہلے اپنی نوع اور قسم کے کارخانے کو جو خاص سرکار کے چیلے ہین خوب غور اور فکر سے دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالی کی برکت نے اِس باتکو چاہا کہ ایک قسم کو اپنی مخلوقات سے اپنی قدرت اور اختیار کا ظل اور نمونہ بناوے اور خاص اپنے علم اور شعور کی روشنی سے کچھہ اُسکو عنایت کرے تاکہ اپنے اختیار سے ہمیشہ نیک بات کرنے مین اللہ تعالی کے خُلق کی صفت کے ساتھہ مشابہت پیدا کرے اسواسطے کہ سواے انسان کے جتنے اور مخلوقات الہی ہین وے سب نیک بات کے کرنے مین اِس قسم کا اختیار نہین رکھتے بلکہ اُنسے نیک بات جو ہوتی ہے یا تو وے اسمین بے اختیار محض ہوتے ہین جیسے آسمانون کی گردش اور ستارے اور عناصر اور معادن اور نباتات کی تاثیر کہ یہہ بات یعنے تاثیر اُنکے اختیار مین نہین ہے یا کچھہ ضعیف اختیار رکھتے ہین لیکن وُہ اختیار طبیعت اور عادت کے طور پر ہوتا ہے اِسی سبب سے وے بھلائی اور بُرائی کے سزاوار نہین ہوتے ہین اور نیکو بیان اُنکی ہمیشہ نہین ہوسکتین جیسے حیوان یا اختیار رکھتے ہین لیکن اُسمین مجبور ہین اور اپنے خاوند کے سامنے بے اختیار ونکی طرح سے معہور جیسے فرشتے اور کام کرنیوالی روحین اس سبب سے انکی قسم کو حق تعالی نے پیدا کیا اور قدرت اور اختیار اور شعور اور جو جیسے چاہئے ویسے اسکو دی تاوہ انسان ایسے کام کرے جنکے تاثیر ہمیشہ رہے اور عالم کی ابادی کا سبب ہو پھر ایسی نادر قسم کو پیدا کرکے اپنا خلیفہ کیا اور اسکو اسیکے طور پر مختار کرکے چھوڑ دیا پھر اب اسکے واسطے کوئی چیز ایسی چاہئے جو اسکو نیک بات کیطرف رغبت دلاوے اور بُری خواہشون اور برائیونسے اسکو باز رکھے سو اللہ تعالی الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ ایسا قدرت والا بادشاہ ہے جسنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ زندگی کے سبب سے تم اختیاری کامون پر قدرت پاؤ اور موت کے سبب سے ان کامونکے نیک اثار ظاہر ہوون پس یون بوجہا جاتا ہے کہ زندگی گویا بیج اور کام کے درخت کی پیدایش کا سبب ہے اور موت اُس درخت مین پہل لگنے اور اسکے اثار ظاہر ہونیکا سبب ہے اور یہہ تدبیر عجیب اور غریب حق تعالی نے اسواسطے کی ہے لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ تم سبکو جانچے کہ کون تم مین سے بہتر اور اچھا ہے کام کرنے مین اور نیک عمل کے درجونکے تفاوت کے سبب سے تمہاری مشابہت کے مرتبے بھی اپنے خالق کے ساتھہ گھٹتے بڑھتے جاتے ہین جسقدر خلوص نیت اور للہیت نیک کام مین زیادہ ہوگی اُسیقدر اللہ تعالی کی برکت کا ظہور تم مین زیادہ ہوویگا بس اِس تدبیر سے

فائدہ انسان کے کارخانے کا بیان ہے

ایجاد کا بیان ہے

اکثر

برکت کے بیج کو اللہ تعالی نے بویا ہی تاکہ حاصل اُسکا ایک عالم کی آبادی کا سبب ہووے اور اس عالم کا نام آخرت ہی اور یہہ تدبیر بلاشبہ اُن بڑے خزانیوالونکی تدبیر کے مانند ہی جو چاہتے ہین کہ اپنے خزانے کو کھیتی یا تجارت سے بڑہاوین تاکہ ایک رنگ دوسرا پیدا ہووے اور صورت دوسری حاصل ہووے لیکن اِن دونون تدبیرونمین فرق اتنا ہی کہ خزانیوالے اپنے خزانے کے بڑہانے مین دوسرونکی طرف محتاج ہوتے ہین اور وُہ مالک علی الاطلاق کسی کام مین دوسرے کیطرف احتیاج نہین رکہتا بلکہ اپنے بعضے مخلوقات کو بعضے ترکیب دیکر اُس نقش کی صورت ظاہر کر دیتا ہی یہی سبب ہی کہ باوجود اِسبات کے کہ اپنے بندے بڑی قدرت اور اختیار والونکو اُس نقش کے حاصل کرنے مین واسطہ گردانتا ہی اور اُنکام کو اُنہین کے طور چہوڑ دیا ہی چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہی اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا عَلَیْکُمْ یعنے سوا اُسکے نہین کہ یہہ تمہارے عمل ہین جو گنتے ہین ہم تم پر لیکن وہ اُسکے غلبے اور عزت مین ہرگز خلل نہین آیا اسواسطے کہ ہر چیز کے اختیار کی باگہہ اپنے ہی قبضۂ قدرت مین رکہی ہی وَھُوَ الْعَزِیْزُ اور وہی ہی ایسی عزت والا کہ ویسی عزت کسی دوسرے مین متصور نہین ہوسکتی اور اگر ایسی عزت اسکی نہوتی تو نافرمانی اور عدول حکمی پر اِس مخلوق کو یعنے اِنسانکو کہ اپنا خلیفہ بناکر تصرف مین مختار کیا ہی مُواخذہ اور تنبیہ نکر سکتا جیسے دنیا کے بادشاہ کہ اگر کسیکو اپنا نایب بناکر اور نیابت کی خلعت پہنا کر بالکل اختیار دیتے ہین پہر اُس سے اُس منصب کا لینا دشوار ہو جاتا ہی اور ہرگز اُسکو موقوف نہین کر سکتے بلکہ اگر اُس سے کوئی خلاف یا اپنی نامرضی بات ظاہر ہوتی ہی تو اُسپر اُسکو مُواخذہ اور غصہ اور عذاب بہی نہین کر سکتے سو اللہ تعالی کی ذات اِس نقصان سے پاک ہی اور باوجود اس عزت اور غلبے کے کہ اُس مالک الملک مین پایا جاتا ہی ایک صفت اور بہی ہی کہ اَلْغَفُوْرُ بخشنے والا اور عیب ڈہانکنے والا ہی یعنے اپنے بندونکو نافرمانی اور تقصیرون پر جہٹ پٹ نہین پکڑتا بلکہ مُہلت دیتا ہی پہر اگر اُنہون نے اُسی تقصیر پر ہٹ کی اور نافرمانی کو اپنا پیشہ ٹہہرالیا یہان تک کہ لایق مغفرت کے نرہے تو البتہ اُنکو سزا دیتا ہی اب یہان پر دو سوال ہین جواب طلب پہلا سوال یہہ ہی کہ موت کو حیوۃ پر کیون مقدم لائے اسواسطے کہ ظاہر مین پہلے زندگی ہی اُسکے بعد موت ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ عمل نیک ظاہر ہونیکا سبب حقیقت مین موت ہی اور اسجگہہ پر منظور نیک عمل کا امتحان ہی نہ اصل عمل پر مطلع کرنا تو اصل مقصود موت ہوئی اسواسطے کہ مقصد کا سبب ہے

اور زندگی اُسکا وسیلہ ہی اسواسطے کہ زندگی اُسکام کا سبب ہی جو وسیلہ ہی وَالْمَقَاصِدِ تُقَدَّمُ دَائِمًا
عَلَى الْوَسَائِلِ وَاِنْكَانَ لِلْوَسَائِلِ تَقَدُّمٌ زَمَانِيٌّ عَلَى الْمَقَاصِدِ یعنے مقصد کا رتبہ مقدم ہی
وسیلہ کے رتبے پر اگرچہ وسیلہ کا وجود مقدم ہوتا ہی مقصد پر اور دوسرا جواب یہہ ہی کہ موت عالم ملک
مین ذاتی ہی یعنے قایم بالذات ہی اور حیات عرضی یعنے قایم بالغیر اور ذاتی مقدم ہوتی ہی عرضی پر اور تیسرا
جواب یہہ ہی کہ موت کو حیات پر اسواسطے مقدم کیا کہ موت ہر وقت آدمیکے سامنے رہتی ہی اور وہ کبھی
اُس سے غافل نہین ہوتا چنانچہ حدیث شریف مین بھی وارد ہی کہ اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ اَلْمَوْتَ
یعنے بہت یاد کرو اور پیش نظر رکھو مٹیت کر دینے والی لذتونکو یعنے موت کو اور دوسری حدیث مین
بھی ہی کہ بِئْسَ الْعَبْدُ نَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى یعنے بہت بُرا وہ بندہ ہی جو بھول گیا قبرونکو اور اسمین جو
آدمی پر گذرتا ہی یعنے سڑ گل جانا اور نیست و نابود ہو جانا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی گئی ہی کہ موت سے دُنیا کی موت مراد ہی اور حیوہ سے آخرت کی حیات اور دنیا کی موت
پہلے ہی آخرت کی زندگی سے اور بعضے مفسرون سے یون منقول ہی کہ موت سے مراد نطفے کی حالت ہی
اور حیات سے مراد دنیا کی زندگی اور نطفے کی حالت زندگی کے پہلے ہوتی ہی اب اِس تفسیر پر لِيَبْلُوَكُمْ
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے ساتھہ مناسبت اسطرح پر ہو جہا چاہئے کہ پہلے تمکو مردہ کیا پہر زندہ کیا تو تمکو لازم
ہی کہ اسبا تمکو ہو جہہ لو کہ تمکو ہر موت کے بعد زندگی ہی اور اپنے نیک عملونکا فائدہ اُس زندگی مین تمکو
پہنچتا ہی اور بدعملونکی سزا مین گرفتار ہونا ہی سو تمکو چاہئے کہ اسبات کو سوچ کے نیک عمل کے کرنے مین
کوشش کرو اور بدعملون سے اپنے تئین دور رکھو اور دوسرا سوال یہہ ہی کہ موت کے پیدا کرنے کے کیا معنے
اسواسطے کہ موت نام ہی زندگی کے جانیکا اور جانا ہر چیز کا نیست ہو جانا اُس چیز کا ہی اور یہہ مخلوق نہین
ہی پس پیدا کرنا ایک چیز کا بھی اسکے نیستے کے بیان مین کافی ہی اِسکا جواب یہہ ہی کہ موت اور حیات کے
درمیان مین نسبت عدم اور ملکے کی پائے جاتی ہی اسواسطے کہ اپنی خواہش اور ارادے سے حرکت کرنیکا
نام حیات ہی اگرچہ وہ حرکت اُسکی بیقرار ایسے ہو جیسے دم کہ خود بخود بہتر جاتا ہی اور اوپر آتا ہی اور جو چیز
کہ لیاقت حرکت کی رکھتی ہو پہر اس سے حرکت اپنے ارادے سے نہو سکے اُسکا نام موت ہی اسواسطے انگوری

اور پتھر کو مردہ نہین کہتے ہین اور مٹی کا عدم ہونا اسطور سے ہی کہ بالکل عدم ہو نہین سکتا بلکہ کچھہ وجود کا شایبہ
اور بو اُسمین باقی ہوتی ہی یہی سبب ہی کہ جو محل اُسکی قبولیت کی لیاقت نہین رکھتا اسمین موت نہین پائی
جاتی پھر جب اسمین ایک شائبہ وجود کا پایا گیا تو قابلیت مخلوق ہونیکی بھی اسمین پائی گئی جیسے حیات
مین اور دوسرا جواب حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ موت اور حیات کی خلقت
سے ان دونونکی صورت مثالیہ مراد ہی اسواسطے کہ عالم مثال مین موت کو چت کبرے بکری کی صورت پر
پیدا کیا ہی کہ جب کسی چیز پر اُسکا گذر ہوتا ہی اور اُسکی بو اُسکے دماغ مین پہنچتی ہی اسیوقت وہ مرجاتی
ہی اور حیات کو ابلق گھوڑے کی صورت پر پیدا کیا ہی کہ جب کسی چیز پر اُسکا گذر ہوا اور اُسکی بو اُسکے
دماغ مین پہنچی تبھی وہ چیز زندہ ہوگئی اور یہی وجہ ہی کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ قیامت کے دن بعد داخل
ہونے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین موت کو بکری کی صورت پر لاکر ذبح کرڈالین گے
تاکہ دوزخ والونکو غم دونا ہووے اور بہشتیونکو بے انتہا خوشی حاصل ہووے اور سامری کے قصے
مین بھی واقع ہی کہ اُسنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ابلق گھوڑی پر سوار دیکھا اور اُسکے سُم کے نیچے
سے ایک مٹھی خاک اوٹھالی تھی اور اسکو بچھڑے مین جو قبطیونکے زیور سے بنایا تھا ڈال دی تھی اور اُسکو
ایک طلسم بناکر اپنا معبود قرار دیا تھا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب اس آیت کو پڑہا اور اس لفظ تک پہنچے کہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تو آپ نے اسکے تفسیر مین ارشاد فرمایا
اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا وَاَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ وَاَسْرَعُ فِی طَاعَۃِ اللّٰہِ یعنے کون تم مین سے نیک ہی
عقل کا اور بہت ڈرنیوالا اللہ تعالی کے محارم سے اور جلدی کرنیوالا اللہ تعالی کی بندگی مین یعنے نیک عمل سے
نقلون کی کثرت مراد نہین ہی بلکہ اداب کی رعایت کرنا اور اپنے نفس کو ممنوعات سے باز رکھنا مراد ہی
اسواسطے کہ گناہ جب عبادتمین پایا جاتا ہی تو اُس عبادت کے اثر کو ضعیف کردیتا ہی پھر اب اُس سلطنت
کی عمارتون کو اور عالی بناؤن کے کارخانیکو غور سے دیکھا چاہیئے اور وہ ظاہر ہی کہ عالم ملک مین نہایت
کمال درجیکی پیدایش آسمان ہی اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی مضبوط اور سڈول اور اراستہ سب قرینے
برابر دنیا مین پائی نہین جاتی سو وہ اللہ تعالی الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ایسا بادشاہ قدرت والا ہی

جسنے پیدا کئے سات آسمان تاکہ ہر آسمان سے ایک فیض خاص عالم پر نازل فرماوے اور اُس فیض کو آدمی
مین اُس آسمان کی طرف یا ستارونکی طرف یا اُن روحون کیطرف جو اُس آسمان سے تعلق رکھتی ہین نسبت
کرین اور ماسوا مالک علی الاطلاق کا فعل اِس دنیا مین چھپا ہوا ہے جسطرح ظاہری بادشاہونکی عادت ہوتی
ہی کہ اپنے کامونکو اہل کارونسے لیا کرتے ہین اور اپنے فعل کو انکے بردیمین چھپا رکھتے ہین اور جانا چاہئے
کہ جو نعمت دنیا مین پائی جاتی ہی اُسکا اصل اور مبدا کسی آسمان سے علاقہ رکھتا ہی اور اُس آسمان
کے رہنے والے اُس نعمت کے پہنچانیکے واسطے پڑے ہین اور اِن آسمانونکو جدا جدا بنایا تاکہ لوگون پر
فیض پہنچنے مین اختلاف نزدیکی اور دوریکا واقع ہو بلکہ کیا ان ساتون آسمانونکو طِبَاقًا طبقے طبقے
یعنے ہر آسمان اپنے نیچے والے آسمانکو محیط اور گہیرے ہوہی اور جو فیض کہ اوپر کے آسمان سے نازل
ہوتا ہی وہ اُس آسمان پر جو اُسکے نیچے ہی اوّل نازل ہوتا ہی پھر جو اُسکے نیچے ہی اسیطرح ہر نیچے
آسمانون پر نازل ہوتا ہوا بلکہ ہر آسمانکے فیض کو شامل ہوتا ہوا زمین پر نازل ہوتا ہی اور یہہ بھی ہی کہ ساتون
آسمانونکو آپسمین مطابق ایک دوسریکے بنایا تاکہ اس آپس کی موافقت کے سبب سے کسیطرح کا خلل اور
فساد دنیا کے حکمونمین راہ نپاوے اور یہہ تدبیر عجیب کائنات کے نیک عملونکی تمامی کا سبب ہووے
یہی سبب ہی کہ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ نہین دیکھتا ہی تو اللہ تعالی کی پیدایش مین نہ عالم علوی مین
اور نہ عالم کون و فساد مین یعنے دنیا مین مِنْ تَفَاوُتٍ کسیطرح کا تفاوت اور نقصان نہ حکمت کی رعایت
مین اور نہ آراستگی مین اور نہ کسی چیز سے تاثیرونکے صادر ہونے مین جو مطلوب ہین مگر جو تفاوت کے ظاہر مین پایا جاتا
ہی سو وہ صُوَر نوعیہ کی طبیعتونکے مختلف ہونیکے سبب سے اور اختیار والونکے ارادے اور خواہش
مختلف ہونیکے سبب سے ہی اور یہہ تفاوت عین حکمت اور جہانداری کا مقتضا ہی اگر یہہ تفاوت نہوتا تو
عجیب عجیب آثار اور نادر نادر ترکیبین ظاہر نہوتین سوا اسی سُننے والے اگر اِس امر مین تجھکو کچھہ بھی شک اور
شبہہ ہووے اور اِس تفاوت کو اسکی حکمت کی رعایت کے نقصان کا تون سبب سمجھے تو فَارْجِعِ الْبَصَرَ
پس پھیر اپنی آنکھہ کو عالم علوی کیطرف اسواسطے کہ اصل اور مبدا ہونیوالی اور فاسد ہونیوالی چیز کا وہی ہی
اور جب تک چیز کی اصل مین خلل نہین آتا ہی تبتک اس چیز مین کسیطرح کا نقصان متصور نہین ہوسکتا

هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ کیا دیکھتا ہی تون عالم علوی مین کوئی شگاف یا دراڑ جو اسکی حکمت کے نقصان پر دلالت کرے اور اگر ایک مرتبے کے دیکھنے مین تجھکو تشفی اور خاطر جمع حاصل نہو اور تون کہے کہ پہلی نظر کا اعتبار نہین تو ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پھر پھرا اپنی عقل کی آنکھہ کو اور اس عالم کے احوال کو دیکھہ کئی بار اگر یعنے مُکرّر دیکھہ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا پھر آویگی نظر تیری تیری طرف ہانکی ہوئی اور کہدہری گئی گویا اللہ تعالی کی حکمتون کی دلیلون مین نقصان تلاش کرنیوالیکو ہانکتی ہین وَهُوَ حَسِيْرٌ اور وہ نظر تھک گئی اور عاجز ہوئی بس یہہ امر صریح دلیل ہی اسبات پر کہ اللہ تعالی ہر چیز مین حکمت کو دوست رکھتا ہی تو تمہارے اختیاری کامون مین بھی اسی بات کو دوست رکھتا ہی کہ اچھی وجہ سے جسقدر کہ ممکن ہی واقع ہوون اور پائے جاوین اور کسیطرح کا نقصان اور رخنہ جو حکمت کے خلاف ہو یا نجاوے تاکہ اپنے خالق سے حتی المقدور مشابہت حاصل کرو اور اس آیت مین اسم ذات کی جگہہ رحمان کی لفظ کو اسواسطے لائے ہین کہ عالم کی پیدایش مین حکمت کی رعایت کرنا سب نعمتونکا مبدء ہی اور یہہ انعام کا عام ہونا رحمانیت کی صفت کا اثر ہی جو عموم رحمت کے معنون مین ہی اور اسکیلیے پر جانا چاہیئے کہ آسمانکا جوہر بسیط ہی یعنے مرکب نہین ہی عناصر اور مرکبات عُنصریہ کے جوہرونکے سوائے سو جسطرح پانی اور آگ اور ہوا اور خاک کو نہین کہہ سکتے ہین کہ فلانی چیز سے مرکّب ہین اسیطرح آسمانکو بھی نہین کہہ سکتے کہ فلانے جوہر سے مرکّب ہی اور جو روایتین کہ حضرت کعب الاحبار وغیرہ سے آئی ہین کہ دنیا کا آسمان پانی کی موج ہی کہ بے لگا گہرا ہی اور دوسرا آسمان سفید موتی کا ہی اور تیسرا آسمان لوہے کا ہی اور چوتھا آسمان تانبے کا ہی اور پانچوان آسمان چاندی کا ہی اور چھٹا آسمان سونے کا ہی اور ساتوان آسمان یاقوت سرخ کا ہی سو یہہ سب مشابہت اور تمثیل کے طور پر ہین یعنے اگر آسمانی جوہرونکو دنیا کے جواہر معلومہ سے تطبیق اور تمثیل دیوین تو یہہ جوہر فلانے آسمانکے ساتھہ مشابہ ہوگا اور یہہ فلانے کے ساتھہ چنانچہ اسیطور کی تطبیق اور تشبیہ کے سبب سے آفتاب کو زرّین یعنے سنہرا اور چاند کو سیمین یعنے روپہرا خیال کرتے ہین اور دن کو اشہب یعنے سفید اور رات کو ادہم یعنے سیاہ کہتے ہین اور جب حکمت کی رعایت کے بیان سے اور عالم علوی اور عالم سفلی کی عمارت کے کارخانیکی عمل کی مضبوطی کے بیان سے فراغت

پاہی اور اتنا معلوم کرلینا ضرور ہی کہ عالم علوی کی بنا ئین بادشاہی ارکٹ کے قایم مقام ہین اور عالم سفلی کی بنائین جو کائنات اور فاسدات کو شامل ہین سو عالم علوی کی نسبت سے شہر کے رعایا کی گہرون کے قایم مقام ہین تو اب ان سب بیانونکے بعد فرماتے ہین کہ اِس عمارت کے حسن ذاتی کی تکمیل مین اور ہر کام کو اُسکے پوری حکمت کے ساتہہ ادا کرنے مین کوئی نقصان باقی نہین رہا خصوصًا عارضی بہلائیون اور زینتونکو بہی کمال کو پہنچایا ہی ہمنے اور اُنہین زینتون اور نکوئیون کو دشمنون پر عذاب کا سبب اور چورون کیواسطے نگاہ بانیکا سبب کیا ہی کہ اس سبب سے چور اور بہلیہ ہرگز اِس محل خاص کے نزدیک نہین ہوسکتے" اور یہہ ایک عجیب تدبیر ہی جو کسی بادشاہ کو میسر نہین ہوی یعنے ایک ہی چیز ہی کہ اسکو سلطنت کی زینت اور رونق گردانا ہی اور اُسیکو دشمنون پر قہر اور عذاب اور چورون اور مفسدون پر سیاست اور نگاہ بانیکا سبب کردیا ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اور تحقیق زینت دی ہمنے دنیا کے آسمانکو جو زمین کے نزدیک ہی اور چاند اسمین پایا جاتا ہی بِمَصَابِيحَ بہت چراغون سے جو اُس آسمانکے اوپر درجہ بدرجہ اپنے اپنے مقام مناسب پر لگے ہوے ہین چنانچہ ثوابت یعنے وے ستارے جنکو حرکت نہین ہی وے سب کرسی مین معلق ہین اور زحل ساتوین آسمان مین اور مشتری چھٹے مین اور مریخ پانچوین مین اور سورج چوتھے مین اور زہرا تیسرے مین اور عطارد دوسرے مین اور چاند پہلے مین اور اِن سبکی روشنی نے پہلے آسمانکو یعنے جو دنیا کے قریب اور سبکے نیچے ہی روشن کر رکہا ہی اور زینت دے رکہی ہی یہان پر جانا چاہئے کہ کسی مکانکو چراغونسے زینت دینا اسبات پر موقوف نہین ہی کہ سب چراغ اُسی مکان مین رکہی ہوین بلکہ اوپر سے رسیون اور زنجیرونکو لگاکر قندیلونکو لٹکا دینا اسطرح سے کہ اُسکی روشنی سے وُہ سب مکان روشن ہوجاوے اسیکا نام زینت ہی اور اگر بہت سے چراغ اُس مکانمین رکہدیئے جاوین تو انکی روشنی اکثر باہر جاویگی اُس مکانکی چندان زینت نہوویگی تو اب اس آیت سے سب ستارونکا دنیا ہی کے آسمان پر پایا جانا سمجہنا عُرف کے خلاف ہی اور حقیقت مین سب ستارونکے سب سے زینت اِسی دُنیا کے آسمانکو ہی اسواسطے کہ یہہ سب کے نیچے ہی اور سبکی چمک اِسی پر پڑتی ہی خصوصًا زمین والونکے دیکہنے مین کہ سب آسمانونکی شفافیت اور صفائی کے سبب سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سب ستارے اِسی آسمانمین ہین اور زینت مین وہی امر معتبر ہی جو آدمیونکے
دیکھنے مین آوے نہ وُہ جو واقعی امر ہو جیسے چاندی پر سونیکا ملمع کر دیتے ہین تاکہ دیکھنے مین اچھا معلوم ہووے
اور ایک چراغ کو ہزارہین کے شیشے مین رکھتے ہین تاکہ بہت چراغ معلوم ہووین اور زینت حاصل ہووے
اور دنیا کے آسمانکو اسواسطے خاص کرکے ذکر فرمایا کہ یہہ آسمان عالم عُلوی کے دروازیکے قایم مقام ہی جو
بادشاہی ارک کا حکم رکھتا ہی اور دروازیکو زیب اور زینت دیکر آراستہ کرنا اور نگاہبان اور چوکیدارونکو
دروازے پر مقرر کرنا بادشاہی توزک کے موافق ہی اور اِس زینت کے بیانمین یہہ بھی اشارہ ہی
کہ آدمیکو بھی ایسے مرتبے دیکر ہم زینت دیتے ہین جو اُسوقت اُسکی قدر سے زیادہ ہوتے ہین لیکن
حقیقت مین وے مرتبے اُسکے اوپر والونکے مرتبے ہین جو اسمین ظاہر ہوتے ہین تاکہ جو کچھہ اسمین استعداد
سبزدکی گئی ہی آخر حال مین ظاہر ہووے وَجَعَلْنَاهَا اور کر دیا ہمنے اُن چراغونکو توپکے گولے کیطرح
رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ سنگسار کرنیکو شیطانونکے جو خبرونکے سُننے کے لئے اور عالم علوی کی تدبیرونکی
جاسوسی کیواسطے جاتے ہین تاکہ ان خبرون اور تدبیرونکو زمین والون پر پہنچاوین اور اس سبب سے اُنکے
عملونکو فاسد کرین اور اپنے تئین اُن آدمیونکے نزدیک تدبیر الہیہ کا شریک اور غیب کا جاننے والا
ظاہر کرین اور اُن لوگونسے اپنی پرستش کراوین اور نذر نیاز اپنی اور اپنے پجاریونکی اُنسے پاوین اور ستارو
شیطانونکو سنگسار کرنیکا طریقہ یہہ ہی کہ دنیا کے آسمانکے ستارونکی روشنی سے فرشتے انگارے سلگا
لیتے ہین اور جو شیطان خبر دریافت کرنیکو آسمانکے قریب پہنچتا ہی اسکو اس انگارے سے مارتے ہین اور
آسمان دنیا کی خصوصیت اسکام کے واسطے اس سبب سے ہی کہ اوپر کے آسمانونمین ایسا جسم کوئی نہین
پایا جاتا جو اس کیفیت کو قبول کرے اور ستارکی روشنی اُس جسم مین تاثیر کرکے اُسکو روشن کردے
اور اس جسم کو مثل انگارے کے کر دے اسواسطے کہ کوئی فاعل بدون قابل کے تاثیر نہین کرتا بخلاف دنیا کے
آسمانکے کہ یہان ہوا لطیف اور پاکیزہ اور بخارات اوپر چڑھتے ہوئے جو اُس کیفیت کو قبول کرین اور
ستارونکی روشنی اُنمین تاثیر کرکے اُنکو انگارا سا بنادے بہت سے موجود ہین اور یہی باعث ہی کہ
آفتاب کی شعاع اور تابش زمین اور پتھر پر زیادہ تاثیر کرتی ہی اور گرم کر دیتی ہی بخلاف آسمانونکے جسمونکے

بیان طریقہ رجم شیاطین

بلکہ ہوا کے کرہ کے طبقونمین بہی اتنی تاثیر نہین کرتی اور اسکی گرمی ظاہر نہین ہوتی اسواسطے کہ وے جسم پر
قابلیت نہین رکہتے تو اب اگر کہا جاوے کہ زمین اور پتہر کو استعداد اور قابلیت اسکی دی ہی کہ آفتاب
کی تابش سے گرم ہوجاوین باوجود آفتاب کے دور ہونیکے تو صحیح ہوویگا اور جو حکیمون نے کہا ہی کہ
اصل اُن انگارونکی جو آسمان پر گرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین یہی بخارات زمین کے ہین جو اوپر جاکے اسطرح
کے معلوم ہوتے ہین سو اُسکے معنے یہ ہین کہ تاثیر کے قابل یہی بخارات ہین کہ ستارونکی روشنی سے
فرشتے اُنکو روشن کردیتے ہین یہ معنے اس کلام کے نہین کہ ستارونکی روشنی کو یا فرشتونکو اُنکے
روشن کرنے مین کچھہ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگر وے بخارات آگ کے کُرے مین داخل ہوکر خود بخود
روشن ہوجاتے تو اوپر چڑہنے مین انکو اور قوت حاصل ہوتی اور خط مستقیم سے یہی گذر جاتے اسواسطے
کہ اُس حالت مین اُنکی حرکت محیط طبعی کیطرف ہوتی یعنے کُرہ ناری کیطرف اور حال یہہ ہی کہ اکثر دیکہا جاتا ہی
کہ وے بخارات بعد روشن ہونیکے کبہی نیچے اور کبہی بائین اور کبہی داہنے جاتے ہین اور حرکت عارضی
اُنمین صریح دریافت ہوتی ہی اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بات کسی دوسری چیز کے سبب سے اُنمین پائی
جاتی ہی چنانچہ جنکو اس امر مین کچھہ دخل ہی اور اُنہون نے تجربہ بہی کیا ہی اُنپر یہہ بات خوب طرح سے
ظاہر ہی وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ اور تیار کیا ہی ہمنے ان شیطانونکی دوسری نافرمانیونپر جو اس چوریکے سوا ہین
اسواسطے کہ مقصود انکا اُسے گمراہ کرنا بنی آدم کا ہی عَذَابَ السَّعِيرِ عذاب دوزخ کی آگ مین جلنے کا اگرچہ
یہ بہی آگ سے پیدا کئے گئے ہین لیکن اُنکے مادہ کو یعنے اصل کو جو آگ ہی انکی صورت پر یعنے ترکیب پر مسلط
اور غالب کرکے عذاب کرینگے اسواسطے کہ جب تک صورت مادہ سے پر غالب ہی تبہی تک بہتری ہی اور
طبیعت کے موافق ہی اور جب مادہ صورت پر غالب ہوا تو بنیاد اور سب کامونمین خلل واقع ہوا چنانچہ یہہ امر
مرض کے پیدا ہونے مین تجربے اور امتحانمین آچکا ہی کہ خون یا بلغم یا سودا یا صفرا کے غلبے سے آدمی کا مزاج
بدل جاتا ہی اور مرض پیدا ہوتا ہی اور سب کامونمین خلل آجاتا ہی باوجود اس امر کے کہ اصل آدمی کے بدن
کی یہی چار خلط ہین باقی رہے یہان پر کتنے سوال جنکا جواب ضروری ہی پہلا سوال یہہ ہی کہ اس سورت کے
شروع سے یہان تک حق تعالی نے اپنی ذات پاک کو غایب کے صیغے سے یاد فرمایا یعنے

وُہ اللہ ایسا اور ایسا ہی اور اِس آیت مین غایب سے متکلم کیطرف التفات فرمایا اور یون ارشاد ہوا کہ ہمنے
ایسا اور ایسا کیا اِس عبارت کے اُسلوب کے تغیر اور پھیرنے مین کیا نکتہ ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ اِس سورت
کے شروع سے ایسے وصف بیان فرمائے ہین جنکا ظاہر ہونا مخلوقات سے کسیطور پر متصور نہین ہی جیسے
زندگی اور موت کا پیدا کرنا اور آسمانونکا بنانا تو وہان پر متکلم کے صیغے سے بیان کرنیکی کچھہ حاجت نتھی
اسواسطے کہ سب دانا اور عقلمند اِس بات کو جانتے ہین کہ بے کام سواے اُس ذات پاک کے کوئی نہین
کرسکتا اور اِس آیت مین ایسے کام ذکر کئے ہین کہ جنمین آدمی کو بھی دخل ہی اور وے کام آدمی بھی ظاہر مین
کرسکتا ہی جیسے قندیلون اور چراغونسے مکانونکو آراستہ کرنا اور دشمنونکو سنگسار کرنا اور دشمنونکی
خرابی کا اسباب مہیا کرنا جو درکہنا کہ یے سب کام آدمی بھی کرتے ہین تو یہان پر متکلم کا صیغہ جو معرفے کی قسمون مین
انتہا درجہکی تعریف کو پہنچا ہی ذکر کرنا ضرور ہوا تاکہ اسطرح کا شبہ باقی نرہے اور سب تفسیرونسے عجائب
اور غرایب ایک تفسیر اِس آیت کی ہی جو بعضے بڑے فقیہونسے ذکر کی گئی ہی اُسکا حاصل یہہ ہی کہ
رجوماً واہی گمانونکے معنے مین ہی جیسے بولتے ہین کہ فلانا رجماً بالغیب کہتا ہی یعنے بے اصل بات کہتا ہی
اور اُسکا گمان فاسد ہی اور شیاطین سے مراد نجومی ہین کہ اپنی جھوٹھی باتونسے آدمیونکے دلونمین وہم
اور وسواس ڈالتے ہین اور جسکی تقدیم لازم ہی اُسکی تاخیر اور جسکی تاخیر لازم ہی اُسکی تقدیم مین آدمیونکو
گرفتار کرتے ہین تو معنے اِس آیت کے اِس تفسیر کی رو سے یون ہونگے کہ ہمنے ان ستارونکو بنایا ہی نجومیونکے
جھوٹھے بولنیکا اسباب اور اُنکے غیب دانی کے دعوی پر اور ستارونکی تاثیرونکے معتقد ہونے پر چلنے
کا عذاب اُنکے واسطے تیار کیا ہی ہمنے وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ اور ان لوگون کیواسطے جو ان شیطانونکے
بہکانے سے اپنے رب سے منکر اور کافر ہوئے ہین ایک دوسرا عذاب ہی جسمین طرح طرح کی مصیبتین اور
تکلف بھری ہوئی ہی اسواسطے کہ اِن لوگون نے یہی اپنے پروردگار کے انکار اور کفر سے قسم قسم کی
بُرائیان اپنے مین جمع کی تھین اور وُہ عذاب عَذَابُ جَهَنَّمَ دوزخ کا عذاب ہی جسمین ہر قسم کا عذاب
موجود ہی چنانچہ آگ کی سوزش اور زہریری سردی اور سانپ بچھونکا کاٹنا اور زنجیر اور طوقونکا پہنا
اور سیہنڈ اور پیپ کا کھانا اور گرم پانی اور زخمونکا زردپانی بہا ہوا پینا اور آگ کے پہاڑ جسکا نام صعود

ہی چڑھنا اور سوائے اِسکے بہت قسم کے عذاب ہین وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور وُہ دوزخ بُری جگہہ ہی
پہر جائیگی اسواسطے کہ مکان کی بُرائی دو قسم سے ہوتی ہی یا اُس مکان ہی کے سبب سے ہوتی ہی جیسے
تنگ مکان جسمین ہوا نہ آوے کہ یہہ برائی اُس مکان کی ذاتمین پائی جاتی ہی یا اُس مکان کے رہنے والون
اور مالکون کے سبب سے ہوتی ہی جیسے ایک مکان کُھلا ہوا اور کشادہ ہو لیکن دیو یا بہوت وہان رہتا
ہو کہ جو اُس مکانمین جاوے اُسکو ایذا دیوے سو دوزخ مین دونون قسم کی بُرائیان پائی جاتی ہین یعنے دوزخ
کی ذات وہانکے جانیوالون کے ساتہہ اسطرح سے پیش آویگی کہ اِذَا أُلْقُوا فِيهَا جب یہہ کافر اُس دوزخ
کے سامنے لائے جاوینگے اُسمین ڈالنے کیواسطے تو رجعا اور استقبال اور تعظیم کی جگہہ سَمِعُوا لَهَا
شَهِيقًا سُنیگے اس دوزخ سے ایک آواز بہت بڑی جیسے گدہے کی آواز لیکن اِس آواز اور اُس آواز
مین یہہ فرق ہوگا کہ گدہا بول کر چُپ رہتا ہی وَهِيَ تَفُورُ اور وُہ دوزخ اور زیادہ جوش مین آویگی جیسے
دیگ کا جوش کہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اور اِس آواز کرنے اور جوش مارنے سے غُصّہ اور غضب اُسکا کچہہ کم نہوگا
بلکہ ان کافرونکے دیکہنے سے اِسقدر اُسکو غُصّے کی زیادتی ہوگی کہ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ نزدیک ہوگی کہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاوے اور کافرون پر آپڑے مِنَ الْغَيْظِ نہایت غُصّے سے اسواسطے کہ یے کافر ہی اُس دوزخ کے پروردگار
کو غُصّے مین لائے تہے اور رسولونکی زبانی اللہ تعالی نے جو پیغام اِنکے پاس بہیجا تہا سو اُسکے سُننے سے انکو بہی
نہایت غُصّہ آیا تہا اور اپنے بتون پر اور اپنی رسم اور آئین پر نہایت گہمنڈ کرکے جوش اور خروش مین آتے تہے
اور جوش خروش کی حالت مین غُصّے کے زیادہ ہونیکا سبب یہہ ہی کہ غُصّے مین دل کا خون جوش مین آتا
ہی اور یہہ دستور ہی کہ جب خون جوش کرتا ہی تو حجم اُسکا بڑہ جاتا ہی اور اُسکی مقدار زیادہ ہو جاتی ہی اور
ہر عضو پہول جاتا ہی یہان تک کہ قریب پہٹنے اور ترقنے کے ہو جاتا ہی چنانچہ خون کی زیادتی سے جو درد ہوتے
ہین اُنمین یہہ بات بخوبی بوجہی جاتی ہی اور اُس دوزخ کے نگاہبان اسطرح کے بدخُلق اور طعنہ مارنے والے ہین
کہ ایک مرتبے کے طعنہ دینے اور سرزنش کرنے پر اکتفا نکرینگے بلکہ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ جب ڈالے جاوینگے
دوزخ مین کوئی گروہ جو ایک گناہ مین شریک تہے یا ایک شہر مین رہتے تہے یا ایک زمانے مین پائے جاتے
تہے یا اپنے کو ایک نبی کی اُمت کہتے تہے اور اُس نبی کی فرمانبرداری مین قصور اور اُسکے دین کے دستور اور

انبیا کے خلاف کرتے تھے اور اگرچہ اس قسم کے گروہ دوزخ میں بہت جمع ہونگے لیکن ڈالنے میں دوزخ کے اندر آگے پیچھے ہونگے اسواسطے کہ بعضے تقدیم کے مستحق ہونگے اور بعضے تاخیر کے اور بعضے نیچے کے طبقے کے اور بعضے اوپر کے طبقے کے سزاوار ہونگے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ دوزخ کے نگاہبان بمجرد انکے گرینگے دوزخ میں بدون اسبات کے کہ انکو مہلت اور فرصت دیوین طعن تشنیع سے پیش آوینگے اور سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ پوچھینگے اُنسے محافظ اور نگاہبان دوزخ کے کیا دنیا میں کوئی ڈرانیوالا اور نصیحت کرنیوالا تمہارے پاس نہ آیا تہا جو اِس بلا سے تمکو خبردار کردیتا اور تم اپنے بچاؤ کی فکر کرلیتے اسواسطے کہ عاقل اور دانا لوگ کوئی خوف کی بات اگر عوام بلکہ ادنے کے مُنہہ سے جو سنتے ہین تو اُس سے بچاؤ کی تدبیر حتی المقدور کر رکھتے ہین اور اگر کوئی معتبر شخص سے ایسی بات سُنتے ہیں پھر تو ضرور اُسکی تدبیر کرتے ہین اور اُن نگاہبانو نکا قصد اِس پوچھنے سے یہہ ہوگا کہ اگر یے لوگ رسولونکے آنے کی اِنکار کرین تو ہمارا غصّہ اور زیادہ ہوا اور انکو خوب مار دھاڑ کرین اور کافر یہی بہانہ قرینے سے دریافت کرینگے کہ پوچھنے سے غرض انکی یہہ ہے لاچار ہوکر سچ بول دینگے قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ کہین کے ہان آیا تہا ڈرانیوالا ہمارے پاس اور بہت لوگ ہم مین سے اُسکی بات سچی جانکر اُسکے ساتہہ ہولئے تہے اور ہمکو بہی وے لوگ ڈراتے اور سمجہاتے تہے اور اُنکا نام ہمنے مُلّان اور واعظ اور ناصح رکہا تہا فَكَذَّبْنَا پہر جہوٹہلایا ہمنے اُن سبکو باوجود اسبات کے کہ اُنکے ساتہہ دلیلین اور معجزے بہی تہے اور ایک کلام یعنے کتاب بہی ہمکو بتلاتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ کلام اللہ تعالیٰ نے اوتارا ہے اور اسمین دوزخ کے عذاب سے تم سبکو ڈرایا ہے لیکن ہمنے اُنکی بات کو نامانا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور کہا ہمنے کہ اللہ تعالیٰ نے کُچہہ بہی نہین اُتارا ہے نہ کسی کام کرنے کا حکم کیا ہے اور نہ کسی کام سے منع کیا ہے اور نہ کسی اچہی بات پر ثواب کا وعدہ دیا ہے اور نہ کسی بُری بات پر عذاب کا اور نہ کُچہہ پند اور نصیحت کی ہے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ تم لوگ نہین ہو مگر بڑی گمراہی مین پہنسے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر جہوٹہہ باندہتے ہو اسواسطے کہ آدمی حق تعالیٰ کیطرف جہکین اور اُسکی عبادت مین مشغول ہوویں اور دنیا مین بُرائی نرہے اور فتنہ اور فساد اور لڑائی اور جہگڑے سب جاتے رہین اور اِس جہوٹہہ باندہنے کو تم سمجہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اسمیں ہمسے راضی ہوگا اسواسطے کہ یہہ بات ہم اُسکے واسطے

کرتے ہین اور اُسکی طرف لوگونکو بلاتے ہین اور یہہ نہین پوچھتے کہ جہونٹہہ باندھنا بہت بُری چیز ہے
جس نیت سے ہو اور اب ہمکو معلوم ہوا کہ ہمارا گمان غلط تہا اور ہم ہی گمراہی مین پہنسے تہے جو سچون کو
جہونٹہا جانا اور نصیحت کرنیوالون اور دوستون پر بدگمانی کی اور وے لوگ جو ہماری بہتری کی بات کہتے
تہے اُسکو ہمنے نہ سُنا اور کچہہ بہی اپنی عقل کو دخل نہ دیا اور اُن لوگونکے حال مین ہمنے کچہہ غور اور فکر نکی کہ
وے لوگ جہونٹہہ سے بہت دور تہے وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اور کہین گے کہ اگر ہم لوگ اُنکی بات سُنتے
اور جو معجزے اُنکی سچائی پر گواہی دیتے تہے اُنکو مانتے اور خوشخبریان اور خوف کی باتین اور شرع کے
حکم جو وے کہتے تہے اُنکو سچا جانتے اَوْ نَعْقِلُ یا بوجہتے ہم کہ پیغمبرون نے اللہ تعالی کیطرف سے اچہی اور
سچی باتین ہمکو پہنچائی ہین مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ نہوتے ہم دوزخ کے رہنے والونمین جو ہم پر
تم ایسے ظلم کرتے اور جو اللہ تعالی کی تکلیفون اور حکمونکی دلیلین بہی دو قسم کی ہین یعنے سَمعی یا عقلی
یعنے جو کان سے سنی جاتی ہی یا عقل سے دریافت کی جاتی ہی اسی سبب سے ان دونون چیزونمین یعنے
سَمعیات اور عقلیات مین تامل اور فکر نہ کرنے سے افسوس کرینگے اور بعضے مفسرون نے نَسْمَعُ کو تقلید
اور نَعْقِلُ کو تحقیق اور اجتہاد پر حمل کیا ہی کہ ان دونون لفظونسے یہی مراد ہی اسواسطے کہ یہ دونون نجات
کی راہین ہین اور صاحب کشاف نے کہا ہی وَمِنْ بَدَائِعِ التَّفَاسِيرِ أَنَّ الْمُرَادَ لَوْ كُنَّا عَلَى مَذْهَبِ
أَهْلِ الْحَدِيثِ أَوْ مَذْهَبِ أَصْحَابِ الرَّأْيِ مَا كُنَّا فِي جَهَنَّمَ یعنے نادر ہی اس آیت کی یون تفسیر
کرنا کہ مراد اس آیت سے یہہ ہی کہ اگر ہوتے ہم محدثونکے مذہب پر یا عقل والونکے یعنے فقیہونکے مذہب
تو نہوتے ہم دوزخ مین پہر اسکے بعد اعتزال کے تعصب سے یعنے معتزلی مذہب کی جانب داری کے سبب سے
اس تفسیر کے باطل کرنے مین بہت سے ہاتہہ پاؤن مارین ہین اور بڑی لمبی چوڑی تقریر کی ہی لیکن وُہ سب
جانب داری اور ناانصافی سے بہری ہوی ہی قابل اسکے نہین ہی کہ عُلما اُسکی طرف دیکہین یعنے
ایسی پوچ تقریر ہی کہ عُلما کے دیکہنے اور جواب دینے کے قابل نہین ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ وے
کافر دوزخ مین پڑنیکے بعد پیغمبرون کی سچائی اور اپنی گمراہی کا اقرار کرینگے فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ پہر قایل
ہوے اپنے گناہ پر اور اقرار کیا کہ ہمنے پیغمبرون اور واعظونکو ناحق جہونٹہلایا اور بڑے بڑے معجزے جنمین

کچھہ شک اور شبہ نہا اُنسے بے وجہ انکار کی اور عقل کی بات سے یہی دور رہے اور جو بات کی عقل کے
خلاف کی لیکن اُسوقت اُن لوگونکا ڈرنا اور قایل ہونا کچھہ اُنکے کام نہ آویگا فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ پھر اب
بہت دور ہی آگ والونکو نجات اور خلاصی سے اور اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت اس فرار کرنے اور ڈرنے
سے ہرگز اُنکے حال پر متوجہ نہوگی اور اُنکے گناہونکی ہرگز بخشش نہوگی البتہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ
بے شک جو لوگ ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے غائبانہ بن دیکھے دوزخ کے عذاب کے اور بدون سُنے اُسکے
جوش اور خروش کے اور بے دیکھے گرفتاری اور دربکر دوزخ کے موکلونکی اور ابتدا اِس دیکھنے کی موت کے
وقت سے شروع ہوتی ہی اور ہرچند کہ خواہش اور غصّے نفسانیکے غلبے سے بُرے کام اُنسے ہوے
ہونگے لیکن اُس ڈرنے کے سبب سے جو ڈر کے وقت یعنے دنیا مین رکھتے تہے اور وہی ڈر اُس بُرے کام کرنیکے
بعد ندامت اور شرمندگی کا سبب پڑتا تہا اور اُنکو ندامت کے دریا مین ڈبو دیتا تہا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ اُنکے واسطے
بخشش ہی اُن گناہونسے جو خواہش اور غصّے کے غلبے سے اُنسے ہوگئے تہے وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ اور ثواب
ہی بہت بڑا اُس اُنکے ڈرنے پر اور بُرائی سے شرمندہ ہونے پر چنانچہ دوسری جگہہ پر فرمایا ہی وَلِمَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ یعنے اور جو شخص ڈرا کھڑے ہونے سے سامنے اپنے پروردگار کے اُسکے
واسطے دو باغ ہونگے اور حقیقت مین ذات پاک پروردگار کی اِسی لایق ہی کہ بن دیکھے اُس سے ڈرا جاے
اِسواسطے کہ پوشیدہ ہونا کسی شخص سے اُسوقت اَمن اور بیخوفی کا سبب ہوتا ہی کہ اُس شخص کو اِسکے
قول اور فعل پر پوشیدگی کی حالت مین خبر نہو اور اللہ تعالیٰ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ہی کوئی چیز چہپی ہو یا کہلی اُس سے
غائب نہین ہی اُسکا علم سبکو گہیرے ہوئے ہی وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اور پوشیدہ کرو اپنی بات کو
اَوِ اجْھَرُوْا بِہٖ یا پکار کر کہو اُس بات کو اللہ تعالےٰ دونونکو جانتا ہی اور سُنتا اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ بے شک وُہ اللہ جانتا ہی سینے کی باتونکو بہت مفسرون نے روایت کی ہی کہ قریش کے کافر
بُرائیان اور بدگوئیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی اور اسلام اور قرآن کی اپنی مجلسون اور محفلونمین طعن کے
طور پر بیان کیا کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو وحی یا الہام سے وے سب باتین معلوم ہوتی تہین
اور جب ان کافرون سے ملاقات ہوتی تہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اُنسے کہتے کہ تمنے فلانے روز فلانی

مجلس مین ایسی بُری بات ہمکو کہی تہی یہہ بات تمکو مناسب نہیں ایسی باتین سُنکر کافر حیران ہوتے تہے
پہر آپسمین تقید کیا کہ جب کچہہ ذکر اِس قسم کا منظور ہو تو پکار کر مت کہا کرو بلکہ آہستہ آپسمین کہا کرو اُن کافرون
کو گمان اِس بات کا تہا کہ کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستدارون مین سے ہماری مجلس مین
ہوتا ہی اور وُہ اُسبات کو اُن تک پُہنچا دیتا ہی حق تعالیٰ جلشانہ نے یہہ آیت بہیجی اور ارشاد فرمایا کہ
مرے حقتعالیٰ کا علم ہی کہ چہپا اور کہلا آہستہ اور پکار کر کہنا سب اُسکے نزدیک برابر ہی بلکہ جو تم دلمین کچہہ
منصوبہ کرتے ہو وُہ بہی حقتعالیٰ جانتا ہی اور اگر اُسبات کو تم اچہپا جانتے ہو اور یہہ خیال آتا ہی کہ بے نزدیک
اور حاضر ہونیکے کسطرح کوئی ہمارے قول اور فعل کو معلوم کریگا خصوصًا دو چیزین جو ہم دلمین سوچتے ہین اور
ہرگز اُنکو زبان پر نہین لاتے وے باتین کسطرح کسیکو معلوم ہونگی تو ہم کہتے ہین اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کیا نہین جانتا
ہی وُہ جسنے اِس سوچ اور فکر کو تمہارے دلونمین پیدا کیا اور باتونکو تمہاری زبان سے نکلوایا اور اُٹہنا بیٹہنا چلنا
تمہارے ہاتہہ پیر کو سکہلایا بلکہ وُہ جانتا ہی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ پیدا کرنا کسی چیز کا بدون اُسکے
احوال کی تفصیل جانے ہوئی ممکن نہین ہی اور اگر وے یہہ کہین کہ اِن چیزونکو ہمنے آپ پیدا کیا ہی نہ خدا نے
جیسا معتزلیون اور حکماؤنکا مذہب ہی تو اُسکے جواب مین ہم کہین گے کہ اُسبات کے تو خود معتزلہ اور حکما
بہی قایل ہین کہ جو چیزین واقع اور ظاہر ہونیوالی ہین اُنکا علم مجرد اُنکو ضروری ہی وَهُوَ اللَّطِيفُ اور اللہ
تعالیٰ سب مجردات سے زیادہ لطیف ہی کہ کسیطرح مادے سے علاقہ نہین رکہتا پہر اِس قسم کے مجرد کو
نفس الامر اور واقع ہونیوالی حقیقتونکا نہ معلوم ہونا کسیطرح متصور نہین البتہ اتنا ہی کہ متوجہ ہونا اور التفات
کرنا اِن حقیقتونکی طرف اُنکے حاضر کرنیکے واسطے ضروری اور شرط ہی سو وُہ اللہ تعالیٰ الْخَبِيرُ بڑا خبردار
ہی کہ ہر ذرے کے احوال کیطرف متوجہ ہوتا ہی اور کسیوقت کسی ذرے کے احوال سے اُسکو غفلت نہین ہوتی
پہر دوسرے اُسکے کارخانے کیطرف جو اُسکی بادشاہت کے کارخانونمین سے ہی نظر اور غور کرو کہ هُوَ الَّذِي جَعَلَ
لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا وُہ اللہ تعالیٰ ایسا فیاض اور فیض بخش ہی کہ کر دیا تمہارے واسطے زمین کو تابعدار اور
تمکو زمیندارون اور جاگیردارونکے مانند اِس زمین پر آباد کیا اور جو کچہہ زمین مین ہی جیسے کانین جواہر اُنکی
اور چشمے اور بڑہانیوالی قوتین اور جانور جو تمہارے کام آوین جیسے گاے بیل اُونٹ گہوڑا گدہا ان سبکو تمہارے

قبضے مین کر دیا تاکہ تم اِن جانورونکو اپنے کام مین لاؤ اور زمین کی کانین کھودو اور اُنپر لادلاؤ اور کھیتی باڑی باغ اُنکے سبب سے تیار کرو اور کوئے اور چشمے کھودو اور بناؤ اور پانی اُنسے نکالو اور عمارتونکو آراستہ کرو فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا پھر چلو اُس زمین کے کندھونپر سوداگری کیواسطے اور ایک مُلک کی چیز دوسرے ملک مین لیجانیکے واسطے اور سیر اور تماشے اور ہر ملک کے خواص اور پانی اور ہوا پہچاننیکے واسطے وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کے رزق دئے ہوئے جو زمین سے تمکو نکال دیتا ہی سو تم سب اِس معاملے مین کانون اور عملداریکی اور پٹیلونکے قایم مقام ہوئے کہ تمہاری تنخواہ تمہارے ہی ہاتھہ کے کام سے نکلتی ہی لیکن باوجود ان سب باتونکے تم لوگونسے مطلوب یہہ ہی کہ بادشاہ کا حق بھی ادا کرتے رہو اور مسکینون اور محتاجون اور یتیمون اور اپاہجونکو بھی دیتے رہو کہ یہ لوگ بھی تنخواہ دارونکے مانند ہین اور بادشاہی سند کے وسیلے سے تُمسے اپنی تنخواہ مانگتے ہین سو تم کو چاہئے کہ اُنکو محروم اور بےنصیب مت رکھو اسواسطے کہ عملداریکی مُدت تمام ہونیکے بعد آخر تمکو بھی اِس زمین کو چھوڑ جانا ہی اور اسکے حاصل اور نفع سے ہاتھہ اُٹھانا ہی وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اور اُسکی طرف زندہ ہوکر اُٹھہ جانا ہی پھر ایک ایک جَو کا تُمسے حساب سمجھیگا اور جو جو کہ حق تلفیان تُمسے ہوئی ہونگی اُنپر تمکو پکڑیگا اور اسپر غرور مت کرنا اور یہہ کہا مت کہنا کہ تمکو زمین کا مالک اور مختار کر دیا ہی اور زمین کو تمہارے طور پر چھوڑ دیا ہی کہ جو چاہو سو کرو اور یہہ بھی مت سمجھنا کہ لشکر اُسکا یعنے تدبیر کرنیوالی روحین اور فرشتے آسمانون پر ہین اور آسمان ہمسے ہزارون برس کی راہ دور ہین اگر وے فرشتے اور روحین ارادہ کرین کہ ہمارے گناہ پر ہمکو تنبیہ کرین اور کچھہ سزا دیوین تو دور یکے ایسا نکر سکینگے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا حُکم بھی ہماری تنبیہ کے واسطے صادر ہوے اَمِنْتُمْ کیا نڈر ہوگئے تم مَّنْ فِي السَّمَآءِ اُس شاہنشاہ سے جسکی سلطنت کا ظہور اور اُسکے فرمانبردار خادم آسمان پر ہین اور تُم لوگ زمین پر اور اتنی دور سے کسطرح تمہارا انتظام کرسکینگے سو یہہ خیال تمہارا فاسد ہی نڈر مت ہو اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ اِس بات سے کہ وہ بنادی تمکو زمین مین جسطرح اب زمین پر حاکم بنے پھرتے ہو اور نہین بوجھتے کہ جسنے تمکو زمین پر سوار کیا ہی وہ چاہے تو زمین کو تم پر سوار کردے فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ پھر یکایک وہ زمین ہلنے اور دریا کیطرح موج مارنے لگے اور تمکو اپنے اندر لیکر موج کے تھپیڑونسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے پھر بالکل

تمست اور نابود ہو جاؤ اور اگر باوجود ایسی دلیل روشن کے پھر بھی تم اپنی نادانی سے آسمانکی دور یکے
سبب سے زمین پر اُسکے حکم جاری ہونے مین کچھہ شک اور شبہہ رکھتے ہو تو ہم تمسے پوچھتے ہین کہ
اَمْ اَمِنْتُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ کیا بیڈر ہو گئے تم اُس شاہنشاہ سے جسکی سلطنت کا ظہور آسمان پر ہے
اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا اِس بات سے کہ بھیجے تم پر بدلی پتھر برسانیوالی یعنے جسطرح اب بدلی سے
پانی برستا ہی اور اُسکے سبب سے تمہارے واسطے زمین سے رزق کی پیدایش ہوتی ہی اسیطرح وُہ
چاہے تو پانی کی جگہہ پتھر برسا دے جو تمہاری ہلاکت کا سبب پڑے اور اگر فرض کیا ہمنے کہ اُس شاہنشاہ نے
تمکو دنیا مین چھوڑ دیا فَسَتَعْلَمُوْنَ پھر نزدیک ہی کہ جان لوگے یعنے مرنے کے وقت جو پہلی منزل آخرت
کے سفر کی ہی کہ کَیْفَ نَذِیْرِ کیسے سچے تھے ہمارے ڈرانیوالے اور اگر یے کافر اِس ڈرانیکی خبر تمسے
سُنکر یقین نلاوین اور کہین کہ زمین کا دہسنا اور آسمانونسے پتھرونکا برسنا عادت کے خلاف ہی کبھی
ایسا نہین ہوا تو تم یقین جان لو کہ یے کافر تمہارے جھوٹھا کرنے پر اڑ گئے ہین وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ اور البتہ جھوٹھلایا تھا اُن لوگون نے جو اِنسے پہلے تھے ایسی عذاب کو جو عادت کے خلاف ہے
جیسے قارون اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ پھر کیسی ہوی انکار ہماری
کہ قارون کو ہمنے زمین مین دہنسا دیا اور قیامت تک دہنستا چلا جاویگا اور زمین نے اُسکے واسطے دریا کا
حُکم پایا ہی یعنے اُسکو غرق ہی کر دیا اور موج کے تھپیڑون سے اُسکو اِدہر سے اُدہر اور اُدہر سے
اِدہر کرتی جاتی ہی اور حضرت لوط کی قوم پر کنکر کی قسم کے پتھر برسے کہ جسکے سر پر گرتے تھے تو اُسکے
نیچے سے نکل جاتے تھے اور اُسکو ہلاک کرتے تھے اور اگر یے لوگ باوجود ان قصونکے سُننے کے مذرین اور
تمہارے خوف دلانیکو باور نکرین اور کہین کہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ تو تم یقین جان لو کہ یے سب نہایت نادانی
اور غفلت مین پھنسے ہوے ہین اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ کیا نہین دیکھتے ہین اُڑنے والی چڑیون کیطرف ہوا
مین جو ہماری پن مین پتھر سی ہین اِسواسطے کہ اصل اُنکی بھی مٹی ہی اور جو چیز مٹی سے پیدا ہوتی ہی وُہ
ثقل اور بھاری پنے کے سبب سے حرکت کے وقت نیچے ہی گرنیکو چاہتی ہی لیکن یے چڑیان اللہ تعالی کے
حکم سے فَوْقَهُمْ اِنکے سرون پر رہتی ہین اور وے چڑیان کچھہ ایک ایک دو دو نہین ہوتین تاکہ اُنکے

دلمین شبہ گذرے کہ شاید ہوا کے زور سے چھوٹی چڑیون کطرح اور گر پڑینگی بلکہ صَافَّاتٍ صف باندہے سیکڑون اور ہزارون اُوڑا کرتی ہین جیسے کبوتر اور مرغابی اور کلنگ کہ اُنکا صف باندہ کر اوڑنا سب دیکھتے ہین اور اگر یہ لوگ پہر کہین کہ یہہ چڑیونکے پرونکی خاصیت ہے کہ ہوا مین ٹہرتی اور تیرتی ہین جیسے دوسرے جانور پانی مین تیرتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ اوڑنے کی حالت مین کبھی پرونکو کہولتی بہی ہین وَيَقْبِضْنَ اور کبھی پرونکو بند بہی کرلیتی ہین پہر اُس حالت مین بہی زمین پر نہین گرتی ہین تو معلوم ہوا کہ اُنکا ہوا پر ٹہرنا جو اُنکی طبیعت کے خلاف ہے فقط اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ نہین تہامتا ہے اُنکو ہوا پر مگر وہ ذات جو رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور یہی صفت چاہتی ہے کہ اُنکے نفع کی چیزین اُنکو پہنچین سو وے نفع ہوا کے طبقون مین سیر دہین تو بہتک اُنکو ہوا مین رکہین وے نفع اُنکو کسطرح سے پہنچین سو حق تعالیٰ اُنکی حاجتونکو دیکہتا ہے اور ایک غیبی تدبیر سے اُن نفعونکو ہوا مین اُنکو پہنچا کر نگاہ رکہتا ہے اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ بے شک وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکہتا ہے اور نفع اور ضرر ہر چیز کا جانتا ہے اور نفع لینے اور نقصان دور کرنیکی تدبیرین اُنکو سکہلاتا ہے بس اُن چڑیونکو جنکی اصل خاک ہے ہوا پر تہامنا جیسے رکہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے دونون چیزون پر یعنے دہنسنے اور ٹہر کے برسنے پر اسواسطے کہ دہنسنے کی حقیقت یہی ہے کہ ہوا زمین کے ٹکڑونمین در آتی ہے اور اُنکو ہلا کر دبا دیتی ہے اور آسمانسے ٹہر برسنا بہی موقوف ہے اسبات پر کہ پہلے زمین سے اُن چڑیونکو جو ٹہر ہوجانیکی صلاحیت رکہتی ہین ہوا کے زور سے اوپر لیجاتا پہر اُنکو اُسجگہہ تہامتا ہے رکہنا یہانتک کہ بہاری بن مین ٹہر کے مانند ہوجاوین پہر اُنکو اُنکی اصل طبیعت کیطرف پہیرنا تاکہ اپنی طبیعت کی خواہش سے زمین پر گرین بلکہ اگر تامل اور غور کیا جاوے چڑیونکے احوال مین تو معلوم ہوجاوے کہ اِنکا حال اُن دونونسے عجیب تر ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص اپنی ثمین ہوا کے کرہ مین خیال کرے اور ہوا مین جانورونکے اُوڑنیکو غول باندہ کر اور علیحدہ علیحدہ ایک کے بعد ایک کو ملاحظہ کرے تو یہی اُسکو یقین ہوگا کہ زمین سے بدلی اُٹہتی ہے اور ٹہر برساتی ہے اور زمین کے ٹکڑے آسمان کیطرف دوڑے آتے ہین اور اسطرح کے عجایب اور غرایب زمین کے دہنسنے اور آسمان سے ٹہر برسنے مین نہین پائے جاتے اسواسطے کہ اِن دونون

صور تو نہین رکھتے جز نیچے کیطرف حرکت کرنے ہین تو معلوم ہوا کہ اس زمین اور آسمان کے شاہنشاہ کی پکڑ سے انکا بیخوف اور بے دہشت ہونا کچھہ اُسکی عاجزی کے وہم سے نہین ہے بلکہ انکو اسباب کا وہم سمایا ہے کہ ہم اُسکا مقابلہ کر سکتے ہین سو اب اُنسے پوچھا چاہئے کہ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ بھلا ایسا شخص کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر ہو سکے اور نوکرون کیطرح تمہارے دشمن کے مقابلے مین ہر وقت حاضر ہو کر یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ مدد کرے تمہاری رحمن کے مقابلہ مین اگر اور اگر یہ لوگ اپنی بیوقوفی اور نادانی سے کہہ بیٹھین کہ ہان ہمارے معبودون اور شیطانونکا ایک لشکر ہے کہ جب کام آپڑیگا تو حق تعالیٰ کے عذاب کو ہم تک آنے نہ دیگا اور اِس عذاب کو ہمسے دفع کر دیگا تو یقین جان لینا کہ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ نہین ہین یہ کافر مگر فریفتگی مین پہنسے ہوے کہ حقیقت کو چھوڑ کر ظاہر پر فریفتہ ہوے ہین اور اسباب کو مسبب کے مقابلہ مین کرتے ہین اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ بھلا کون ہے ایسا شخص جو روزی دے تمکو اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ اگر بند کر دے حق تعالیٰ اپنے رزق کو یا رزق کے اسباب کو جیسے پانی کا برسنا اور ہوا کا چلنا اور سورج کی گرمی اور چاند کی خنکی اور بیج اور جانور جنسے کھیت کو جوتتے اور سینچتے ہو اور یہہ بات ظاہر اور سب جانتے ہین کہ اگر ایک یہی سبب رزق کا ان اسبابون سے بند ہو جاتا ہے جیسے پانی اگر نہر سے تو ہرگز انکے بت اور معبود اُسکو برسا نہین سکتے اور انکی مصیبت مین کام نہین آسکتے اور اُنکی فریاد رسی نہین کر سکتے پھر اور اسباب کب ہو سکتے ہین بس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے مقابلہ کا جو انکو وہم ہے وہ باطل ہے کوئی اُس درگاہ کے مردود کو مقبول نہین کر سکتا لیکن بے احمق اپنی بے اصل باتونکو جھوٹ نہین جانتے اور اپنی بیہودہ گوئی کو نہین بوجھتے بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ بلکہ اَڑ رہے ہین شرارت اور سرکشی مین اور نفرت کرتے ہین حق بات کے قبول کرنے سے اور اصل اس بات کی یہہ ہے کہ سیدہی راہ سے لوگ بھول گئے ہین اور سفلی اسباب پر اپنی نظر و نکو روک رکھا ہے اور مسبب الاسباب سے بالکل غافل ہو گئے ہین تو اب اُنسے پوچھا چاہئے کہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ کیا پھر وہ شخص جو اوندھا اپنے منہ کے بھل چلتا ہے اور نیچے کی چیزین جیسے زمین اور جو زمین پر ہے اسکے سوا کچھہ نہین دیکھتا اَهْدٰٓی بڑا راہ

پانیوالا ہی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا یا وہ شخص جو سیدہی راہ چلتا ہی کھڑے ہوکر اور آسمان اور
ستارے اور نشان اور منارے سب اُسکی نظر مین ہین چنانچہ یہہ بات مُوحِد کو حاصل ہی کہ ہر چیز کو
مسبب الاسباب سے جانتا ہی سو وہ اِس سبب سے عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ثابت ہی سیدہی راہ
پر اور اسباب کو اسماء الہیہ کا مظاہر یعنے جاے ظہور جانتا ہی اور حق تعالیٰ کو بے اسباب کے
موثر جانتا ہی اور اُسکی تاثیر کو اسباب کے ہونے پر موقوف نہین رکھتا اسیواسطے سب کامونکی
تدبیر مین حکمت کی رعایت کرتا ہی اور اُنکے اسباب کی تلاش کرتا ہی لیکن تدبیر اور اسباب پر
اعتماد نہین کرتا ہی بخلاف اُس شخص کے کہ فقط سبب پر بھروسا کرکے تدبیر اور اسباب کو بیکار
محض جانکر چھوڑ بیٹھا ہی تو گویا وہ شخص اُسکی حکمت کے کارخانے کو نہین بوجھا ہی اور راہ متوسط
چھوڑ دی ہی پھر اگر یے کافر ایسی واضح دلیلونکے بیان کرنے سے بھی راہ پر نہ آوین اور اپنی کج
فہمی سے اصل مطلب کو نہ سمجھین تو دوسری طرح سے انکو سمجھاؤ اور قُلْ هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ
کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ ایسا مسبب الاسباب ہی جسنے پیدا کیا تمکو اور نیستی کے پردے سے نکال کر اس
عالم مین لاکر موجود کیا اُس نیستی کے عالم مین کوئی چیز ایسی نتھی جو تمہارے وجود کے ظہور کی خواہش
کرتی اسواسطے کہ دنیا مین لڑکے کی پیدایش کے بڑے اسباب ماباپ کا وجود ہی اور انکا آپسمین صحبت
کرنا اور یہہ بات سبکو معلوم ہی کہ لڑکے کی پیدایش مین ماباپ کی صحبت کو کچھہ تاثیر نہین ہی بہت
لوگ برسون صحبت کیا کرتے ہین اور اولاد کی آرزو مین رہتے ہین لیکن یہہ آرزو میسر نہین ہوتی اور لڑکے
کے سب اعضا درست کرنے مین اور ہر ایک عضو کو اُسکے مناسب قوت دینے مین اور اُسکی شکل اور
صورت ٹھیک کردینے مین ماباپ کی صحبت کو کچھہ بھی دخل نہین ہی بس وہی خالق ہی کہ جسنے اپنی قدرت
کاملہ سے تمکو پیدا کیا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ اور کردئے تمہارے واسطے کان
سُننے کو اور انکھہ دیکھنے کو اور دل بوجھنے کو سو انہی تینون چیزونسے تمنے تمام دنیا کی چیزونکا دریافت کرنا
شروع کیا اور ہر چیز کے سبب کو پہچانا اگر یے تینون چیزین نہوتین تو ہرگز تم کسی سبب کو معلوم نکرسکتے
بس حقیقت مین ان سببونکو تمنے سبب گردانا ہی والا حق تعالیٰ کے کام ایک کے بعد ایک ہوتے

چلے جاتے ہین کوئی سبب وہان درکار نہین ہی قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ بہت تھوڑا تم شکر کرتے ہو
اسواسطے کہ یے دونون حاسّے یعنے آنکھہ اور کان اور دل جو عقل اور شعور کا مکان ہی اسواسطے تمکو دیے
تہے کہ اسکی توحید کا حق ادا کرو اور موثر حقیقی فقط اسیکو جانو اور اسباب کو اُسکی حکمت کے ظہور کا
مقام معلوم کرلو لیکن تمنے اپنی نافہمی سے ایسی عمدہ چیزونکو یعنے آنکھہ کان دلکو اسباب ہی کے دریافت
کرنے مین گنوایا اور اسقدر اسباب کے دریافت مین زیادتی کی کہ اُسکی توحید سے بھی محروم رہے
اور اسکو تاثیر مین منفرد نجانا اور اگر اسطور کے سمجھانے سے بھی یے لوگ راہ پر نہ آوین اور اپنی بداعتقادی سے
اسباب ہی کو موثر حقیقی جانین اور اِس اعتقاد سے نہ پھرین تو دوسرے طور سے انکو سمجھاؤ اور جو انکی بات سے
انپر لازم ہوتا ہی اُسکو اختیار کرو اور انکو الزام دو اور قُلْ کہو کہ اگر جو تم کہتے ہو وہ صحیح ہی تو تمہارے
کام بھی تمہاری خرابی کا سبب پڑینگے اسواسطے کہ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ وہ اللہ تعالی ایسا قدرت والا
ہی کہ تمکو پیدا کرکے بکھیر دیا ہی فِي الْأَرْضِ زمین مین تاکہ طرح طرح کے کام تمسے زمین پر صادر ہوویں
وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور اسیکی طرف جمع کئے جاؤگے تاکہ اپنے اپنے کئے کا عوض پاؤ تو اس سے
معلوم ہوا کہ تمہارے کام بھی اُنہی اسباب مین سے ہین پھر انکو کیون بیکار اور بیفائدہ چھوڑتے ہو
اور بُرے کام سے نہین ڈرتے ہو وَيَقُولُونَ اور کہتے ہین اِس الزام کے جواب مین کہ اسواسطے
ہم ان اپنے عملونکو معطل اور بیکار چھوڑتے ہین اور انکے سبب ہونیکا اعتقاد بھی نہین آتا کہ ہزارون برس
اور قرن گذر گئے اور ان عملونکی تاثیرین کچھہ بھی ظاہر نہوین لیکن تم لوگ ان عملونکی تاثیرونکے ظہور کا
وعدہ بہت دور اور دراز کرتے ہو سو جبتک اِس اپنے وعدیکا ایک وقت مقرر نکروگے تو ہم کب ایسے
وعدیکو یقین کرینگے مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ کب ہوگا یہہ وعدہ اگر تم لوگ سچے ہو اسواسطے
کہ اگر حشر اور جزا اُس وعدیکے موافق واقع ہووے تو تمکو سچا جانین گے اور اگر تمہارے کہنے کے
موافق نہوئی تو تمہارا جھوٹہ ظاہر ہوجاویگا سو اُنکی اس بات کے جواب مین قُلْ تو کہہ کہ ہم اُس وعدیکو
معین نہین کرسکتے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہمکو اُسکا علم نہین دیا بلکہ اُس وعدیکو مبہم اور پوشیدہ
رکھا ہی اور اُسکے مبہم اور پوشیدہ رکھنے مین ایک بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہی کہ اگر اُسکے پہلے آنیوالی

چیزون پر نگاہ کرکے جو بعد مرنیکے ہر شخص کو پیش آوینگی اسکو نزدیک بیان کرتے اور ہر شخص کو
اسکی موت کا ایک نشان مقرر کرکے بتلا دیتے تو دنیا کا کارخانہ نچلتا اور سب کام معطل ہو جاتے اور
موت کے خوف سے ہر شخص اپنے ہوش وحواس بجا نپاتا اور اگر اس وعدکی انتہا یعنے خاص
قیامت کے دن پر نظر کرکے اُسکے آنیکو دور بیان کرتے تو آدمی بے دہشت اور نڈر ہو جاتے اور بُرے
کاموں پر جُرأت اور دلیری کرتے اسواسطے کہ انسانکی جبلّی اور پیدائشی یہہ خصلت ہی کہ اپنے زمانے سے
دور والی چیز پر التفات نہین کرتا اور اُسکا ڈر اُسکے دلمین اثر نہین کرتا سو اسیواسطے اُسکا علم کسی
مخلوقات کو عنایت نہین ہوا بلکہ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ نہین ہی اُس واقعہ کا علم مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بلکہ ہر شخص کی موت کا علم بہی اُسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا وَاِنَّمَا اَنَا
نَذِيرٌ مُّبِينٌ اور نہین ہون مین مگر ایک ڈرانیوالا کہول کر یعنے قطعی دلیلون اور سچے معجزون سے اُسکے
واقع ہونیکو ثابت کرتا ہون نہین پہر باوجود ایسی دلیلون اور ایسے معجزونکے دیکہنے کے مجہے سچا نجانا بلکہ
میری سچائی کو اُسکے وقت کے بیان کرنے پر موقوف رکہنا بڑی نادانی اور حماقت ہی سوائے
اِسکے اُسوقت کا دریافت کرنا اور جاننا کافرونکے حقمین بہت بُرا ہی چنانچہ جب اُس وعدکا وقت
آویگا اور کافر بہی اُسوقت زندہ کئے جاوینگے فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پہر جب دیکہینگے کہ وہ وعدہ نزدیک
آپہنچا سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بدشکل کردئے جائینگے چہرے اُن لوگونکے جنہون نے کفر کیا تہا
اور سیاہی اور تاریکی اور غبار آلودگی اُنپر چہا جائیگی وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ اور کہا جائیگا
یہہ وہ چیز ہی جسکو تم بڑی خواہش سے طلب کرتے تہے اور اگر یے کافر کہین کہ یہہ واقعہ جسکی تم خبر دیتے
ہو اگر جسطرح تم کہتے ہو اُسیطرح ہوا تو ہم اور تم سبکے سب اُسدن گرفتار اور ہلاک ہونگے اور سبکی
روحین قبض ہونگی تو قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ کیا دیکہا اور فکر کیا تمنے اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ کہ اگر ہلاک
کرے مجہکو اللہ تعالیٰ اور اُن لوگونکو جو میرے ساتہہ ہین موت سے یا پہلی بار کے صور پہونکنے سے
یا ہمارے گناہونکی شامت سے آخرت مین اَوْ رَحِمَنَا یا رحم کرے ہم پر اور اپنی مہربانی سے بعد موتکے
راحت نصیب کرے اور پہلی بار کے صور پہونکنے تک زندہ نرکہے اور آخرت مین سب تقصیرین ہماری

چلے جاتے ہین کوئی سبب وہان درکار نہین ہی قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ بہت تہوڑا تم شکر کرتے ہو
اسواسطے کہ یے دونون حاسّے یعنے آنکہہ اور کان اور دل جو عقل اور شعور کا مکان ہی اسواسطے تمکو دیے
تہے کہ اسکی توحید کا حق ادا کرو اور مؤثر حقیقی فقط اسیکو جانو اور اسباب کو اُسکی حکمت کے ظہور کا
مقام معلوم کرو لیکن تمنے اپنی نافہمی سے ایسی عمدہ چیزونکو یعنے آنکہہ کان دلکو اسباب ہی کے دریافت
کرنے مین گنوایا اور اسقدر اسباب کے دریافت مین زیادتی کی کہ اُسکی توحید سے بہی محروم رہے
اور اسکو تاثیر مین منفرد نجانا اور اگر اسطور کے سمجہانے سے بہی یے لوگ راہ پر نآوین اور اپنی بداعتقادی
اسباب ہی کو مؤثر حقیقی جانین اور اِس اعتقاد سے نہ پہرین تو دوسرے طور سے انکو سمجہاؤ اور جو انکی بات سے
انپر لازم ہوتا ہی اُسکو اختیار کرو اور انکو الزام دو اور قُلْ کہو کہ اگر جو تم کہتے ہو وہ صحیح ہی تو تمہارے
کام بہی تمہارے ہی خرابی کا سبب پڑینگے اسواسطے کہ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ وہ اللہ تعالی ایسا قدرت والا
ہی کہ تمکو پیدا کرکے بکہیر دیا ہی فِي الْأَرْضِ زمین مین تاکہ طرح طرح کے کام تمسے زمین پر صادر ہوون
وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور اسکی طرف جمع کئے جاؤگے تاکہ اپنے اپنے کئے کا عوض پاؤ تو اس سے
معلوم ہوا کہ تمہارے کام بہی اُنہی اسباب مین سے ہین پہر انکو کیون بیکار اور بیفائدہ چہوڑتے ہو
اور بُرے کاموں سے ڈرتے نہین ہو وَيَقُولُونَ اور کہتے ہین اِس الزام کے جواب مین کہ اسواسطے
ہم اِن اپنے عملونکو معطل اور بیکار چہوڑتے ہین اور انکے سبب ہونیکا اعتقاد نہین رکہتے کہ ہزارون برس
اور قرن گذر گئے اور ان عملونکی تاثیرین کچہہ بہی ظاہر نہوین لیکن تم لوگ ان عملونکی تاثیرونکے ظہور کا
وعدہ بہت دور اور دراز کرتے ہو سو جبتک اِس اپنے وعدیکا ایک وقت مقرر نکروگے تو ہم کب ایسے
وعدیکو یقین کرینگے مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ کب ہوگا یہہ وعدہ اگر تم لوگ سچے ہو اسواسطے
کہ اگر حشر اور جزا اُس وعدیکے موافق واقع ہووے تو تمکو سچا جانین گے اور اگر تمہارے کہنے کے
موافق نہوئی تو تمہارا جہوٹہہ ظاہر ہوجاویگا سو انکی اس بات کے جواب مین قُلْ تو کہہ کہ ہم اُس وعدیکو
معین نہین کرسکتے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہمکو اُسکا علم نہین دیا بلکہ اُس وعدیکو مبہم اور پوشیدہ
رکہا ہی اور اُسکے مبہم اور پوشیدہ رکہنے مین ایک بڑی حکمت ہی وُہ یہہ ہی کہ اگر اُسکے پہلے انیوالی

چیزون پر نگاہ کرکے جو بعد مرنیکے ہر شخص کو پیش آوین گی اسکو زندیک بیان کرتے اور ہر شخص کو
اسکی موت کا ایک نشان مقرر کرکے بتلا دیتے تو دنیا کا کارخانہ نچلتا اور سب کام معطل ہو جاتے اور
موت کے خوف سے ہر شخص اپنے ہوش وحواس بجا نپاتا اور اگر اس وعدیکی انتہا یعنے خاص
قیامت کے دن پر نظر کرکے اُسکے آنیکو دور بیان کرتے تو آدمی بے دہشت اور نڈر ہو جاتے اور بُرے
کامون پر جرأت اور دلیری کرتے اسواسطے کہ انسانکی جبلّی اور پیدائشی یہہ خصلت ہی کہ اپنے زمانے سے
دور والی چیز پر التفات نہین کرتا اور اُسکا ڈر اُسکے دلمین اثر نہین کرتا سو اسیواسطے اُسکا علم کسی
مخلوقات کو غایت نہین ہوا بلکہ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ نہین ہی اُس واقعہ کا علم مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بلکہ ہر شخص کی موت کا علم بہی اُسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا وَاِنَّمَآ اَنَا
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور نہین ہون مین مگر ایک ڈرانیوالا کہول کر یعنے قطعی دلیلون اور سچے معجزون سے اُسکے
واقع ہونیکو ثابت کرتا ہون مین بہر با وجود ایسی دلیلون اور ایسے معجزونکے دیکہنے کے مجہے سچا نجانتا بلکہ
میری سچائی کو اُسکے وقت کے بیان کرنے پر موقوف رکہنا بڑی نادانی اور حماقت ہی سوائے
اِسکے اُسوقت کا دریافت کرنا اور جاننا کافرونکے حق مین بہت بُرا ہی چنانچہ جب اُس وعدیکا وقت
آویگا اور کافر بہی اُسوقت زندہ کئے جاوینگے فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پہر جب دیکہینگے کہ وہ وعدہ نزدیک
آپہنچا سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بدشکل کردیے جائینگے چہرے اُن لوگونکے جنہون نے کفر کیا تہا
اور سیاہی اور تاریکی اور غبار آلودگی اُنپر چہا جائیگی وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ اور کہا جائیگا
یہہ وہ چیز ہی جسکو تم بڑی خواہش سے طلب کرتے تہے اور اگر یے کافر نکہین کہ یہہ واقعہ جسکی تم خبر دیتے
ہو اگر جسطرح تم کہتے ہو اُسیطرح ہوا تو ہم اور تم سبکے سب اُسدن گرفتار اور ہلاک ہونگے اور سبکی
روحین قبض ہونگی تو قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ کیا دیکہا اور فکر کیا تمنے اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ کہ اگر ہلاک
کرے مجہکو اللہ تعالیٰ اور اُن لوگونکو جو میرے ساتہہ ہین موت سے یا پہلی بار کے صور پہونکنے سے
یا ہمارے گناہونکی شامت سے آخرت مین اَوْ رَحِمَنَا یا رحم کرے ہم پر اور اپنی مہربانی سے بعد موتکے
راحت نصیب کرے اور پہلی بار کے صور پہونکنے تک زندہ نرکہے اور آخرت مین سب تقصیرین ہماری

معاف کردے اور ہمارے گناہون پر ہمکو پکڑے پھر تمکو اس سے کیا فایدہ تمہارا اوڑھنا چھونا دیگا کافرونکو
جانیکا نہین تمکو چاہیے کہ اپنے بچاؤ کی فکر کرو اسواسطے کہ فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ پھر کون ہی جو پناہ دیگا کافرونکو
مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ دکھہ والے عذاب سے قُلْ کہہ تو کہ یے سب باتین جو مین نے بیان کی ہین سو
فقط تمہارے انکار کرنیکے لحاظ سے نہین تو مجھکو اُسکی درگاہ سے نجات اور ثواب کی بڑی اُمید
ہی اسواسطے کہ هُوَ الرَّحْمَٰنُ وہ ذات پاک بڑی رحم والی ہی ہرگز اُسکی طرف سے وہ بات جو رحمت کے
خلاف ہی ظاہر نہوگی ہان البتہ اگر ہماری طرف سے کفر اور سرکشی پائی جائے اور اُسکی رحمت کو ہم
غضب سے بدل ڈالین یا اُسکی توحید اور معرفت سے ہونیکے ہم قایل نہون اور بتونکی شفاعت پر یا دوسرے
وہمی سببون پر اعتماد کرکے اُسکی نامرضی باتونکو بے باک ہوکے کرنے لگین ہم تو البتہ اُسکے غضب کے
سزاوار ہونگے سو ان چیزونمین سے ہم مین ایک بھی پائی نہین جاتی بلکہ اٰمَنَّا بِهِ ہمتو ایمان لائے ہین
اُسپر وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا اور اُسی پر اعتماد اور بھروسا کیا ہی ہمنے اور اسبابونمین سے کسی سبب
پر ہم اعتماد نہین کرتے فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ سو اب قریب ہی کہ جان لوگے
کہ کون ہی ظاہر گمراہی مین پھنسا ہوا ہم یا تم اور اگر یے کافر کہین کہ گمراہی ظاہر یہی ہی کہ تم مسلمان لوگ
اسباب کو بیکار جانتے ہو اور ہم لوگ اسباب کی تاثیر کے قایل ہین تو قُلْ أَرَأَيْتُمْ کہہ کیا تم فکر کرچکے
ہو اور سوچ چکے ہو کہ کوئی سبب آسمانی ہو یا زمین کا وقت پر کچھہ کام آتا ہی سو إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا
اگر صبح کرے پانی تمہارے چشمہ اور کوون اور دریاؤنکا زمین مین دھنسا ہوا یعنے اگر سب پانی زمین مین
غایب ہوجاے اور کوئی چیز اُس پانی کو زمین سے کھود کر نکال سکے فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ پھر کون
لاویگا تمکو پانی جاری جو چشمے کے ملنے سے ملتا ہی اور حال یہہ ہی کہ پانی ایسی چیز ہی کہ ہر وقت کے کار
ہی اور جب کوئی سبب عالم اسباب سے خواہ وہ سبب آسمانی ہو یا زمین کا ایسے ضروری کام کے حاصل
کرنے مین کام نہ آیا اور بیکار محض ہوا تو پھر کسطرح ہم اسباب پر اعتماد کرین اور کیونکر اسباب کے معطل اور
بیکار ہونیکے ہم قایل نہون بعضے لوگونسے یہہ حکایت منقول ہی کہ ایک نادان حکیم نے یہہ آیت سُنے
اور کہا کہ اگر ایسا اتفاق ہووے تو ہم پہاڑے اور کُداری کے زور سے پانی زمین سے نکال لیوین

یہہ بات اُسکے مُنہہ سے نکلتے ہی نرلے کا پانی کالا اُسکی آنکھونمین اُترآیا اور دونون آنکھین اُسکی اندھی ہوگئین اور ایک غیب سے آواز آئی کہ پہلے یہہ کالا پانی اپنی آنکھہ سے دور کرا ور بینائی کا سفید پانی اُسکی جگہہ لے آؤ پہر زمین سے کہوان یا چشمہ کہو د کر پانی نکالنا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص اِس اخیر کے آیت کو پڑہے اُسکو چاہئے کہ بعد اِسکے یہہ کلمہ کہے اَللّٰہُ یَاتِیْنَا بِہٖ وَھُوَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے اللہ تعالیٰ لادیگا ہمکو پانی اور وُہ پرورش کرنیوالا ہی تمام عالم کا اب اس سورت کی تفسیر مین کئی سوال جو عربی کے دقیق اور باریک مطلبونکے دریافت کرنیوالے عالمون نے کئے ہین باقی رہگئے اُنمین سے پہلا سوال یہہ ہی کہ حق تعالیٰ نے جو کلمہ کہ فرشتونکی زبان سے نکلا اُسکو یون بیان فرمایا کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ اور اُسکے جواب مین دوزخ والون نے جو کہا اُسکو یون بیان فرمایا کہ قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ اور ایتان اور مجی دونون لفظین آپسمین مرادف ہین یعنے دونونکے ایک ہی معنے ہین پہر فرشتونکے کلام کو ایتان سے اور دوزخیونکے کلام کو مجی سے بیان کرنے مین کیا نکتہ ہی جواب اس سوال کا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مین جسکا نام اتقان ہی بیان کیا ہی اور اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ دونون لفظین اگرچہ اصل معنونمین متحد ہین لیکن استعمال مین ان دونون لفظونکے فرق ہی اور وُہ فرق کئی وجہون سے ہی سو اُن آیتونکی مطابقت ہر ایک وجہہ کے ساتھہ بیان کرنیکو بڑی تفصیل اور طول طویل عبارت چاہئے اور وُہ عبارت اس تفسیر مین کہ ابتدا سے اِسکی بُنیاد اختصار پر ہوئی ہی گنجایش نہین رکہتی لیکن تہوڑا سا مضمون جو اس تفسیر کے لایق ہی اور مطلب سمجہہ لینے کو کفایت کرتا ہی بیان کیا جاتا ہی کہ ایتان کی لفظ ہر چیز مین مستعمل ہوسکتی وُہ چیز محسوس ہو خواہ غیر محسوس حقیقت مین پائی جاتی ہو خواہ فرض کرلیا ہو بخلاف مجی کی لفظ کے کہ اکثر اِسکا استعمال اُن چیزونمین ہوتا ہی جو محسوس ہوتی ہین اور خارج مین پائی جاتی ہین اور یہی سبب ہی کہ حقتعالیٰ کی تجلی دنیا مین جو عزت کے پردہمین چہپی ہوئی ہی ایتان کی لفظ سے تعبیر کی جاتی ہی جیسا کہ فرمایا ہی ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ یعنے کیا منتظر ہین کہ آوے اُنکے پاس اللہ تعالیٰ پر دونمین بدلیونکے اور حقتعالیٰ کی تجلی قہری کو جو آخرت مین بے پردہ ہوگی مجی کی لفظ سے بیان فرمایا ہی قال تعالیٰ وَجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ

ح

علاوہ سوال اوقات

صَفًّا صَفًّا یعنے اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف کی صف باندھے اور اکثر مقدر عذاب کو ایتان کی لفظ سے بیان فرمایا ہی جیسے اَتیٰ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ یعنے آپہنچا حکم اللہ کا پہر اُسکی جلدی مت کرو اور جو عذاب کہ حقیقت مین آیا اور ظاہر ہوا ہی اُسکو اکثر مجی کی لفظ سے بیان فرمایا ہی جیسے فَلَمَّا جَآءَھُمْ اَمْرُنَا وَجَآءَھُمْ بَاْسُنَا یعنے جب آیا اُن پاس حکم ہمارا یا آیا اُن پاس عذاب ہمارا سو ان آیتون مین ملائکہ کے کلام کو عام لفظ سے ارشاد فرمایا یعنے کیا تم پاس کوئی ڈرانیوالا محسوس یا غیر محسوس حقیقت مین یا فرضی نہ آیا تہا اسواسطے کہ اِسقدر مین الزام حجت کا ہوجاتا ہی اور مطلب دلیل سے ثابت ہوجاتا ہی اور بے خبری اور نادانی کا عذر دور ہوجاتا ہی اور دوزخیونکے کلام کو مجی کی لفظ سے جو نہایت حسرت اور بڑے گناہ اور انتہا درجے کی خطا کے ظہور پر دلالت کرتی ہی بیان فرمایا یعنے ڈرانیوالا ظاہر مین ہم پاس پہنچا تہا لیکن ہمنے اُسکو دیکہہ سُنکے نمانا اور اِس فرق کی تاکید کرتا ہی جو سورۂ مریم مین اِن دونون لفظونکا استعمال آیا ہی اور حقتعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے کلام کو اُس سورت مین حکایت کے طور پر نقل فرمایا ہی یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ اے باپ میرے مجہکو آئی ہی خبر ایک چیز کی جو تجہکو نہین آئی اور اسیطرح سورۂ مومنون مین واقع ہوا ہی قال تعالیٰ اَمْ جَآءَھُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَھُمُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے کیا آئی ہی اُن پاس خبر جو نہین آئی تہی اُنکے باپ دادونکے پاس جو پہلے گذر گئے ہین اور ایک احتمال یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ جابجا اسطور کے استعمال کو اختیار کرنا لفظ کے سلامت رہنے کے واسطے ہو اسواسطے کہ ہمزہ متحرک ابتداء کلام مین اور ہمزہ ساکن انتہا کلام مین ثقیل ہوتا ہی چنانچہ جنکے ذہن صحیح اور سلامت ہین اُنپر یہہ بات پوشیدہ نہین ہی اور دوسرا سوال یہہ ہی کہ سورۂ انعام مین حقتعالیٰ نے فوقانی عذاب کو تحتانی عذاب پر مقدم کیا ہی اور فرمایا کہ قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ یعنے وہ اللہ تعالیٰ غالب ہی اسپر کہ بہیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یعنے آسمان سے یا تمہارے پیرونکے نیچے سے یعنے زمین سے اور اِس سورت مین تحتانی عذاب کو فوقانی عذاب پر مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ اور پہر اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ

اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا ان دونوں سورتونمین اس تقدیم اور تاخیر مین فرق ہونیکی کیا وجہ ہی اس سوال کا جواب یہہ ہی کہ سورۂ انعام مین اُس آیت کے پہلے تعالیٰ فرماتا ہی کہ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً یعنے وہ اللہ غالب ہی اپنے بندون پر اور بھیجتا ہی تم پر اپنے نگاہبان سو اُس آیت کے مضمون کی رعایت سے فوقانی عذاب کا مقدم لانا وہان مناسب ہوا اور اِس سورتمین اِس آیت کے پہلے تعالیٰ فرماتا ہی کہ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ اور اس ایت کے مضمون کی رعایت سے تحتانی عذاب جو زمین سے علاقہ رکھتا ہی اُسکا مقدم لانا بہت مناسب ہوا اور تیسرا سوال یہہ ہی کہ صَآفَّاتٍ وَّيَقْبِضْنَ یہ دونون لفظین ترکیب مین طیر کی لفظ سے حال پڑی ہین پہر ایک حال کو اسم فاعل کے صیغے سے مفرد لانا اور دوسرے حال کو مضارع کے صیغے سے جملہ فعلیہ لانے کی کیا وجہہ ہی یَصْفُفْنَ وَيَقْبِضْنَ کیون نہ ارشاد ہوا یا صَآفَّاتٍ وَّقَابِضَاتٍ کیون نفرمایا تاکہ دونون مین مطابقت پائی جاتی اِس فرق کی کیا وجہ ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ ہوا مین اُڑنا پانی مین تیرنے کے مشابہ ہی اور ان دونون کا مونمین ہاتہہ پیر اور بازو کا کہولنا ہوتا ہی تاکہ چیرنا اور جدا کرنا پانی اور ہوا کا آسان ہوجاوے اور اِس حالت مین سمیٹ لینا ہاتہہ پیر یا بازو کا ضرورت کیواسطے ہوتا جاتا ہی تاکہ طبیعت کو ہر وقت آرام حاصل ہوتا رہے اور نئی قوت پیدا ہوتی جاوے جسطرح لومڑی یا بلی یا دوسرے جانور جست کرنے اور کودنے کیوقت سمٹ جاتے ہین اور اِسم فاعل کا صیغہ ہمیشگی اور ثبوت پر دلالت کرتا ہی اور جملہ فعلیہ مضارع کے صیغہ سے تجدد اور حدوث تو گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ چڑیان ہوا مین صف باندہی اوڑا کرتی ہین اور پر اپنے کہولے رہتی ہین اور کبھی کبھی پر سکوڑ بھی لیتی ہین تاکہ پر کہولنے اور اوڑنیکی اور زیادہ قوت حاصل ہووے جیسے پانی کے تیرنے والے کہ اُنکا بھی یہی حال رہتا ہی سو یہہ فرق بغیر دونون حال کے صیغے متغیر کئے ہوے بوجہا نجاتا چوتھا سوال یہہ ہی کہ قبر کے عذاب سے نجات حاصل ہونے کیواسطے اس سورت کے تخصیص کی کیا وجہ ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ قبر کا عذاب اکثر بداعتقادی کے سبب سے ہوتا ہی خصوصًا قبر کے سوال اور اپنے بدعملونکی پرسش سے غافل ہونا اور دن رات نفس کی خواہش مین پھنسے رہنا اور نجاستونسے اپنے کو نہ بچانا کہ یہ چیزین قبر کے عذاب کی سبب پڑتی

ہین اور جو شخص کہ اس سورتکو معنے سمجھہ کر پڑہتا ہے اُسکو پورا یقین ہوتا ہے کہ موت کے بعد جو دنیا
مین کیا ہے اُسکا حساب ہونا ہے اسواسطے کہ حقتعالی کا قول خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا اسی بات پر دلالت کرتا ہے اور اسبات کی بہی اُسکو یقین ہوتی ہے کہ حقتعالی
سینے کے بہید اور دل کے پوشیدہ خیالات سے واقف ہے کچہہ اُسپر چہپا نہین ہے اسواسطے
کہ اس آیت سے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یہی بات پوچہی جاتی
ہے سو جس شخص کو اِن چیزونکا یقین ہو جاتا ہے تو البتہ اُسکے جو ہر نفس کو بُرے خیالونکی تاثیر کم ہوتی
ہے اور بالکل اسکو خراب نہین کرسکتی اور یہہ بہی ہے کہ قبر مین جاتے ہی پہلا صدمہ جو آدمی کو پہنچتا ہے وہ
ضغطہ قبر کا ہے اور اُسکا دبانا یعنے مردے کے قبر مین پہنچتے ہی زمین مین حرکت پیدا ہوتی ہے جیسے دریا مین موج
اور اس حرکت اور موج کے تہپیڑون سے مردے کا حال تباہ ہو جاتا ہے سو جب اس آیت کا مضمون یعنے ءَاَمِنْتُمْ
مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ آدمی کے خیال مین رہتا ہے اور تلاوت
اُسکی کیا کرتا ہے تو یہہ خوف ہمیشہ اُسکے سامنے رہتا ہے اور حقتعالی کے قول کے بموجب جو دوسری جگہہ
فرمایا ہے اور اُسکے سچے وعدے کے بموجب کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ
كَبِيْرٌ یعنے تحقیق جو لوگ ڈرتے ہین اپنے رب سے بن دیکہے اُنکو بخشش ہے اور ثواب بڑا وہ شخص
مستحق بخشش اور معافی کا ہوتا ہے اور آخر کی آیت یعنے اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ
اور درمیان کی آیت یعنے اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ یہ دونون آیتین اس مضمون سے خوب مناسبت رکہتی ہین چنانچہ یہہ بات تامل اور فکر کرنے
سے پوشیدہ نرہے گی اور آیت هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا یہی قبر کی راحت پر دلالت
کرتی ہے بعضے مضمون سے اور اس سورت مین عذاب قبر کے دفع ہونیکے مقدمے مین دوسرے بہی بہید
بہی ہین سو وے توضیح اور تشریح پر موقوف ہین اس مختصر مین اُسکا بیان گنجایش نہین رکہتا لیکن اتنا
بطور اشاریکے کہا جاتا ہے کہ تبارک کی لفظ مین تامل اور غور کرنا چاہئے کہ اسمین ہمیشگی کی خیر کا اور
انعام اور احسان کا معاملہ بعد موتکے بہی جاری رکہنے کا اشارہ پوچہا جاتا ہے اور آسمانکا ستارونکی

قندیلوں سے روشن کرنا اور اسکی روشنی کے سبب گردونواح آسمان سے شیطانوں کو ہانکنا صاف اشارہ اسبات کیطرف ہے کہ آسمانی کیفیتیں اور اُسکے احوال قبر کی تاریکی کو روشن کرینگے اور شیطانوں کی شرارت سے بچالینگے اور اس تشویش کو دور کرینگے بلکہ اگر ان مضمونین خوب غور اور تامل کیا جاوے تو بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ قبر کے داخل ہونیکے بعد زمین کا اوپر کا طبقہ قبر والیکے حق میں دنیا کے آسمانکا حکم پیدا کریگا اسواسطے کہ وہ طبقہ ہدایت کے چراغوں سے روشن اور آراستہ ہو رہا ہے اور وہ چراغ انبیا اور اولیا کی نورانی روحیں ہیں جنکی روشنی کی چمک سے زمین منور ہو رہی ہے اور شیطانوں کے دفع کیواسطے نیچے کے آدمیوں سے مدد پہنچاتے ہیں

سورۂ نون

۵۲ ۲۲۰۰ ۱۲۵۶

اسمیں باون آیتیں اور دو ہزار دو سو کلمے اور ایک ہزار دو سو چھپن حرف ہیں اور پہلی آیتیں اس سورتکی بلاشبہ مکی ہیں لیکن بعضی آیتوں میں اختلاف ہے کہ مکی ہیں یا مدنی اور شمار میں اسکی آیتیں پچاس ہیں بلا خلاف اور باون ہونے میں اختلاف ہے اور اس سورت کے نازل ہونے کا سبب یہہ تھا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور آپ پر وحی آنا شروع ہوا اور وضو اور نماز کا طور آپکو غیب سے سکھلایا گیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کا اظہار کرنا شروع کیا اسوقت حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور حضرت زید آپکے متبنّے جسکو ہندیمیں لے پالک کہتے ہیں اور حضرت اُم ایمن آپ کی خادمہ رضی اللہ عنہم یہ سب ایمان لائے اور نماز پڑہنا آپکے اہلبیت میں رایج ہوا اور یہ باتیں نئی نئی جو مکے والوں نے کبھی نہ دیکھیں تھیں ہر مکان اور ہر مجلس میں نقل ہونے لگیں اور اسبات کا چرچا پھیلا بعضے بے ادب کافروں نے کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہو گیا ہے اور تمام اپنے گھر والونکو بھی دیوانہ کر ڈالا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتونکے سُننے سے نہایت رنج اور ملال ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپکی خاطر مبارک کی تسلی کیواسطے یہہ سورت نازل فرمائی اور دو مرتبے قسم یاد فرماکے ارشاد کیا کہ تو ہرگز دیوانہ نہیں ہے بلکہ تیری عقل تمام مخلوقاتکی عقلوں

ترجیح رکھتی ہے کسیکی عقل تمہاری عقل کے پاسنگ کو بھی نہین پہنچتی اور اُس سورت کے ربط کی وجہ سورۂ
ملک سے یہہ ہے کہ سورۂ ملک مین اُس شاہنشاہ حقیقی کے اکثر کارخانہ نکا ذکر جو سلطنت سے تعلق
رکھتے ہین بیان فرمایا ہے چنانچہ اوّل خیرات کی کثرت دوسرے قادر ہونا سب چیز پر یہان تک کہ مارنے اور
جلانے پر بھی تیسرے ہر شخص کے کاموں سے خبردار ہونا یہان تک کہ پوشیدہ بات سے بھی سوچھی ہوئی
دلکی بات بھی اُس درگاہ مین پوشیدہ نہین ہے چوتھے غالب ہونا سب پر پانچوین بخشنا اور معاف
کرنا باوجود قدرت کے چھٹے بڑے بڑے مکان عالیشان اپنے خادمونکے واسطے تیار کردینا ساتوین
رعایا مین تفاوت اور جانب داری نکرنا آٹھوین اپنے ممالک محروسہ کے ملکونکو زیب اور زینت سے
آباد اور معمور رکھنا نوین دشمنون کے ذلیل اور خوار کرنیکے اسباب تیار رکھنا دسوین فرمانبردارون کے
واسطے بخشش اور انعام کے اسباب موجود رکھنا گیارہوین امن اور چین کا ہونا یعنے ایسا انتظام ملک
مین کرنا کہ سب رعایا امن اور چین سے رہین بارہوین سب چیزونکا نرخ ستا رکھنا تیرہوین اپنے مخالفونکو
کمزور کر رکھنا تاکہ دشمنونکی حمایت نکرسکین اور اُس درگاہ کے محرومونکو رزق نہ پہنچا سکین سو یہ سب
کارخانے عمدہ ہین کہ اِنکے جمع ہونے سے سلطنت رونق اور قوّت پکڑتی ہے باقی رہا یہان پر بیان ایک
بڑے کارخانیکا کہ یہ سب کارخانے اُسی سے تعلق رکھتے ہین سو اُس کارخانے کا ذکر اُس سورت مین نہوا
اسواسطے تتمہ کے طور پر اِس سورت مین اُسکو بیان فرمایا سو وُہ کارخانہ دفتر والون اور متصدیون اور اہل قلم کا
ہے بس یہہ سورت گویا مملکت کے خطّی وجود کا بیان ہے سب کارخانونکے ساتھہ اور خطّی وجود خارجی وجود
کا ظل ہے اور ان دونونکے درمیان حکایت اور محکی عنہ کا علاقہ ثابت ہے سو اسواسطے کہ ظل کا مرتبہ اصل
کے مرتبے سے متاخر ہے اُس کارخانے کو اِس سورت مین یعنے سورہ نون مین جو سورۂ ملک کے
پیچھے ہے بیان فرمایا تاکہ اِس بیان مین ظل اور اصل کے مرتبونکے تفاوت کیطرف بھی اشارہ ہو یعنے ظل کا
مرتبہ اصل کے بعد ہے اسیواسطے اہل قلم کے کارخانیکو دوسرے کارخانون کے بیانکے ساتھہ پہلی سورت مین
بیان نفرمایا اور سوا اسکے ان دونون سورتونکے مضمون مین بھی جابجا مناسبت ثابت ہے چنانچہ پہلی سورت
مین فرمایا ہے لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا اور اِس سورت مین فرمایا اِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

اخبار

اَصْحَابَ الْجَنَّۃِ اور اُس سورتمین کافرونکا عذاب دوزخ مین اور اُسکے موکلونکی جہنم کی حکومت اور بادشاہت کے طور پر مذکور ہی اور اِس سورت مین وے سب مضمون متصدی گری کے طور پر بیان فرمائی ہین جیسے اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ اَمْ لَکُمْ کِتٰبٌ فِیْہِ تَدْرُسُوْنَ اَمْ لَکُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَۃٌ یعنے کیا کرینگے ہم مسلمانونکو مثل گنہگارونکے کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہی جسمین پڑھ لیتے ہو کیا تمنے ہمسے قسمین لین ہین پوری پہنچنی بس یہ مضمون صریح سوال ہین لکھا پڑھی اور قول وقرار کی دست آویز طلب کرنے سے اور یہہ طور دفتر کے متصدیونکا ہی اور اِس سورتمین ضروان کے باغ والون کا حال بہی مذکور ہی اور وہ بہی متصدی گری کے قاعدے سے تعلق رکہتا ہی اسواسطے کہ جب کسی گانو نکے زمیدار یا کہیتے والے اپنے معمول کے خلاف کرتے ہین اور حاکم کے تنخواہ دارونکو واجبی حق نہین دیتے تب وُہ گانون اُنکے قبضے سے نکال کر سرکار مین ضبط کرتے ہین اور بالکل انکے مالکو فرق کرتے ہین اور اُس سورتمین بہی اسی قسم کے قصے عبرت اور ڈر کے خوف دلانیکے واسطے سلطنت اور حکومت کے طور پر بیان فرمائے ہین جیسے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا اور ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ اور اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا یعنے وُہ رب ایسا ہی جسنے کر دیا تمہارے واسطے زمین کو پست اور کیا نڈر ہوگئے تم اُس سے جو آسمانمین ہی کہ دہنسا دے تمکو زمین مین اور کیا نڈر ہوگئے تم اُس سے جو آسمانمین ہی کہ ڈالے تم پر پتہر اور اِس سورتمین ایک دریا کی مچہلی کا مذکور ہی جو سب مخلوقات کے طبقونکے نیچے تہ نشین ہی اور حکم الہی کی ایسی فرمان بردار ہی کہ ایک پیغمبر جلیل القدر کو اپنے پیٹ کے قید خانے مین لیکر ایسی احتیاط سے رکہا کہ اُنکے بدن پر کچہہ آسیب نہ پہنچا اور اُس سورتمین بہی پرندجانورونکا مذکور ہی کہ حقتعالی کے حکم سے ہوا مین ٹہرے ہوے ہین یہ سب گویا اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ مرغ سے ماہی تک ہمارے تابعدار اور فرمانبردار اور عاجز اور سرنگون ہین اور اِسی پر قیاس کرکے اگر آدمی غور کرے تو مناسبت کی وجہین اِن دونون سورتونمین بہت پائی جاتی ہین اور اِس سورتکا نام سورۂ نون رکہنے کی وجہ یہہ ہی کہ نون کے عدد جُمل کے حساب سے پچاس ہین اور اِس سورتکی آیتین جنپر اتفاق ہی وے بہی پچاس ہین

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ یہی پچاس برس کامل ہوا اسطور سے کہ بعد نبی ہونیکے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیئیس برس زندہ رہے اور مسند نبوت آپکی ذات پاک سے مزین رہی پھر
بعد آپ کے ستائیس برس تک خلفاء راشدین اُسی قانون اور آئین پر اسطور سے عمل کرتے رہے
کہ ایک بال کی برابر بھی شریعت کے احکام مین تفاوت نے راہ نپائی اور سب فرمانبردار اور تابعدار رہے
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ستائیسوین سال مین وقت کے خلیفہ کو حکومت سے
باز رکھنے کے سبب سے فتنہ برپا ہوا اور نافرمانی شروع ہوئی اور وقت کے خلیفہ کو معزول سمجھا اس سبب
سے گویا نبوت کا دور منقطع ہوا اور زمانہ سلطنت اور بادشاہت کا قریب آپہنچا کہ پیغمبر کے خلیفہ کی
تابعداری مین قصور ہوا اور اُسکا حکم جاری نہوا اگرچہ خلیفہ برحق کے موجود ہونیکے سبب سے اصل
خلافت کا نام تیئس برس تک باقی رہا لیکن جو پیغمبر کے خلیفہ کا حکم جاری نہوا تو گویا نبی کا حکم جاری نہوا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا نشان ہی مٹ گیا اسواسطے کہ نبوت کا حکم اُسوقت اُسی خلیفہ
کی ذات مین منحصر تہا اور یہہ بھی ہے کہ اس سورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور
دیوانگی کی نفی آپکی ذات ستودہ صفات سے بہت واضح کرکے بیان فرمائی ہے اور حرف نون نبوت کی
لفظ کا پہلا حرف ہے اور یہہ بھی ہے کہ جتنے عمدہ مطلب اس سورت مین بیان ہے اُنمین نون کے حرف
کو بڑا دخل ہے اسواسطے کہ اوّل اس سورت مین اپنی نعمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرما کے
دیوانگی کی نفی کی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور آپ کے
دشمنونکو ملعون فرمایا یعنے راہ سے بچلے ہوئے پھر دین کی باتمین کافرونسے سُستی کرنیکو منع فرمایا
علی الخصوص اُس کافر سے جسکے دلمین اللہ جل شانہ کی اہانت بس گئی ہے اور جُعل خوری اور نیک
چیز سے ہر شخص کو روکنا اُسکی عادت ہوگئی ہے اور باوجود اِن سب باتونکے وہ ولد الزنا بھی
ہے اور اپنے مال اور اولاد کی زیادتی پر مغرور بھی ہے پھر اُسکے بعد اُن باغ والونکا قصہ بیان فرمایا
جو اپنی نیت کے بدلنے سے اور مسکینونکو حق نہ دینے سے اور انشاء اللہ تعالیٰ کے نہ کہنے کے
سبب سے خرابی مین پڑے اور رات کو وے سوتے ہی رہے اور باغ جل گیا اور پچھلی رات کو خوشی

خوشی اُٹھہ کر باغ کو گئے تاکہ کسی مسکین کو خبر نہو اور وہان جاکر دیکھا تو باغ سب جلا ہوا پایا پہر اپنی تئین
آپ ندامت کرنے لگے پہر اُسکے بعد کافرون سے سند طلب کرنیکا بیان ہی کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی سند
اُنکے پاس ہی جس سے کہتے ہین کہ جیسا ہم چاہینگے ویسا ہی اللہ تعالیٰ ہمکو دیگا یا اللہ تعالیٰ نے اُنسے
قسم کہائی ہی کہ جو تم چاہوگے وہی ملیگا پہر اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ میرا داؤ بڑا زبردست
ہی کہ کوئی اُس سے بچ نہین سکتا پھر اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السّلام کا قصہ بیان
فرمایا کہ اِسطور سے مچھلی کے پیٹ مین اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اُس قادر علی الاطلاق نے اُنکی فریاد رسی
کی اور اُس دُعا کے سبب سے اُنکو اُس بلا سے نجات دی اور اِس حرف نون کی تفسیر مین جو اِس سورت
کے اوّل مین واقع ہی اور اِس سورت کا نام بہی وہی ہی مفسرون نے بہت سا اختلاف کیا ہی حضرت
عبداللہ ابن عباس اور قتادہ اور سُدّی اور مُقاتل اور کلبی رضی اللہ عنہم سے اور اُنکے سوائے دوسرون نے
بہی ایسا نقل کیا گیا ہی کہ اِس نون سے مراد وُہ مچھلی ہی جسکی پیٹہہ پر ساری زمین ہی اور اُسکا نام
بہموت یا لیوتا یا بلہوت یا لوثیا ہی اور اِن بزرگون سے ایسی روایت آئی ہی کہ حقتعالیٰ نے جب
آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو اُسوقت اپنے عرش مُعلّی کے نیچے سے ایک فرشتے کو حکم فرمایا کہ
ساتون تہ زمین کے نیچے جاکر ساری زمین کو اپنے کندہے پر رکہہ لے سو اُس فرشتے نے اگر سب
زمین کو اپنے اوپر اُٹہا لیا دونون ہاتہہ اُسکے کیہلے ہین ایک مغرب مین ہی اور دوسرا ہاتہہ مشرق
مین پہر اُس فرشتے کو دونون پاؤن رکہنے کی جگہہ نتہی تب حقتعالیٰ نے جنّۃ الفردوس سے ایک
بیل کو بہیجا جسکی چالیس ہزار سینگہ ہین اور چالیس ہزار پاؤن اُس بیل کے گوہان پر اُس فرشتے نے
دونون پاؤن اپنے رکہی لیکن اُسکے پاؤن ٹہہرنے نتہے تب فرشتونکو حکم ہوا تو ایک نگر از مرد سبز کا
جنّۃ الفردوس سے لاکر اُس بیل کے گوہان سے اُسکے کان تک رکہہ دیا پہر اُس فرشتے کے
پاؤن اُس پتہر پر ٹہہر گئے اور اُس بیل کے سینگ زمین کے چارون طرف سے نکل آئے ہین اور
دونون تتہنے اُس بیل کے کہارے دریا کے اندر ہین جسوقت وُہ بیل دم باہر کو نکالتا ہی تو دریا مین
مدّ ہوتا ہی جسکو بنگالے مین جوار اور منبئی مین پہرتی کہتے ہین اور اسوقت دریا مین کف یعنے

پہین بہت نکلتا ہی اور جسوقت وُہ بیل دم بہیتر کو کہینچتا ہی تو اُسوقت دریا مین جر ہوتا ہی جسکو بنگالے
مین بہاٹہا اور منبئی مین اُوٹ کہتے ہین پہر اُس بیل کے پانون کے ٹہرنے کیواسطے حقتعالیٰ نے ایک پتہر
پیدا کیا جسکا مُٹاپا ساتون آسمان اور ساتون زمین کے برابر ہی اُس پتہر پر وُہ بیل کہڑا ہی اور یہہ
وہی پتہر ہی جسکو حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی نصیحت مین سواے آسمان اور زمین کے
ذکر کیا ہی چنانچہ بطور حکایت کے حقتعالیٰ فرماتا ہی کہ یَا بُنَیَّ اِنَّہَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِہَا اللّٰہُ یعنے اے بیٹے میرے
اگر کوئی چیز ہوگی برابر رائی کے دانے کے پہر وُہ پتہر مین ہو یا آسمانون مین یا زمین مین لاویگا اُسکو اللہ تعالیٰ
اور اُس پتہر کے ٹہراو کیواسطے ایک بڑی مچہلی حقتعالیٰ نے پیدا کی ہی سو یہہ پتہر اُسکی پیٹہہ پر دہرا ہی اور
باقی بدن اُس مچہلی کا خالی ہی اور وُہ مچہلی دریا پر ہی اور دریا ہوا پر اور ہوا اللہ کی قدرت سے تہمی
ہوئی ہی تاکہ سبکو معلوم ہوجاوے کہ اُس عالم کی بنیاد بر باد اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ ایک روز ابلیس لعین تحت الثری کو پہنچ کر اُس مچہلی تک پہنچا اور اُسکے دلمین یہہ وسوسہ
ڈالا کہ کسواسطے اتنا بوجہہ اپنے اوپر لادی ہوئی رنج مین گرفتار ہی ذرا اپنے بدنکو جنبش دے کہ تمام آسمان
اور زمین اور پہاڑ تیری پیٹہہ پر سے گر پڑین اور تو اُس بوجہہ سے خلاصی پاوے اُس مچہلی نے چاہا کہ
حرکت کرے بمجرد اُس قصد کے حقتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک جانور کو بہیجا وُہ جانور اُس
مچہلی کی ناک سے پیٹہہ کر دماغ کو پہنچا مچہلی کی حالت تباہ ہوئی اور بیقرار ہوکر جناب باری مین اُسکی
شکایت کی حقتعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ یہہ سزا اُس شیطانی وسوسہ کی ہی جسکو تو نے قبول کیا تہا
پہر اُس جانور کو حکم ہوا کہ اُس مچہلی کے کان کی راہ سے نکل کر اُسکے مُنہہ کے سامنے حاضر رہ تاکہ اگر دوسری
مرتبے پہر وُہ مچہلی ایسا ارادہ کرے تو پہر تو اُسکے دماغ مین گہس جانا اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ اُس
نون سے مراد وُہ مچہلی ہی جسنے حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نگل لیا تہا اور تین روز یا چالیس روز
اپنے پیٹ مین رکہا تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد وُہ مچہلی ہی کہ جسکے خون مین نمرود مردود کا تیر ڈوب کر
آیا تہا اسواسطے کہ یہ دونون مچہلیان اپنی جنس مین ایسی بزرگی رکہتی ہین جو اور مچہلیون مین نہین پائی جاتی

ایک مچھلی ایسے پیغمبر جلیل القدر کے قید کرنے پر مسلط ہوئی تھی اور اتنی ادب کی رعایت کی کہ پیغمبر کے
بدن پر کسیطرح کی ایذا اور تکلیف نہ پہنچی اور اس دوسری مچھلی نے آپ کو اللہ تعالی کیواسطے فدا کیا
اور اپنی جانکو اُس پاک پروردگار کے دشمن کے تیر کے مقابلے مین نشانہ بنایا جسطرح کوئی شخص لڑائی
مین اپنی تئین سردار کے سامنے کرکے دشمن کے تیر گولی کا نشانہ بن جاوے اور سردار پر کسیطرح کا
آسیب نہ آنے دے تو وہ شخص تمام فوج مین ممتاز ہوتا ہی اور سردار کے نزدیک سرفراز اور ضحاک اور
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ نون سے مراد دوات ہی چنانچہ ایک شاعر قدیم نے
کہا ہی ؎ اِذَا مَا الشَّوْقُ رَجَّحَ فِی الْیَرَاعِ اَلِفْتُ النُّوْنَ بِالدَّمْعِ السُّجُوْمِ یعنے جسوقت کہ غلبہ
کرتا ہی اشتیاق اُنکا مجھہ پر الف دیتا ہون مین دوات کو آنسو بہنے والے کے ساتھہ یعنے بہردیتا ہون
دوات کو اور یہہ تفسیر قلم کی لفظ کے ساتھہ بہت مناسبت رکھتی ہی اور تائید دینے والی اس تفسیر کی
ایک حدیث مرفوع ہی یعنے اَوَّلُ شَیْءٍ خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ ثُمَّ خَلَقَ النُّوْنَ یعنے اَلدَّوَاۃَ ثُمَّ
قَالَ اُکْتُبْ مَا ھُوَ کَائِنٌ مِنْ عَمَلٍ اَوْ اَثَرٍ اَوْ رِزْقٍ اَوْ اَجَلٍ فَکَتَبَ مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی
یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ خَتَمَ عَلَی الْقَلَمِ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے جو چیز اللہ تعالی نے
پیدا کی وہ قلم ہی پہر پیدا کیا نون کو یعنے دوات کو پہر حکم ہوا قلم کو کہ لکھہ جو چیز ہونیوالی ہی عمل اور
نشان اور رزق اور اجل سے پہر لکھا قلم نے جو چیز تھی اور جو ہونیوالی ہی قیامت تک پہر مہر کردی گئی
قلم پر اور معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت آئی ہی کہ اَلنُّوْنُ لَوْحٌ مِنْ نُوْرٍ یَکْتُبُ
فِیْہِ الْمَلَائِکَۃُ مَا یُؤْمَرُوْنَ بِہٖ یعنے نون ایک تختہ ہی نور کا لکھتے ہین اسمین فرشتے جوانکو حکم
ہوتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ نون ایک نہر کا نام ہی لیکن ان تفسیرون مین ایک اعتراض جو علم نحو سے
علاقہ رکھتی ہی وارد ہوتی ہی وہ یہہ ہی کہ تمام قاریون کے نزدیک اِس حرف پر وقف لازم ہی
اور جب یہہ تفسیر ہوئی تو وقف نہین ہوسکتا اسواسطے کہ نون کا لفظ اگر اسم جنس ہی تو جر اور
تنوین اُسکا حرف قسم اور لام کی تقدیر سے ہوتا اور اگر عَلَم منصرف ہوتا تو جر اور تنوین اسپر آتا
اور اگر غیر منصرف ہوتا تو حرف قسم کی تقدیر اُسکے فتحے کیواسطے ضرور ہوتی اور جواب اس اشکال کا

یہہ ہی کہ اس لفظ کا ذکر اس مقام پر کنایہ ہی قسم سے صریح قسم نہین ہی اور حرف قسم کی تقدیر اور اُسکا عمل دینا اس لفظ مین صریح قسم کو لازم ہی کنایہ کو لازم نہین اور عطا اور بعضے دوسری مفسرون سے منقول ہی کہ یہہ نون اشارہ ہی حقتعالی کے ناموںسے دو ناموںکے پہلے حرف کیطرف یعنے نور اور ناصر اور محمد بن کعب قُرظی نے کہا ہی کہ نون اشارہ ہی مومنین کی نُصرت کیطرف اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ اس نون سے یہی دریا کی مچھلی مراد ہی اور اِسکو عارفون اور کاملون سے بہت مناسبت ہی اسواسطے کہ تمام عمر پانی مین رہتی ہی اور کبھی اِسکا جی پانی سے نہین بہرتا اور اِسکو پانی سے سیری حاصل نہین ہوتی اور اگر ایک دم بہر پانی سے علیحدہ ہوتی ہی تو بیقراری سے اپنی جان دیتی ہی اسیطرح عارف لوگ عمر بہر حقیقت کے دریا مین غوّاصی کرتے ہین اور غوطہ لگاتے ہین لیکن سیر فی اللہ کے مرتبونسے کبھی سیر نہین ہوتے اور اگر کبھی ایک لمحہ اُسکی یاد سے دور ہوے تو وہی سبب بلا کی کا ہوتا ہی اور کیا اچھی بات کہی ہی مولانا روم علیہ الرحمہ نے ؎ ہر کہ خرما می زاید بیش سیر نشود و انکہ بے روزیست روزش دیر نشود ۔ یعنے عشق حقیقی ایک دریا ہی جسکی انتہا نہین ہی سو جو عاشق کامل کہ اس دریا کی مچھلی بنا اسکو چاہئے کہ سیری سے ہاتھہ دہو وے اور ہمیشہ پیاسا رہے اور اسی حالت مین مرے اور جو متوسط الحال ہی وہ اپنی پیاس کو بجھا وے اور کمال سے باز رہے اور جو شخص بے رو یعنے بے عشق کی لذّت کے زندگانی کرتا ہی اُسکو غم اور اندوہ مین گذرتا ہی اور رنج کے دن دیر مین کٹتے ہین سو حرف نون کا لانا شروع مین اس سورت کے سب مطلب سے پہلے اس بات کیطرف اشارہ ہی کہ تم جو نہایت اشتیاق ہماری طرف رکھتے ہو اور ہر دم اور ہر لحظہ وہی بات کرتے ہو جسمین ہمارا ذکر ہو اور ہر کام مین یعنے اُٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے اور بات چیت مین ہمارا ہی دھیان رکھتے ہو اور نادانون کی عادت کے خلاف کرکے ہمارے واسطے اپنی تئین ہلاتے ہو اور بے ہمارے شغل اور بے ہماری یاد کے تم رہ نہین سکتے سو اسواسطے بے کافر تمہاری تئین مجنون اور دیوانہ کہتے ہین چنانچہ صحیح حدیث مین آیا ہی کہ اُذْکُرُوا اللّٰہَ حَتّٰی یُقَالَ مَجْنُوْنٌ یعنے یاد کرو اللہ تعالی کو یہان تک کہ لوگ تمکو مجنون کہنے لگین اور بے احمق یہہ نہین سمجھتے کہ مچھلی کو دریا سے یہی بھی

مناسبت

مناسبت ہی کہ ایک دم بے باقی نہین رہ سکتی پہر اگر تمکو بہی اپنے محبوب سے یہی حالت بہم پہنچی ہو
کہ بے یاد اُسکی ایکدم قرار نہو تو کچہہ جگہہ تعجب کی نہین اسحالت کو جنون اور دیوانہ پن کہنا اِنکی نادانی ہی
حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے بہی فرمایا ہی کہ نون سے مراد نفس کلیہ ہی جسکو لوح محفوظ
اور وحی کا مبدأ کہتے ہین اور قلم سے مراد قلم اعلی ہی یعنے عقل اوّل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم
کی نبوّت کا مبدأ ہی لوح محفوظ مین اور بعضے صوفیہ نے فرمایا ہی کہ نون سے مراد نفس رحمانی
ہی جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت کا مبدء ہی اور قلم سے مراد قلم اعلی
ہی جو اس روحانیت کے وجود کا مبدء ہی اور بعضون نے نون سے ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے
نور کو مراد لیا ہی کہ ظہور اُسکا قیامت تک باقی ہی واللہ عالم بالصّواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن ط یعنے تیری نبوّت بے شک اور شبہ ثابت ہی اور تیرا نور تمام عالم مین پہیلے گا اور تیری ہی فتح
ہوگی اور پچاس برس تک تیرا نفع روز بروز ترقی اور زیادتی مین رہیگا اِسجگہہ پر جانا چاہئے کہ نون کا حرف
اُن حرفونمین سے ہی جو اپنی شکل کے اعتبار سے اصل ہین دوسرے حرفونکی جیسے الف اور بے اسواسطے
کہ شکل کے اعتبار سے یہ حروف اور حرفونکی شکل کے اصل ہین یعنے دوسرے حرفونکی شکل انہی حرفونکی
شکل سے نکلی ہی جیسے الف ایک کہڑے خط کا نام ہی اور جب اِسکے ساتہہ تین نقطے نیچے کیطرف
ملا دیئے اسطور سے اٮ تو لام ہوگیا اور بے ایک خط ہی مُسطّح یعنے بچہا ہوا کہ تے اور ثے اور نے ایک
یا دو نقطونکی زیادتی کے سبب سے اِسسے علیحدہ ہوکے دوسرا نام پیدا کیا ہی اور نون بہی ایک خط ہی
ٹیڑہا کمان کے طور پر کہ ص اور ض اور سین اور شین اور قاف اسیکی شاخین ہین اور بہورے ٹیڑہے خط کے
ملنے سے یا ایک دو نقطے کے بڑہانے سے دوسرا نام اور دوسری شکل ہوجاتی ہی سو اس نون کے
حرف کو نبوّت سے بہت مناسبت ہی اور وے حروف جو اِس سے نکلتے ہین وے اشارہ
اور علامت ہین اُن چیزونکی جو نبوت کے لوازمات مین سے ہین جیسے قاف کہ اشارہ ہی قُربت

بندونکی حقتعالی کی جناب سے اور صاد اشارہ ہی انکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت کیطرف اور سین سے اشارہ ہی سیاست الہیہ کیطرف خلافت کے طور پر اور شین اشارہ ہی اچھے اور برے عملون کی شہادت پر اور ضاد اشارہ ہی جھوٹھی اور بری باتونکی ضد پر سو یے سب حرف اسی نون کے ظہور اور علامات سے ہین اور یہہ بہی ہی کہ نون کا حرف اُن تین حرفونمین سے ہی جنکو دوایر کہتے ہین یعنے جب اُن حرفونکا نام لیا جاوے تو آخر مین وہی حرف خود آوے جیسے واو اور میم لیکن واو کے شروع مین زبر ہی اور میم کے شروع مین زیر اور نون کے شروع مین پیش ہی اور مدے کے حرف یعنے الف اور یے اور واو اِن تینون حرفونکے درمیانمین اِسی ترتیب سے آے ہین سو یے تینون حرف ایسی چیز پر دلالت کرتے ہین جسکی ابتدا انتہا کے ساتہہ ملی ہوئی ہو اور ابتدا اور انتہا کے جو درمیان مین ہی وہ ثبت اور ثابت کا حکم رکہتی ہو اسواسطے کہ مدے کے حرفونکا گویا وجود نہین ہی فقط حرکت کے ظاہر کرنے کو یعنے زیر زبر پیش کے ظاہر کرنیکو آتے ہین اِسکے سوا اور کچہہ فایدہ نہین لیکن واو ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو کہلی اور کشادہ ہو اور میم ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو مرتبے مین کم ہو اور بلندی سے پستی کیطرف آوے اور نون ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو بلند اور اونچی ہو اور حرف تہجی مین کوئی حرف ایسا نہین ہی کہ اُسکا اوّل مضموم ہو یعنے شروع مین پیش ہو سوا سے نون کے تو اس حرف کو بڑی مناسبت ثبوت کے مرتبے کے ساتہہ پیدا ہوئی کہ سلوک الہی کے طریق کا مبدا بہی یہی حرف ہی اور منتہا بہی یہی ہی اور سب ولایتین اسی مرتبے سے شروع ہوئی ہین اور اسی مرتبے پر رجوع بہی کیا ہی بلکہ ابتدا ہدایت مطلق کی بغیر کسی قید کے انبیا کی ذات سے ہی اور انتہا ہدایت کی یعنے جنت مین اپنے اپنے مرتبو لایق مکانونمین پہنچنا بہی انبیا کے وسیلے سے ہوگا اور یہہ نون ایسا حرف ہی کہ عرب کی لغت مین ہر متمکن اسم کے ساتہہ ملتا ہی اور جب تک یہہ اُسکو نلے تب تک اُسکی اعراب تمام نہین ہوتی اور یہی حال ہی نبی کا کہ بنی آدم کے فرقے مین بادشاہ اور ولی اور حکیم سے لیکر دیہنے جولاہی بہنگی تک کوئی ہو جبتک کسی ایک نبی کیطرف انبیاؤنسے رجوع نکریگا تبتک اُسکا دین دنیا کا کام بن نہ پڑیگا اور کسیطرح کا کمال تمام نہوگا اور عرب کی لغت مین اس حرف نون کے عجیب اور غریب خواص ہین فعل کے آخر مین تاکید

بموجب

کیواسطے آتا ہی اور حرف کے آخر مین ترنم اور آواز کی تحسین بڑہانے کیواسطے آتا ہی اور اسم کے آخر مین اعراب کے ظاہر کرنے کیواسطے جیسے انبیا کہ انکی نبوت کے سبب سے فرشتونکو جو افعال الہی کے قایم مقام ہین قربت کے مرتبونکی تاکید حاصل ہوتی ہی اور جنون اور آدمیونکو کہ اسمائے متصرفہ کے قایم مقام ہین اپنے کمال کے مرتبے حاصل ہوتے ہین جونمونے ہین اعراب کے اور دوسری مخلوقات کو جیسے حیوان اور آگنی والی چیزین اور کان مین پیدا ہونیوالی چیزین کہ بجاے حروف کے ہین انبیا کا وجود انکے واسطے فخر اور زینت کا سبب ہوتا ہی اسیواسطے انبیاؤنکا وسیلہ ڈہونڈہنے مین سبقت کرتے ہین اور انکے کہنے کو قبول کرتے ہین اور اُنکی تعظیم اور تکریم مین قصور نہین کرتے اور یہہ بہی ہی کہ علم حروف کے جاننے والے جو آسمانون اور عناصر پر حرفونکو قسمت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ افلاک اور عناصر کے کارکن حرفونکے حقایق ہین اور کہتے ہین کہ آسمان گیارہ ہین سات ساتون ستارونکے واسطے اور آٹہوان آسمان کرسی اور نوان آسمان عرش اور دسوان آسمان لوح اور گیارہوان آسمان قلم ہے اور ایسا مقرر ہی کہ نون فلک قمر کا حرف ہی جو عالم وحی اور تنزیل سے عبارت ہی اور اسکو سفلیات مین کوئی حرف نہی ہی چنانچہ فلک لوح کو بہی کہ عالم حیات سے عبارت ہی سفلیات مین کوئی حرف نہی ہی اور باقی آسمانون اور عناصر کو کہ تیرہ ہین علویات مین بہی حرف ہین اور سفلیات مین بہی سو نون کو نبوت کے ثابت کرنے کے مقام پر لانا بہت مناسب رکہتا ہی اسواسطے کہ نبوت کی حقیقت وحی اور تنزیل کے سوا کوئی دوسری چیز نہی ہی وَالْقَلَمِ اور قسم کہاتا ہون مین قلم کی جو انسان کے غیب کے عالم کی پوشیدہ باتین ظاہر کرتا ہی تاکہ جتنے لوگ دور پڑے ہوے ہین خواہ زمانے کے سبب سے دوری ہو خواہ مکان کے سبب سے اُسبات پر مطلع اور خبردار ہوجاوین اور یہی معنے ہین نبوت اور پیغمبری کے کہ حقتعالی کے حکم کرنے اور نکرنے کے اُسکے بندونکو جو بشریت کے جالین پہنسے ہوے دور پڑے ہین پہنچاتے ہین اور حقتعالی کے کلام کو اُسکے سب بندونپر پڑہتے ہین اور یہہ بہی ہی کہ اگر ایک شخص قلم کی حرکت اور اسکی غرض سے واقف اور خبردار نہو اور اچانک اسکو کسی لکہنیوالے کے ہاتہہ مین دیکہے کہ سفید کاغذ کو بے سبب لکیرین کرکے سیاہ کر رہا ہی اور خود بخود کبہی ٹیڑہا ہوتا ہی اور کبہی دوات کیطرف متوجہ

ہوتا ہی اور کبھی پہر کاغذ کیطرف پہرتا ہی تو یقینًا اُسکو مجنون اور دیوانہ جانے گا کہ اسطرح کا بیفایدہ کام کر رہا ہی اور حقیقت مین اُسکی ہر حرکت اور ہر تیر ہے پن مین غیب اور غیب نکتے اور دقیقے لپٹے ہوے نکلتے ہین اسیواسطے کہا ہی کہ اَلْخَطُّ هٰذِهِ سَلَّةٌ رُوحَانِيَّةٌ ظَهَرَتْ بِآلَةٍ جِسْمَانِيَّةٍ یعنے خط ایک روحانی رقم ہی جو آلۂ جسمانی سے ظاہر ہوئی ہی اور یہہ بہی کہا ہی کہ اَلْقَلَمُ لِسَانُ الْيَدِ وَسَفِيرُ الضَّمِيرِ وَمُسْتَوْدَعُ الْاَسْرَارِ وَمُبَسِّطُ الْاَخْبَارِ وَحَافِظُ الْاٰثَارِ یعنے قلم ہاتہہ کی زبان ہی اور دل کا درمیانی اور مترجم ہی اور بہیدونکا خزانہ ہی اور خبرونکا ظاہر کرنیوالا ہی اور نشانیونکا یاد رکہنے والا ہی اور قلم کے عجائبات سے ایک یہہ بہی ہی کہ دوات سے سیاہی کو لیتا ہی اور کاغذ پر لکہتا ہی اور آدمی کے دلمین اسیکو نور اور روشنائی کرکے پہنچاتا ہی اور ایک یہہ بہی ہی کہ قلم کو نہایت مشابہت پیغمبرونکے ساتہہ ہی اسبات مین کہ حرکت اور سکون اُسکا یعنے ہلنا اور ٹہہرنا بعد اسکے اور چپ رہنا تم کا اُسکے خاوند کے ہاتہہ مین ہی یہہ آپ سے نہ حرکت کرے نہ دم مارے اور یہی حال ہی پیغمبرونکا جیسا کہ حقتعالی فرماتا ہی يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ یعنے اللہ تعالی کا ہاتہہ قدرت کا اُنکے ہاتہونپر ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى یعنے نہین بولتا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواہش سے نہین ہی وہ بولتا مگر وحی سے جو وحی کی جاتی ہی اور یہہ بہی ہی کہ قلم کو اپنی حرکتونمین جیسے رکوع اور سجدہ اور قیام اور بار بار اپنے مونہہ کو دوات کے چشمے سے دہونا اور پاکی حاصل کرنا اور پانچ انگلیونکے درمیانمین ہمیشہ رہنا اِن سب چیزونمین پانچوقت کی نماز پڑہنیوالونکے ساتہہ مشابہت تام پائی جاتی ہی اسیواسطے بعضے شاعرون نے اُسکی تعریف مین دو بیتین کہی ہین عربی زبان مین پہیلی کے طور پر دو یے ہین وَذِي اضْطِبَارٍ رَاكِعٍ سَاجِدٍ اُخْتِي تُحَوِّلُ دَفْعَهُ جَادِي هَا مَلَازِمُ الْخَمْسِ لَا فَاتَهَا مُعْتَكِفٌ فِي خِدْمَةِ الْبَادِي یعنے صاحب صبر کا رکوع اور سجدہ کرنیوالا بہائی لاغری کا اُنسوا اُسکے جاری ہین لازم پکڑنیوالا پانچونکو یعنے پانچو انگلیونکو اپنے وقتون پر یعنے لکہنے کیوقت قایم ہونیوالا خدمت مین اپنے مالک کی اور یہہ بہی ہی کہ قلم کو چار مرتبے پنج گنجنا ضروری ہی تاکہ اپنے خاوند کے ہاتہہ چومنے کے قابل ہو اور اُسکی روح پاک کی تر جمانی کا مرتبہ حاصل کرے اور اُن چارونکو لکہنے والونکی اصطلاح

مین فتح اور شحت اور شق اور قط کہتے ہین نیچے اوپر سے تراشنا اور نیچے سے اور شگاف کرنا اور قط لگانا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی چار مرتبہ بیچ سینۂ مبارک کے شق ہونیکا حاصل ہوا یہانتک کہ معراج کی ملاقات کی قابلیت حاصل ہوئی اور حق جل وعلی کی ترجمانی مطلق کے منصب سے مشرف ہوے اور یہہ بھی ہے کہ بنی آدم کی دین و دنیا کی بہتری قلم ہی سے علاقہ رکھتی ہے اسواسطے کہ دین جتنے حکم ہین سب قلم ہی کے سبب سے محفوظ رہتے ہین اور آدمیونکے حق جیسے فرض وغیرہ سب اُسیکے سبب سے لکھے جاتے ہین اور بھولنے سے بچتے ہین اور اسیطرح اگلے زمانے کی خبرین اور پہلی امتونکے احوال اسیکے وسیلے سے دریافت ہوتے ہین اسیواسطے کہا ہے کہ قِوَامُ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا بِشَیْئَیْنِ اَلْقَلَمِ وَالسَّیْفِ وَالسَّیْفُ تَحْتَ حُکْمِ الْقَلَمِ یعنے دین اور دنیا کے کامونکی مضبوطی اور ٹہراؤ دو چیزونکے سبب سے ہے ایک قلم اور دوسری تلوار لیکن تلوار قلم کے حکم کے نیچے ہے اور اس مضمون کو بعضے عرب کے شاعرون نے کئی بیتونمین بہت اچھی طرح باندہا ہے اور وے بیتین یہ ہین اِنْ یَخْدِمِ الْقَلَمُ وَالسَّیْفُ الَّذِیْ خَضَعَتْ ۔ لَہُ الرِّقَابُ وَدَانَتْ حِدَّۃُ الْاَمَمِ ۔ فَالْمَوْتُ وَالْمَوْتُ لَاشَیْءَ یُغَالِبُہُ مَازَالَ تَشْبَعُ مَا یَجْرِیْ بِہِ الْقَلَمُ ۔ لِذَا قَضَی اللّٰہُ لِلْاَقْلَامِ اِذْ بَرَیَتْ ۔ اِنَّ السُّیُوْفَ لَہَا مُذْ اُرْہِفَتْ خَدَمُ یعنے اگر کاٹتا ہی قلم تلوار کو جسکے سامنے جہک گئی ہین گردنین اور پرہیز کرتے ہین اُسکی تیزی سے خلق اللہ بس موت اور موت ایسی چیز ہی کہ اُس پر کوئی چیز غالب نہین ہے لیکن ہمیشہ تابعداری کرتی ہے جو لکھتا ہی قلم اسیواسطے حکم جاری ہے اللہ تعالی کا قلمونکو جب تراشے گئے کہ بے شک تلوارین جب تنگ ہوجاتی ہین تو خادم ہوجاتی ہین قلم کی یعنے اسیطرح سے آدمیونکی دنیا اور آخرت کی بہتری پیغمبرونکی ذات پر موقوف ہی اسواسطے کہ تمام دین کے حکم انہی پیغمبرونسے معلوم ہوتے ہین اور حشر اور نشر کے احوال انہی کے زبان سے سُنے جاتے ہین اور نیک اور بد کامونکے مرتبے انہی کے بیان کرنے سے دریافت ہوتے ہین اور تمام فرقے بنے آدم کے اعلی سے ادنی تک یعنے بادشاہ سے حاکروب تک انہی کے فرمان بردار رہتے ہین وَمَا یَسْطُرُوْنَ اور قسم کہاتا ہے نمین اُسکی جو لکھنے والے قلم سے لکھتے ہین کہ نہایت عجایب اور غرایب اس تحریر مین پائے جاتے ہی اسواسطے کہ قلم کی کئی قسمین ہین

ایک قلم اعلام کا ہی اور ایک قلم احکام کا پہرا علام یا تکوین اور ایجاد سے متعلق ہی یا تشریع اور ارشاد
سے اور احکام بہی اسیطرح یا تکوین اور ایجاد سے علاقہ رکہتے ہین یا تشریع اور ارشاد سے اور ہر قلم
کیواسطے لکہنے والے ہین علوی یا سفلی علوی جیسے فرشتے اور سفلی جیسے آدمی اور جن اور ہر معاملے مین قلم
علوی اصل ہی اور قلم سفلی اُسکا ظل اور فرع ہی پہر اگر سفلی علوی کے مطابق ہوا تو صواب اور بہتر ہوا اور
اگر مطابق نہرا تو خطا کی اور یہہ اختلاف صواب اور خطا کا ان چارون قسمون سے نہین قسم مین متصور ہی جو نہی قسم
مین یعنے اُن احکام مین جو تکوین اور ایجاد کے متعلق ہین ہرگز متصور نہین ہی اسواسطے کہ وہان سوائے مطابقت
کے اختلاف نہین ہوسکتا اور اگر ان چارون قسمونکی شرح تفصیل سے اس مختصر مین بیان کی جاوے تو یہہ
مختصر مختصر نرہے اور منظور اسمین اختصار ہی ابتدا سے لیکن نمونے کے طور پر تہوڑا ہم بیان کرتے ہین تاکہ
قسم کی عظمت اور بزرگی ہر شخص کے دلمین ثابت ہوجاوے سو جانا چاہیئے کہ قلم اعلام کا جو تکوین اور
ایجاد سے متعلق ہی وُہ عالم علوی مین ایک قلم ہی جسنے خلق کی پیدایش کے پہلے تمام مخلوقات کا
احوال لکہا ہی اور علم الہی کے مرتبے کے ظہور کا سبب پڑا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جَفَّ الْقَلَمُ
عَلٰی عِلْمِ اللّٰہِ یعنے خشک ہوا قلم علم الہی پر یعنے قلم نے معلومات الہی کو لکہا اور وُہ قلم خشک ہوا
اب وُہ لکہا متبدل نہین ہوسکتا اور اس عالم سفلی مین نجومیونکا قلم ہی جو ہر سال اور ہر قران مین
اُس برس اور اس قران کے حکم تقویمون مین لکہتے ہین اور رمالون اور جفر والونکا قلم بہی اسی مین
داخل ہی اور اخبار نویس اور خفیہ نویس اور تاریخ اور سیر نبیون اور اگلے بادشاہونکی لکہنے والے
اور ملک اور راہ اور پہاڑ اور دریا اور چشمے اور کوین اور بستی اور اُجاڑ زمین کے حال لکہنے والونکا قلم
بہی اسی قلم کا ایک شعبہ یعنے شاخ ہی اور کان اور جہاڑ اور جانور اور معدنی دوائی اور مرکبات ان سبکے
خواص اور تاثیر لکہنے والونکا قلم بہی اسی قلم کی ایک شاخ ہی اور اسی سے پہل پایا ہی اور فیض کو
پہنچا ہی بلکہ زمین اور آسمانکے درمیانکی مخلوقات سے بحث کرنیوالے اور عناصر کے طبقے اور آسمانی
شکلین اور رصد کا حال اور ستارونکی صورت کے لکہنے والے یہ سب اپنے علم کو اسی قلم سے نکالتے
ہین اور آنے والونکے واسطے لکہتے ہین اور قسم اعلام کا جو تشریع اور ارشاد سے علاقہ رکہتا ہی سو عالم

علو یعنی ملاء اعلی کا قلم ہی یعنے اُن فرشتونکا جنہون نے ہر زمانے اور ہر قوم کی استعداد کے بموجب
ایک شریعت لکھہ رکھی ہی اور شرایع خمسہ کو اُسکے تمام حکمونکے ساتھہ جو ہر شریعت مین تفصیل سے
بیان ہوتے ہین اور اُس شریعت کے مجتہدونکے حکم نکالے ہوئے سبکے سب تفصیل سے لکھہ رکھے
ہین اور عالم سفلی مین چار و مذہبونکے مقیمونکا اور اولیا اللہ کے مختلف طریقونکے شغل اور وظیفے جمع کرنیوالو
قلم ہی اور قلم احکام کا جو تکوین اور ایجاد سے متعلق ہی وہ عالم علو یعنی رزق اور قوت لکھنے والون کا
قلم ہی یعنے حضرت میکائیل علیہ السلام کا دفتر جسمین تمام مخلوقات کا رزق لکھا جاتا ہی اور حضرت عزرائیل
علیہ السلام کا دفتر جسمین ہر ایک کی اجل اور مصیبت لکھی جاتی ہی وہ قلم بھی اسی مین داخل ہی اور
عالم سفلی مین ان دونون قلمونکے شعبے بہت ہین ایک اُنمین سے بخشیگر کا قلم ہی کہ لشکر والونکا رزق
سوار ہون یا پیادے اُس سے متعلق ہی اور ایک اُنمین سے صدارت کا قلم ہی کہ منشیون اور محتاجونکا
رزق اُس سے متعلق ہی اور ایک اُنمین سے استیفے کا قلم ہی کہ زمین کا محصول اور خراج لینا اُس سے
علاقہ رکھتا ہی اور ایک اُنمین سے طبیبونکا قلم ہی کہ بیمار یونسے صحت اور شفا کا حاصل ہونا اُس سے علاقہ
رکھتا ہی اور ایک اُنمین سے کوتوالی اور سیاست والونکا قلم ہی کہ ہر ایک مجرم اور گنہگار پر عذاب کرنا
جیسے قتل کرنا اور قید کرنا اور مارنا اور باندھنا یہ سب اُسی سے علاقہ رکھتے ہین اور اسیطرح دوسرے بھی
قلم ہین اور قلم احکام کا جو تشریع اور ارشاد سے متعلق ہی وہ عالم علو یعنی ملاء اعلی کا قلم ہی یعنے
دفتر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جو تازہ بتازہ تعالی کے حکم لکھہ لکھہ کر بھیجتے رہتے ہین اور یہہ وہ قلم ہی
جسکی آواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو سدرۃ المنتہی کے اوپر سنی تھی چنانچہ معراج کی
حدیث مین واقع ہی کہ فَظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ یعنے پھر ظاہر ہوا ایک
میدان سُنی مین نے اسمین قلمونکی آواز اور عالم سفلی مین قاضیونکا قلم ہی سجل اور حکم نامے لکھنے مین اور
مفتیونکا قلم ہی ہر واقعہ کی روایت نکال کر فتوی لکھنے مین اور فرایض لکھنے والونکا قلم ہی وارثون کے حصے
مقرر کرنے مین یہ سب اِسی قلم کے شعبے ہین سو جو شخص ان سب لکھنے والونکی تحریر کو ایک نظر اجمالی سے
دیکھے اور اپنے خیال مین لاوے اُسکو پوری یقین اسبات مین حاصل ہو جاوے کہ علم اور معرفت کا نزول

ہر وقت اور ہر لحظہ حقتعالی کیطرف سے جہان والون پر ہو رہا ہی اور نئے نئے حکم اُس جناب اقدس سے
ہر ہر فرد بر عالم کے ادنی سے اعلی تک وصبدم پہنچ رہے ہین پہر نبوت کی حقیقت اور سچائی مین اُسکو
کچھہ شک اور شبہ نرہے اور نبیونکے قول اور فعل کو جنمین بالکل انہی حکمونکی تبلیغ اور انہی علمون کی القا ہی جنون
اور دیوانگی کیطرف نسبت نکرے اسواسطے اسکے بعد دو قسمونکو ارشاد فرماتے ہین کہ مَآ اَنتَ بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ نہین ہی تون ای محمد اپنے پروردگار کے فضل اور کرم سے نادان اور دیوانہ جیسا کہ
بے کافر تجھکو کہتے ہین اور اس سورت کے آخر مین اس کلام کو کافرونکی زبانی ہی نقل فرمایا ہی اب
یہان ایک سوال ہی جسکا جواب دینا ضروری ہی اور وہ سوال یہہ ہی کہ کافرونکے کلام کو جسمین جنون کی
نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہوتی ہی حقتعالی نے اس سورت کے آخر مین نقل فرمایا ہی اور
جنونکی نفی کو جو اُس کلام کی رد ہی اسکو اس جگہہ اول سورت مین بیان فرمایا اور عرف مین مشہور یون
ہی کہ پہلے مخالف کے کلام کو نقل کرتے ہین پہر اُسکو رد کرتے ہین سو اس ترتیب متعارف کے متغیر کرنے
مین کیا نکتہ ہی اس سوال کا جواب یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون کی زبانسے اس کلام
کے سُننے کے سبب سے بہت رنج اور ملال حاصل ہوا تہا اسواسطے پہلے جنونکی نفی کرنا اور جنونکے نقصانونکو بیان
کرنا ضرور ہوا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو تسلی حاصل ہو پہر اس گمان کے رد کرنیکے
بعد تفصیل سے جو تمام اس سورتمین بیان ہی اُس کلام رد کئے ہوے کو آخر سورت مین نقل فرمایا تاکہ عاقلونکے
مضحکہ کا سبب ہووے اور اسطور سے دشمن کے کلام کو رد کرنا عاقل اور دانشمندونکے نزدیک بہت دلپسند
اور ذہن نشین ہوتا ہی اور اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنونکی نفی کرنے مین ایک
اجمالی دلیل کیطرف اشارہ فرمایا ہی اور اُس دلیل سے ہزارون تفصیلی دلیلین نکل سکتی ہین اور وہ دلیل اجمالی
حقتعالی کی ظاہری و باطنی نعمتونکو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوی ہین ملاحظہ کرنا ہی جیسے فصیح ہونا
اور عقل مین کامل ہونا اور ذہن تیز ہونا اور ولایت کا رتبہ ملنا اور نبی ہونا اور سب خلق اللہ کا ہادی ہونا اور سب اچھے
خلقونکا جامع ہونا سو گویا اسطرف اشارہ ہوا کہ ان کافرونکے اس گمانکے باطل کرنیکی دلیلین تیری ذاتمین بسعد
موجود ہین کہ انکا شمار ممکن نہین ہی مگر اسی اجمال کے طور سے اور حقیقت مین جو شخص آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے انتہا درجہکی عقلمند نکو آپکی سیرتون اور خصلتون مین دیکھیے اور عرب کے وحشیون اور جنگلیون
کے دل اُنہ مین لانیکو اور اُنکی خاطرداری اور تسلی کیواسطے جو جو تدبیرین آپ نے کی ہین اُنکو تامل اور غور سے
ملاحظہ کرے کہ کسطرحسے اِن جنگلیونکو اپنا مطیع اور تابعدار کرلیا تہا کہ اپنے خویش اور اقربا سے آپکی حمایت
اور طرفداریمین لڑائیان لکین اور اُنکو مارا اور آپ مرگئے اور اپنے وطن اور دوستونکو آپکی محبت مین چہوڑدیا
بدون اسباتکے کہ کچہہ پہلے سے تعرف یا پہچان یا کچہہ بہی علاقہ آپ سے رکہتے ہون تو اُس شخص کو
اسبات کا یقین حاصل ہوگا کہ آپکی برابر عاقل کوئی دنیا مین پیدا نہین ہوا اور جو حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ
عنہ نے کہا ہی اسمین کچہہ شک اور شبہہ نہین ہی اور وہ بات یہہ ہی کہ اُنہون نے کہا کہ مین نے
اکہتر کتابین اگلے نبیون کی پڑہی ہین اُن سب مین یہہ مضمون پایا کہ ابتداء دنیا کی پیدایش سے قیامت تک
جو کچہہ حقتعالی نے اپنے کارخانہ بے انتہا سے عقل کی نعمت دوسرے عاقلونکو عنایت کی ہی وہ سب آپکی
عقل کے مقابلے مین ایک ذرّیکے برابر ہی تمام دنیا کے ریگستان کی نسبت سے چنانچہ ابونعیم نے حلیہ مین
اور ابن عساکر نے بہی اُسی سے روایت کی ہی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ علیہ
نے اپنی کتاب مین جسکا نام عوارف المعارف ہی ایک بزرگ سے روایت کی ہی کہ حقتعالی نے عقل کے سو
حصے کئے پہر ننانوے حصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر تقسیم فرمایا
اور جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دانائی کے باتمین اور حکایتین دریافت کرنا منظور ہو اُسکو چاہئے کہ
سیر اور تاریخ کی کتابونکو خوب غور اور تامل سے مطالعہ کرے تاکہ آپکی دانائی کا کمال اُسپر ظاہر ہوجاوے
اور اُن سب دانائی کی باتون اور قصونکا بیان تفصیل سے اِس کتاب مین ہو نہین سکتا لیکن نمونیکے طور پر کئی
قصے یہان بیان کئے جاتے ہین اِسی پر اور باتونکو قیاس کرلینا چاہئے پہلا قصہ یہہ ہی کہ ایک شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ مجہہ مین چار خصلتین بہت بُری ہین ایک تو زنا کرنا دوسرے
چوری تیسرے شراب پینا چوتہے جہوٹ بولنا سو اِن چارون چیزونکا ایکبارگی چہوڑنا مجہسے ممکن نہین ہان چارون
سے ایک جو چیز آپ فرماوین اُسکو مین چہوڑدون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو
جہوٹ بولنا چہوڑدے اُسنے اُسکو آسان سمجہہ کر مان لیا اور اپنے گہر مین گیا جب رات ہوئی تو ارادہ کیا کہ شراب

پہلا قصہ آنحضرت کی دانائی کا

ہے اور زنا کرے لیکن آسکے دلمین یہہ خیال آیا کہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوگا اگر آپ مجھسے پوچھینگے کہ آج کی رات تو نے شراب پیا یا زنا کیا پھر اگر سچ کہونگا تو فضیحت ہونگا اور حد شراب اور زنا کی مجھہ پر جاری ہوگی اور اگر انکار کرونگا تو جھوٹھہ ہوگا اور جھوٹھہ سے مین نے توبہ کی ہی آخر ان دونون چیزونکو چھوڑا پھر جب رات بہت آئی اور سب لوگ شہر کے سونے مین مشغول ہوئے اُسوقت اُسنے ارادہ چوری کیا لیکن اُسکے ساتھی دلمین وہی خیال پھر آیا کہ اگر اس چوری کا حال مجھسے پوچھینگے پھر مین نے اگر اقرار کیا تو فضیحت ہوا اور ہاتھہ کاٹا جائیگا اور اگر جھوٹھہ بولا اور انکار کیا تو توبہ کے خلاف ہوگا حاصل کلام کا اس سے بھی ہاتھہ اُٹھایا اور صبح کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین مشرف ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ آپ نے ایسی چیز کی مجھسے توبہ لی کہ جتنی بُری خصلتین مجھہ مین تھین خود بخود مجھسے چھٹھہ گئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت خوش ہوئے اور دوسرا قصہ آپ کی دانائی کا یہہ ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک دوسرے شخص کو گرفتار کئے ہوے لایا اور عرض کیا کہ اس شخص نے میرے بھائیکو مار ڈالا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون بہا اس سے لیلے اُسنے عرض کیا کہ یہہ بات مجھے قبول نہین ہی پھر آپ نے فرمایا کہ بخش دے تاکہ تجھکو آخرت مین بہت ثواب ملے اُسنے کہا کہ مجھکو یہہ بھی منظور نہین ہی پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی عوض مین اسکو مار ڈال سوا سطے کہ یہہ شخص خود قتل کا اقرار کرتا ہی پھر وہ اُسکو مارنیکو لے چلا تب آپ نے اور اصحاب جو وہان حاضر تھے اُنسے فرمایا کہ اگر یہہ شخص اسکو مار ڈالیگا تو یہہ بھی اُسیکے مانند ہو جاویگا لوگون نے اُسوقت اس شخص سے جاکر کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح کا کلام تیرے حق مین فرمایا ہی اُسنے اسبات کے سُنتے ہی خون بخش دیا اور اُسکو چھوڑ دیا لوگون نے اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر یہہ ماجرا عرض کیا تب سبکو معلوم ہوا کہ آپ کی غرض اس کلام سے یہہ تھی کہ اگر وہ اُسکو مارنگا تو وہ بھی ایک جان کا قتل کرنیوالا ہوگا نہ یہہ کہ گنہگار رہوگا اور تیسرا قصہ یہہ ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا ہمسایہ نہایت موذی اور شریر ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور اپنے گھر کا اسباب نکال کر راستے مین ڈال دے اور اگر لوگ راستے والے تجھسے پوچھین کہ تو یہہ کیا کرتا ہی

تو اُسنے کہنا کہ میرا ہمسایہ بہت موذی تہا مین نے اسکی شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تہی آپ نے مجھکو ایسا ارشاد فرمایا جب الغرض وُہ شخص اپنے گہر مین گیا اور گہر کا اسباب نکال کر راستے مین ڈال دیا لوگ وہان جمع ہوگئے اور پوچہنے لگے کہ تجھکو یہہ کیا ہوا اُسنے وہی کلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہا کہ اِس سبب سے مین نے یہہ کام کیا تب لوگون نے اُسکے ہمسایہ کو لعنت ملامت کرنا شروع کیا اور تمام گلی اور کوچہ اور بازار مین یہہ خبر مشہور ہوگئی آخر کو اُسکا ہمسایہ اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ خدا کیواسطے مجھکو اسقدر فضیحت اور رسوا مت کر اور اپنا اسباب اپنے گہر مین لیجا اور عہد کیا کہ پہر کبہی تجھکو ایذا نہ دونگا اور چوتہا قصہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکے پہلے ایک مرتبے مکہ معظمہ مین ایک سیل یعنے ریل آئی تہی کہ تمام دیوارین بیت اللہ شریف کی جنبش کر گئی تہین اور حجر اسود اپنی جگہہ سے اوگہڑ گیا تہا اُس سیل کے جانیکے بعد قریش کے سب سردار جمع ہوکر بیت اللہ شریف کو بنانا شروع کیا جب حجر اسود کے رکہنے کی نوبت آئی تب آپسمین جہگڑا شروع ہوا اسواسطے کہ ہر سردار یہہ کہتا تہا کہ حجر اسود کو مین اپنے ہاتہہ سے رکہونگا اور یہہ جہگڑا بہت طول ہوا آخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہگڑے کے فیصلے کیواسطے حکم مقرر کیا اور کہا کہ ایسا جوان عاقل تمام قریش کے قبیلے مین کبہی پیدا نہین ہوا اس مقدمہ مین جو یے فیصلہ کردین وُہ ہم سبکو قبول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اُسوقت مین پینتیس برس کی تہی آپ نے یہہ حکم کیا کہ حجر اسود کو ایک بڑی چادر مین رکہو اور اس چادر کے کونونکو ہر ایک سردار اپنے ہاتہہ سے پکڑکر اُسکے رکہنے کی جگہہ پر لاؤ اور سب ملکے مجھکو اپنا وکیل کرو تاکہ مین وکالت کے طور پر اُسکو اُٹہاکر اُسکی جگہہ پر رکہہ دون تو میرا رکہنا گویا تم سب کا رکہنا ہوگا سب سردار اس فیصلے سے راضی ہوے اور حجر اسود آپ کے دست مبارک سے رکہا گیا پانچوان قصہ یہہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ مین جب کافرونسے صلح کا اتفاق ہوا تو ظاہر مین مغلوبیت مسلمانونکی معلوم ہوتی تہی اسواسطے کہ کافرون نے یہہ شرط کی تہی کہ اگر کوئی مسلمان تمہاری طرف سے بہاگ کر ہم مین آئے گا تو ہم اُسکو پہیر ندینگے اور اگر کوئی ہماری طرف سے جاکر تم مین ملیگا تو ہم اسکو پہیر لینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو قبول کر لیا صحابہ نے جو یہہ حال سُنا تو انکو نہایت رنج ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ

آپ کسطرح اُس شرط کو قبول فرماتے ہین کہ اسمین دونون طرح سے ہماری ذلت ہے اگر وے کافر اپنا
آیا ہوا ہمسے پھیر لین گے تو ہم بھی اپنا گیا ہوا اُنسے پھیر لین کے تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اسبات کو سوچو اور غور کرو اسواسطے کہ جو ہم مین سے بھاگ کر اُنمین
جا ملیگا وُہ نہوگا مگر منافق جسکے دلمین کفر کی محبت اور کافرونکی رفاقت بھری ہوگی سو ایسے شخص کا ہمین
نہونا بہتر ہے بلکہ تمکو چاہئے کہ اسکو اپنے مین سے نکال دین پھر اگر ایسا شخص آپ ہی خود بخود چلا جاوے
تو اُسکو پھر پھیر لینا کیا فایدہ ہے اصحاب نے جو یہہ نکتہ سُنا تو نہایت خوش ہوے اور آپ کی عقل
اور دانائی پر صدہا تحسین اور آفرین کی اور چنانچہ قصہ یہہ ہے کہ غزوہ احزابین یعنے جنگ خندق مین جب
کافرون نے چارطرف سے اگر مسلمانونکو گھیر لیا اور آنے جانے کی راہ بند کی اور کئی دن تک اسیطرح
گھیرے پڑے رہے آخر ایک دن سب نے مل کر یہہ صلاح کی کہ فجر کو دھاوا کرکر مسلمانون پر جا گرئے اور
کافر قریب بارہ ہزار کے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اول تین ہزار آدمی ہوئے تھے
لیکن کھانے اور پانی کی قلت کے سبب اور سب دنون تک گھیرے رہنے کے باعث سے بہت چلے
گئے تھے اور تھوڑے سے لوگ آپکے ہمراہ رہ گئے تھے اور طاقت مقابلہ کی اُس انبوہ کثیر کے ساتھہ
نر کہتے تھے بس جسدن یہہ بات ٹھہری کہ کل صبح کو سب مل کر حملہ کیجئے اُس رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حذیفہ بن یمان کو جاسوسی کے طور پر کافرونکے لشکر مین بھیجا اور فرمایا کہ قریش کے ہر ایک سردارون سے
علیحدہ علیحدہ مل کر یون سمجھانا کہ صبح کو دھاوا ہوگا لیکن سب نے یہہ صلاح کی ہے کہ تمکو سب کے آگے کرین
اسواسطے اس قصہ اور فساد کی اصل تمہین لوگ ہو اور دوسرے گروہ جتنے ہین وے سب تمہارے پیچھے
رہین اور مسلمان بھی اپنی جان دینے پر مستعد ہین حتی المقدور لڑنے مین کسی طرح قصور نکرینگے اور جو اُنسے
بن پڑیگی اُسمین کسیطرح پہلو تہی نکرینگے پھر یہہ سوچ لو کہ دونون طرف سے جو آفت آویگی سو اسی قریش
کے قبیلے پر اور جتنے مارے جاوینگے یا زخمی ہونگے سو اسی قبیلے سے اور دوسرے قبیلے جتنے ہین سب بچ جائینگے
اور محفوظ رہینگے پھر بعد اُسکے دونون صورت مین یعنے تمہاری فتح ہو یا شکست ستی اور ضعف تمہارے
ہی قبیلے مین ہوگا اور اسی قبیلے کے لوگ تھوڑے رہ جاوینگے پھر تم سب سے کم زور ہوجاؤگے اسواسطے

خوب سوچ کر کلام کرنا تاکہ آیندہ کو ندامت نہو حذیفہ نے آپ کے ارشاد کے بموجب سبکو سمجھایا وے سب
اِس بات کے سُنتے ہی گھبرائے اور فکرمند ہوے اور حملہ کرنیکو موقوف رکھا آخر یہان تک نوبت
پہونچی کہ سب لشکر والونکے دلونمین نفاق ظاہر ہوا اور بدون کسی سبب ظاہری کے سب اپنے اپنے گھرونکو
کوچ کرگئے اور اسطرح کا فتنہ اُٹھا ہوا ایک بات مین اُوڑ گیا حاصل کلام کا یہہ ہی کہ جو شخص اسطرح کا عاقل
اور دانا ہو اُسکو دیوانہ اور سودائی گمان کرنا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہی بلکہ آفتاب کو باوجود اِس روشنی
کے تاریک گمان کرنا ہی اور یہہ انکا کیونکر بسطرح ہوسکتا ہی کہ تو دیوانہ نہو وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا
غَيْرَ مَمْنُوْنٍ اور بیشک تیرواسطے ایسا ثواب ہی کہ قیامت تک منقطع اور موقوف ہونیوالا نہین ہی
اسواسطے کہ تیرے ہاتہہ سے پرلے درجیکی ہدایت تمام عالم کو ہوگی اور وُہ ہدایت قیامت تک باقی
رہے گی اور دیوانیکو اپنے کامونکی آپ ہی خبر نہین ہوتی ہی دوسریکو ہدایت کیا کریگا اور دیوانے کا
کوئی کام ثواب کی لیاقت نہین رکہتا ہی اسواسطے کہ بےعقلی کے سبب سے ہر کام اسکا نیت سے خالی
ہوتا ہی اور بےنیت ثواب نہین ملتا پہر بےانتہا ثواب ملنے کا کیا ذکر ہی اور جب غیر منقطع ثواب
کے معنے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اِس مقام پر وعدہ کیا گیا ہی معلوم ہوچکے کہ آپ کی
اُمت کے عملونکا ثواب مراد ہی جو قیامت تک منقطع ہونیوالا نہین ہی تو وُہ اعتراض جو اِس مقام پر
وارد ہوتی تہی خود بخود اُٹہہ گئی اور اُس اعتراض کا حاصل یہہ ہی کہ سورۂ انشقاق اور سورۂ تین مین اجر
غیر ممنون ہر مومن کیواسطے وعدہ کیا گیا ہی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے مقام پر اِسکے
ذکر کرنیکی کیا وجہ ہی اور اِس اعتراض کے دور ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ جو ہر مومن کیواسطے وعدہ کیا گیا ہی
وُہ ثواب ہی جو بہشت مین ملیگا اور ہمیشہ رہیگا اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے خاص ہی وُہ
قیامت تک عملونکے ثواب کا منقطع نہونا ہی جسکا منشا ہدایت عامہ کلیہ ہی جو قیامت تک منسوخ ہونیوالی نہین
ہی اور یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہی اور ان دونون مین بہت بڑا فرق ہی اور حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ ہر نبی کو اُسکی اُمت کے ایمان والونکے نیک عملون کا
ثواب ملتا ہی اسواسطے کہ جو وُہ نیک عمل کرتا ہی وُہ اُسی نبی کی دلالت اور ارشاد سے کرتا ہی

۲۲۰۹۶

اور آپ نے فرمایا ہی کہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنے نیک بات بتلانیوالے کو ثواب اُسکے کرنیوالے کی برابر ہوتا ہی اور یہہ بات ثابت ہے کہ جتنے اگلے انبیا گذرے ہین انکا دین اُنکے بعد کے نبی کے دین سے منسوخ ہوتا چلا آیا یہان تک کہ آخر سبکے حضرت عیسی علیہ الصلواۃ والسلام کا دین تہا سو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے منسوخ ہوگیا اور منسوخ دین پر عمل کرنیکا کچہہ ثواب نہین ہی بس یہہ بات بلاشبہ ثابت ہوئی کہ اجرا اور ثواب اگلے نبیونکا منقطع ہوچکا اور قیامت تک زہا بخلاف خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اجرا اور ثواب کے کہ وہ قیامت تک باقی ہی اور ہرگز منقطع ہونیوالا نہین ہی اور دوسرے یہہ ہی کہ کسطرح سے یے لوگ تجہکو دیوانہ گمان کرتے ہین وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک تو ہر آئینہ بڑے خلق پر ثابت ہی اور دیوانیکو کچہہ بہی خلق نہین ہوتا ہی کہ جسپر اعتماد کیا جاوے اسواسطے کہ رنگ برنگ ہونا احوال کا اور وہمون اور خیالونکا متبدل ہونا دیوانگی کو لازم ہی اور جب اسطرح کا تغیر اور تبدل ہوا تو خلق کا ثابت رہنا کیطور سے متصور نہین ہوسکتا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگون نے پوچہا تہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خلق تہا جسکی حقتعالی نے قران شریف مین تعریف کی ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپکا خلق قران تہا یعنے جس چیز کو حقتعالی نے اچہا فرمایا ہی وہی آپ کی طبیعت چاہتی تہی اور جس چیز کو حقتعالی نے قرآن شریف مین برا کہی ہے یاد کیا ہی اُس سے آپ کی طبیعت کو نفرت تہی اور بعضے عالمون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم وہ ہی جو حقتعالی نے اِس آیت مین تعلیم فرمایا ہی کہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ یعنے لازم پکڑ معاف کرنیکو اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلون سے اور حقیقت مین اللہ کیطرف لوگونکو بلانے مین اور دین حق کی تائید کرنے مین اِس سے سخت تر کوئی چیز نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم یہہ تہا کہ ظاہر مین خلق سے ملے رہتے تہے اور دین کی تعلیم کیا کرتے تہے اور باطن سے حقتعالی کی یاد مین مشغول رہتے تہے اور ہمیشہ ظاہر اور باطن کی کشش مین اوقات کو گذارتے تہے اور یہہ بات بہت مشکل اور سخت ہی اسواسطے کہ جب ظاہر اور باطن ایک طرف متوجہ ہوتا ہی تو کام سہل ہوجاتا

ح

ہی بخلاف دونون طرف کے مشغول ہونیکے اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنے مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ اگلے تمام پیغمبرونکی بزرگی اور اچھائیونکو تمام اور پورا کرون جیسے صفوت حضرت آدم علیہ السلام کی اور فہم حضرت ادریس علیہ السلام کا اور شکر حضرت نوح علیہ السلام کا اور جود حضرت ہود علیہ السلام کا اور عبادت حضرت صالح علیہ السلام کی اور خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور عزم حضرت موسی علیہ السلام کا اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام کا اور عدل حضرت داؤد علیہ السلام کا اور تمکین حضرت سلیمان علیہ السلام کی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو حضرت یحیی علیہ السلام رکھتے تہے اور زہد حضرت عیسی علیہ السلام کا اور یہی سبب ہی کہ حقتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خلق عظیم کرکے فرمایا اسواسطے کہ ان سب بزرگونکے اوصاف آپ مین پائے جاتے تہے ؎ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری اور یہہ بہی حدیث شریف آیا ہی کہ جب آیت خُذِ الْعَفْوَ کی نازل ہوئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اسکی تفسیر پوچہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اُوتِیتَ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَکَ وَتُعْطِیَ مَنْ حَرَمَکَ وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَکَ یعنے یہہ آیت سب بزرگ خلق تجہکو تعلیم کرتی ہی سو اُنہی مکارم اخلاق مین سے یہہ ہی کہ مل اُسسے جو تجہسے کاٹے اور دے اُسکو جو تجہکو محروم رکہے اور ندے اور درگذر کر اُس سے جو تجہپر ظلم کرے سو جو شخص کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے خوب طرح سے واقف ہوجاوے اسکو اسبات کی یقین ہوجاتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب مرتبونکو اُس انتہا کے درجیکو پہنچایا تہا کہ اُس سے زیادہ کسی بشر کی طاقت نہین ہی کہ کرسکے اور آپ کے معاملات جو دشمن کافرونکے ساتہہ ہوے ہین اُن مین سے ایک یہہ ہی کہ جب جنگ اُحد مین کافرون نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تہے شہید کیا اور اُنکے جگر کو نکال کر چبا کر پہینک دیا اور دوسرے ستر عمدہ عمدہ آپ کے صحابیونکو شہید کیا اور اُن سبکو مُثلہ کرڈالا یعنے اُنکے کان اور ناک کاٹ ڈالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو زخمی کیا اور دندان مبارک کو شہید کیا یہان تک کہ خون آپ کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بیان

سر اور منہہ پر جاری تہا اصحاب اس حالت کو دیکہہ کر بہت ہی مضطرب اور بیتاب ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ یارسول اللہ ان کافرونکا ظلم اور ستم اور بے ادبی حد سے گذر گئی اب انکے واسطے آپ بددعا کیجئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالی نے مجہکو بددعا کرنیکے واسطے نہین بہیجا ہی بلکہ رحمت اور ہدایت کیواسطے بہیجا ہی اور یہہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ وَاھْدِ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے یا اللہ بخش دے میری قوم کو اور ہدایت کر میری قوم کو بس بیشک یے لوگ نہین جانتے ہین اور نادانی سے یے باتین کرتے ہین اس قصہ کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح مین معتبر سند سے ذکر کیا ہی اور دوسرے محدثون نے بہی اس قصہ کو روایت کیا ہی اور طبرانی اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی اور دوسرے محدثون معتبرون نے ایک یہود کے عالم کی زبانی روایت کی ہی جسکا نام زید بن تعنہ تہا کہ وہ کہتا تہا کہ مین نے لگے کتابون مین رسول آخرالزمان کی تعریف دیکہی تہی اور وے سب وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین پائے جاتے تہے مگر دو وصفونکا حال مجہے معلوم نہا ایک یہہ کہ غصے پر حلم غالب ہوا اور دوسرا یہہ کہ سخت بات سننے سے غصہ نہ آوے بلکہ اور نرمی زیادہ ہو سو مین چاہتا تہا کہ ان دونون باتونکو کسیطرح سے آزماؤن مدت تک اسکی انتظار مین رہا اتفاقات سے ایک مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے خرمے قرض مول لئے اور اسکے ادا کرنیکی ایک مدت مقرر کی مین اس مدت سے دو تین دن پہلے آپکے پاس گیا اور تقاضا اپنے روپیونکا شروع کیا پہر دیکہا مین نے کہ آپ سننیکے چپ ہو رہے اور یہہ بہی نہین کہتے ہین کہ ابہی تمہارا وعدہ نہین ہوا تم تقاضا کیون کرتے ہو پہر مین نے سخت تقاضا کیا اور مین نے دیکہا کہ لوگ آپ کے اصحاب بہت سے جمع ہین اسواسطے اور بہی سخت باتین مین نے کہین کہ شاید ان لوگونکو دیکہہ کے کچہہ حیا سے غصہ او اور کوئی سخت بات مجہسے کہین لیکن آپ کو ہرگز غصہ نہ آیا یہان تک کہ مین نے یہہ بہی کہا کہ تمہارے خاندان مین اسیطرح قرض ادا کرنے مین حیلہ حوالہ کیا کرتے ہین کسی قرض خواہ نے تمسے اپنا قرض آسانی سے نہ پایا ہوگا اس بات کے سننے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو غصہ آیا اور مین اٹہہ کے آپ کا پیراہن شریف اور چادر مبارک ہاتہہ سے پکڑ کے اپنی طرف کہینچنے لگا اور غصے کی آنکہہ سے مینے آپ کی طرف

دیکہا

دیکھا اور کہا کہ ابہی اُٹہو اور میرا قرض ادا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹہہ کہڑے ہوئے اور حضرت
عمر بیقرار ہوکے تلوار لیکر میرے سر پر آپہنچے اور کہنے لگے کہ ای دشمن خدا کے تو باز نہین آتا ہے
ابہی تیرا سر اُوڑائے دیتا ہون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر حضرت عمر کی طرف دیکھا اور فرمایا
کہ مجھکو تمسے یہہ توقع نتہی تمکو چاہئے تہا کہ مجھکو سمجہاتے کہ اسکا قرض اچہی طرح آسانی سے ادا
کیجئے اور اسکو سمجہاتے کہ آہستگی سے تقاضا کرو سو اُسکے خلاف یہہ کیا بات ہے جو تم کہتے ہو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بہت شرمندہ ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اس سے زیادہ مجھہ مین صبر
نہین ہے اگر آپ فرمائی تو مین اسکا قرض ادا کردون آپ نے فرمایا کہ جاؤ اُسکا جتنا قرض ہے وہ دو
اور بیس صاع اُس سے اور زیادہ اُسکو دو تاکہ اس تمہاری بدسلوکی اور سخت گوئی کا عوض ہوجائے
وہ شخص کہتا ہے کہ مین اس بات کے سُنتے ہی ایمان لایا اور آپ کی پیغمبری کا قایل ہوا اور صحیح روایت
مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتہہ
بیٹہے ہوئے کچہہ باتین کر رہے تہے یہہ وہان سے اُٹہہ کے گہر کو تشریف لیچلے مین بہی آپ کے
ساتہہ ہولیا راستے مین ایک بدو یعنے گنوار جنگل کا رہنے والا ملا اور اُسنے آپ کی چادر آپکے سر سے
زور سے کہینچی یہان تک کہ آپکی گردن مبارک سرخ ہوگئی اور قریب تہا کہ آپ کا سر مبارک دیوار
سے جا لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس گنوار کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے تو
کہہ اُسنے کہا کہ یے دونون میرے اُونٹ غلّہ سے بہردے اسواسطے کہ جو تیرے پاس مال ہے
وہ مال خدا کا ہے کچہہ تیرا اور تیرے باپ کا نہین ہے آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہہ مال
حقتعالی کا ہے میرا اور میرے باپ کا نہین ہے لیکن یہہ جو تو نے میری چادر زور سے کہینچی اور مجھکو
رنج پہنچایا یہہ تو میرا حق ہے اسکا عوض تو مین تجھسے لونگا اُسنے کہا مین ہرگز اسکا عوض نہ دونگا آپ
یہہ کلمہ فرماتے تہے اور نہایت خوشی سے مسکراتے جاتے تہے اور وہ یہی جواب دیتا جاتا تہا جب
اسی گفتگو مین تہوڑی دیر گذری تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلاکر فرمایا کہ
کہ اسکے ایک اُونٹ پر جَو لادے اور دوسرے اُونٹ پر جَو بہر کر اسکے حوالے کرو اس حدیث کو

ابو داؤد نے اپنی سُنن میں روایت کیا ہے اور تمام تاریخ والے اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے منافقوں کے ساتھ اسقدر سلوک کرتے تھے کہ ہرگز کوئی شخص اپنے دشمنوں کے ساتھ اسقدر سلوک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تعالی جلشانہ نے باوجود اسکے کہ ارحم الراحمین ہے اُنکو کافروں اور منافقوں کے ساتھ سختی کرنیکی تاکید فرمائی اور یہہ آیت نازل کی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ یعنے اے نبی جہاد کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اُن پر اور یہہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بارہا فرمایا ہے کہ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ یعنے نہ حد سے بڑہاؤ مجھکو تعریف کرنے میں جیسا کہ نصاری نے حضرت عیسی کی تعریف میں مبالغہ کرکے بشریت کی حد سے نکال دیا سو میری تعریف میں اسی قدر کہا کرو کہ بندہ خدا کا اور رسول اُسکا ہے اسواسطے کہ حقیقی بندگی کی بزرگی میرے واسطے بس ہے اور صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی عمر بھر میں اپنے غلاموں کو یا لونڈیوں کو یا خدمتگاروں کو نہیں مارا اور ترمذی میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اپنے خادم کو سخت آواز سے نہیں جھڑکا اور اپنے بدلا لینے کیواسطے کسی کو ایذا نہیں پہنچائی اور یہہ بھی صحیح میں روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجلس میں اصحاب کے سامنے پانوں مبارک کو نہیں پھیلایا اور اگر کوئی آپکی ملاقات کو آتا تھا جبتک وہ بیٹھا رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہیں اُٹھے کھڑے ہوتے تھے اور کبھی آپکے دونوں زانو بیٹھنے میں کسیکے زانو سے مقدم نہیں ہوتے تھے اور جو کوئی آپ کے اہل بیت یا آپ کے اصحابوں سے آپکو یا رسول اللہ کرکے پکارتا تھا تو آپ اُسکے جواب میں لبیک کی لفظ کو فرماتے تھے اور تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ ایک روز سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج ایک بکری کے کباب بنایا چاہتا ہوں میں سب نے عرض کی کہ بہت بہتر پھر ایک نے اُنمیں سے کہا کہ میں ذبح کرتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں کھال کھینچتا ہوں اور تیسرے نے کہا کہ گوشت کا درست کرنا اور کوٹنا میرا ذمہ ہے اور چوتھے نے کہا کہ اسکا پکانا میرا ذمہ

ہی حاصل کلام کا سب نے ایک ایک کام اپنے ذمہ پر کر لیا تاکہ جلد کباب تیار ہو جاوین اصحاب سب
اِسکام مین مشغول ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے اُٹھے اور جنگل سے ایک گٹھا لکڑی کا بہوت ہی
دیر مین لے آئے صحابہ نے جو دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کیون اتنی تکلیف کی یہہ بہی ہم مین سے کوئی
کر لیتا آپ نے فرمایا کہ حقتعالی اسبات کو مکروہ جانتا ہے کہ کوئی شخص اپنے یارون مین ممتاز ہو کر
بیٹہے اور یارون مین شریک نہو اور بخاری مین مذکور ہے کہ کوئی لونڈی مدینہ کی لونڈیون مین سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان چاہتی تہی اپنے کام کیواسطے لیجاتی تہی آپ انکار نہین کرتے تہے اور اسکا کام
کر دیتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک عورت تہی کہ اُسکی عقل مین کچہہ خلل ہو گیا تہا
اکثر وہم اور خیالات فاسد اُسکو آیا کرتے تہے اور اُن خیالونکو لوگونکے سامنے ظاہر کرنے مین
شرم کرتی تہی سو بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تہی اور اکیلی آپکے پاس بیٹہکے وے سب
واہیات باتین کہا کرتی تہی اور جب کسیکو دور سے آتے ہوے دیکہتی تو وہم اُسپر غالب ہوتا اور آپ سے
کہتی تہی کہ اب یہان سے اُٹہو دوسری جگہہ چل کے بیٹہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی اُن سب
واہیات باتونکی برداشت کرتے تہے اور کچہہ نکہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور
یون تہا کہ جب آپ فجر کی نماز سے فراغت پاتے تہے تو اُسوقت لونڈیان اور غلام مدینے والونکے
برتن مین پانی لیکر آتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس پانی کو اپنے دست مبارک سے
چہولیوین تاکہ وہ پانی متبرک ہو جاے اور اسکو اپنے کہانے اور پینے کی چیزونمین ڈالین اور کبہی سردی کا
موسم بہی ہوتا تہا اور برتن بہت سے ہوتے تہے سب مین ہاتہ ڈالنے سے آپکو تکلیف بہی ہوتی
تہی لیکن باوجود اس رنج اور تکلیف کے آپ کسیکی خاطر شکنی نہین کرتے تہے اور سب برتنونمین اپنا دست مبارک
ڈالتے تہے اور خوش خلقی آپ کی اس درجیکو پہنچی تہی کہ چہوٹے چہوٹے لڑکونسے بہی آپ انکی خوشی
کی بات فرماتے تہے چنانچہ ایک لڑکا تہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بہائی اُسنے ایک چڑیا
پالی تہی جسکو عربی زبان مین نغیر اور ہندی زبان مین لال کہتے ہین اتفاق سے وہ چڑیا مر گئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گویا تعزیت کیطور پر اُس بچے کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا یا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنے

ح

ای ابو عمیر کیا کیا لال نے یہہ اسواسطے فرمایا کہ اس کلمے مقفا کے سننے سے وہ بچہ خوش ہوا اور رنج نکرے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے کہا ہی کہ مین نے دس برس آپکی خدمت کی اس دس برس مین کبھی آپنے یہہ نہین فرمایا کہ یہہ کام کیون نکیا تو نے اور یہہ کام کیون کیا تو نے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ قیامت کے دن میزان مین ایماندارونکے عمل نیک جو تولے جاوینگے تو سب سے بھاری عمل نیک خلق ہوگا اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تمکو کچھہ معلوم ہے کہ دوزخ مین بہت لوگ کس سبب سے جاوینگے سب نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول اسبابکو خوب جانتا ہے تب آپ نے فرمایا کہ دو چیز کشادہ کی سب سے ایک مونہہ اور دوسری شرمگاہ کہ یہی دونو چیزین دوزخ مین جانیکی زیادہ سبب پڑینگی پھر آپنے فرمایا کہ تمکو کچھہ معلوم ہے کہ بہشت مین کس سبب سے بہت لوگ جاوینگے سب نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول خوب اسبابکو جانتا ہے آپنے فرمایا کہ ایک تو تقوی کے سبب سے یعنے پرہیزگاری سے اور دوسرے نیک خلق سے اور یہہ بھی آیا ہے کہ ایماندار آدمی نیک خلق کے سبب سے صَائِمُ الدَّهْرِ اور قَائِمُ اللَّيْلِ کے درجہکو پہنچیگا یعنے جو لوگ ہمیشہ روزہ رکھتے ہین اور رات بھر نماز پڑہتے ہین اُنکا سا ثواب نیک خلق والیکو ملیگا پھر جب جنونکے گمانکے باطل کرنے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف کافر کرتے تھے ذاعت مانی اسطور سے کہ باوجود ایسے نیک عملون اور انتہا درجہکی ہدایت کے دیکھنے سے جو ثواب بے انتہا اور اجر غیر منقطع کا سبب ہے اور باوجود آپکے اخلاق کریمہ پر واقف ہونیکے جو عقل کے کامل ہونیپر دلالت کرتے ہین پھر آپ کیطرف دیوانگی کی نسبت کرنا سراسر باطل اور نامسموع ہے اب ارشاد ہوتا ہی کہ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ سو قریب ہے کہ تو بھی دیکھہ لیگا اور یہ بھی دیکھہ لینگے جسوقت تیرے نیک خلقونکی کشش اور ہدایت کی نشانیان دنیا مین انکو راہ پر لاوینگی اور تیرا حال انکی نظرون کے سامنے جلوہ گر اور ظاہر ہوگا اور موت کے بعد اچھی طرح سے دیکھہ لینگے اسواسطے کہ اُسوقت یہہ غفلت کا پردہ اُٹھہ جائیگا اور ہر ایک کی دانائی اور عقل کا مرتبہ ظاہر ہو جائیگا کہ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ اور کون تم مین سے مجنون اور پاگل رہا ہی تو مجنون ہی جو عالم ملک اور ملکوت کے چھپے بھید جو جوامع الکلم کے ضمن مین انکو بتاتا ہے یا یہ مجنون ہین جو اپنی نادانی

حقیقت اور حقتعالی کی نشانیونسے جو انکی ذات مین روشن اور ظاہر ہین نادان اور ناواقف ہوکے
دیوانے اور باؤلون کیطرح پتہرا ور لکڑیونکی عبادت مین فریفتہ اور مجنون ہورہے ہین اِنَّ رَبَّکَ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنْ تحقیق رب تیرا وہی خوب جانتا ہے اُسکو جو حقیقت مین مجنون اور دیوانہ ہے اور اُسکی عقل
غفلت کے پردونمین چھپی پڑی ہے یہان تک کہ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ گمراہ ہوا اور بہکا اپنے خاوند اور
مالک کی راہ سے اور جانورسے بہی کمتر ہوگیا ہے مین جو اپنے مالک کے گہر کو پہچانتا ہے وَهُوَ اَعْلَمُ اور وہی
خوب جانتا ہے دانا اور صحیح عقل والونکو جنکے حقمین کہا جاتا ہے بِالْمُهْتَدِیْنَ راہ پانیوالے
جنہون نے اپنے مالک کی راہ پہچانی ہے اور اُسکی طرف متوجہ ہوئے ہین اور جو اِن دونون فرقونمین حدی
اور دوری پرلے درجیکی ہے تو چاہئے کہ ظاہر مین بہی تو اُنسے اپنے نیک خلق کے سبب سے موافقت اور
میل نکرے جسطرح تو باطن مین اِنسے علیحدہ ہے اور موافقت نہین رکہتا ہے اسواسطے کہ ظاہری موافقت اور
ملنا باطنی موافقت کا نشان اور علامت ہے فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ سو تو کہا نمان جہٹلانیوالونکا اور انکی
تابعداری مت کر کہتے ہین کہ ولید ابن مغیرہ اور ابوجہل اور اسود بن عبد یَغُوث اور اخنس بن شریق رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا کہ اگر تجہکو سودا وی خلط ان حرکتون اور ان باتونکا باعث
ہوتا ہے تو ہمسے کہہ دے اسواسطے کہ ہم بہی تمہارے خویش اور اقربا ؤنمین سے ہین اور اگر عیش اور
عشرت کی خواہش ہو تو بہی کہہ دے تاکہ اچہی خوبصورت عورتین اور خاطرخواہ پوشاکین اور مزیدار
کہانے اور بہت مال واسباب تمہارے واسطے ہم موجود کرین اور اگر حکومت و ریاست کی خواہش ہے
تو بہی ہمکو خبر کرو کہ ہم سب سردار تمہارے فرمانبردار اور تابعدار ہین تم حکومت کی مسند پر بیٹہو اور اپنا
حکم جاری کرو اسواسطے کہ تم عقل اور دانائی اور حسب اور نسب مین ہم سب سے زیادہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ان باتونمین ایک بہی بات مجہے منظور نہین ہے مجہکو فقط حقتعالی کی بندگی اور اسکی فرمانبرداری
منظور ہے تب اُن سب نے کہا کہ اگر یہہ تمکو منظور ہے تو بہت خوب ہے ہمارے سر اور آنکہون پر لیکن ایک
بات ہم تمکو کہتے ہین وہ بات ہماری مانلو کہ ہمارے بتونکو برا مت کہو اور انکی عبادت سے تمکو منع
مت کرو اور تم آپ حقتعالی کی عبادت مین مشغول رہو ہم تمکو اللہ تعالی کی عبادت کرنے سے منع

نہین کرتے اور تمپر طعن اور تشنیع بہی نکرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا اور یہ آیتین نازل ہوین اور حکم ہوا کہ بتونکی بُرائی اور اُنکی عبادتکی برائی کے بیان کرنے مین چپ مت رہو اور اس مقدمے مین اُنکی باتونکو مت سنو وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ وے چاہتے ہین کہ کاشکے تو اپنے آئین اور وضع سے سستی کرے پہر وے تو سست اور بے حمیت ہین غرض اسکلام سے یہہ ہے کہ حقانی آدمی کو مخالفونکی بات ہرگز سُننا نچاہئے اور اُنکی رضامندیکو منظور نرکہنا اسواسطے کہ آخرکو یہہ بات دین کی سستی کا سبب پڑتی ہے لیکن مدارات یعنے تواضع اور خلق نیک ہر شخص سے بہتر ہے مگر اسقدر کہ اپنی وضع اور آئین مین قصور نپڑے اور دین مین سستی نہونے پاوے اور یہہ مقام نہایت مشکل ہے اور مُدارات اور مُداہنت مین فرق کرنا بہت دشوار ہے اکثر لوگ اسمجکہہ پر لغزش کہاجاتے ہین بعضے خُلق اور چاپلوسی اور خاطر داری مین اسطرح ڈوب گئے ہین کہ دین کی باتونمین صراحۃً سستی اور ڈہیل کرنے لگے اور بعضے تعصب اور دین کی جانب داری مین اسقدر بڑہ چلے کہ سخت کوئی اور گالی اور بدخلقی کو عین عبادت سمجہے اور سیدہی راہ شریعت کی پہچاننا موقوف ہے مُدارات اور مُداہنت کے بوجہنے پر سو اپنے حق کو چہوڑ دینا جیسے تعظیم اور بزرگی اور احسان کسی سے نچاہنا اور جسقدر رہو سکے ہاتہہ اور زبان سے عیب سبکے چہپانا اور خلق اللہ کی خیرخواہی کرنا اسکو مُدارات کہتے ہین اور یہہ بات بہتر ہے اور دین کے حق لینے مین سستی کرنا جیسے اچہی باتکو نکہنا اور بُری بات سے منع نکرنا اور شرع کی حد جاری کرنے مین سستی کرنا اور حق بات کے بیان کردینے مین اگرچہ کسیکو بہی بُری معلوم ہووے غفلت کرنا اسکو مُداہنت کہتے ہین اور یہہ بات بہت بُری ہے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ منکرون کے ساتہہ موافقت رکہنا اگرچہ ظاہر مین ہو ہدایت عامہ کلیہ مین خلل ڈالتا ہے اور اجر غیر مقطوع کے مستحق ہونے سے باز رکہتا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِذَا لَقِيْتَ الْفَاجِرَ فَالْقَهُ بِوَجْهٍ حَشِنٍ یعنے جب ملاقات کر تو فاجر کی یعنے مشرک یا بدعتی کی تو ملاقات کر ترش روئی سے اور حقایق التنزیل مین مذکور ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری کہا کرتے تہے کہ مَنْ صَحَّحَ اِيْمَانَهُ وَاَخْلَصَ تَوْحِيْدَهُ فَاِنَّهُ لَا يَاْنَسُ اِلٰى مُبْتَدِعٍ وَلَا يُجَالِسُهُ وَلَا يُوَاكِلُهُ وَلَا يُشَارِبُهُ وَيُظْهِرُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ

مداہنت اور مدارات کے معنونکا بیان

فرق اور درمیانی راہ

بمبتدع سلب اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان ومن یحبب الی مبتدع نزع نور
الایمان من قلبہ یعنے مرد صحیح الایمان کو چاہیے کہ بدعتی لوگونسے محبت اور الفت نرکھے اور
اُنکے ساتھہ بیٹھنا اور کھانے اور پینے کی عادت نڈالے اور دل سے اُنکے ساتھہ عداوت رکھے اور جو
شخص بدعتی لوگونسے ملتا ہی اور اُنکی خاطر سے دین کی بات مین سستی کرتا ہی تو اس سے ایمانکی حلاوت
اللہ تعالیٰ لے لیتا ہی اور جو بدعتی لوگونسے دل سے دوستی رکھتا ہی تو اُسکے دل سے ایمان کا نور نکال
لیا جاتا ہی علی الخصوص ایسے منکرونسے جنکے نفس رذیل ہین یعنے شریر اور بدخلق ہین اُنسے ہرگز موافقت
نکہے اگرچہ ظاہری ہی موافقت ہو اسواسطے کہ اُنسے ظاہری بھی موافقت رکھنا نیک خلق کے کمال کے
نقصان کا سبب پڑتا ہی پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق نیک عنایت کرے اُس شخص کو ایسے لوگونسے احتراز
کرنا اور بچنا ضرور ہی تاکہ بہت ہم نشینی اور مصاحبت ایسے بدبختون اور رذیل نفسونکی اُسکے نیک اخلاق مین نقصان ڈال دے چنانچہ
حکم ہوتا ہی وَلَا تُطِعْ اور کہا نمان اور تابعداری مت کر اِن سب منکرونمین سے کُلَّ حَلَّافٍ
ہر بڑے قسم کہانیوالے کی جو ہر بات مین خدا کی قسم کہاتا ہی اِسواسطے کہ بہت قسم کہانا نفس کے رذالت
کی دلیل ہی دو وجہ سے اوّل یہہ کہ اپنے مالک کی عظمت اور بزرگی کی قدر نہین جانتا ہی جو اُسکے نام
پاک کو ایسا ذلیل کرتا ہی اور اُسکے ربوبیت کے بھید سے غافل ہی اور نفس کی عزت اپنے بزرگونکے
حق بوجھنے سے ہی اور نفس کی رذالت اور کمینہ پن اُنکے حقونکی غفلت سے اور یہی سبب ہی کہ
رذیل قوم والے یعنے کمینے ماباپ کا نام تعظیم سے نہین لیتے ہین اور کوئی شخص دنیا مین اِسقدر حقوق کسی
بندے کی نسبت سے نہین رکھتا جتنے اپنے خالق اور مالک کے رکھتا ہی اور جب اِسطرح کے حقونکو نپہچانا اور
اُسکی قدر نجانی تو یہہ انتہا درجہکی رذالت اور کمینہ پن کی دلیل ہی اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ جو شخص
قسم بہت کہاتا ہی وہ اکثر جھوٹا ہوتا ہی اور جھوٹا بولنا بڑی حقارت کا سبب ہی لوگون کے
نزدیک پھر ایسی حقارت کو جان بوجھہ کے ہر وقت اپنے اوپر گوارا کرنا نفس کے رذالت کی دلیل ہی
اور بالکل کمینہ پن ہی اور اِس مقام پر ایک اعتراض بہت زبردست ہی اور اُسکا حاصل یہہ ہی کہ اگر
بہت قسم کہانا بُرائی اور عیب ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین کسواسطے بہت قسم آئی ہی

اور اکثر باتونمین آپ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ فرماتے تہے یعنے قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے دست قدرت مین جان میری ہی اور جواب اُسکا یہہ ہی کہ قسم کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین آپکی قدر اور مرتبے کی زیادتی کا سبب ہی کئی وجہونسے اوّل تو یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات مین اللہ تعالی کی یاد کو نہین بہولتے تہے اور یہہ پرلے درجہکی محبت کی علامت ہی بموجب اِس قول کے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ یعنے جو شخص دوست رکہتا ہی کسی چیز کو تو زیادہ کرتا ہی ذکر اُسکا اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ جسطرح بانسری بجانیوالے کے اختیار مین ہوتی ہی اُسیطرح سے آپ اپنی تئین ہر وقت ہر بات مین حقتعالی کے اختیار مین سمجہتے تہے اسواسطے قسم کے مقام پر اکثر نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کی لفظ کو فرماتے تہے سو یہہ بات عبودیت کے صحیح اور ثابت کرنیکے واسطے انتہا درجہکے مرتبونمین ہی تیسری وجہ یہہ ہی کہ وے مضمون جنپر آپ قسم یاد فرماتے رہتے وے اکثر ایسے مضمون ہوتے تہے کہ عوام کی عقل اور فکر مین نہین آسکتے تہے اسواسطے تاکید کی احتیاج پرتی تہی تو قسم کے لانے مین دعوت الی اللہ کی تاکید حاصل ہوتی تہی اسی سبب سے دُنیا کے کامونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم کہانیکا اتفاق نہین ہوا اور جو قسم آپ نے کہائی ہی سو یا شرعی حکمونکے بیانمین ہی یا حقتعالی کے عذاب سے ڈرانے کیواسطے ہی بخلاف دوسرے لوگونکے جو قسمین بہت کہاتے ہین کہ یے دونون باتین اُنکے کلام مین نہین پائی جاتی ہین اور بعضے عالمون نے لکہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین قسم کے کثرت کی وجہ یہہ تہی کہ آپکے نبی ہونے سے پہلے لوگونکی زبانون پر ایسی قسمین جو شرع مین درست نہین ہین جاری تہین جیسے باپ کی قسم بیٹے کی قسم فلانی بزرگ کی قسم فلانے پیشوا کی قسم اپنی انکہہ کی قسم اپنے کانکی قسم لات اور عزی اور دوسرے بتونکی قسم اِن سب قسمونکی دہانیکے لوگونکی عادت پر گئی تہی سو اِس عادت کے چہڑانیکے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ہوا کہ اپنے کلام مین بار بار ایسی قسمین جو شریعت مین درست ہین استعمال کرین اور لوگونکو طریقہ قسم کہانے کا سکہلاوین اور اُنکی بُری قسمونکی عادت کو چہڑاوین اور اِس بات کے واسطے فقط آپ کا منع کر دینا کفایت نہین کرتا تہا اِسواسطے کہ پڑی ہوی عادت کا چہوٹنا بہت مشکل ہوتا ہی یہہ وجہ ہی آپکے کلام مین قسم کے کثرت کی حاصل کلام یہہ ہی کہ بہت قسم

کہانا اس شخص کا بہت معیوب ہی جو یہہ صفت بہی رکہتا ہو مهین پست ہمت اور رذیل طبع اور بے مطلب اور
نکمی چیز کیواسطے قسمین کہاتا ہی اور یہہ نہین سمجہتا کہ کیسے بزرگ نام کو کس خسیس چیز کا وسیلہ کرتا
ہی بلکہ یہہ اسکی قسمونکی کثرت اسکے نفس کی رذالت اور ذلت کی دلیل ہی اسواسطے کہ اشراف
آدمی بزرگ کی قدر پہچانتا ہی اور ہر عزت والیکی عزت اور ادب کی رعایت کرتا ہی اور ذلیل شخص
ہر چیز کو اپنے اوپر قیاس کرکے ذلیل سمجہتا ہی ہر چند کہ اسطرح رذیل النفس جو حقتعالی کے نام کی عزت
نکرے جو کوئی ہو اُس سے کنارہ کشی اور احتراز بہتر ہی لیکن اکثر مفسرون نے کہا ہی کہ اس جگہہ ولید
بن مغیرہ کے حال سے اشارہ ہی کہ مالدار بہی تہا اور بہت اولاد والا چنانچہ اُسکے مال اور اولاد کی تہوڑی
تفصیل سورۂ مدثر مین مذکور ہی پہر باوجود اسکے دُوں رذالت اُسکے نفس کی نہین جاتی تہی اور اپنے پروردگار
کے نام کی عزت اور ادب نہین کرتا تہا کاش اسے اپنے کمینہ پن پر اکتفا کرتا لیکن باوجود اس کمینہ پن کے
یہہ صفت بہی رکہتا تہا کہ هماز طعنہ کرنیوالا اور خلق اللہ کو عیب لگانیوالا کہ لوگونکے منہہ پر بہی طعن اور
تشنیع کرتا اور پیٹہہ پیچہے بہی اُنکو بُرا کہتا اور لوگونکے حسب اور نسب اور خلق اور عادت مین عیب لگاتا
گویا ایک کُتا تہا بورہا کہ لوگ اُسکی صورت سے بیزار رہتے اور یہہ بہی نہایت کمینہ پن کی دلیل ہی
اسواسطے کہ جسکی آبرو گنوا دیگا وُہ اپنی آبرو پہلے کہو دیگا تو گویا اُسکو اپنی آبرو کی کچہہ پروا نہین اور
پہر طرفہ یہہ ہی کہ لوگونکی آبرو لینے مین فقط طعن اور تشنیع پر اکتفا نہین کرتا تہا بلکہ مشاء بنمیم اپنے
پانوونسے چل کر چغلی کہاتا تہا یعنے ایک کی بات دوسریکو پہنچاتا تاکہ آپسمین رنج کہاکر لڑپڑین اور
ایک دوسریکی آبرو لے اور آپ بہی ایسی حرکتون سے خفیف اور رسوا ہوتا اسواسطے کہ داناؤنکے
نزدیک چُغل خوری کرنا بڑی حقارت کی بات ہی چنانچہ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ علیہ کہتے
ہین ؎ ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد یعنے جو لوگونکے
عیب تیرے پاس لاویگا تو تیرے عیب بہی لوگونکو پہچا دیگا پس جو بیان ہوین وے اوپتین ہین جسمین
حقتعالی کی بے ادبی اور لوگونکی ہتک حرمت اور آبرو گنوانا ثابت ہوتا ہی اور وے اوپتین جنمین لوگونکا
مال تلف ہو جاوے اور دین دنیا کے فائدے اور حق لوگونکے فیت اور نابود ہو جاوین وے آگے

ہین چنانچہ مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ بہت منع کرنیوالا نیک چیز کا یعنے ہرگز اسبات کا روادار نہین کہ کوئی کسی سے بھلائی کرے یہان تک کہ اپنے لڑکون اور غلامون اور نوکرون سے کہا کرتا تہا کہ اگر تم مین سے کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اُنکی باتین سُنی تو اُسکا جو مقرر ہی روزینہ یا ور ماہیہ وُہ موقوف کردونگا اور اُسکے خویش واقربا مین سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا اُسکے ساتہہ برادری کے راہ سے جو سلوک کرتا تہا وُہ موقوف کردیتا تہا مُعْتَدٍ ظلم اور تعدی کرتا اور لوگونکے حق جو لازم ہین وُہ ندیتا جیسے نوکر کی نوکری اور مزدور کی مزدوری اور کسی معاملہ والیکا حق ادا نکرتا اَثِیْمٍ بڑا گنہگار کہ شراب بہی پیتا ہی اور زنا اور لونڈے بازی بہی کرتا ہی تو اپنی جان پر بہی ظلم کرتا ہی کہ اُسکو ہمیشہ کی ہلاکت مین ڈالتا ہی اور باوجود اِن باتونکے ایک وصف اور بہی رکہتا ہی کہ عُتُلٍّ گردن کش اور طبیعت کا سخت اور بدخو کہ کسی کی نصیحت اور سمجہانے سے وُہ راہ پر نہین آتا اور خوبسندی کے چال مین گرفتار ہی اگر کسی کی بات سُنتا تو اُمید ہوتی کہ شاید اُسکی اِن سخت بیمارِیونکو کوئی دوا یعنے کسیکی بات مفید ہوجائیگی سو وُہ کسیکی بات نہین سُنتا تو اُسکا علاج سے اچہا ہونا بہی ممکن نہین ہی بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اِن سب عیبونکے جو اُسمین پائے جاتے ہین زَنِیْمٍ ولد الزنا ہی یعنے حرام زادہ ہی کہ اٹہارہ برس تک کوئی اُسکا باپ مقرر نتہا بعد اٹہارا برس کے مُغیرہ نے کہا کہ یہہ میرے نطفے سے پیدا ہوا ہی اِسکی ماں سے مہینے بُرا کام کیا تہا اور بَعْدَ ذٰلِكَ کی لفظ مین اشارہ ہی اسبات کا کہ یہہ صفت بُرائی مین دوسری سب بُرائیونسے بڑہکے ہی کہ ترقی کرکے سب صفتونکے بعد اسطرف عقل انتقال کرتی ہی والا اُسکا ولد الزنا ہونا خارج مین سب صفتونسے مقدم تہا اِس وجہہ سے کہ جب نطفہ خبیث ہوتا ہی اور خلاف شرع حرام طور سے نکلتا اور حرام جگہہ مین جا ٹہہرتا ہی تو سب خبیث ہی خُلق پیدا کرتا ہی بس گویا یہہ صفت جتنے خُلق بد ہین سبکو جامع ہی جیسے جہاڑ کا بندہن کہ سب سینگونکو اور کاریونکا جامع ہی اور بعد شمار کرنے ان سب بُرے خلقونکے یہہ خاطر مین آتا ہی سو کاہے کا جو ان سب بدخلقون اور کینہ بین کے کچہہ تہوڑی سی عقل بہی رکہتا کہ اُسکے سبب سے یہ سب عیب اِسکے چہپتے اور اسقدر فضیحت نہوتا سو عقل ایسا بے نصیب ہی کہ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ اس سبب سے

کرہی بہت مال والا اور بہت اولاد والا سو اسپر نازان اور مغرور ہو کے جھٹلانے اور انکار کرنے میں اسقدر بڑھ چلا کہ جسنے یہہ مال اور اولاد دی ہی اُسیکا مقابلہ کر بیٹھا اور اُسیکی آیتونکو جھٹلانا شروع کیا یہانتک کہ
اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیَاتُنَا جب پڑہی جاتی ہین اُسپر آیتین ہماری تو باوجود اسبات کے جاننے کے کہ اسطرح کا کلام مخلوقات کے مقدور سے خارج ہی اور بے شبہہ یہہ کلام خالق کا ہی اور وہ ایسا خالق ہی کہ مجھسے بے حقیقت شخص کو جسکا نہ سب درست ہی نہ سب پہر بد خلقی اور بد خصلتین علوہ اُسکے اُسکو کس کس طرح کی نعمتون سے یعنے بے انتہا مال اور اولاد کی کثرت اور سرداری سے سرفراز کیا ہی تو مجکو لازم ہی کہ ایسے خالق کی شکر گذاری دل اور جان سے کرون سو ان سب باتونکو جان بوجہہ کے ایک طرف رکہہ دیا اور ناشکری کر بیٹھا یہانتک کہ قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کہتا ہی کہ یہ جیہوٹے قصے ہین پہلونکے جو لکہہ کر رکہہ گئے ہین یہہ اللہ تعالی کا کلام نہین ہی سو ایسے موذی بدبخت نافرمان ناشکرے کیواسطے قیامت کے آنے کا بہی انتظار نکرینگے جو بدنیک اور بد کے جزا اور سزا دینے کا دن مقرر ہی بلکہ سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ قریب ہی کہ داغ دینگے ہم اُسکی سونڈ پر یعنے ناک پر جو آدمی کے فخر اور تکبر کرنیکا عضو ہی اور عزت اور آبرو کا جاے ظہور بہی وہی ناک ہی ناکہ بڑے گنہگارونکے مانند نکٹا پہرے حضرت عبداللہ بن عباس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت آئی ہی کہ جنگ بدر کے دن کسی ایک انصار کی تلوار اُسکی ناک پر لگی اور اُسکی ناک زخمی ہوئی پہر جب لوٹ کر مکہ مین آیا تو کتنی ہی اُس زخم کی دوا کی لیکن وہ اچہا نہوا اور اُسمین خارش ہوگئی یہانتک کہ اُسی مرض مین جہنم واصل ہوا علما نے کہا ہی کہ ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک طعن کی تہی یعنے مجنون کہا تہا سو حقتعالی نے دس طعنین اُسپر کین یعنے دس عیب اُسکے بیان فرمائے اب اُسجگہہ سے دریافت کیا چاہئے کہ حقتعالی عدل اور انصاف کی راہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا دینے والونکو ایک ایذا کی عوض مین دس سزا دین پہر جو لوگ کہ آپکی محبت اور خدمت اور جان نثاری مین عمر بہر مصروف رہے ہین انکو کم سے کم ایک نیکی کی عوض مین دس انعام سے تو سرفراز کریگا اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص ایک مرتبے مجہپر درود بہیجیگا تو حقتعالی دس مرتبے اُسکو اپنی رحمت سے

نوازیگا اور خرطوم کی لفظ لانے مین جو لغت مین ہاتہی اور سور کی ناک کو کہتے ہین کمال حقارت اسکی منظور ہی گویا وہ شخص انسانیت سے نکل کر خسیس ہونے مین مثل سور کے اور تکبر اور غرور مین مثل ہاتہی کے ہوگیا ہی اور اصحاب فیل کا قصہ بہی اسنے دیکہا اور سنا تہا اس قصے کی طرف بہی اشارہ منظور ہی یعنے ہم وہین کہ ہاتہیونکی سونڈہونکو کاٹ ڈالتے ہین باریک بین عالمون نے لکہا ہی کہ ہر جانور کی ناک اوپر کیطرف اٹہی ہوتی ہی لیکن ہاتہی اور سور کی ناک کہ نیچے کیطرف جہکی اور لٹکی رہتی ہی سو خرطوم کے ذکر مین اسطرف اشارہ ہی کہ اسکی تمام ہمت پستی کیطرف رجوع تہی گویا ترقی معکوس یعنے الٹے ترقی کی تہی اور مرغ کے مانند کہ جتنا بڑا اور موٹا ہوتا ہی اسیقدر اسکی فلان تنگ ہوجاتی ہی یہی حال اس پست ہمت کا تہا کہ جسقدر اسکے مال اور اولاد کی کثرت ہوتی جاتی تہی اسیقدر یہہ خساست اور رذالت مین زیادہ پڑہتا جاتا تہا اور یہی خاصہ ہی رذیل اور پاجیونکا اور اگر کسی شخص کو اس ولید پلید اور دوسرے اسکے ساتہیونکا قصہ سنے کہ اس پاک زمین مکہ معظمہ کو اپنی نجس ریاست سے آلودہ کر رکہا تہا اور وہانکی حکومت اور فرمانروائی کا منصب حاصل کیا تہا یہہ خاطر مین گذرے کہ اسطرح کے کافرون اور پاجیونکو کسواسطے بڑہاتا تہا اور ایسی متبرک جگہہ کی ریاست اور حکومت کیون دیتا تہی تاکہ وے اس قسم کی برائیان اور قباحتین ظاہر کرین اور لوگ چارناچار اُنکے طریقے کی پیروی مین گرفتار ہوکے گمراہی کے بہنور مین ڈوب کر ہلاک ہوون اور ایسے پیغمبر جلیل القدر کو انکے سب سے ایذا پہنچے اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اِنَّا بَلَوْنَاهُمْ بے شک ہم جانچتے ہین ان مکہ کے بداخلاق لوگونکو مال اور ریاست دیکے تاکہ ہم دیکہین کہ یے لوگ ظاہری مال اور مرتبے کی پیروی کرتے ہین اور انہی پاجی کافرونکے حکم اور مشورے پر چلتے ہین اور رسول کے حق کو یعنے اسکی تعظیم اور تابعداری کو چہوڑتے ہین تاکہ اسکی سزا مین قحط اور سردارونکے قتل اور مال کے نقصان اور فوجونکی دہشت مین گرفتار ہوون یا حق کو پہچانتے ہین اور حق اللہ اور حق الرسول کو اپنے سردارون اور مالدارونکی تابعداری پر مقدم کرکے ادا کرتے ہین تاکہ اس حق شناسی کے وسیلے سے دارین کی سعادت کو پہنچین اور سب ملکون اور شہرونپر غالب ہوکے فتح کرین اور بے گنتی خزانون کے مالک ہوون کَمَا بَلَوْنَا جیساکہ جانچا تہا ہمنے اسیطرح اَصْحَابَ الْجَنَّةِ باغ والونکو جو باغ ضروان کرکے مشہور تہا اور وہ ایک باغ تہا صنعا شہر کے متصل جو دارالسلطنت یمن کا

باغ ضروان والونکا قصہ

ہی اُس شہر سے تین کوس پر سرراہ اس باغ کا مالک تہا ایک شخص بنی ثقیف مین سے اُس باغ مین میوہ دار درخت لگائے تہے اور وہ کہیتی جسکا محصول بہت ہووہان کرتا تہا اور اُسکو اس باغ سے ہر فصل مین بہت کچہہ حاصل ہوتا تہا اور اُسنے اپنے اوپر یہ مقرر کیا تہا کہ میوہ چُننے اور کہیت کاٹنے سے جو کچہہ باقی رہتا تہا وہ فقیرونکو دیتا تہا اور کہہان اُتہانیکے وقت جو کچہہ ہواسے اِدہر اُدہر ہوجاتا تہا وہ بہی فقیرون کو دیتا تہا اور میوہ جہاڑنے مین جو کچہہ فرش سے باہر گرے وہ بہی فقیرونکو دیتا تہا اور اُس باغ کے حاصل کو جب گہر مین لاتا تہا تو دسوان حصہ اُسکا بہی فقیرونکو دیتا اور اِسی طرح جب اُس آٹے کی روٹی پکتی تو دس روٹیونمین سے ایک روٹی فقیرونکو دیتا تہا جب وہ شخص مرا تو اُسکے تین بیٹے تہے وے وارث ہوے اور اُنہون نے آپسمین یہہ مشورہ کیا کہ ہم سب اہل وعیال والے ہین جورو اور بچے رکہتے ہین ہمارے باپ کے ایک گہر تہا اب ہمارے تین گہر ہوئے تو جتنا ہمارا باپ فقیرونکو دیتا تہا ہم نہین اتنا دے سکتے ہین اسکی کیا تدبیر کیا چاہئیے مجہلے بہائی نے کہا کہ کچہہ تدبیر مت کرو اور اپنے باپ کے طریقہ پر چلے جاؤ حقتعالی اِسی مین برکت دیگا اُن دونون بہائیون نے اُسکی بات نہ سُنی اور آپسمین یہہ صلاح کی کہ میوہ توڑنے اور کہیت کاٹنے کیوقت فقیرونکو آنے نہ دینگے بلکہ بے خبر باغ مین جاکر میوہ توڑکر اور کہیت کاٹ کر کہر لے آوینگے اور فقیرونکا حصہ جدا نکرینگے ہان اگر کوئی فقیر ہمارے کہانے کیوقت آجائیگا تو کوئی ٹکڑا روٹی کا اُسکو بہی دے دین گے اور اُس مجہلے بہائیکو بہی کچہہ ملامت کرکے اور دہمکاکے چپ کیا اِذْ اَقْسَمُوا جب آپسمین اُن تینون بہائیون نے قسمین کہائین اِس مضمونکی کہ لَيَصْرِمُنَّهَا مقرر کاٹینگے میوہ اور کہیتی اُس باغ کی مُصْبِحِيْنَ صبح ہوتے تاکہ کسی فقیر اور مسکین کو خبر نہو اور اُنکا باپ دن چڑہے میوہ اور کہیت کاٹتا تہا تاکہ سب فقیر جمع ہوکے اپنا حق لے لین وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ اور ہرگز کسی نے انشاءاللہ نکہا تاکہ اُنپر قسم پرنے کا بہی احتمال نہو سکتا اِسواسطے کہ شرع کا حکم ایسا ہی کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کہاوے اور اُسکے ساتہہ انشاءاللہ بہی کہے تو وُہ قسم اُسکے ذمہ پر لازم نہین ہوتی چاہے اُس قسم کے موافق کرے چاہے نکرے اور اِنہون نے اِسواسطے انشاءاللہ نکہا کہ مجہلے بہائی کا کہنا بہی اِس بات پر راضی نتہا کسیطرح متصور نہوسکے اور خواہ مخواہ قسم کے موافق کرنا پڑے اور جس رات کو اُنہون نے یہہ ارادہ کیا اور آپسمین اِس ارادے پر عہد وپیمان مضبوط کرکے

سوئے اس رات کو حکم الہی دوسرے رنگ پر نازل ہوا یعنے فَطَافَ عَلَيْهَا پھر گرد پھر گیا اُس باغ اور کھیت کے طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ پھر نیوالا تیرے رب کیطرف سے اور وہ ایک آگ تھی آسمان سے گری اور اُس باغ کے درخت اور مکان اور بیل اور مالی اور کسانونکو بالکل جلا دیا وَهُمْ نَائِمُونَ اور وے سوتے تھے جسطرح مکہ والے قحط کے آنے اور بدر کی شکست اور دوسری لڑائیونسے غافل ہیں اور تیرا حق یعنے تجھکو پیغمبر سمجھنے کے تعظیم اور تابعداری کرنا اور حقتعالی کی آیتون کا حق یعنے اُسپر ایمان لانا اور انکو سچا جاننا ادا نہیں کرتے فَأَصْبَحَتْ پھر صبح کو ہوگیا انکا باغ كَالصَّرِيمِ جیسے کھیت کٹا ہوا کہ کچھ بھی کھیتی اور درخت نہ رہا نشان اُسمیں باقی رہا اور وے صبح ہوتے اُس غفلت کی نیند سے اُٹھے اور اپنے باغ کے حال سے بے خبر تھے فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ پھر آپسمیں پکارا اُن تینون بھائیون نے صبح ہوتے اَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اِنْ كُنتُمْ صَارِمِينَ اگر ہو تم آج کھیتی کاٹنے والے اِسواسطے کہ اگر دیر کروگے تو فقیرونکے ہجوم سے کھیتی کا کاٹنا آج نہو سکے گا پھر کل پر رہے گا اور یہہ نہیں جانتے تھے کہ ہمارے جانے سے پہلے کھیتی کٹ کے دونوحے مالک کی سرکار میں ضبطی ہوگئے فَانطَلَقُوا پھر چلے وے تینو بھائی نوکرون اور مزدورونکو لیکر وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ اور وے آپسمیں چپکے چپکے کہتے تھے اور چپے چپے کو چلے اور گلیونسے جاتے تھے اور مطلب اُنکا اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ یہہ تھا کہ آنے نہ پاوے اُس باغ میں آج تمہارے پاس کوئی فقیر اور مسکین اِسواسطے کہ اگر کوئی فقیر اُس باغ میں آجائیگا تو شرما شرمی کچھ نکچھ دینا پڑیگا سو اسکی تدبیر یہہ ہے کہ دروازے پر آدمیونکو بٹھا دیا چاہئے تاکہ کسی فقیر کو باغ کے اندر آنے نہ دے چنانچہ مکہ والے بھی یہی کرتے تھے کہ شہر کے غریبون اور ضعیفونکو اسلام میں داخل ہونے نہ دیتے تھے وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ اور صبح کو سویرے پہنچے فقیرونکے منع کرنے پر مستعد اور ہٹ کرنیوالے ہوکر فَلَمَّا رَأَوْهَا پھر جب دیکھا اُس باغ کو جلا ہوا اور اُسکے مکان ڈھے پڑے اور درخت اور کھیتی سب نیست و نابود ہوئی تو نہ پہچانا کہ یہہ ہمارا باغ ہے اور قَالُوا کہنے لگے آپسمیں ہم کہان آگئے یہہ تو ہمارا باغ نہیں ہے اِنَّا لَضَالُّونَ مقرر ہم راہ بھولے ہیں اور پہلی صبح کے اندھیرے کے سبب سے کہیں دوسری طرف آگئے پھر جب واسنے بھائیں خوب غور کرکے دیکھا اور اپنے باغ کی نشانیان پہچانیں تب کہنے لگے کہ ہم راہ نہیں بھولے بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ بلکہ ہم حقتعالی کی درگاہ سے محروم کئے گئے اور نصیب ہمارے پھوٹے کہ بدون

کسی ظاہری سبب کے ایسا ہمارا باغ پہلا ہوا جو ہماری گذران کی پونجی تہی سو خاک سیاہ ہوگیا اسی طرح کا
قحط اور بدر کی لڑائی کو دیکھکر پہلے کہین گے کہ یہہ قحط نہین ہے تھوڑی دنون پانی برسنا تہم گیا ہے آگے چل کے
برسیگا اور یہہ شکست بدر کی کچھہ عذاب الہی کی علامت نہین ہے اگر ابکی شکست ہوئی ہے پہر آگے چل کے ہماری
فتح ہوگی مگر جب دیکھینگے کہ قحط پر قحط اور شکست پر شکست ہوتی چلی جاتی ہے تب جانینگے کہ ہمارے نصیب
پہوٹے اور اللہ تعالی کی درگاہ سے بےنصیب ہوئے جیسا کہ اُن باغ والون نے اُسوقت جانا پہر ہاتھہ ملنے
لگے اور افسوس کرنے لگے تب قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا اُنکے بیچ والے نے جب دیکھا کہ اپنی بےنصیبی پر افسوس کر رہے
ہین اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا نکہا تہا مینے تمکو اسکے پہلے کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ کیون نہین پاک جانتے ہو اللہ تعالی کو
اِس سے کہ اپنے وعدہ مین خلاف کرے اور فقیرونکو زکوۃ اور خیرات دینے سے مال مین برکت نہ کرے اور
کیون بدگمانی کی اللہ تعالی پر کہ فقیرونکے دینے سے ہمکو فقر مین گرفتار کریگا اور ہم محتاج ہوجاوینگے اسسے جملہ
معلوم ہوا کہ بخیل ضرور اللہ تعالی سے بدگمان رہتا ہے اسواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ ح
مِنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ یعنے بخیل دور ہے اللہ تعالی کی درگاہ سے
دور ہے لوگونسے دور ہے بہشت سے نزدیک ہے دوزخ سے اور سخی کو اللہ تعالی کے کرم اور بخشش پر
اعتماد کرنا اور اُسکے وعدہ کو سچا جاننا لازم ہے اسواسطے حدیث شریف مین فرمایا ہے کہ اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ ح
قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ یعنے سخی نزدیک ہے اللہ تعالی کی درگاہ سے نزدیک
ہے لوگونسے نزدیک ہے بہشت سے دور ہے دوزخ سے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزون پر مین قسم کہاکر کہتا ہون اسواسطے کہ ظاہر مین عقل سے دور معلوم ہوتی ہین
اوّل یہہ کہ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ یعنے ہرگز کم نہین کرتا ہے اللہ دیا مال کو اگرچہ ظاہر مین تمہاری سمجہہ ح
مین نقصان معلوم ہوتا ہے اور دوسری یہہ کہ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنے ہرگز اللہ تعالی ح
کیواسطے کوئی جہکتا نہین مگر اللہ تعالی اسکے مرتبہ کو بلند کرتا ہے یعنے اللہ تعالی کیواسطے جو جہکتا ہے اُسکی قدر
اللہ تعالی بلند کرتا ہے اور اللہ تعالی کیواسطے تواضع کرنا اسکے معنے دوسری حدیث مین اسطرح ارشاد ہوے
ہین کہ تین شخص کی تعظیم کرنا یہہ اللہ تعالی کیواسطے جہکنا ہے اوّل قرآن کے حافظ کی تعظیم کرنا اور اُسکے معنے جاننے والیکی

ح

اور اُسپر عمل کرنیوالیکی دوسرے بڑے مسلمان کی تعظیم کرنا تیسرے ماں باپ کی تعظیم کرنا اور تیسری یہہ کہ مَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا یعنے نہین زیادہ ہوتی ہے بندیکو درگذرنے سے مگر عزت یعنے جو شخص باوجود قدرت کے اپنا عوض دوسرے سے نلے اور اُسکو معاف کردے تو البتہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو عزت بخشتا ہے اگرچہ ظاہر مین بدلا نہ لینا ذلت معلوم ہوتا ہے پھر جب وے دونون بہائی اور اُنکے صلاح دینے والے مجملے بہائی کی نصیحت سے خبردار ہوئے تو اُنھون سب خرابی کے بعد قَالُوْا بولے کہ اب ہم بھی معتقد ہوئے کہ سُبْحَانَ رَبِّنَا پاک ہے ہمارا پروردگار اسبات سے کہ اپنے وعدے کے خلاف کرے اور اُن سخی جوانمردونکو جو اُسکی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین برکت ندے اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ بے شک ہم تھے ظالم کہ نیوالے کہ فقیرونکے حقمین نیت بد کی اور اپنے باپ کے طریقہ کو چھوڑ دیا اور اعتماد اور بھروسا اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے پر نکیا اور جب اپنے تقصیر اور گناہونکا اقرار کیا فَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَلَاوَمُوْنَ پھر متوجہ ہوے اور منہہ پھیرا ایکنے دوسرے کی طرف اُسمین ملامت کرنے اور اولاھنا دینے کو چنانچہ ایک بہائی نے دوسرے بہائی سے کہا کہ پہلے تو نے یہہ مشورہ دیا تہا کہ فقیرونکو نہ آنے دیا چاہئے اور صبح کو سویرے چلئے اُسنے اُسکو ملامت کی کہ پہلے تو نے مجھکو مفلسی سے ڈرایا تہا اور کہا تہا کہ ہمارے اہل وعیال جورو لڑکے بہت ہین اور مجھے اُسکی تدبیر پوچھی تبھی پھر وے دونون بہائی اپنے صلاح کارونکی طرف پھرے اور اُنکو ملامت کرنے لگے آخر بعد اِس بکابکی فضیحتی کے جب دیکھا کہ اب ملامت کرنے سے کچھہ فایدہ نہین جب جو کچھہ ہونا تہا سو ہوچکا تب مُضطر اور حیران ہوکر قَالُوْا بولے سب مل کر یَا وَیْلَنَا اے خرابی ہی ہماری اِنَّا کُنَّا طٰغِیْنَ بے شک ہم سب تھے سرکش حد سے بڑہنیوالے اسواسطے کہ ہمکو اِس بات مین مشورہ لینا کیا ضرور تہا اِس لئے کہ نیک بات مین مشورہ لینا نچاہئے اور ہمارے مشورہ دینے والونکو یہہ کیا مناسب تہا کہ حق اللہ کو بالکل موقوف کرنیکی صلاح دی اور اب ہم کہ اپنی اِس ظلم اور نافرمانی پر نادم اور شرمندہ ہوے ہین عَسٰی رَبُّنَا امید رکہتے ہین اپنے پروردگار سے اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْھَا اِسکی کہ بدلے مین دے ہمکو اِس سے بہتر باغ اور دوسری طرح سے اِس سال کی روزی ہم پر کشادہ کرے اسواسطے کہ ہمنے پہلے اگرچہ اُسکے کرم پر بھروسا نکیا لیکن اب باوجود اِس بلا کے دیکھنے کے اُسکی مہربانی سے ناامید نہین ہین اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ بے شک ہم اپنے پروردگار کیطرف بڑی آرزو رکہتے ہین حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ حق تعالی نے اِس اخلاص کے کلمہ کو اُنسے پسند کیا اور جب وے تینون بہائی افسوس کرتے ہوئے شہر کو پہنچے اُس شہر کے بادشاہ نے یہہ اُنکا حال سُنا تو اپنے باغونمین سے ایک باغ بہت خوب جسکا نام حیوان تہا اُنکو عنایت کیا اُس باغ مین اُنگور کا خوشہ اِتنا بڑا ہوتا تہا کہ ایک خوشہ ایک خچر کا بوجہہ ہوتا تہا اِسیطرح بہت لوگ مکے کے اپنے ماں باپ اور خویش واقربا کے مارے جانیکے بعد اور مال اور اسباب لُٹائیونمین لُٹ جانیکے بعد اور سات برس قحط مین مبتلا ہونے کے بعد جسمین مردونکی ہڈیان جوش کرکے اور مردار چمڑا ابہون کرکہایا اور اُونٹ کے اُوجہہ کا پانی پیا آخر کو نادم اور پشیمان ہوکر چارناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جو بہت بڑی نعمت تہی اللہ تعالی کی طرف سے اُسکی قدر اور قران مجید پر ایمان لانیکی نعمت کو پہچانا اور راہ پر آئے اور اپنے سرکشی کے قایل ہوئے اور ایمان لائی پہر اللہ تعالے نے اُنکو نوازا اور جہہ سو چہپن برس تک تمام روے زمین کی خلافت اور سلطنت سے سرفراز کیا اور ہر طرف کی فتحین اور خزانے بے شمار اور ہزارون شہر ابا داور فضا والے اور باغات عمدہ بہار دار دل لگن اُنکو عنایت فرمائی آخر کو جہہ سو چہپن برس کے بعد چنگیز خانیون کے ہاتہہ سے اُنکی ریاست برباد ہوئی اور پہر آج تک اُن پاس نہ آئی اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب حقتعالی اِس بیان کے بعد یعنے مکے والونکا حال باغ ضروان کے مالکون کے مطابق ہی فرماتا ہی کہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ اِسیطرح آتا ہی عذاب یعنے مکہ والونکا اِن آفتون مین مبتلا ہونا یہہ دنیا کا عذاب ہے جیسے باغ ضروان کے مالک ایک دنیا کی آفت مین مبتلا ہوے تہے لیکن اِس عذاب کے بعد بہتر کی اُمید باقی رہتی ہی اور توبہ کرنا اور شرمندہ ہونا اور اپنے گناہونکا اقرار کرنا ایسے عذاب کے دفع کرنیکے واسطے بہت مفید ہوتا ہی وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور البتہ عذاب آخرت کا بہت سخت ہی اُسکو دنیا کے عذاب پر قیاس کرنا نچاہیے اِسواسطے کہ حقتعالی کا غضب اُسوقت مین نہایت شدت پر ہوگا اِسقدر کہ اُس عذاب کے بعد اُمید نرہے گی اور توبہ اور استغفار اور شرمندگی اور گناہ کا اقرار اُس عذاب کے دفع کرنے مین کچہہ کام نہ آویگا لیکن اتنا البتہ ہوگا کہ ایماندار گناہگار وںکو اُنکے گناہ کے موافق تنبیہ کے بعد بہشت مین داخل کرین گے اور وہ اُنکی تنبیہ حقیقت مین عذاب نہین ہے بلکہ گناہونکی گندگی سے اُنکو پاک کرنیکے واسطے ہی تاکہ بہشت کے جانیکے لایق ہوون جسطرح کسی غریب گوررے

پہنے ہوئے گرد و غبار مین آلودہ سفر کے مارے ہوئے کو جب بادشاہ کے سامنے لیجانیکا ارادہ کرتے ہین
تو پہلے اُسکو گرم حمام مین لیجاکر حجامت بنواکر حمامی کہیے والونسے اُسکے بدن کو ملوا کر گرم پانی سے خوب
غسل کرواتے ہین تاکہ حمام کی گرمی اور گرم پانی سے اُسکے بدنکا میل اور بدبو بالکل جاتی رہے اور بادشاہ
کی مجلس کے حاضر ہونیکے قابل ہووے لیکن ان باتونکو وے سمجھتے ہین جو ہر چیز کی حقیقت کو پہچانتے ہین اور
آخرت کی حقیقت کو دنیا کی حقیقت پر بڑہ کر جانتے ہین اور یے کافر بہی ان چیزونکو بوجہ تہے لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ اگر ان چیزونکی حقیقت کو جانتے اور آخرت کے معاملات کو دنیا کے احوال پر قیاس نکرتے لیکن یے
ایسے نادان اور بے تمیز ہین کہ کہتے ہین جسطرح باغ ضروان کے قصہ مین مجہلا بہائی اُنکا باوجود منع کرنے اور راضی
نہونیکے بہی اسی آفت مین گرفتار ہوا اور باغ مین سے اُسکا بہی حصہ جل گیا اور اسیطرح مکہ کے ایماندار بہی ہمارے
ساتہہ قحط مین شریک ہوے اور بہوکہہ اور پیاس کی بلا مین گرفتار ہوے تو اسیطرح آخرت کے عذاب مین
بہی سب نیک اور بد شریک ہون گے اور وہان بہی کچہہ فرق نہوگا سو یہہ قیاس کرنا اُنکا غلط ہے اور دنیا
اور آخرت کے احوال مین بڑا فرق ہے اسواسطے کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ بے شک پرہیزگارونکے واسطے اگرچہ دنیا مین
رنج اور تکلیف بہت پہنچی جیسے باغ کا جل جانا اور مال اور اسباب کا برباد ہوجانا اور قحط مین مبتلا ہونا لیکن
اُنکو عِندَ رَبِّهِمْ اُنکے پروردگار کے نزدیک اِس دنیا کی تکلیف اور رنج کے بدلے مین جَنَّاتِ النَّعِيمِ باغ
ہین نعمت سے بہرے ہوئے تو دنیا کی مصیبتونمین اِن لوگونکا کافرون اور گنہگارونکے ساتہہ شریک ہونا گویا
اُنکے واسطے عبادت اور ریاضت کی قسم سے ہوا اسواسطے کہ اُنکا دنیا کے رنج مین شریک ہونا اللہ تعالی کے
نزدیک اُنکے مرتبونکی ترقی کا سبب ہوتا ہے اور یہہ فرق ظاہر ہے اسواسطے کہ متقی پرہیزگار ہمیشہ اپنے
مالک کے حکم کے تابعدار ہین اور کافر بدکار ہمیشہ اپنے مالک کے حکم سے سرکش اور نافرمبردار أَفَنَجْعَلُ
الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ کیا پہر کرینگے ہم مسلمانون اور تابعدارونکو جو ہر حکم کو ہمارے مانتے رہے ہین گنہگار
اور بدکارونکے مانند جو ہمیشہ ہمارے حکم کی انکار ہی کرتے رہے مَا لَكُمْ کیا ہوا ہے تمکو باوجود عقل اور دانائی
کے كَيْفَ تَحْكُمُونَ کیسا حکم کرتے ہو کہ ہمارے اور مسلمانونکے درمیانمین کچہہ فرق نہین ہے اور حال یہہ ہے
کہ ہر ایک تم مین سے لونڈی اور غلام اور خدمت کار رکہتا ہے پہر انمین سے جو تابعدار اور حکم بردار ہوتا ہے

اسکو سرکش حکم نہ ماننے والے کی برابر نہین کرتے ہو بلکہ تم اپنی بزرگی اور بڑائی پر مغرور ہو کے یہہ دعوے کرتے
ہو کہ اگر قیامت کے دن مسلمانونپر عنایت اور بخشش ہوگی تو ہم پر اُس سے بہتر اور زیادہ ہوگی چنانچہ مقاتل سے
روایت آئی ہے کہ مکے کے کافرون نے اِس آیت اترنے کے بعد مسلمانونسے کہا تہا کہ حقتعالی نے دنیا مین
تمپر ہمکو بزرگی دی ہے تو آخرت مین بہی ضرور ہمکو تم پر بزرگ کریگا تب حقتعالی نے اِنکے اِس فاسد خیال کو باطل
کرکے فرمایا کہ برابری درمیان تابعدار اور گنہگار کے آدمی کی پیدائشی دانست اور بوجہہ کے خلاف ہے پہر تابعدار
پر گنہگار کی ترجیح کا کیا ذکر ہے اسواسطے کہ یہہ بات عقل کے بالکل خلاف ہے اگر یے کافر کہین کہ آخرت کے کامونکو
عقل پورا قیاس نہین کرسکتی اسواسطے کہ وے کام محض توقیفی ہین یعنے شارع کے بتانے پر موقوف ہین
اُنکی وجہہ عقل مین نہین آسکتی تو اُسکے جواب مین ہم کہین گے کہ اِس صورت مین ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اَمْ لَكُمْ
كِتَابٌ کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے کہ فِيهِ تَدْرُسُونَ اُس کتاب مین تم پڑہتے ہو کوئی
دلیل ظاہر کو اسواسطے کہ خفی یعنے پوشیدہ چیز پڑہی نہین جاتی بلکہ کلام سے بوجہہ لی جاتی ہے اور اُس ظاہر
دلیل کا مضمون یہہ ہے کہ اِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ مقرر تمہارے واسطے اُس کتاب مین وعدہ دیا ہے کہ
جو کچہہ بہتر اور اچہا جان کر تم اپنے واسطے پسند کرکے مانگو گے وُہ تمکو ہم دینگے اور اگر تم کہو کہ ہمارے پاس اگرچہ
اِسطرح کی کوئی کتاب نہین ہے لیکن حقتعالی کا معاملہ ہم لوگونسے ابتدا پیدائش سے ابتک اِسی قسم کا رہا ہے
اور حقتعالی اپنے معمول کے خلاف نکریگا تو ہم کہین گے کہ بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا
کیا تمہارے لئے ہمارے ذمہ پر قسمین ہین یعنے جسنے کیا تمسے قسمین کہائین ہین اور وے قسمین بَالِغَةٌ
اِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ پہنچنے والے ہین قیامت تک یعنے تمہاری ابتدا پیدائش سے قیامت کے دن تک
ہم تمہارے ساتہہ یکسان معاملہ کرین گے اور ہرگز کچہہ بہی تغیر اور تبدل اُس معاملہ مین نہونے پاویگا اسواسطے
کہ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ اور اُن قسمونکا مضمون یہہ ہے کہ بے شک تمکو ہم دینگے جو تم حکم کروگے اور یہہ بات
ظاہر ہے کہ چند دنونکا معمول جب تک اُسپر عہد و پیمان درمیان مین نہو تبتک اُسپر اعتماد اور بہروسا کرنا
نچاہئے اور اگر تعنت کی راہ سے یعنے تمکو ذلت دینے کیواسطے یے کافر کہین کہ ہان اسطرح کا عہد و پیمان
حقتعالی کیطرف سے ہمارے پاس ہے تو سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ پوچہہ اِنسے کہ کون اِنمین سے

اِسطرح کی قسم ثابت کرنیکا وعدہ کرتا ہی اور ضامن ہوتا ہی اور اگر یہ کافر کہین کہ ہمارا اعتماد حقتعالی کے کرم پر نہین ہی اور نہ اُسکی طرف سے کوئی سند اِس عہد کی ہمارے پاس ہی لیکن ہمارا اعتماد اور بھروسا اُن لوگون پر ہی جنکی ہمنے عمر بھر عبادت کی ہی اور اُنہین کی فرمانبرداری مین اپنی عمر گذاری ہی اور وے لوگ حقتعالی کی درگاہ مین اسطرح کے مقرب اور رتبے والے ہین کہ کوئی کام بدون اُنکی صلاح اور مشورہ لیئے ہوئے اور اُنکو شریک اور شامل کئے ہوئے نہین کرتے ہین اگر کبھی حقتعالی ہمپر غصہ بھی کریگا تو وے معبود اور پیشوا کچھ عرض معروض کرکے سمجھالینگے اور ہمارا معاملہ جسطرح دنیا مین ہی اِسیطرح برقرار رہے گا اور اُنہین کیطرح سے نقصان اور خرابی آنے نہ دینگے تو ہم کہتے ہین کہ اب اِنسے پوچھا چاہیئے کہ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ کیا اُنکے واسطے اِسطرح کے شریک ہین فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ پھر چاہیئے کہ لے آوین اپنے اپنے شریکونکو حقتعالی کے مقابلہ مین خصوصًا جسوقت اُنپر قحط پڑتا ہی اور مسلمانونکی لڑائیونمین وقت کیے درپے ہوتی جاتی ہین اور اُنکی شکست پر شکست ہوتی جاتی ہی اِنْ كَانُوا صَادِقِينَ اگر یہ لوگ ہین سچ بولنے والے کہ ہمارے معبودونکو حقتعالی کے کارخانہ مین دخل ہی اور بدون اُنکے مشورے کے دنیا مین کچھ نہین ہوتا اور کشاف والے نے اِس آیت کے ایک عجیب معنے کیے ہین کہ وے بھی لطافت سے خالی نہین ہین یعنے اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ اے ناس يُشَارِكُونَهُمْ فِي هٰذَا الْقَوْلِ یعنے کوئی اور بھی لوگ اِس باتمین اُنکے شریک ہین اور اِس تفسیر پر اِس آیت کے معنے یون ہونگے کہ اگر اِن کافرونکو اپنے وعدے پر یعنے تابعدار اور گنہگار کی برابری پر یا گنہگار کی فضیلت مسلمانپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی میسّر نہین ہوتی ہی تو اب اُنسے پوچھا چاہیئے کہ کوئی عاقل جہانمین اِس بات اور اِس مذہب مین اِنکے ساتھہ شریک ہی اِسواسطے کہ دانا کی بات کے ساتھہ بات کا ملنا یہی ایک دلیل ہی سو اگر کوئی دانا اِس باتمین اِنکے ساتھہ شریک ہو تو اُنکو چاہیئے کہ اُس اپنے شریک کو بحث اور مناظرے کیوقت مقابلے مین لے آوین اور جو نہین لاتے ہین تو معلوم ہوا کہ کوئی دانا اور عاقل اِس باتمین اِنکے ساتھہ شریک نہین ہی اور اِس واہی مذہب کو کسی نے قبول نہین کیا ہی سب عاقلونسے یہ علیحدہ ہین اور جب کوئی دلیل عقلی یا نقلی اِس وعدے پر اُنکو ملی اور کسی عاقل کا قول اِنکے قول کے ساتھہ ملا تو معلوم ہوا کہ اُنکا یہ قول بے اصل اور جھوٹھا ہی لیکن مشہور معنے شرکاء کی لفظ کے تمام قرآن مجید مین جھوٹھے معبودونکے ہین اور مشہور کے خلاف قرآن شریف کے لفظونکی تفسیر کرنا اچھا نہین ہے

اور اگر بے کا فر کہین کہ ہمارے معبود حقتعالی کی صفات کاملہ کے مظاہر ہین یعنے جاے ظہور ہین اور اُسکے ساتھہ
اتحاد رکھتے ہین اور جو نسبت مظہر کو ساتھہ ظاہر کے ہے وہی انکو حاصل ہے کہیہ اِنکے اور حقتعالی کے بیچ
نہین ہے اور نہ مقابلہ تاکہ انکو اِس جہگڑے اور اپنے غلبے کیواسطے حقتعالی کی جناب مین مقابلہ کو لاوین اور
ہماری عبادت اپنے معبودونکو عین خدا کی عبادت ہے اور ہمارا دیکہنا اور نظر کرنا اپنے معبودونکی طرف
عین خدا کی طرف نظر کرنا ہے ہمتو انکو اپنی عبادت مین واسطہ جانتے ہین اور دیکہنے مین عینک کیطرح
انکو جانتے ہین اسواسطے کہ تنزیہ صرف کے مرتبے کی عبادت کرنا اور اُس مرتبے کا دیکہنا نہ ظاہری آنکہہ سے
ہمکو حاصل ہوسکتا ہے اور نہ عقل کی آنکہہ سے ان دونو طرح سے عنجز ہمکو حاصل ہے تو ہم کہین گے کہ یہہ بہی خیال
تمہارا باطل اور جہوٹہا ہے اِسواسطے کہ اگر تمہارے معبود عبادت مین واسطہ اور دیکہنے مین عینک کی مانند ہوتے
تو تمہاری سب عبادت اور نظر کرنا حقتعالی کی ذات پاک تک پہنچتا اور اِس عبادت اور توجہہ کا اثر علوی کے
آثار ظاہر ہونیکے دن یعنے قیامت کے دن ظاہر ہوتا لیکن تمکو یہہ عبادت ہرگز فائدہ نہ بخشے گی اور اِس توجہہ
اور نظر کا اثر کچہہ بہی ظاہر نہوگا یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ جسدن ظاہر کیا جاگا اور پردہ کہولا جاگا اُس حقیقت
سے جسکا نام ساق یعنے پنڈلی ہے اور اُسکی نسبت تمام الہیہ حقیقتونکے ساتھہ ایسی ہے جیسے پنڈلی کی نسبت
آدمی کے سب اعضاونکے ساتھہ ہے اِسجگہہ پر جانا چاہیئے کہ حقایق الہیہ عبارت ہین کمال الہی کے جہات سے جو
عالم مین ظہور کرتے ہین اور یہ حقایق صفات کے سوا ہے ہین اِسواسطے کہ کمال کے صفتین بالکل ان حقایق مین
مجتمع ہین اِس لئے کہ جو کمال الہی ہے وہ سب صفات کمال کو لئے ہوے ہے صفتونکو جدا جدا عالم مین ظہور نہین ہے
جیسے علم بے قدرت کے اور قدرت بے ارادے کے اور یہ تینون حیات کے ظہور نہین کرتی ہین بخلاف جہات
کمال کے کہ وہان ہر جہت ظہور مین مستقل اور منفرد ہے اور جو یہ حقایق صفات اور ذات کے درمیان ہین
برزخ واقع ہوئے ہین اور صفات کو استقلال نہین ہے تابع محض ہین اور ذات اصل الاصول ہے یعنے
اصل ہے سب اصلونکی اور ہر وجہہ سے استقلال کامل رکہتی ہے اسواسطے اُن حقایق کو تشبیہ اور استعارے
طور پر اعضاونکے نام سے سمی کیا ہے اور واقع مین بہی یہی ہے کہ جہانمین ایسکی کسی نسبت جو بہت مشابہت
رکہتی ہو اُس نسبت سے جو حقایق الہیہ کو ذات کے ساتھہ ہے سواے اِس نسبت کے جو ہر ایک

عضو کو ذات کے ساتھہ ہی پائی نہین جاتی اسواسطے کہ ہر ہر عضو ذات کے کمال کی جہتونکے مظاہر ہین پس صفات کیطرح بالکل تابع اور غیر مستقل ہین اور نہ ذات کے مانند متوحد اور مستقل سو جو کچھہ شریعت مطہرہ مین ان حقیقتونکی تفصیل اور توضیح مین آیا ہی سو وے کئی چیزین ہین جیسے وجہہ یعنے مونہہ اور عین یعنے ذات اور ید یعنے ہاتھہ اور یمین یعنے داہنا ہاتھہ اور اصابع یعنے انگلیان اور حقو یعنے کمر اور ساق یعنے پنڈلی اور قدم یعنے پانون اور دو وصف دوسرے انہی حقیقتونکے ساتھہ لاحق ہین اس طور سے کہ ان صفتونکے جمع ہونیکے سبب سے ایک شکل علیحدہ بکڑکے ظہور کرتے ہین اگرچہ اصل مین اعضا کا حکم نہین رکھتے ہین سو انمین سے ایک دوسرے اور دوسرا اوراز ہی اور ان حقیقتون کے سمجھنے مین لوگون نے بہت سی افراط اور تفریط کی ہی اور اونچ نیچ مین پڑگئے ہین ایک گروہ نے نادانی سے بدون سمجھے بوجھے اس کام کی حقیقت کو گمراہی کے پہنور مین یعنے تشبیہ ظاہری مین پرگئے اور ان حقیقتونکو اعضا اور جوارح پر قیاس کرکے حقتعالی کی ذات پاک کی صورت اور شکل کے معتقد ہوے یعنے حقتعالی کے جسم ہونیکے قایل ہوے تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنے برتر ہی اللہ تعالی اس چیز سے جو کہتے ہین ظالم بہت بڑی اور برتری کرکے اور ایک جماعت نے تنزیہ کے قاعدیکو ایسا گہرے پکڑا کہ ان حقیقتونکے ثابت کرنے کو اس قاعدیکے منافی سمجھکے ایسی تاویل کی ہی جو مقصد سے بہت دور ہی بلکہ نفی اور انکار کا حکم رکھتی ہی تو گویا حقیقت مین ان حقایق کی دریافت اور سمجھہ مین تشبیہ والون کے شریک ہوے فرق ان دونون مین اتنا ہوا کہ پہلے فرقے نے ثابت کیا ہی اور انہون نے نفی کی ہی تو انکو بھی سواے ان صفتونکے جو انکی ظاہر لفظون مین پائے جاتے ہین دوسرا مطلب کچھہ بھی حاصل نہوا اور اہل سنت اور جماعت کے محققین جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا مقصد کی حقیقت کو پہنچے اور کہا کہ ہر چیز کی ذات کو دریافت کرنیکے بعد اسکے اعضا کا حال معلوم ہوتا ہی چنانچہ صفات مین بھی یہی حال ہی چنانچہ حیوانکا علم اور طرح کا ہی اور انسان کا علم اور طرح کا اور اوڑنیوالی چیز کی اور طرح کی قدرت ہی اور دوڑنیوالی چیز کی دوسری طرح کی طاقت پس جسطرح حقتعالی کی صفات کے تصور اور خیال کرنے سے ہم عاجز ہین اسکی ذات کی زہت اور پاکی کے سبب سے جو سطرح سے ہماری عقل مین اور وہم و خیال مین نہین آسکتی سو اسیطرح ان عضا کے تصور سے بھی ہم عاجز ہین اسواسطے کہ ان اعضا کی حقیقت کی بوجہہ اسوقت ہمین حاصل ہوتی کہ اعضا والیکی ذات کو کما ینبغی یعنے جیسا چاہیے ویسا

ہم جانتے ہوتے اور یہہ محال ہی تو وُہ بھی نہین ہوسکتا اور واقع مین اگر فقط ہاتہہ مین کوئی تامل کرے تو معلوم ہو کہ کسقدر فرق اور تفاوت ہی آدمی کا ہاتہہ جدا ہی اور گہوڑے کا ہاتہہ جدا اور گاے کا ہاتہہ اور طرح کا اور جن اور پریکا ہاتہہ اور طرح کا اور فرشتے کا ہاتہہ دوسری طرح کا پہر اگر صورت انہی چیزونکی آئینہ اور پانی مین خوب تامل اور غور کرکے دیکہے تو وہ اعضا اور جوارح رکہتی ہی لیکن جو عضو اُس شخص کی ذات مین داہنے ہی وُہ اُس صورتمین جو آئینہ اور پانی مین معلوم ہوتی ہی بائین طرف ہوجاتا ہی اور بائین طرف والا داہنی طرف ہوجاتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اعضا اور جوارح اُس صورت کے جو بہریت مین اُس شخص کے اعضا اور جوارح کے ساتہہ ہرگز مشارکت نہین رکہتے پہر دوسری سافل کی جنسونمین شریک ہونیکا کیا ذکر ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ان حقایق کا دریافت کرنا یہی ویسا ہی محال ہی جیسا کہ اُس ذات پاک کی کنہہ کا دریافت کرنا ہان البتہ ہوسکتا ہی کہ خواص اور وجوہ عرضیہ اور لوازم سے خواہ سلبیہ ہون یا ثبوتیہ اُسکے نشان دے سکتے ہین چنانچہ ان سب حقیقتونکی شرح اُس علم مین جو اُنکے واسطے موضوع ہی خوب شرح اور بسط سے بیان ہی اور جو کچہہ اشاعرہ سے منقول ہی کہ انہون نے بعضی ان حقیقتونکو صفتونمین داخل کیا ہی جیسے وجہہ اور عین سو اسواسطے ہی کہ انہونے صفت کے معنے سواے ذات کے لئے ہین وَلَا مُشَاحَّةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ یعنے اصطلاح کے تغیر اور تبدل مین کچہہ جہگڑا نہین ہی لیکن شارع کی اصطلاح اولی اور انسب ہی اعتبار کیواسطے حاصل کلام کا وہ حقیقتین ان حقایق الہیہ مین سے دو خزینے بہی منکشف اور ظاہر ہونگی مَوْقَف مین ساق اور دوزخ مین قدم لیکن یہ لوگ استعداد کے بالکل باطل ہونیکے سبب سے ہرگز ان حقیقتونکو دریافت نکرسکین گے کہ انکو تیزی نظر سے معلوم کرلین اور انکا حق ادا کرین چنانچہ فرماتے ہین کہ ساق کے کشف کے بعد جو بہت عالی حقیقت نہی ہی وجہہ اور یمین کی نسبت سے اُن لوگون کو انکی عبادتون اور توحیدونکی آزمایش اور امتحان کے واسطے جو ظاہر کے پردہ مین اُس حقیقت کو کی تہی سامنے لاوینگے وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ اور بلائے جاوینگے سجدے کے واسطے تاکہ اگر انکی عبادت تنزیہ اور پاکی کے مقام پہنچی ہی اور مقبول ہوئی ہی تو اُسوقت ہی اُسکے موافق سجدہ ہوسکے گا اور اگر مظاہر ہی کی قید مین پہنسکے تنزیہ کے مقام کو نہین پہونچی ہی تو اُسوقت ہی اُنسے اِس مقام پر توجہہ ممکن نہوگا اسواسطے کہ وُہ وقت نئی بات حاصل کرنیکا نہین ہی بلکہ پہلے حاصل کی ہوئی چیزونکے آثار کے ظہور کا وقت ہی اور بس اور ابو سعید غریر

رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مقام پر کہا ہی کہ سَاقُ الشَّیْءِ اَصْلُہُ الَّذِیْ بِہٖ قِوَامُہٗ کَسَاقِ الشَّجَرَۃِ وَسَاقِ الْاِنْسَانِ فَمَعْنَی الْاٰیَۃِ یَوْمَ یُظْھَرُ حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ وَاُصُوْلُھَا الَّتِیْ کَانَتْ مُثْبِتَۃً عَلَیْہِ فَیَتَمَیَّزُ عِبَادُ تُمُ الَّتِیْ کَانَتْ عَلٰی غَیْرِ اَصْلٍ عَنْ عِبَادَۃِ الْمُؤْمِنِ الَّتِیْ کَانَتْ عَلٰی اَصْلٍ صَحِیْحٍ یعنے ساق ہر چیز کی اُس چیز کی جڑ کو کہتے ہین جسکی سبب سے اُس چیز کا قیام اور ٹھہراو ہوتا ہی جیسے تنہ درخت کا اور پنڈلی آدمی کی پس اِس آیت کے معنے یون ہونگے کہ جسدن ظاہر کی جاویگی ہر چیز کی حقیقت اور اُسکی اصل جسکی سبب سے وُہ چیز ثابت تہی پس جدا ہو جائیگی ان لوگونکی عبادت جو غیر اصل پر تہی یا مذاہ ونکی عبادت سے جو ثابت تہی اصل صحیح پر یعنے پکی جڑ پر اور جب اُسدن بلانیکی وجہہ معلوم ہوئی کہ امتحان اور آزمایش منظور ہے نہ تکلیف تو ابو مسلم اصفہانی کا بعید جاننا اسبات کا زایل اور دور ہو گیا جسجگہہ پر اُسنے کہا ہی کہ لَا دَلِیْلَ اَنَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَیْسَ فِیْہِ تَعَبُّدٌ وَتَکْلِیْفٌ فَالْمُرَادُ زَمَانُ الْھَرَمِ وَالشَّیْخُوْخَۃِ یعنے بے شک مقرر دن قیامت کا نہی ہی اُسمین عبادت کرنا اور نہ تکلیف پس مراد اُسدن سے بڑہاپے اور موت کے قریب کا زمانہ ہی فقط حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ہر صورت سے یے لوگ یہی سجدہ کا قصد کرینگے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پھر ہرگز نکر سکینگے سجدہ اسواسطے کہ اُنکی پیٹھہ ایک تختہ ہو جائیگی پھر جھکنا اور سر کو نیچا کرنا اُنسے نہو سکے گا چنانچہ صحیح بخاری مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہی کہ وے کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہمارا پروردگار ایک ساق ظاہر کریگا اور ہر ایک ایماندار مرد و عورت سجدہ مین گر پڑیگا اور جو شخص دنیا مین دیکھلانے یا سنانے کیواسطے سجدہ کرتا تہا وُہ یہی قصد کریگا کہ سجدہ کرے لیکن اُسکی پیٹھہ ایک تانبے کے تختے کے مانند ہو جائیگی کہ اُسکا ٹیڑہا ہونا ممکن نہوگا اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے آپ نے فرمایا کہ ہان بے شبہ اور بے پردے جیسے بے بدلی کا آفتاب اور چودہین رات کا چاند بدون مزاحمت اور ممانعت کے دیکھوگے اُسکی تفصیل یہہ ہی کہ پہلے ایک فرشتہ پکاریگا کہ جو شخص دنیا مین جسکی عبادت کرتا تہا اُسکے ساتہہ جاوے اور بت اور درخت اور جو چیز کہ دنیا مین پوجی گئی ہی اُسکو وہان حاضر کرینگے بت پرست بتونکے ساتہہ اور درخت پوجنے والے درخت کے ساتہہ اور چاند سورج پوجنے والے چاند سورج کے ساتہہ جائینگے اور

جو لوگ محض حقتعالی کو پوجتے تہے وے رہ جائینگے پہر ایک آواز ہوگی کہ یہود کسکو پوجتے تہے وے کہینگے
کہ ہم عزیر کو خدا کا بیٹا تہا پوجتے تہے حکم ہوگا کہ تم جہوٹے کہتے ہو حقتعالی جورو لڑکے نہین رکہتا مگر تم کہو کہ
تمہاری غرض اسوقت کیا ہے عرض کرینگے کہ ہم پیاسے ہین کوئی قطرہ پانیکا ہمکو ملے حکم ہوگا کہ جاؤ اور پانی
پیو اور دوزخ کو اُنکی انکہون مین ریگ روان کرکے پینے ریت کا میدان جسمین دور سے پانی کا دہوکا ہوتا ہے
دیکہلاوین گے اور ایک فرشتہ حضرت عزیر علیہ السلام کی شکل کا اُنکے ساتہہ ہوگا وہ انکو لیکے دوزخ مین جا ڈالے گا
اور اسیطرح نصاریکے ساتہہ کیا جاویگا اور ایک فرشتہ حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل کا اُنکے ساتہہ ہوکے انکو
بہی اِنکے ٹہکانے پر جا پہنچا دیگا پہر جب خالص موحد رہ جائینگے تو پہر آواز ہوگی کہ ہمکو کس کا انتظار ہے اور کسکے
ساتہہ جاؤگے تب یہ عرض کرین گے کہ یا الہی ہم دنیا مین طرح طرح کی احتیاج رکہتے تہے اور قسم قسم کے تعلق
لیکن باوجود ایسی محتاجگی کے ہمنے مشرکونسے موافقت نکی اور اُنکے ساتہہ نہوئے اب ہمکو کسواسطے اُنکے ساتہہ
کا حکم ہوتا ہے پہر اُسطرف سے ایک صورت ظاہر ہوگی اور کہے گی کہ مین تمہارا پروردگار ہون یہ عرض کرینگے
کہ ہم ہرگز حقتعالی کے ساتہہ کسی کو شریک نکرینگے اِس صورت سے ہمکو کچہہ غرض نہین ہے جب ہمارا پروردگار
پردہ اُٹہاویگا اور ظاہر ہوگا تو ہم اُسکو پہچان لین گے تب حکم ہوگا کہ تم کچہہ علامت اور نشان اپنے پروردگار کا
اپنے پاس رکہتے ہو کہ اُس علامت سے اُسکو پہچان لوگے یہ عرض کرینگے کہ ہان تب اُسوقت ایک ساق مینے
پنڈلی ظاہر ہوگی اُسکو دیکہتے ہی جتنے ایماندار موحد ہین سب سجدہ مین گر پڑین گے اور کہین گے کہ اب ہم راضی ہوے
تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور جو لوگ دلمین ایمان نرکہتے تہے وے بہی سجدہ کا قصد کرینگے لیکن اُنکی پیٹہہ تانبے
تختے کے مانند سخت ہوجائیگی اور سجدہ اُنسے کسطرح نہوسکے گا اِس حدیث کی تمامی بہت ہے لیکن اِس مقام کے
مناسب اِتنا ہی ہے اور جب سجدہ اُنسے نہوسکے گا تو یہہ سجدہ کا نہونا اُنکے عبادت کے باطل ہونیکی دلیل ہوگی
پہر باوجود اِسکے اُس ساق نورانی چمکتی ہوی کیطرف دیکہہ بہی نسکین گے اِسواسطے کہ اُنکی عقلی نظر کا توجہہ مظاہر
کی قید مین پہنس رہا تہا تنزیہ صرف کے مقام کو نہ پہنچا تہا اِسواسطے خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ چوندہلا جاوینگی
اُنکی انکہین اِسکے اُس تجلی کیطرف دیکہین بلکہ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذلت اُنکو پانک لے گی اُنکے تمام بدن کو سر سے قدم تک ذلت
اور رسوائی اسواسطے کہ انہون نے یہی مظاہر کی عبادت مین حقتعالی کی ذات پاک کو ذلیل کیا تہا اور اُسکے

ظہور کو اپنے شریکو نہین حقیقی کمال حقتعالی کا جانتا ہا اور حال یہہ ہی کہ مظاہر حقیقیہ کسیطرح کے کہ ہون ناقص اور ذلیل ہین اور اُنسے سجدہ نہوسکتا اُسوقت مین اُنکے پیدائشی استعداد کے باطل ہونیکی دلیل ہی کہ حقتعالی کی عبادت چہوڑکے اور اُسکی انکار کرکے اس استعداد کو برباد اور خراب کیا وَقَدْ كَانُوا اور تحقیق یے تہی دنیا مین یدعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ بلائے جاتے خاص حقتعالی کی عبادت کیواسطے وَهُمْ سَالِمُوْنَ اور اُسوقت مین یے سالم تہے استعداد سے اور صحیح الفطرۃ تہے اگر اسوقت حقتعالی کی خالص عبادت کے خوگر ہوتے تو انکو اسطرح کا تغیر اور متبدل ظاہر نہوتا اور جب ثابت ہوا کہ یے کافر اسواسطے تمکو مجنون کہتے ہین کہ تم اُنسے قیامت کے عذاب کی بات کہتے ہو اور وُہ بات اُنکی عقل ناقص مین نہین آتی اسکو اپنی عقل ناقص سے بعید جانتے ہین اور یہہ بھی ہی کہ تم انکو قرآن سُناتے ہو اور اُسکے مضمون کے بموجب خالص اللہ تعالی کی عبادت اور سجدہ کو حکم کرتے ہو اور مظاہر اور صور تونکی عبادت سے منع کرتے ہو سو یہہ بات انکی بوجہہ مین نہین آتی بلکہ اسکو موہوم کیواسطے موجود کو چہوڑنا جانتے ہین اور ایسی اُلٹی بوجہہ ہونا اُنکے جنون کا نشان ہی فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سو چہوڑ دے مجھکو اور اُنکو جو اِس بات کو جہٹلاتا ہی اسواسطے کہ یہہ بات ہماری ہی نہ تمہاری سو تم اُنکے عذاب کے جلد کی دُعا مت مانگو اور رنجیدہ مت ہو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ قریب ہی کہ انکو آہستہ آہستہ کہینچتے ہین بڑی گمراہی مین گرفتار کرکے تاکہ اُنکی فاسد استعداد کا پیمانہ لبریز ہوجاوے اور سخت عذاب کے مستحق ہوجاوین مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ اسطرح سے اُنکو معلوم نہو کہ یہہ راہ گمراہی کی ہی اور انتہا اور جسکے عذاب کی حد کو پہنچاتی ہی بلکہ اپنے خیال مین اُس راہ کو ہدایت اور بہتری جانین بلکہ اجر اور ثواب اُسمین سمجہین وَاُمْلِيْ لَهُمْ اور مہلت اور ڈہیل دینگے ہم انکو اور فی الفور مواخذہ نکرین گے تاکہ یے دہوکہا کہاوین کہ اگر ہم گمراہی اور برائی پر ہوتے تو حقتعالی ہمکو فرصت نہ دیتا اور چہٹ پٹ پکڑتا اسواسطے کہ اِنسے ہمکو فریب منظور ہی اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ بے شک ہمارا مکر اور داؤ بہت مضبوط اور محکم ہی ہرگز کسیکو اُسکی خبر نہین ہوتی اسواسطے کہ دوسرے کے مکر کو دریافت کرنا اس سبب سے ہوتا ہی کہ اپنے مکر سے ایک دریافت کرنیکی قوت کو فریب دیتے ہین اور دسری قوت اپنے حال پر رہتی ہی تو اُس مکر کا انجام پہچان لیتے ہین اور ہمارا مکر ایسا ہوتا ہی کہ جسنے قوتین دریافت کرنیکی ہین سبکو گہیرے ہوے ہوتا ہی اور خبر ذرہی اور آگاہی اُسمین بالکل نیست اور نابود ہوتی ہی کسی قوت سے اُسکا انجام معلوم نہین ہوسکتا اور اگر ہمارا مکر

ایسا مضبوط اور پکا نہوتا تو ان لوگونپر تمہاری خوبی اور تمہارے احسان جو انپر ہین کیون نہ ظاہر ہوتے جیسے
نیک نصیحت کرنا اور ایسے فائدے کے علم پہچانا اور تمہارے جتہلانے اور انکار مین کیون وسدم زیادہ ہوتے
جاتے اَمْ تَسْاَلُهُمْ اَجْرًا کیا تو انسے کچہہ مزدوری اس نصیحت کرنے اور فائدے کے علم پہچانے پر
فَهُمْ مِنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ پہر وے اس ڈانڈ مین مزدوری دینگے دبے جاتے ہین اسواسطے تمسے سیکہتے
نہین اور فائدہ نہین لیتے اَمْ عِنْدَهُمُ کیا انکے پاس ہے الْغَيْبُ غیب کا علم جس سے کشف کے طور پر
حقتعالی کے چہپے حکم اور آخرت مین نفع اور ضرر دینے والی چیزین انکو معلوم ہوتی ہین فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ
پہر وے اس اپنے معلومات اور مکشوفات کو لکہتے ہین اور اُس کشفی علم کو کہلی عبارت سے بیان کرتے
ہین تاکہ اپنے متوسلون اور اپنے پس ماندونکو بہی اُس علم سے فایدہ پہچاوین اور تجیسے بے پرواہین تیرے احسان کا
موجہہ کسواسطے اُوٹہاوین سوجب اُن دونو باتونسے ایک بہی نہین پائی جاتی ہے تو جان لے کہ یہہ انکا جتہلانے
اور انکار کرنے پر اصرار اور ہٹ کرنا فقط حقتعالی کے مکر اور داؤ کی نشانی ہے جو انکو باتمین تامل کرنے اور سوچنے
نہین دیتا اور کسطرح سے حق بات انکے ذہن مین آنے نہین دیتا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پھر صبر کر انکی ایذا پر اور اپنے
پروردگار کے حکم کا منتظر رہ دیکہہ کہ اِنسے کیا معاملہ کرتا ہے کسکو انمین سے اس عذاب کی تاخیر مین شرمندگی
اور توبہ اور حق کی طرف رجوع ہونے سے سرفراز کرتا ہے اور کسکو اس تاخیر کے سبب سے بےاُسیون اور شرارت
مین انتہا درجیکو پہنچاکے گمراہی اور بی نصیبی کے دریا مین ڈبوتا ہے وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اور نہو
اُس پیغمبر کے مانند جو مچہلی کے پیٹ مین قید ہوا اور حقتعالی کے حکم کی انتظار نکی اور غیرت الٰہی کے غلبے کے
سبب سے اپنی قوم پر عذاب طلب کرنے مین جلدی اور شتابی کی سو وے پیغمبر حضرت یونس بن متی علیہ
السلام تہے اور انکا قصہ اسطور سے ہے کہ اُنکے زمانی مین الوالامر پیغمبر بنی اسرائیل مین حضرت شعیا علیہ السلام
تہے اور حزقیا بادشاہ اُسوقت کا انکا مطیع اور تابعدار رہا اور اُن دونو مین بنی اسرائیل فلسطین اور اردن
مین جو شام کے ملک مین بہت بہتر بستیان ہین رہتے تہے اتفاق سے نینوا اور موصل کے لوگ جو عراق
اور شام کے درمیانمین بستیان ہین بنی اسرائیل پر چڑہ آئے اور انکا مال اور اسباب لوٹ لے گئے اور
آدمی بہی بہت اُنکے پکڑ لے گئے حزقیا بادشاہ نے یہہ ماجرا حضرت شعیا علیہ السلام سے عرض کیا اور کہا کہ

حضرت یونس علیہ السلام

بندیونکے چھڑانیکی کیا تدبیر کیا چاہیے اسواسطے کہ جبتک ہمارے قیدی وہانسے چھوٹ کر نہ آوین گے تبتک
ہمسے فوج کے زور سے اُنکی اس زیادتی کی تدبیر کچھہ نہین ہوسکتی حضرت شعیا علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری
مملکت مین پانچ آدمی پیغمبر ہین ایک کو اُنمین سے اُن لوگون پاس بھیجو تاکہ وے لوگ اُسکے سمجھانے اور
نصیحت کرنے سے راہ پر آجاوین اور تمہارے قیدیونکو چھوڑدین حذقیا نے عرض کی کہ آپ ہی اُنمین سے ایک
کا نام مقرر کردیجئے تاکہ مین اُنکو روانہ کرون حضرت شعیا نے فرمایا کہ یونس بن متی کو اسکام کیواسطے مقرر کرو
کہ وے محنت کش اور امانت دار آدمی ہین اور حقتعالی کی درگاہ مین اُنکا بڑا مرتبہ ہے اور اِس زمانیکے پیغمبرونسے
عبادت اور ریاضت کی زیادتی مین بھی ممتاز ہین اگر وہانکے لوگ اُنکی نصیحت نہ مانیگے تو ہوسکتا ہے کہ
وے بڑے بڑے معجزے اور عجیب کرشمے انکو دیکھلاکے راہ پر لاوینگے بادشاہ وہانسے اُٹھا اور حضرت
یونس علیہ السلام کو اُنکے گھر سے بلوایا اور کہا کہ اسکام کیواسطے آپ تشریف لیجائیے حضرت یونس
علیہ السلام نے کہا کہ اگر حضرت شعیا علیہ السلام نے حکم الہی کے بموجب مجھکو مقرر کیا ہے تو مجھکو جانا ضرور ہے
اور اگر ایسا نہین ہے تو اِس جانے مین میری اوقات مین خلل پڑیگا اور مین بے چین ہونگا بادشاہ نے کہا
کہ تمہارا مقرر کرنا حقتعالی کی وحی کے بموجب نہین ہے لیکن حضرت شعیا علیہ السلام نے اسطرح فرمایا ہے سو
آپکو جانا اُسطرف ضرور ہے حضرت یونس علیہ السلام رنجیدہ ہوکر نینوا کیطرف روانہ ہوے اور اپنے گھر والونکو
بھی اپنے ساتھہ لے لیا پھر اس شہر مین پہنچکر پہلے وہانکے بادشاہ سے ملاقات کی اور اُس سے کہا کہ حقتعالی
نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے چھوڑدے اور بنی اسرائیل سے ہرگز دشمنی مت کر
اُسنے کہا کہ اگر تم اسباتمین سچے ہوتے تو حقتعالی ہمکو اتنی قدرت کسواسطے دیتا کہ ہم تمہارے ملک پر چڑھہ جاتے
اور جورو لڑکے پکڑکے لاتے کیا اُسوقت حقتعالی کو اتنی قدرت نتھی کہ بنی اسرائیل کی حمایت کرتا اور ہمکو منع کرتا جواب
تمکو بھیجا ہے غرض کہ حضرت یونس علیہ السلام تین روز تک اُسکے دربار مین آتے جاتے رہے لیکن اُسنے ہرگز اُنکی بات
نمانی تب اُنکو غصہ آیا اور حقتعالی کی درگاہ مین عرض کیا کہ یاالہی یہ لوگ میری بات نہین سُنتے اور میری نصیحت
نہین مانتے اور بنی اسرائیل کو قید سے نہین چھوڑتے حقتعالی کی طرف سے وحی آئی کہ انکو ہمارے عذاب سے
ڈراؤ اگر تمہاری بات کو نمانین گے اور ایمان نلاوین گے تو اُنپر ہمارا عذاب آویگا حضرت یونس علیہ السلام اُس شہر کے

تمام کوچے اور بازار مین پھرے اور کہا کہ ہم تمکو خبر کئے دیتے ہین تم لوگ اپنے بادشاہ کو یہہ خبر پہنچاؤ کہ اگر میری بات نمانے گا اور میرے کہے پر ایمان نلاویگا تو حقتعالی کا عذاب اُسپر آویگا لوگونے کہا کہ کچھہ مدت مقرر کرو حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ چالیس دنکا ہمارے تمہارے درمیانمین قرار ہی اگر تم اس چالیس دنمین ایمان لائے تو بہت اچھا ہی اور نہین تو سب ہلاک ہوگے آخر ہوتے ہوتے یہہ بات پہیلی اور بادشاہ اور اُسکے مصاحبون نے ہنسی اور مسخری شروع کی اور کہنے لگے کہ یہہ فقیر دیوانہ ہی ایک بات اسکے جی پر بیٹھہ گئی ہی اور حضرت یونس علیہ السلام نے حقتعالی درگاہ مین عرض کیا کہ یا الٰہی مینے اِنسے چالیس دنکا وعدہ کیا ہی اس وعدہ کیوجہ میرے سچا کرا ورنہین تو مین ذلیل ہونگا اور مجھکو مار ڈالینگے اسواسطے کہ اُن لوگون کی عادت یہی تہی کہ جو شخص اسطرح کا جھوٹھہ بولے اُسکو مار ڈالتے تہے حقتعالی کا حکم ہوا کہ تمنے کسواسطے ایسی جلدی کی اور چالیس دنکا وعدہ کیا ابھی تمکو چاہئے صبر کرنا کہ تقدیر مین انکا ایمان لکھا ہی آخر کو راہ پر آوینگے اور ایمان لاوینگے حضرت یونس علیہ السلام کو اسبات کا بڑا رنج ہوا اور جب ایک مہینا اس وعدہ سے گذرا تب حضرت یونس علیہ السلام اُس شہر سے مع اپنے گہر والونکے نکل کے بارہ کوس اس شہر سے دور جاکر ڈیرہ کیا تاکہ دیکھین اُسکا انجام کیا ہوتا ہی اور ہمیشہ اس دعا مین رہتے تہے کہ یا الٰہی یہہ وعدہ میرا سچا کرا ورنہین تو مین خفیف اور ذلیل ہونگا آخر جب مین تیسوان دن ہوا اور صبح کو جو لوگ اُٹہے تو دیکہا کہ کچھہ علامت عذاب کی شروع ہوئی ہی اور دہوان اور آگ آسمان سے برستا ہے اور وہ دہوان اور آگ گہرونکے کوٹہونکی جہت کے قریب پہنچا بادشاہ اور اُسکے تمام ارکان دولت گہبرا کر باہر نکلے اور کہا کہ اُس فقیر کو ڈہونڈہو ڈہونڈہو دیکہو کہان گیا جلدی اُسکو لاؤ تاکہ اُسکے ہاتہہ پر ہم توبہ کرین اور جتنے قیدی ہین سب اُنکو سپرد کردین اور شہر کے دروازے بند کیا اور ہر گلی اور کوچے اور گہرونمین ڈہونڈہنا شروع کیا کہین انکا پتا نپایا لاچار ہوکے سب ننگے سر ننگے پائون میدانمین نکلے اور بچونکو انکی ماؤنسے جدا کیا اور گائے بکریونکے بھی بچونکو انکی ماؤنسے جدا کیا اور سب نے اپنا اپنا گریبان چاک کیا اور سر کو سجدہ مین رکہا اور رونا اور پیٹنا اور فریاد اور عاجزی کرنا شروع کیا اور جناب الٰہی مین عرض کیا کہ ہمنے کفر سے توبہ کی اور حضرت یونس علیہ السلام جو ہمارے پیچے ہوئے ہین اُنکے قول پر ہم ایمان لائی اور قصد مصمم ہمنے کیا اور دل پر ٹہانا کہ جتنے بنی اسرائیل کے قیدی ہین اُن سبکو حضرت یونس علیہ السلام کے حوالے کرینگے حقتعالی نے اُنکے گریہ وزاری پر رحم کیا اور عصر کیوقت اُس عذاب کو

اُنسے اُٹھا لیا اور ہوا صاف ہوگئی اور یہہ قصہ عاشور کے دن یعنے محرم کی دسوین تاریخ کو ہوا تہا اس عذاب کے
دفع ہونیکے بعد بادشاہ اور سب ارکان اور رعایا خوش ہوکے شہر مین داخل ہوئے اور ہرکارونکو اور
جاسوسونکو چارون طرف دوڑایا تاکہ خبر حضرت یونس علیہ السلام کی لاوین بلکہ بادشاہ نے اپنی زبانسے
یہہ بہی کہا کہ جو شخص حضرت یونس علیہ السلام کی خبر میرے پاس لاوے اُسکو ایک رور اپنے سلطنت کے
تخت پر بٹہاکے سب حکم اُسکے اختیار مین دون تاکہ اُسدن جو کچہہ چاہے مال اور اسباب اور کارخانے مین
سے لے لیوے لوگ اِس طمع پر ہر طرف دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام کو بہی گنوار ونکی زبانی یہہ خبر
معلوم ہوئی تہی کہ تمہاری قوم سے عذاب اُٹہہ گیا اور وے لوگ تمکو ڈہونڈتے پہرتے ہین یے عذاب کے
پہر جانیکی خبر سُنکے بہت رنجیدہ ہوے اور جانا کہ مین اپنی قوم مین جہوٹہا ہوا اب انکے پاس کیا موہنہ لیکے
جاؤن اسواسطے کہ میرا وعدہ سچا نہوا اور اگر حضرت شعیا علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے پاس جاؤن تو بہی خفیف
ہونگا اسواسطے کہ مجہسے کچہہ کام بن نہ آیا یہہ سوچ کے ان دونون طرفونکا ارادہ موقوف کیا اور جو اِس امر سے
بہت رنج حاصل ہوا تہا بدون انتظار وحی اور بغیر اجازت الہی کے روم کیطرف چل کہڑے ہوے اور حقتعالے
کے عتاب مین گرفتار ہوئے اب یہان سے اُنکے ساتہہ دوسری طور کا معاملہ عتاب امیز شروع ہوا پہلے اُنکے نوکر
اور خادم اور رفیق اُنسے علیحدہ ہوے سواے ایک بے بے اور دو بچونکے کوئی اُنکے ساتہہ نرہا ایک بچے کو اپنے
کندہے پر اور دوسرے کو بے بے کے کندہے پر سوار کرکے منزل بمنزل راہ طی کرنا شروع کیا ایک روز راہ کے
درمیان مین ایک درخت کے نیچے سائے مین ٹہہرے اور آپ اپنی بے بے اور دونون بچونکو وہان ٹہہراکے جنگل
کیطرف پایخانہ کو گئے اتفاق سے اُسوقت وہانکے بادشاہ کے بیٹے کی سواری جو شکار کیواسطے گیا تہا اسطرف
درخت کے قریب ہوکے نکلی شاہزادے نے دیکہا کہ ایک عورت جوان نہایت خوب صورت دو بچونکو لئے
بیٹہی ہے اپنے ساتہہ کے لوگونسے کہا کہ اُس عورتکو لے آؤ اُن بے بے نے کتنا ہی شور اور غل کیا اور کہا کہ مین
ایک مشخص نیک بخت کی جو پیغمبر ہے خدا کا اسکی جورو ہون مجہکو مت لیجاؤ لیکن شاہزادے نے شراب کی
مستی اور جوانی کے نشے مین کچہہ نسُنا اور اپنے ساتہہ اپنے مکان پر لے گیا حضرت یونس علیہ السلام جو
پایخانے سے فراغت کرکے آئے دیکہا کہ بے بے نہین ہین لوگونسے پوچہا اُنہونے جو کچہہ گذرا تہا سب کہہ سُنایا

آپ نے دریافت کیا کہ درگاہ الٰہی سے عتاب کا معاملہ شروع ہوا لاچار دونون بچون کو ساتھہ لیکر چلے اور نوبت بنوبت ایک کے بعد ایک کو کندھے پر چڑہاتے اُتارتے پیچھے راہ مین ایک نالہ بہتا ہوا ملا ایک بچہکو کنارے پر چھوڑا اور دوسرے کو کندھے پر چڑہا کر چاہا کہ پار اتارآون جسوقت اس نالے کے بیچ مین پہنچے تو اتفاق سے کنارے پر ایک بہیڑیا آیا اور بچہکو اُٹہالے گیا آپ گہبرا کر لوٹے تاکہ بہیڑیے سے اُس بچے کو چہڑاوین اِس گہبراہٹ مین دوسرا بچہ جو آپ کے کندھے پر تہا پانی مین گر پڑا اور زور سے پانی کی ریل جو اُسکو بہی بہالے گئی آپ نے کتنی ہی کوشش کی لیکن نہ یہہ ہاتہہ آیا نہ وُہ لاچار مایوس ہوکے آپ اکیلے تن تنہا روانہ ہوئے اور دریاے روم کے کنارے پر جا پہنچے دیکہا کہ ایک جہاز پر سوداگرون نے اپنا مال چڑہایا ہے اور لنگر اُٹہاکر روانہ ہوا چاہتے ہین آپ نے اُنسے کہا کہ مین بہی فقیرہون اگر بدون نول لئے تمسے ہوسکے تو مجہکو بہی جہاز پر چڑہالو ناخدا اور سوداگرون نے کہا کہ تم ہمارے سر اور انکہون پر بیٹہو تمہارے قدم کی برکت سے حقتعالی ہمارا بہی بیڑا پار کریگا اور ہمارا جہاز سلامتی سے پہنچے گا اسواسطے کہ تم بہت نیک بخت معلوم ہوتے ہو اور تمہارا چہرا بہت نورانی ہے غرض کہ آپ کو سوار کرکے روانہ ہوئے جب بیچ دریا کے جہاز پہنچا یکایک ایک بڑا طوفان اُٹہا اور موجین آنا شروع ہوین اور جہاز ٹہہر گیا کتنی ہی تدبیرین چلنے کی کین لیکن جہاز آگے نہین بڑہتا تہا معلم اور ناخدا وغیرہ نے تسمین مشورہ کیا کہ جہاز کے نہ چلنے کی کیا وجہ ہے عمر بہر ایسا معاملہ نہین دیکہا کہ طوفان مین جہاز تہم جاے پہر ناخدا نے کہا کہ مینے کئی مرتبے تجربہ کیا ہے کہ اگر کسیکا غلام بے اپنے مالک کی رضا کے بہاگ کر کشتی یا جہاز مین سوار ہوتا ہے تو اسی قسم کا معاملہ درپیش ہوتا ہے جہاز مین سب سے پکارکر کہدو کہ جو کوئی اپنے مالک سے بہاگ کر آیا ہو تو صاف کہہ دے کہ اُسکے ہاتہہ پاؤن باندہ کے ہم دریا مین ڈال دین تاکہ اور سب جہاز والونکی جان بچے ایک کی بلا کی سے اگر صدہا آدمیونکی جان بچے تو کچہہ مضایقہ نہین جب پہر جب جہاز مین آواز دی تو حضرت یونس علیہ السلام بوجہے کہ وُہ غلام بہاگا ہوا مین ہون کہ بدون حکم حقتعالی کے جاتا ہون پہر جہاز والونسے کہا کہ وُہ غلام مین ہون اپنے مالک سے بہاگا ہوا جاتا ہون میرے ہاتہہ پاؤن باندہ کے دریا مین ڈال دو تاکہ سب جہاز والونکی جان بچے اور اِس بلا سے نجات پاوین ناخدا اور دوسرے تاجرون نے کہا سبحان اللہ ایسا بُرا گمان ہم لوگ ہرگز آپ کیطرف نہین کرسکتے آپ بزرگ ہین اپنی بزرگی سے یہہ بات فرماتے ہین تاکہ ہم سب لوگون کی

عوض آپ اپنی جان دین سو یہہ حرکت آپسے ہرگز نہین ہونیوالی جب ہم ایک اور تدبیر کرتے ہین یعنے قرعہ ڈالتے ہین دیکھین کس کے نام پر نکلتا ہی پہر قرعہ ڈالا حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا سب نے کہا کہ اس قرعہ نے خطا کی یہ بزرگ اِس لایق نہین ہین کہ اِس قسم کا بُرا گمان اِنکی طرف کیا جائے پہر دوسرے مرتبہ قرعہ ڈالا پہر آپ ہی کے نام پر نکلا پہر تیسرے مرتبے ڈالا پہر بہی آپ ہی کے نام پر نکلا آخر جہاز والے لاچار ہوکر آپ کو دریا مین ڈال دیا آپکے گرنے کے ساتہی جہاز چل نکلا اتفاق سے دریا مین وہان ایک بڑی مچہلی ہونکہی تھے کے انتظار مین بیٹہی تہی جو مین آپ دریا مین گرے وہین وُہ مچہلی آپکو نگل گئی لیکن آپکو موںہہ کے اندر لیتے ہی حقتعالی کا حکم اُس مچہلی کو پہنچا کہ خبردار ہو جا اِس شخص کو تیری غذا کیواسطے ہمنے تیرے پیٹ مین داخل نہین کیا ہی بلکہ تیرے پیٹ کو اِسکا قیدخانہ مقرر کیا ہی خبردار ایک بال برابر نقصان اُس شخص کو نہ پہنچے پہر وُہ مچہلی آپ کو اپنے پیٹ مین لئے ہوے دریا کی سیر کرتی پہرتی تہی یہان تک کہ روم کے دریا سے بطایح مین پہنچی پہر وہانسے دجلہ مین آئی اُسوقت اُس مچہلی کو حکم ہوا کہ اب اس قید کو دجلہ کے اس کنارے پر جو شام کیطرف ہی اُگل دے اُس مچہلی نے چالیس دن کے بعد آپکو اُس کنارے پر اُگل دیا اور خلاصی کا سبب یہہ ہوا کہ جب حضرت یونس علیہ السلام اس مچہلی کے پیٹ مین قید ہوے آپکا دم بند ہونے لگا آپ نے جانا کہ اب دم آخر ہے حق کی یاد مین اسکو گذرے یہہ تسبیح آپ نے شروع کی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یعنے کوئی حاکم نہین سوا تیرے تو بے عیب ہے مقرر مین تہا گنہگار ہوا حقتعالی کو یہہ اِنکا اقرار ناپسند آیا اور انکو اپنی رحمت سے سرفراز کیا یعنے مچہلی کے پیٹ سے جو آپ نکلے تو آپ کا بدن اسطرح کا نرم ہوگیا تہا کہ مکہی یا مچہر کے بیٹہنے کی تاب آپکو نہی حقتعالی نے اسیوقت ایک چہاڑ کدو کا اُگایا اسکی بون آپ کے تمام بدن پر اسطور سے لپٹی کہ اُسکے پتون نے پوشاک کیطور پر آپکے تمام بدن کو ڈہانک لیا اور جو اِتنی طاقت آپ مین نہی کہ اُٹہہ کر کہانیکی تلاش کرین حقتعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ہرنی کو حکم فرمایا کہ اپنی چہاتی آپ کے موںہہ مین دیکر کہڑی رہے یہان تک کہ وے دودہ سے آسودہ ہو جائین صبح اور شام کو وُہ ہرنی آپ کے پاس آتی اور اپنے چہاتی آپ کے موںہہ مین دیکر کہڑی رہتی جب آپ سیر ہو جاتے چلی جاتی چالیس دن اسطور سے گذرے اور آپکے بدن مین کچہہ قوت آئی اور اُٹہنے بیٹہنے کی طاقت ہوی اور ہرنی کا دودہ اتنے دنون پینے کے سبب سے

آپ کا ضعف جاتا رہا پھر چالیس دن کے بعد اُس ہرنی کو حکم ہوا کہ آج اُنکے پاس مت جا اور دودھ مت دے پھر جب وُہ ہرنی نہ آئی تب آپ نے درگاہ الہی مین عرض کی کہ بار خدایا آج ہرنی نہین آئی حکم ہوا کہ اتنا عادت کا بدلنا تمکو اپنے واسطے اچھا نہ معلوم ہوا اور ہمسے ایک بڑی عادت کا خلاف چاہتے تھے کہ ایک ہی مرتبے مین ہم اپنے بندے پالے ہُوئے کو نیست اور نابود کر دین آپ نے پھر توبہ اور استغفار کیا اور بہت شرمندہ ہوکر عرض کی کہ اب جو حکم ہو اُسکو بجالاؤن ارشاد ہوا کہ پھر اپنی قوم مین جاؤ اور اُنہی مین رہو آپ وہانسے روانہ ہوئے راستے مین ایک شہر ملا اسمین ایک کلال یعنی مٹی کے برتن بنانیوالے کو دیکھا کہ آوہ برتنونکا پھرا ہوا پکاکر درست کر چکا ہی اور برتنونکے نکالنے کیواسطے مستعد بیٹھا ہی حکم ہوا کہ اُس کلال کے پاس جاؤ اور کہو کہ ایک بہاری لکڑی لیکر ان سب برتنونکو پھوڑ ڈال پھر جو جواب وُہ دے وُہ ہمسے عرض کرو حضرت یونس علیہ السلام اُس کلال کے پاس گئے اور وُہ بات کہی وُہ کلال سُنتے ہی غصے مین آیا اور کہا کہ عجب طرحکا تو دیوانہ آدمی ہی جو مجھسے ایسی بات کہتا ہی کیا مینے اسواسطے اتنی محنت انکے بنانے مین کھینچی تہی کہ لکڑی سے توڑ ڈالون مجھکو تو ان برتنونسے بہت نفع لینا ہی حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الہی اِس کلال نے ایسا جواب مجھکو دیا پھر حکم ہوا کہ دیکھہ کہ مٹی ہمنے پیدا کی اور پانی ہمنے پیدا کیا اور کلال کے ماتہہ بھی ہماری مخلوقاتسے ہین پھر اُس کلال نے اپنے ہاتون سے مٹی پانی ملاکر یہہ شکل اور صورت برتنونکی بناکر تیار کی ہی اُسپر اسقدر انکو دوست اور عزیز رکھتا ہی کہ انکو توڑ نہین سکتا بلکہ انکے توڑنے کو دشوار جانتا ہی اور تو چاہتا تہا کہ ہم ایک لاکہہ سے اوپر آدمیونکو اپنی مخلوقات سے ایکدم مین ہلاک کر ڈالین پھر وہانسے روانہ ہوئے راستے مین ایک باغ ملا نہایت سرسبز اسطرح کا پیغام اُس باغ کے مالک سے حکم الہی کے بموجب کیا اور اُس سے بھی سخت جواب سنا پھر دوسرے شہر مین پہنچے وہان ایک بہت عمدہ مکان دیکھا کہ وہانکے کسی امیر نے بنایا تہا اُسی قسم کا پیغام ارشاد الہی کے بموجب اُسکے مالک سے بھی کیا اور اُس سے بھی زیادہ سخت جواب سُنا جب حقتعالی کا عتاب اس قسم کا بہت ہوا تب حضرت یونس علیہ السلام نے نہایت گریہ وزاری حق تعالی کی درگاہ مین کی اور اپنے گناہونکی مغفرت چاہی پھر حق تعالی نے اپنی رحمت سے آپکو سرفراز کیا اور اپنا رسول کیا پھر تو ہر طرف سے رحمت اور مہربانی کی نشانیان

ظاہر ہونے لگین یہان تک کہ اُس نالے پر جہانسے آپکے دونو بچے جاتے رہے تھے پہنچے اُس گانونکے لوگونکو دیکھا کہ دونون بچے ساتھہ لئے گھڑے ہین اُنسے حال پونچھا لوگون نے کہا کہ ایک بزرگ ادھر سے جاتے تھے انکا ایک بچہ پانی مین بہ گیا تہا سو ہمارے گانونکے دھوبیون نے اسکو پانی سے نکالا اور انکا دوسرا بچہ کنارے بہیڑیا اُٹھالے گیا تہا سو اسکو ہمارے کانونکے چرواہون نے بہیڑیے سے زخمی چہڑا لیا تہا اسکی علاج کرکے اچہا کیا پہر ان دونون بچونکی ہم لوگ پرورش کرتے ہین کہ اگر انکا باپ اوے تو اُسکے حوالے کرین اِسمین بچونکی نگاہ اُنپر پڑی اور انکو پہچانا اور کہا کہ ہمارا باپ یہی ہے غرض کہ اُن لوگون نے دونون بچونکو آپکے حوالے کیا اور انکو بخوبی تمام اُس نالے کے پار اتار دیا آپ حقتعالی کا شکر ادا کرکے آگے بڑہے جب اُس درخت کے قریب پہنچے جہانسے آپ کی بی بی سے مفارقت ہوی تہی دیکہا کہ کچہہ لوگ چوکی کے طور پر اُس درخت کے نیچے بیٹہے ہین آپ نے اُنسے پونچہا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے یہان بیٹہے ہو اُن لوگون نے کہا کہ ہمارے شاہزادے کی سواری ایکروز ادہر سے نکلی تہی کسی فقیر کی ایک عورت یہان بیٹہی تہی اُس عورت کو شاہزادہ زبردستی پکڑ لے گیا اُس روز سے آج تک پٹ کے دروازے بند ہین شاہزادہ مبتلا ہے بادشاہ نے یہہ حال سنکر ہم لوگو نکو یہان بٹہایا ہے کہ اگر اُن بزرگ کا کبہی ادہر سے پھر گذر ہو تو انکو ہمارے پاس لے آؤ تاکہ شاہزادے کی تقصیر اُنسے معاف کروادین اور اُنکی عورت جو آج تک پردے مین بہت احتیاط سے بیٹہی ہین اُنکے حوالے کرین آپ نے فرمایا کہ وہ فقیر مین ہون اسبات کے سنتے ہی وے لوگ بہت خوش ہوے اور آپکو بڑی قدر اور منزلت سے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ بہی بہت تعظیم سے پیش آیا آپ سے دعا کی التجا کی حقتعالی نے آپکی دعا سے اُس شاہزادے کو شفا بخشی پہر بادشاہ نے آپکی بی بی کو آپکے حوالے کیا اور بہت کچہہ مال اور اسباب آپکی نذر کرکے آپ کو رخصت کیا پہر وہانسے آگے چلے اور شہر نینوا اور موصل کی سرحد کے متصل پہنچے پہر ایک شخص کو آگے سے اُن بستیونکے لوگون پاس روانہ کیا تاکہ آپ کے آنے کی اُن لوگونکو خبر دے بادشاہ اور اُسکے ارکان اور وہانکے لوگ آپکے آنے کی خبر سنکے بہت خوش ہوے اور کئی منزل تک آپکے لینے کو آئے اور نہایت تعظیم اور تکریم سے آپکو شہر مین لے گئے اور مدت تک آپکی تابعداری اور فرمانبرداری مین سرخروئی دونون جہانکی حاصل کی یہان تک کہ

حضرت

حضرت یونس علیہ السلام نے وہین وفات پائی آج تک مزار پر انوار آپکا اس شہر مین مشہور ہی سو حقتعالے
اس آیت مین ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کیواسطے عذاب طلب کرنے مین جلدی اور
شتابی کرنے سے جسطرح حضرت یونس علیہ السلام سے ہوا تہا منع فرماتا ہی اور ارشاد ہوتا ہی
کہ تم ایسا کام مت کرو اسواسطے کہ اسکا انجام اچہا نہین ہی اور اس مچہلی والے پیغمبر کا حال یاد کرو
اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ جب پکارا اپنی قوم پر عذاب طلب کرنے کیواسطے درگاہ الہی مین اور اسوقت
وہ غصے مین بہرا تہا اور غصے کے سبب سے اتنی جلدی کی کہ حقتعالی کے حکم کی انتظار نکی آخر کو اس اپنی
جلدی کی سزا پائی کہ مچہلی کے پیٹ مین قید ہوا اور پہر دوسرے مرتبہ پکارا اپنے گناہ کے ظاہر کرنے اور
قایل ہونے اور اپنی تقصیر کی معافی طلب کرنے کیواسطے اسوقت مین بہی مکظوم تہا یعنے دم اسکا بند ہوا
تہا اور عرب کی لغت مین مکظوم اس شخص کو کہتے ہین جسکا دم غم یا غصے کی زیادتی کے سبب سے رک
جاوے سو وہ پہلے مرتبے کا اُنکا غصہ کہانا یہہ پہل لایا کہ مچہلی کے پیٹ مین قید ہونا اور غم کہانا پڑا سو چاہئے کہ
تم مین ایسی نفسانیت اور غصہ کی بو بہی نپائی جاوے تاکہ تمہارے کمال مین کچہہ بہی نقصان نپایا جاوے
اسواسطے کہ اس جلدی کے سبب سے حضرت یونس کو قریب تہا کہ اس کمال بزرگی کے رتبے سے
گر پڑین اور حقتعالی کے ہمیشہ کی عذاب اور عتاب کے سزاوار ہو جاوین اسقدر کہ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ
مِّنْ رَّبِّهٖ اگر ندارک اسکے حال کا نکرتا یعنے اگر نہبالتا اُسکو احسان تیرے پروردگار کا ایسی وقت
مین اسکے کمالونکے باقی رکہنے سے لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ تو البتہ پہینکا گیا ہی تہا چٹیل میدان مین یعنے ایسے میدان
مین جہان نہ چہاڑ تہا نہ کہاس نہ سایہ نہ پانی وَهُوَ مَذْمُوْمٌ اور وہ بُرے حال سے تہا اور کسیطرح کی
کرامت اُنکے واسطے ظاہر نہوتی نہ کدو کے درخت اگنے سے اور نہ ہرن کے تابعدار ہونے سے لیکن حقتعالے
نے انکو سنبہال لیا اور یے سب چیزین موجود کردین اس مقام پر جانا چاہئے کہ تسبیح کا اثر مچہلی کے پیٹ
مین اسیقدر تہا کہ اُس قید سے خلاصی پائی چنانچہ سورہ صافات مین مذکور ہی فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ یعنے پہر اگر نہوتا یہہ کہ وہ یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اُسکے
پیٹ مین جسدن تک مردے جیوین اور مچہلی کے پیٹ سے نکلنے کے سوائے اور دوسری کرامتین جیسے

کدو کے درخت کا اگنا اور ہرن کی بادہ کا تابع ہونا جو حضرت یونس علیہ السلام کیواسطے واقع اور ظاہر ہوئی
یہہ حقتعالی کی ازلی عنایت فقط تہی کہ ان کمالونکو جو انکو عنایت ہوئے تہے باقی رکہا اور اس ذلت
اور گناہونکی شامت سے انکے لے لیا اور یہہ بہی جان لیا چاہئے کہ مدار اس شرط اور جزا کا یعنے کولا
ان تداورکہ الخ اسی حال پر ہے یعنی وھو مذموم اور لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ کو اس مین کچہہ دخل نہین ہے
تو وہ آیت جو سورہ صافات مین ہے یعنے فَنَبَذْنَاہُ بِالْعَرَآءِ وَھُوَ سَقِیْمٌ یعنے پہر ڈال دیا ہمنے اسکو
چٹیل میدان مین اور وہ بیمار تہا اس آیت کے مناقض اور خلاف نہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو عاجز ح
اور کسی مصیبت مین پہنسا ہوا اس آیت کو پڑہتا ہی تو حقتعالی اسکو اس رنج اور مصیبت سے نجات دیتا ہی
اور معتبر مشایخون سے یہی سند آئی ہی کہ ہر رنج اور مصیبت کے واسطے اس آیت کا پڑہنا تریاق مجرب ہی
یعنے آزمودہ بات ہی کچہہ شک اور شبہ نہین ہی اور اس آیت کے پڑہنے کا طریقہ دو طور سے ہی اول
یہہ کہ ایک لاکہہ پچیس ہزار مرتبے ایک طور اور شکل سے ایک جلسے یا تین جلسے مین پڑہنا اور دوسرا طور یہہ ہے
کہ ایک شخص اکیلا اندہیرے گہر مین طہارت سے قبلہ کیطرف مونہہ کرکے بعد نماز عشا کے بیٹہہ کر تین سو
مرتبے اس آیت کو پڑہے اور ایک پیالہ پانی سے بہرا ہوا اپنے پاس رکہہ لے اور دمبدم اپنا ہاتہہ اس
پانی مین ڈالکر اپنے مونہہ اور بدن پر ملتا جاوے تین دن یا سات دن یا چالیس دن تک اسیطور اور ترتیب ح
سے پڑہے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کے سالن کو بہت دوست
رکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ ھٰذِہِ شَجَرَۃُ اَخِیْ یُوْنُسَ یعنے یہہ جہاڑ ہمارے بہائی یونس کا ہی پہر جب
حقتعالی کی نعمت نے حضرت یونس علیہ السلام کو سنبہالا اور اس ذلت اور عتاب کے سبب سے انکے
واسطے مرتبہ بلند حاصل ہوا فَاجْتَبَاہُ رَبُّہٗ پہر پسند کیا اور نوازا اسکو اسکے رب نے اپنی رسالت کے لئے
بیواسطہ جسطرح پہلے حضرت شعیا علیہ السلام نے آپکو اپنی رسالت کیواسطے پسند کیا تہا فَجَعَلَہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ
پہر کر دیا اسکو نیکو نفسے اور اس منصب کی لیاقت والو نفسے کہ انکام کو بخوبی سرانجام دیا اور ایک لاکہہ کئی ہزار
آدمی انکے ہاتہہ سے ایمان لائے اور پرہیزگاری کی دولت سے فیض یاب ہوے اور پہلے اسکے اس
رسالت کے منصب کی لیاقت نرکہتے تہے بلکہ نہی عبادت کرنیوالے تہے اس عتاب اور خطاب کے بعد

الس

اس رسالت کے منصب کی لیاقت جسکی استعداد انکو تہی سو اب ظاہر ہوئی اور جو یونس علیہ السلام کے
قصہ سے معلوم کیا تمنے کہ کافر بہی اپنے مکر اور فریب سے رسولون اور نبیو نسے بعضے کام مین جلدی کروا کے
انکو بہی لغزش دے دیتے ہین اور حقتعالی کے عتاب مین گرفتار کر دیتے ہین اور طعن اور تشنیع کا ایسا مضمون
باندھتے ہین کہ انبیاؤنکو بہی بشریت کے تقاضے سے غصہ اجاتا ہی اور حقتعالی کے حکم کی انتظار نکر کے
کوئی کام کر بیٹہتے ہین پہر اُسکے سبب سے اپنے کمال کے درجے سے نیچے آجاتے ہین سو تمکو چاہیئے
کہ اپنے قوم کے اس قسم کے مکر اور فریب سے ہوشیار رہو کہ یے لوگ بہی اِس کام مین بڑے اُستاد
ہین وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور بے شک یے کافر نزدیک اور درپے ہین لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِہِمْ
اِسکے کہ وہ گاوین تجھکو صبر اور تحمل کے مقام سے اپنے گہور گہور دیکہنے سے تاکہ تم غصہ مین آؤ اور بیقرار ہو کے
حقتعالی سے ٹہہرے ہوئے وقت کے پہلے انکے واسطے عذاب طلب کر بیٹہو اور یے کافر مکر اور فریب نہین
کرتے ہین مگر لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ جب سُنتے ہین اس قرانکو کہ تمام حقتعالی کے ذکر سے بہرا ہوا ہی کوئی اسکی
آیت حقتعالی کے ذکر سے خالی نہین ہی اور اسیواسطے اس کلام کا نام ذکر ہوا تاکہ زیادہ تیرے غصے کا سبب ہو
اور حقتعالی کی اور اُسکے ذکر کی محبت مین اِنسے تون اُلجہہ پڑے اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب سن سکتا ہے
لیکن اپنے محبوب کا عیب نہین سن سکتا اور اپنی حقارت گوارا کر سکتا ہی مگر اپنے محبوب کی حقارت
گوارا نہین کر سکتا اور یے کافر فقط اس گہورنے اور آنکہہ مارنے پر کفایت نہین کرتے بلکہ زبان سے بہی
ایذا دیتے ہین وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ اور کہتے ہین کہ بے شک یہہ شخص دیوانہ ہی اسواسطے کہ ہر بات مین
اُنسی ایک ہی چیز کا ذکر کرتا ہی اور یہہ نشان دیوانہ پن کا ہی اور اُنتا نہین بوجہتے کہ ہر کلام مین ایک
چیز کا ذکر کرنا اسوقت مین جنون کی علامت ہوتا ہی کہ جب وُہ کلام کسی دوسری چیز کیواسطے لایا گیا
ہو اور اگر وُہ کلام اُسی ایک ہی چیز کے یاد کرنے کیواسطے لایا گیا ہی تو تمام اس کلام مین اس ایک چیز کا
ذکر کرنا واجب اور لازم ہوجاتا ہی جیسے وے ذکر اور وظیفے جو نبیو نسے منقول ہین وَمَا ہُوَ اِلَّا
ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ اور وُہ کلام نہین ہی مگر حقتعالی کا ذکر جو مقرر کیا گیا ہی تمام جہان والونکے واسطے
بخلاف ذکر اور وظیفے نبیونکے اور ولیونکے کہ فقط اپنی امت والونکے واسطے یا اپنے سلسلہ کے مریدون

اور مشایخونکے واسطے مقرر کردئے ہین سو اِس ذکر کو فرشتے لذت لینے کیواسطے پڑھتے ہین اور مزا اُٹھاتے ہین اور جنات اور انسان ثواب کی امید کیواسطے اور دور یکے پردے اُٹھہ جانے اور نزدیکی اور قربت حاصل ہونے کیواسطے پڑھتے ہین اور معنے بوجھنے اور اس سے حکم نکالنے کیواسطے بھی پڑھتے ہین اور پردار جانور اپنی آواز کو ان کلمون کے مطابق کرنے کیواسطے تاکہ جہان تک ہوسکے اسکی حکایت اور اسی سے مشابہت پیدا کرین سو اس کلام مین حقتعالی کا ذکر بار بار کرنا ہین مقصود اور مطلوب ہے اسکو جنون پر کسطرح حمل کیا جاوے اکثر مفسرون نے اِس آیت کے نازل ہونیکے سبب مین ایسی روایت کی ہے کہ جب قریش کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دفع کرنے مین جو جو حیلے اور فریب اُنسے ہوسکے سب کرکے عاجز ہوے آخر ایک شخص کو جو بنی اسد کے قبیلے کا تہا اور یہہ قبیلہ پہلے تمام عرب کے ملک مین چشم زخم پہنچانے مین یعنے نظر لگانے مین مشہور اور معروف تہا بلکہ اسبات مین اس قبیلے کے لوگ مثال دیتے تہے پہر اُس قبیلے مین یہہ شخص اسبات مین اپنے سب لوگونسے بڑہا تہا اُسکو بلا لانے اور اس کو بہت سی طمع دیکر کہا کہ اگر تو فلانے شخص کو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر لگاکے ہلاک کردے تو تجھکو اتنا کچھہ دین کہ کسی نے نہ دیا ہو اور اس شخص کی عادت اسطرح کی تہی کہ جب کسیکو نظر لگانا منظور ہوتا تو پہلے تین دن کچھہ نکہاتا بعد اس تین دن کے اس شخص پر جاکر نظر لگاتا اور اسکو ہلاک کرڈالتا سو اُسنے اپنے عادت کے موافق تین دن کہانا نکہایا پہر تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اُسوقت قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تہے اُسنے تہوڑی دیر گہور گہور کے آپکو دیکہا اور کہا کہ مینے آج تک اسطرح کا خوش آواز اور خوش لہجہ کسیکو نہین دیکہا اور اس کلمہ کو کئی مرتبے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے کسیکو کچھہ قوت نہین مگر اللہ کی مدت سے حقتعالی نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کو اسکے شر سے محفوظ رکہا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص کو نظر کا خوف ہو یا اسکی کچھہ علامت اپنے پر یا اپنے مال اور اولاد پر دیکہے تو اُسکا علاج یہی ہے کہ اس آیت کو پڑہے خدا کے فضل سے دفع ہوجائیگا اور اس آیت کے پڑہنے کا طریقہ یہہ ہے کہ تین مرتبے اس آیت کو پڑہ کر جسپر نظر کا شبہ ہو اپنے پر یا اپنی اولاد اور مال پر اسپر

ح

پھونک دے اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَلْعَیْنُ حَقٌّ یعنے نظر کی تاثیر حق ہی وَلَوْ کَانَ شَیْئٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْہُ الْعَیْنُ یعنے دنیا مین اگر کوئی چیز ایسی ہوتی جو تقدیر الہی سے سبقت کرتی تو البتہ نظر ہوتی اسواسطے کہ اسکی تاثیر بہت زبردست ہی اور جس شخص کو کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو اُسکو چاہیے کہ یہہ دعا پڑھے یعنے مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تاکہ نظر سے وُہ چیز بچ جاے اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو اسطور سے تعویذ کرتے تہے اور فرماتے تہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علی نبینا وعلیہ السلام حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق علیہما السلام کو بھی انہی کلمون سے تعویذ کرتے تہے یعنے پڑہکر پھونکتے تہے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ یعنے پناہ مین دیتا ہون مین تم دونو کو اللہ تعالی کے کامل کلمونکی ہر شیطانے اور ہر خشراتے اور ہر آنکہہ بد لگانے والے سے اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ مین ایکروز دن نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے گیا دیکہا مینے کہ آپ درد کے سبب سے بہت بے تاب ہین پھر اُسیدن تہوڑا دن رہے اُنکی خبر کو گیا تو دیکہا مین نے کہ آپ کو صحت حاصل ہوی عرض کیا مینے کہ ایسی جلدی صحت حاصل ہونے کا کیا سبب ہی آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہہ افسون یعنے یہہ منتر پڑہکے میرے اوپر پھونکا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ کُلِّ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ یعنے ساتہہ نام اللہ کے پھونکتا ہون مین تجہکو ہر چیز ایذا دینی والی سے اور ہر آنکہہ حسد کرنیوالی سے اللہ شفا دے تجہکو اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن اپنی بی بی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین داخل ہوے ایک چہوٹی لڑکی کو دیکہا کہ بیمار ہی آپ نے فرمایا کہ اسپر نظر کا منتر کرو اسواسطے کہ اسکے مونہہ پر نظر کے آثار معلوم ہوتے ہین اور یہہ بھی آپ نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کو نظر کی علامت معلوم ہووے تو چاہیے کہ جسکی نظر لگی ہی اُسکو کہے کہ وضو کے اعضا اور اپنے استنجے کی جگہہ پانی سے دہوکر دیوے اور اُس پانی سے جسپر نظر لگی ہی وُہ نہاڈالے تو شفا حاصل ہوگی اور عائن کو یعنے نظر لگانیوالے کو چاہیے کہ اپنے اعضا پانی سے دہو دینے مین کچہہ تکرار اور ننگ اور عار نکرے اِس مقام پر جانا چاہیے کہ اس تاثیر کی حقیقت مین

جسکو نظر لگنا کہتے ہین علما کو بڑا اختلاف ہی اور ابتک اس تاثیر کی وجہہ صاف کسیکو معلوم نہین ہوئی
جاحظ نے کہا ہی کہ نظر لگانیوالے کی آنکہہ سے زہر کی تاثیر کے اجزا شعاع کے طور پر نکلتے ہین اور دوسرے
بدن مین مسام کی راہ سے درآکر زہر کی سی تاثیر پیدا کرتے ہین جیسے سانپ کا یا بچھو کا یا بہڑ کا زہر
اور جہائی اور دوسرے معتزلہ کے عالمون نے اس مین گرفت کی ہی کہ اگر نظر کی تاثیر کی وجہہ یہی ہوتی تو
لازم تہا کہ جس شخص کو عاین دیکہتا اُسمین یہی بات پائی جاتی اُس عاین کو اچہی معلوم ہونیکی خصوصیت کی
کیا وجہہ ہی پہر جاحظ کیطرف سے دوسرے عالمون نے اِسکے کئی جواب دئے ہین کہ مستحسن یعنے
جو عاین کو اچہا معلوم ہو اُسکی خصوصیت کے وجہہ یہہ ہی کہ اچہا معلوم ہونیوالا عاین کا دوست ہی یا دشمن اگر دوست
ہی تو اُسکی اچہائی دیکہہ کے اُس عائن کو بڑا خوف پیدا ہوتا ہی اُس اچہائی کے جاتے رہنے کا اور اگر
اُسکا دشمن ہی تو اپنے دشمن پاس ایسی نعمت دیکہہ کے اُس عائن کو بہت غم اور رنج ہوتا ہی اور خوف اور
غم دونون ملکر روح کو دل کے بہیر گہیر لیتے ہین اور تشنجین کے یعنے گرمی سے گیٹنے کے سبب پڑتے ہین اور
باصرے مین یعنے بینائی کی روح مین یہی ایک حالت گرم زہر کی سی پیدا کرتے ہین اور جسوقت عاین کی آنکہہ
مین وُہ چیز اچہی نہ معلوم ہوئی تو اسوقت یہ دونون چیزین یعنے غم اور خوف اُسمین پائے نہین جاتے
پہر جب یہ دونون چیزین نہ پائی گئین تو تاثیر بہی نہوگی لیکن جاحظ کے اصل کلام مین خلل ہی اسواسطے کہ عائن
کی تاثیر جسطرح سامنے دیکہنے سے ہوتی ہی اسیطرح غیبت مین سُننے سے بہی ہوتی ہی اور جسطور سے جانور
اور انسانکے جسمونمین عائن کی تاثیر ہوتی ہی اسیطرح اگنی والی اور زمین سے پیدا ہونیوالی چیزونمین جیسے
جہاڑ اور پتہر مین بہی ہوتی ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ تاثیر زہر والے جزبدن نہین درآنے اور گُہس جانے کے سبب سے
نہین ہی بلکہ یہہ کُچہہ اور ہی چیز ہی اور جنہون نے جاحظ کے مذہب کو عاین کے اچہا جاننے سے تائید کی ہی
وُہ بہی سچا ہی اسواسطے کہ زہر کے اجزا نظر والے کے بدن سے دفع کرنے مین اُس پانی کو جو عائن کے
بدن کا دہوون ہی کیا دخل ہی اور کسطرح سے وُہ پانی تاثیر کرتا ہی اور ابو ہاشم اور ابو القاسم بلخ
والون نے ایسا کہا ہی کہ نظر لگانیوالا جب کسی چیز کو دیکہتا ہی یا سُنتا ہی تو اُس چیز کا فریفتہ ہو جاتا ہی
اور علم الہی مین اُسکے واسطے بہتر یہہ بات ہوتی ہی کہ وُہ چیز اپنے حال پر نرہے بلکہ متغیر ہو جائے تاکہ عائن کا

دل اُسپر فریفتہ نرہے اس سبب سے وُہ چیز متغیر اور درہم برہم ہوجاتی ہے اور ظاہر مین لوگ ایسا جانتے ہین
کہ اس شخص کے پسند کرنے کے سبب سے اسمین خلل واقع ہوا ہے اور اِس کلام مین بہی خلل ہے اسواسطے کہ اگر
اسطرح کی مصلحت اور حمایت یعنے آدمیونکے دلونکو کسی چیز پر فریفتہ ہونے کیواسطے اس چیز کو متغیر کر دینا منظور ہوتا تو خوب
صورت لڑکون اور حسین عورتونکو زندہ نرکہتے تاکہ عاشقونکے دل اسطرف فریفتہ نہونے پاوین اور یہہ بہی ہے
کہ اگر یہہ بات سچ ہوتی تو جس چیز کیطرف کسی کا دل رغبت کرتا اور وُہ اُسکا عاشق اور فریفتہ ہوتا تو یہہ فریفتگی
اُس چیز کے زوال اور نیستی کا سبب پڑتی اور یہہ بات خلاف واقع اور ظاہر کی ہے اور حکما اس مقام پر دو سری
راہ چلے ہین جو قیاس کے کچھہ قریب ہے اور سچ معلوم ہوتی ہے سو اُنہون نے کہا ہے کہ انسان کے نفس
کی تاثیر دو قسم کی ہے ایک قسم وُہ ہے جو ظاہری احوال کے واسطے سے ہوتی ہے اور دوسری قسم
بیواسطے ظاہری کیفیت کے ہوتی ہے جیسے وہم کی تاثیر کہ جب بہت بلند مکان پر کوئی کہڑا ہوتا ہے یا بہت باریک
اور پتلا راستہ چلنا پڑتا ہے تو اسوقت وہم کے غلبے سے بدنمین رعشہ پڑجاتا ہے یعنے کپنے لگتا ہے اور گر پڑتا ہے
اور حال یہہ ہے کہ برابر جگہہ مین ہمیشہ ایسے راستے پر چلا پہرا کرتے ہین اور کچھہ بہی وہم کا اثر نہین ہوتا اور جیسے
تصور اور خیال کی تاثیر چنانچہ اُن احوالونمین جو انسان کے نفس پر کبہی کبہی اجاتے ہین اور انکو عوارض نفسانیہ کہتے
ہین یہہ بات ظاہر ہے جیسے خوف کے سبب سے رنگ زرد یعنے پیلا ہوجاتا ہے اور بدن ٹہنڈا ہوا اور آنکہون مین
تاریکی آجاتی ہے اور غصے کی حالت مین اسکے برعکس ہوجاتا ہے یعنے رنگ سرخ ہوجاتا ہے اور بدن گرم اور
سب اعضا مین قوت آجاتی ہے سو جسطرح نفس پر ایک حالت آجانے سے اس قسم کی تاثیر اپنے بدنمین ہوجاتی
ہے اسیطرح اپنے غیر کے بدن مین بہی ہوجاتی ہے چنانچہ نظر کی تاثیر بہی اسی قسم سے ہے اور ایک قسم کا جادو
جسکو تعلق ہمت اور وہم کہتے اور ہند کے جوگیونکا معمول ہے وُہ اسی قبیل سے ہے اور جو تاثیرین نفس مختلف ہین
بعضے قوی ہین اور بعضے ضعیف اسی سبب سے تاثیر بہی مختلف ہوتی ہے اور کم زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور بعضی جگہہ
اس قسم کی تاثیرین موروثی ہوتی ہین یعنے باپ سے بیٹے مین اور بیٹے سے پوتے مین آجاتی ہین اور کہانے سے
اور گوشہ مین بیٹہنے سے اور اپنے خواہش اور رغبت کی چیزین چہوڑ دینے سے بہی یہہ چیزین حاصل ہوسکتی
ہین بلکہ جو لوگ اس قسم کی تاثیر مین کمال کے درجیکو پہنچے ہین وے دوسریکو بہی یہہ تاثیر اسکے دلمین ڈال کے

اپنی مانند کر سکتے ہین چنانچہ ڈائن کے قصون مین جسکو جہاڑ پہونک والون کی اصطلاح مین کفار کہتے ہین یہہ بات مشہور اور تواتر کو پہنچی ہے یعنے اتنے لوگون نے ذکر اسکا کیا ہی کہ انکو جہوٹھا نہین کہہ سکتے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سورۃ الحاقۃ

تمہید

یہہ سورت مکی ہی اسمین باون ۵۲ آیتین اور دوسو باون ۲۵۲ کلمے اور اکہزار چارسو اسی ۱۴۸۰ حرف ہین اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورۂ نون سے ایک مقدمے کے بیان پر موقوف ہی اور وہ مقدمہ یہہ ہی کہ حقعالی کے عذاب عالم مین دو قسم کے ہین اُن دونون مین سے ایک قسم کو ابتلا کہتے ہین کہ بندونکو آزمایش کیواسطے اللہ تعالی ایسے عذاب مین مبتلا کرتا ہی تاکہ دیکہے کہ بندے خبردار ہوکے حق کی راہ قبول کرتے ہین اور بری بات کو چہوڑتے ہین یا نہین اور اس قسم کے عذاب کا خاصہ یہہ ہی کہ تہوڑے دنونکے بعد موقوف ہوجاتا ہی اور سورۂ انعام اور سورۂ اعراف مین اسکا مفصل بیان آیا ہی چنانچہ حقعالی سورۂ انعام مین فرماتا ہی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ آخر آیت تک یعنے اور مقرر بہیجے ہمنے تجہے رسول بہت امتونپر تجہسے پہلے پہر انکو پکڑا سختی مین اور تکلیف مین شاید وے عاجزی کرین اور گڑگڑاوین اور سورۂ اعراف مین حقعالی فرماتا ہی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ اور نہین بہیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی نبی کو پکڑا وہانکے لوگونکو سختی اور تکلیف مین شاید وے عاجزی کرین اور گڑگڑاوین اور پہر اسی سورت مین حقعالی فرماتا ہی وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ اور ہر آیۃ تحقیق ہمنے پکڑا فرعون والونکو قحطونمین اور میوونکے نقصان مین شاید وے دہیان کرین اور دوسری سورتونمین بہی اس قسم کا ذکر بہت آیا ہی اور کتنے دوسرے احوال اس قسم کے حقعالی نے بیان فرمائے ہین چنانچہ بنی اسرائیل مین اس قسم کے معاملے بہت واقع ہوے ہین اور اس امت مین بہی اس قسم کے معاملے بہت واقع ہوے ہین اور اس قسم کی ایک خاصیت یہہ بہی ہی کہ نیک اور بد سب اس بلا مین شریک ہوتے ہین کچہہ فرق اور امتیاز

اُسمین نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ نیکونکو ایسی بلامین مبتلا کرنے سے انکے مرتبونکو بڑہانا اور انکے گناہونکو گہٹانا اور انکے صبر اور شکر کا امتحان کرنا منظور ہوتا ہی اسی سبب سے حق بات کا کہل جانا اسطور پر کہ شبہ بالکل جاتا رہے نہین ہوسکتا اور ظاہر مین منکرون پر الزام حجت کا اہل حق اور اہل باطل کے شریک ہونے کے سبب سے اس عذاب مین میسر نہین ہوتا ہی اور حقیقت مین ایماندار گنہگارونکا عذاب قیامت مین اسی قسم سے ہی کہ اس عذاب سے گنہگارونکا گناہ سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ وُہ عذاب ہمیشہ نرہے گا اور دوسری قسم کو حاقہ کہتے ہین جو حق بات کے ظاہر کرنے اور سچ اور اور جہوٹہہ مین فرق کرنے کیواسطے منکرون پر عذاب کرتے ہین اور اس قسم سے بدلا لینا منظور ہوتا ہے نہ امتحان اور ایسا عذاب کبہی نہین جاتا اگر دنیا مین کسی پر ہوتا ہی تو تالب گور رہتا ہی اور بعد مرنے کے بہی اُس سے جدا نہین ہوتا اور اگر آخرت مین یہہ عذاب کسی پر ہوگا تو ہمیشہ اُسپر رہیگا کبہی موقوف نہوگا لیکن دنیا مین اسی قسم کا عذاب اگر پہرا ایسے عذاب سے بچنا کسیکے واسطے نہین ہوا مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کیواسطے کہ عذاب ظاہر ہوکر پہر گیا چنانچہ سورہ یونس مین یہہ قصہ تفصیل سے مذکور ہی لیکن حقیقت مین وُہ عذاب حاق نتہا بلکہ قسم اوّل سے یعنے ابتلا اور آزمایش کی قسم سے تہا چنانچہ اُسکا مفصل بیان اپنے مقام پر ہوگا پہر جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا تو اب جانا چاہئے کہ سورۂ نون مین مذکور ہی کہ مکے والونکو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بے ادبی کے سبب سے کہ جنون کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف کرتے تہے سات برس تک قحط مین مبتلا کیا جیسا ضروان کے باغ والونکو فقیرون اور مسکینون کے حق نہ دینے کے سبب سے ایک بلامین گرفتار کیا تہا یعنے اُس باغ کو جلا دیا تہا تاکہ وے لوگ یعنے مکے والے خوب جان لیوین کہ عذاب حقیقی بہی اسی طرح یکایک آجاتا ہی یہہ سمجہہ کے خبردار ہوجاوین اور بُرے کامونکو یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن اور تشنیع کرنیکو چہوڑ دین اور انکی نبوت کا اقرار کرین پہر جب وے لوگ اُس بلا سے متنبہ نہوے اور اُس قحط سے جو سب نیک اور بد مسلمان اور کافر اسمین شریک تہے کچہہ بہی عبرت اور پند پذیر نہوئے تو انکو اسقدر خبردار کردینا ضرور ہوا کہ یہہ قحط ایک آزمایش تہی اور وے عذاب جنکو حاقہ کہتے ہین یعنے جنسے حق اور باطل جدا ہوجاتا ہی اُسکا طور

اور ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے اس قسم کا عذاب قیامت پر موقوف ہی دنیا مین اس امت پر جو عذاب ہی سو آزمایش کیطور پر ہی کہ کچھہ دنون رہا پھر منقطع ہوگیا سو اس سورہ مین اس قسم کے عذاب کو یعنی جو حق اور باطل کو جدا کریگا بہت شرح اور تفصیل سے بیان فرمایا ہی اور انکی تمثیلون مین پہلی امتون کے قصے جو دنیا مین عذاب حاقہ مین گرفتار ہوی تہین بیان فرمائے تاکہ اس امت کے کافر آخر تک عذابکو جو حاقہ ہی پہلی امتون کے عذاب حاقہ پر قیاس کرکے ڈرین اور قیامت کے عذاب حاقہ کو آزمایش کا عذاب جوانپر اکثر ہوتا رہتا ہی سمجھہ کر خاطر جمع سے نہ بیٹھہ رہین اور باوجود اسباتکے ان دونون سورتونمین متفرق مضمونکے اعتبار سے بھی بہت مناسبت پائی جاتی ہی چنانچہ اس سورتمین بیان فرمایا ہی کہ یہہ رسول مجنون اور دیوانہ نہین ہی اور کافر جو جنونکی نسبت اُسکی طرف کرتے ہین سو جھوٹے ہین اور اس سورتمین یہہ فرمایا کہ یہہ نبی نہ شاعر ہی اور نہ کاہن اور اس سورتمین بیان فرمایا ہی کہ دنیا مین اپنے مال اور اولاد پر کافر مغرور ہوکے قرآن سے بے ادبی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ قصے ہین پہلونکے اور اس سورتمین مذکور ہی کہ قیامت کے دن کافر افسوس کرینگے اور کہینگے مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ یعنے کچھہ میرے کام نآیا یہان پر میرا مال جو دنیا مین میںنے جمع کیا تہا اور اس سورتمین مذکور ہی کہ ضرورانکے باغ والونکو مسکینونکے حق نہ دینے کے سبب سے آفت پہنچی تہی اور اس سورتمین فرمایا کہ کافرونکو آگ کی زنجیرون اور طوقونمین گرفتار کرینگے اسواسطے کہ دنیا مین مسکینونکو نہ دیتے تہے اور دوسری بھی اسکے سوا بہت سی مناسبتین ہین کہ تامل کرنے سے ظاہر ہوتی ہین اور اس سورت کے حاقہ نام رکہنے کی وجہہ بھی اسی مقدمے کے بیان سے ظاہر ہوگئی اسواسطے کہ حاقہ اس عذاب کا نام ہی جو حق کو باطل سے جدا کردے اسطور پر کہ کچھہ بھی شبہہ باقی نرہے اور اس سورتمین کتنے احوال اسی قسم کے بیان فرمائے ہین جو دنیا مین ہوے یا آخرت مین ہونگے اور اس بیان سے پھر رسالت کی ثبوت اور وحی اور قرآن کے نزول کیطرف انتقال فرمایا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحاقه وہ حادثہ جو حق کو باطل سے جدا کرے اسطور سے کہ ہرگز شبہہ حق اور باطل مین باقی نرہے نہایت

عجیب ہوتا ہی اور بڑی بزرگی رکہتا ہی کہ اُسے بطور عظمت اور تعجب کے پوچہا جاتا ہی اور اسکے حقمین کہا جاتا ہی کہ مَا الْحَاقَّةُ کیا ہی وُہ حادثہ حق دکہلانے والا اور اس حادثے کی بزرگی اسقدر ہی کہ اسکی حقیقت کما حقہ نہ جاننے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی کہ عمدہ اور اعلی تمام مخلوقات کے ہین سب آدمیون مین شریک کرکے خطاب فرمایا ہی کہ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ اور تو کیا جانتا ہی کہ کیا وُہ حادثہ حق دکہلانیوالا اور جو اس حادثے کی حقیقت اور اسکے کنہہ کی شرح کہلی کہلی بیان کرنا دشوار ہی تو اسواسطے اسکی نظیرین اور مثالین بیان کرنا منظور ہوا اور اسکی نظیرین اور مثالین کمی اور زیادتی اور سختی اور خفت عذاب مین مختلف اور متفاوت ہین اور اسکی کامل فرد جو اس امت کیواسطے موعود ہی حق کے ثابت کرنے مین اور باطل کے باطل کرنے مین اعلی مرتبے کو پہنچی ہی اسطور پر کہ حاقہ نام گویا اسی فرد کا ہوگیا ہی اور دوسرے حاقے اور عذابون کو بوجہانے اور سمجہانے اور ذہن مین اجانے کیواسطے تو طیہ اور تمہید کے طور پر ذکر کرنا ضرور پڑتا ہی كَذَّبَتْ ثَمُودُ انکار کیا اور ٹہانا ثمود کے فرقے نے جو اَرفخشد بن سالم بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین تہے اور شام اور حجاز کے درمیان مین رہتے تہے اور پہاڑ کے تراشنے اور عمارت کے بنانے کہیتیان کرنے اور باغ کے لگانے مین بہت رغبت رکہتے تہے اور شام اور حجاز کے درمیانمین وَادِی الْقُریٰ سے حجر تک سات سو بستیان اُنمین کتنے شہر اور قصبے اور گانون آباد کئے تہے اور ہر جگہہ پر چشمے جاری کرکے کہیتیان اور باغ سرسبز کر رکہے تہے اور عیش اور مزیداریان کرتے تہے اور سبکے سب بت پرستی مین مشغول رہتے تہے یہان تک کہ حقتعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کو جو اس قوم کے شریفونمین اور پیدائش اور لڑکپن سے امانت اور دیانت اور تقوی اور صلاحیت مین معروف اور مشہور تہے اپنی طرف سے رسول کرکے بہیجا اور بت پرستی سے اور سنگ تراشی اور عمارتون اور زراعتونمین بہت مشغول رہنے سے منع فرمایا وَعَادٌ اور عاد کے فرقے نے جو ارم بن سالم بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین تہے اور یمن کی احقاف مین یعنے ریگستان مین کہ نہایت بڑا ملک ہی رہتے تہے اور دوسرے آدمیونکی نسبت سے انکے جسمونمین قوت اور زور بہت تہا بڑے بڑے قد اور ہاتہہ اور پانون اور دوسرے اعضا بہت قوی اور زبردست تراشی

اور اوٹنے مین سب جہان والو پر غالب آتے تہے آخر رفتہ رفتہ ان لوگونکو اپنی قوت اور زور پر گھمند اور تکبر بہت ہوا اور حقتعالی کی عبادت سے بالکل غافل ہو گئے اور اپنے گرد و نواح کے رہنے والون پر بہت ظلم اور زبردستی کیا کرتے تہے اور عمارتین اور حوض اور تالاب بنانے پر انکو بہی رغبت بہت تہی یہان تک کہ حقتعالی نے حضرت ہود علیہ السلام کو جو اسی گروہ سے تہے رسالت اور پیغامبری کی طور پر انکے پاس بہیجا تاکہ انکو غفلت اور تکبر سے اور اپنی قوت اور زور پر گھمند کرنے سے منع کرین اور اللہ تعالی کی عبادت کیطرف رغبت دلاوین اور اُسکے عذاب سے ڈراوین حضرت ہود علیہ السلام نے انکو سمجہایا لیکن ان دونون فرقون نے یعنی عاد اور ثمود نے اپنے رسولونکا کہا نمانا بلکہ انکی رسالت سے منکر ہوے اور جہٹلایا بِالْقَارِعَةِ اُس حادثہ ٹہوکنے والے کو جو انکے بدنونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور انکی روحونکو برزخ کے عذاب مین گرفتار کریگا اور کہنے لگے کہ ایسی آفت کبہی نہین آئی ہے جو تمام خلقت کو ایک ہی مرتبے غارت کردے کہ اُسکا نام و نشان بہی باقی نرہے اور ظاہر مین فوج اور سپاہ کچہہ بہی نہو سو یہہ ڈرانا نہین ہے مگر اسواسطے کہ یہ لوگ ہمارے ریاست لیا چاہتے ہین اور اگرچہ ابتدا مین گناہ ان دونون فرقونکا یہی تہا کہ پیغمبرونکو جہوٹہلاتے تہے اور عذاب الہی کو جو پیغمبرونکی زبانی سنتے تہے یقین نہ جانتے تہے اور بت پرستی اور عمارت بنانیکو نچہوڑتے تہے اور اللہ تعالی کی عبادت کیطرف مشغول نہوتے تہے اور دونون فرقے اس امر مین شریک تہے لیکن آخر کو یہ دونون فرقے بعضے بعضے عملونکے سبب سے علیحدہ علیحدہ عذاب کے مستحق ہوے اور اسی عذاب مین گرفتار ہوکر ہلاک اور غارت ہوے فَاَمَّا ثَمُوْدُ پہر لیکن ثمود کے فرقے نے اپنے پیغمبر کے جہوٹہلانے مین بڑہ ہی کتے کی خصلت پیدا کی تہی اور اللہ تعالی کے ناقہ کے ساتہہ نہایت بے ادبی کی یعنے اُسکی کوچین کاٹ ڈالین اور حضرت صالح علیہ السلام کے بہی مار ڈالنے کی تدبیر کی اور اللہ تعالی کے ناقے کا گوشت کتونکے مانند کہایا اور اُسکی ہڈیونکو توڑا اور مارنے کیوقت اس اُٹنی کی آواز اور چلانے پر رحم نکیا اور اس اُٹنی کے بچے کو بہت ڈرایا یہان تک کہ وہ بہاگ کے پہاڑ مین گھس گیا اور تین آوازین کرکے غایب ہوگیا چنانچہ یہہ قصہ والشمس کی سورت کی تفسیر مین مفصل بیان کیا گیا ہے تب اللہ تعالی کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ اُنپر عذاب بہی کتے کی جہڑکی اور ڈنکار کی قسم کا ہووے

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا پہر انہون نے ایک آواز بہت سخت کی فَاُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ پہر وے سب ہلاک کئے گئے ایسی آواز سخت سے جو سب دنیا کی آواز و نسے سخت تہی اسواسطے کہ دنیا مین شیر کی آواز اور بڑی توپ کی آواز بہت سخت ہوتی ہی جس سے جوڑ اور پٹھے ڈھیلے ہوجاتے ہین اور عمارتین اور عورتونکے حمل گر پڑتے ہین اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہی کہ پتا پہٹ جاتا ہی اور آدمی مرجاتا ہے لیکن ایسی آواز جس سے ہزارون آدمی ایک آن مین مرجاوین اور کانونکے سوراخ بند کرنا اور تہ خانونمین چہپنا اُس آواز کو نروکے معتاد آواز کی اندازے سے خارج ہی اور اس آفت سے ثمود کے فرقے کے سوائے کسی کو کچہہ اذیت نہ پہنچی اور ثمود کے فرقے مین سے کوئی باقی نرہا اور مسلمانونکو حضرت صالح علیہ السلام کی رفاقت کی برکت سے نجات ملی یہہ ظاہر اور کہلی دلیل ہی اسبات پر کہ یہہ عذاب حاقہ تہا ابتلا کی قسم سے نتہا والا اسکو شامل ہوتا اور مسلمان بہی نہ بچتے اور کافر اور مسلمان مین کچہہ فرق نہوتا اور برزخ کے عذاب سے متصل بہی نہوتا اب باقی رہا یہان پر ایک سوال جسکا جواب دینا ضروری ہی اور وہ سوال یہہ ہی کہ قرآن شریف مین جسجگہہ ان قصونکا ذکر آیا ہی تو عاد کا قصہ ثمود کے قصے سے پہلے بیان فرمایا ہی اور زمانے کی ترتیب بہی اسی بات کو چاہتی ہی اسواسطے کہ عاد کی قوم ثمود کی قوم سے پہلے گذرے ہین اور ثمود سے پہلے ہلاک بہی ہوے ہین اور یہانپر ثمود کے قصے کو عاد کے قصے پر کیون مقدم کیا اسکا جواب یہہ ہی کہ اسجگہہ زمانیکی ترتیب یعنے پہلونکو پہلے اور پچہلونکو پیچہے بیان کرنا منظور نہین ہی اسواسطے کہ یہہ مقام اسبات کو نہین چاہتا بلکہ اسجگہہ عذابونکی زیادتی اور کمتی اور آفتونکی سختی اور خفت کا بیان کرنا منظور ہی سو جس فرقے پر عذاب تہوڑی دیر تک رہا یعنے ایک ہی دن مین تمام ہوا اور سختی مین بہی کم تہا کہ فقط ایک آواز سخت تہی جسنے اسکو خراب کردیا اسکو پہلے بیان فرمایا اور جس فرقے پر عذاب کئی دن تک رہا یعنے سات راتین اور آٹہہ دن تک اور شدت اور سختی مین بہی بہت زیادہ تہا کہ ہوا کے موکلون نے چارون طرف سے ہوا کو لاکر عاد کی قوم پر جہکادیا تہا سو ہوا انکو اوڑا اوڑا کر اوپر لیجاتی تہی اور پہر وہانسے زمین پر پٹک دیتی تہی کہ انکے بدن پاش پاش ہوجاتے تہے اور اگر کسیکو اس ترتیب کا بیان جو ان قصونمین

رعایت کی گئی ہی مفصل سُنا منظور ہو تو اب کان دہر کے سنے کہ ثمود کے فرقے کو محض ہوا کی کیفیت سے جسکو آواز کہتے ہین غارت کیا اور جو ہوا کی کیفیت ہوا کے جوہر کے تابع ہی اور صفت کا مرتبہ ذات کے مرتبے سے کمتر ہوتا ہی اور یہہ مقام اسی بات کو چاہتا تہا کہ کمتر کو پہلے بیان کرین اور اسکے بعد بزرگتر کو اسواسطے ثمود کے قصے کو عاد کے قصے سے پہلے بیان کرنا ضرور پڑا اور عاد کے فرقے کو ہوا کی ذات کے جہوکے سے جسکو ریح کہتے ہین غارت کیا اور ہوا ایک عنصر ہی چار عنصرونمین سے پانی اور خاک سے لطیف زیادہ ہی مگر فعل اور تاثیر مین آگ سے کم ہی سو عاد کے قصے کو دوسرے قصون پر جنمین کئی عنصر کا جمع ہونا اور پانی اور آگ اور خاک کو اکٹہا کرنا ضرور ہوا تہا مقدم کیا اسواسطے کہ بسیط مرکب پر مقدم ہوتا ہی اور اسان سخت پر اور فرعون اور اسکے لشکر پر جو عذاب واقع ہوا تہا سو دریاے قلزم مین ڈوبنے کا تہا اور اُسکا ڈبونا اسبات پر موقوف تہا کہ اُسکے پہنچنے کے پہلے کنارے پر دریا کے بنی اسرائیل کی نجات کیواسطے دریا پہٹ جاوے اور فرعون اور اُسکا لشکر جرات کر کے اُسمین در آوین اور غارت ہو جاوین اور عاقہ ہونیکے معنے ظاہر ہو جاوین اور دریا کا پہٹنا بدون اس تدبیر کے کہ ہوا تند جسکو اندہی اور طوفان کہتے ہین زور سے بہے اور دیر تک دریا کے پانی کو ملنے سے باز رکہے اور پانی علیحدہ علیحدہ گہڑا ہو جاوے دوسری تدبیر سے متصور اور ممکن نتہا سو اُسکے غارت کرنے مین ان دونون عنصرون کا یعنے پانی اور ہوا کا مرکب ہونا ضرور ہوا اور جسکے غارت کرنے مین دو عنصر سے زیادہ مرکب کرنیکی احتیاج نتہی اُسکو اسکے بعد ذکر فرمایا جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عذاب لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کے قصے کو حضرت لوط علیہ السلام کے قصے کے بعد بیان کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم دو عذاب سے غارت ہوی مدین والے ایک تند آواز سے غارت ہوے تہے جو بڑے بھونچال کے ساتہہ ہوی تہی اور بھونچال کی حقیقت یہہ ہی کہ بڑے زور کی ہوا زمین کے مسام مین داخل ہوتی ہی اور غیر مسام کیطرف سے نکلتی ہی بس ہوا اور خاک مین ترکیب لازم ہوی اور یہ دونون یعنے ہوا اور خاک جب اُسمین ملتے ہین تو سواے بُرائی کے اچہائی نہین ہوتی اور ملنا ان چیزونکا جو اُسمین مخالف ہون رتبے مین مؤخر ہی یعنے پیچہے ہی اُن چیزونکے ملنے سے جو اُسمین موافق ہین اور ایکہ والے

آگ کے سائبان سے ہلاک ہوے یعنے ایک سیاہ بدلی ظاہر ہوی اور اُسسے آگ برسی اور وے سب غارت ہوے ہرچند کہ اِس عذاب مین بھی دو موافقون کا ملنا ثابت ہوتا ہی لیکن ہوا اور پانی موافقت مین انکی طبیعت کے سا تہہ بلکہ حیوان اور ہر اُگنے والی کی طبیعت کے سا تہہ بالکل شراکت رکھتے ہین بخلاف آگ کے کہ ہر بڑہنے والی چیز کی طبیعت سے پرلے درجہکی جدائی رکھتی ہی عُنصر ہوا کی نسبت سے چیز کی دوری سے بھی زیادہ تو یہ ترکیب بہت غریب اور نادر ہوی اور نادر چیز اچھی ہوتی ہی معتاد چیز سے اور جو حضرت لوط علیہ السلام کے قوم کا عذاب مرکب تہا ناری اور ارضی جزؤ نسے جو مٹی کے غلبے کے سبب سے پتھر ہوکے گرے اور اُن جزؤنکو ہوا ہی نے اوپر چڑہایا اور نیچے اتارا تہا اور یہہ بھی ہی کہ زمین کے جڑؤنکو کوٹ پوٹ کرنا یعنے اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کرنا بدون داخل کرنے تیز اور تند ہوا کے اُنکے مکانونکی جڑ مین ممکن نتہا تو حقیقت مین یہہ عذاب ان تینو عنصر سے ترکیب پایا تہا بلکہ گویا معدنی صورتکو پہنچا تہا اور فقط بسیط یعنے غیر مرکب رہا تہا موالید ثلثہ سے ایک کی شکل ہوگیا تہا اور مرکب کا مرتبہ موخر ہی بسیط کے مرتبے سے اور جو مرکب ہی تین چیز سے وُہ موخر ہی اُسسے جو مرکب ہی دو چیز سے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین چارون عنصر نے خدمت کی تہی پانی کو حاکم کیا تہا اور ہوا کو استحالہ مین یعنے پانی ہوجانے مین اُسکا تابع کیا تہا اور زمین کو پانی کے جاری کرنے مین معین اور مددگار پانی کا کیا تہا اور آگ کو اپنی قوت پیوست اور حرارت کے روکنے اور اپنی کیفیتونکے پوشیدہ کرنے پر پوشیدگی کے عالم مین مامور کیا تہا تاکہ اِس احالہ اور استحالہ کا معارضہ نکرے پہر اِس عذاب کے حاقہ ہونے مین کشتی بنانا اور معادن اور نباتات سے مدد لینا یعنی لکڑی اور لوہی سے اور خشکی اور تری کے جانورونکو تابع کرنا اور ایماندارون کیواسطے اُنکے منافع باقی رکھنا بھی ضرور پڑا اسیواسطے یہہ عذاب تمام روے زمین کے رہنے والونکو شامل اور گہیر لینے والا ہوا اور حقیقی حاقہ سے یعنے قیامت سے بہت مشابہت پیدا کی سو اسواسطے اسکا بیان کرنا سبکے پیچھے بہت مناسب ہوا تاکہ حاقہ حقیقی کے بیان سے متصل ہو اور احوال حاقونکے ظہور کا آہستہ آہستہ انسان کے فہم مین نہایت توضیح اور تشریح سے جلوہ گر ہوے اور دوسری جگہون پر اِس قرآن جہان کہین مقام ترتیب زمانی کو مقتضی ہوا ہی یعنے جسکا زمانہ اوّل ہی اُسی کے قصے کو پہلے بیان کرنا تو وہان سے قصے اُسی ترتیب سے بیان ہوے ہین

اسطرح پر کہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سب سے پہلے بیان فرمایا ہے پھر بعد اُسکے عاد کا قصہ پھر اسکے بعد ثمود کا قصہ پھر اسکے بعد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ پھر اسکے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا قصہ پھر اسکے بعد فرعون کا قصہ چنانچہ سورۂ اعراف اور سورۂ ہود اور سورۂ شعرا اور سورۂ قمر اور دوسری سورتونمین اسیطور سے بیان ہوا ہے حاصل کلام کا ثمود کے فرقہ کو جو انکار مین اسقدر بڑھ چلے تہے کہ حقعالی کی نشانیونکو مٹا دینے پر کمر باندھی تہی چنانچہ حقعالی کی اُٹنی کی کوچین کاٹین اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر مستعد ہوے تہے تو انکو کتونکی طرح ایک سخت اور تند آواز سے جہڑک دیا اور اسی ایک جہڑکی مین اُنکے جسم بیجان ہو گئے اور انکے روح کے کتے نے اپنی گہر کی راہ لی وَاَمَّا عَادٌ لیکن عاد کا فرقہ سو اپنے وقت کے پیغمبر کو جہٹلانے اور انکار کرنے مین اسقدر بڑہ گیا تہا جیسے پہلوان کشتی کہیلنے والے مستعد ہوکر اکہاڑہ مین خم ہو ٹہونک کر اکہڑے ہوتے ہین اسیطرح وے بہی اپنے پیغمبر کے مقابلے پر مستعد ہو گئے تہے اور کہتے تہے کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً یعنے کون ہی سخت زبردست ہمسے قوت مین پہر تک کہ حقعالی نے تین سال برابر قحط ڈالا تب اُن لوگون نے گہبرا کر اپنے ستر آدمیونکو مکہ معظمہ مین بہیجا تاکہ وہان جاکر دعا کرین اور پانی حقعالی سے مانگین لیکن تکبر اور غرور نے یہہ قبول نکیا کہ حضرت ہود علیہ السلام سے التجا کرین اور اِن سے پانی کی دعا طلب کرین اور مکہ مین اُسوقت عمالقہ کی قوم غالب تہی جب وے لوگ عمالقہ پاس پہنچے اور اپنا حال ظاہر کیا ایک شخص نے جسکا نام مرثد تہا اُنسے کہا کہ اس مقام کی دعا تمکو فائدہ نکرے گی تمکو لازم ہے کہ اپنے پیغمبر کی بات قبول کرو اور دین حق کو مانو تاکہ اس بلا سے خلاصی پاؤ اسواسطے کہ تمہارے کہنے سے معلوم ہوا کہ یہہ قحط وہ قحط نہین ہے جو دعا سے جاتا رہے بلکہ یہہ قحط حقعالی کی طرف سے آزمایش اور امتحان کیواسطے ہے جب اُن لوگون نے یہہ مرثد کی بات سُنی کہنے لگے کہ اگر ہم یہان سے بدون حاصل ہوے مطلب کے پہر جاوین گے تو ہماری قوم ہمکو بہت ذلیل اور خفیف کرینگے جسطرح سے ہو سکے یہہ کام یہان سے کر کے جانا چاہیے اور اسکام کی تدبیر مرثد سے پوچہی اُسنے کہا کہ تم سب ننگے سر اور ننگے پاؤن حاجیونکی شکل سے صفا پہاڑ پر جو بیت اللہ کے سامنے ہے چڑہو اور جسوقت بیت اللہ تمکو نظر آوے تو اُسوقت اسطور سے دعا مانگو کہ ای ہود کے خدا اگر ہود اسبات مین سچے ہین کہ تیرے پیغمبر ہین تو ہمکو پانی دے کہ ہم لوگ فقط پانی کیواسطے آئے ہین اُن لوگون نے اسیطرح

کیا اور اُنکی دعا قبول ہوئی اور حقتعالی نے تین ٹکڑے بدلی کے پہیجے ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ اور
ایک آواز آئی کہ ان تینوں بدلیوں کے ٹکڑونمین سے ایک اپنے واسطے تجویز کرلو اُن لوگون نے آپسمین مشورہ
کرکے سیاہ ٹکڑے کو قبول کیا اسواسطے کہ سیاہ بدلی مین پانی بہت برستا ہی اور اپنے شہر کو روانہ ہوے
وُہ کالی بدلی بھی اُنکے ساتھہ اوپر اوپر چلی جاتی تہی جب اپنے شہر کے قریب پہنچے کئی آدمیونکو جلد سے
آگے بھیجا کہ ہم بدلی اپنے ساتھہ لائے ہین تم اپنے سب تالاب اور حوضونکو جہاڑ کر صاف کر رکھو اور کھیتی کا
سامان جیسے بیج اور بَیل وغیرہ بھی سب درست کرو اور خوش ہو کہ یہہ بدلی تمہاری خواہش کے موافق برسے
گی شہر کے لوگ سب اس خوشخبری کے سُننے سے بہت خوش ہوے کہ ہمارے بھیجے ہوونکی دعا مقبول
ہوی اور بہت بدلی آئی اور حضرت ہود علیہ السلام پر زبان طعن اور تشنیع کی کھولی اور کہا کہ دیکھو ہمارے
بھیجے ہوؤنکی دعا مقبول ہوی اور بدلی آئی تم کہتے تہے کہ بلا آویگی حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہہ بدلی
نہین ہی یہہ حقتعالی کی بلا ہی اس سے ڈرتے رہو اور ابھی کچھہ نہین گیا ہی میرا کہا مانو اور ایمان لاؤ اور بت
پرستی کو چھوڑو اُن لوگون نے کہا کہ بدلی مین کیا بلا آویگی حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ آندہی یعنے
طوفان کی ہوا چلے گی کہ تمکو اور تمہارے سب مکانونکو غیب اور نابود کر دیگی اُن لوگون نے جواب دیا کہ تم
ہمارا زور اور قوت جانتے ہو پھر ہمکو ہوا کی شدت اور تندیسی خوف دلاتے ہو اسی گفتگو مین تہے کہ وُہ بدلی
اُنکے شہر کے کنارے آپہنچی اور طوفانی ہوا چلنا شروع ہوا اور حقتعالی کا حکم ہوا کہ باد عقیم کو جسکا ٹہکانا تہا
طبقۂ زمین کا ہی بیل کے ناک کی سوراخ کے برابر چھوڑ دو اور عاد کی قوم پر مسلط اور معین کر دو پھر وے فرشتے
جو ہوا پر معین ہین اِس لحاظ سے کہ یہہ ہوا کہین بے لگنا ہونکو نہ ہلاک کر ڈالے کتنا ہی اُس ہوا کو روکتے تہے
لیکن ہوا اِنکے روکنے سے کب رُک سکتی تہی پھر اِس قسم کی ہوا کی تندی اور زور دیکھہ کر عاد کی قوم مضبوط
اور مستحکم مکانونمین جا کہسے تہے اور مضبوط رسّیون سے آپسمین ایک نے دوسرے کو باندہا تہا اور اپنے
جانورونکو بھی زنجیرونسے جکڑ دیا تہا اور اپنے گہر والونکو اُونٹونکے کجاؤنمین بٹہا کر ہوا سے جو حقتعالی کی مخلوقات
مین سے ایک ضعیف جز ہی مقابلہ اور کشتی کیواسطے مستعد ہوے اور اس ضعیف مخلوق نے بھی اُنکے ساتھہ
اِس قسم کی کشتی کی کہ انکے عورتونکو جو اُونٹونکی عماریونمین بڑی بڑی مضبوط ساگوان کی تختیونپر بٹہلاکے لوہے کی زنجیرونسے

اُن عمارتونکو سانڈنیو پر کس دیا تہا سو ہوا انکو وہ سانڈنیون زمین سے اوٹھا لیجاتی تہی اتنی دور
سانڈنی معہ عماری ٹیٹری سی معلوم ہوتی تہی پہر وہانسے زمین پر دے مارتی تہی یہان تک کہ اُس قوم
بالکل ہلاک کیا اور حضرت ہود علیہ السلام ایماندارونکو لیکر ایک ٹاپو مین ہو گئے تہے اور ایک خط
کر دیہی دیا تہا حقتعالی کی قدرت کاملہ سے وُہ ہوا جب اُس خط کے اندر آتی تہی تو آہستگی سے چلتی
جو بدنکو اہنی معلوم ہوا اور اُس خط کے باہر جہر پہنچتی تہی اُسکو جلا خاک سیاہ کر دیتی تہی سو حقتعالی نے
لوگونکو ایسے عذاب مین مبتلا کیا جو انکی پہلوانی کے مناسب تہا اور ہوا کو جو مونہہ کی پہونک سے
ہو جاتی ہے انکی کشتی کیواسطے بہیجا تاکہ وے بہی اُس درگاہ الہی کے پہلوان کی قوت کا تماشا کر
فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ پہر ہلاک کئے گئے زور کی ہوا سے جو چلنے کیوقت آواز زور سے کرتی تہی ع
بہت سخت اور تند بہنے والی جو نگاہبانون اور موکلونکے اختیار سے نکل گئی تہی چنانچہ حدیث شریف
آیا ہی کہ حقتعالی کبہی ہوا کو دنیا مین نہین بہیجتا مگر اندازسے اور پانی کو بہی نہین بہیجتا مگر اندازسے لیکن حضرت
نوح علیہ السلام کے طوفان کے دن اور عاد کی قوم پر عذاب کے دن کہ طوفانکے دن اس ریلے پانی بہاتا تہا
محافظ فرشتونکے اختیار مین رہا تہا اور عاد کی قوم پر اُنکے عذابکے روز ہوا بہی موکل فرشتونکے اختیار سے
باہر ہو گئی تہی اور یہہ ہوا کا اس زور سے بہنا کچہہ آسمانکی گردش سے نہا والا عاد کے کافرونکی تخصیص
عذاب مین نہوتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام اور دوسرے ایماندارونکو بہی اس سے ایذا پہنچتی بلکہ حقتعالی
سَخَّرَهَا مسلط کیا تہا اُس ہوا کو نہایت غصے اور بدلا لینے کے ارادے عَلَيْهِمْ اُنپر بہنے فقط عاد کی قوم
نہ مسلمانونپر اور نہ حضرت ہود علیہ السلام پر اور یہہ ہوا کا مسلط کرنا گہڑی دو گہڑی نہا بلکہ سَبْعَ لَيَالٍ
وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ سات رات آٹہہ دن تک تہا شوال کی بائیسوین تاریخ بدہ کی صبح سے یہہ تسلط اور ہوا کی
شروع ہوئی تہی اور اکتیسوین تاریخ اُسی مہینے کی بدہ کے آخر دن تک یعنے آفتاب کے غروب تک
شدت تمام ہوئی اور سات رات اور آٹہہ دن اس عذاب کے رہنے کی وجہہ یہہ تہی کہ عاد کی قوم اپنے تکبر اور غ
اسطرح کی زبان درازیان کرتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ قحط کیا چیز ہے ہم اتنی قوت رکہتے ہین کہ اگر
برس اسطرح کا قحط رہے تو بہی ہم اُسکی برداشت کر سکتے ہین سو حقتعالی نے ہر برس کے مقابلہ میں

ہوا کے عذاب کا ایک دورہ دن اور رات کا اُنپر مسلط کیا اور آٹھوین دنکو اسواسطے زیادہ کیا تاکہ اُسمین ہر شخص ضعف اور بے طاقتی اور کمزوری ایک دوسریکی دیکھین اور ہر شخص کو دوسریکی ہلاکی کا رنج اور غم ہووے چنانچہ ابن جریج اور دوسرے مفسرون نے روایت کی ہی کہ وُہ قوم باوجود اس ہوا کی شدت کے کہ انکو اُٹھا کر دے پٹکتی تہی لیکن وے لوگ سات دن تک زندہ رہے آخر کو آٹھوین دن بدکو سب مردہ اور بیجان ہووے پہر ہوا نے انکی لاشونکو اُوڑا کے کہارے دریا مین ڈال دیا اور اُن آٹھ دن اور سات راتونمین کچھہ بیچ مین فاصلہ نتہا تاکہ بیچ مین تہوڑی آرام لیکے پہر عذاب اُٹہانیکی قوت پیدا کرین بلکہ حُسُوْمًا پے درپے تہے یعنے لگاتار رہتے چنانچہ اوپر ذکر ہوچکا ہی اور ان دونونکو عرب کے لوگ عجوز کہتے ہین جو آخر جاڑونمین مشہور اور معروف ہین اور بَرْدُ الْعَجُوْز ایک مثل ہی مشہور عرب مین اور ان دونونکے نام علیحدہ علیحدہ عرب کے نزدیک مقرر ہین چنانچہ پہلے دنکو صَنّ اور دوسرے دنکو صِنّبر اور تیسرے دنکو دَبَر اور چوتہے دنکو مُؤَمِّر اور پانچوین دنکو موتم اور چہٹہین دنکو مُطْفِی الْجَمْر اور ساتوین دنکو مکفی الظعن کہتے ہین اور ان دونونکی عجوز کیطرف نسبت کرنیکی وجہ مین عوام لوگ یون کہتے ہین کہ ایک بڈہی عورت عاد کے قوم کی اُن دونونمین ایک خانہ مین گہس کر چہپ رہی تہی آٹھوین دن ہوا نے اسکو بہی تہ خانہ سے نکال کر زمین پر دے پٹکا اور ہلاک کیا لیکن صحیح یہہ ہی کہ عجوز کی لفظ غلط العام ہی یعنے عوام کی غلطی سے ہی اصل مین عَجُز ہی اور عجز جانور کے آخر کو کہتے ہین یعنے اُس جسم کو جو دُم سے ملا ہوا ہوتا ہی اور ان دونونکو ایام عجز اسواسطے کہتے ہین کہ یہ دن بہی جاڑونکے آخر مین ہوتے ہین حاصل کلام کا یہہ ہی کہ قوت اور زور عاد کی قوم کا اس ہوا کی مصیبت دفع کرنے مین کچھہ کام نہ آیا اور اُس ہوا کے ہاتہہ سے ایسے عاجز لاچار ہوگئے جسطرح کشتی گر پہلوانونکے ہاتہہ مین گرہ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ پہر دیکہتا تو اسی دیکہنے والے اگر اسوقت موجود ہوتا اُس قوم کو اُن تہوڑے راتون اور دنونمین کہ بے جان پڑے تہے اور ہوا نے انکی روحونکو نکال کر اُنکے جسمونکو مردہ کرکے ڈال دیا تہا كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ گویا کہ وے کہجور کے ٹُنڈ تہے قد کی لمبائی اور بدنکی مُٹائی مین لیکن کہوکہلا پڑے ہوے چنانچہ ہوا اُنکے مسامونمین اور خولونمین ایکطرف سے کہستی تہی اور دوسری طرف سے نکل جاتی تہی اور آواز کرتی تہی گویا کہ اُنکے بدنونمین رطوبت یعنے تری کا نام نہ تہا

بلکہ سبکو جلاکر خشک کر دیا تہا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ پہر کیا دیکہتا ہی تو اِن دونون فرقونکا کوئی بہی باقی رہا جو اِن فرقونکی نسل سے کہے اور اپنی شمین اُنکی طرف منسوب کرے اِسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ جو عذاب حاق ہوتا ہی وہ جبر آتا ہی اُسکا نام اور نشان بہی نہین رکہتا ہی اور آدمی کی نسل کو قطع کر دیتا ہی بخلاف اُس عذاب کے جو ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیواسطے آتا ہی کہ وہ سبکو شامل نہین ہوتا ہی اور جڑ سے کہود کر نہین بہاتا وَجَآءَ فِرْعَوْنُ اور آیا فرعون یعنے پیدا ہوا اور غلبہ کیا اور فرعون اصل مین لقب ہے مصر کے بادشاہ کا جو قبطیون سے ہوتا تہا جسطرح روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ اور ترک کے بادشاہ کا لقب خاقان اور یمن کے بادشاہ کا لقب تبع اور ہند کے بادشاہ کا لقب راجہ ہوتا ہی اور یہان پر فرعون سے ایک شخص معین مراد ہی جو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین مصر کا بادشاہ تہا یہود اور نصارے ایسا کہتے ہین کہ اُسکا نام قابوس تہا اور قبط کی قوم سے تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ اُسکا نام مُصعب بن ریان تہا اور اُسکا باپ ریان بن الولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے مین مصر کی بادشاہت کرتا تہا وَمَنْ قَبْلَهٗ اور وے لوگ فرعون کے پہلے تہے یعنے وے یہی دنیا مین آئے اور اُن لوگون سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہی اور اُنکے دو فرقے تہے ایک مَدْیَنْ والے جو بیچ شہر مین رہتے تہے اور حضرت ابراہیم کے بیٹے جنکا نام مدین ہی اُنکی اولاد سے تہے اور دوسرے ایکہ والے جو شہر کے باہر جنگل مین رہتے تہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کو حقتعالی نے اُن دونون فرقونکی طرف رسول کر کے بہیجا تہا اور دین اور مذہب اور بت پرستی مین ان دونون فرقونکا ایک ہی طریقہ تہا وَالْمُؤْتَفِكٰتُ اور اُلٹی بستیان اور وے چہہ یا پانچ بستیان تہین اور انمین جو بڑی بستی تہی اُسکا نام سَدُوم تہا جسمین چار لاکہہ آدمی تہا حقتعالی نے حضرت لوط علیہ السلام کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہانجے ہوتے ہین اُنکی طرف رسول کر کے بہیجا اور حضرت لوط علیہ السلام بیس برس انمین رہے اور انکو اپنی طرف بلایا لیکن وے ایمان نہ لائے بِالْخَاطِئَةِ بڑے بڑے گناہونکے ساتہہ جنکا بُرا ہونا سبکے نزدیک ثابت تہا سو فرعون کے گناہ یہ تہے کہ پہلے پیغمبر کی اولاد سے دشمنی شروع کی یعنے بنی اسرائیل سے اور اس عداوت کا سبب یہہ تہا کہ جسوقت حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ کیطرف سے جسکا نام ریان تہا

فرعون نام ہی بادشاہ مصر کے قبطی کا

مدین نام ہی حضرت ابراہیم کے بیٹے کا علیہ السلام کے

بنی اسرائیل آئے تہے مصر مین یعقوب کے

مصر کی سلطنت کے مختار ہوے اور بنی اسرائیل اسواسطے سے مصر مین گئے اور وانکی سکونت اختیار کی تو
حضرت یوسف علیہ السلام کے غلبے اور شوکت کی سبب سے سب مصر والے بنی اسرائیل کی بہت تعظیم اور
بزرگی کرتے تہے پہر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے وفات پائی اور فرعون مصر کا بادشاہ ہوا تو بنی اسرائیل
کی بزرگی اور عزت جو مصر والے کرتے تہے اُسکے دلکو نہائی بلکہ گران معلوم ہوئی چاہا کہ کسی تدبیر سے بنی اسرائیل
کو مصر والونکی نظر مین ذلیل اور خوار کر دے تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ریاست کا خیال بنی اسرائیل کے
دل مین نرہے اور اس سبب سے ریاست کے کامونمین دخل کی خواہش نکرین آخر ہوتے ہوتے اسقدر ظلم اُنپر
کرنے لگا کہ کوری اور چمارونکی طرح اُنکی بیگار مین ہمیشہ گرفتار رہتے تہے کسی سے عمارت اپنی بنواتا تہا اور
کسی سے کہیتی اور کسی سے باغبانی اور کسی سے اینٹ بنواتا تہا اور کسی سے اینٹ پکواتا تہا غرض کہ
سب ذلیل کام انہین سے لیتا تہا اور سخت بے رحم پیادے اُنپر مقرر کئے تہے اور اپنی تئین سب مصر والونکا
معبود ٹہراکر سب سے اپنی تئین سجدہ کرواتا تہا اور بنی اسرائیل یہہ بات اُسکی نہین مانتے تہے اسواسطے
اور انپر غصے مین آتا تہا اور ایذا پہنچاتا تہا یہان تک کہ کاہنون اور نجومیون نے فرعون کو خبر دی کہ اس
بنی اسرائیل کی قوم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا اسطرح کا کہ تیری بادشاہت اُسکے ہاتہہ سے جائیگی یہہ
بات سُنتے ہی اس بدبخت نے ایسا حکم کیا کہ دائیان بنی اسرائیل کے گہر بگہر ہمیشہ پہرتی رہین اور دیکہا کرین
جس عورتکو اُنمین سے حاملہ دیکہین اُسکا نام اور پتا کوتوال کے دفتر مین لکہوادین پہر جب جننے کا وقت ہو تو کوتوال
کے پیادے اُسکے دروازے پر جاکر کہڑے رہین اور دائیان جنواکر اُس لڑکے پیدا ہو تو باہر لاکر اُن پیادونکو
دیکہلادین اگر وہ بیٹا ہو تو پیادے اُسیوقت اُسکو مار ڈالین اور اگر وہ بیٹی ہو تو اُسکو چہوڑدین غرض کہ
برسون یہہ ظلم اُسکا اُنپر جاری رہا اور سوائے اِسکے دوسرے طرح طرح کے ظلم جو بنی اسرائیل پر کرتا تہا سو
تمام عالم مین مشہور ہین اور باوجود اِن ظلمونکے لوگو نپر بت پرستی اور شرک کرنے کیواسطے زبردستی کرتا
تہا اور جو نمیانکر کے آدمیونکو مارتا اُسیکی ایجاد سب آخر ہوتے ہوتے اُسکا کفر اُس درجیکے پہونچا کہ بیخوف اور
خطر پکارکر کہتا تہا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی یعنے مین ہون تمہارا رب سب سے بڑا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم
کے گناہ بعضے وے ہے کہ مدین اور ایکہ والے دونون اُنمین شامل ہے جیسے بت پرستی اور ماپ اور تول مین کمی کرنا

کرے یہ دونون چیزین اُن سب لوگونمین بے انتہا رواج پائی تہین لیکن قزاقی اور رہزنی کرنا خاص مدین والونکا
پیشہ تہا کہ شام اور مصر کی راہونپر گذہیان بناکر چھپے بیٹہے رہتے تہے اور قافلے لوٹتے تہے اور بہت مال لاتے تہے اور حضرت لوط
علیہ السلام کی قوم گناہونمین سب سے بڑا گناہ لونڈے بازی تہی یعنے مرد مرد کے ساتہہ کام کرتا تہا اور سوائے
اس بُرے فعل کے اور بہت سی بُرائیان اور بدعتین اُنمین رایج تہین جیسے کبوتربازی اور مینڈہے لڑانا اور
پتہرونسے اُنمین لڑنا اور مہمانکو اپنے گہر اُترنے نہ دینا اور اگر کوئی دور سے اُنکے شہر مین غلہ خریدنے کو آوے
تو اُسکو خریدکرنے نہ دینا اور آپس کی بنسی کہیل مین گالیان دینا اور فحش بکنا اور راہ چلتے سے مسخری کرنا
اور عورتونکی طرح مسی لگانا اور ہاتہہ پانون عورتونکی طرح نہد یسے رنگنا اور بیحیائی مین انتہا درجیکو پہنچے تہے
یعنے سبکے سامنے ننگے ہوکر ایک دوسرے کے مونہہ پر گوز مارتا تہا پہر حقتعالی نے ان سبکی ہدایت کیواسطے حضرت
موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کیطرف اور حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین اور ایکہ والون
کیطرف اور حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم وغیرہ کیطرف رسول کرکے بہیجا اور ان بُرائیونسے ان سبکو منع فرمایا
فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ پہر نافرمانی کی ہرایک نے اُنمین سے اپنے اپنے رسولونکی جو انکے پروردگار کے بہیجے ہوے
تہے اور حکم نامانا اور اپنی برائیونکو نچہوڑا بلکہ اپنے اپنے وقت کے رسولونسے مقابلہ کر بیٹہے اور لڑائی اور جھگڑا
شروع کیا فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً پہر پکڑا اُنکو انکے رب نے بڑی پکڑ یعنے پیغمبرونکی نبوت کے انکار سے
جس گرفتاریکے لوگ لایق ہوتے ہین اس سے زیادہ گرفتاری اُن لوگون کیواسطے ہوی تاکہ وہ زیادہ گرفتاری
اُن گناہونکے مقابلہ مین واقع ہووے سو فرعونکو اسیکے کہنے کے موافق دریا مین ڈبویا اسواسطے کہ ایک روز
حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک فریادی کی شکل بناکر اُسکے دربار مین آکر اُس سے پوچہا کہ اگر کسیکا غلام اُسکی غلامی
سے منکر ہوکر اپنے خاوند کے مقابلہ مین آپ ہی اپنی صاحبی کا دعوے کرے تو ایسے غلام کیواسطے بادشاہ کا کیا حکم
ہے اور کیسی سزا اسکو دی جاوے فرعون نے کہا کہ ایسے غلام کو جو اپنے خاوند کی نعمتونکا منکر ہے دریا مین
ڈبویا جاوے اور یہہ بہی ہے کہ اکثر فرعون اپنی فخر اور بڑائی مین حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلے مین بیان کیا کرتا
تہا کہ مین ایسا ہون کہ مصر کے ملک مین نہرین جاری کی ہین اور اُن نہرونکو اپنے مکانونکے نیچے سے یہانتک لایا ہون
سو ایسے شخص کو کہ نہرونکے جاری کرنیکو بڑا اپنا فخر سمجہتا تہا اور اسبات سے اُسکو نہایت لذت حاصل ہوتی تہی

بیان ان سب گناہونکا جو قوم فرعون مین رایج تہے

دریا مین

دریامین ڈبوکر ہلاک کرنا بہت مناسب ہوا کہ اُن چھوٹی چھوٹی نہروں سے کیا ہوتا ہی تُون تو مصر کا بادشاہ ہی تجھکو بڑے دریا کی سیر کرنا چاہئے اور جیسا کہ تون اُن نہروں کو اپنے مکانوں کے نیچے سے جاری کرکے فرسے اور عیش کرتا تہا ویسا ہی اب ہم ایسے بڑے دریا کو تیرے سر اور تمام بدن پر جاری کرینگے تاکہ تیری لذت کے اسباب چارون طرف سے تجھکو گہیرلیوین اور فرعون کے عذاب کی زیادتی اسطرح سے ہوی کہ تمام اُسکی سلطنت اور مکانات اور باغات اور اچھے اچھے محل فرش فروش سے آراستہ اور خراب انتہا ایک پل مین اُسکے ہاتھہ سے نکال کے اُسکے دشمنونکو جو بہت حقیر اور ذلیل اسکی نظرونمین تہے عنایت ہوئے اور عادت یون ہی کہ بادشاہونپر اسطرحکی شدت عذابکی نہین ہوتی ہی اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر جو دو فرقے تہے کئی طرح کا عذاب ہوا مدین والونپر صیحہ یعنے سخت آواز ہی ہوئی جیسی ثمود کی قوم پر ہوی تہی اور بہوپچال نے بہی انکو ہلاک کیا اور ایک قسم کے عذاب کا دوسری قسم کے عذاب کے ساتہہ ملنے سے عذاب کی زیادتی ہوتی ہی حضرت شعیب علیہ السلام کے جہوٹہلانے اور حقیر جاننے کے عوض مین سخت آواز سے جہڑکے گئے اور ماپ اور تول مین جو کمی کرتے تہے اور ڈنڈی یا پیمانہ ہلا دیتے تہے تاکہ ماپی اور تولی چیز برابر نہ اُترے اُسکی عوض مین بہوپچال مین مبتلا ہوکر ہلاک ہوے اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پہلے نیچے سے اُوپر لے گئے پہر وہانسے اُلٹا کر پہینک دیا اسواسطے کہ اُنکا کام لونڈے بازی اور بیحیائی تہی جسمین موضوع کا قلب لازم آتا ہی یعنے جو چیز جسواسطے مقرر کی ہی اُسکو اُلٹا کرنا جیسے مرد کو کہ حقتعالی نے اسواسطے نہین پیدا کیا کہ اوندہا پڑے اور اپنی شین ذلیل کرے بلکہ اُسکو عزت والا پیدا کیا ہی کہ یہہ عورت پر سوار ہوا اور اُسکے بعد اُنپر پتہر جلے ہوئے برسائے اسواسطے کہ لونڈے بازیمین زنا کا مزا انکو ملتا تہا اور زنا کی حد رجم ہی یعنی پتہر مارنا اور اس مقام پر بعضے لوگونکے دلمین شبہ آتا ہی کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے شہرونکو اُلٹا کر دیا تو وے لوگ ہلاک ہوگئے اور اُنکے لاشین زمین کی تہ مین چہپ گئین پہر اُنپر پتہر برسانے سے کیا فایدہ اسواسطے کہ پتہر زمین پر گرے ہونگے اور اُنکے لاشین بہت دور زمین کی تہ مین جہپی ہونگی جواب اسکا یہہ ہی کہ ان پتہرون نے اپنے مادی کی تیزی سے گندھک کی خاصیت پیدا کی تہی اور کچہہ اُن پتہرونکا بہاری پن اور کچہہ پہینکنے والے کا زور ان دونون چیزونکے اکٹہے جمع ہونے کے سبب سے وے پتہر اسقدر زور سے گرتے تہے

کہ زمین کو پہاڑ گھس جاتے تہے اور انکی لاشون تک پہنچ کر اُنکے جسمونمین آگ لگا دیتے تہے اور انکا کپہنکنے کے وقت مین اگرچہ احتمال اسبات کا ہی کہ اُنکی روحین اُنکے بدنونسے جدا نہوی ہون لیکن روح کو جو اپنے بدنکے ساتہہ ایک طرح کا علاقہ باقی رہتا ہی وہی علاقہ روح کی عذاب کا سبب پڑتا ہی اسیواسطے مردیکی ہڈی توڑنے سے اور کسی دوسری طرح کی اذیت اور سختی پہونچانے سے منع آیا ہی تو اُن شہرونکو اُلٹا کر کے پہینکنا دنیا کا عذاب تہا اور پتہر برسانا اور اُن پتہرونسے انکے بدنونکو چلانا یہہ برزخ کا عذاب تہا اور یہہ بہی احتمال ہوسکتا ہی کہ جب انکو اُلٹا کر کے پہینکا تہا تو زمین پر پہنچنے کے پہلے ہی پتہر برسائے ہون تو اُس صورت مین یہہ بہی دنیا ہی کے عذاب سے ہوگا ہر صورت سے یہ پانچو واقعہ حقیقی حاقے کی مثالین ہین کہ کافرونکو اُنکے کفر اور نافرمانی کے سبب سے بدون شریک کرنے مسلمانونکے اور بدون فلکی اور عنصری اسباب کے طلب کرنے سے طرح طرح کے عذاب سے انکو نیست اور نابود کردیا اور اگر بادجود ایسی مثالون اور نظیرونکے پہر بہی کسیکو شبہ باقی رہی ہو تو کہے کہ ان واقعونمین مسلمانونکا بچ رہنا اور کافرونکا نیست اور نابود ہوجانیکا ایک سبب تہا کہ پہلے ایمانداروں کو کافرونسے جدا کردیا تاکہ وے عذاب کے مقام پر زمین بلکہ وہان سے دور ہوجاوین پہر کافرونپر عذاب کیا اور یہہ ایمانداروں نکو عذاب کے آنے سے خبردار کردینا اور عذاب کے مقام سے دور کردینا امتیاز کا سبب ہوا لیکن قیامت کو مسلمان اور کافر ایک ہی مقام پر جمع ہونگے اور وہانسے بہاگنا اور علیحدہ ہونا کسطرح ممکن نہوگا اور عذاب کے اسباب عام اور سبکو شامل ہونگے وہان حاقہ کے معنے کسطرح ہوسکتے ہین تو ہم کہین گے کہ شاید اور گواہ اُسکے یہی سنو کہ اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ بے شک جب زیادتی کی پانی نے آسمان اور زمین کے برسات کی کثرت اور چشمونکے اُبلنے اور بہنے سے اسقدر کہ تمام روے زمین کو چہپا لیا بلکہ بڑے اونچے پہاڑونکی جو ٹٹی کے اوپر چالیس چالیس گز پانی اونچا چڑہ گیا تہا اور آسمان اور زمین کے درمیانمین یہی چالیس روز تک بے ہم برسات کی کثرت سے پانی غالب رہا اور یہہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حاقے کا حال ہی۔ اور طوفان کے بولنے سے یہی واقعہ مراد ہوتا ہی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اور سب مسلمان اس واقعہ مین سلامت رہے بادجود اسبات کے کہ وہ بلا عام تہی اور طوفان نے تمام روے زمین کو اور زمین اور آسمان کے بیچ کو چہا لیا تہا کوئی جگہہ بہاگ بچنے کی باقی نرہی تہی ہر جگہہ پر طوفان

تہا انکو بہی بہاگنے سے بچاؤ نتہا اگر حقتعالی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنین کو نبچاتا تو وے سب اس طوفان
مین ہلاک ہوجاتے اور تم لوگون نے جو حقتعالی کی نعمتونکی انکار پر کمر باندہی ہی سو تمہارے وجود کا پتا ہی
نمعلوم ہوتا اسواسطے کہ تم لوگ حضرت نوحؑ اور انکی اولاد کی نسل ہو پہر اگر اسوقت تمہارے باپ دادو نکی
محافظت حقتعالی نکرتا تو تم کسطرح اسوقت مین پیدا ہونے سو اسوقت مین حضرت نوح علیہ السلام اور مومنین کے
بچانیکیواسطے ایک تدبیر انکو تعلیم کردی ہے تاکہ وے لوگ اس طوفان مین شریک بہی رہین اور اس
عذاب سے بچے بہی رہین بلکہ عذاب کی چینٹ بہی ان تک نہ پہنچے اور اس تعلیم کے مضمون کا حاصل یہہ ہی کہ لکڑی کے
سوائے کوئی دوسری چیز اسکی صلاحیت نہین رکہتے اسواسطے کہ پانی کی اصل ثقیل ہی یعنے بہاری ہے
اسکی طبیعت اسی بات کو چاہتی ہی کہ زمین پر ٹہہرا رہے اگر جس چیز مین کہ زمین کے اجزا غالب ہین اس سے
کوئی چیز مرکب کرکے یعنے بناکے پانی مین ڈالین تو پانی اسکو اپنی تہ مین لیجائیگا اور نیچے بٹہا دیگا اور آپ
اُسکے اوپر رہے گا سوایک جوہر لطیف چاہئے جو پانی کے اوپر تیرا کرے اور اُسکے نیچے نہ بیٹہہ جائے اور
ایسا لطیف اور پاکیزہ جوہر دو عنصر مین منحصر ہی ایک آگ اور دوسری ہوا سو آگ کی اصل جلا دینا ہی پھر
اُسپر آدمی کو سوار کرنا گویا اُسکی ہلاکی کی خوشخبری دینا ہی اور ہوا اگرچہ آدمی کی طبیعت کے موافق ہے
اور اسکے جسم کو فاسد اور خراب نہین کرتی لیکن ازبسکہ لطیف اور پاکیزہ ہی قابل اسکے نہین ہی کہ آدمی
باوجود اپنے جسم کے بہاری ہونیکے اسپر سوار ہوسکے سو اسواسطے حضرت نوح علیہ السلام کے دلمین اسبات
کو ڈال دیا کہ جو چیز بہت ٹہوس نہو بلکہ اُسکے مسام اور سوراخونکے خالی ہونے کے سبب سے اسمین ہوا اور اسکی
اور بہت ہوا اسمین بند ہوسکتی ہو ایسی چیز اختیار کرو اور اس قسم کی چیز لکڑی ہی کہ ہمیشہ ہوا اسکے مسام اور
منفذ مین درآتی ہی اور اُسکو اوپر اُٹہا لیتی ہی بخلاف حیوانات اور معادن یعنے زمین کے اندر پیدا ہونیوالی
چیزونکے اور یہی وجہ ہی کہ لکڑی اور پتے درختونکے کتنے ہی بہت ہون اور بہاری لیکن پانی کے اوپر ہی
رہین گے پانی کی تہ مین نہ بیٹہہ جائینگے اور معدنی چیزین جیسے لوہا وغیرہ اور جانورونکے جسم کتنے ہی چہوٹے
اور ہلکے ہون لیکن پانی کے نیچے تہ مین بیٹہہ جائینگے اسواسطے کہ لکڑی اور پتا ہوا کا ظرف ہی اور ہوا لطیف
اور اوپر رہنی والی ہی اور ظرف کو مظروف کا حکم ہوتا ہی اس مقدمے مین آدمی معدنی اور حیوانی جسم نہین

ہونے اور مسامونکی بہر بیٹھنے مین ہوا کے ظرف نہین ہوسکتے ہین ارضی جزاُنکے غالب ہوتے ہین اور مٹی کا جوہر
بہاری پانی کی تہ مین بیٹھنے والا ہے غرض کہ لکڑی کے سوائے کوئی چیز ایسی نتھی جو اسکام کی لیاقت رکھے
اسواسطے حکم ہوا کہ نباتی جسم سے یعنے لکڑیسے ایک شہر مختصر تیار کرو اسقدر جسمین آدمی اور جانور اور
اِن سبکے چھہ مہینے کے کھانے کی گنجایش ہوسکے اور اسکو طبقہ طبقہ کرو یعنے ایک کے اوپر ایک پہر نیچے کے
طبقے مین چارپایونکو اور درندے جانورونکو رکھو اور بیچ کے طبقے مین آدمی اور جنّاتکو اور اوپر کے طبقے مین اُڑنیوالے
جانورونکو رکھو اور جتنے جانور چرندا ور پرند ہین انکو سبکو حکم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی تابعداری مین جاکر
حاضر ہو اور حضرت نوح علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ ایک ایک جوڑا ان سب جانورونمین سے پکڑکر کشتی مین رکھو
پھر حقتعالی کی قدرت کاملہ سے حضرت نوح علیہ السّلام کا دست مبارک اسی جانور کے جوڑے پر پڑتا تھا جسکی
نسل کا باقی رکھنا قیامت تک مقدر اور منظور تہا پھر حقتعالی نے درندے اور موذی جانورنکے دلمین سے
اس عداوتکو جو دوسرے جانورونکے ساتھہ رکھتے ہین چھہ مہینے تک بالکل نکال ڈالا تاکہ اُن سبکا ایک جوڑا
پر رہنا ہوسکے اور اوپر کے پانی کا بچاؤ بے سرپوش کے ممکن نتھا سو حضرت نوح علیہ السلام کے دلمین اسبانکو یہی القا
کیا کہ اس چلتے شہر کیواسطے ایک سرپوش یہی جو اوپر سے سب کشتی کو ڈھانک لے تیار کرو تاکہ سوار ہونیکے بعد
اس سرپوش سے کشتی کو ڈھانک لینا اور روشنی کیواسطے حکم ہوا کہ روشندان یعنے سوراخ اس سرپوش مین اسطور
پر رکھو کہ روشنی بھی رہے اور برسات کا پانی کشتی کے اندر نہ آوے اور اس چلتے شہر کا نام سفینہ اور جہاز اور
کشتی رکھا پھر جو اس کشتی کو بہیون پانی چیرنا اور موجونکے تھپیڑونکی برداشت کرنا تھا تو اسواسطے حکم ہوا کہ اس
کشتی کا سر مرغ کے سر کے مانند اور اُسکا سینہ بطکے سینے کے مانند اور اُسکی دم کبوتر کی دم کے مانند بناؤ تاکہ
موجونکے صدمونسے اُلٹ نجاوے اور جو طوفانکے آنے کا وقت معلوم نتھا تو اسواسطے حضرت نوح علیہ السّلام
اور مومنین کو ایک نشان بھی بتلا دیا یعنے جسوقت تمہارے گہر کے تنور سے پانی کا اُبلنا شروع ہووے
تو جان لینا کہ پانی کی طغیانی اور طوفانکا وقت آپہنچا اور بوجہ لیسا کہ پانی کی روح کو تمام عناصر پر اسقدر غلبہ ہوا کہ
تنور کی آگ نے اُسکے مقابلے مین نیستی کا حکم پیدا کیا چنانچہ اس علامت کے ظاہر ہونیکے وقت حَمَلْنَاكُمْ
فِي الْجَارِيَةِ اٹھالیا یعنے لادلیا ہمنے تمکو اس چلتی کشتی مین جو اسی طوفانکے پانی مین تہی جسمین سب کافر

ڈوب گئے اور وہ کشتی غرق نہو نی تہی پہر اب غور کرو اور سوچو کہ باوجود عذاب مین شریک نہو نیکے تمکو ہمنے بچا رکہا اور ڈوبنے ندیا اُن مسلمانونکے طفیل سے یعنے اِس سبب سے کہ تم اُنکے پیٹہہ مین نطفہ تہے اور وہ کشتی تمہاری اُس عذاب کے مادے پر یعنے طوفانکے پانی پر نہایت آہستگی سے چلی جاتی تہی کچہہ صدمہ اُسکو نہین پہنچتا تہا اسیطرح قیامت کے دن ایماندار پل صراط جو دوزخ کے اوپر ہوگا چلے جائینگے اور کچہہ صدمہ انکو نہ پہنچیگا اور اُس کشتی کے بنانے کی تدبیر سکہانے مین ایک نفع تمہارے واسطے دوسرا بہی رکہا ہی جسنے لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً تاکہ کرین ہم اُس کشتی کو واسطے تمہارے یادگاری اور جس مقام پڑ ڈوبنے کا خوف ہو اور تم ارادہ کرو کہ اُس شہر سے دوسرے شہر کو یا اُس کنارہ سے دوسرے کنارہ کو پانی سے اُتر کر پہنچا چاہیے تو وہان اسیطرح کا چلتا گہر یعنے جہاز یا کشتی کسی لکڑی سے تیار کرکے پار ہو جایا کرو اور اپنے مطلب کو پہنچا کرو اب اس باتمین تمکو چاہیئے کہ خوب غور کرو تامل کرکے بوجہو کہ گناہونکا بوجہہ یہی اسیطرح ندامت اور حسرت کے دریا مین ڈبونے والا اور دوزخ کا کنوے مین ڈالنے والا ہی اس سے نجات اور خلاصی بدون وسیلے کسی ایسے شخص کے جسنے اپنی تئین گناہونسے خالی کرکے اس سب لطیفونسے لطیف کا یعنے ارحم الراحمین کی رحمت کا ظرف اور نزول کا پیمانہ رکہا ہو ممکن نہین ہی جیسے لکڑی کہ اپنی تئین ہوا لطیف کا ظرف بناکر ہماری بہاری چیزونکو پانی مین ڈوبنے سے بچاکر پار کر دیتی ہی سو تمکو بہی چاہیئے کہ جسطرح ہو سکے اپنی تئین بہی کسی لطیف کے ظرف مین یعنی کسی صاحب باطن صالح کے دلمین جگہہ دو تاکہ اس لطیف کی برکت جو اس ظرف کی مظروف ہے تمہارے حال پر بہی متوجہ ہو اسواسطے کہ وہ لطیف اُس ظرف کا مظروف ہی اور تم بہی اسی ظرف کے مظروف ہوئے تو اس لطیف سے ایک نوع کا اتحاد بہم پہنچا اور یہہ اتحاد اُن گناہونکے بہاری پن سے سبکباری اور اور خلاصی حاصل کرسکتا ہی سوا ایسے لطیف ظرف ہر زمانے مین کمیاب اور نادر الوجود ہوتے ہین ایسے لوگونکی طلب اور تجسس مین ضرور رہا چاہیئے اور دل اور جان سے انکی محبت اور متابعت مین کوشش کیا چاہیئے تاکہ اُن لوگونکے دلونمین اپنی جگہہ پیدا ہو سوا اِس امت مرحومہ کیسوا ایسے لطیف ظرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہین اُنکی محبت اور متابعت اِسبات کا سبب پرتی ہی کہ انکے دلونمین اس شخص کی جگہہ پیدا ہو اور جب یہہ بات حاصل ہوی تو وے دل توحقتعالی جلشانہ کے لطف کے نور سے معمور

اور بہرے ہوے ہین تو اس شخص کو بہی ان دلونمین جگہہ پانے سے اور انکی ہمسایگی کی برکت سے جناب
پاک پروردگار سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہوجائیگی اور یہہ مناسبت گناہونکے بوجہہ کے دفع کرنے
مین تریاق کا حکم رکہتی ہے اور کیا اچہی بات کہی ہے کسی شاعر نے سے مو بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد
دست در پاے کبوتر زدو ناگاہ رسید یعنے چیونٹی بیچاری نے حوصلہ کعبہ جانے کا کیا کبوتر کے پانونکو ہاتہون
سے تہانبہا اور اس وسیلے سے کعبہ کو پہنچی اور اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي
فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ یعنی مثال میرے اہل بیت
کی تم مین مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے کہ جو سوار ہوا کشتی مین اُسنے طوفان سے نجات پائی اور جس نے
اُسسے مونہہ موڑا اور پیچہے رہ گیا وہ ڈوبا اور ہلاک ہوا اور حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس
بزرگی اور فضیلت سے خاص ہونیکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آپ کے عمل کے کمال
کی صورت تہی اور حضرات اہل بیت کو بہی حقتعالی جلشانہ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے کمال کی
صورت گردانا تہا اور یہہ عبارت ہے طریقت سے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کمال کا بہی
دوسرے مین جلوہ گر ہونا بدون حاصل ہونے ذاتی مناسبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحی قوتون
جیسے عظمت اور پاکی اور حفظ اور جوانمردی اور بخشش مین کسیطرح متصور نہتا اور یہہ مناسبت بغیر ولادت اور بغیر اصلی اور فرعی
علاقے کے کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی سو اس کمال کے دریا کو جو مختلفہ ولایتونکا اصل اور منبع ہے اُسکے سب
شعبون اور شاخونکے ساتہہ اسی مہانے سے بہایا ہے اور اسی پرنالے سے جاری کیا ہے اور یہی معنے
ہین امامت کے جو اُن بزرگوارون مین ایک دوسرےکو وصی کرتا آیا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ یے بزرگ اس امت
کے تمام اولیا کے سلسلونکے مرجع ہین اور جو شخص کہ تمسک حبل اللہ کا کرتا ہے تو بالضرور اُسکے استفاضہ کی
سند انہی بزرگوارون تک پہنچتی ہے اور وہ اسی کشتی مین بیٹہتا ہے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی
کمال کے کہ وہ کمال اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین جلوہ گر رہا اسواسطے کہ اس کمال کے حاصل کرنے
اور اسمین کمال پیدا کرنے کیواسطے مدت دراز تک ہم صحبت رہنا اور مرضی نامرضی کو اسکی دریافت کرنا ضرور ہے
جیسے شاگرد کی نسبت ہوتی ہے اُستاد سے تاکہ بات کے مطلب کو پہنچنا اور مشکل کو حل کرنا اور مجہول چیز کے

ح

طلب

نکالنے اور دریافت کرلینے کا طریقہ حاصل ہووے اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ یعنے میرے اصحاب ستارونکے مانند ہین انمین سے جسکی تم
پیروی کروگے مطلب کی راہ کو پہنچ جاؤگے سوجسطرح ظاہر کے دریاسے پار ہونا بدون کشتی کی سواری اور تارو
حساب دریافت کرنیکے تاکہ مطلب کیطرف سے دوسری طرف کشتی نہونے پاوے ہرگز ہو نہین سکتا
اسیطرح حقیقت کے دریا کو بھی بدون علمی اور عملی دونون بازونکے قطع کرنا اور پار ہونا اسیطرح ممکن نہین ہے
تو مسلمان آدمیکو بھی ان دونون بازؤنپر تمسک اور اعتماد کرنا ضرور ہوا اور اس مضمونکو کسی شاعر نے
ہندی بیتونمین بخوبی ادا کیا ہے اور وے بیتین یے ہین **نظم** جبکہ اصحابونکو حضرت کہہ گئے
ہین کواکب یے ہدایت کے لئے ہا اور عترت کی تئین کشتی کہا ہا دونون ان خبرون سے یہہ ظاہر ہوا ہا عترت
واصحاب بے شک وگمان ہا لازم ہلزوم ہین دونون یہان ہا اگرچہ ان دو کو نمانے گا کوئی ہا راہ وُہ ہرگز نپاویگا
کبھی ہا ایک کا ان دو سے ہوگر بغض وکین ہا ہوگی اسکی بھی ہلاکت بالیقین ہا جو نہ سمجھے انکو نجم چرخ دین ہا
گم کرے کشتی وُہ اسمیں بالیقین ہا کشف ہے بالکل معلم پر یہہ راز ہا ہین کواکب جل نہین سکتا جہاز ہا یا قطع
بس جان لے انجم کو جو ہا اور تمسک اسکو کشتی کا نہو ہا غرق دریاے ضلالت مین رہے ہا اسکی تئین سا حل
ہا نکاکب ہے ہا انتہی اور اسیواسطے فرمایا ہے کہ وَتَعِیَھَآ اور یاد رکھے اس طوفانمین ڈوبنے سے بچ
رہنے کو اور کشتی کی حالاتکو جو اسوقت کے مسلمانونکو اس تدبیر سے حاصل ہوا تھا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ وُہ
کان جو یاد رکھنے والا ہے ایسے قصونکو اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت ح
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَھَا
اُذُنَکَ یَا عَلِیُّ یعنے دعا مانگی مینے اللہ تعالی سے کہ کردے اللہ تعالی ایسے کان تیرے اے علی اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص کرنا اس شرف اور بزرگی سے اس نکتہ کے واسطے ہے کہ اہل بیت کے
کشتی ہونیکے معنے بدون متوسط ہونے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ممکن نتھے اسواسطے کہ اہل بیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوقت مین بچے تھے اس طریقے کی امامت کے قابل نتھے اور انکی تربیت کا عہدہ
کسی دوسرے کو حوالے کرنا آپ کی شان کے لایق نتھا تو گنا ہونکے بوجھ سے نجات حاصل کرنیکے قاعدے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم کرنا اور انکو اسمین امام کرنا اور اپنے علی کمال کو انکے صورت مین ظاہر کرنا ضرور ہوا
تاکہ وے یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ انبوت کے حکم سے یعنے باپ ہونیکے سبب سے اس کمال کو نور تمام
صاحب زادونکو پہنچاوین اور یہہ سلسلہ قیامت تک انہی کیواسطے سے جاری رہے اسیواسطے حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو یعسوب المومنین کا خطاب دیا ہے اور یعسوب شہد کی مکھی کے بادشاہ کو کہتے ہین اور
باوجود اسبات کے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پرورش پاے تھے
اور داماد ہونیکا علاقہ بھی آپ سے رکھتے تھے اور بچپن سے ہر کام مین رفیق اور شریک رہے تھے تو گویا آپکے
فرزند کے حکم مین تھے اور قرابت مین بھی بہت قریب تھے سو اس سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ روحانی قوتونمین بہت مناسبت حاصل تھی تو گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علی کمال کے ظل اور صورت تھے اور یہی مراد ہے ولایت اور طریقت سے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ انکی استعداد بہت بڑہ گئی اور انتہا درجیکے کمال کے مرتبے
کو پہنچی چنانچہ اسکے آثار اور نشانیان ظاہر اور باطن ہر طریقے اور ہر سلسلے کے اولیاء اللہ مین روشن اور
ہویدا ہین والحمد للہ علی ذلک اور جب خاص اور عام حاقے جو دنیا مین واقع ہوے ہین مثالونکے بیان کرنے
سے سمجھہ مین آگئے تو اب آخرت کے حاقے کو تصور کرنا اور نوجھنا آسان ہوگیا اتنا ہی فرق ہے کہ دنیا کے
حاقے مین تخصیص ہے اور آخرت کے حاقہ مین انتہا درجیکا عموم اور شمول ہوگا فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ پھر
جسوقت پھونکا جایگا صور مین یعنے نرسنگے مین ثمود کے قوم کی آواز کیطرح جو جبرئیلی حقیقت کے آثار سے تھی
اور یہہ پھونک اسرافیلی حقیقت کے آثار سے ہوگی اور اسکی خادم اور مددگار روحونکے قبض کرنے کیواسطے
غرائیلی حقیقت ہوگی چنانچہ ثمود کی قوم پر آواز کرنے کے وقت بھی یہی حقیقت اُس قوم کی روحونکے قبض کرنے
کیواسطے خادم اور مددگار ہوی تھی فرق ان دونون آوازونمین اتنا ہے کہ یہہ نفخہ نہوگا مگر نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ
پھونکا ایک شخص تنہا کا جو تمام عالم کے جاندارونکی روحونکے کھینچ لینے کیواسطے کفایت کریگا بخلاف ثمود
کے قوم کی آواز کے کہ وہ خاص ایک ہی قوم کی روحونکے کھینچ لینے کیواسطے تھی اگر وہ آواز سب جاندارون
کیواسطے فرض کی جاتی تو بہت آوازین متعدد چاہیے تھین اور اس نفخہ سے پہلا نفخہ مراد ہے چنانچہ حضرت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ سے منقول ہی اسواسطے کہ زمین اور پہاڑونکا
اُسمین ٹکرانا اور عالم کی خرابی کا شروع اسی نفخہ سے ہی اور وہ جو بعضے قدیم مفسرون نے کہا ہے
کہ اس سے دوسرا نفخہ مراد ہی تاکہ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ کے مضمون کے ساتھہ مناسب ہوے اسواسطے
کہ اعمال کا عرض دوسرے نفخہ کے بعد ہی سواسکا جواب یہہ ہی کہ پہلی بار کے صور پھونکنے کیوقت سے
یہان تک کہ بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونگے ایک ہی دن ہی تو اس صورت مین
کہہ سکتے ہین کہ جسدن پہلا صور پھونکا جائیگا اُسیدن عرض اعمال ہوگا اگرچہ کچھہ دیر سے ہوا اور صور پر کے
سینگھہ کی شکل ہی اور بعضی ضعیف روایتونمین آیا ہی کہ صور کی لمبائی ہزار سال کی راہ کی ہی اور اُس
ایک سینگھہ مین سات پیچ واقعہ ہوے ہین اور ہر دونون پھونکنے کے درمیانمین گرہین ظاہر ہوی ہین جیسے
نیشکر یعنی گنے کے پور اور ہر پور مین سوراخ ہین پہر کے جیتے کے مانند اور ہر سوراخ مین ٹھہراؤ ایک ایک روح کا
ہوگا عالم کی روحونسے چنانچہ پہلے خانے مین فرشتونکی روحین ٹھہرین گی اور دوسرے خانے مین پیغمبرونکی
روحین اور تیسرے خانے مین صدیقونکی روحین اور چوتھے خانے مین شہیدونکی روحین اور پانچوین خانے
مین ایماندارونکی روحین اور چھٹے خانے مین کافرونکی روحین خواہ وے کافر آدمیونسے ہون یا جنونسے یا
شیطانونسے اور ساتوین خانے مین باقی تمام مخلوقات کی روحین ٹھہرین گی اور صور پھونکنے کی خدمت حضرت
اسرافیل علیہ السلام کیواسطے معین ہی پہلے نفخہ مین اس مضمونکو ادا کرین گے کہ اے روحو اپنا اپنا قالب چھوڑ
کر میری طرف آؤ اور دوسرے نفخہ مین اس مضمونکا کلام کہین گے کہ اے سڑی ہوی ہڈیو اور اے کٹی ہوئی رگو
اور اے پراگندہ اور جدا جدا ہوے گوشتو تم سب جمع ہو جاؤ اور اے روحو تم سب اپنے اپنے قالبون مین
درآؤ اور مفسرون نے کہا ہی کہ پہلے نفخہ مین سب کی روحین اپنا اپنا قالب چھوڑ دین گی مگر حضرت جبرئیل اور
حضرت میکائیل اور حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل اور حملۂ عرش کے اوٹھانیوالے فرشتون علیہم
السلام کی روحین سو حقتعالی جلشانہ ان سبکی روحین اپنے قدرت کے ہاتھہ سے قبض فرماویگا اور پھر سبکے
پہلے حضرت اسرافیل زندہ ہونگے تاکہ اپنی خدمت معین کو یعنے نفخہ ثانیکو بجالاویں اور دوسری مرتبہ صور
پھونکین غرض کہ عالم کے خرابی کی ابتدا پہلے نفخہ سے شروع ہوگی اور تمام عنصرونکی روحین کھینچ جاوین گی اور

اس آواز تند اور سخت کی سبب سے ہوا جنبش مین آویگی وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ اور اُٹھائی جائیگی زمین اور پہاڑ ہوا مین یعنے زمین کے اجزا جو آپسمین اپنی قوت سے ملے ہوے ہین انمین سستی آجائیگی اور سخت بھونچال آنیکے سبب سے پہاڑ کی جڑین ڈھیلی ہوجاوین گی اور زمین کو جھوڑ دین گی اور ہوا اس شدت سے بہے گی کہ پہاڑ اُڑے اُڑے پھرینگے اور یہہ واقعہ عاد کی آندہی اور مدین والونکے بھونچال اور موتفکات کے اُلٹ پلٹ کے مانند ہی لیکن اتنا فرق ہی کہ وے آفتین خاص ایک ایک مُلک پر تھین اور یہہ آفت عام ہوگی تمام زمین اور پہاڑ اور جنگل سبکو شامل ہوگی فَدُكَّتَا پھر کوٹی جائیگی زمین اور پہاڑ سخت آندہی کے صدمہ کے سبب سے جو چوٹائی ہوگی اور پہاڑ آپسمین ٹکرا ٹکرا کر چور چور ہوکر زمین کے برابر ہوجائینگے دَكَّةً وَاحِدَةً کُٹنا برابر یعنے وُہ کُٹنا سب زمین اور پہاڑونکو شامل ہوگا اسمین کچھہ فرق اور جدائی اور تخصیص کسیکی نہوگی فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ پھر اسدن ہوپڑیگا واقعہ یعنے وُہ حادثہ جو تمام عالم کے خراب اور گرفتار کردینے کیواسطے وعدہ کیا گیا ہی اور اثر اُس واقعہ کا جسطرح آسمانکے نیچے والونکو شامل ہوگا اسیطرح آسمانکے اُوپر والونکو بھی شامل ہوگا وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ اور پھٹ جائیگا آسمان اسواسطے کہ پیدایش آسمانکی سفلی عالم کی بھلائی برائی کیواسطے تھی اور جب سفلی عالم نرہا تو آسمانکے باقی رکھنے مین بھی کچھہ حکمت اور فائدہ باقی نرہا بس اسکو بھی نیست اور نابود کردینا ضرور ہوا اور آسمانکی اسقدر مضبوطی اور پائیداری جو ہزارون لاکھون برس سے دیکھتے سُنتے چلے آتے ہین کہ ایک ہی حالت پر ہی کبھی پھٹنا ٹوٹنا نہین ہی سو یہہ مضبوطی اس انشقاق اور خرابی کو مانع نہوسکے گی اسواسطے کہ یہہ سب اُسکی مضبوطی ارواح کے تعلق اور محافظت کے سبب سے تھی پھر جب روحین کھینچ گئین اور آسمانکے قالب کو خالی کردیا تو اُسکی بنیاد کا نگہبان کوئی نرہا فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ پھر وُہ آسمان اُسدن نہایت سست اور جوڑ بند سے ڈھیلا ہوجائیگا جسطرح مرد یکا بدن روح کے نکل جانے سے ہوجاتا ہی وَالْمَلَكُ اور فرشتے جو آسمانکو دَوری حرکت دلاتے تھے یعنے چکر مین رکھتے تھے اور وُہ دوری حرکت آسمانکو پہنے ٹوٹنے نہین دیتی تھی اسواسطے کہ پھٹنا بعضے جزونکی مستقیم حرکت پر موقوف ہی سو یے فرشتے اُس حرکت دلانے سے آسمانکے اُسوقت علیحدہ ہوجائینگے اور بھاگ کر عَلَىٰ أَرْجَائِهَا آسمانکے کنارونپر جاتے رہین گے اور جب اُسکی دَوری حرکت جو اسکو پھٹنے نہ دیتی تھی جاتی رہی تو نفخہ کی تاثیر اُسکے جزو نہین مستقیم

حرکت

حرکت کے لانے مین واجب ہوی لِاَنَّ وُجُوْدَ الْمُؤَثِّرِ مَعَ عَدَمِ الْمَانِعِ یُوْجِبُ وُجُوْدَ الْمَعْلُوْلِ یعنے اسواسطے کہ موثر کا پایا جانا بدون مانع کے معلول کے وجود کا موجب ہوتا ہی سو یہان موثر تو تحقیق اور مانع حرکت دوری تہی سو نہی تو معلول کا وجود لازم ہوا اور معلول یہان پہٹنا ہی اور جسطرح سے اس نفخہ کا اثر زمین اور آسمانکو پہنچیگا اور عالم سفلی اور عالم علویکو یہہ واقعہ اُلٹ پلٹ کر ڈالے گا اسیطرح سے عرش اعظم کو بہی جو سب علوی اور سفلی جسمونکو گہیرے ہوے ہی تغیر اور انقلاب پہنچا دیگا لیکن عالم سفلی اور عالم علویکا انقلاب اور تغیر سستی اور بودے پن کے ساتہہ ہوگا یعنے تمام جوڑ بند اُسکے ڈہیلے ہو جاوینگے اور عرش مجید کے انقلاب اور تغیر مین اسکا عکس پایا جائیگا یعنے بہاری پن اور گرانی اسکی زیادہ ہو جائیگی

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ اور اُٹہاوینگے تیرے پروردگار کے عرش کو فَوْقَهُمْ اپنے سر اور کاندہے پر نہ ہاتہہ پر اسواسطے کہ بہت بہاری چیز ہاتہہ سے تہام نہین سکتی اور جس چیز کو ایک آدمی سر پر اُٹہا سکتا ہے اُسکو دو آدمی ہی ہاتہہ سے نہین تہام سکتے اور عرش مجید کا بہاری پن اُس روز پہلے سے دونا ہو جائیگا اسواسطے اپنے سر و نہ پر اُٹہاوینگے يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ اُس دن آٹہہ بڑے بزرگ فرشتے اور اُسکے پہلے یعنے اُس عالم مین چار فرشتے اُٹہاتے تہے اور اُس دن عرش اعظم کا بوجہہ زیادہ ہو جانیکی وجہہ یہہ ہوگی کہ عرش اعظم حضرت حق جلشانہ کی سلطنت اور جہانداری کی صورت ہی اور جہانداری اس مالک الملک کی اس عالم مین چار صفتون کر کے ہی جو ہر ذرہ مین عالم کے ذرونمین سے اُن چارون صفتون نے ظہور فرمایا ہی اور ہر ایک کو شامل اور گہیرے ہوے ہین پہلی صفت علم ہی اور دوسری قدرت تیسری ارادہ چوتہی حکمت اور اُس عالم آخرت مین چار صفتین دوسری اِن چارونکے ساتہہ ملین گی تاکہ وُہ عالم آخرکا اس عالم دنیا سے جدائی اور امتیاز پیدا کرے سو پہلی صفت ظہور اور انکشاف اور حقیقت صرف ہی یعنے جو اُس عالم مین ہی وُہ ہر شخص پر ظاہر ہوگا اور حقیقت اُسکی کہل جائیگی کسیطرح کا شبہہ اور دہوکہا اور پوشیدگی اور مکر اور فریب اس عالم مین نرہے گا یہان تک کہ کافر اور جاہلونپر بہی کسی چیز کی حقیقت چہپی نرہیگی اور ہر چیز کو قرار واقعی دریافت کرلین گے چنانچہ قران مجید مین جابجا مذکور ہی جیسے سورۂ طارق مین حقتعالی فرماتا ہی يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ یعنے جسدن جانچے جاوینگے بہید اور سورۂ مریم کے پانچوین رکوع مین فرمایا ہی اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا یعنے کیا سُنتے دیکہتے ہونگے

جسدن آوین گے ہمارے پاس اور انکی سوائے بھی دوسری آیتین ہین اور خطا اور صواب کا نام بھی اس عالم
مین نرہیگا اسیواسطے تکلیف کا قلم یعنے حکم مکلف سے اُٹھہ جائیگا اور دنیا مین یہہ صفت عالم اور شامل تھی
اور دوسری صفت سَبُوغ اور کمال اور تمام ہے یعنے ہر چیز اس عالم مین اپنے کمال پر ہوگی کسیطرح کا
نقصان کسیمین نہوگا یہان تک کہ کافر اور بدکارونکے جسم بھی غذا اور دوا کے محتاج نہونگے اور احساس یعنے
دریافت اور دوسری قوتین اُنکی جیسے خیال اور وہم اور عقل کی بوجہہ اور قوتین حرکت کرنے والین اُس
عالم کے تقاضے اور تاثیر سے نہایت اوج اور کمال پر ہونگی چنانچہ حقتعالی جلشانہ سورۂ عنکبوت کے چوتھے رکوع
مین فرماتا ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ یعنے اور پچھلا گہر جو ہے سو وہی ہے
جیتا اگر یہ لوگ سمجھہ رکھتے خلود اور دوام اور ابدیت اور بقاء غیر متناہی یعنے ہمیشگی اسی صفت کی آثار اور مشخصین مین
تیسری صفت قدس اور طہارت ہے یعنے اُس عالم کی صفائی کے سبب سے سبکے سب کدورتون اور آلودگیون سے
بہت دور اور پاک ہونگے یہان تک کہ کافر اور بدکار بھی حاضر اور پیشاب نکرین گے اور کوئی چیز پلید اور
نجس وہان نرہیگی لیکن پسینہ اور زرد پانی زخمونکا اور زخمونکا دہون اور زناکار مرد اور عورت کی شرمگاہ کی
بدبو جو ہوگی سو عذاب کیواسطے اُنپر مسلط ہوگی نہ بدبو اور نجاست کی طور پر چونکہ صفت عدل ہے اور ہر چیز
کا حق اُسکو پہنچانا اور دنیا مین یہہ بات ہرگز ہو نہین سکتی اور اُس عالم مین کسی وجہہ سے ظلم اور زبردستی نہوگی
اور آثار اِن چار وصفتونکے بھی اُس عالم آخرتین عموم اور شمول کے طور پر ورکار ہونگے اسواسطے گرانی عرش
معنوی کی جو عبارت ہے جہاندار یسے دونی ہوگی اور صور تکو معنونکے ساتھہ مطابقت ہونے کے سبب سے
ظاہری عرش مین بھی بوجہہ اور گرانی پیدا ہوگی اور وے فرشتے جو پہلے اُن چار واسمونکے مظاہر ہو کے عرش
اعظم کو اُٹھاتے تھے سو اُسکے بھاری ہوجانیکے سبب سے اس بوجہہ کو نہ اُٹھا سکین گے اسواسطے دوسرے
چار فرشتے جو اِن چار واسمونکے جائی ظہور ہین انکی مدد کیواسطے مقرر ہونگے اور بعضے باریک بین باتکی تہ کو پہنچنے
والون نے ایسا کہا ہے کہ عرش اعظم عبارت ہے فلک الافلاک سے اور اُسکی عارضی حرکتونکے آثار
کو دنیا مین دوسرے آٹھہ آسمان جو اُسکے نیچے ہین اُٹھاتے ہین اور عرش کی روح کی تاثیر سے اور اُسکے
خیال سے اُن آٹھون آسمانونکے ستارونکو مختلف حرکتین ظاہر ہوتی ہین اور اُن حرکتونکے سبب سے اس

عالم مین بھلائیان اور برائیان ظاہر ہوتی ہین اور اس پر دبین حقتعالی کی تدبیرین جلوہ گر ہوتی ہین اور اُسدن
بے اُٹھون آسمان آپسمین ٹکرا کے نیست اور نابود ہو جائینگے اور وے فرشتے جو اُن اُٹھون آسمانکے کامون
مستعد اور قایم تھے بھاگ کر کنارون پر جا پہونچین گے اور عرش کا پائین خالی ہو جائیگا اور عرش کی تدبیر و
فیض پہونچانے کا مکان اور اسطرف سے دواعی فائضہ کا متحمل درمیانین نرہیگا اسواسطے ضرور ہوا کہ دوسرے
اُٹھہ فرشتونکو اسکام کیواسطے عرش کے نیچے جگہہ دین گے اور وے اُٹھون اُس منصب کے حامل اور اُٹھانیوالے
ہونگے اور جسطرح ظاہری عرش دنیا مین اُن اُٹھون آسمانپر تہا اسیطرح اُسدن اُن اُٹھون فرشتونپر ہوگا اور اس
تفسیر کا تائید دینے والا وہ قول ہی جو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ وے فرماتے تھے
لَا اَدْرِیْ اَثَمَانِیَۃُ اَشْخَاصٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ اٰلَافٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ صُفُوْفٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ اٰلَافِ صُفُوْفٍ
یعنے نہین جانتا ہونمین کہ وے اُٹھہ شخص ہین یا اُٹھہ ہزار ہین یا اُٹھہ صفین ہین یا اُٹھہ ہزار صفین اور ضحاک رحمۃ اللہ
علیہ سے منقول ہی کہ ھُمْ ثَمَانِیَۃُ صُفُوْفٍ لَا یَعْلَمُ عَدَدَھُمْ اِلَّا اللّٰہُ یعنے وے اُٹھہ صفین
ہین اُنکی گنتی کو کسی نہین جانتا ہی مگر اللہ تعالی لیکن صحیح حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ھُمُ الْیَوْمَ اَرْبَعَۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَیَّدَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاَرْبَعَۃٍ اُخْرٰی یعنے وے آج کے
دن چار ہین پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو تائید کریگا اُنکی اللہ تعالی چار دوسرونسے اور دوسری روایت مین
آیا ہی کہ عرش معلی کے اُٹھانیوالونکے پانون ساتوین زمین کے نیچے ہین اور عرش معلی اُنکے سر پر ہی اور وے
سر نیچے کئے ہوے تسبیح مین مشغول ہین اور قیامت کے دن اُنمین سے چار کی یہہ تسبیح ہوگی کہ سُبْحَانَکَ
اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ یعنے پاکی بولتے ہین ہم تیری ای اللہ اور حمد تیری
تیرے ہی واسطے حمد ہی تیری معافی پر بعد قادر ہونے تیرے کے اور دوسرے چار یہہ تسبیح کہینگے کہ سُبْحَانَکَ
اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ یعنے پاکی بولتے ہین ہم تیری ای اللہ اور حمد تیری تیرے
ہی واسطے حمد ہی تیرے حلم پر معلوم ہونیکے پیچھے اور وہ جو بعضی روایتونمین آیا ہی کہ عرش معلی کے حامل پہاڑی
بکریکی صورت ہین اور اُنکے سم سے چوتڑتک سو ہزار سال کی راہ ہی سو اُنکے ڈیل کی بزرگی کیطرف اشارہ
ہی اور پہاڑی بکریکی صورت پہاری بوجہہ اُٹھانیکے مناسب ہی کچھہ بعید نہین ہی کہ حقتعالی نے انکو یہی وہی

صورت دی ہو اور وُہ جو بعضی روایتونمین آیا ہی کہ اُنمین سے ایک کی صورت آدمی کی سے ہی اور دوسرے کی صورت بیل کی سے اور تیسرے کی صورت شیر کی سے اور چوتھے کی صورت گیندڑ کی سے سو یہہی روایتونکے خلاف نہین ہی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ اُنکا تمام بدن یکسان پہاڑی بکرے کی صورت ہو اور اُنکی چہرون مین اسطرح کا اختلاف ہو تاکہ اُنکی حقیقتونکے اختلاف پر اشارہ ہو اسواسطے کہ وے یہہی مختلف اسمونکے مظاہر ہین جسطرح پانی کے جانور کہ بدن اُنکا یکسان ہوتا ہی اور چہرونمین بڑا فرق ہوتا ہی چنانچہ بعضے گھوڑے کی صورت اور بعضے کتے کی صورت اور سوائے اسکے بہت صورتین ہوتی ہین اور فضیلت اُنمین کمالات اُلگین بہائی محمد رفیع الدین صاحب سلامت رکھے اُنکو اللہ تعالی اور زیادہ کرے اُنکو دین اور دنیا مین فتوح اور برکتین اپنی بعضی تصنیفات مین ایسا لکھا ہی کہ حاملان عرش معلی ایک جماعت ہین جو حق تعالی کے چار کاموں کے عامل ہین ایک ابداع اور دوسرا خلق اور تیسرا تدبیر اور چوتھا تدلی سو پہلا فرشتہ کہ ابداع کے کمال کا عامل ہی اور قیوم کے اسم سے ثابت ہی اور ہیولی اور صورت ظاہری اور مثالی اور زمانون اور مکانون اور جہتون اور حرکتونپر موکل ہی اور تمام استعدادونکا علم اور اُنکی خبر اور چیزونکی تقسیم اور مقدارونکی اور جہتونکی حد معین کرنا اور وقتونکا اندازہ کرنا اور جو اس قبیل سے ہی سب اُس سے متعلق ہی اور دوسرا فرشتہ جو خلق کے کمال کو حامل ہی وُہ مصور کے اسم سے ثابت ہی اور وُہ تمام نفوسپر اور بسائط اور مرکبات فلکیہ اور عنصریہ کے صور نوعیہ پر موکل ہی اور صورتون کے خواصونکو باقی رکھنے کا علم اور شرح کرنا اور اسکے آثار کا فیض پہنچانا اور اُسکے ہیکلون اور قوتونکی تشخیص کرنا اور جو اُسکے متعلق اور مناسب چیزین ہین سب اُسسے علاقہ رکھتین ہین اور تیسرا فرشتہ جو تدبیر کے کمال کا حامل ہی وُہ عدل کے اسم سے ثابت ہی اور نظام کے تشبیہ دینے مین مطلق چیز کے ساتھہ صورتونکے اجتماع اور اُنکا تداخل کے وقت پر موکل ہی اور مختلفونکے درمیانمین ترجیح کا علم اور اسباب کی تنگی اور کشادگی اور اندازہ اسکا ایک انتہا تک اور جو اُسکے مناسب ہی یہہ سب اس سے تعلق رکھتا ہی اور چوتھا فرشتہ جو تدلی کے کمال کا حامل ہی وُہ قدوس کے اسم سے ثابت ہی اور تمام تجلیات اور شعایر الہیہ پر موکل ہی اور قسم قسم کے تجلیات کے مظاہر کا علم اور تیسرونکا نصب کرنا اور اہل اللہ کے عقیدون اور عملون اور مرتبونکا اندازہ کرنا اور مذہب حق اور باطل کی نگہبانی اور جو اس قسم سے ہی وُہ سب اس سے تعلق رکھتا ہی ظاہر اسے معلوم ہوتا ہی کہ وُہ مضمون جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین

وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہی کہ عرش معلی کے اُٹھانیوالے فرشتوں مین
ایک فرشتے کا حال تمہر بیان کرون پہر آپ نے اسکی پیدایش اور جسم کی بزرگی کے بیان کرنیکے بعد فرمایا کہ اس
فرشتے کی تسبیح یہہ ہی کہ سُبْحَانَکَ حَیْثُ کُنْتَ یعنے پاکی ہی تجھکو جہان کہین ہی تو سو اس مضمون سے
اُسی بزرگ فرشتے کیطرف اشارہ ہی اور اس رمز کی شرح یہہ ہی کہ اس فرشتے کی حقیقت ایک خاص جہت
حقانی کے کمالونسے یعنے جسجگہہ مظاہر مین تاٴلہ یعنے معبودیت کی صفت کا جمال ظاہر ہوتا ہی تو اس لباس
مین حقانیت کی جہت کا منشا اور اس ظہور کا حامل یہی فرشتہ ہوتا ہی گویا کہ جہان کہین تجلی ہوتی ہی اس فرشتے
ہی کے دل پر ہوتی ہی اور یہی فرشتہ ہی جو تجلی کی صورت کے متشابہ ہوجاتا ہی یعنے وُہ تجلی یہی ہوجاتا ہی
اور اِنّی اَنَا اللّٰہُ کے کلمہ سے اپنی زبانکو گویا کرتا ہی اور حقانی کی ذات پاک کا آئینہ ہوتا ہی یعنے اس ذات
کا عکس اسمین در آتا ہی مِنْ حَیْثُ رُفِعَ الْحِجَابُ یعنے اسطرح سے کہ اُٹھ جاتا ہی پردہ اسکی مثل یون سمجھا جاے
کہ یہی فرشتہ تنہا جو اگ کی صورت ہو کے حضرت موسی علیہ السلام پر ظاہر ہوا تہا اور اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ
کے مقولہ کا مصداق ہوا تہا یعنے برکت رکہتا ہی جو اگ مین ہی اور اِنّی اَنَا اللّٰہ کا کلمہ جناب پاک پروردگار سے
یہ کیفیت اسی فرشتے کے سینے مین سے نکلتا تہا اور اگ کے آئینہ مین سُنا جاتا تہا واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام یہہ
کہ ظاہر عرش کے اُٹھانیوالے اصل مین یہ چار فرشتے ہین اور تشریع کے فیض کی نسبت انکے ساتھہ اس سبب سے
ہی کہ تشریع مندرج ہی تکوین مین اور جو اس عالم دنیا مین انتظام کا جاری ہونا تکوین کے فیض کے موافق ہی
اور تشریع کا فیض اس عالم مین تبعی اور ضمنی ہی یعنے دوسری چیز کے سبب سے ہی وہ حق اور باطل کا جدا
ہوجانا جیسا کہ چاہیے پوشیدگی اور اشتباہ کے پردہ مین جہپا ہی اسی سبب سے چار ہی فرشتے اس وجہہ
کو تہامے ہین یہان تک کہ جب سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَا الثَّقَلَانِ کے مضمون کے بموجب تعالی کی عنایت
تشریع کے باغ کی تعمیر کیطرف متوجہہ ہوگی اور ہر جان کا بیج وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ کی زمین
مین جو ہر حق والے کے پورا حق ملنے کا گہر ہی بکہیرا جائیگا اور ہر شخص کی استعداد مین پیدایشی ہون خواہ
عاصل کی ہوی ظاہر ہونگی اور ہر ایک شخص ایک ایک جہان کا حکم پیدا کریگا اور ہزارون بلکہ لاکہون نیک
اور بد صورت اور عملونکا منبع ہوجائیگا تو اسوقت تشریع کے فیض کے خادم فیض مطلق کے عرش کے اُٹھانے مین

شریک ہونگے اور وے فرشتے جو اسدن اُسکام مین شریک ہونگے اُنکی تفصیل یہہ ہی کہ پہلا ایک فرشتہ
جو پہلے فرشتے کا عرش اُٹھانے مین رفیق اور شریک ہوگا اور سب انسانون اور جنون کے نفسونکی استعداد
علم اور وے دقیقہ جو ان نفسونمین مندرج ہین اور اُنکے کمالات کے درجونکا اور اُن قوتونکا جو اُنمین پائی
جاتی ہین اِن سبکا علم اسکو ہی اور دوسرا فرشتہ دوسرے حامل کا رفیق اور شریک ہوگا اور عملونکی
حقیقتونکا علم اور انکی قسم قسم کی کیفیت طرح طرح کی شکلونسے مثال کے آئینہ مین پائی جانیکا علم اور اُن عملونکی
جہتونکی شرح کہ طاعت ہی یا گناہ اس لئے کہ ہر ایک اُنمین سے علیحدہ حقیقت شرعیہ ہی اور نیکبختی
اور بدبختی کا اندازہ اور احوال اور اقوال اور اعمال کے جزونکا اور معتقدات اور ملکات کا علم یہہ سب اُسی سے
تعلق رکھتا ہی اور تیسرا فرشتہ تیسرے فرشتے کا رفیق اور شریک ہوگا اور آدمیونکی احیاجون اور
معاملونکا اور بندونکے حقونکا علم اور اُنکے جھگڑونکا فیصلہ اور برائیون اور کفارونکے مقصدونکی وجہونکا علم
اور آسمین دلونکے زنگ کی محو اور اثبات اور اہل فضل کے درجونکی تشخیص کہ نجات والے کون ہین اور ہلاک
ہونیوالے کون ہین اور مصلحتون اور مطلبون اور عذرونکے دستور اور ضبط کا علم اسیکو ہی اور چوتھا فرشتہ
چوتھے فرشتے کا رفیق ہوگا اور احوال اور مشاہدات کے پہلوونکا علم اور حقتعالی کے دیکھنے والونکے مرتبونکا علم
اور اسماے الہی کے ساتھہ احوال کا مرتبط ہونا کہ یہی اُن مرتبونکا مبادی ہی اور ہر اسم کا اپنی شیونہ مین
ظاہر ہونیکا اندازہ از روے قوت اور ضعف کے اور ذات کے منکشف اور محجوب ہونیکی منزلونکی حدونکا علم اور
عمل کرنیوالونکے اخلاص کا اور متخلق اور متحقق ہونا حقتعالی کے ساتھہ کا علم اور جو اسکے مناسب ہی یہہ سب
اسکو ہوتا ہی یہان تک تمام ہوا کلام مولوی رفیع الدین صاحب کا اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ جبتک
عرش معلی اپنے مکان مین ثابت اور برقرار ہی تبتک اسکو چار فرشتے جلیل القدر اُٹھاتے ہین اور جب اپنے
مقام سے جنبش کریگا اور دوسری جگہہ پر جاویگا تو اسوقت چار فرشتے دوسرے چاہئے اُن پہلے
چارونکی مدد کو اسواسطے کہ جب کوئی بھاری چیز ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر لے جایا جاتے ہین تو اسکو زور
اور قوت بہت چاہئے بخلاف اُسکے کہ وہ چیز اپنی جگہہ پر قایم رہے کہ اسمین زور کم درکار ہوتا ہی اور جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بوجھا جاتا ہی وہ یہہ ہی کہ حقتعالی جلشانہ اپنے بندونکے ساتھہ

دنیا اور آخرت مین وہی معاملہ کرتا ہی جو انکے ذہنونمین بیٹہا ہوا ہی اور اُنکے بسمین وستور ہی اور پہیل رہا ہے جیسے دنیا مین باوجود اسبات کے کہ حقتعالی مکان سے منزہ اور پاک ہے لیکن اپنے واسطے ایک گہر ٹہہرایا ہی تاکہ بندے اس گہر کو دیکہہ کر اس گہر والے کی تعظیم بجالاوین اور بدون اس گہر بزرگ کے دیکہے ہوے ممکن نتہا کہ انکی باطنی تعظیم انکے ظاہر پر ظہور کرے اور اس گہر مین ایک سیاہ پتہر کو یعنے حجر اسود کو اپنا سید ہاتہہ ٹہہرایا اسواسطے کہ آدمیونکی عادت یون ہی ہوگئی ہی کہ اپنے رئیس اور سردارونسے جو ملاقات کرتے ہین تو پہلے مصافحہ کرتے ہین اور ہاتہہ بہی چومتے ہین اور بندونکے عملون اور کامونکی محافظت کیواسطے فرشتونکو اخبار نویس اور خفیہ نویس مقرر کیا ہی کہ بندونکے عملونکو لکہتے رہین اور حال یہہ ہی کہ حقتعالی کا علم سبکو گہیرے ہوے ہی کچہہ اس لکہنے کی احتیاج نہین ہی اور اسکو کچہہ بہول جانیکا بہی خوف نہین ہی اور اسیطرح اگر تمام شرعی کامونمین غور اور فکر کیجاوے تو بہت معقول اور محسوس مشابہت کامرعی اور معتبر ہونا کہل جاوے اسیطرح آخرت مین بہی بنی آدم کے ساتہہ وہی معاملہ کیا جاویگا جو اُنکے دلونمین اور ذہنونمین گڑا ہوا ہی اور بادشاہونکے شان بہی یہی ہی کہ جب انصاف کرنا اور ظالمون سے مظلومونکا حق دلانا منظور ہوتا ہی تو پہلے پردے اور حجاب کو دور کرتے ہین اور رعایا کو توپ اور نقارے اور پناہ کی آواز سے خبردار کرتے ہین اور بلاتے ہین پہر آپ تخت پر بیٹہہ کر دربار عام فرماتے ہین اور متصدی ہر دفتر کے حاضر ہوتے ہین اور تمام فوج کے لوگ پیادے اور سوار صف باندہ کر کہڑے ہوتے ہین تاکہ جو حکم نکلے مارنے یا باندہنے یا قتل کا تو اسوقت بجالاوین اور سرفراز کیے اسباب جیسے خلعت خانہ اور عذاب کے اسباب جیسے زنجیر اور طوق اور بیڑی اور جلاد سب مستعد اور حاضر ہوتے ہین سو اسی دہشتناک شکل اور خوف والی صورت کو رنگ برنگ کی تقریرونسے قرانکی آیتونمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین بہت شرح اور تفصیل سے بیان فرمایا ہی پس اسجگہہ پر عرش معلی سے وہ عرش اعظم نہین مراد ہی جو سارے جہانکو گہیرے ہوے ہی اور اسکو اسدن اپنے مکانسے جدا ہونا بوجہا جاوے بلکہ مراد عرش دوسرا ہی یعنے عدالت الہی کی تجلی اُس نورانی عظیم القدر جسم پر مستولی اور غالب ہوکر حشر کے میدانمین ظہور فرماویگی چنانچہ دوسری آیت مین یعنے سورہ زمر مین مذکور ہی کہ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنے اور روشن ہوگئی زمین اپنے رب کے نور سے اور لادیا دفتر

اور حاضر ائے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا انمین انصاف سے اور انپر ظلم نہوگا پھر اس سورة کے آخر مین فرمایا ہی
وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے تو دیکھے گا فرشتونکو کہڑے ہوے گرد عرش کے پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان اور
فیصلہ ہوا ہی انمین انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب ہی سارے جہانکا لیکن اس
مقام پر جانا چاہئے کہ یہہ جو شریعت کے حکمونمین عقلی چیز کی مشابہت ظاہری چیز کے ساتھہ آئی ہی یہہ فقط
تصور اور خیال نہین ہی کہ عوام لوگونکے رغبت دلانے یا ڈرانے کیواسطے لائے ہون بدون اسبات کے
کہ اسکی کچھہ اصل اور حقیقت ہو جسطرح معتزلہ اور فلسفی مزاج سمجھتے ہین اور اس اپنی بوجھہ اور سمجھہ پر فخر کرتے ہین
بلکہ اس تشبیہ کی حقیقت ہی بدون مجاز کے اسواسطے کہ حقتعالی کی ذات پاک کو ظہور اور تجلی اور دنوا اور تدلی
کی صفت ثابت ہی اور باوجود اسبات کے کہ تنزیہ اور پاکی کے اعلی مرتبے مین ثابت ہی لیکن ہوسکتا ہے
کہ جس رنگ اور طور سے چاہے اپنے تئین ظاہر کرے اور جلوہ گر ہووے چنانچہ طور پہاڑ کی آگ کے بیان مین
اور لن ترانی کی شرح مین صراحتہً ظاہر کر کے فرمایا ہی پس ان مقامونمین کہ بندون کے مرجع اور جاے بازگشت ہین
دنیا مین یہی اور آخرت مین یہی حقتعالی کی ذات پاک متجلی ہی اور اس مالک الملک کے حکم نافذ اور جاری ہین
اور اہل شرع اور فلسفیونکے عقیدہ مین فرق اتنا ہی ہی کہ اہل شرع ان تجلیات کو ثابت کرتے ہین بلکہ اگر خوب تامل کیا
جاوے اور شرعی اخبارونمین غور کر کے دیکھا جاوے تو تشبیہ اور تنزیہ کے عقیدہ مین انطباق یعنے برابری پیدا کرتے
ہین اسطور سے کہ تشبیہ تجلیات اور ظہورات مین ہی اور تنزیہ ذات اور حقیقت مین فقط حاصل کلام کا آسمانونکے
پردے اٹہہ جانیکے بعد اور عرش معلی کے ظاہر ہونیکے بیان کے بعد فرماتے ہین کہ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ
اُس دن حاضر کئے جاؤگے اپنے پروردگار کے سامنے لوح محفوظ کے ظاہر ہونیکے سبب سے جو عرش معلی کے
حاملون پاس ہی اور اسیکے مطابق کرام کاتبین کے نسخہ بہی اسی مقام پر حاضر کئے جاوینگے لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ کوئی حال چہپا
نرہے گا کسی پر پہلے ہون یا پچھلے کسیکا احوال تمسے خافیہ کوئی حال چہپا اور حدیث شریف مین
آیا ہی کہ قیامت کے دن تین مرتبے عمل عرض کئے جاوین گے پہلے مرتبے کافر اور گنہگار اپنے رب کے ساتھہ
انکار کر جاوینگے اور دوسرے مرتبے جب گواہ ان کامونپر گذرین گے جیسے دن اور رات اور آسمان اور زمین

ح

اور اُنکے کہال اور ہر ہر عضو انکا گواہی دیگا تب یہلوگ کرین گے اور عذر پیش کرین گے اور تیسری بار عذر بھی انکے باطل ہو جائینگے اور حکم ہو گا کہ انکے نامہ اعمال اوڑا دو پہر بعضونکو داہنے ہاتھہ مین سامنے دینگے اور بعضونکو بائین ہاتھہ مین پیٹھہ کے پیچھے سے دینگے پہر نامہ اعمال اسطور سے دینے کے ساتھہ ہی ہر ایک پر اپنے انجام کا حال کھل جائیگا اور پڑھنے کے پہلے ہی اعمال کی بھلائی برائی معلوم ہو جائیگی فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ پہر لیکن وہ شخص جو دیا جائیگا اسکا نامہ اعمال اُسکے داہنے ہاتھہ مین تو توجیہہ لیگا کہ میرا داہنا ہاتھہ زور آور تہا اور میرا نامہ اعمال جو داہنے ہاتھہ مین دیا ہے تو میرا زور اور غلبہ نفس کی خواہش اور حرص اور غضب پر ثابت ہوا فَیَقُوْلُ پہر کہے گا وہ شخص نوشتونکو هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ لیو پڑہو میری کتاب اسواسطے کہ اسمین بالکل میری بہتری اور خوشی ہے اور جو چیز مجھکو رنجیدہ اور غمگین کرے وہ ہرگز اسمین نہوگی اسواسطے کہ مین نے دنیا مین حق کی جانب کو قوی کیا تہا اور باطل کی جانب کو ضعیف اِنِّیْ ظَنَنْتُ بے شک دنیا سے جاتا تہا مین نے ایسا جانا جو یقین کے نزدیک تہا کہ اِنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ مقرر مین ملاقات کرونگا اپنے حساب سے آخر تمین اسیواسطے دنیا مین ہمیشہ اپنے نفس سے محاسبے مین مشغول رہتا تہا اسکے حساب مین گرفتار ہونے سے پہلے اور کتابیہ اور حسابیہ کے آخر مین جو ساکن ہے وہ ہے ضمیر کی نہین ہے بلکہ سکتے کی ہے جو عرب کے کلام مین وقف کیواسطے زیادہ کرتے ہین فَهُوَ پہر وہ شخص باوجود عام ہونے بلاکے اور شایع اور پہیل جانے رنج اور غم کے فی عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ مَّنْ مانتی زندگانی مین اور گذرانمین ہو گا اسواسطے کہ اسکو کچہہ بھی رنج اور غم نہو گا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے لوگ کہ عین طوفانمین خاطر جمعی سے اپنی گذران کرتے تہے سو اُس شخص کے ساتھہ اتنی ہی خاطر جمعی اور بے غمی پر کفایت نکرینگے بلکہ وہ شخص داخل ہو گا فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ بڑے رتبے والی بہشت مین جسمین مکانات عمدہ اور فرش نفیس اور برتن چاندی اور سونیکے اور نہرین جاری اور اُن نہرون مین فوارے چہوٹتے ہوے اور درخت میوے سے لدے ہوے اور سبزے لہلہاتے ہوے ہونگے اور باوجود ان سب چیزونکے اس بہشت مین ایک صفت دوسری ہے جو دنیا کے باغونمین وہ صفت ہرگز نہین ہو سکتی سو وہ صفت یہہ کہ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ میوے عمدہ اور چنے ہوے اس باغکی جہکے اور نزدیک مین کہڑے

اور بیٹھے اور لیٹے کے اسطرح پر کہ جو بہشتی نے اسطرف اشارہ کیا تو درخت کی ٹہنی اس میوہ کیواُس بہشتی کے مونہہ کے پاس پہنچاویگی اور یہ سب باتین وہانکے درختونکو وہانکی زندگانی کی قوت سے حاصل ہونگی کہ اُن درختونمین وہان شعور اور دریافت کو پیدا کیا ہی اور بہشتیونکو بہشت مین داخل کرنے سے پہلے یہہ خوشخبری سناوین گے کہ کُلُوا وَاشْرَبُوا کہاؤ اور پیو کہانے اور پینے بہشت کے هَنِيئًا گوارا ہو جیو تمپر بیرنج جانیوا اور بدہضمی اور ثقالت اور دوسرے کسی مرض کا سبب نہٹریو بِمَا أَسْلَفْتُمْ بدلے مین اسکے جو پہلے اِسسے دنیا مین کیا ہی تمنے جیسے عبادتونمین محنتین اور حرام خواہشونکو روکنا اور حق راہ کے ڈہونڈہنے مین رنج اور مشقتین کہینچا فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ گذرے ہوے دنونمین یا اُن روزونمین جو کہانے اور پینے سے خالی تہے جیسے رمضان شریف کا مہینہ اور دوسرے دن جنمین روزہ مسنون ہی جیسے ایام بیض اور ذیحجہ کا عرفہ یعنے نوین تاریخ اور عاشوریکا دن اور دوشنبہ اور پنجشنبہ اور شب برات کا دن یعنے چودہین تاریخ شعبانکی اور جو سوا اُنکے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ بہشت کے دروازونمین سے ایک دروازیکا نام ریان ہی جو شخص اس دروازے سے پیٹہیگا کبہی پیاسا نہوگا سو وہ دروازہ خاص روزہ دارونکے واسطے ہی اُسدن اُنسے حقتعالی فرماویگا کہ اے ہمارے دوستو ہمنے تمکو اکثر دیکہا تہا دنیا مین کہ پیاس کے غلبے سے ہونٹہ تمہارے خشک اور بہونک سے پیٹ تمہارے پیٹہہ سے ملے ہوے اور رانونکے جانگے کے سبب سے انکہین تمہاری بیٹہی ہوی رہتی تہین سو آج کے دن اُس محنت کے بدلے ہماری ہمیشگی کی نعمت مین درآؤ اور بہت میٹہا مزیدار بہشت کا پانی پیو اور کشاف مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی بہشت مین نہ داخل ہوگا مگر ایک دست آویز اور سند کے وسیلے سے جو اُسکو رب العالمین کی درگاہ سے اسکے ہاتہہ مین عنایت ہوگی اور مضمون اس دست آویز کا یہہ ہوگا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ اُدْخُلُوْهُ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ شروع اللہ تعالے کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہی یہہ سند ہے اللہ تعالے کیطرف سے واسطے فلانے شخص کے جو فلانیکا بیٹا ہی داخل کرو اسکو بہت بالی والی بہشت مین جسکی خوشے جہک رہی ہین وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ اور لیکن وہ شخص جو دیا جاویگا اُسکا نامہ اعمال اسکے اُلٹے ہاتہہ مین تو کہیگا کہ میرا اُلٹا ہاتہہ میری بیوی کی طرف تہا اور میرا نامہ اعمال جو اس ہاتہہ مین دیا

ہی تو معلوم ہوا کہ میرے عمل بودے اور نکمے ہین عذابے چھڑانیکی قوت انمین نہین ہی پھر بہشت کے
درجونپر پہنچانا کیا انسے ہوسکے گا بس واویلا اور واحسرتا کریگا فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ پھر
کہیگا کیا اچھا ہوتا کہ مذیا جاتا مین اپنی کتاب یعنے نامہ اعمال اسواسطے کہ لوگ ابد ہر اوہ سے اس کتاب کے
پڑہنے کی تکلیف مجھے دینگے اور اسکے پڑہنے مین فضیحت اور رسوا ہونگا مین وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ اور کیا
اچھا ہوتا کہ نجانتا مین کہ میرا حساب کیا ہی اسواسطے کہ جو حساب خرابی اور بلا کی کا سبب پڑے اسکا نجانتا
جاننے سے بہتر ہی اور یہہ بھی ہے کہ حساب کے دریافت کرنے مین مجھکو میرے سب عمل برے یاد آوینگے
اور انکے یاد آنے مین روح رنج مین گرفتار ہوگی تو عذاب ظاہر کے پہلے یہہ باطنی اور روحی عذاب چکھنا ہوگا اور اگر
کوئی شخص اسکو کہے گا نصیحت کیطور پر کہ ایسی بیفایدہ باتین تو کیون کرتا ہی کہ مجھکو نامہ مذیا اور میرے عملونپر
مجھکو خبردار نکرتے تو بہتر تہا اسواسطے کہ جو اس حشر کے میدان مین حاضر ہوا ہی سو اسکو نامہ اعمال کا ملنا
اور اپنے عملونپر مطلع ہونا ضرور ہی تو وہ بدبخت اس نصیحت کے جواب مین دوسری آرزو کریگا کہ يَا لَيْتَهَا
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ اہی کاش یہہ قیامت میرا کام تمام کرتی اور مجھکو مار ڈالتی تاکہ اس سوائی اور اس عذاب
جہنم کا رہ پاتا مین اور اگر فرشتے اسکو کہینگے کہ اپنے برے کامون سے خلاصی حاصل کر نیکو اللہ تعالی کی راہ
مین خیرات اور صدقے دنیا مین کیون نہ دئے تو وہ کہیگا اَلصَّدَقَةُ تُطْفِي الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِي الْمَاءُ النَّارَ
یعنے صدقہ دینا مٹا دیتا ہی برائیکو جسطرح بجھا دیتا ہی پانی آگ کو تو وہ بدبخت انکے جواب مین کہے گا کہ
مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ کچھہ کام نہ آیا میرے میرا مال اسواسطے کہ مین نے دنیا مین اپنا مال بیجا اور بیفایدہ کی
جگہہ مین خرچ کیا اور برباد کیا اور اب اسوقت میرے پاس کچھہ بھی نہین ہی جو گناہونکے بدلے مین دیکر خلاصی حاصل
کرون اسواسطے کہ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ برباد ہوئی مجھسے حکومت میرے جو اپنے اندازیکے قدر دنیا مین
رکہتا تہا ایک گہر پر یا ایک گاؤنپر یا ایک شہر پر یا ایک ملک پر اور کم سے کم اپنے مال پر اور لونڈی غلام پر اور ہاتہہ
بھر پر تو البتہ حاکم تہا مین جو کچھہ مین چاہتا تہا وہ اُنپر حکم کرتا تہا اور یے میرے حکم کو بجا لاتے تہے اب تو کوئی شخص اور کوئی چیز
میرے حکم اور تصرف مین نہین ہی سو جب اسکو سوائے حسرت اور ندامت اور باطل آرزوونکے کوئی جواب معقول میسر
نہوگا تب حق تعالی دوزخیونکو حکم فرماویگا کہ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ اسکو پکڑو اسکو سختی اور عنف سے فَغُلُّوهُ پھر اسکا ہاتھہ اسکی گردن

باندھو اسواسطے کہ یہ شخص ہمارے کیلے ہاتھوں کی نعمت کا شکر بجا نہ لایا اور ہماری رضامندی کی باتوں مین اپنے ہاتھہ کو نکھولا حدیث شریف مین آیا ہی کہ اس حکم کے سنتے ہی ایک لاکھہ فرشتے اسکی طرف دوڑ پڑین گے اور اسکے ہاتھہ کو اسکی گردن سے باندھ دینگے پھر حکم ہوگا کہ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ پھر دیکھی آگ مین ڈالو اسکو اسواسطے اسنے کسی چیز کو دنیا کی لذتون اور نعمتونسے خدا کیواسطے نچھوڑا تہا سو اسکی عوض مین اس بلا مین اسکو جلاؤ اور آگ مین ڈالنے کے پہلے اسکے ہاتھہ اسواسطے باندھ دے جائینگے تاکہ دوزخ مین ڈالنے کیوقت ہاتھہ نہلا وے اور حرکت اور جنبش بیقرارونکی سی نکر سکے کہ اسمین عذاب مین تھوڑی تخفیف ہوجاتی ہی ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ پھر ایسی زنجیر مین کہ اول سے آخر تک ہر حلقہ اسکا دوسرے حلقہ سے ملا ہو ذَرْعُهَا جسکی ناپ سَبْعُونَ ذِرَاعًا ستر گز ہو ذراع کے گز سے جو فرشتونکے عرف مین رائج اور مشہور اور ہر گز اسکا ستر باع اور ہر باع اتنا ہی جتنا مکے اور کوفے کے درمیان مین دوری اسیطرح روایت کی گئی ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور دوسرونسے بھی فَاسْلُكُوهُ پھر جکڑو اسکو تاکہ اس زنجیر کے حلقونمین بند ہوجائے اور ہاتھہ پانون اور دوسرے اعضا سے بھی حرکت نکر سکے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ وہ زنجیر اسقدر طویل ہوگی کہ اسکے پاخانہ کے مقام سے گھسے گی اور حلق سے نکل آویگی اور اسکی ہیئت ثانی قدم تک لپٹ جائیگی اور اسکو اس زنجیر سے اسواسطے عذاب کیا جائیگا کہ اِنَّهُ كَانَ بے شک وہ تہا بد انتہا عادتونکے تسلسل کا قائل اور ہمیشہ اسباب اور مسببات بہی کے سلسلے کے ملاحظے مین لپٹا رہتا تہا اور ہر چیز کو کسی سبب کیطرف نسبت کیا کرتا تہا پہر اس سبب کو دوسرے سبب کیطرف اسیطرح کے تسلسل مین گرفتار رہا اور مسبب الاسباب کیطرف نہ جہکا یہی سبب تہا کہ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ایمان نلاتا تہا خدائے بزرگ کا ایسا خدا جسکی عظمت اور بزرگی کے ملاحظہ کے سامنے جتنے سبب مین نظر سے ساقط ہوجاتے ہین اور اعتبار سے جاتے رہتے ہین اور اچہی بات کہی ہی کسی شاعر نے ؎ از سبب سازیش من سوائی ام ۔ فوز سبب سوزیش سوفسطائی ام ۔ اس شعر کے معنے اوپر کی سطور مین گذر چکے ہین اور باوجود ایسی شدت کفر کے عذاب کی تخفیف کا کوئی سبب نہ کہتا تہا اسواسطے کہ بدنی عبادت اس شخص سے متصور نتہی اس سبب سے کہ مسبب کا قائل تہا پہر اگر عذاب کی تخفیف کیواسطے کچہہ بہی کام آتی وہ مالی عبادت تہی سو وہ بہی اسنے اپنے ہاتھہ سے کہوئی بلکہ اپنے دینے کا کیا ذکر دوسرے کا

دینا فقیرونکو دیکھہ نہ سکتا تہا کہ لا یحض علی طعام المسکین اور تاکید نکرتا تہا اپنے اہل وعیال اور خادمونکو مسکینونکے کہلانیکو اور اسکے ہاتہہ گرو نپر باندہنے کی وجہہ یہی تہی کہ یہہ اپنے مال کے دینے مین ہاتہہ کہینچے رہتا تہا اور بخل کرتا تہا اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ جو انصار یونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے جلیل القدر صحابی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق مین فرمایا کہ ابو درداء امیری امت کا حکیم ہی اُنسے منقول ہی کہ یہ اپنے گہر کی بی بی سے کہا کرتے تہے کہ شوربا سالن مین زیادہ کیا کرو تاکہ فقیرونکے کام آوے انکی بی بی نے پوچہا کہ شوربے کے زیادہ کرنے مین کیا فایدہ ہی اسواسطے کہ کہانے مین لذت خوب نہین ہوتی تو آپ نے کہا کہ تمنے نہین سُنا کہ ایمان نہ لانے اور مسکینونکو کہانا نکہلانیکے سبب سے کافرونکو آگ کی زنجیرون مین جکڑکے عذاب کرینگے سو اللہ تعالی کے فضل اور کرم سے ایمان لانیکے سبب سے ہمنے آدہی اُس زنجیر کو اپنے سے کاٹ ڈالا ہی اور آدہی جو باقی ہی وُہ بہی مسکینونکو کہلانیکے سبب سے اپنے سے دور کئے دیتے ہین حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کافر جسطرح ایمان اور معرفت کے مکلف ہین اسیطرح دوسری عبادتونکے بہی مکلف اور مخاطب ہین اور انکی دلیل یہی آیت ہی یعنے اگر ایسا نہوتا تو قیامت کو کافرونپر کہانا نہ کہلانے کے سبب سے عذاب نہوتا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کافرونپر عذاب ایمان نہ لانیکے سبب سے ہوگا لیکن اگر مسکینونکو کہانا کہلایا ہوتا تو عذاب مین کچہہ تخفیف ہوتی اور اس آگ کی زنجیر مین گرفتار نہوتے اور جب مسکینونکا کہلانا ترک ہوا اور اس سبب سے انکے عذاب مین تخفیف نہوی تب آگ کی زنجیر مین جکڑے گئے سو یہہ آیت اسبات کی دلیل ہی کہ کافر جو اللہ تعالی کی مخلوقات سے احسانات کرتے ہین اس سبب سے اُنکے عذاب مین تہوڑی تخفیف ہوگی یہ معنے اس آیت کے نہین ہین کہ مالی یا بدنی عبادت کافرونپر فرض یا واجب ہی اور جب کافرونکے عذاب کی شدت کے بیان کرنے سے فراغت پائی تو اب بیان فرماتے ہین کہ دنیا مین رنج اور غم کی شدت مین دو چیزین تخفیف اور غم کی کمی کا سبب پڑتی ہین ایک تو اپنا دلی دوست جو ایسے شدت اور تکلیف کے وقت مین تسلی اور دلاسا اور ماتم پرسی کرکے رنج اور غم کی شدت کو ہلکا اور سبک کردیتا ہی اور دوسرا لذیذ اور مزیدار کہانا کہ دلکو قوت بخشتا ہی اور طبیعت اُسکے کہانے سے خوشی اور فرحت حاصل کرتی ہی اور اس رنج اور ملال کے اوٹہانے اور برداشت کرنیکے طاقت ہوتی ہی اسیواسطے

رنج اور مصیبت مین پہنسے ہوون کی انہی دونون طرحون سے مدت اور اعانت کیا کرتے ہین سو ان دونون چیزونکو
یہی یہان سے نفی کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ یہر نہین ہے اس کافر کیواسطے اسدن جسکی
شان مین حقتعالی فرماتا ہے کہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ
یعنے جسدن یہاگے گا آدمی اپنے بہائی اور ماا ور باپ اور جورو اور بیٹے سے اگرچہ دوسرے دنون مین یعنی
دنیا مین اس قسم کے لوگ بہت ہوتے تھے هٰهُنَا حشر کے میدان مین جہان ہر شخص اپنے حال مین گرفتار ہوگا
اور اپنے انجام کی فکر مین گہبرایا ہوا بیقرار ہوگا اگرچہ جنت مین داخل ہونے اور اپنی طرف سے امن اور چین حاصل
ہونیکے بعد اپنے خویش اور اقربا اور دوست اور آشنا کے حال سے بہی پریشان ہوگا اور یاد کریگا پہر اگر انکو
شفاعت کے قابل پاویگا تو انکی شفاعت کریگا حَمِيمٌ کوئی قرابتی جو اسکی خاطر داری کرے اور اسکی تسلی
اور دلاسے کے سبب سے تہوڑی سی آرام اور تخفیف عذاب مین اس کافر کو حاصل ہو وَلَا طَعَامٌ اور نہ کہانا جسکی
سبب سے کچہہ بدنکو قوت اور دلکو فرحت حاصل ہووے تاکہ اس عذاب کے برداشت کی طاقت ہو اِلَّا
مِنْ غِسْلِينٍ مگر دہون دوزخیون جلے ہوونکے زخمونکا جو پیپ اور زرد پانی کی صورت دوزخیونسے بہہ کے
دوزخ کے گڑہون مین جمع ہوگا اور بدبو اور بدمزگی اور بے لذتی مین اسقدر ہوگا کہ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ
نہ کہا سکے گا کوئی اسکو مگر اسی قسم کے خطاکار گنہگار جنکے نہ ایمان کا ٹہکانا اور نہ کبہی اللہ تعالی کے بندونکے
ساتہہ احسان اور سلوک انسے ہوا تہا پہر وے لوگ ایسے بدمزہ بدبو والی کہانیکو نہایت بیقراری اور
بہوک کے غلبے سے ہزار دشواریسے حلق کے نیچے اتارین گے لیکن آخر کو اس کہانیکی تاثیر سے جو زہر کا خاصہ
رکہتی ہوگی بیقراری اور بیتابی کی زیادتی ہوگی تو ایسا کہانا کہانے مین بہی انسے خطا ہوگی کہ اس کہانیکو قوت کا
سبب جانکے کہائینگے پہر اسکے سبب سے اور عذاب کی شدت مین گرفتار ہونگے بس انکا حال ایسا ہے جیسے کوئی
شخص زہر قاتل کو غذا یا دوا یا معجون مقوی کی عوض مین استعمال کرے کہ سراسر خطا اور چوک ہے لغت والونکو
اس جگہہ پر ایک اعتراض ہے اسکا مطلب یہہ ہے کہ عرب کی زبان مین دہوون کو غسلین کہتے ہین اور حال یہہ
کہ دوزخیون دہوون نہوگا اور دہوون مراد بہی نہین ہے بلکہ حدیث شریف مین غسلین کی تفسیر مین زرد پانی اور
پیپ اور خون فرمایا ہے سو اسمین کیا نکتہ ہے کہ زرد پانی اور پیپ اور خون کو غسلین فرمایا ہے اور اس اعتراض کا

جواب یہہ ہی کہ زرد پانی اور پیپ اور خون جو دوزخیونکے اعضا کہٹانے اور نقصان مین کچھہ تاثیر نکریگا اسواسطے
کہ انکا گوشت اور پوست انکے بدنونپر ہر وقت تازہ پیدا ہوگا تو گویا زرد پانی اور پیپ اور خون نے
انکے تعین دہوون کا حکم پیدا کیا گویا اُس تازہ پوست کو دہو ڈالا اور پاک کرکے پہینک دیا اور اس پہلے
کہال کے زرد پانی ہو کر بہ جانیکے سبب سے اور نئی کہال اسکی جگہہ پیدا ہو جانے سے ایسا ظاہر ہوا کہ وہ جلی ہوئی
پہلی کہال میل کے مانند تہی جو بدن سے دور ہو گئی سو ایسی باریکیون کی رعایت کرنا فن بلاغت کے
اعجاز کے مرتبونسے ہی اس باریکی کے فایدے کے واسطے غسلین کی لفظ کو زرد پانی اور میل کیواسطے استعارہ
فرمایا ہی یعنی اسکی عوض مین لائی ہین فصیحونکے قاعدے کے موجب اور جو اس سورتمین ابتدا سے یہان تک
اُن امرونکی تفصیل خبر حاقہ ہونا ثابت ہوتا ہی قطعی دلیلون اور واضح برہانونسے سُن چکے اور یہہ بات ظاہر
ہی کہ یہہ علم حکیمونکی فکر اور دانا ؤنکی عقل سے باہر ہی اپنے علم اور عقل کے زور سے کوئی اسکو پا نہین سکتا
تو اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ یہہ کلام حقتعالی کا ہی کسی مخلوق کا نہین ہی فَلَآ اُقْسِمُ پہر قسم نہین
کہاتے ہین ہم اسواسطے کہ قسم کہانے کی کچھہ احتیاج نرہی یہہ کلام آپ ہی اپنے حال پر گواہ عادل ہے
اور شاہد صادق ہی اور اسکے مثال یون سمجھا چاہئے کہ جسطرح کتاب شفا جو تصنیف ہی شیخ بوعلی سینا کی
اسکا مضمون اس قسم کا ہی کہ وہ خود دلالت کرتا ہی اسبات پر کہ یہہ حکیم کا کلام ہی اور اسیطرح کتاب
قانون بہی اسیکی تصنیف ہی لیکن اسکا مضمون خود دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہہ کلام طبیب کا ہی اور
اگر تم لوگونکو بغیر قسم کے یقین نہین آتا ہی تو ہماری قسم بِمَا تُبْصِرُوْنَ اُس چیز کے ساتھہ ہی جو دیکہتے ہو
یعنے وے لطیفہ اور فایدے ظاہری جو اس کلام سے اپنی دانائی کی آنکھہ سے دیکہتے ہو وَمَا لَا
تُبْصِرُوْنَ اور جو نہین دیکہتے ہو یعنے وے لطیفے اور فایدے باطنی جو اپنی دانائی اور عقل کی بصارت سے
انکو پا نہین سکتے بلکہ انکے دریافت کرنے مین تعلیم اور تنبیہ کے محتاج ہوتے ہو بلکہ تعلیم اور تنبیہ کے بعد بہی تمہاری
عقل کی نظر انکے دیکہنے مین چوندہلاتی ہی اور بہر نظر دیکہہ نہین سکتی اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ ماتبصرون
سے ظاہر کا عالم مراد ہی اور مالاتبصرون سے غایب کا عالم مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ماتبصرون وہ ہے
جو زمین کے اوپر ہی اور مالاتبصرون وہ ہی جو زمین کے نیچے ہی یا ماتبصرون سے عالم اجسام مراد ہی اور

مالاتبصرون سے عالم ارواح مراد ہی یا اوّل سے انسان اور دوسرے سے جنات مراد ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ ماتبصرون سے کعبہ معظمہ زادہا اللہ تشریفا وتکریما مراد ہی اسواسطے کہ انوار الہی کی تجلی اس مقام
مین اسطرح سے ظاہر اور باہر ہی کہ انکہہ کی بینائی سے معلوم ہوتی ہی اور مالاتبصرون سے بیت المعمور مراد
ہی اور بعضون نے خشکی اور تری کے مخلوقات پر حمل کیا ہی اور بعضون نے مایبصرون کو رسول اکرم صلے
اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ پر یعنے حکم پہنچا دینے پر اور مالاتبصرون کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول اور اترنے
منطبق کیا ہی اور اکثر صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے ماتبصرون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے آثار
اور نشانونپر جو ظاہر معجزون کی مدد سے روشن اور واضح تہے حمل کیا ہی اور مالاتبصرون کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولایت کے انوار پر جو ہرگز کسی مخلوقات کی بینائی بلکہ دانائی مین بہی نہین آسکتے ہین حمل کیا ہی
غرض کہ ہر طرح سے قسم کہانا اس مضمون پر ہی کہ اِنَّہٗ بے شک یہہ قران معجزون والا جو ہر چیز کی حقیقت کو
کہول دیتا ہی اور جن چیزونکے بوجہنے اور دریافت کرنے سے عقل اور خیال اور وہم اور بوجہہ سب عاجز ہین اُنپر
آگاہ کر دیتا ہی لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ البتہ بے شک خدا کا کلام ہی لایا ہوا رسول بزرگ امانت دار کا اسواسطے
کہ درگاہ الہی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رسول مجتبی محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم سنکے تمکو پہنچاتے ہین اور یے دونون شخص نہایت بزرگی اور کرم اور عدالت اور دیانت
اور امانت سے موصوف ہین اور دنیا کی خسیس غرضونسے اور اس جہان کی بُری طمعون سے منزّہ اور پاک ہین
چنانچہ اس رسول کا حال یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمنے اپنی آنکہہ سے خود دیکہا اور خوب جانتے
ہو کہ جہانکی بُرائی سے پاک تھے اور اُس دوسرے رسول کا حال دریافت کرنیکو اس رسول کی گواہی
فقط کافی ہی پہر ایسے بزرگونسے اپنے مالک اور خالق پر افترا اور جہوٹہہ باندہنا ہرگز نہین ہوسکتا انکی طرف
ایسی بات کی نسبت کرنا بیجا ہی وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ اور نہین ہی یہہ قران کہا ہوا کسی شاعر کا اسواسطے
کہ شعر کیواسطے وزن اور بحر لازم ہی اور اس کلام مین ہرگز وزن اور بحر پائی نہین جاتی اور یہہ بہی ہی کہ
شاعر کا کلام بے اصل محض ہوتا ہی اور تمام مضمون اُسکے وہمی اور خیالی ہوتے ہین جنکی اصل کچہہ بہی نہین ہوتی
اور اس کلام مین حقایق اور معارف کے اصول کو قطعی دلیلون اور یقینے حجتونسے بیان فرمایا ہی اور دوسرے

یہہ بہی ہی کہ شاعرونکے کلام مین خالی مضمون اس قسم کے نہین ہوتے ہین کہ وقت کی خصوصیت پر یا عدد اور مدت
کی تعیین پر یا واقعی سچے قصون پر جسطرح وے امورات حقیقت مین ہین اسیطرح بیان کرین بلکہ کمی اور زیادتی سے
انکے کلام خالی نہین ہوتے بخلاف اس کلام پاک کے کہ اسی قسم کے مضمون اسمین سنتے ہو جسطرح اس
سورتہین تمنے سنا کہ حقتعالی فرماتا ہی کہ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ وَّنَخْلٍ عُرُشٍ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ
ثَمَانِيَةٌ یہان حقتعالی نے وقت کو خاص کرکے اور عدد اور مدت کو معین کرکے فرمایا اور اس تعیین اور
تخصیص مین کسیطرح کا شک اور شبہ نہین ہی اسیطرح دوسرے احوال جیسے ثمود کا قصہ اور عاد اور فرعون کا
اور جو اسکے پہلے تہے اور مؤتفکات کا یعنے الٹی بستیون والے یعنے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور اس
بیانمین کسیطرح سے کمی اور زیادتی نہین ہی پس نادان جاہلونکا بکنا جسطرح ابوجہل جاہل کہتا تہا کہ یہہ کلام کسی
بڑے شاعر کا ہی جو بلاغت کے فن مین نہایت مہارت رکہتا ہی کہ مجہکو اپنی بلاغت کے زور سے عاجز
کر دیا ہی یہہ اسکا کہنا محض بیفائدہ اور ہوچ ہی ہرگز سماعت کے قابل نہین ہی قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ
بہت تہوڑا تم یقین کرتے ہو اسواسطے کہ بدیہی امرونکو جنکا صدق ظاہر اور کہلا ہوا ہی انکو بہی اپنی نادانی اور
جہالت اور تعصب سے انکار کرتے ہو نہین تو اس کلام کا شعر نہونا ظاہر ہی از روے لفظ کے بہی اور از روے
معنے کے بہی کسیطرح کی پوشیدگی نہین ہی وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور نہین ہی یہہ قران کہنا ہوا کسی کاہن کا جسکو
جنات بعضی باتین غیب کی اور بعضے احوال کچہہ ردیف قافیہ سے ایک کلام درست کرکے بتلا دیتے ہین جیسے
چور کا پتا اور نام اور نسب اور مدعی کو دعوے مین سچا جان لینا اور خواب کی تعبیر بتا دینا اور اسی قسم کی دوسری
چیزین اسکے دلمین ڈال دیتے ہین جسطرح عُقبہ بن مُعیط اسی قسم کی باتین بکا کرتا تہا سو یہہ کلام ویسا نہین ہے
کئی وجہونسے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ جنونکا کلام مُعجز نہین ہوتا یعنے دوسرا ویسا کہہ نسکے بلکہ جو ایک جن کسی کاہن
کو ایک بات سکہلاتا ہی دوسرا جن بہی ویسی بات دوسرے کاہن کو سکہلا سکتا ہی اور یہہ کلام یعنے
قرآن ایسا مُعجز ہی کہ کسی جن کا کلام اُسکے مشابہ نہین ہوسکتا اور دوسری وجہہ یہہ بہی ہی کہ کاہنونکے
کلام مین قافیہ اور سجع کی رعایت کیواسطے بہت لفظین بیکار اور بیفائدہ آتی ہین اور اس کلام اعجاز نظام
مین کوئی لفظ بیفائدہ اور بیکار نہین ہی تیسری وجہہ یہہ ہی کہ جنونکا خبردار ہونا کسی آیندہ کے احوال سے

اور معین کر دینا کسی مجہول چیز کا جو آدمی سے چھپی ہی اُنکے جسم کی لطافت اور باریکی کے سبب سے اور انکے عالم کا نزدیک ہونا فرشتونکے عالم سے اور مختلف شکلونکے بدلنے پر قادر ہونے اور آسمانکے قریب جاکر فرشتونکی بات سن لینے کے سبب سے ہوسکتا ہی لیکن علمونکی حقیقت پر مطلع ہونا اور دین اور شریعتونکے کلی قواعد اور دستورونکو جان لینا اور فرشتونکے اور آسمانکے چھپے بھیدون پر خبردار ہونا اور اگلے زمانے کے بڑے بڑے قصونسے آگاہ ہونا ہرگز انسے نہین ہوسکتا بخلاف قرآن شریف کے کہ وہ انہی مضمونونسے پُر ہی چونہی وجہ یہہ ہی کہ اس کلام مین یعنے قرآن مجید مین اکثر مقامون پر شیطانون کی برائی اور انکی راہ اور چلن سے بچنا اور جنون کی عبادت کی برائیان جو بتونمین گھس کے آواز کرتے ہین اور اس فریب سے اپنی تئین معبود ٹہراکر پُجواتے ہین اور کاہنونکی برائیان جو شیطانونسے بہائی بندی رکھتے ہین مذکور ہین سو اگر یہہ جنونکا کلام ہوتا تو جن اپنی برائی آپ کاہیکو بیان کرتے اور اپنی شیطنت ظاہر کرکے لوگونکو اپنے سے علیحدہ اور متنفر کرتے اسواسطے کہ یہہ بات عادت کے خلاف ہی کہ کوئی شخص اپنی برائی آپ ہی بیان کرے قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ بہت کم سوچتے ہو اپنے معلوم مقدمونکو اور بہت کم غور کرتے ہو انمین اس مقام مین مفسرین کو ایک سوال ہی مشہور وہ سوال یہہ ہی کہ شاعر کی نفی مین قلیلًا ما تومنون اور کہانت کی نفی مین قلیلًا ما تذکرون کیون فرمایا سواسکا جواب عین آیتونکی تفسیر مین بیان کر دیا گیا اسواسطے کہ شاعریت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تلاوت اور تبلیغ مین ایسا ظاہر امر تہا جو سب پر روشن تہا ایسی ظاہر چیز کی انکار نہین کرتا مگر وہی جسکا دل تصدیق اور ایمان سے خالی ہی ایسا شخص بدیہی چیز کی بہی انکار کرسکتا ہی جسطرح آگ کو جلانیوالا انجانے اسواسطے کہ بے عقل محض ہی اور اس کلام سے یعنے قرآن کے سُننے کے سبب سے کہانت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا البتہ تامل اور غور پر موقوف تہا اور اسبات کی احتیاج تہی کہ کہانت کے لوازمات کو اور اسکی اصل اور فروع کو یعنے اسکی جڑ اور شاخ کو خوب طرح سے غور کرین اسواسطے کہانت کی نفی مین تذکرون فرمایا یعنے غور اور فکر تم بہت کم کرتے ہو حاصل کلام یہہ ہی کہ قرآن شریف جب شاعر کا کلام اور کاہن کا کلام نہوسکا تو ثابت ہوا کہ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ اتارا ہوا ہی تمام عالم کے پروردگار کیطرف سے جسکی ربوبیت عام ہی

سسکو شامل اور یہی عام ربوبیت اسکی اس کلام کے اُتارنیکی مقتضی ہوی یعنے اسنے خواہش کی تاکہ سب جہان والونکو دین اور دنیا کے کاموئین اس کلام پاک سے تربیت فرماوے اور کہہ کہین کہ یہہ کلام حقیقت مین حقتعالی ہی کا اتارا ہوا ہی کسی آدمی اور جن کا کلام نہین ہی مگر ایک دو کلمے یا ایک دو آیتین رسول اپنی طرف سے انمین ملاکر زیادہ کر دے تو ہوسکتا ہی کچھہ تعجب نہین ہی اسواسطے کہ دنیا کے رسول اور قاصد بھی بھیجنے والے کیطرف سے پیغام پہنچانے اور ادا کرنے کیوقت ایک دو کلمے اپنی طرف سے ملانے مین کچھہ مضایقہ نہین جانتے اور اسقدر یعنے ایک دو کلمے یا ایک دو آیتین اگر ملاوینگا جاوین تو اتنے بڑے کلام مین وے پہچان نہ رہین گی اور جدا نہوسکین گی تو اس احتمال سے اس مجموع کلام کے معجز ہونے مین بھی امن حاصل نہوا تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ یہہ قیاس تمہارا مع الفارق ہی یعنے اس کلام پاک کو قاصد کے کلام پر قیاس کرنا بہت بعید اور بیجا ہی اسواسطے کہ دنیا کے قاصد ونکو انکے بھیجنے والے پیغام پہنچانیکے وقت دیکھتے نہین ہین اور اپنے کلام کو قاصد کے حافظے مین ادا کرنے تک باقی رکھنے کی طاقت نہین رکھتے اسواسطے قاصد کو اتنے دخل دینے کی اپنے کلام مین گویا پروانگی دیتے ہین اگرچہ زبان سے نکہین اور یہان یعنے حقتعالی کے بھیجے ہوے رسول مین یہہ بات متصور نہین ہی اسواسطے کہ یہان رسول اور اسکا حافظہ دونون بھیجنے والے کے یعنے حقتعالی کے اختیار اور قدرت مین ہین اور ہر وقت اسکے سامنے حاضر ہین ہرگز متصور نہین ہی کہ رسول اپنی طرف سے حقتعالی کے کلام مین دخل دیپاوے

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور اگر فرض کیا کہ بناکر کہے یہہ رسول ہمپر اپنی فصاحت اور بلاغت کے زور سے

بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ بعضی باتین یعنے کوئی آیت مین کچھہ اپنی طرف سے بڑہادے اسواسطے کہ اگر سب کلام کو یا کوئی بڑی آیت کو پوری بنا لیتا تو فصیح اور بلیغ لوگ اس سے جھگڑا کرکے اُسکو شرمندہ اور خفیف کردیتے

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ البتہ اسیوقت اسکو ہلاک کر ڈالتے اسطور سے کہ پکڑتے ہم اسکا سیدہا ہاتھہ

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ پھر ہم کاٹ ڈالتے تیز تلوار سے اسکی جانکی رگ جسکے سبب سے اسکی جان ہی اور ہم اسکو فرصت نہ لینے دیتے اور یہہ اُس واجب القتل کے حال کی صورت ہی جسکو بادشاہ دنیا کے اپنے سامنے سزا دیتے ہین اور اپنے روبرو جلاد کو بلاکر اسکی گردن کٹواتے ہین اور داہنا ہاتھہ پکڑنے کی وجہہ

یہہ ہی کہ قتل کرنیکے وقت تلوار جلاد کے داہنے ہاتہہ مین ہوتی ہی پہر اگر مقتول کا بایان ہاتہہ پکڑکے اسکی
گردن مارے تو مقتول کی گردن پر پیچہے کیطرف پہری ہوی تلوار لگے گی اور اگر اسکا داہنا ہاتہہ پکڑکے مارگا
تو مقتول کی گردن مین بائین طرف سے لگے گی جسطرف دل ہوتا ہی گردن مارنیکی جگہہ یہی وہی مقرر ہے
اور مقتول کا ہاتہہ گردن مارنیکے وقت پکڑنا اسواسطے ہوتا ہی تاکہ اپنے ہاتہہ سے جلاد کے حربے کو روک
لے اور دوسرے حربے کی جلاد کو حاجت ہووے اور روکنے اور بچانے مین اکثر داہنا ہاتہہ اُٹہتا ہے
اور یہہ ہاتہہ زور والا یہی ہی سو اسواسطے داہنا ہاتہہ ہی پکڑنا چاہئے اور بعضے محققون نے ایسا کہا ہے
کہ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ سے اشارہ یہہ ہی کہ اسکے داہنے ہاتہہ کو ہم شل کردیتے تاکہ ہل نسکے اور
ہرگز جنبش نکرسکے اور جہونٹہہ بات اشارہ اور کنایے سے یہی نکرسکے اور لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ سے
اشارہ اسبات کیطرف ہی کہ اسکے دل کی رگ کاٹ ڈالتے تاکہ جہونٹہہ بات بناکر نکہہ سکے اور اس رگ
کا نام عربی مین نیاط ہی اور زبان کے متصل ہوتی ہی اور زبان کی جنبش اور دلکے ارادے کے موافق زبان سے
بات کا نکلنا اسیکے سبب سے ہوتا ہی اسیواسطے خفقان کے مرض کیوقت جو دلکو گہبراہٹ اور بیقراری
ہوتی ہی تو زبان یہی لغزش اور لکنت کرنے لگتی ہی اور اس جگہہ پر ایک سوال ہی بہت سخت اسکا مضمون
یہہ ہی کہ اگر یہہ شرط اور جزا درست ہوا اور مقدم اور تالی کی ملازمت کلیہ صادق آوے یعنے جہان کہین مقدم
پایا جاے وہان تالی بہی ضرور پایا جاوے تو یہہ بات لازم ہوتی ہی کہ جو خفقانی پر جہونٹہہ باندہے وہ زندہ
باقی نرہے اور حال یہہ ہی کہ مفتری اور جہونٹے بہت گذرے ہین جیسے مُسَیلمہ کذّاب اور اسود عنسی اور اسیطرح
کے دوسرے جہوٹے جنہون نے طومار کے طومار خفقانی پر جہونٹہہ کے باندہے ہین اور اس قسم کا مواخذہ
اور پکڑ انسے نہوے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ نقول کے صیغہ مین جو ضمیر مستتر ہی وہ فقط رسول کیطرف پہرتی
نہ ہر فرد انسان کیطرف بس لازم یہہ ہوا کہ اگر بالفرض رسول سے ایسی بات پائی جاوے تو اسیوقت
یہہ عذاب اسپر کیا جاوے اسواسطے اسکی تصدیق اور سچائی معجزونکے سبب سے حاصل ہوئی ہی پہر اگر
اس قسم کی بات مین جلدی سزا اور عذاب نکیا جاوے تو ایسا التباس اور شبہہ پرجاوے جسکا سنوارنا
ممکن نہین ہی اور یہہ بات حکمت کی منافی ہی بخلاف اس شخص کے جو رسول نہین ہی اور اسکا رسول ہونا

معجز ہے ثابت نہین ہوا ہی تو اسکی بات یہی ہیہودہ اور خرافات ہے کوئی اسکی بات نہ سنے گا
اور ہرگز کسیکو التباس اور شبہ نہ پڑیگا ہان ایسے شخص کے معجز ہے تصدیق ہونا محال ہے یعنے ہرگز ہو
نہین سکتی اور اسکی مثال یون سمجھا جاتے کہ جسطرح بادشاہ کسی شخص کو کسیکام پر مقرر کرکے خلعت
اور فرمان اپنا دیکر کسی طرف روانہ کرتے ہین پھر اگر اس شخص سے اس خدمت مین کچھہ خیانت ہوی
یا کچھہ بادشاہ کہبولنا بھول رہا اس سے ثابت ہوا تو اسیوقت اسکا تدارک کرتے ہین اور اگر کسی دوسرے
شخص سے جسکے پاس نہ کوئی سند ہی نہ کچھہ کام ایسی بات ہوتی ہی تو ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتے
اور اسکے حال سے کچھہ تعرض بھی نہین کرتے اسواسطے کہ جانتے ہین کہ دانا لوگ اُسکے فریب مین ہرگز
نہ آوینگے اور اُسکی بات کو ہرگز نہ سنین گے بس یہی حال رسول کے مقدمہ مین بوجھا جاتے حاصل کلام
کا یہہ ہے کہ اگر رسول جنکی رسالت معجزونسے ثابت ہوچکی ہی اس قسم کا افترا اور جھوٹہ حقتعالی پر باندھے
تو ضرور ایسے عذاب مین گرفتار ہووے فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ پھر نہو گا تم مین سے
کوئی فرقہ یا کوئی جماعت ہمارے اس عذابکو رسول سے منع کرنیوالا اور روکنے والا یعنے پھر کوئی ایسا نہین
جو رسول کو اس بلا سے کسی حیلہ اور تدبیر سے بچا رکھے اور ہلاک ہونے ندے اور اَحَدٍ کی لفظ جمع کے
معنو نہین ہے اسیواسطے اسکی خبر مین حاجزین فرمایا ہے جمع کے صیغہ سے گویا اسطرف اشارہ ہے کہ
کہ جب سب جہانکے لوگ ملکر اسکو اس ہمارے عذاب سے بچا نہ سکین گے تو ہر ایک اکیلا اکیلا کب بچا سکتا
ہی اور منع کرسکتا سو جب یہہ بات ثابت ہوچکی کہ یہہ قران سب کا سب یعنے ہر ہر کلمہ اور ہر ہر حرف اسکا
جہان کے مالک کیطرف سے اُتارا ہوا ہی تو ایک فائدہ اسکا ظاہر ہوا یعنے اس قران کی تلاوت
حقتعالی کی نزدیکی کا سبب ہی اور اسکی ہمیشہ تلاوت کرنے سے اُس جناب پاک کی درگاہ مین بڑا
مضبوط وسیلہ حاصل ہوتا ہی جیسے ذکر الہی پر مداومت اور ہمیشگی کرنے سے اب دوسرا فایدہ جو
اسمین پایا جاتا ہی بیان فرماتے ہین کہ وَاِنَّهٗ اور بے شک یہہ قران لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ البتہ
نصیحت اور سمجھوتی ہی اور یاد دلا دینا ہی پرہیزگارونکو یعنے اُن لوگونکو جو تقویکی راہ چلتے ہین اور چاہتے
ہین اُسکام کرنیکو جسمین اپنے خاوند کی رضامندی حاصل کرین اور بُرے کاموںسے دور رہا کرتے ہین ایسے

لوگونکے واسطے یہہ قران شریف قانون اور دستور العمل اور یہ دونون فایدے قران شریف کے
ایمانداروں کیواسطے اور پرہیزگارون کیواسطے خاص ہین منکر اور جھوٹھلانیوالونکو ان دونون فائدون سے
قران کے کچھہ فایدہ نہین ہی وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِيْنَ اور بے شک ہم جانتے ہین کہ مقرر تم مین سے
بعضے لوگ اس قران شریف کو جھٹھلاتے ہین سو یہی دونون فائدے قران کے اُتارنے مین اِنکے واسطے
ارادہ نہین کیا ہی ہمنے بلکہ کافرون اور منکرون کے حقمین قرانکے اُتارنے مین دوسرا فائدہ ہمنے منظور کیا ہے
وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور بے شک یہہ قران بڑا پچھتاوا ہوگا کافرون پر پہلے دنیا مین جسوقت قران
پر عمل کرنیوالونکو حقتعالی کیطرف سے مدد ین اور فتحین پے در پے پہنچین گی اور اُنکا غلبہ اور دبدبہ روز بروز
بڑہتا جائیگا اور دوسرے آخرت مین جب قران پر عمل کرنیوالے ہر موقف اور ہر جگہہ پر حشر مین سرخرو ہونگے
اور قران کے منکر ہر جگہہ پر ذلیل اور خوار اور رسوا ہونگے وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ اور بے شک یہہ قران شریف
صرف یقین ہی یعنے قابل یقین کرنیکے ہی جسمین باطل اور نالایق بات پائی نہین جاتی تاکہ شک اور شبہ
کی اسمین جگہہ ہووے یا کسیکا عذر اسکے مضمون کے ماننے مین دنیا یا آخرت مین سنا جاوے فَسَبِّحْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الْعَظِيْمِ سو پاکی کے ساتھہ یاد کر اپنے پروردگار کا نام جو سب سے بڑا اور بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے
تاکہ تجھکو اس یاد کرنے مین دلکی پوری صفائی حاصل ہووے اور قران کا حق الیقین ہونا تیرے دل کے
صیقل کئے ہوے آئینے مین منقش ہو اور گڑجاوے اور یہہ تیسرا فایدہ ہی قران شریف کا جس سے خاص
لوگ جو صاحب باطن ہین بہرہ ور ہوتے ہین حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوی تب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ یعنے اس تسبیح کو اپنی نماز کے رکوع مین پڑہا
کرو اور اسطرح پر کہا کرو کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یعنے پاک ہی رب میرا جو بڑی عظمت والا ہی اور جب
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل ہوی تب آپ نے فرمایا کہ اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ یعنے اس تسبیح کو اپنے
نماز کے سجدے مین پڑہا کرو اور یون کہا کرو کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یعنے پاک ہی رب میرا جو سب سے
بلند ہی اور اُسے حدیث سے نحو کے جاننے والے قاریون نے یہہ بات نکالی ہی کہ معنے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
اور سَبِّحِ بِاسْمِ رَبِّكَ اسمین دونون ملازم ہین یعنے دونون کے معنے ایک ہین اسواسطے کہ اس

مقام

مقام مین سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنے کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم کے مضمون کی فرمانبرداری کا سبب گردانا ہے جسطرح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کے مضمون کی تابعداری کا سبب کہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بے کا حرف جو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم مین ہے سو زاید ہے جیسے لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ مین زاید ہے اور بعضے باریک بین اس حدیث شریف کے مضمون مین ایک اشکال رکھتے ہین حاصل اُس اشکال کا یہہ ہے کہ تسبیح کو دونون آیتون مین رب کے اسم پر لائے ہین یعنے یون فرمایا ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور حدیث شریف مین رب کی ذات کی تسبیح ہے اسم رب کی تسبیح نہین ہے یعنے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی فرمایا ہے سو ان دونون تسبیحون کے جو حدیث شریف مین وارد ہین فرمان برداری اس امر کی جو دونون آیتون مین ہے کسطرح ہوئی ظاہر تو آیتون مین حکم دوسرا ہے اور حدیثون مین حکم دوسرا سو اس اشکال کا جواب یہہ ہے کہ رب کی ذات کی تسبیح رب کے اسم کے ضمن مین ہو جاتی ہے سو آیت مین تسبیح کی صورت کا حکم ہے اسطور سے جسطرح کوئی اپنے دل کی بات اور مقصود کو بیان کرے اور حدیث مین اس تسبیح کی صورت یعنے لفظون کی تعلیم ہے انہی دو اسم کرکے یعنے عظیم اور اعلی کرکے اور ان دونون اسمونکو صفت کیا ہے ایک دوسرے اسم کا یعنے رب کا سو اسطور کی عبارت کو اسواسطے اختیار کیا ہے تاکہ دونون آیتون کے لفظون کی رعایت جہان تک ہو سکے کی جاوے اور لیک احتمال یہہ بھی ہے کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم کے معنے یون ہون کہ فَسَبِّحْ ذَاتَ رَبِّکَ بِهٰذَا الْاِسْمِ الْمُرَکَّبِ مِنَ الصِّفَةِ وَالْمَوْصُوْفِ یعنے پھر تسبیح کر اپنے رب کی ذات پاک کو اس نام سے جو مرکب ہے صفت اور موصوف سے اور اس قیاس پر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کے معنے یون ہونگے کہ اَوْقِعِ التَّسْبِیْحَ عَلٰی هٰذَا الْاِسْمِ الْمُرَکَّبِ مِنَ الْمَوْصُوْفِ وَالصِّفَةِ یعنے واقع کر تسبیح کو اُس نام پر جو مرکب ہے موصوف اور صفت سے اب اس صورت مین حدیث کا مضمون آیت کے مضمون سے مطابق ہو گیا اور ہرگز کوئی اشکال باقی نہ رہی

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ

یہہ سورت مکی ہی اور اسمین چوالیس آیتین اور دوسو سولہ کلمے اور آٹھہ سو ایک سٹھہ حرف ہین اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورہ حاقہ سے یہہ ہی کہ اُس سورت مین اوّل سے آخر تک قیامت کا ذکر اور دنیا اور آخرت مین کافرونکے عذاب کی کیفیت بیان ہی اور اِس سورتمین مکّہ کے کافرونکی عذاب موعود کی جلدی کرنا بیان ہی اور انکی جرات اور بے باکی ایسے مُہلک اور خوفناک چیز کے طلب کرنے پر باوجود اسباب کے کہ ادنی چیز جو عادت کے خلاف ہو اور سہل سی مشقت کے اُٹھانیکی طاقت نہین رکھتے ہین تو گویا اس سورتمین حماقت اور نادانی اور جہالت اُن لوگونکی بیان ہی جو ایسی سخت آفت کو سہل سمجھہ کر اسکی ٹہٹہا اور مسخری کیا کرتے ہین اور اُس سورتمین مذکور ہی کہ کافر خدا کا ایمان نہین لاتے ہین اور فقیرون اور محتاجونکے کہلانیکی عادت نہین کرتے ہین اور قیامت کے دن کوئی خویش اور قریب کافر کے کام نہ آویگا اور اِس مضمونکو اِس سورت مین تفصیل سے بیان فرمایا ہی کہ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِی ہی مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ یعنے آرزو کرے گا گنہگار کہ کاشکے عوض دے اس دن کے عذاب سے اولاد اور جورو اور بہائی الخ اور مسلمانونکے حقمین ارشاد فرمایا ہی کہ وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِہِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور یہہ بہی فرمایا ہی وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورتمین آسمانکا پہٹنا اور ٹکڑا ٹکڑا زمین اور پہاڑونکا مذکور ہی اور اِس سورتمین پگہلنا آسمانکا اور اُڑنا پہاڑونکا ہوا مین مذکورا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورتمین مذکور ہی کہ کافر کا مال قیامت کے دن کُچہہ کام نہ آویگا اور نہایت شرمندگی اور افسوس سے کہیگا مَا اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَہْ اور اِس سورت مین مذکور ہی کہ کافر کے اہل وعیال اور خویش اور اقربا قیامت کے دن اسکے عوض مین کُچہہ کام نہ آوینگے کہ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِی ہی مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ بِبَنِیْہِ الخ اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورت مین ارشاد ہوا ہی کہ کافرونکے عذاب کا کارخانہ ہمیشہ سے تعذیر مین مختلف رہا ہی بعضے کافرونکے عذاب کا سامان تین دن مین سرانجام پایا ہی جیسے ثمود کی قوم اور ایک ہی فرشتہ کے فعل سے یعنے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اور ایک ہی روح کے مسخر کرنے سے یعنے صوت اور صیحہ کے مقولے کی روح سے اور حقیقت مین یہہ ایک شعبہ ہی ہوا کے عنصر کی روح کلّی سے اور بعضے کافرونکا آٹھہ دنمین اور بہت فرشتونکی

تدبیر سے جیسے حضرت میکائیل علیہ السلام اور انکے ہمراہی والے فرشتے اور ہوا کے عنصر کی روح کلی کے مسخر کرنے سے سرانجام اور اختتام پایا جیسے عاد کی قوم اور بعضونکو بہت سے مختلف فرشتونکی جماعت سے اور مختلف عناصر کی ارواح سے اور آدہر کی مرکب چیزون سے اور حیوانی روحونسے چالیس برس مین یا ایک رات مین یا چھ مہینے مین عذاب کیا جیسے فرعون اور اسکے پہلے والے یعنے حضرت شعیب اور حضرت لوط اور حضرت نوح علیہم السلام کی قومونکے عذاب مین افعال مختلف ترکیب پاے تہے چنانچہ فرعون کے غرق کرنے مین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام اپنے لشکر اور ہمراہیون سے شریک تہے کبھی قحط اور کبھی میونکا نقصان اور کبھی طوفان اور کبھی ٹیری اور کبھی چیچری اور کبھی میڈک اور کبھی خون سے اسپر عذاب کرتے تہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین آواز کرنیوالے حضرت جبرئیل علیہ السلام تہے اور صدا کی روح کو مسخر کیا تہا اور آگ کے ساتہانکو حضرت میکائیل علیہ السلام اور انکے لشکر کے فرشتون نے سرانجام دیا تہا اور آگ اور ہوا کی روح کی تسخیر واقع ہوی تہی اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین حضرت جبرئیل علیہ السلام معہ سو فرشتے دوسرے شریک تہے اور گندبک کی کان کی روح اور زمین کی روح سبکو مسخر کرکے اس کام مین لگایا تہا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین حضرت میکائیل علیہ السلام اپنے لشکر اور مددگارونکے ساتہہ شریک ہوکے پانی کی روح کو مسخر کیا تہا از روے فعل کے اور ہوا کی روح کو مسخر کیا تہا از روے انفعال کے اور آدہر کی مخلوقاتکو پانی ہوجانیکے واسطے مسخر کیا تہا اور زمین کی روح کو چشمونکے پہاڑ نکالنے اور بہانے کیواسطے اور جنگل کے وحشے جانورونکو یعنے درندا اور پرندا اور حشرات الارض کو کشتی پر لادنیکے واسطے اور اسواسطے کہ اپنی طبیعت کی خواہشونکو بند کرین اور کسیکو اپنسے ایذا نہ پہنچاوین اور اسیواسطے ان قومونکے حق مین ارشاد ہوا ہے کہ اَخَذْنَاهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً اور اس سورۃ مین ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کا عذاب جو موعود یعنے وعدہ کیا گیا ہے وہ سب فرشتونکی خدمت کا اور تمام مخلوقات کی ارواح کی خدمت کا محتاج ہے ارواح خواہ علوی ہون خواہ سفلی اور اس عذاب کے سرانجام کی ابتدا صور کے پہونکنے سے ہے اور انتہا اسکی دوزخ والونکے دوزخ مین قرار پکڑنے تک اور یہہ پچاس ہزار برس مین ہوگا پہر ایسے عذاب کو جلدی

چاہنا کہ جہٹ پٹ آجاوے بڑی نادانی اور حماقت کی دلیل ہی اور اس عذاب کی حقیقت سے ناواقف ہونے کا نشان ہی اور معارج الٰہیہ سے جہالت کی علامت ہی اور معارج الٰہیہ عبارت ہین عمدہ تدبیرونکے تمام ہونے سے بہت سے زمانونکے الٹ پہیر مین اور اس سورت کا نام سورہ معارج ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ اس سورتمین حقتعالی نے اپنی تئین ذی المعارج کی صفت سے موصوف کیا ہی اور ایک کو اپنے معارج سے ذکر فرمایا ہی کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اور اس صفت کی حقیقت جیسی چاہئے بغیر بیان کرنے ایک تفصیل کے جسمین تہوڑی عبارت بڑہاوینگی خاطرنشان نہین ہوسکتی سو پہلے جانا چاہئے کہ ہر چیز کے عروج کے معنے یہ ہین کہ وہ چیز اپنے انتہا درجیکو پہنچے اور جو حقتعالی سب غایتونکی غایت ہی یعنے ہر انتہا کی انتہا اسی تک ہی تو ہر چیز کا اس جناب پاک تک پہنچنا اپنے انتہا درجیکے مقصود کو پہنچنا ہی پہر جانا چاہئے کہ افعال اور تاثیرین الٰہیہ عالم من تین چیز کیواسطے سے ظاہر ہوتی ہین ایک فرشتے اور دوسری ارواح جوہر مخلوق کے جوہر درّاکہ سے عبادت ہی اور اس مخلوق کی صورت نوعیہ اسکی محکوم ہی اور تیسری ارادیوالونکے نفس جیسے انسان اور حیوان اور شیطان اور جن سو جو کچھہ فرشتے اور ارواح کیواسطے سے ہی وہ چیز حقتعالی کیطرف بے واسطہ منسوب ہی اسواسطے کہ ان دونون قسمون مین وہم اور شہوت اور غضب نہین پیدا کیا گیا ہی جو کچھہ ہی وہ عقل ہی کہ بدون معارض اور مزاحم کے فوقانی داعیے کا تحمل کرتی ہے اور اسیطور پر چلتی ہی اور جو ارادے والونکے نفسونکے واسطے سے ہی یعنے انسان اور حیوان اور جن اور شیطان کیواسطے سے وہ چیز پاک پروردگار کی جناب مین بے واسطے منسوب نہین ہوسکتی اسواسطے کہ ان نفسونمین وہم اور شہوت اور غضب دخل رکہتے ہین ہان یہہ البتہ ہی کہ بعضی فردین انسان کی جیسے حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حقتعالی کے کارکن کہ حقتعالی کی دواعی کے تحمل کیواسطے پیدا ہوے ہین انکی شان بہی فرشتے اور روحونکی شان کی مانند ہی پہر جانا چاہئے کہ جب کوئی کام عالم مین واقع ہوتا ہی تو اس کام کے سرانجام اور پورا کرنے کیواسطے فرشتے اور روحین ایک ایک یا سب مل کر شریک ہوتے ہین اور اسکام کی ابتدا سے انتہا تک اسمین مصروف اور لگے رہتے ہین اور جب وہ کام ہوچکا اور مطلب حاصل ہوا تو پہر انکو عروج رجوع

فرشتے اور ارواح جوہر درّاکہ جنکے واسطے سے ظاہر ہوتی ہین

اپنے مبدے کیطرف حاصل ہوتا ہی اس سبب سے کہ اُنہون نے اپنی جبلی ہوی استعداد کو ظاہر کیا اور ایک طرح کا کمال انکے نصیب ہوا اور یہہ انکا رجوع کرنا بطور عروج کے بعینہٖ نفس انسانی کے حواس اور قوٰی کے رجوع کرنیکے مانند ہی عمدہ مطلب حاصل کرنے اور اُسکی لذت لینے کے بعد تاکہ اپنے استعداد کی زیادتی اپنے مالک پر عرض کرین اور دوسرے داعیہ کے اُنہانیکے مستحق ہوویں اور جب یے تینو چیزین معلوم ہوین تو جانا چاہئے کہ معارج الیہ عبارت ہین عالم مین اُسکی تدبیرونکے تمام ہونے سے اور وے تدبیرین مختلف ہین بعضی تدبیرین ایسی ہین کہ ایک آن مین اسکا سرانجام ہوتا ہی جیسے کہ منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ سب مکانونسے محبوب زیادہ جگہہ حقتعالی کے نزدیک کونسی ہی انکو بھی معلوم نتھا لیکن اُنہون نے اسیوقت عروج کرکے ایک آن کی آن مین اسکا جواب لے آئی کہ اَحَبُّ الْبِقَاعِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا یعنے زیادہ محبوب مکان اللہ تعالی کے نزدیک مسجدین ہین اور بعضے تدبیرین ایسی ہین کہ انکا سرانجام ایک دن مین ہوتا ہی جیسے عروج ان فرشتونکا جو ہر ہر فرد انسان پر اُسکے عمل لکھنے اور اُسکی محافظت کیواسطے مقرر ہین سو ہر روز جو صبح کو آتے ہین وے عصر کو چلے جاتے ہین اور جو عصر کیوقت آتے ہین وے دوسری صبح کو چلے جاتے ہین اور یہہ دور ہمیشہ چلا جاتا ہی اور بعضی تدبیرین ایسی ہین جو تین دن یا چار دن کے عرصہ مین تمام ہوتی ہین جسطرح آدمیونکے عملونکا عرض کرنا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہوتا ہی اور بعضے تدبیرونکا سرانجام ایک ہفتہ مین اور بعضی کا ایک مہینے مین اور بعضی کا ایک سال مین تمام ہوتا ہی جیسے اُن فرشتونکا عروج کرنا جو آدمیونکے رزق پر اور اجل پر اور ایک سال کی اخبار پہونچانے پر مقرر ہین سو اُنکا عروج لیلۃ البرات کو یعنے شعبان کی پندرہوین شب کو ہوتا ہی اور علے ہذا القیاس یہان تک کہ بعضے عمدہ تدبیرین جو بڑے بڑے خاندانونکی حکومتین اور سلطنتین آخر ہونے پر اور اگلے پیغمبرونکی ملت اور مذہب کے قطع کرنے پر موقوف ہین اُسکا عروج ہزار سال کے عرصے مین ہوتا ہی چنانچہ الم السجدہ کی سورتمین مذکور ہی اور وہ آیت یہہ ہی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنے حقتعالی تدبیر سے اُتارتا ہی کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھاتا ہی اُسکی طرف ایک دن مین جسکا اندازہ ہزار برس ہی تمہاری گنتی مین اور سب سے زیادہ مدت

انسان کی دریافت مین اس قسم کے عروج کے واسطے قیامت کے وقایع کے تدبیر کی مدت ہی کہ پہلے مرنے
صور پھونکنے کیوقت سے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین پہنچنے اور قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس
ہونگے اور بالکل فرشتے اور تمام قسم کے مخلوقات کی روحین اس تدبیر مین شریک ہونگی پھر اس بڑے
کام کے سرانجام کی مدت گذرنیکے بعد وے لوگ عروج کرینگے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ قیامت کی ابتدا سے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین اپنے اپنے مکانونمین قرار پکڑنے
تک پچاس واقعہ ظاہر ہونگے اور ہر واقعہ ابتدا سے انتہا تک دنیا کے ہزار سال کی برابر ہوگا بس اس
معلوم ہوا کہ قیامت کا دن اول سے آخر تک پچاس ہزار سال کا ہوگا اور صحیح مرفوع حدیثونمین قیامت
کے دن کا اندازہ اتنے مدت کا اسقدر مشہور ہی کہ حد تواتر کو پہنچا ہی اور کسیطرح کا شبہہ اسمین باقی
نہین رہا اور جو سورۂ سجدہ مین مذکور ہی کہ کام کی تدبیر شروع سے انتہا تک یعنے عروج تک خدا
کارخانے مین ہزار سالمین ہوتی ہی سو وے کام اور تدبیرین دوسری ہین جو دنیا مین واقع ہوتی ہین جیسے
حضرت نوح علیہ السلام کا رسول کرکے بھیجنا اور انکا اپنی قوم کو طوفان سے خوف دلانا اور پھر طوفانکا
آنا اور اس سے نجات اور فراغت حاصل ہونا یہہ سب ایک ہزار سالکی قدر مدت مین ہوا اور جیسے قوت
اور شوکت اور دبدبہ دین اسلام کا کہ پانچ سو سال عرب کے ہاتھہ مین رہا اور پھر پانچ سو سال ترکونکے
ہاتھہ مین رہا پھر دونونکے ہاتھہ سے نکل کے ہندؤن اور فرنگیونکا دخل ہوا اور اسلام ضعیف ہوگیا حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ مسبب الاسباب کی تدبیرونکا عروج ایک طور اور ایک مدت مین منحصر نہین ہی اس
مالک الملک کے کارخانونکی بزرگی کا بیان کبھی اُن تدبیرونمین ذکر ہوتا ہی جو ہزار برس مین تمام ہوتی ہین
اور کبھی ان تدبیرونمین ذکر ہوتا ہی جو پچاس ہزار برس مین انجام کو پہنچتی ہین اور ابو مسلم اصفہانی نے اپنی
تفسیر مین کہا ہی کہ دنیا کی ابتداء پیدایش سے قیامت کے آنے تک پچاس ہزار برس ہین فرشتے اور روحین
جو اس عالم کے انتظام کے لئے متعلق ہین اپنے اپنے کاموں سے فراغت حاصل کرکے پھر عروج کرینگے اور پھر
دوسرے فرشتے اور روحین انکی جگہہ پر مقرر ہوکے آخرت کے عالم کی معموری اور انتظام کی کوشش کرینگے
اور جو یہہ بات کسی کو معلوم نہین ہی کہ ابتداء پیدایش اس عالم سے کسقدر زمانہ ہوچکا ہی اور کسقدر باقی

ہے اسی سبب سے قیامت کا حال بھی کسیکو معلوم نہین ہے کہ کب ہوگی لیکن قرآن کی آیت یعنے فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ اس تفسیر سے کچھہ مناسبت نہین رکھتی ہے بلکہ مبائنت پائی جاتی ہے اسواسطے کہ اس تقدیر پر مناسب اسطرح تہا کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ بَعْدَ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ فرماتے یعنے عروج کرتے ہین فرشتے اور روحین اسکی طرف پچاس ہزار برس کے بعد اور یہہ بھی ہے کہ ابتداء پیدائش سے قیامت کے آنے تک اتنی مدت معین کرنیکے واسطے کوئی صحیح سند چاہئے اور ایسی سند پائی نہین جاتی اور بعضے صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ معارج سے مراد ترقی کے مراتب ہین طبیعت کے مقام سے معاون کے مقام تک جو اعتدال سے نزدیک ہوجاتا ہے اور وہانسے نبات کے مقام اور وہانسے حیوان اور انسانکے مقام تک پہر انسانی مرتبونکے مقامونمین پہر سلوک کی منزلون ہین کہ انتباہ اور یقظہ ہین یعنے خبرداری اور بیداری ان منزلونکے آخر تک پہر فنا کے مرتبونمین یہان تک کہ فنا فی الصفاتکی نوبت پہنچے اور اسکو کثرت مین نہایت نہین ہے اور ہر ترقی مین ایک عروج حاصل ہوتا ہے اُن فرشتون اور روحونکو جو انسانکی خدمت کیواسطے متعین ہین انسانکی تبعیت اور واسطے سے ثواب فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ کے معنے یہ ہوے کہ اگر اُس عروج کو اپنی حرکت پر ظاہر مین قیاس کرین تو اسقدر مدت اسکے واسطے چاہئے تباتہا کو پہنچا ہو اور وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ اسفل عالم سے یعنے تحت الثری سے عرش کے کنگرے کی چوٹی تک پچاس ہزار برس کی مسافت یعنے دوری ہے اور زمین سے دنیا کے آسمانکے اوپر والی طرف تک ہزار برس کی مسافت ہے اسواسطے کہ زمین سے اس دنیا کے آسمانکے نیچے کیطرف تک پانچ سو سال کی دوری ہے اور اسیقدر دنیا کے آسمانکا موٹاپا ہے سو سورہ سجدہ مین اُن تدبیرونکا بیان ہے جو دنیا کے آسمانسے زمین پر اُترتی ہین اور اس سورہ مین ان تدبیرونکا بیان ہے جو عرش معلی سے تحت الثری تک جاری ہوتی ہین اور اگر سورہ سجدہ مین فقط اُتار اور چڑہاؤ کو اعتبار کرین چنانچہ ظاہر عبارت کی روشن یہی ہے تو زمین سے آسمان دنیا کے نیچے کیطرف تک چڑہاؤ اور پہر وہانسے زمین تک اُتار مین ہزار برس کی مسافت ہوجاتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ معارج ظاہری مراد ہون خواہ معارج معنوی مراد ہون ان دونون صورتون مین اسقدر مسافت آدمی کے ذہن مین گنجایش

رکھہ سکتی ہی اسیواسطے اس مقام پر اس مدت کو یاد فرمایا ہی اور یہہ غرض نہین ہی کہ حقتعالی کی ہر تدبیر کے واسطے اُتار اور چڑہاؤ مین اسقدر مدت چاہیئے تاکہ یہہ اعتراض وارد ہو اور سورۂ سجدہ کے مضمونکے ساتھہ تعارض پیدا ہو اور اس سورت کے نازل ہونیکے سبب مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ نضر بن الحارث اور بوجہل اور دوسرے قریش کے کافر جو اپنی سرداری کے غرور مین مست تھے بیت اللہ کے نزدیک آئے اور اُس خانہ ملایک آشیانہ کا پردہ اپنے ہاتھونسے پکڑا اور بعضون نے انمین سے یہہ کہنا شروع کیا کہ یا الٰہی اگر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہی اور سچا ہی تو ہمارے اُوپر پتھر برسا دیا کوئی دوسرا عذاب نازل کر اور بعضون نے کہا کہ ایک ٹکڑا آسمان کا گرا دے تاکہ ہمکو قیامت کے عذاب کی یقین حاصل ہو جائے سو اُن لوگونکی حماقت اور مسخری کی باتین سُنکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج اور آزردگی حاصل ہوی تب حقتعالی جلشانہ نے یہہ سورت نازل فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَأَلَ سَائِلٌ مانگا ایک مانگنے والے نے اس مقام پر جانا چاہیئے کہ عرب کی لغت مین سوال دو معنونمین آتا ہی ایک پوچھنے کے معنونمین آتا ہی اور اسکی صلہ مین عن کے حرف کو لاتے ہین اور دوسرا طلب کرنے اور مانگنے کے معنونمین آتا ہی اور اسکی صلہ مین کبھی بے کے حرف کو لاتے ہین اس لحاظ سے کہ یہہ لفظ دعا کے معنونکو شامل ہی اور اس مقام پر یہی معنے مراد ہین اور انہی معنونکا لحاظ کرکے بِعَذَابٍ فرمایا یعنے عذاب اور بلا عن عذاب نفرمایا اور بعضے فصاحت اور بلاغت کے فن کے ناواقف اس ترکیب مین ایک اشکال کرتے ہین اُس اعتراض کا مضمون یہہ ہی کہ سوال نکریگا مگر کوئی سوال کرنیوالا پھر سَأَلَ کے بعد سَائِلٌ کا ذکر بیفائدہ ہی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سال کی لفظ سے سوال کرنیوالا التزام کیطور پر پوچھا جاتا ہی اور سائل کی لفظ سے مطابقت کیطور پر پوچھا جاتا ہی سو اس ترکیب مین دو مضمونکا جمع کرنا ہی جو بلاغت کے فن مین عمدہ چیز ہی پھر سائل کی لفظ مین ابہام ہی اسبات کے نظر کرنے پر کہ سوال کرنیوالا کوئی شخص معین نہین ہی اور متعین ہی اس راہ سے کہ فاعل موجود ہی بس اس ترکیب مین متقابلونکا جمع ہونا بھی ہوا اور تحقیق بھی

ہی یعنے سائل عقل اور دانائی سے بالکل بے بہرہ ہی جو ایسا سوال کرتا ہی بس اس راہ سے دو
ضدوں کا جمع ہونا بھی ہوا ہر صورت سے فاعل کا ذکر اسطور پر کہ اسسے تعین نہ بوجھا جاوے اور جو چیز
فعل کی لفظ سے التزام کیطور پر بوجھی جاوے وہ اس ذکر سے صراحت کے طور پر بوجھی جاوے یہہ
ایک نکتے کیواسطے ہی جو فصیح بلیغ عالموں کے نزدیک نہایت معتبر ہی اور وہ نکتہ اشارہ ہی اس بات
کیطرف کہ یہہ سوال ایسے شخص نے کیا ہی کہ سوائے سوال کے کوئی بہتری اسمین پائی نہین جاتی تاکہ
اس بہتری کی راہ سے وہ معین کیا جاوے تو گویا وہ شخص انسانیت سے اور خطاب کی لیاقت سے اور
اس قسم کی دوسری چیزونسے بے بہرہ ہی اور اس ترکیب مین سوال کے پہلے مفعول کو یعنے سوال کرنے
کو جو اس مقام پر ذات پاک حضرت حقتعالی کی ہی حذف کیا ہی یعنے ذکر نہین کیا ہی اسواسطے
کہ جب سوال کرنیوالے نے اُس جناب پاک کے ادب کی رعایت نکی اور بے ادب اور بے تمیزونکی طرح
اس قسم کا سوال کر بیٹھا گویا اُسکو اعتبار کے در جیسے ساقط کیا تو اسکے سوال کی نقل مین بھی اسکو
لفظ سے گرادیا چاہئے تاکہ اسکی اس گستاخی کیطرف اشارہ ہووے اور عذاب کی لفظ کے نکرہ لانے
مین اُسکی نہایت مسخریکی طرف اشارہ ہی اسواسطے کہ تنکیر یا عظمت پر دلالت کرتی ہی یا حقارت پر
سو اس مقام پر اگر عظمت مراد لیجئے تو اس سائل کی نہایت جرات اور بیباکی ثابت ہوتی ہی کہ
ایسے بڑے عذاب کو جان بوجھہ کے طلب کیا اور اگر حقارت مراد لیجئے تو نہایت نادانی اور احمق
اسکا ثابت ہوتا ہی کہ ایسے بڑے عذاب کو حقیر سمجھا اور باوجود اس بے ادبی کے جو سوال مین اُسنے کی حماقت
بھی اسکی ثابت ہوی اسواسطے کہ وہ اس سوال مین تحصیل حاصل کی کرتا ہی یعنے بیفایدہ کام کرتا ہی کہ
ایسے عذاب کو طلب کرتا ہی جو وَاقِعٌ لِّلْكَافِرِينَ مقرر واقع ہونے والا ہی کافرونکے واسطے ایسے کافر
کہ سوال کرنیوالا بھی انہی مین سے ہی اور وہ عذاب نہ آنے کا احتمال بھی نہین رکھتا ہی تاکہ اسکے طلب کرنے
سے اسکا آنا متعین ہوجاے اسواسطے کہ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ کوئی نہین ہی اس عذاب کو دفع کرنیوالا اسواسطے
کہ وہ عذاب مقدر ہی مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالی کیطرف سے جو موصوف اس صفت سے ذِي الْمَعَارِجِ عروج
کے درجون اور مرتبونکا صاحب کہ اُسکے بندے اُسکے حکمونکی تابعداری اور فرمانبرداری مین دل اور جان سے

کوشش کرکے اُن مرتبون اور درجونسے ترقی کرکے پہر اسکی حضوری سے مشرف ہوتی ہین اور وے درجے مسافت کی دوری اور نزدیکی مین مختلف اور متفاوت ہین بعضے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ ایک پلک مارنے مین انکی سب سے ترقی ہوسکتی ہی جیسے اسلام کا کلمہ زبان سے کہنا کہ اس کلمہ کے زبان پر جاری کرنیکے سبب سے وُہ شخص ایک آن مین خرابی اور ہلاکی سے رہائی پاکے نجات ابدیکے درجہمین ترقی کرتا ہی اور بعضے اُنمین سے ایسے ہین کہ ایک ساعت مین اُنسے ترقی حاصل ہوتی ہی جیسے نماز کا ادا کرنا اور بعضے ایسے ہین کہ ایکدن کامل مین انسے ترقی حاصل ہوتی ہی جیسے روزہ یا ایک مہینے مین جیسے تمام رمضان کے مہینے کا روزہ رکہنا یا ایک سال مین جیسے حج کا ادا کرنا اور اسی پر دوسرونکو قیاس کر لیا چاہئے اور اسیطرح فرشتون اور روحونکا عروج جو کسی کام پر مقرر ہین اُسکام سے فراغت پانیکے بعد مختلف اور متفاوت ہی چنانچہ بنی آدم کے نگہبان فرشتے کہ صبح سے عصر تک نگہبانی کرتے ہین اور عصر کی نماز کے بعد عروج کرتے ہین پہر دوسرے فرشتے جوانکی عوض آتے ہین وے صبح کی نماز کے بعد عروج کرتے ہین اور رزق اور موت پر معین فرشتے شب برات کو یعنے شعبانکی پندرہوین شب کو عروج کرتے ہین اور پہر دوسرا فرلاتے ہین اور اسیطرح درختون اور کانون اور بدلی اور برسات کی روحین اپنے اپنے متعلق کامونکی مدتون مختلف تک تدبیرین کرکے عروج کرتی ہین اور اسیطرح کسی نبی کے دین کے قایم رکہنے کیواسطے یا کسی قبیلے کی سلطنت یا حکومت کے تہا نیہنے کیواسطے جو فرشتے اور روحین کہ مقرر ہین ہزار سال تک اسکی تدبیرمین مشغول اور سرگرم ہوکے پہر اس مدت کے تمام ہونیکے بعد عروج کرتے ہین اور ان سب سے دراز اور لمبی ایک مدت ہی کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ چڑہینگے فرشتے اور روحین جو بنی آدم کی تدبیرونکے واسطے مقرر ہین اسمانکی ہون یا زمین کی اسکی طرف اُسدن مین جسکا اندازہ پچاسہزار سال کا ہی اور وُہ روز قیامت کا دن ہی کہ اُسدن پہلے صور کے پہونکنے کے سبب سے وے فرشتے اور روحین جو آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اور ستارونکی نگہبانی کیواسطے مقرر ہین عروج کرینگے پہر وے فرشتے جو بنی آدم کے عملونکی نگہبانی اور اُن عملون پر گواہی دینے کیواسطے مقرر ہین عروج کرینگے اور اسیطرح عملونکے تولنے اور نامہ اعمال سیدہے یا اُلٹے ہاتہونمین دینے کیواسطے اور بہشت والونکو پل صراط سے پار کرنیکے واسطے اور دوزخ

والونکو دوزخ کیطرف ہانک لیجانیکے واسطے اور منزل اور درجے بہشتیونپر تقسیم کرنیکو اور انکی عیش و عشرت کا
سامان درست کرنیکے واسطے اور دوزخیونکو ہر ہر طبقے اور درکے مین ڈالنے کو اور انکے عذاب اور دکھ اور
رنج کا سامان کرنے کے واسطے تمام فرشتے عالم علوی اور عالم سفلی کے اور آسمانی اور ارضی اور عنصری
اور معدنی اور نباتی اور حیوانی سب روحین گروہ گروہ کے ایک ایک کے بعد ایک عروج کرینگے اور دنیا کی خدمتون سے
جو ایک کیواسطے مقرر تہی فراغت پاکے عالم آخرت کی خدمتونپر مقرر ہونگے یہان تک کہ پہر ایک طور پر
قرار ہوگا اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین ٹہر بینگے اور اُس عالم کے قیام اور انتظام کیواسطے فرشتے
اور روحین ابدالاباد تک یعنے ہمیشگی کیواسطے اپنے اپنے کامونپر مستعد اور مشغول ہونگے پہر اُسوقت عروج
نرہے گا اور قرار اور سکون یعنے ٹہراؤ اور چین کی حالت ظاہر ہوگی اور ابتداء عروج سے انتہا تک پچاس
ہزار برس کی مدت ہوگی چنانچہ صحیح حدیثون مین اسکی تصریح آگئی ہے اور اس تمام مدت کا نام ایک دن ہے
اسواسطے کہ اتنی مدت مین ایک ہی کام یعنے بدلا دینا بہلائی اور برائی کا منظور ہے اور صحیح حدیث مین
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ صحابہ نے اس آیت کے سُننے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ دن تو بہت بڑا ہوگا اتنی مدت خوف اور بے چینے اور بیقراری
مین گذارنا اور بے ٹہور رہکانے رہنا بہت مشکل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم خدا کی ایماندار
آدمی کو وُہ دن ایسا چہوٹا معلوم ہوگا جتنی دیر مین ایک نماز فرض کی دنیا مین ادا کرتا ہے اب پہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مخاطب ہوکے فرماتے ہین کہ جب تعالی کو تمنے ذی المعارج کی صفت سے
سرنا گیا جان لیا اور اسکے بعضے معارج سُن بہی لئے کہ پچاس ہزار برس کی مدت رکہتے ہین تو ان کافرونکے
ایسے عذاب مقرر کی جلدی کرنے اور مسخری کرنے سے رنجیدہ مت ہو فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا پہر صبر کرو اچہی
طرح کا صبر کرنا جسمین جلدی اور رنجیدگی اور دل کی گہبراہٹ نہائی جائے اور ہم تمکو صبر کرنے کو اسواسطے
فرماتے ہین کہ ان کافرون کا جلدی اور مسخری کرنا انکے غلطی اور نادانی اور کم فہمی سے ہے کہ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ
بَعِيدًا بے شک یہ کافر دیکہتے ہین اُسدنکو بہت دور اور جانتے ہین کہ آسمان اور زمین کے خراب ہونکو
ابہی مدتین ہین ہمکو اُسدن سے ڈرنا کسواسطے چاہیئے کچہہ ہماری زندگی مین تو آنیوالا نہین وَنَرَاهُ قَرِيبًا

اور ہم دیکھتے ہین اسدنکو بہت نزدیک اسواسطے کہ اسدن کی آمدنی کی ابتدا موتسے ہی جسوقت روح
بدن سے جدا ہوی اسیوقت اُسدنکے اثار اور علامتین ظاہر ہونے لگتی ہین اور فرشتے مقرر اور روحین مدبّر
اسکی عروج کرتی ہین جو خاص اسیکے واسطے مقرر ہین سو موت کا زمانہ تو بہت قریب ہی اور اگر اسدنکی
حقیقت کو دور سمجھتے ہین اسواسطے کہ دنیا کے تمام ہونیکو بہت مدّت باقی ہی تو یہہ بھی انکی بیوجہہ بیجا ہے
اسواسطے کہ جو جو واقعے اور احوال اُسدن ظاہر ہونگے اور ہر ہر واقعہ اُسکا ہزار ہزار سالکی مدّت تک
رہیگا اسکی نسبت سے دنیا کا گذرنا بہت قریب ہی اسواسطے کہ دنیا کا تمام ہونا اُسدنکے شروع سے ہے
یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ جسدن ہو جائیگا آسمان آگ کی کثرت اور لپک سے اور صور کی آواز کے صدمے سے
کَالْمُهْلِ تانبے اوٹے ہوئے کے مانند وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ اور ہو جائینگے پہاڑ آندہی اور طوفان کے زور سے
جو اُن پہاڑونکی جڑونمین گھس کر زمین کو خلخول اور کھوکھلا کر دیگا اور پے در پے ہونے سے صور کی آواز کے
پہاڑونکی جڑونکو سست اور بودی کر دینے مین ہوا کی اور بھی مدد ہو گی کَالْعِهْنِ رنگین اُون دھنے ہوے
کے مانند جسکو دھنیا اپنی کمانکی تانت سے مارکے اوڑاتا ہی اور یہان رنگین اُون اسواسطے مراد لی ہے
کہ بعضے پہاڑ سرخ ہوتے ہین اور بعضے سفید اور بعضے سیاہ اور اسدن جو ہر ایک کے ٹکڑے مل کر اوڑنے
تو اس اسمین ملنے کے سبب سے رنگین اُونکی طرح معلوم ہونگے اور اسوقت آدمیون پر اسدنکی سختی اور
مصیبت اسقدر ہو گی کہ اپنے خویش اور اقربا کو بھول جاوینگے وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا اور نپوچھیگا
کوئی قرابت والا اپنے قرابت والیکو کہ تیرا کیا حال ہی اور یہہ حال یعنے انکا نپوچھنا کچھہ دوری اور اوٹ
کے سبب سے نہو گا بلکہ یُبَصَّرُوْنَهُمْ دیکھلایا جائیگا آدمیونکو انکے قرابت والونکا حال سو باوجود اُنکے
بُرے حال دیکھنے کے اپنی مصیبت اور گرفتاری کی دہشت اور فکر مین کچھہ بھی انکی پروا نہو گی اور رنج اور غم
بھی انکا نہو گا بلکہ یہہ آرزو کرینگے کہ کاشکے ہماری عوض بھی انپر عذاب کرین اور ہم چھوٹین یَوَدُّ الْمُجْرِمُ
آرزو کریگا گنہگار لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ کہ کاشکے یعنے کسیطرح عوض مین دے اُسدن کے
عذاب سے بِبَنِیْهِ اپنے بیٹونکو جسطرح دنیا مین اپنی عوض اُول مین دیکر قید سے خلاصی ہوتی ہے
وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی جورو کو جو اسکا مونس اور عزت ہی اور جورو کو اُول مین دینا بڑی بے عزتی

اور بھائی ہی وَاَخِیْہِ اور اپنے بھائی کو جو اسکی برابر والا ہی اور تابعدار رہی اُسکا نہیں ہے فضیلت
الَّتِیْ تُؤْوِیْہِ اور اپنے ایک جدی گھرانیوالونکو جنمین رہتا تہا اور جب یہہ شخص کوئی گناہ کرکے بھاگ
کر اُن مین آبیٹہتا تہا تو وے بٹہار کیتے تہے اور اسکی حمایت کرتے تہے وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا
اور جتنے لوگ زمین پر ہین سبکو اکٹہا نہ ایک کے بعد دوسرا ثُمَّ یُنْجِیْہِ پھر اپنی تئین خلاص کرے وہ چہڑوانے
جانا چاہئے کہ یہان اس آیت مین لڑکونکو جورو پر اور جورو کو بھائی پر اور بھائیکو گھرانیوالونپر اور گھرانے
والونکو بیگانونپر مقدم فرمایا ہی اور سورہ عبس مین بھائیکو ماباپ پر اور ماباپ کو جورو پر اور جورو کو
لڑکونپر مقدم کیا ہی سو اس تقدیم اور تاخیر اور عبارت کے اُلٹنے مین ایک باریک بات ہی وُہ یہہ ہے
کہ سورۂ عبس مین بہاگنے کا بیان ہی اور آدمی بہاگنے وقت پہلے اُسکو چہوڑتا جسکی محبت کم ہوتی ہے
اسواسطے وُہ ترتیب وہان مناسب ہوئی اور اس سورۃ مین اپنا فدیہ اور عوض دینا مذکور ہی اور اول
دینے مین پہلے اسیکو کرتے ہین جو اپنا تابعدار اور فرمان بردار ہو تو اس مقدمے مین لڑکا مقدم ہے
جورو سے اور جورو مقدم ہی بھائی سے اور بھائی مقدم ہی دوسرے اپنونسے اور اپنے
مقدم ہی بیگانونسے کَلَّا ہرگز نہین یعنے یہہ آرزو بیفائدہ کرنا نچاہئے اسواسطے کہ اِنَّہَا لَظٰی تک
وُہ عذاب جو اُسدنمین ہی اور ضمیر کا مونث ہونا خبر کی رعایت سے ہی یعنے خبر مونث ہی لَظٰی وُہ
دہکتی آگ ہی اور لپک والی سو یہہ آگ عوض قبول نہین کرتی اسواسطے کہ عوض قبول کرنا شعور اور فہمیدگی
کا کام ہی اور وُہ آگ اس بدلے اور عوض کا کچہہ شعور نہین رکہتی ہان مگر اُسے داناؤن کیسے کام ہوتے ہین
اُس حالت مین کہ نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰی کہینچتی ہی بدنکے کہال کو جلانیکے سبب سے اور کہال کی بہتیرے چیزکو بالکل
نہین جلا دیتی تاکہ نیست اور نابود ہوجاے بلکہ کہال کے جلنے کے سبب سے سوزش اور جلن وسبدم زیادہ ہو اور ایک دوسرا
یہی کام داناؤنکا سا کرتی ہی کہ تَدْعُوْا بلاتی ہی للکارکے اور فصیح زبانسے کہتی کہ اِلَیَّ یَا کَافِرُ اِلَیَّ یَا
مُنَافِقُ اِلَیَّ یَا جَامِعَ الْمَالِ یعنے میرطرف آ اے کافر میری طرف آ اے منافق میری طرف آ اے مال کے
جمع کرنیوالے یعنے حرام مال کے جمع کرنیوالے اور زکوۃ نہ دینے والے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے یہہ قول یعنے دوزخ کا بلانا ان لفظونسے منقول ہی اور یہہ نام لیکر خاص اُس شخص کو

بلاویگی من ادبر جسنے پیٹھہ دی تہی سچی راہ سے پیغمبرونکی دشمنی اور نافرمانی کرنے سے وتولی اور
مونہہ موڑا تہا ایمانسے وجمع اور جمع کیا تہا مال کو بے پروائی سے یعنے نہ حلال کو دیکہا نہ حرام کو نہ شبہہ کو
نہ مکروہ کو جسطرح پایا جمع کر لیا تہا اور اس مال حاصل کرنے اور جمع کرنے ہی کیوقت عذاب کا مستحق ہوچکا
تہا فاوعی پہر جمع کرنے کے بعد اس مالکو کسی جگہ مین کرکے رکہہ چہوڑا اور جو جو حق اسپر واجب تہے اسکو ادا نکیا
یعنے نہ خدا کا حق ادا کیا جیسے زکوۃ نہ بندیکا حق ادا کیا جیسے قرض اور نوکر کی نوکری اور مزدور کی مزدوری
اور لونڈی غلام کے کہانے کپڑے سے خبرگیری کرنا اور جورو لڑکو نکا حق اور بہائی بہن کا حق اور ماباپ کا
حق اُس مال سے ادا نکیا پہر اس مال کے بیجا خرچ کرنے مین بہی دوزخ کے عذاب کا مستحق ہوا اور جب معلوم
ہوا کہ اس آگ کو دو کام مطلوب ہین ایک بروںکی کہال کو جلا دینا نہ دلونکو تاکہ ماباپ جورو لڑکے بہائی بہن کی
گرفتاریکو دیکہہ کر جلین دوسرا کام یہہ ہی کہ بہاگنے والوںکو اور مونہہ موڑنیوالون اور مال کے جمع کرنیوالون
اور حقونکے نہ دینے والونکو ڈہونڈہ ڈہونڈہ اور چن چن کے بلاویگی اور اپنی طرف کہینچیگی پہر ایسا شخص اپنی
عوض مین دوسریکو دینے کی جسطرح آرزو کرتا ہی اور اسکا عوض قبول جسطرح ہوگا اسواسطے کہ اگر اسکے
عوض مین دوسرا قبول ہو تو اس شخص کے بدنکا جلنا جو مطلوب ہی کسطرح سے ہو اگرچہ اسکا دل اپنے قریبون
اور یگانونکے عذاب دیکہنے کے سبب سے جلے گا اور یہہ بہی ہی کہ اگر اسکے خویش واقربا انہی گنہہ گارون مین
ہین یعنے بہاگنے والون اور مونہہ موڑنیوالون اور مال کے جمع کرنیوالون اور دوسرے کے حق نہ دینے
والون مین سے ہین تو وہ دوزخ کی آگ آپہی انکو پکڑے گی اور ہرگز نہچہوڑیگی اس شخص کا اُن لوگون کو اپنی
عوض مین دینا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ یہہ ایسا ہوا جیسے ایک گنہہ گار اپنی عوض مین دوسرے
گنہہ گار کو حوالہ کرے اور اگر اسکے خویش واقربا ان گنہہ گارونکے غول مین کے نہین ہین تو وہ آگ انکو
قبول نکریگی اسواسطے کہ اسکی غرض ایسے ہی گنہہ گارونکو جلانا ہی نہ بے گناہونکو سو ایسے شخص کو
اپنے عوض مین دینا دیسا ہوا جیسے کوئی شخص گہوڑیکو دانے چاریکے عوض مین جواہر دے کہ وہ ہرگز
قبول نکریگا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ جب کافرون اور منافقونکو دوزخ
کی آگ نام بنام پکاریگی اور یے لوگ بہاگین گے تب ایک گردن بہت لمبی آگ سے نکلے گی اور دو سو آنکہا

راہ سے جتنے کافر اور منافق ملین گے سبکو چن چن کر اُٹھا لیجائیگی جسطرح سے جانور اپنی نوک سے دانہ
اُٹھا لیتا ہی اور اگر کسیکے دل مین یہہ شبہہ آوے کہ اس صورتمین بہت سے لوگونکو دوزخ کی آگ نہچہیگی
اسواسطے کہ یہ چار وصفتین جو دوزخ کی آگ کو مطلوب ہین اکثہا کم لوگونمین پائی جاتی ہین تو اسکے
جواب مین ہم کہین گے کہ بدی عبادتسے موہہ موڑنا اور پیغمبر اور قران سے منکر ہونا اگرچہ کم ہی اور نیک
پیدائش والا اسکو دانائی کے خلاف جانتا ہی لیکن مال کا جمع کرنا اور مستحقین کو حق نہ دینا بہت رائج اور پہیلا ہوا
ہی اسواسطے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا بے شک آدمی موافق اپنی جبلت کے پیدا کیا گیا ہی بے صبر
اور حریص گہبرالا اور هَلُوْع عرب کی لغت مین بڑے حریص بے صبر کو کہتے ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس لفظ کے معنے لوگون نے پوچہی آپ نے فرمایا کہ حقتعالی نے اس لفظ کی آپ ہی
تفسیر کی ہی اور فرمایا ہی اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا جب پہنچے اسکو برائی جیسی مفلسی اور بیماری یا کوئی
دوسری مصیبت تو نہایت گہبراوے اور بیقرار ہووے بخلاف دوسرے جانورونکے اور اسکی وجہہ یہہ ہی کہ
آدمیکی بوجہہ اور سمجہہ بہت قوی ہی اور اسکی فکر دور دور پہنچتی ہی اسواسطے ہر مصیبت کے رنج اور الم کی وجہونکو
خوب غور کرکے دریافت کرتا ہی اور اسکے لوازمات کو اور انجام کے حال کو بہت دور سے دیکہتا ہی پہر وہم
غلبے کے سبب سے اُن سبکو واقع ہوا جانتا ہی اور اُس بیقراری کے حال مین مغلوب ہو جاتا ہی اور اس مصیبت
کے دفع کرنے کیواسطے طرح طرح کے حیلے اور تدبیرین بہی اسکے دلمین آتی ہین اور کسی سے مطلب برآری نہین
ہوتی ہی پہر ایک تدبیر کو چہوڑتا ہی اور دوسری تدبیر مین پڑتا ہی اور اس انتقال مین یعنے ایک تدبیر کو
چہوڑنے اور دوسریکو پکڑنے مین اسکے قویٰ کو بہت بیقراری حاصل ہوتی ہی اور ایک تدبیر کو تمام فکر کے دوسری
تدبیر کے سامانی فکر مین جا پڑتا ہی وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اور جب پہنچتی ہی اسکو بہلائی جیسی دولت اور
حکومت یا دوسری طرح کی بہلائی تو نہایت بخیل ہو جاتا ہی اور ہرگز نہین چاہتا کہ دوسریکو کچہہ پہنچے اور جب
حقتعالی اُسپر ہر طرف سے خوشی اور ترقی کے دروازے کہولتا ہی تو اسکو ہر نعمت اور ہر مرتبے کے ترقی
کی محافظت اور نگہبانی منظور ہوتی ہی تاکہ دوسریکو نہ پہنچے اور میرے ہی نسل اور خاندانمین یہہ حکومت
اور ثروت ہمیشہ باقی رہے پہر اس سبب سے اسکا بخل روز بروز بڑہتا جاتا ہی سو یہہ بہی اسکی دانائی اور

زیر کی ہی کہ ہر نعمت کے نفع کی وجہونکو خوب غور کر لیتا ہی اور اسکے لوازمات بعید کو اور پوشیدہ خواصونکو
دور سے بوجہہ لیتا ہی اور اسمین انتہا درجکی خواہش کرتا ہی اور وہم کے غلبے کے سبب سے ہر ایک خواہش کو
ہوا بوجہتا ہی اور اُس نعمت کو تنہا اپنے ہی پاس رکھنے کیواسطے طرح طرح کے حیلے اور تدبیرین کرتا ہی اور
اسمین بہت فکر اور غور کرتا ہی اور ان سبکے پیچھے پڑتا ہی اور یے دونون صفتین یعنے بے صبری اور حرص کی
زیادتی اکثر بندگی اور عبادت کی خرابی کا سبب اور پیغمبرون اور قران سے پھرنے اور انکار کرنے کا سبب
پرتی ہین تو دوزخ کے بلانے کے قابل سب آدمی ہوئے اسواسطے کہ انکی اصل پیدایش مین دوزخ کے بلانے
کی استعداد پائی جاتی ہی مگر آٹھہ فرقے کہ انکو دوزخ نہ بلاویگی اسواسطے کہ انکو اپنے آٹھون دروازون سے
بہشت بلاویگی اگر انکو دوزخ بہی بلاوے تو اسمین دوزخ اور بہشت کے جھگڑا اور مناقشہ لازم آوے اور
دوزخ اور بہشت اسمین خواجہ تاش ہین یعنے ایک ہی خاندان کے تابعدار ہین اور انکے اسمین صلح اور ملاپ
انمین جھگڑا فساد اسمین ہو نہین سکتا اور اُن آٹھون فرقونکی تفصیل یہہ ہی اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى
صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ مگر وے نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے ہین اور یہہ استثنا فعل اسبات کی دلیل ہی کہ یے
زیادہ حریص اور بے صبرے نہین پیدا کئے گئے ہین والا پنجوقتہ نماز کا ادا کرنا اُنسے نہو سکتا اور جو یے دن اور
رات مین پانچ وقت اپنے خاوند کی حضور مین حاضر ہوتے ہین تو انسے اپنے خاوند کیواسطے اپنے مال سے
نذر اور نیاز نکالنے مین انکار کب ہو سکتا ہی یا جنکی تنخواہ حقتعالی نے اِنپر اُتاری ہی انکو نہ دین اور حرص کی
زیادتی انکو اس مرتبے کو پہچاوے کہ اسکے حقکو منع کرین یہہ انسے ہرگز ممکن نہین ہی اسجگہہ پر جانا چاہئے
کہ حقتعالی نے نماز پڑہنے والونکو گویا ان آٹھون فرقونکا سردار کرکے اس آیت مین سبکے پہلے ذکر فرمایا ہی اور
اس کلام کے آخر مین یہی اسی فرقے کا ذکر کرکے کلام کو ختم کیا ہی سو ظاہر مین تکرار معلوم ہوتی ہی لیکن حقیقت
مین تکرار نہین ہی کئی وجہو سے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ لوگون نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بڑے جلیل القدر صحابیون سے ہین اِس آیت کے معنے پوچھے تہے کہ نماز کی ہمیشگی سے
کیا مراد ہی اسواسطے کہ ہمیشہ نماز مین رہنا آدمی کی طاقت سے باہر ہی انہون نے جواب دیا کہ نماز
کی ہمیشگی سے یہہ مراد ہی کہ نماز پڑہنے مین داہنے بائین نہ دیکہے اور دل بہی سوائے خدا کی یاد کے دوسری طرف

نماز مین نہ لگاوے اور ظاہر یہی ہی کہ محافظت کی لفظ جو ان آیتون کے آخر مین آئی ہی اُسے مراد
یہی ہی کہ نماز کے مقدمے مین بڑا اہتمام کرے یعنے اسکے آداب اور شرطونکی رعایت کرنا اور وقت آنیکے پہلے
وضو کرکے کپڑے پہن کے قبلہ کیطرف دریافت کرکے مستعد ہوکر بیٹہنا تاکہ نماز کا وقت جو آوے تو اسوقت
کسی شرط کے حاصل کرنے کیطرف دل متعلق نرہے اور اثناء نماز مین ظاہری اور باطنی کی عاجزی سے بہرے
ہونا اور ریا سے بچنا اسیطرح تمام آداب اور سنن کی رعایت کے ساتہہ اول سے آخر تک نماز کو تمام کرنا اور
نماز سے فراغت ہونے کے بعد بہی بیہودہ اور بُری باتون سے بچنا یہ سب چیزین المتعات کے سواے ہین دوسری
وجہہ یہہ ہی کہ مداومت سے مراد یہہ ہی کہ پانچوقت کی نماز ہمیشہ ادا کرنا اور ایک وقت کی بہی نماز کو جان
بوجہہ کے نچہوڑنا اور محافظت سے دوسری چیزین مراد ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
منقول ہی تیسری وجہہ یہہ کہ پہلی آیت سے فرض نماز مراد ہی اور آخر کی آیت سے سواے فرض کے دوسری
نمازین مراد ہین جیسے روز کی موکد سنتین اور چاشت اور اشراق اور دوپہر لوٹنے کی اور تہجد کی نماز چنانچہ
حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہی وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ اور وہ سرے لوگ
جوانکے سب قسم کے مالونمین سے جیسے نقد اور کہیتی کا حاصل اور جانور پالے ہوے اور تجارت کا مال اور لونڈی
غلام حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ حق ہی معین اور مقرر کیا ہوا سو وہ زکوۃ ہی اور صدقہ فطر کا اور واجب نفقے یا دوسرا
حق ہی جو اپنے ہر جنس کے مال مین مقرر کرکے کہا ہی لِّلسَّآئِلِ سوال کرنیوالے کیواسطے جسکو شریعت کی راہ
سے طلب کرنا پہنچتا ہی جیسے جورو اور اولاد اور غلام اور لونڈی اور دوسرے ناتے والے اور قرضخواہ اور
مہمان کہ اُن سبکو اپنے اپنے حقونکا مطالبہ پہنچتا ہی اور یہ سب اپنے حقوق کو بے شرم ہوکے لوگون کے
سامنے محکمے مین طلب کرتے ہین وَالْمَحْرُوْمِ اور اُسکے واسطے جو محروم ہی مانگنے سے اور شریعت کی راہ سے
اسکو مانگنا نہین درست ہی جیسے مسکین اور یتیم اور محتاج کہ یہ لوگ مطالبہ نہین رکہتے اور بعضے مفسرونے
ایسا کہا ہی کہ سائل سے آدمی مراد ہی کہ اپنی احتیاج کو اپنی زبان سے ظاہر کرسکتا ہی اور محروم سے
جانور مراد ہین اسواسطے کہ بے زبان ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ سائل سے فقیر کو چہ گرد یعنے جو مانگتے
پہرتے ہین وے مراد ہین اور محروم سے وے محتاج مراد ہین جو اپنے گہر مین بیٹہے ہین اور کسی سے اپنی

حاجت کو ظاہر نہین کرتے اور لوگ انکو غنی سمجھتے ہین سو اس سبب سے وے لوگ صدقے سے محروم رہتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ محروم سے وُہ افلاس زدہ مراد ہی جسکی وو زمانہ کا سبب درہم برہم ہوگیا سو کسیطرح سے اپنا قوت پیدا نہین کرسکتا یا وہ تاجر مراد ہی کہ اسکی اصل پونجی مین بہت نقصان آیا یا اسکا مال بالکل لُٹ گیا اور اگرچہ صدقہ دینے مین محروم سایل پر مقدم ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّہُ الْاُکْلَۃُ وَالْاُکْلَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًا یُغْنِیْہِ وَلَا یَسْئَلُ النَّاسَ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْہِ یعنے مسکین وُہ نہین ہی جسکو پھیرے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک خرما یا دو خرمے اور در بدر مارا پھرے بلکہ مسکین وُہ ہی کہ اپنے احتیاج کے دفع کی چیز نہین رکھتا اور اپنی احتیاج کو کسیکے سامنے ظاہر کرنے سے سوال ہی نہین کرتا ہی تاکہ لوگ اُسکی حاجت دریافت کرکے کچھ اُسکو دیوین سو ایسے فقیر کو دینا بہت بڑا ثواب ہی لیکن اس آیت مین سایل کو محروم پر مقدم بیان فرمایا ہی اسواسطے کہ ظاہر مین یہی بات ہوتی ہی جیسے کہانا تقسیم کرنیکے وقت مانگنے والے کو جو دروازے پر گھبڑا ہوکر پکارتا ہی پہلے دیتے ہین پھر جو کچھ بچ کر رہ جاتا ہی تو محتاج خانہ نشینونکے گھر بھیج دیتے ہین اور اس عمل سے معلوم ہوا کہ اس گروہ کو بڑا صبر ہوتا ہی کہ اپنا مال یہی دیتے ہین اور فقیر محتاجون کے آوازے اور ظلم بھی سہتے ہین پر گھبراتے نہین ہین اور حرص بھی نہین رکھتے نہین تو اپنا مال جس سے بڑے بڑے فایدے حاصل کرسکتے ہین دوسرونکو کیون اسطرح سے دے دیتے لیکن انکا مرتبہ پہلے فرقے سے یعنے نماز پر ہمیشگی کرنیوالونسے کم ہی اسواسطے کہ انکو کبھی کبھی مال کے خرچ کرنیکا سوچ اور مال کے جمع کرنیکی حرص بھی ہوتی ہی بخلاف پہلے فرقے کے کہ وے نماز مین مستغرق ہونیکے سبب سے اس حالت استغراق مین ایک ساعت اِن دونون چیزونسے نجات پاتے ہین وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ اور تیسرے وے لوگ جو سچا جانتے ہین انصاف کے دِن کو سو بلا کے آنے سے بے صبر نہین ہوتے ہین اور بہتری پہنچنے سے مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ یعنے خیر کو منع نہین کرتے ہین اسواسطے کہ ہر بلا اور نیکی کا عوض ملنا یقینی جانتے ہین سو یہ لوگ صبر بھی رکھتے ہین اور حرص کو اپنے پاس آنے نہین دیتے لیکن انکا مرتبہ اُن دونونکے مرتبہ سے یعنے نمازیون اور زکوۃ دینے والونسے کم ہی اسواسطے کہ ان لوگونکو ایسا کام کرنے مین جسمین دنیا کا نفع کچھ نہو وے

اور اپنے مال کو ایسی جگہہ خرچ کرنے مین جسمین ظاہری فائدہ کچھہ نہو دے بے صبری اور گھبراہٹ ہوتی ہے
اور دنیا کے نفع والی باتونمین پہنسنے پر اور دنیا کے رنج سے بچنے پر اور آیندہ کے واسطے مال جمع کرنے پر
حرص ہوتی ہی اور لالچ کرتے ہین لیکن یہ لوگ صبر کو بے صبری پر اور قناعت کو حرص پر ترجیح دیتے
ہین اس سبب سے کہ انکو جزا کی یقین ہی تو گویا عوض اور بدلا کرتے ہین اور تھوڑا دیتے ہین اور بہت چاہتے
ہین اور انکی گھبراہٹ اور حرص بالکل بے تاثیر نہین ہے بلکہ ایک فائدہ رکھتی ہی یعنے قسم دنیوی سے طرف
قسم اخروی کے انتقال کیا ہی اور فانی سے طرف باقی کے اور ایک رنگ دوسرا پیدا کیا ہی وَالَّذِيْنَ
هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور جو ایسے وے لوگ ہین جو اپنے پروردگار کے عذاب سے
ڈرنیوالے ہین دنیا اور آخرت مین اور جانتے ہین کہ اگر بلا مین صبر نکرینگے یا مال کے دینے مین اپنے ہاتھہ کو
اچھی طرح نکھولین گے تو حقعالی کے عذاب مین گرفتار ہونگے اور حقیقت مین بات یہی ہی کہ اپنے پروردگار
کے عذاب سے خوف اور ڈر مین رہا چاہیئے اسواسطے کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ بے شک عذاب انکے پروردگار
کا ایسا ہی ہی کہ اس سے باوجود بلا مین صبر کرنے کے اور اپنے مال کو اسکی راہ مین خرچ کرنے کے
غَيْرُ مَاْمُوْنٍ نڈر اور بے وہشت نرہا چاہیئے اسواسطے کہ بہلائی اور برائی کا اعتبار خاتمہ پر ہی اور خاتمہ کا
حال ہر شخص کا پوشیدہ ہی کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور صبر اور بخشش مین ان لوگونکا مرتبہ پہلون کے
مرتبے سے کم ہی اسواسطے کہ اُنکے کام عذاب کے خوف کے سبب سے ہین اور پہلونکے کام ثواب کی امید
اور ثواب کی طمع امید کی راہ سے اور امید وسیلہ ہی محبت کا اور خدمت اور تابعداری محبت کے ساتھہ
بہتر ہی اُس خدمت اور تابعداری سے جو خوف کے ساتھہ ہو جسطرح مزدور یا نوکر کی خدمت بہتر ہی
لونڈی غلام کی خدمت سے اور یہ دونون گروہ پہلے دونون گروہونسے مرتبے مین بہت کم ہین اسواسطے
کہ اُنکے عمل صرف محبت کی راہ سے تھے بہلائی کی امید اور برائی کے خوف کا خیال انکو کچھہ نتھا تو انکی خدمت
اور تابعداری ایسی ہوی جیسے عاشق معشوق کی خدمت اور اطاعت کرتا ہی اور یہ چارون فرقے
جو مذکور ہوے سو وے لوگ ہین جنہون نے بدنی اور مالی عبادت ادا کرنے پر صبر کیا اور مصیبت اور بلاؤن کو
سہ لیا اور اپنی حرص کو جو طاعت کے مخالف تھی ترک کیا تھا اور گناہ اور شہوتونکی خواہش کو بالکل موقوف

کیا تہا اب ان لوگونکا حال بیان فرماتے ہین جنسے جزئی کا موئمین صبر اور قناعت ظاہر ہوئی ہی سو وے
بہی چار فرقے ہین پہلا فرقہ وُہ ہی جو اپنے شرمگاہ کی شہوت پر اور عورت سے صحبت کرنے کی لذت پر
حرص نہین کرتا ہے بلکہ صبر کرتا ہے اور یہہ وُہ چیز ہی جو اکثر خلق اللہ کی خرابی کا سبب پرتی ہی دوسرا
فرقہ وُہ ہی جو خلق اللہ کے حق مین جیسے امانت ہی یا عہد حرص نہین کرتے بلکہ اسکے ادا کرنے مین صبر کرتے ہے
تیسرا فرقہ وُہ ہی جو خلق اللہ کے حقوق کو جو ظاہر کرنیکے سزاوار ہین انکے چہپانے پر حرص نہین کرتا
بلکہ اُسکے ظاہر کرنے پر صبر کرتا ہی چوتہا فرقہ وُہ ہی جو نفل عبادتین جو اپنے ذمہ پر لازم کرلین ہین خصوصًا نماز
نفل جو دن رات مین اپنے پر مقرر کرلی ہی اسکے ادا کرنے پر صبر کرتا ہی اور کہیل کود اور آرام وچین کی لذتون مین
اپنے وقت کو گذارنے مین حرص نہین کرتا اور ان فرقونکو اس ترتیب سے بیان کرنے کی وجہ یہہ ہے
کہ عبادتین بدنی جو تعالی کے واجب کرنے سے بندے پر لازم ہوئی ہین وے اسی ترتیب سے بزرگی
رکہتی ہین سب سے اعلی پانچوقت کی نمازین ہمیشگی کے طور سے ادا کرنے پر صبر کرنا اور انکے چہوڑنے پر حرص
نکرنا پرلے درجہکی نزدیکی اور قرب کا سبب ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ ح
بِشَیْءٍ اَحَبَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ یعنے نہین نزدیک ہوتا ہی کوئی بندہ ہماری طرف کسی عبادت سے
جسنے نزدیک اور محبوب ہوتا ہی ہمارے طرف اس عبادت کے ادا کرنے سے جو ہمنے فرض کردی ہی اُسپر
اور دوسری عبادتونسے نماز مین زیادہ خصوصیت ہی اسواسطے کہ یہہ جامع ہی سب عبادتونکو اور
انتہا درجہکی حضوری اور قرب کو جو سر کوشے اور کلام کی حد کو پہنچے بلا واسطہ پہنچا دیتی ہی پہرا سکے بعد فرض
زکوۃ کو ادا کرنا اور اپنے ذمے کے واجب نفقے دینے مین خلق اللہ کی منفعت اور خدا کے بندونکی پرورش
منظور رکہنا اسواسطے کہ یہہ بہی نہایت خوشی اور رضامندی کا پروردگار کے سبب پرتی ہی پہرا سکے
بعد گہبراہٹ اور بے صبری اور حرص کو ترک کرنا بلا اور مصیبت کیوقت مین فوت ہوی چیز پر ثواب کی
امید سے نہایت بڑا مرتبہ ہی اُس ترک سے جو عذاب کی دہشت سے ہو پہرا سکے بعد نامشروع چیز پر
حرص نکرنا اور جو شرع مین جایز ہی اسیقدر پر اکتفا کرنا خصوصًا شرمگاہ کی شہوت کے مقدمہ مین بہت
ہی بڑا اور سخت صبر ہی اور یے سب پروردگار کے حق سے متعلق ہین پہر جو بندونکے حق سے علاقہ رکہتا

ہی سو وہ یا انکے حقونکا ادا کرنا ہی جو اسکے ذمے پر ہین جیسے اسمین امانتونکا ادا کرنا اور عہد اور پیمانکو پورا
کرنا یا انکے حقونکو ظاہر کردینا کہ اسمین انکے مالونکا زندہ کرنا ہی اگرچہ اپنے ذمہ پر کچھہ لازم نہین آتا ہے
اور جب ان سب حقتعالی کے واجباتکو صبر کرنے سے اور حرص کے ترک کرنے سے مضبوط کیا تو باقی
نرہی مگر وہ چیز جو اپنے ذمہ پر نذر کیطور پر واجب اور لازم کرلی ہی جیسے عبادتین نفل خصوصًا نماز سو
ان چیزونکا ذکر آخر مین کیا گیا چنانچہ فرماتے ہین وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ اور پانچوین وے لوگ
جو اپنی شرمگاہونکو حَافِظُوْنَ نگاہ رکھنے والے اور روکنے والے ہین اس سے کہ کسیکی نظر اسپر پڑے
یا بدن کسیکا اسمین لگے اور اس روکنے مین انکی صبر کی قوت ہی ثابت ہوئی اور انکی بے حرصی بھی
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنے جوڑونپر لغت مین زوج جوڑیکو کہتے ہین اور جو گھر کا کاروبار اور انتظام بدون
مرد اور عورت کے درست نہین ہوسکتا اسیواسطے عورتکو مرد کا جوڑا اور مرد کو عورت کا جوڑا
کہتے ہین جیسے موزیکا جوڑا اور جوتی کا جوڑا اور جوڑے ہونے مین کئی چیزین شرط ہین پہلی شرط یہہ ہے
کہ دونون مین کوئی خصوصیت ظاہر ہو اور یہہ خصوصیت بدون شرعی ایجاب اور قبول کے جسکو عقد نکاح
کہتے ہین حاصل نہین ہوسکتی اسیواسطے ہر عورتکو ہر مرد کا جوڑا نہین کہتے ہین اور دوسری شرط یہہ ہے
کہ وہ خصوصیت گھر کے انتظام اور دنیا کے کامونکی تدبیر کیواسطے ہو نہ فقط شہوت نکالنے کیواسطے
اسواسطے کہ بدون گھر کے کامونمین شریک ہونے کے نفع اور نقصان دونون کا مشترک نہوگا تو
جوڑے ہونے کے معنے بھی ظاہر نہونگے جیسے خرچی اور متعہ کی عورت کہ اُسکو جوڑا نہین کہہ سکتے ہین
تیسری شرط یہہ ہے کہ نسل لینا اُس سے ممکن ہو اور دوسرےکا حق اسکے ساتھہ متعلق نہو جیسے غیر کی لونڈی
کہ اُسکے مالک نے اُسے صحبت کرنیکی اجازت دی ہو تو اسکو بھی جوڑا نہین کہہ سکتے ہین چوتھی شرط
یہہ ہی کہ کوئی دوسرا رشتہ اور علاقہ اُس سے قوی زیادہ اور مشابہ نو زیادہ اُن دونون کے درمیانمین
اس رشتے سے بڑھ کر نہو اسیواسطے ماں اور بیٹی اور بہن کو مرد کا جوڑا نہین کہتے ہین بس اسیکہہ سے معلوم
ہوا کہ متعہ کی عورت بھی مرد کا جوڑا نہین ہوسکتی اسیواسطے متعہ کی عورت کے مال کا مرد مالک نہین ہوتا
اگرچہ متعہ کی مدت مین وہ عورت مرجاوے اور نہ خانگی کامونکی تدبیر مین کچھہ ایسی عورتکو دخل ہوتا ہے

اور نہ نفع نقصان مین شریک ہوتی ہی اور نہ اسکی خوراک اور پوشاک مرد پر واجب ہوتی ہی اور نہ نسب
اور نسل کی محافظت اور نگاہبانی اس سے ممکن ہوتی ہی اسواسطے کہ متعہ کی مدت گذرنیکے بعد دونون
مین خود بخود اجنبیت اور جدائی ظاہر ہوجاتی ہی ایک مشرق کو جاتا ہی اور دوسرا مغرب کو عورت دوسرے
متعہ کیواسطے چاہتی ہی اور مرد دوسری عورتکی خواہش کرتا ہی اور اگر متعہ کے مدت مین اُس مرد سے اس
عورت کے حمل رہ گیا اور کوئی بچہ پیدا ہوا تو نہ وُہ بچہ اپنے باپ کو پہچان سکتا اور نہ باپ اُس بچے کو اور نہ وُہ
بچہ باپ تک پہنچ سکتا ہی تاکہ فرزند کے حقکو اپنے باپ سے طلب کرے اور نہ باپ اس بچہ تک پہنچ سکتا ہے
تاکہ تعلیم اور تربیت پدری اسکے ساتھہ بجالاوے اور جب بچہ نسب سے مجہول اور نامعلوم رہا تو اسکا محرم
ہونا بہی باپ کے قریبونسے اور خویشونسے نامعلوم اور پوشیدہ رہا تو اسمین تداخل محارم کا بہی ممکن ہے
یعنے محرم کے ساتھہ نکاح کرلینا اسطور سے کہ وُہ لڑکا اپنے باپ کی بیٹی کے ساتھہ نکاح یا متعہ کرلے یا باپ
کا بہائی اس لڑکی کے ساتھہ متعہ یا نکاح کرلے اور اسیطور سے دوسری قرابتونمین بہی یہی تداخل متصوّر
ہوسکتا ہی اور ایسے نکاح کرنے سے جو اولاد پیدا ہوگی انکے نکاح مین بہی کفو ہونے کی رعایت برہم درہم
ہوجائیگی اور میراث کی تقسیم کا دروازہ بالکل بند ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکے وارث جہانمین منتشر اور پہیل گئے
اور انکے پہچان اور انکے نامون اور مکانونکا دریافت کرنا بہت متعذر ہوگیا تاکہ ہر شخص کی میراث اسکو تک
پہنچادی جاوے اسیواسطے متعہ کرنے والونکے عقد کیلئے موافق بہی زوجیت اور جوروپنے کے حکم متعہ کی
عورت کے ساتھہ جاری نہین ہین جسمے عدت اور طلاق اور ایلا اور لعان اور ظہار اور برابری عورتونمین
یعنے پوشاک اور کہانا اور گہر اور ساتھہ سونے مین اور یہہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جب ایک چیز کے حکم جاتے رہے
تو وُہ چیز بہی نفی ہوجائیگی یعنے اسکا نام باقی نرہے گا جسطرح یہان ہی کہ جب زوجیت کے حکم جاتے رہے تو
جوروپنا بہی جاتا رہیگا اور ایسی عورتکو جوروُنہین کہینگے اور اس مقام پر جو متعہ کے حلال جانیوالون نے گفتگو
کی ہی اور کہا ہی کہ بے حکم یعنے عدت اور طلاق وغیرہ جوروپنے کے لازم نہین ہین تاکہ اسکا نباہا جانا زوجیت
کے نہونیکی دلیل ہوا سواسطے کہ ناشزہ عورت یعنے جو اپنے خاوند کے بے رضامندی اسکے گہر سے نکل کر
دوسرے کے گہر مین جا بیٹہی اور خاوند کے بلانے سے نہ آئی تو خوراک اور پوشاک ایسی عورت کی خاوند کے ذمہ سے

ساقط ہوجاتی ہے اور اسکو دینا لازم نہین ہوتا اور جو عورت اپنے خاوند کو مار ڈالے یا کسیکی لونڈی ہوی یا اگر
کتاب مین سے ہو یعنے یہود یہ یا نصرانیہ ہو تو ایسی عورتکو میراث نہین ملتی اور لونڈی کے ساتھہ نکاح کرنے
اسمین لعان نہین ہوتا اور سفر مین بارے جو لازم ہے یعنے سب عورتونکے پاس برابر رہنا جاتا رہتا ہے اور
باوجود ان سب چیزونکے وہ عورت اسکی جورو کہلاتی ہے تو معلوم ہوا کہ ان چیزونکا نپایا جانا کچھہ جورو
ہونیکے مخالف نہین ہے سو یہہ انکا گفتگو کرنا اس مقام پر بالکل بے معنے اور بیفائدہ ہے اسواسطے کہ منکوحہ
عورت سے ان حکمونکا جو اوپر ذکر ہوچکے ہین اٹھہ جانا ایک عارضہ کے سبب سے ہے جو لاحق ہوگیا ہے اگر وہ
عارضہ جاتا رہے تو یہ حکم سب پہلا اسپر جاری ہوجاوین جیسے عورت ناشزہ اگر اپنے خاوند کے گہر پہر آوے
تو خوراک اور پوشاک کی سزاوار اور مستحق ہوجاویگی اور اگر لونڈی ازاد ہوجاوے یا کتابیہ عورت مسلمان
ہوجاوے تو میراث کی مستحق ہوجاویگی اور مرد جب سفر سے پہر آوے تو برابری رات کے رہنے مین اسپر
واجب ہوجائیگی تو معلوم ہوا کہ ان چیزونکے عارض ہونیکے سبب سے بعضے حکم زوجیت کے جاتے رہتے ہین
زوجیت اور نکاح نہین جاتا بخلاف متعہ والی عورت کے کہ وہان خود عقد متعہ کا ان حکمونکے منافی ہے کسی
چیز کے عارض ہونیکی احتیاج نہین ہے اور اسکی تمثیل یون سمجھا چاہئے کہ پانی کی طبیعت پینے کو چاہتی ہے اور
پتہر کی طبیعت منجمد ہونے اور ٹہرنے کو پہر اگر کوئی شخص کہے کہ پانی بہی پتہر کی قسم سے ہے اسواسطے
کہ پانی یخ کے سبب سے پتہر کیطرح جم جاتا ہے یا کہے کہ پتہر پانی کی قسم سے ہے اسواسطے کہ اگر تیزاب مین
اسکو ڈال دو تو یہہ بہی پانی کیطرح بہہ جائیگا تو یہہ بات اسکی حماقت سے خالی نہین ہے اور کوئی عاقل
اُسکی اِس بیہودہ بات کو قبول نکریگا اور دوسرے یہہ بہی ہے کہ منکوحہ عورتونکو حقتعالی نے چار عدد مین منحصر
کیا ہے چنانچہ سورہ نسا کے اوّل مین مذکور ہے سو اگر متعہ والی عورتین منکوحہ عورتونمین داخل ہوتین تو یہ بہی
چار سے زیادہ جایز ہوتین اور حال یہہ ہے کہ متعہ کرنیوالونکے نزدیک بہی دس بیس عورتونکے ساتھہ ایک
ہی رات مین متعہ کرنا جایز ہے اور اگر انمین سے کسی کے پاس چار عورتین منکوحہ ہون تو دوسری عورتونکے
ساتھہ سواے اُن چار کے متعہ کرنا درست جانتے ہین اور شرع شریف مین ایسا مقرر ہے کہ جب
کسی شخص نے اپنی نکاحی عورت سے ایک مرتبے صحبت کی تو وہ شخص مُحصن ہوگیا پہر اسکے بعد اگر

اس شخص سے زنا ہو تو اسکو سنگسار کرینگے یعنے پتھر وغیرہ سے اسکو مار ڈالینگے اور اگر منکوحہ عورت سے صحبت کرنیکے پہلے زنا ہوا تو سو دُرّے مارینگے اور متعہ کے جایز رکھنے والوں کے نزدیک بھی متعہ والی عورت سے صحبت کرنا احصان کا سبب نہین ہوتا ہی غرض کسی وجہہ سے متعہ والی عورت زوجہ مین داخل نہین ہوسکتی اور جو لوگ متعہ والی عورت کو زوجہ مین داخل کرتے ہین انکی مثل ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص آٹا گھول کر کاچی پکاوے پھر اسمین گوشت کی بوٹی ڈھونڈے سہ اَضَاعَ الْعُمْرَ فِی طَلَبِ الْمُحَالِ یعنے گنوانی اپنی عمر محال چیز کی تلاش مین اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا وہ چیز کہ اسکے مالک ہوے ہین انکے ہاتھ اور اس چیز سے لونڈیونکی شرمگاہ کا مکان مخصوص مراد ہی اسواسطے کہ وہ چیز چاہیے کہ نجاست کی جگہہ نہوا ور نسل کے قابل ہو سو غلام ایسی چیز نہین رکھتے اور لونڈیونکے پاس دونون قسم کی چیزین موجود ہوتی ہین لیکن انکی بھی نجاست کی جگہہ حرام ہی اسواسطے کہ وہ جگہہ کھیتی ہونیکی لیاقت رکھے نہ نسل کی اور جب ما موصولہ کی لفظ سے وہی موضع مخصوص مراد ہوا تو اب ما موصولہ کی لفظ پر کوئی اشکال وارد نہین ہوسکتی اور اس صورت مین بھی عورت اور مرد کی خصوصیت اور نفع نقصان مین شریک ہونا اور اپنے نسب اور نسل کو نگاہ رکھنا اور خانگی کامونکی خدمت کرنا یہ سب باتین یہان بھی ثابت ہین ان دونون مین یعنے بی بی اور لونڈی مین فرق اتنا ہی کہ بی بی کے بدن سے موضع مخصوص کے سواے اور کوئی چیز دوسری خاوند کے ملک مین نہین آتی اور لونڈی سر سے قدم تک اپنے مالک کی ملک مین داخل ہوجاتی ہی اور عرب کی لغت مین ملک یمین ذات اور گردن کے مالک ہونیکو کہتے ہین اسیواسطے مانگی ہوی چیز کو کوئی نہین کہتا کہ یہہ میری ملک یمین ہی بس جو لونڈی کہ اسکے مالک نے اسکو عاریت کیطور پر صحبت کرنے کیواسطے دی تو وہ لونڈی اس مستعیر یعنے مانگ لینے والی کی ملک یمین مین داخل نہوجائیگی اور ایسی عایت کو اس عایت پر جس سے نفع لینا درست ہی قیاس کرنا غلط ہی اسواسطے کہ یہہ قیاس نص کے مقابل ہی یعنے صریحی دلیل کے مقابل ہی اور ایسا قیاس ہرگز مقبول نہین ہی اور یہہ بھی ہی کہ یہہ قیاس مع الفارق ہی اسواسطے کہ اگر اس نفع کے واسطے لونڈیکو کسی سے مانگ لین اور اسکے ساتھہ صحبت کرنے سے شاید حمل رہجاے تو وہ لونڈی مانگ لینے والے کے حق مین مشغول

ہو جائیگی اور یہہ جایز نہین ہی اسیواسطے عاریت کی زمین پر درخت لگانا یا کنوان کھودنا درست نہین ہے
فَاُولٰٓئِكَ پہر بے شک یے لوگ اگر اپنی عورتون یا اپنی لونڈیونکے ساتھہ صحبت کرنے مین اور لذت حاصل کرنے مین
حرص اور بے صبری کرین غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ تو نہین ہین ملامت کئے گئے اور اُلاہنا دئے گئے تاکہ انکا بھی بیصبرون
اور حریصونمین داخل ہونا بوجہا جاوے فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پہر جو شخص
کہ طلب کرے ان دونونکے سواے یعنے بی بی اور لونڈی کے سواے پہر وہی لوگ ہین تعدی اور ظلم کرنیوالے
اور عفت اور پاکی کی حد سے آگے بڑہنے والے اور حریصون اور بے صبرونمین داخل ہونیوالے اب اس مقام پر
جانا چاہیئے کہ آدمیکو شہوت نکالنے کیواسطے کئی طور ہین لیکن سواے ان دو قسم کے جو شرع مین بے شبہہ
جایز ہین باقی سب صورتین ممنوع اور حرام ہین اور اُن سب حرام قسمونکی تفصیل بہت ہی اُنمین سے ایک
لونڈے بازی ہی اور اُسسے مراد نجس محل مین دخول کرنا ہی یعنے غلیظ نکلنے کی جگہہ مین پہر یہہ کام خواہ مرد سے
ہو خواہ اپنی عورت سے یا اپنی لونڈی سے یا اجنبی عورت سے سب حرام ہی اور اسی قسم سے ہی خرچی کی
عورت جیسے کسبنی کہ ایک رات یا ایک مہینے کی اجرت مقرر کرکے اُس سے یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی
خانگی عورت کہ بدون اجرت مقرر کرنے کے اس سے فقط دوستی آشنائی کے سبب سے یہہ فعل کرتے ہین
اور اسی قسم سے ہی جس عورت سے زبردستی یہہ فعل کرین جسطرح غنیم کی فوج دوسرے ملک کے اوپر غالب
ہونیکے وقت وہانکی عورتونسے زبردستی یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی متعہ والی عورت یعنے
ایک مدت معین کرکے اسکی اجرت مقرر کردینا پہر اسکے ساتھہ یہہ فعل کرنا اور اسی قسم سے ہی دوسرے کی
لونڈی جو اسکے مالک کی رضامندیسے مانگ کر اسکے ساتھہ یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی عورتکا
عورت کے ساتھہ یہہ فعل کرنا جسکو ہندیمین چسٹہی کہتے ہین اور اسی قسم سے ہی اپنے ہاتھہ سے ہلاکر منی نکالنا
جسکو خلق کہتے ہین اور اسی قسم سے ہی اپنی محرم عورتونکے ساتھہ نکاح کرنا پھر وے محرم خواہ نسبی
ہوون جیسے مایہن خالہ پھپھی بہتیجی بہانجی وغیرہ اور خواہ سببی ہون یعنے سسرال والیان جیسے جورو کی ماں
یا بہن یا پھپھو یا خالہ وغیرہ اور خواہ رضاعی ہون یعنے دودہ پینے کے سبب سے محرم ہوگئے ہوون جیسے
دائی جسکا دودہ پیا یا اسکی مانا فی دادی یا اسکی اولاد یہ سب حرام ہین اور اسی قسم سے ہی وہ عورت

جو حرام ہین نکاح مین اور جو حرام ہین

جو ایک شخص کے نکاح مین ہی اس سے بہی نکاح کرنا درست نہین ہی اور اسہی قسم سے ہی عورت مشرکہ کے ساتہہ نکاح کرنا سوائے اہل کتاب کے اور اسہی قسم سے ہی فاحشہ عورت سے نکاح کرنا کہ یہہ بہی جایز نہین ہے سو یہے سب قسمین ماوراء ذلک مین داخل ہین اور بالکل حرام ہین وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمَانَاتِهِمْ اور جہتی وے لوگ جو اپنی امانتون کو یعنے لوگونکی امانتین جو اپنے پاس رکہتے ہین اور امانت کی دو قسم ہین ایک وہ ہی جو حقتعالے کے حق کے ساتہہ متعلق ہی جیسے وضو اور ناپاکی کا غسل اور نماز اور روزہ اور زکوۃ اسواسطے کہ ان چیزون پر دوسرے لوگونکو خبر نہین ہوتی ہی اُسے شخص کا اقرار ان چیزونمین مقبول ہی اور امانت کی حقیقت یہی ہی ہے کہ امین کا کہنا اُسمین معتبر ہی دوسری امانت کی قسم وہ ہی جو خلق اللہ کے حق سے علاقہ رکہتی ہی اُسکی بہی کئی قسمین ہین پہلی قسم وہ ہی کہ لوگونکے مال کسی کے پاس امانت رکہے جاوین دوسری قسم یہہ ہی کہ لوگون کے حقوق اُسکی ذمہ مین ثابت ہون اور اسکا مالک اُسپر خبردار نہو جسطرح مورث کا قرض کہ وارثونکو اسکی خبر نہو تیسری قسم یہہ ہی جو اس شخص کے کام سے متعلق ہی جیسے قول اور ماپ اور کہانا پکانے مین مصالح کا خرچ کرنا یا سینے مین سنجاف اور مغزی کا لگانا اور اسیطرح پر دوسری چیزین ہین چوتہی قسم دلونکے بہید جو کسیکو اعتماد والا جانکے اُسے کہتے ہین پانچوین حکومت مین انصاف کرنا کہ یہہ رعیت کی امانت ہے حاکمون اور قاضیونکے ذمے پر چہٹہین فتوا دینے مین حق بات بیان کردینا کہ یہہ امانت عوام کی ہی مفتیون کے ذمے پر ساتوین جورو خاوند کی اُسمین تنہائی کی باتین یا گہر کی تدبیر کہ یہہ بہی امانت ہر ایک کی دوسرے کے ذمہ پر ہی آٹہوین اپنے مالک کی پوشیدہ باتین لونڈی غلام کے ذمے پر ہین نوین آقا کی امانت نوکر کے ذمے پر دسوین ہمسایہ کی امانت دوسرے ہمسایہ پر گیارہوین اپنے یارونکی امانت دوسرے یارونپر وَعَهْدِهِمْ اور اپنے قول وقرار پر جو حقتعالی سے یا خلق اللہ سے کیا ہی سو پہلی قسم کو یعنے جو حقتعالے سے عہد کیا ہی وہ اگر مال دینے کو عہد کیا ہی یا کوئی عبادت اوا کرنیکو تو اسکو نذر کہتے ہی اور اگر کسی خاص خدا کے بندونمین سے کیا ہی حقتعالی کی راہ پہچاننے اور چلنے کو تو اسکو بیعت کہتے ہین اسواسطے کہ یہہ بہی گویا حقیقت مین حقتعالی سے عہد کرنا ہی چنانچہ انا فتحنا کی سورۃ مین حقتعالی خود فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی

بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنے جو لوگ بیعت کرتے ہین تجھسے وے لوگ سوائے
اسکے نہین کہ ہاتھہ ملاتے ہین اللہ سے اللہ کا ہاتھہ قدرت کا انکے ہاتھہ کے اوپر پھر جو کوئی قول کو توڑے
سو سوائے اسکے نہین کہ توڑے اپنے برگیا اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جسپر قرار کیا اللہ سے سو وہ دیگا
ہی کہ پاویگا ثواب بہت بڑا اور دوسری قسم کی بھی صورتین بہت ہین جیسے اپنا اپنا مال ملا کر تجارت کرنا اسکو
شرع مین شراکت کہتے ہین یا ایک کا روپیہ اور دوسرے کی محنت پھر نفع مین شریک ہونا موافق عہد کے
اسکو مضاربت کہتے ہین یا صلح کرنا یا وصیت کرنا اور سوائے اُسکے جو فقہ کی کتابون مین شرح اور تفصیل سے
مذکور ہین جیسے مرابحت یعنے اصل قیمت پر کچھہ نفع ٹہراکر بیچنا اور تولیت یعنے اصل قیمت پر یعنے خرید بیچنا
اور جیسے وکالت اور کفالت اور ضمان ہی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ رعایت کرنیوالے ہین اور نگاہبانی مین امانت اور
عہد کی کوشش کرتے ہین جسطرح سے بکریونکا چرانیوالا انکی نگہبانی ہر وقت کیا کرتا ہی سو یے لوگ بھی صبر
کامل رکہتے ہین اور حرص بہت کم اسواسطے کہ اگر ایسا نہوتا تو انسے عہد اور امانت کی رعایت اور محافظت
نہوسکتی وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَآئِمُوْنَ اور ساتوین وے لوگ جو اپنی گواہیون کے اظہار
کرنے پر مستعد گہڑے ہوے ہین اور سچی گواہی دینے مین دوستی جاتی رہنے سے اور قرابت کے چھوٹ جانے
سے ڈرتے نہین ہین اور اس گواہی دینے مین جو انکے مخالفونکو اور دشمنونکو نفع پہنچتا ہی اسپر صبر کرتے
ہین سو اس سبب سے حق والے اپنے حقونکو پہنچتے ہین یہان پر جان لیا چاہئے کہ گواہی کا چھپانا بڑا گناہ کبیرہ ہے
اور اسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ جان بوجہہ کے گواہی دینے سے انکار کرے اور کہے کہ مین نہین جانتا
اور دوسری صورت یہہ ہی کہ گواہی دینے کیوقت انکار صریح نکرے لیکن کسی حیلہ اور بہانے سے اسکو
ٹال دے ان دونون صورتونمین خلق اللہ کے حق تلف ہوتے ہین اور مٹتے ہین اور اسسے بھی بڑھکر ایک اور
گناہ کبیرہ ہی یعنے جہوٹھی گواہی دینا اسواسطے کہ اس صورتمین جھکو باطل کرنا اور جہوٹھے حقکو ثابت کرنا ان دونون
گناہ مین یہہ شخص مبتلا ہوتا ہی اور اشارہ اسباتکی طرف بھی ہی کہ گواہی کو بدون کم اور زیادہ کے بیان کرنا
چاہئے اسواسطے کہ کم اور زیادہ کرنے مین قیام اس گواہی پر ثابت نہین ہوتا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ
يُحَافِظُوْنَ اور آٹھوین وے لوگ جو اپنی نماز کی نگہبانی مین رہتے ہین تاکہ اُسکا ثواب جاتا نرہے اور یہہ

محافظت اس مداومت کے سوا ہے جو پہلی آیت مین مذکور ہی اسواسطے کہ مداومت کے معنے یہ ہین کہ ہمیشہ
بجالانا اور کبھی ناغہ نکرنا اور محافظت کے معنے یہ ہین کہ اسکے ہر کام کو پورا کرنا تاکہ ثواب اس نماز کا پورا ملے
اور اسکی جتنی شرطین اور جتنی رکعتین ہین انکو اُنکے وقتون مین پورا ادا کرنا جیسے نماز مین ادہر ادہر نہ دیکھنا
اور سجدہ کی جگہہ اپنی نظر رکہنا اور کپڑے کو نہچانا اور اپنے بدن کے ساتہہ نکہیلنا اور انگڑائی نلینا اور جمہائی نلینا
اور اگر اجاوے تو منہہ کو بہت نکہولنا اور منہہ کو کپڑے سے بند نکرنا اور کپڑے کو سر یا کندہے پر ڈالکے دونون
کنارونکو نلٹکانا اور اپنی انگلیونکے ساتہہ پنجہ نکرنا اور انگلیونکو نہ توڑنا اسطور سے جسمین آواز نکلے اور نماز
مین سجدہ کی جگہہ سے کوڑہ کنکری دور نکرنا اور اپنے ہاتہہ مین کوئی چیز جیسے لکڑی یا کوڑا نماز مین نرکہنا
اور نماز مین دل دوسری طرف نلگانا بلکہ دلکو حاضر رکہنا اور دلکی حضوری سے نماز کو ادا کرنا سو
جسطرح پانچو وقت نماز ہمیشہ قایم رہنا نہایت شاق اور گران ہی اور نہایت صبر اور بے حرصی کی
دلیل ہی اسیطرح کی مفسد چیزون اور مکروہ چیزون سے اپنی تئین بچائے رکہنا بہی بہت شاق اور
گران ہی اور کمال صبر اور بے حرصی کی دلیل ہوسکتی ہی اسیواسطے ان دونون چیزونکو باوجود اسکے
کہ ایک ہی چیز سے علاقہ رکہتی ہین جدا جدا بیان فرمایا اور شروع ایک فعل سے کیا یعنے مداومت سے
اور دوسرے پر تمام کیا یعنے نقصان کی چیزونسے بچانا تاکہ نماز کی فضیلت اور اسکا بہت تقید معلوم ہوجاے کہ
ان آٹہو فرقونکے اول اور آخر نماز والے ہین اور ہمیشگی کا ذکر پہلے اسواسطے کیا کہ نماز کے سب سے جنتی افتین
بے صبری اور حرص کی زیادتی کی ہین سب کم ہوجاتی ہین لِاَنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے
اسواسطے کہ نماز بیحیائی اور برائیونسے باز رکہتی ہی اور جب حرص کم ہوی اور صبر قوی ہوا تو نماز پر ہمیشگی
حاصل ہوسکتی ہی اسواسطے کہ نماز کی محافظت اور نگہبانی مین سب مشقتون پر صبر کرنا اور تمام منافع کو چہوڑنا
ضرور ہوتا ہی اور سب لذتونپر حرص کرنا محافظت کو منع کرتا ہی اسیواسطے محافظت پر ختم فرمایا ہی
اُولٰٓئِكَ یہ سب فرقے جو بے صبری اور بخل اور حرص کی برائیونسے پاک ہین فِیْ جَنّٰتٍ قسم کے
باغونمین ہونگے اپنے اپنے عملونکے مرتبونکے موافق مُّكْرَمُوْنَ تعظیم اور بزرگی کئے گئے یعنے عزت سے
وہان ہونگے اسواسطے کہ سب اچہی خصلتین انمین پائی جاتی ہین اور برائیونسے بچے ہوئے ہین اور بزرگونکی

تعظیم

تعظیم واجب ہوتی ہی جسطرح سے شریر نافرمانونکی حقارت واجب ہی اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کی بزرگی اُسکے اخلاق اور خصلتین اچھی ہونیکے سبب سے ہی اور اُسکی بُرائی اسکے اخلاق اور خصلتین بُری ہونیکے سبب سے اور بعضے مفسرونسے روایت آئی ہی کہ قران شریف مین بہشت کی بزرگی اور جو جو بہشتونکو طرح طرح کی بزرگیونکے وعدے دیئے گئے ہین کافرون نے سُنے تو ہنسی اور مسخری کیطور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف مین آتے اور حلقے باندہ کر داہنے باہنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھتے اور کہتے کہ اگر یہہ قول تمہارا سچ ہی اور قیامت کا ہونا ضرور ہی اور اس قسم کی نعمتین اور بزرگیان وہان عنایت ہونگی تو اسکو تم یقین جان کہو کہ ہم لوگ اُن نعمتون اور بزرگیون کے زیادہ لایق ہونگے نہ یے جنہون نے تمہاری نابعداری اختیار کی ہی اسواسطے کہ حقتعالے حکیم ہی ہمکو دنیا مین عزت والا اور بزرگی والا کیا ہی اور طرح طرح کی نعمتونسے نوازا ہی اور مال اور مرتبہ اور سرداری اور ریاست ہمکو بخشی ہی یہی دلیل ہی اسبات پر کہ آخرت مین بھی اپنی نعمتونسے ہمکو نوازیگا اور تمہارے نابعدار لوگ کہ اکثر فقیر اور محتاج ہین اور غلام اور زرخریدے اور کم اصل وے برگزان نعمتونکے سزاوار نہین ہین سو حقتعالی نے اُنکی اُس مسخری کی بات کے رد کرنے کیواسطے یے آیتین نازل فرمائین کہ فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پھر کیا ہوا ہی اِن کافرونکو جو بہشت کی نعمتونکو سُننے سے قَبْلَکَ مُهْطِعِیْنَ تیری طرف دوڑے آتے ہین طمع کی گردن درازکئے ہوئے اور امید کی آنکھہ سے تیری طرف دیکھتے ہوے کیا یے لوگ بہشتیونکی صفتونکو جو آٹھوین اور پر بیان ہوچکی ہین اپنے مین حاصل کرچکی ہین جو اس امید پر تیری طرف دوڑے چلے آتے ہین اور باوجود اس اُمید کے انکے نفس ایسے سرکش ہین کہ تمہارے روبرو دوزانو ہوکر اب سے بیٹھنے کو قبول نہین کرتے بلکہ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ داہنے اور باہنے سے حلقہ کرکے بیٹھتے ہین تاکہ کسیکو یہہ گمان نہو کہ یے بھی تمہارے نابعدار ہوے اور کچھہ اچھی دین کی بات سیکھنے کو تمہارے پاس آئے ہین اَیَطْمَعُ کُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ کیا طمع کرتا ہی ہر شخص انکا اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ اسبات کی کہ داخل کیا جاوے نعمتونوالی بہشت مین باوجود اس کفر اور دشمنی اور مسخری کے اور باوجود اس باطل اعتقاد اور گھمنڈ کے کہ ہم لوگ اصل پیدایش مین عزیز

اور بزرگ پیدا ہوے ہین کتنا ہی کفر اور برائی ہمسے ہو وے لیکن ہم بہشت ہی کے سزاوار ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور تابعدار اگر مسلمان اور نیک بخت ہون لیکن جو اکثر انمین رذالے اور کم اصل ہین سو ذلت اور حقارت ہی کے لایق ہین اور اس امر کو دنیا کی مجلسون اور محفلونکی تعظیم اور تکریم پر قیاس کرتے ہین کَلَّا ہرگز ایسا نہین ہونا چاہیے کہ ایسی جہونٹہی طمع کو چہوڑین اور ایسے باطل خیال اور فاسد قیاس سے درگذرین اسواسطے کہ اصل پیدایش مین کوئی نہ واجب التعظیم ہے نہ لازم التکریم اِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ مقرر ہمنے پیدا کیا انکو اُس چیز سے جسکا حال یے خوب جانتے ہین اور وہ چیز منی کا قطرہ اور نطفہ ہے کہ وُہ آپ ہی ناپاک ہے اور ناپاک جگہہ سے نکلتی ہے اور ناپاک ہی جگہہ مین ٹہہر جاتی ہے پہر کہین اگر بدن پر یا کپڑے پر لگ جاتی ہے تو اُس بدن اور کپڑے کا دہونا واجب ہوتا ہے پہر اب سوچنا چاہئے کہ آدمی کہانسے واجب التعظیم اور تکریم ہوا ہان البتہ آدمی کی بزرگی اور بڑائی ایمان اور نیک عملون سے ہے اصل پیدایش سے کُچہہ علاقہ نہین لیکن رذالت اصل پیدایش سے ہی ہے اور کفر برائیو بہی پہر اگر ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اصلی رذالت اسکی دور ہوئی اور تعظیم اور تکریم کے سزاوار ہو اور اگر کفر اور گناہو نمین گرفتار رہا تو اصلی رذالت اسکی اس نافرمانی کی رذالت سے مل کر دونی ہوگئی تو یے لوگ ہرگز تعظیم اور بزرگی کے قابل نہین ہین اسواسطے کہ دونی رذالت رکہتے ہین بلکہ تعظیم اور تکریم کے سزاوار وے لوگ ہین جو تمہاری صحبت مین دین سیکہنے کو مقرر ہوے ہین اور تم پر اُنکو فوقیت ہوے ہین فَلَآ اُقْسِمُ پہر قسم نہین کہاتے ہین ہم اسواسطے کہ قسم کہانیکی جگہہ احتیاج نہین ہے حقتعالی کی قدرت کاملہ بےطاہر اور روشن ہے جس فرقہ کو چاہئے بدل کر دوسرا اس سے بہتر اسکی عوض مین پیدا کردے اور اگر تمکو بدون قسم کہائیکے یقین نہین ہوتا تو ہماری قسم بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اپنی ان صفتون کے ہی یعنے پروردگار مشرقون اور مغربونکا ہون مین اور یہہ کثرت مشرقون اور مغربونکی اسواسطے ہے کہ ہر ستارہ سورج ہو یا چاند یا دوسرے پانچو ستارے اِن سبکی ہر روز ایک نئی مشرق ہوتی ہے سو اُس مشرق کے جو سال کے پہلے ہو چکی ہے اُس ستارے کی دور یکے قدر منطقہ معدل سے یا نزدیکی اس ستارے کی اسی منطقہ سے پہر اسیطرح ہر ایک ستارے کی مغرب بہی جدا ہے لیکن تمو دین آفتابکو

نصف سال تک مشرقین اور مغربین جدا جدا معلوم ہوتی ہین اور باقی آدھے سال مین وہی مشرقین اور مغربین عود کرتی ہین یعنے پہر پہر آتی ہین اور یہہ ہماری صفت شرافت اور حقارت کے تغیر اور تبدل پر دلیل کافی ہے یعنے بعضونکو اپنی مخلوقات مین سے کسی وقت مین ایسی عظمت اور بزرگی سے سرفراز کرتے ہین ہم کہ انوار کے ظہور کے مشرق ہوجاتے ہین اور پہر دوسرے وقت انہین مخلوق کو اس عظمت اور بزرگی سے معزول کرکے دوسرونکو اس بزرگی سے سرفراز کرتے ہین ہم پھر اسیطرح بعضونکو اپنی مخلوقات ایسی ذلت سے رسوا کردیتے ہین ہم کہ بالکل سیاہی اور تاریکی اسپر چھا جاتی ہے پہر دوسرونکو اسی رسوائی سے ذلیل کردیتے ہین اور اسی پر اور بہی قیاس کرلینا چاہیئے اور جب یہہ ہماری قدرت عظمت اور حقارت کے تغیر اور تبدل مین برس کے ہر دنمین ظاہر اور کہل گئی تو ثابت ہوا کہ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ مقرر البتہ ہم قادر ہین اسپر کہ بدل کرلے آوین دوسرے فرقے کو جو بہتر ہون انسے تمہاری صحبت کیواسطے اور تمہاری شاگردی اور نیک راہ سیکہنے اور خلق کی آراستگی اور عملونکے نیک کرنے مین انسے وے بہتر ہون سو وہ فرقہ انصار ہونگا تہا وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ اور نہین ہین ہم ایسے کہ کوئی ہمسے بڑہ چلے اور اسقدر تعظیم اور بزرگی کا مستحق ہوجاوے کہ ہماری قدرت اور زور کو لے لیوے اور اسکے حقارت اور اہانت کرنے سے ہماری تعظیم اور تکریم رہے یا یہہ عزت اور بزرگی ہمسے لیکر دوسرے کو حوالہ کردے اور ہمکو عاجز کردے سو ایسا کوئی نہین ہے تو بس معلوم ہوا کہ یہہ ان سبکا جمع ہوکر تمہارے پاس آنا کچھہ بہشت مین داخل ہونیکی طمع سے نہین ہے اور نہ تعظیم اور بزرگی کرنیکی راہ سے ہے بلکہ انکے تکبر سے ہے جو بڑہ بڑہ کے باتین کرتے ہین اور تعالی کی آیتونسے اور اسکے وعدونسے مسخری کرتے ہین فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا پہر چہوڑ دے انکو تاکہ یہ باتین بناوین اور کہیلین حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ یہان تک کہ ملاقات کرین اس اپنے برے دن کی جسکا وعدہ دیئے جاتے ہین لیکن اس دن تعالی کیطرف بلانیوالیکو دوسرے طرح جواب دینگے یعنے جسطرح اب ہنسی اور مسخری کے ارادے سے تمہارے پاس آتے ہین سو اسدن یہہ بات نہوگی بلکہ نہایت بے چینی اور بیقراری سے اس بلانیوالے پاس دوڑکر حاضر ہونگے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ اس دن

نکلینگے اکیلے کبھے بدن ننگے سر اور ننگے پاؤن مِنَ الْاَجْدَاثِ قبرونسے سِرَاعًا دوڑتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور کی آواز سنکے کَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ گویا کہ وے سب کسی بت کی طرف جسکو اس گھر سے نکال کر گہڑا کیا ہی درشن کیواسطے يُوْفِضُوْنَ دورے جاتے ہین جلدی سے اس ارادیسے کہ سب سے پہلے ہم ہی درشن کرلین اور جوم چاٹ لین اسکو اور اپنی تئین اس تک پہنچاوین اس آرزو سے کہ اسوقت جو پہنچا سو پہنچا لیکن یہہ بات نہین ہی بلکہ یہہ انکا دوڑنا اور جلدی کرنا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھہ ملا ہوا ہوگا اسواسطے کہ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تاریک اور متحیر ہونگی انکہین انکی بلکہ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ چہا لیگی سر سے پاؤن تک انکو ذلت اور رسوای ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یہہ وہ برا دن انکا ہی جسکا وعدہ دئے جاتے تھے نہ وہ صبر کرنیوالون اور کم حرصونکا دن ہی اسواسطے کہ انکو اسدن نعمت والی بہشتو نمین تعظیم اور تکریم سے داخل کرینگے باقی رہے اس مقام پر کتنے سوال جنکا جواب ضرور ہی انمین سے ایک یہہ ہی کہ ان انکو جو سب مخلوقات سے اشرف اور بزرگ ہی جسکو فرشتون نے سجدہ کیا اور تمام روے زمین کا خلیفہ ہی اسطرح کا بے صبر اور حریص کسواسطے پیدا کیا اور اسکی اصل خلقت مین ان دونون مذموم صفتونکو کسواسطے ملا دیا دوسرے حیوانونکو عُشر عشیر بھی اسکی نہین ہی یعنے دسوین حصے کا دسواں حصہ یعنے سو مین کا ایک حصہ بھی نہین رکھتے کہانا پانی ملنے کیوقت اور مصیبت مین گرفتار ہونے کیوقت جو بیقراری اور بیتابی یہہ کرتا ہے دوسرے حیوانکو کبھی اس قسم کی بیتابی اور بے صبری نہین ہوتی اور اس بات مین نہایت ذلت اور رسوائی اسکی ہی اور اس حرص اور بے صبری کے سبب سے جہان کہین کچھہ طمع اور لالچ دیکھتا ہی اسکا تابع اور غلام بن جاتا ہی اور ہر گرم اور سرد سے اس بیقراری اور بے صبری کے سبب سے خوف کرتا ہی اور ڈرتا ہی سو اگر اسکا خمیر انہی دو چیزونسے کیا ہی اور اسکی اصل خلقت مین یہ دونون عیب ملا دیے ہین پھر بے صبری اور حرص پر جو اس سے ہو غصہ اور غضب کرنا اور اسکو برا کہنا کسواسطے ہی اسواسطے کہ اسکی اسمین کچھہ تقصیر نہین ہی جبلی اور پیدائشی چیز سے وہ لاچار ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ حرص اور بے صبری کی شدت اور زیادتی جو انسانمین پائی جاتی ہی یہہ حقیقت مین اسکی بہتری کا سبب ہے اسواسطے

کہ موزن

کہ معرفت کی درجونکی ترقی اور حق کی راہ کا چلنا اور جناب احدیت کی درگاہ مین قرب اور نزدیکی حاصل
کرنے کا کوئی وسیلا اور زینہ اُسسے بہتر اسکے واسطے نہین ہی اگر یہہ حرص کی شدت اور بے صبری
اسکو نہوتی تو یہہ بھی دوسرے حیوانونکی طرح نہوتا ایسی معرفت پر قناعت کرتا اور بڑے بڑے معرفت
کے اور قرب کے درجونکا طالب اور خواہان نہوتا اور حال یہہ ہی کہ معرفت کے دریا کا کنارہ ہی نہین ہے
اور قرب اور نزدیکی کے مرتبونکی کہین حد اور انتہا ظاہر نہین ہی پھر اگر اسکا شوق اور حرص دمبدم زیادہ
نہوتا جائے اور استسقی والے کیطرح پیاس پیاس کرکے نہ پکارے تو یہہ راہ بے نہایت جسکے کہین حد اور
اور کنارہ کا پتا بھی معلوم نہین ہی کسطرح کٹ سکے اور بے سب مرتبے قرب اور معرفت کے معطل
اور بیکار رہ جاوین اور اگر اپنے مالک اور خالق کی جدائی مین ایکلمحہ صبر کرے اور بے تابی اور بیقراری اور
کبیراہٹ نکرے تو اسکی محبت اور عاشقی اور اپنے حال سے بے حال ہوجانا کسطرح ثابت اور ظاہر ہووے
مصرعہ میان عشق وصبوری ہزار فرسنگ است یعنے عشق اور صبر مین نہایت مباینت اور دوری
جمع ہونا محال ہی پھر جب ثابت ہوا کہ آدمی کی شرافت اور بزرگی دوسری مخلوقات پر اسی سبب سے
ہی کہ اسکو اپنے خاوند حقیقی کے عشق اور محبت کا مستعد یعنے استعداد والا پیدا کیا ہی اور اُسکی قرب
اور نزدیکی کا تلاشی اور ڈھونڈنیوالا بنایا ہی اور معرفت کے دریا کا جو بے تہاہ ہی غوطہ خور کیا ہے
اسواسطے اسکو یہ دونون چیزین یعنے بے صبری اور حرص کی زیادتی دینا ضرور ہوا اسپر غصہ اور غضب
کرنا اور اسکی مذمت کرنا اسکی حرص کی زیادتی اور بے صبری کے سبب سے نہین ہی بلکہ اُسپر غصہ اور غضب
اسواسطے ہی کہ یہہ اپنی حماقت اور نادانی سے ناپایدار اور فنا ہونیوالی لذتون پر بے قراری کرتا
ہی اور جو چیزین چھوڑنے اور ترک کرنیکے لایق ہین اُنپر اپنی حرص کو صرف کرتا ہی غرض کہ بیہودہ
صرف کرنے پر اسکی مذمت اور برائی بیان کئی جاتی ہی جسطرح کوئی شخص اپنی جورو یا لونڈیکو اچھے
کپڑے اور زیور پہناکر آراستہ کرے اپنی خوشی اور دیکھنے کیواسطے اور وہ عورت شرارت اور ناشکریسے اپنے خاوند کا حق تلف کرکے اُس لباس اور زیور کو پہن کر دوسرے یار پاس جاوے
اور اپنی زیب وزینت دوسرونکو دیکھلاوے تو وہ عورت سب کے نزدیک بُری اور پھٹکار کے

نکلین گے اکیلے کیلے بدن ننگے سر اور ننگے پاؤن مِنَ الْاَجْدَاثِ قبرونسے سِرَاعًا دوڑتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور کی آواز سنکے کَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ گویا کہ وے سب کسی بت کی طرف جسکو اس گہر سے نکال کر گہڑا کیا ہی درشن کیواسطے يُوْفِضُوْنَ دوڑے جاتے ہین جلدی سے اس ارادیسے کہ سب سے پہلے ہم ہی درشن کرلین اور چوم چاٹ لین اسکو اور اپنی تین اس تک پہنچاوین اس آرزو سے کہ اسوقت جو پہنچا سو پہنچا لیکن یہہ بات نہین ہی بلکہ یہہ انکا دوڑنا اور جلدی کرنا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھہ ملا ہوا ہوگا اسواسطے کہ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تاریک اور متحیر ہو رہی ہونگی انکہین انکی بلکہ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ چہا لیگی سر سے پاؤن تک انکو ذلت اور رسوای ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یہہ وہ بُرا دن انکا ہی جسکا وعدہ دئے جاتے تہے نہ وہ صبر کرنیوالون اور کم حرصونکا دن ہی اسواسطے کہ انکو اُسدن نعمت والی بہشتونمین تعظیم اور تکریم سے داخل کرینگے باقی رہے اس مقام پر کتنے سوال جنکا جواب ضرور ہی اُنمین سے ایک یہہ ہی کہ الف لام انکو جو سب مخلوقات سے اشرف اور بزرگ ہی جسکو فرشتون نے سجدہ کیا اور تمام روے زمین کا خلیفہ ہی اسطرح کا بے صبر اور حریص کسواسطے پیدا کیا اور اسکی اصل خلقت مین ان دونون مذموم صفتونکو کسواسطے ملا دیا دوسرے حیوانونکو عُشر عشیر بہی اسکی نہین ہی یعنے دسوین حصے کا دسوان حصہ یعنے سو مین کا ایک حصہ بہی نہین رکہتے کہانا پانی ملنے کیوقت اور مصیبت مین گرفتار ہونے کیوقت جو بیقراری اور بیتابی یہہ کرتا ہے دوسرے حیوانکو کبہی اس قسم کی بیتابی اور بے صبری نہین ہوتی اور اس بات مین نہایت ذلت اور رسوائی اسکی ہی اور اس حرص اور بے صبری کے سبب سے جہان کہین کچہہ طمع اور لالچ دیکہتا ہی اسکا تابع اور غلام بن جاتا ہی اور ہر گرم اور سرد سے اس بیقراری اور بے صبری کے سبب سے خوف کرتا ہی اور ڈرتا ہی سو اگر اسکا خمیر انہی دو چیزونسے کیا ہی اور اسکی اصل خلقت مین یہ دونون عیب ملا دئے ہین یہ بے صبری اور حرص پر جو اس سے ہو غصہ اور غضب کرنا اور اسکو بُرا کہنا کسواسطے ہی اسواسطے کہ اسکی اسمین کچہہ تقصیر نہین ہی جبلی اور پیدائشی چیز سے وہ لاچار ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ حرص اور بے صبری کی شدت اور زیادتی حیوانونمین پائی جاتی ہی یہہ حقیقت مین اسکی بہتر کا سبب ہے اسواسطے

کموفت

کہ معرفت کی درجونکی ترقی اور حق کی راہ کا چلنا اور جناب احدیت کی درگاہ مین قرب اور نزدیکی حاصل
کرنے کا کوئی وسیلہ اور زینہ اُسسے بہتر اسکے واسطے نہین ہی اگر یہہ حرص کی شدت اور بے صبری
اسکو نہوتی تو یہہ بہی دوسرے حیوانونکی طرح تہوڑیسی معرفت پر قناعت کرتا اور بڑے بڑے معرفت
کے اور قرب کے درجونکا طالب اور خواہان نہوتا اور حال یہہ ہی کہ معرفت کے دریا کا کنارہ ہی نہین ہے
اور قرب اور نزدیکی کے مرتبونکی کہین حد اور انتہا ظاہر نہین ہی پہر اگر اسکا شوق اور حرص دمبدم زیادہ
نہوتا جائے اور استسقی والے کیطرح پیاس پیاس کرکے نہ پکارے تو یہہ راہ بے نہایت جسکے کہین حد اور
اور کنار یکا پتا بہی معلوم نہین ہی کسطرح کٹ سکے اور یے سب مرتبے قرب اور معرفت کے معطل
اور بیکار رہ جاوین اور اگر اپنے مالک اور خالق کی جدائی مین ایکلمحہ صبر کرے اور بے تابی اور بیقراری اور
کبراہٹ نکرے تو اسکی محبت اور عاشقی اور اپنے حال سے بے حال ہوجانا کسطرح ثابت اور ظاہر ہووے
مصرعہ میان عشق وصبوری ہزار فرسنگ است یعنے عشق اور صبر مین نہایت مباینت اور دوری ہے
جمع ہونا محال ہی پہر جب ثابت ہوا کہ آدمی کی شرافت اور بزرگی دوسری مخلوقات پر اسی سبب سے
ہی کہ اسکو اپنے خاوند حقیقی کے عشق اور محبت کا مستعد یعنے استعداد والا پیدا کیا ہی اور اُسکی قرب
اور نزدیکی کا تلاشی اور ڈہونڈنیوالا بنایا ہی اور معرفت کے دریا کا جو بے تہاہ ہی غوطہ خور کیا ہے
اسیواسطے اسکو یے دونون چیزین یعنے بے صبری اور حرص کی زیادتی دیناضرور ہوا اسپر غصہ اور غضب
کرنا اور اسکی مذمت کرنا اسکی حرص کی زیادتی اور بے صبر یکے سبب سے نہین ہی بلکہ اُسپر غصہ اور غضب
اسواسطے ہی کہ یہہ اپنی حماقت اور نادانی سے ناپایدار اور فنا ہونیوالی لذتون پر بے قراری کرتا
ہی اور جو چیزین چہوڑنے اور ترک کرنیکے لایق ہین اُنپر اپنی حرص کو صرف کرتا ہی غرض کہ تمہید
صرف کرنے پر اسکی مذمت اور برائی بیان کئی جاتی ہی جسطرح کوئی شخص اپنی جورو یا لونڈیکو اچہے
کپڑے اور زیور پہناکر آراستہ کرے اپنی خوشی اور دیکہنے کیواسطے اور وہ عورت شرارت اور ناشکریسے
اپنے خاوند کا حق تلف کرکے اُس لباس اور زیور کو پہن کر دوسرے یار پاس جاوے
اور اپنی زیب وزینت دوسرونکو دیکہلاوے تو وہ عورت سب کے نزدیک بُری اور پہٹکار کے

سزاوار ہوگی اللہ تعالی پناہ دیوے ایسی ناشکری سے اور کیا اچھا کہا ہی کسی شاعر نے ؎
الصبر یحمد فی مواطن کلها الا علیک فانه مذموم یعنے صبر کرنا بہتر اور سراہا گیا ہے
سب جگہہ مین لیکن ایسا کام کرنا جسمین دوسرے کو اپنے اوپر صبر کرنا پڑے سو بے شک برا ہی اور حدیث
شریف مین آیا ہی منهومان لا یشبعان طالب علم و طالب دنیا یعنے دو حریص و لالچی کبھی نہین
بہرتا ایک علم کے طالب کا اور دوسرا دنیا کے طالب کا اور دوسری حدیث شریف مین یہی
آیا ہی کہ لا حسد الا فی اثنین رجل اتاه الله مالا فسلطه علی هلکته فی الحق فهو
ینفق منه اناء اللیل و اناء النهار و رجل اتاه الله الحکمة فهو یقضی بها و یعلمها
یعنے نہین ہی حسد مگر دو شخصون مین ایک وہ شخص جسکو دیا اللہ تعالی نے مال پھر مسلط کیا اسکو دینے پر جتنی
دی اسکو اس مال کے خرچ کرنے پر اچھی جگہہ مین پھر وہ خرچ کرتا ہی اسی مال سے رات اور دن دوسرا
وہ شخص جسکو دی اللہ تعالی نے حکمت یعنے دین کا علم پھر وہ حکم کر رہا ہی موافق اس علم کے
اور سکھلا رہا ہی لوگون کو ط

سورۂ نوح علیہ السلام

یہہ سورہ مکی ہی اور اسمین اٹھائیس آیتین اور دو سو چوبیس کلمے اور نو سو انتیس حرف ہین اور اس سورہ کا نام
سورہ نوح اسواسطے رکھا ہی کہ اس سورہ مین سوائے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے دوسرا حال مذکور
نہین ہی اور تمام قرآن شریف مین دو سورتین ایسی ہین جنمین ایک ذکر خاص کے سوائے دوسرا مذکور نہین ہے
ایک سورہ یوسف علیہ السلام اور دوسری سورہ نوح علیہ السلام سو ان دونون سورتون مین سوائے
ان دونون پیغمبرون کے ذکر کے دوسرا کوئی حال بیان نہین فرمایا اور اس سورۃ کو حضرت نوح علیہ السلام
کے ساتھہ بڑی خصوصیت ہی اسواسطے کہ سوائے انکے کلام کے دوسرا کلام اسمین مذکور نہین ہے
تو گویا اس سورۃ کا مضمون بالکل حضرت نوح علیہ السلام کا کلام ہی اور یہہ بھی ہی کہ اس سورتمین حقتعالی
کیطرف خلق اللہ کی دعوت کے قاعدے اور اس دعوتمین شرطون اور اداب کی رعایت کرنا جو

پیغمبرون اور انکے وارثونکے عہدہ کا مہین خوب اچھی طرح سے بیان کئے گئے ہین اور اس دعوت مین
حضرت نوح علیہ السلام جسنے حقتعالی کیطرف دعوت کرنیوالے اور بلانیوالے گذرے ہین ان سب کے
پیشوا ہین اسواسطے کہ انسے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے انکی نبوت تک جہانکے لوگ
دعوت کے محتاج نتھے اور کفر اور شرک مین گرفتار نہوے تھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم اور ہدایت
اور اسیطرح دوسرے پیغمبرونکی رہنمائی لوگونکو کافی تھی جیسے باپ کی تربیت اپنی اولاد کو اور قبیلے کے
بزرگونکی نصیحت اپنے چھوٹونکو ہوتی ہی اسواسطے کہ کوئی اپنا مقابل اور طرف نہ رکھتے تھے تو انکو فقط
نصیحت کافی تھی پھر پہلے رسول حقتعالی کے جنہون نے اُس مالک الملک کا پیغام اسکے بندونکو پہنچایا
اور لوگونکے اعتقاد کے خلاف اُنکو تکلیف دی وے حضرت نوح علیہ السلام ہین اسیواسطے شفاعت
کی حدیث مین اُنکے حقمین فرمایا ہی اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ یعنے پہلے رسول جنکو بھیجا اللہ تعالے
نے سو اس سورۃکا مضمون جسمین خلق اللہ کی دعوت کا طریقہ حقتعالی کیطرف بیان ہی پہلے حضرت نوح
علیہ السلام کے علم سے ہی اور یہہ طریقہ جو وے اوسرونکو پہنچاوہ انہی کی میراث ہی اور اس سورۃکا ربط
سورہ معارج سے یون ہی کہ سورہ معارج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل تنگی کے اسباب
مذکور ہین جیسے اپنے قوم کے کافرونکی دعوت کرنا یعنے اللہ تعالی کیطرف بلانا اور اُن کافرونکا
نہایت بے باکی اور جرأت سے سوال کرنا قیامت کے عذابکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی
دعوت کی مشقت اور ایذا پر صبر کا حکم ہونا مذکور ہی اور اس سورۃمین اوّل سے آخر تک حضرت نوح علیہ
السلام کی دل تنگی کا حال مذکور ہی باوجود اسباتکے کہ ہزار سال تک کافرونکے ظلم اور ایذائین اٹھائین
لیکن اُن کافرونمین تابعداری اور فرمانبرداری کا اثر بھی نپایا گیا تو گویا اشارۃً یون ارشاد ہوتا ہی
کہ پیغمبرونکو خلق اللہ کی دعوتمین اسطرح کی بردباری اور تحمل چاہئے اور انکی ایذاؤنپر صبر کرنا چاہے اور
اگر ایک طورسے وے کافر نسمجھین تو دوسری طرح سے سمجھانا چاہئے اور اگر اسطرح سے بھی
نسمجھین تو تیسری طرح سے غرض کہ رنجیدہ اور دل تنگ نہونا اور یہہ بھی ہی کہ اُس سورت مین
مذکور ہی کہ قیامت کا عذاب جو کافرون کیواسطے وعدہ کیا گیا ہی اگرچہ دور معلوم ہوتا ہی

لیکن اسکی دوری کے لحاظ سے ڈرانے اور خوف دلانے مین اس عذاب سے قصور نکیا جانے جسطرح
حضرت نوح علیہ السلام نے قصور نکیا اسواسطے کہ طوفان کے عذاب سے خوف دلانیکا حکم انکو ہزار سال
پہلے سے ہوا تہا اور حضرت نوح نے اس عذاب سے خوف دلانے مین باوجود دور ہونیکے بہت سی سعی اور
کوشش کی تو اب یہہ بات ثابت ہوئی کہ جو چیز آدمیونکے ذہن اور خیال مین دور معلوم ہووے وہ چیز
حقتعالی کی قدرت مین بہت نزدیک ہی بس معلوم ہوا کہ یہہ سورت حقتعالی کے اس قول کی کہ اِنَّهُمْ
يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا دلیل اور برہان ہی اور باوجود ایسی دلالت کے ان دونون سورتونکے
مضمون بہی اسمین مناسب واقع ہوے ہین چنانچہ اُس سورتمین فرمایا ہی لَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا اور اس
سورتمین ہی فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا اور اُس سورتمین تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ
وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ اور اس سورت مین وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا اور اُس
سورتمین وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ واقع ہی اور اِس سورتمین مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ
لِلَّهِ وَقَارًا ہی اور اُس سورت کے اوّل مین مذکور ہی کہ حقتعالی کا عذاب نہایت جرت سے ایک شخص
اپنے خویش اور اقربا کیواسطے مانگتا ہی اور اِس سورتمین مذکور ہی کہ ایک پیغمبر مظلوم محنت اور ایذا اُٹہاتا ہوے
عام مغفرت کی دعا پہلے اور پچہلون کیواسطے کرتا ہی اور کہتا ہی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ع بین تفاوت ره از کجاست تا بکجا یعنے دیکہہ فرق
دونون رابونمین کہان سے ہی کہان تک اور سوا اسکے بہت وجہین مناسبت کی ہین فکر اور غور کرنے
سے ظاہر ہوتی ہین اور حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبرونمین سے ہین اور حضرت آدم علیہ السلام سے
جو ابوالبشر ہین دسوین درجے مین انکا ظہور ہوا انکے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیانمین آٹہہ واسطے
پائی جاتے ہین اسطور سے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام لمک تہا بڑے نیک بخت موحد تہے
لوگونکو توحید کی تعلیم کیا کرتے تہے انکے باپ کا نام متوشلخ تہا حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے ایسے
تیز ذہن تہے کہ دس برس کی عمر مین جتنے آسمانی صحیفے جو حضرت ادریس اور حضرت شیث اور حضرت آدم
علیہم السلام نازل ہوے تہے وے سب یاد کر لئے تہے اور بعد حضرت ادریس علیہ السلام کے یہی انکے خلیفہ

ہوئے تہے اور بنی آدم کے کامونمین اور انکی بہتری مین بہت کوشش اور سعی کیا کرتے تہے اور بہت کثیر الاولاد تہے اور انکے باپ حضرت ادریس علیہ السلام تہے جنکا اصل نام اخنوخ تہا اور بڑے مشہور پیغمبرونمین سے ہین کئی جگہہ قران شریف مین بہی انکا ذکر آیا ہی اور ریاضی اور طبعی اپنے علمونکو یونان والے حکما انہی کیطرف نسبت کرتے ہین اور لکہنا اور سینا بہی آدم مین پہلے انہی سے نکلا ہی انکے باپ کا نام بیرد تہا جو قابیل کی اولاد کے ساتہہ ہمیشہ لڑائی اور جہاد کیا کرتے تہے اور حضرت آدم کی ریاست بیٹے گدی پر یہی تہے اُنکے باپ کا نام تہلائیل تہا آدمیونکو علیحدہ علیحدہ شہرونمین پہلے انہی نے بسایا اور بابل شہر آباد کرکے آپ مع اپنے خویش اور اقربا وہان رہے اور شہر سوس بہی انہی کا بنا کیا ہوا ہی انکے باپ کا نام قینان تہا یہ بہی بڑے نیک بخت اپنے ابا اور اجداد کے طور پر تہے انکے باپ کا نام انوش تہا حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد مین یہ سب سے افضل تہے اور حضرت آدم علیہ السلام اور اپنے دادا کی برابر دفن ہین انکے باپ کا نام شیث علیہ السلام تہا جو حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین اور خلیفہ تہے اور بڑے عظیم القدر پیغمبرونمین سے ہین پچاس صحفے انپر نازل ہوے تہے اور یونانکے حکما حکمت الہی کو انہی سے نقل کرتے ہین اور یہ عبادت اور ریاضت مین بہت مشغول رہتے تہے یہان تک آٹہہ واسطے ہوے اور ان آٹہونمین کوئی کافر نتہا سب مسلمان اور نیک بخت تہے ہان حضرت ادریس علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی آدم مین بت پرستی شروع ہوئی اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے سب اولیاء اللہ اور نیک بخت تہے اور ہر ایک نے اپنی عبادت کیواسطے ایک مسجد بناکر اُسمین آپ بہی عبادت کیا کرتے اور لوگونکو بہی مسجد مین حاضر ہونے اور حقعالی کے ذکر اور بندگی مین مشغول رہنے کی نصیحت کیا کرتے تہے چنانچہ بہت لوگ وہان حاضر رہتے اور انکی تعلیم کے بموجب نہایت ذوق اور شوق سے عبادت کیا کرتے اور انکی صحبت اور حضور کی برکت سے عبادت مین نہایت لذت انکو حاصل ہوتی جب حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد نے اس عالم سے انتقال کیا تب لوگونکو نہایت رنج اور ملال انکی مفارقت سے حاصل ہوا اور آپسمین اکثر اسی بات کا ذکر رہتا کہ جو مزا عبادت کا اُن بزرگونکی صحبت مین ہمکو حاصل ہوتا تہا اب وُہ بات پائی نہین جاتی ابلیس مردود کہ انکا دشمن جانی ہی اسوقت کو غنیمت جانکر ایک بڈہے بزرگ کی شکل بن کر آیا

بیان بت پرستی کے شروع ہونے کا بعد حضرت ادریس علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی آدم مین بت پرستی شروع ہوئی

عمامہ سر پر باندہ کر اور فریب کا عصا ہاتھہ مین لیکر جس مجلس مین یہ سب لوگ بیٹھے یہی ذکر کر رہے تھے آنکر
موجود ہوا اور کہا کہ تمہارے رنج کے دفع ہونیکی ایک تدبیر مین تمہین بتلاتا ہون کہ وہی لذت عبادت مین
تمکو پھر حاصل ہوا کرے اور وہ تدبیر یہہ ہی کہ ان بزرگونکی شکلین پتھر سے تراشو اور ان بزرگون کے
کپڑے اُن تصویرونکو پہنا کر مسجد کی محراب مین اپنے سامنے کھڑا کر دو اور یہہ سمجھہ لو کہ یہ ہمکو دیکھتے
ہین بموجب اس قول کے کہ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ یعنے اللہ تعالی کے ولی مرتے نہین ہین اگر
یہہ تدبیر کروگے تو پھر تمکو وہی لذت جو انکے سامنے عبادت مین ملتی تھی ملا کریگی ان لوگونکو یہہ تدبیر بہت
پسند آئی اور تصویرونکو بناکر مسجد مین رکھا اور آپسمین اسطرح ٹھہرالیا کہ عبادت اور نماز سے فراغت
ہونے کے بعد جو مسجد سے باہر جاوے اُن تصویرونکے ہاتھہ اور پانوٗنکو بوسہ دیکر باہر جاوے تاکہ اس
شخص کی حاضری جماعت مین ان بزرگونکی روحونکے نزدیک ثابت ہوجاوے تاکہ یہ بزرگ حقتعالی
کی درگاہ مین اسبات کی گواہی دین کہ یہہ شخص ہمارے سامنے جماعت کے ساتھہ تیری عبادت مین مشغول
تھا اور ہماری شفاعت کرین ہوتے ہوتے اس امر نے ایسا رواج پایا کہ عبادت اور ذکر بالکل موقوف
ہوگیا بس اُن تصویرونکا ہاتھہ پانوٗنکا چومنا فقط رہ گیا کہ جو شخص مسجد مین آتا ان تصویرونکے دست بوس
اور قدمبوس ہوکے چلا جاتا پھر تھوڑے دنونکے بعد قدمبوسی کی عوض خاکبوسی اور سجدہ شروع
ہوگیا بلکہ اور سب موقوف ہوکر یہی رواج پایا حضرت نوح علیہ السلام کے باپ لوگونکو اس برے
کام سے بہت منع کیا کرتے تھے لیکن لوگ انکی بات نہین سنتے تھے اسی اپنے کام کو اچھا جانکر
کیا کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی نے رسول کرکے ان لوگونکے سمجھانیکو
بھیجا اور ساڑھے نوسو برس حضرت نوح علیہ السلام نے ان لوگونکو سمجھایا کہ ان بتونکی عبادت کو چھوڑو
وحقتعالی کو وحدہ لاشریک جانکر اسکی عبادت مین مشغول ہو لیکن اُن لوگون نے ہرگز آپ کی بات کو نمانا
اور اس ساڑھے نوسو برس سمجھانے سے اسّی آدمی اُنپر ایمان لائے اور اُس بت پرستی کو چھوڑا دوسرے
تمام روے زمین کے آدمیون نے باوجود اتنی مدت سمجھانیکے کسی نے انکا کہا نہ سنا اور اتنی مدت دراز مین
کوئی جگہہ ایسی باقی نہ رہی جہان انکی دعوت نہ پہنچی لیکن سب نے انکار کیا اور ہرگز قبول نکیا آخر حضرت نوح

علیہ السلام

علیہ السلام انکے ایمان لانے سے مایوس ہوکے انپر بد دعا کی حقتعالی نے انکی بد دعا سے انپر طوفان بہیجا
اور سبکو ڈبو دیا اور طوفان کے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی کا حکم ہوا تہا کہ اپنے واسطے
اور اپنے گہر والون اور مسلمانون کیواسطے ایک کشتی بناؤ اور سب جانورون چرندا ور پرندمین سے
ایک ایک جوڑا لیکر اسمین بند رکہو جسوقت تنور سے پانی اُبلے اسوقت کشتی مین سوار ہونا چنانچہ حضرت
نوح علیہ السلام نے اس حکم کے موافق کشتی تیار کرکے کہانا اور پانی اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا اس
کشتی مین رکہہ کر منتظر طوفان کے بیٹہے جو مین پانی تنور سے اُبلا آپ اور اپنے اہلبیت کو کہ تین بیٹے
اور انکی بی بیان اور لونڈیان اور غلام اور اسّی آدمی دوسرے جو مسلمان ہوے تہے ان سبکو لیکر
اس کشتی مین سوار ہوے اور اس کشتی کے اوپر ایک سرپوش رکہا تا کہ آسمان سے بارش کا پانی کشتی
مین نہ آوے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی اور ایک بیٹا جسکا نام کنعان تہا آپکا ایمان نہ لائے
تہے یہ دونون کشتی مین نہ بیٹہے کافرون کے ساتہ غرق ہوے اور حضرت نوح علیہ السلام جہہ مہینے کشتی
مین رہے تہے دسوین رجب کو سوار ہوے تہے اور دسوین محرم کو عاشور یکے دن اُترے اور طوفان کا
پانی زمین سے اُبلتا تہا اور آسمان سے بہی برستا تہا چالیس دن تک پانی کی زیادتی اور طغیانی رہی چالیس
دن کے بعد جوش موقوف ہوا اور آہستہ آہستہ پانی گہٹنا شروع ہوا چہہ مہینے کے بعد زمین نمودار ہوئی
اور حضرت نوح علیہ السلام اور انکے ساتہہ والے کشتی سے اُترے اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مین
بڑا اختلاف ہے مشہور یہہ ہے کہ ایک ہزار چار سو برس کی عمر تہی اور قرآن شریف سے اتنا بالیقین
معلوم ہوتا ہے کہ ہزار برس سے زیادہ عمر تہی اسواسطے کہ سورۂ عنکبوت مین حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بعد
نبی ہونیکے پہلے طوفان سے ساڑہے نوسو برس دعوت کی اور کم سے کم چالیس برس کی عمر ہوگی جب آپ
رسالت کی خلعت سے سرفراز ہوے تہے اور بعد طوفان کے بہی بہت دنون دنیا مین آپ رہے چنانچہ
اسکا ذکر سورۂ ہود مین ہے اب یہانپر اس سورۃ کی تفسیر کے شروع سے پہلے دو مقدمونکو جان لینا ضرور
ہے تا کہ اس سورۃ کے معنے بہت آسانی سے بوجہہ مین آجاوین پہلا مقدمہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی کسی اپنے
بندے خاص کو مقبول بارگاہ اپنی کاکر کے اپنا پیغام پہنچانے کو خلق کیطرف بہیجتا ہے تو اس بندیکو لازم ہے

کہ ان لوگونکے عقید سے اور عمل اور خلق اور باطنی حالونکو خوب غور اور تامل سے دریافت کرے اور انکے
اصل مرض کو پہچانے اور اس اصل مرض کے مٹانے اور دور کرنے کو سب امر اور نہی پر مقدم جانے پہر اسکے
بعد انکی طبیعت کی خواہشون اور انکی مقرری حاجتون اور احوالونمین اپنی نظر کو دوڑاوے اور انکو اُس چیز
سے جس سے بالطبع یا بحسب مقرری حاجتون اپنی کے ڈرتے ہون خوف دلاوے اور جس چیز کو
بالطبع یا موافق مقرری حاجتون اپنی کے خواہش کرتے ہون اسکا اُمیدوار کرے اور جسطرح پہلے انکی عقلی
قوت کی اور نفسانی تلگون کی اصلاح منظور رکہی تہی اسیطرح احکام مین انکی وہمیہ قوت کی اصلاح
امیدوار کرنے اور خوف دلانے سے منظور رکہے اسواسطے کہ روح انسانی کی مملکت مین عقل وزیر ہے
اور صاحب الامر اور مختار کل اور حاکم اس مملکت کا وہم ہے اور جب یہ دونون یعنے عقل اور وہم تابعدار
ہوگئے تو دوسرے جتنے ارکان اور تابع اور لشکر اس سلطنت کے ہین خود بخود فرمانبردار ہوجاوینگے
اور ایک حالت عجیب حاصل ہوگی بموجب اس مصرعہ کے ؎ از دست یک اشارہ و از مالسر دو دین
یعنے پہر انکا احوال اس مصرعہ کے مضمون کے موافق ہوجائیگا کہ معشوق کیطرف سے ایک اشارہ اور
عاشق کیطرف سے اسکو سر اور آنکہہ سے بجالانا لیکن ان دونون کا مونکو قاصد اور ہرکارے کے
طور سے انکو پہنچاوے بموجب مضمون اس شعر کے کہ ؎ دادیم ترا گنج مقصود نشان داد مختار
توئی خواہ رسی باز مسی یعنے مقصود کے خزانہ کا پتہ تمکو بتادیا اب آگے وہان پہنچو یا نہ پہنچو تم مختار
بلکہ باپ سا شفیق اور طبیب سا ناصح ہوکے انکی بیمارکی سختی سے دل تنگ اور رنجیدہ نہو اور طرح طرح
کی تدبیرین اسکے دفع کیواسطے کرے اگر ایک طرح سے نسمجہین تو دوسری طرح سے سمجہاوے
جہان تک انکی استعداد کا پیمانہ گنجایش رکہتا ہو اور جب انکی استعداد کا بطلان خوب طرح سے
معلوم کرے تب انکے نیست اور نابود کردینے کی فکر کرے جسطرح حیوانکے جسم مین اگر کوئی عضو
سڑجاتا ہی یا اسمین زہر باد ہوجاتا ہی تو اُس عضو کو کاٹ ڈالتے ہین تاکہ دوسرے اعضا کو ضرر
نکرے اسیطرح انکے وجود کو جانے کہ اگر باقی رہینگے تو دوسرونکو خراب کرینگے پہر اگر جیہاد اور
قتال کا اسکو حکم ہو تو لشکر اور دوسرے اسباب لڑائی کے جمع کرنے مین کوشش کرے اور اگر جیہاد کرنیکا

اسکو حکم نہو تو انکے واسطے درگاہ الہی مین بد دعا کرکے انکے وجود کو اس عالم سے محو کردے
اور مٹا دے تاکہ انکا فساد اور برائی دوسرونمین نہ اثر کرے اور دوسرا مقدمہ یہہ ہے کہ حضرت
نوح علیہ السلام کی قوم کو اصل مرض یہہ تہا کہ حقتعالی کی نزدیکی اور اپنی حاجتونمین اولیاء اللہ کی روحون
سے جو مظہر کامل ہین استعانت اور مدد چاہتے تہے اور تنزیہ کے مرتبے سے تقرب حاصل کرنا اور اسی
مرتبے سے مدد چاہنا ہرگز انکے ذہنون اور خیالونمین نہین آتا تہا یہان تک نوبت پہنچی تہی کہ دنیا کی
محبت اور اسکی خواہش انکے دلون مین چھاگئی اور روحیت کے مرتبے کو نہوچنے کے سبب سے
ان بزرگونکی روحین بہی انکی نظرونسے غایب ہوگئین تہین اور خبیث شیطانی روحون نے انکی عوض مین
انکے سامنے ہوکر اپنی طرف انکو کہینچا تہا اور جہوٹے شعبدونمین انکو اپنا فریفتہ کرلیا تہا بس نام تو
اولیا کا رہگیا تہا اور حقیقت مین وے سب شیطانی روحین تہین اور یہی حال ہی بشریت کا جبلی اور
پیدایشی کہ جہان نیچے کیطرف جہکا اور معرفت کے عروج سے باز رہا تو بیچ مین بہی نہین ٹہرتا بلکہ
ادنے سے ادنے مرتبے مین جاگرتا ہی ہان اگر عبادت اور تقرب مین انکی نظر اولیاء اللہ کی روحون
کے اصل مرتبے کیطرف متوجہ ہوتی تو ان روحون کیطرف سے بہی کچہہ نکچہہ ہدایت اور ارشاد سے
مستفید ہوتے اور کبہی کبہی خواب مین یا دوسرے معاملونمین انکو اللہ کیطرف متوجہ ہونے کی راہ
بتادیتے تہین اور شرک مین صراحۃً پہنسنے سے باز رکہتین سو یہہ تو کچہہ نہوا بلکہ انکی دہمیہ قوت عمر کی
درازگی اور ہمیشگی اور مال اور اولاد کی کثرت اور عمارتونکی عمدگی اور باغ اور کہیتونکی زیادتی کو بہت دوست
رکہنی لگی اور انہی چیزونکی محبت انکے دلونمین بس گئی تہی تو ان لوگونکو یون سمجہانا ضرور ہوا کہ جتنے
تمہاری خواہش کی چیزین ہین وے سب حقتعالی کے اختیار مین ہین زمین اور آسمان چاند اور سورج جو تمہاری
خواہش کی چیزونکے اسباب ہین ان سبکو حقتعالی نے پیدا کیا ہی سو اگر تم اللہ تعالی کیطرف رجوع
کروگے تو جتنے تمہارے مطلب ہین سب حاصل ہونگے اور اگر کہین تم اس سے پہرے اور اسکا حکم نمانا تو
خرابی مین پروگے اور کچہہ بہی تمکو حاصل نہوگا پہر جب حقتعالی کا قادر اور مختار ہونا ہر چیز پر انکے دلونمین
خوب طور سے جم جاتا اور اسکی وحدانیت کا یقین حاصل ہوتا تو پہر آہستہ آہستہ انکو ترقی کیطرف

رغبت دلاتے اور یون سمجھاتے کہ دنیا فانی ہے اور اسکی جتنی چیزین ہین سب نیست اور نابود ہونیوالی ہین باقی رہنے والی وہی ذات پاک ہے سو تمکو چاہیئے کہ اپنی ہمت کو بلند کرو اور وے چیزین جو عقبیٰ مین کام آوین اور اس مالک الملک کی رضامندی کا سبب پڑین حاصل کرو اور حضرت نوح علیہ السلام کا مطلب یہہ تہا کہ شاید اس تدبیر سے وے لوگ راہ پر آجاوین لیکن جب دعوت کی مدت ہزار سال کے قریب پہنچی اور اس عرصے مین کتنے قرن اور کتنے زمانے گذر گئے اور لوگونکے احوالونمین بہی تغیر اور تبدل پایا گیا اور قسم قسم کی استعداد والے پیدا ہوے اور گذر گئے لیکن محنت انکی سب بیفائدہ ہوئی اور کسی نے انکی بات نہ سنی اور کوئی راہ پر نہ آیا مگر چند لوگ گنتی کے پہر جب حضرت نوح علیہ السلام کو انکی صلاحیت سے بالکل مایوسی حاصل ہوئی آخر لاچار ہوکر پوری بد دعا انکے واسطے کی یعنے یون عرض کیا کہ یا الہی اب انمین ایک کو بہی باقی نرکہہ حقتعالی نے آپکی دعا قبول کی اور سارے جہانکو غارت کیا اب یہانپر جانا چاہیئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بڑی زبردست مناسبت ہی کئی وجہونسے جو دوسرے پیغمبرونکو آپکے ساتہہ نہین ہے اسیواسطے اس سورتمکو دعوت کے قاعدونکی تعلیم اور رنج اور مشقت پر صبر کرنے کی تلقین کیواسطے آپ پر نازل فرمایا اور سورہ معارج مین جو حکم ہوا تہا کہ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا سو اسکے بعد اس سورتمین حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کو نظیر اور تمثیل کیطور پر بیان فرمایا یعنے تمکو ایسا صبر کرنا چاہیئے جیسا نوح نے کیا تہا اور مناسبت کی وجہونمین سے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا عذاب جو وعدہ دیا گیا تہا انکے ڈرانے اور خوف دلانیکے وقت سے بہت دوری رکہتا تہا یعنے کچہہ کم ہزار برس کا فاصلہ درمیانمین تہا اسیطرح عذاب موعود ہمارے رسول مقبول کی امت کا بہی بہت دوری رکہتا ہی چنانچہ قیامت کے دن ہوویگا بخلاف دوسرے پیغمبرون کی قوم کے عذاب کے کہ دنیا ہی مین تہوڑے تہوڑے فاصلہ سے آیا اور انکی قوم کو ہلاک کیا چنانچہ فرعون حضرت موسی علیہ السلام کی بددعا کرنے سے چالیس برس کے بعد غرق ہوا اور اسیطرح دوسرے کافر تہوڑی تہوڑی مدت مین دنیا کے عذاب سے ہلاک ہوے اور یہہ امت مرحومہ دنیا کے عذاب سے محفوظ ہی اس امت کے کافرون کا عذاب بالکل قیامت کے دن

حضرت نوح علیہ السلام کی سرگذشت سے بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خوالہ ہوا ہی اس امت کے کافرون پر قتل کرنے اور زندہ پکڑکے لونڈی غلام بنانے سے کبھی کبھی
دنیا مین بھی تنبیہ اور تادیب ہوتی رہتی ہی اور بس دوسری وجہہ یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام
کی دعوت کرنے کی مدت ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے دعوت کی مدت کے برابر ہی اتنا فرق ہی کہ
حضرت نوح علیہ السلام اتنی مدت تک خود زندہ رہکے اپنی ذات سے اس دعوت کو مخلوقات الہی تک
پہنچایا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چند دنون اپنی ذات مبارک سے دعوت فرماکے اپنے نائبونکو
اپنا قایم مقام چھوڑکے عالم بقاکو تشریف فرما ہوے اور ان نائبونکے سبب سے ہزار سال تک یہہ
امر دعوت کا پورا قایم رہا ہزار سال کے بعد ہند وستانمین کئی شخص جھوٹے دینونکے مدعی ظاہر ہوے
جیسے نانک والے اور داؤد پنتھی اور خفشان نمودی اور ان کافرون نے اپنی اپنی دعوت شروع
کی اسوقت سے اس دین صحیح کی دعوت کا توحد درہم برہم ہوگیا اور پھر اسکے بعد تمام جہان مین
بہت جھوٹے دین کے مدعی پیدا ہوے اور اپنی اپنی دعوتین شروع کین اب یہہ اختلاف بدون
ظہور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نہین جاتا انشا اللہ تعالی آپکے زمانے فیض نشان مین توحد
اور تفرد اس دعوت حقہ کا نئے سر سے تازگی قبول کریگا تمام عالم مین ایک دین اسلام کا ہوگا
اور منکر ونیرو دوسری مرتبے الزام حجت کو تجدید کرین گے یعنے حقانیت اس دین متین کی سب پر
ثابت ہوجائیگی تاکہ عذاب موعود مین گرفتار ہونے کا مستحق اور قابل اپنی تئین معلوم کرلین اور اپنی قسم
کے تمام ہونیکے لیے مستعد ہوجین اور تیسری وجہہ مناسبت کی یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت
عام تھی تمام مخلوق کو شامل تھی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نبوت عام ہی سبکو شامل ہے
اتنا فرق ہی کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین آپکے بعثت جسطرح آپکے زمانے والونکی طرف
تھی اسیطرح قیامت تک جو آدمی اور جنات پیدا ہوتے جاوین گے اُن سب پر آپکے بعثت ثابت ہی بخلاف
حضرت نوح علیہ السلام کے کہ انکی بعثت اُنکے زمانے والونپر جو اسوقت دنیا مین موجود تھے تھی یہہ نہتھا کہ
حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو پیدا ہونگے انپر بھی وہی نبی رہین گے اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خصائص مین حدیث وارد ہی کہ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً

اس حدیث کی یہی معنے ہین اسواسطے کہ حضرت نوح علیہ السلام کیوقت مین جو اس زمانے مین موجود تہے سب آپ کی قوم تہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیونکی رسالت سے مخصوص ہین اپنے زمانے سے قیامت تک جو پیدا ہوئین اور اس بات مین بہید یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کیوقت مین جتنے دنیا مین لوگ تہے سب شرک مین گرفتار تہے اور جو عذاب کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا سے حقتعالی نے بہیجنے کا وعدہ کیا تہا وہ عذاب یہی عام تہا اور سب جہان والونکو شامل تہا اگر حضرت نوح علیہ السلام کو تمام جہان والونکی طرف رسول کرکے نہ بہیجتے اور اُنکی عمر اتنی بڑی نکرتے تاکہ اتنی مدت مین تمام روے زمین پر اُنکی دعوت تہوڑی تہوڑی پہنچ جاوے تو خاص کے گناہ پر بلا کی عام کی لازم ہوتی اور یہہ عدل اور حکمت کے قاعدے کے خلاف ہی اسیطرح سے اس امت کے کافرونپر جو عذاب کہ مقرر اور موعود ہوا ہی وُہ یہی عام ہی یعنے تمام عالم کی خرابی کو متضمن ہی اگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی قیامت تک جو پیدا ہوتے جاوین گے اُن سبکی طرف رسول کرکے نہ بہیجتے تو یہان بہی وہی بلا کی عام کی خاص کے گناہ پر لازم آتی اور یہہ بات حکمت اور عدل کے قاعدے کے خلاف تہی چوتہی وجہہ مناسبت کی یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت اور انکی دعوت قیامت وُسطی کے متصل ہوئی جسکا نام طوفان تہا کہ دنیا مین کسی چیز کو باقی نرکہا اور اسیطرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دعوت قیامت کبریٰ سے اتصال رکہتی ہی بخلاف دوسرے پیغمبرونکے کہ اُنمین یہہ بات نہین پائی جاتی تہی اور یہہ مناسبت بہی تیسری مناسبت کی ایک شاخ ہی پانچوین مناسبت یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو بعد طوفان کے بڑی شان عظیم حاصل ہوئی تہی یعنی حقتعالی کی نزدیکی کا وسیلہ سواے اُنکی ذات مبارک کے کوئی نتہا اور حقتعالی کی عبادت اور اُسکی معرفت کا حق ادا کرنیوالا سواے انکی امت اور انکے تابعدارونکے کوئی دوسرا نتہا تو اس صورتمین بہت بڑا رتبہ انکی ذاتمین منحصر ہوا تہا اور عجیب طرح کی تفرد اور یکائی اس کارخانے مین انکے نصیب ہوئی تہی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ہونیکے وقت سے یہہ مرتبہ حاصل تہا اسواسطے کہ آپکے نبی ہونیکے بعد جتنے دین تہے سب منسوخ ہوگئے اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنیکے لایق نرہے اور اُن دینونکی عبادت اور معرفت کے طریقے سب باطل اور بے اصل ہوگئے اور اب حضرت عیسی علیہ السلام کے

نازل ہونیکے بعد یہہ تفرد اور یکائی ظاہری اور باطنی حقیقی اور حکمی آپ کی ذات مبارک مین جلوہ گر ہوگی اسطرح پر کہ کوئی دین سوائے اس دین اسلام کے عالم مین باقی نرہے گا اور اسی دین مین توجہہ الی اللہ کی شان منحصر ہوگی اور کوئی مدعی کسی باطل دین کا نرہے گا حاصل کلام کا یہہ ہی کہ انہی مناسبتونکے سبب سے سورہ نوح کو جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ اور انکا خوف دلانا طوفان کے عذاب سے اور سیکے واسطے بددعا کرنیکے بیان مین ہی بعد سورہ معارج کے لائے ہین کہ اسمین بھی اس امت کے عذاب موعود کے سوال کرنیکا اور عذاب کے جلدی کرنیکی ممانعت اور صبر کرنے کا حکم بیان ہی واللہ عالم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

س ع

اِنَّا یہ شک ہم اُس مرتبے سے جو جامع ہی درمیان جلال اور جمال کے نکالنے کیواسطے جلال کی پوشیدگیسے جمال کے انوار کیطرف اَرْسَلْنَا نُوْحًا بھیجا ہمنے نوح علیہ السلام کو جو ان دونون شانون کا جامع تہا اور جلال کی تاریکیون مین پہنسے ہونکو جمال کی روشنیونکی طرف نکال لانیکی کیفیتون پر خبردار تہا اپنا ایلچی اور رسول کرکے اِلٰی قَوْمِہٖ اسکی قوم کیطرف اسواسطے کہ ہم قوم ہونیکے سبب سے وہ انکے احوالون سے واقف بھی بہت ہوگا تاکہ اس واقفیت کے سبب سے جسطور سے کہ مناسب ہو جیسے ان لوگونکو جلال کی تاریکیونسے نکال کر جمال کے نور سے منور کرے اور ہر ایک کو اسکی استعداد اور بوجہہ کے موافق اس تاریکی کے انجام سے خوف دلاوے اور ڈراوے اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ اسلئے کہ خوف دلا اور ڈرا اپنی قوم کو اسواسطے کہ قومیت مین شریک ہونیکے سبب سے تمہاری شفقت اور خیرخواہی اپنے حق مین یقین جانتے ہین تو تمہارے ڈرانے سے بھی خوف کہاوینگے مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پہلے اسکے کہ آوے ان پاس عذاب دکہہ دینے والا جو اپنے پروردگار کی محبوبیت کا سبب ہی قَالَ یٰقَوْمِ یعنے ہمارے حکم کے بھیجنے کے ساتہہ ہی نوح نے فرمانبرداری اُس حکم کی کی اور کہا اپنے قوم سے کہ اے میرے قوم ہم قوم ہونا ہمارا اور تمہارا اسی بات کو چاہتا ہی کہ جس سے ہم ڈرتے ہین تم بھی اُس سے ڈرتے رہو اور جو تمہاری نصیحت اور بہتری کی بات ہم کہتے ہین اُسکو قبول کرلو اسواسطے کہ ہماری سچائی تمکو خوب

معلوم ہے کہ ہم جہوٹہ نہین بولتے ہین اِنِّی لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ بے شک مین تمہارے واسطے ڈرانیوالا
صاف کہنے والا کہ اگر تم اپنے جہوٹے معبودونکی عبادت کے پردیمین پہنسے رہوگے تو بڑے عذاب مین گرفتار ہوگے
سو تمکو چاہیے کہ جلدی اپنی ٹہین اس پردیسے نکال کے سچے معبود کی طرف جو تمہارا پروردگار ہے متوجہ ہوجاؤ
اور اس پردیسے نکلنا کچہہ بہت مشکل بات نہین ہے بلکہ بہت آسان طور ہے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ یہہ کہ
عبادت کرو خدا کی اسواسطے کہ یہہ تمکو اس پردیسے چہڑاوینگی اور اسکی برکت سے تمہارا توجہہ حقتعالی کیطرف
صاف ہوجائیگا اور اُسکے جمال کی روشنیوسے تم منور رہوگے سو حقتعالی کی عبادت اس تمہاری ہماری
کے کہونے مین کافی ہے لیکن پرہیز شرط ہے پرہیز کو اپنے اوپر لازم پکڑو وَاتَّقُوْہُ اور ڈرو اس سے
غیر کی عبادت کرنے سے اس اعتقاد سے کہ وے غیر اسکی صفتونکے کامل مظہر ہین اسواسطے کہ جو مخلوق
ہے وُہ حقتعالی کے کمال کے درجے سے ناقص ہے اگرچہ مظہر کامل ہو بس اس صورت مین اُسکے کمال
مین نقصان کا اعتقاد کرنا تمکو لازم ہوتا ہے اور ایسا اعتقاد حقتعالی کے بڑے غضب کا سبب پڑیگا زیادہ
اس غضب سے جو اُسکی بالکل عبادت کے چہوڑ دینے پر اور اسکے حکمونکے بجالانے پر نہم امید رکہتے ہو
اور اگر تمکو عبادت خالص اور تقوے کا طریقہ اپنی عقل سے معلوم نہو سکے تو ان دونون چیزونکی تفصیل مجھسے
سنو وَاَطِیْعُوْنِ اور تابعداری کرو میری اُس چیز مین جو اللہ تعالی کے حکم مین تمکو پہنچاوون تاکہ عبادت مین
بہی تمسے خطا اور چوک نہونے پاوے اور گناہ سے بہی بچے رہو اور اگر اللہ تعالی کی عبادتکو پرہیزگاری سے
ادا کروگے اور دل اور جان سے میری تابعداری قبول کروگے تو اسیوقت تمہاری پہلی تاریکی کے
گناہ معاف شروع ہوجائینگے اسواسطے کہ اللہ تعالی یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ بخش دیگا تمہارے واسطے
بعضے گناہ تمہارےکو جو تمہاری پوشیدگی کے اُس جناب پاک سے سب بڑے ہین اور جب گناہ دور
ہوے تو اسسے دوری اور حجاب بہی اُٹہہ جانا ضروری ہوا اور گناہ عبادت اور تقوےکو ترک کرنا
اور حقتعالی کے حکمونکی نافرمانی کرنا ہے جو آگے تمسے ہوچکے ہین نہ وے گناہ جو مخلوق کے حقونسے متعلق ہین
نہ وے گناہ جو اسلام مین داخل ہونیکے بعد کروگے بس یہان پر مِن کی لفظ تبعیض کیواسطے ہے
اور یہہ آیت مِن کی زیادتی ثابت کرنے کی دلیل نہین ہوسکتی ہے جسطرح کوفے کے نحویون نے کہا ہے کہ یہہ

السلام

اسلام لانا تمہارا سبب پڑیگا اُن گناہونکی پکڑکی درنگی کا جو اسلام لانیکے بعد تمسے ہونگے یا بندونکے حقوقسے متعلق ہونگے اسواسطے کہ حقتعالی تمکو اسلام کی برکت سے دنیا کی پکڑسے محفوظ رکھے گا وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى اور تاخیر کریگا تمہاری پکڑکو اللہ تعالی ایک مدت تک جو اُسنے مقرر کردی ہی ہر شخص کی پیدایش کیوقت دم کے شمارسے یا برسونکی درجہسونکی اور دنونکی اور گھڑیونکی نام رکھدیا ہی اور اس مہلت اور ڈھیل مین تمہارے واسطے فایدہ یہہ ہی کہ اس گناہ سے توبہ کرلو اور حق والونکو اپنے سے راضی کرلو پس سوچو کہ اسلام لانا بالکل تمہاری امن اور چین کا سبب ہی ان چیزونسے جو حقتعالی کے غضب کی مقتضی ہین اور یہہ جو تمنے کہا کہ ایک مدت مقرر تک تمسے مواخذہ نہوگا تو اس سبب سے کہ اس مدت مقررہی مین تاخیر نہین ہونیوالی ہی اسواسطے کہ وہ مدت اللہ تعالی کے علم مین معین ہی إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ بے شک وہ مدت جو علم الہی مین معین ہی ہر شخص کے مرنے کیواسطے إِذَا جَاءَ جب آتی ہی جسطور سے کہ مقرر اور مقدر کی گئی ہی لَا يُؤَخَّرُ ہرگز درنگی نہین کی جاتی اور اگر اسمین کچھہ بھی تغیر اور تبدل ہو تو علم الہی مین نقصان پایا جاوے اور اگر یہہ کہو کہ ہر شخص کا ہم مین سے مرنے کا وقت حقتعالی کے علم مین معین ہے جسطرح اُسوقت مین تاخیر نہین ہونیوالی اسیطرح تقدیم بھی نہین ہوسکتی ہی پھر ہمکو کفر کرنے اور گناہ مین مبتلا ہونے سے کیون خوف دلاتے ہو اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سبب سے اُسوقت معین کے پہلے ہم ہلاک ہونیوالے نہین ہین اور اسیطرح اسلام لانے اور فرمانبردار ہونیکے سبب سے بھی اُسوقت کے بعد زندہ نہین رہینگے تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ حقتعالی کے علم مین جو مدت تمہاری موت کیواسطے معین ہوئی ہی اگرچہ اسمین تاخیر نہین ہوسکتی ہی لیکن تقدیم ہوسکتی ہی اسطور پر کہ ایک مدت معلق ہو تمہارے کفر اور گناہ پر اور دوسری مدت معلق ہو تمہارے اسلام اور بندگی پر یعنے اگر کفر کروگے تو دس برس زندہ رہوگے اور ایک بلا مین مبتلا ہوکر ہلاک ہوگے اور اگر اسلام لاؤگے تو اس بلا سے بچوگے اور بیس برس زندہ رہوگے اور تم کفر اور گناہ کئے جاتے ہو تو اب اجل اللہ مقدم ہوسکتی ہی یعنے بیس برس کو نہ پہنچوگے بلکہ دس برس مین ہلاک ہوگے اسواسطے کہ اجل اللہ اُس مدت کا نام ہی جسکے وجود کی شرطین علم الہی مین معلوم ہین کہ فلانے وقت واقع ہونگی اور دوسری اجل اس مدت کا نام ہی کہ جسکی شرطین علم الہی مین معلوم الوقوع نہین ہین سو یہہ ہوسکتا ہے

کہ متعلق کی دونون طرفون سے ایک طرف کی شرطین واقع ہوون اور وہی طرف اجل اللہ ہوجاوے اور دوسری طرف پر مقدم ہوجاوے اور یہہ بھی ہوسکتا ہی کہ دوسری طرف کی شرطین واقع ہوون اور وہ طرف اجل اللہ ہوجاوے اور اس پہلی طرف پر مقدم ہوجاوے اور یہہ ہرگز نہین ہوسکتا ہے کہ ایک طرف معین کی شرطین پائی جاوین اور وہ طرف نہ پائی جاوے بلکہ دوسری طرف پائی جاوے اسواسطے کہ اسمین اجل اللہ کی تاخیر ہوجاتی ہی اور یہہ ممکن نہین ہی سو ہر شخص کی موت کی مدت مثلاً حقتعالی کے نزدیک معین ہی اسواسطے کہ اگر اُسکی اجل مبرم اور یقینی ہی تو ٹل نہین سکتی کسیطرح پر اور اگر معلق ہی تو اسکی دونون طرفون سے ایک طرف کا پایا جانا حقتعالی کے علم مین بالیقین معلوم ہے تو ان دونون صورتون مین تعیین لازم آئی اور یہہ مدت معین کسیطرح تغیر اور تاخیر قبول نہین کرتی اسواسطے کہ علم الہی کا خلاف ہرگز متصور نہین ہی اور اگر اسمین تاخیر پائی جاوے تو علم الہی کا خلاف لازم آتا ہی یعنے اللہ تعالی کو اسکا وقوع جسوقت معلوم تہا اُسوقت اسکا وقوع نہوا سو یہہ بات ہرگز ہو نہین سکتی اور تقدیم کی صورت یہہ ہی کہ اسطرف کے وقوع کی شرطین پائی جاوین اور دوسرے طرف کے وقوع کی شرطون مین توقف ہووے بس اس بیانسے معلوم ہوا کہ اجل اللہ مقدم ہوسکتی ہی لیکن موخر نہین ہوسکتی پہر جو آدمیونکو اسکی خبر نہین ہی کہ ان دونون طرفونکے احتمالونسے کون پایا جاویگا تو انپر لازم ہوا کہ جو طرف بہتر ہی اُسکی شرطونکے حاصل کرنے مین کوشش اور سعی کرین اور بُری طرف کی شرطون کے حاصل کرنے سے پرہیز کرین اور بچے رہین اسیواسطے کفر اور گناہ کو حرام کردیا ہی اور ایمان اور بندگی کو واجب کیا ہی اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حقمین حقتعالی کا حکم یعنے قضاءِ معلق اسطور پر جاری ہوا تہا کہ اگر یہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری کرین گے اور انپر ایمان لاوین گے اور عمل نیک کرین گے تو ہر ایک اپنی عمر طبعی کو پہنچیگا اور اپنی اپنی موت پر مریگا اور اگر یہ لوگ انکا کہا نہ مانین گے اور انکی رسالت کی انکار کرین گے اور اس سبب سے حضرت نوح علیہ السلام انپر بددعا کرین گے تو انکی دعا قبول کرکے ان سبکو ایک ہی مرتبے طوفان مین ہلاک کرڈالین گے اور علم الہی مین یہہ آخر کی بات یعنے سبکا ایک مرتبے ہلاک ہوجانا اجل اللہ تہا اسیواسطے اُسکی شرطین پائی گئین اور اس اجل نے ان اجل

جو بھی ہو

جو علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی موت کیواسطے مقدر نہین تقدیم پاتی سوائے حقین اجل کی تاخیر کا وعدہ جو ایمان
لانے اور عبادت اور تقوی اور اطاعت کی شرط پر تبا صادق ہوا لیکن شرط کے فوت ہونے سے مشروط
بھی فوت ہو گیا یعنی جو ایمان نہ لائے تو اجل کی تاخیر نہی نہوی حاصل کلام کا یہہ ہے کہ دنیا مین تمام اسباب
کا کارخانہ اسی احتمال اور معین نہونے پر بنا کیا گیا ہے اسیواسطے اجلونکا علم جسمین تعین معلوم ہو جاوے
کسیکو نہین دیا گیا مگر بعضے کاموں مین بعضے شخصونکو عنایت ہوتا ہے تاکہ اسبابونکا مسببونکے ساتھہ مربوط
ہونا درہم برہم نہو جاوے باقی رہا یہان پر ایک سوال جو بعضے ظاہر بین کرتے ہین اسکا حاصل یہہ ہے کہ
جو اجل مبرم ہے اسمین نہ تقدیم پائی جاتی ہے نہ تاخیر اور جو اجل معلق ہے اسمین جسطرح تقدیم ہو سکتی ہے اسیطرح
تاخیر بھی ہو سکتی ہے اسواسطے کہ صحیح حدیث مین آیا ہے کہ جب حقتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو انکے
اولاد دکھلائی تو انمین حضرت داود علیہ السلام انکو بہت اچھے معلوم ہوے پوچھا کہ انکی عمر کتنی ہے
حقتعالی نے فرمایا کہ انکی عمر ساٹھہ برس کی ہے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر سے چالیس برس انکو دیئے
اور حضرت داود علیہ السلام نے سو برس کی عمر پائی تو اسسے معلوم ہوا کہ اجل اللہ تعلیق کے سبب سے
جسطرح تقدیم قبول کرتی ہے تاخیر بھی قبول کرتی ہے اس سوال کے جواب مین لوگ ایسا کہتے ہین کہ اس آیت مین
اجل اللہ مین تاخیر نہ پائے جانیکو اذا جاء کی لفظ سے مقید کیا ہے اور اجل اللہ کے آنیکے بعد تقدیم کسیطرح ممکن
نہین ہے لیکن تاخیر ممکن ہے اسیواسطے یہان پر تقدیم کی نفی نہین فرمائی فقط تاخیر کی نفی پر اکتفا کیا ہے لیکن یہہ
نہین ہو سکتے کہ اس صورت مین ان اجل اللہ کے جملہ کو سابق کے کلام سے کچھہ ربط اور میل نرہے گا بلکہ اگر یے
معنے کیے جاوین تو جسواسطے یہہ کلام لایا گیا ہے وہ غرض حاصل نہوا سواسطے کہ اس جملہ کے ذکر کرنے سے
غرض یہہ ہے کہ اگر کفر کو نچھوڑ دو گے اور حقتعالی کے حکم کی فرمانبرداری نکرو گے تو تمکو جلدی ہلاک
کر ڈالین گے اور تمہاری عمر مقدر کی مدت تک جو ہر ایک کے مقدرین علیحدہ علیحدہ تقرر ہوئی ہے تمکو
رہنے نہ دین گے اور اگر ایمان لاؤ گے اور فرمانبرداری کرو گے تو تم سبکو ایک ہی وقت طوفانمین نہ ہلاک
کرینگے بلکہ ہر واحد کو اسکی اجل مقدر تک پہنچاوین گے اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی روح کو قبض کرینگے
یہہ اسواسطے کہ جو اجل معین ہے حقتعالی کے نزدیک وہ تاخیر کے قابل نہین ہے اور جو اجل کی تعیین علم

اجل مبرم اور اجل معلق کا بیان

الٰہی مین اسکی شرطونکے واقع ہونے کے تابع ہی تو چاہئے کہ مرغوب اجل کی شرطونکے حاصل کرنے مین
بہت سعی اور کوشش کرو سو حقیقت مین جواب اس شبہہ کا یہہ ہی کہ حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام
کے قصہ مین اجل اللہ سو سال تہی نہ سا تھہ اسواسطے کہ اجل اللہ اس تعلیق کیطرف کا نام ہی جسکی شرطین
پائی جاوین اور معلق کے دونون طرفونکو اجل اللہ کہنا مجاز کیطور پر ہی اسواسطے کہ دونون طرفونمین سے
ایکطرف اجل اللہ ضروری ہی بس یہہ معلوم ہوا کہ اجل اللہ کی تاخیر کسی طرح ممکن نہین ہی ہان تقدیم اسکی
ہوسکتی ہی لیکن اُسی طور پر جو مذکور ہوا یعنے تعلیق کی دونوطرفونمین سے ایک کو ایسی چیز کے ساتھہ معلق
کرنا جو پائی نجاوے اور دوسری طرف کو اس کی ضد کے ساتھہ معلق کرنا پھر جب وہ چیز پائی نجائیگی تو ضد
اسکی ضرور پائی جاویگی بس یہی دوسری طرف ثابت ہوگی اور وہی اجل اللہ ہی جو علم الٰہی مین واقع ہونیوالی
تہی اور اسمین جو فرق ہی اسکی کنہہ یہہ ہی کہ واقع چیز کا موخر ہونا غیر واقع سے معقول نہین ہے یعنے عقل مین نہین
آتا اور واقع کا معدوم غیر واقع پر معقول اور ثابت ہی اور اجل اللہ دونون طرفونمین سے واقع کیطرف متعلق
ہوتی ہی اسکی دوسری طرف غیر واقع ہوتی ہی اور اگر کسیکو اسمیں شبہہ گذرے کہ اجل معلق کی تاخیر حدیث
نبوی مین بہت سی آئی ہی چنانچہ بر والدین کے مقدمہ مین آپ نے فرمایا ہی کہ لَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ح
یعنی نہین زیادہ کرتی عمر کو کوئی چیز مگر نکوئی کرنا خصوصًا ماں باپ کے ساتھہ اور اپنے خویش اور اقربا کے ساتھہ
صلہ رحمی اور نیک سلوک کرنے کے مقدمے مین آپ نے فرمایا ہی کہ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ ح
وَیُنْسَأَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ یعنے جو شخص کہ چاہے کشادگی کی جاوے اُسکی رزق مین اور تاخیر
کی جاوے اسکے پیچھے یعنی اسکی اولاد اور نسل بہت دنون تک رہے تو چاہئے کہ صلہ رحمی کو اپنا شیوہ کرے ح
اور اپنے خویش اور اقربا سے سلوک کرے اور دُعا کے باب مین آیا ہی کہ اِنَّ الدُّعَاءَ وَالْبَلَاءَ
لَیَعْتَلِجَانِ وَلَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ یعنے قضاء الٰہی کو کوئی چیز دور نہین کرتی مگر دُعا سو حدیث
مین اجل کی تقدیم کا کہین ذکر نہین ہی اور حال یہہ ہی کہ اس تقریر کے بموجب تقدیم ہوسکتی ہی تاخیر ممکن نہین ہے
بلکہ متصور بہی نہین ہی سو جواب اُسکا یہہ ہی کہ تاخیر کا متصور نہونا اس تقریر مین اجل اللہ کے ساتھہ مخصوص ہے
اور اجل اللہ تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف ہی جو علم الٰہی مین معین ہی اور حدیثونمین جو تاخیر

ائی ہی وہ بہی اسی تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف ہی لیکن بے تعیین علم بشری کی نسبت سے
اب اس صورتمین کچہہ آپسمین منافات نرہی لیکن تقدیم کو جو حدیثونمین ذکر نہین کیا اسکی وجہہ یہہ ہی کہ آدمی
اکثر موت مین تاخیر چاہتا ہی نہ تقدیم پس اس صورت مین جو عمل تاخیر کے سبب پڑتے ہین اُنکا بتانا ضرور
ہوا جسطرح دُعا کی قبولیت اور مطلب کا جلد حاصل ہونا کہ یہ چیزین آدمی کی مرغوب اور خواہش کی ہین اور
انمین جلدی چاہتا ہی اسواسطے اسمین تقدیم بہی آئی ہی اسیطرح وے چیزین جنمین خوف دلانا منظور ہے
جیسے بغاوت اور ماباپ کی نافرمانی اور زنا کی کثرت سو اسمین موت کی تقدیم اور عمر کی کوتاہی سے
بہی ڈرادیا ہی سو علم بشر کی نسبت سے اجل معلق مین تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایکطرف کی تاخیر کو
جایز کہا ہی جسطرح تقدیم بلاشبہہ جایز اور درست ہی اور حققالی نے اس علم مین اسباب اور مسببات
کے کارخانے کو اسیطور سے مبہم اور محتمل رکہا ہی اگر یہہ ابہام درمیان مین نہوتا اور تعلیق کی دونون
طرفونمین سے ایک طرف کا یقین ہوجاتا تو سعی اور کوشش کا کارخانہ بالکل برہم درہم ہوجاتا سو
کلام الہی اس سورتمین اجل اللہ کی تاخیر کو نفی کرتا ہی اسواسطے کہ وہی طرف واقع ہونیوالی ہی نہ یہہ کہ
دونون طرفونمین سے ایک طرف مبہم کو نفی کرتا ہو اور ظاہرمعنون کے طور پر جو تقدیم اور تاخیر مین فرق
نہین کرتے یون کہہ سکتے ہین کہ اس سورتمین اجل اللہ کی تاخیر کی نفی اسکے آجانے کے بعد فرمائے ہی اور
حدیثونمین جو تاخیر کا جواز پایا جاتا ہی وہ آنیکے قبل ہی نہ بعد آجانیکے تو اب آیت اور حدیث کے مضمون
مین کچہہ منافات باقی نرہے لیکن بعضی ضعیف حدیثونمین آیا ہی کہ وَاٰیَتُ رَجُلًا اَتَاہُ مَلَکُ الْمَوْتِ ح
لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ فَجَاءَ ہُ بِرُّہٗ بِوَالِدَیْہِ فَنَحَّاہُ مِنْ یَدِہٖ یعنے دیکہا مین نے ایک شخص کو کہ آیا اسکے
پاس ملک الموت تاکہ قبض کرے اسکی روح پہر آیا اس پاس بر اسکا یعنے وہ نیکی جو ماباپ کی فرمانبرداری سے
اُسکو حاصل ہوی تہی اور چہین لیا اس روح کو ہاتہہ سے ملک الموت کے سو اس صورتمین اجل اللہ کی
تاخیر آنے کے بعد بہی ثابت ہوتی ہی البتہ اگر یون کہا جاوے کہ ملک الموت کا آنا اجل اللہ کے آنے کو
لازم نہین ہی تو ہوسکتا ہی لیکن یہہ بات عقل سے دور رکہتی ہی بس تحقیق یہی بات ہی کہ تعلیق کی دونون
طرفونمین سے اجل اللہ اُسطرف کا نام ہی جو ہونیوالی ہی اور سب مناسب شرطونکو جامع ہی اور تمام

موانع اور مخالف کو مانع اور اکثر مفسرون نے اس آیت کے معنے اسطور سے کہے ہین کہ یؤخرکم الی
اجل مسمّی سے اجل مبرم جو یقینی ہی وہ مراد ہی اور اجل اللہ سے بہی وہی مراد ہی اور اس اجل
مبرم مین جسطرح تاخیر نہین پائی جاتی تقدیم بہی نہین پائی جاتی ہی لیکن تاخیر کی نفی پر اسواسطے اکتفا کیا ہے
کہ یہہ مقام اسی بات کو چاہتا ہی کہ تاخیر کی نفی سے ڈرا دیا جاہئے نہ تقدیم کی نفی سے کہ یہہ مطلب کا عکس
اور تحقیق بات یہہ ہی کہ اجل کی تین قسمین ہین ایک مبرم اور محتوم یعنے یقین کی گئی ہی کہ اسمین تردد اور
شبہہ ہرگز گنجایش نہین رکہتا ہی اور تقدیم اور تاخیر بہی اسمین متصوّر نہین ہی اسواسطے کہ تقدیم اور تاخیر
دو احتمال کو چاہتی ہی اور اجل معلق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف واقع ہونیوالی ہوتی ہے
سو یہہ وہ طرف ہوتی ہی جسکے وجود کی شرطونکا مجتمع ہونا اور اسکے موانعات کا دفع ہونا علم الٰہی مین
ثابت ہوچکا ہی اور یہہ طرف مقدم ہوتی ہی دوسری طرف پر جو واقع ہونیوالی نہین ہی اور تاخیر کو
ہرگز قبول نہین کرتی جسطور سے کہ اوپر گذر چکا ہی اور یہہ دوسری قسم ہی اور یے دونون قسمین اجل اللہ
مین اور تیسری قسم اجل معلق کی دوسری طرف ہی جو غیر واقع ہی اور اسکے وجود کی شرطونکا مجتمع ہونا
اور اسکے موانعات کا دفع ہونا علم الٰہی مین ثابت نہین ہوا ہی سو اس قسم مین تقدیم اور تاخیر دونون ہو سکتے
ہین اور اس قسم کو وہمی اور احتمالی کہتے ہین اور معنے آیت کے یون بہی ہو سکتے ہین کہ اگر تم لوگ ہماری
فرمانبرداری اور بندگی اور پرہیزگاری کروگے تو تمکو حقتعالی دنیا کی پکڑ سے نجات بخشے گا اور عمر بہر
تمکو کسی عذاب اور بلا مین جیسے قحط اور وبا عام مین گرفتار نکریگا اور اگر میری فرمانبرداری اور بندگی اور
پرہیزگاری نکروگے تو تم سب ان بلاؤنمین گرفتار ہوگے لیکن وہ موت جو مقرّر ہی وہ کسیطرح سے
دفع ہونے والی نہین ہی پیغمبرونکی اطاعت اور فرمانبرداری اور پرہیزگاریکی بڑی تاثیر یہی ہی کہ دنیا کی
بلاؤنسے بچ جانا نہ یہہ کہ موت دفع ہوجاوے اسواسطے کہ اجل اللہ مین تاخیر نہین پائی جاتی اور کسی
چیز سے اسمین تاخیر نہین ہو سکتی لیکن جب یے معنے ہون گے تو پہر وہی سوال وارد ہوگا کہ بعضی صحیح
حدیثون مین نیک عمل کے سبب سے موت مین بہی تاخیر ثابت ہوتی ہی سو بدون اس بات کے کہ اجل
کی دو قسمین کی جاوین ایک وہمی اور تعلیقی اور دوسری اجل اللہ اور تحقیقی کسیطرح گذارہ نہین ہی اور

کوئی بات بن نہین پڑتی غرض کہ حاصل اس سب تقریر کا یہہ ہی کہ حقتعالی کے علم مین جو مدت ہر شخص کی موت کیواسطے مقدار اور مقرر کی گئی ہی اسمین کسیطرح سے تاخیر نہین پائی جاتی لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کبھی تم جانتے اسبات کو کہ ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا اپنے وقت مقرر پر ضروری ہی اور اگر تم کہوگے کہ ہم منکر موت کے نہین ہین تو ہم کہتے ہین کہ تمہاری حرص اور محبت دنیا کے کامون پر اس مرتبے کو پہنچی ہی کہ گویا تم اپنی موت کے آنے سے اپنے وقت پر منکر ہو اور ہر وقت تم اُنہی چیزونکی تلاش اور کوشش مین رہتے ہو جس سے موت دفع ہو جاوے اور وعدہ ٹل جاوے اور عمر بڑہ جاوے اگر اسبات کا تمکو یقین کامل ہوتا کہ اُس وعدہ مین کمتی بڑہتی ہونیوالی نہین ہی تو اس بیہودہ کلام کے پیچھے نپڑتے اسجگہہ پر حقتعالی نے مختصر بیان فرمایا تمامی اس قصہ کی یون ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حقتعالی کا حکم اپنی قوم کو پہنچایا اور عذاب الہی سے خوف دلایا اور انکی قوم نے انکو جھٹلایا اور انکی بات کو نہ مانا یہان تک کہ صدہا برس اسیطور پر گذرے اور لوگونکی کتنی پشتین گذر گئین جو شخص اُس قوم مین مرنیکے قریب ہوتا تہا اپنی اولاد کو نصیحت کر جاتا تہا کہ خبردار اس شخص سے یعنے حضرت نوح علیہ السلام سے بچے رہنا اور ہرگز اسکی بات مت سننا اور اپنے باپ دادون کے طریقہ کو مت چھوڑنا اسواسطے کہ یہہ بڈہا دیوانہ ہو گیا ہی وہی تباہی بکا کرتا ہی ہماری عمرین گذر گئین کہ ہمکو جھوٹے وعدونسے ڈرایا کیا اور کبھی اسکا وعدہ سچا نہین ہوا غرض اسقدر اُنکی ذلت اور حقارت کے درپے رہتے تہے کہ چھوٹے چھوٹے اپنے لڑکونکو اُنکے پیچھے لگا دیا کرتے تہے تاکہ ہنسی اور مسخری اُنکی کرین اور آپ کو پتھر ماریں اور جب حضرت نوح علیہ السلام نصیحت مین کچھہ کڑی کرتے اور عذاب الہی سے زیادہ خوف دلاتے تو وے بدبخت اُنکو اسقدر مارتے کہ اُنکے بدن اور چہرے خون بہنے لگتا لیکن حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی نے اسقدر حلم اور بردباری عطا کی تہی کہ باوجود اس ظلم اور تعدی ان بدبختون کے آپ ہمیشہ جناب الہی مین یہی دعا کیا کرتے تہے کہ اس میری قوم کو بخش دے کہ یہ مجھکو نبی جانکر یہہ نہین کرتے ہین اور تیرے پیغمبر کے ساتہہ اپنے گمان مین بے ادبی نہین کرتے ہین بلکہ یہ لوگ جاہل ہین اپنی نادانی سے ایسی حرکتین کرتے ہین انتہی اور اس قصہ کو اسجگہہ پر اسواسطے بیان فرمایا کہ اسی سورتمین حضرت نوح علیہ السلام کے عرض احوال مین یہی مضمون بالکل مذکور ہے

سوا گے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی حکایت کیطور پر یہی قصہ نقل فرمایا ہے اگر یہان بھی یہہ قصہ مذکور ہوتا تو تکرار بیفائدہ لازم ہوتی اور یہہ بھی اشارہ کرنا منظور ہے کہ حضرات پیغمبر علیہم السلام حکم الہی کی فرمانبرداری مین ہرگز قصور نہین کرتے سوانہون نے بھی حکم الہی کے پہنچانے مین اور عذاب الہی سے خوف دلانے مین انتہا درجے کی کوشش کی ہوگی کچھہ ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے ہمارا فرمانا انکے واسطے کافی ہے اسبات کے بوجھہ لینے مین کہ یہ لوگ ہمارے حکم کو قرار واقعی بجا لاتے ہین حاصل کلام کا یہہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جو نصیحت کا حق تھا اسکو ادا کیا اور سمجھانے اور خوف دلانے کا کوئی مرتبہ باقی نرکھا آخر کو تھکے اور اپنی قوم کے ایمان لانے اور فرمانبردار ہونے سے مایوس ہوے اور اس خوف سے کہ دعوت کے مرتبو مین انکے قصور پر عمل نکیا جاوے عرض حال کے تقریب سے قَالَ رَبِّ کہا حضرت نوح علیہ السلام نے ای میرے پروردگار اِنِّیْ بے شک مین نے تیرے حکم کی فرمانبرداری مین اور اپنی قوم کو نصیحت کرنے مین حتی المقدور قصور نہین کیا اور آدمی کی طاقت بہر انکے سمجھانے مین کوشش کی اسواسطے کہ دَعَوْتُ قَوْمِیْ بلایا مین نے اپنی قوم کو بندگی اور پرہیزگاری اور فرمانبرداری اپنی کطرف جب کہ چپکے چپکے کانو مین سمجھا کر تاکہ انکو اپنے پہلے گناہو سے توبہ ہو غیر کی عبادت کرنے سے اور تیری عبادت نکرنے سے جو خوشہ مندگی انکو حاصل ہوی ہے اسکے سبب سے آپسمین ایک دوسرے کے سامنے نصیحت اور رسوا نہو وین اسواسطے نصیحت کرنیکے وقتو مین مقدم رکھا مین نے لَیْلًا رات کو اسواسطے کہ پوشیدہ بات انکو کہنا چاہیے اگرچہ رات سمجھانے اور ڈرانے کا وقت نہین ہے اور رات ہی کے سمجھانے پر کفایت نہین کی مین نے بلکہ وَنَهَارًا اور دنکو بھی سمجھاتا رہا مین اسواسطے کہ تنہائی کے وقت دنکو بھی بہت ہوتے ہین سو باوجود اسباتکے کہ دن اور رات ہمیشہ چپچپے انکو سمجھایا مین نے لیکن انکو کچھہ اثر نکیا بلکہ انکو اور بھی عبادت اور پرہیزگاری کے نام سے نفرت ہوگئی فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآئِیْ اِلَّا فِرَارًا پھر زیادہ نکیا بلانے میرے نے انکو تیری طرف مگر اور بھاگنے کو تیری طرف سے اور جسقدر مین نے انکو تیری طرف بلایا اُتنا اور تیری راہ سے پیچھے ہٹتے گئے یہان تک نوبت پونہچی کہ میری بات سُننے سے اور میری صورت دیکھنے سے

انکو نفرت ہو گئی وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ اور بے شک مین نے جسوقت بلایا انکو عبادت اور تقو
اور اپنی فرمانبرداری کی طرف سوا اپنے نفع کیواسطے نہین تاکہ انپر کچھہ مجھکو حکومت حاصل ہو اور مجھکو
اس نصیحت کرنے کی عوض مین اُنسے کچھہ ملے بلکہ انہی کے خاص نفع کیواسطے یعنی لِتَغْفِرَ لَهُمْ تاکہ بخش
دے تو اُنکے پچھلے گناہ اور اس سبب سے تیری رحمت کی لیاقت پیدا کرین اور تیرے قہر اور غضب سے
نجات پاوین جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ کرلین انگلیان اپنی اپنے کانو مین تاکہ میری نصیحت کی
آواز بھی انکے کانو مین نہ پہنچے وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور لپیٹے اپنے کپڑے اپنے اوپر تاکہ میری صورت
نہ دیکھین اور آواز بھی میری نہ سنین اور ایسا نہو کہ ہاتھہ کے ہلنے کیوقت کہین انگلی دہیلی ہوجاوے اور کوئی
بات میری انکے کانو مین پڑجاوے اور باوجود ایسی نفرت کے کبھی اُن گناہونکو جنمین گرفتار تھے چھوڑدیتے
تو کیا اچھی بات ہوتی کہ غضب اور قہر الہی تو تھوڑا اِنسے کم ہوجاتا لیکن انہون نے اسکا اُلٹا کیا اور
برائی مین اور بھی زیادتی کی وَاَصَرُّوْا اور اصرار اور ہٹ کی اُنہون نے گناہونپر وَاسْتَكْبَرُوا
اور تکبر کیا انہون نے میری فرمانبرداری سے انتہا درجیکا تکبر کرنا اور یے لوگ یہہ سمجھے کہ مین اپنا حکم انپر
چلایا چاہتا ہون اور انکی ریاست لیا چاہتا ہون اور اس حیلے سے انکو اپنا تابع کیا چاہتا ہون تاکہ اُسسے
کچھہ مجھکو فائدہ دنیاوی حاصل ہو دے اور یون سمجھے کہ یہہ جو چیے چیے مجھکو سمجھاتا ہے اسکا مطلب یہہ
کہ اس اپنی پوچ اور جھوٹی بات کو علیحدہ علیحدہ ہر ایک کو سمجھا کے اپنا فریفتہ کرلے اور اپنے جال مین پھانس
اور اپنی بات ہر ایک کے دلمین بٹھادے اسی سبب سے سب کے سامنے کہل کے کہہ نہین سکتا ہے تاکہ ہم
سب ملکے اسکی پوچ بات سے خبردار نہوجاوین اور سب کے سب مجمع مین اسکو الزام نہ دے دیوین سو
معلوم ہوا کہ یہہ شخص فریبی دغاباز ہے ہرگز خیرخواہ نہین ہے پھر جب مجھکو انکا مطلب معلوم ہوا کہ
میرے پوشیدہ سمجھانے سے یے لوگ بدگمان ہوتے ہین اور مجھسے زیادہ بھاگتے ہین تب نصیحت
کرنیکا دوسرا طور اختیار کیا مین نے ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا پھر بلایا مین نے انکو تیری عبادت کی
طرف برملا اور کھلے ہر ایک انکے مجمع اور مجلسون مین اور انکو کھلا کھلا الزام دیا مین نے اور اسبات کو
ثابت کیا مین نے کہ غیر اللہ کی عبادت دنیا مین حجاب کا اور عقبی مین عذاب کا سبب ہوگی اور حقیقی

عبادت جمال کے انوار حاصل ہونیکا اور اسکی مہربانی کا سبب پڑیگی تاکہ انکی بدگمانی دفع ہوجاوے
لیکن دیکھا مین نے کہ اس کہلی نصیحت نے ایک دوسری بدگمانی انکے دلونمین پیدا کی یعنی وے یہہ سمجھے
کہ ہمنے اسکے پوشیدہ کہنے کو جو نمانا تو اسکی عوض مین ہمکو سب کے سامنے الزام دیتا ہی اور ہماری
خفت اور فضیحتی چاہتا ہی چنانچہ عرب مین یہہ مثل مشہور ہے کہ اَلنُّصحُ بَینَ المَلَا تَقرِیعٌ یعنے نصیحت کرنا
سب کے سامنے رنج اور قلق مین ڈالنا ہی اور اس میرے کہلے نصیحت کرنیکو اپنی خیرخواہی نجانی آخر لاچار
ہوکے نصیحت کرنیکا تیسرا طریقہ اختیار کیا مین نے ثُمَّ اِنِّی اَعلَنتُ لَهُم وَاَسرَرتُ لَهُم اِسرَارًا
پہر تحقیق ظاہر کی مین نے انپر دعوت اور ثابت کیا اسکو عقلی دلیلون اور قطعی حجتون سے اور پوشیدہ
بہی کی مین نے انکو دعوت اور اسکو کشفی دلیلون اور وہبانی حجتونسے ثابت کیا لیکن ایک قسم کی پوشیدگی
سے یعنے عقلی دلیلونکے مثیل مین کشفی دلیلونکو بہی بیان کردیا اور فقط کشف پر اکتفا کیا مین نے اسواسطے کہ
ایسا نہو کہ اسکے سچ جاننے مین انکو تامل ہووے اسواسطے حقتعالی نے اسرت کے بعد اس مصدر کو جو
نوع پر دلالت کرتا ہی ذکر فرمایا اور اعلنت لہم اعلانا نفرمایا اسواسطے کہ یہان ہر طرح سے اعلان اور ظہور
پایا جاتا ہی اور وہان ایک وجہ سے پوشیدگی پائی جاتی ہی نہ دوسری وجہ سے سو ظاہر اور پوشیدہ
دونون طور سے سمجھایا مین نے تاکہ دونون بدگمانیان انکی دفع ہوجاوین یعنی ظاہر کیا انکی بدگمانی پوشیدہ
سے اور پوشیدہ بیان کرنیکی بدگمانی ظاہر کے بیانسے دور ہوجاوے لیکن دیکھا مین نے کہ تینون
طریقی سے دعوت کرنے مین کچہہ فائدہ نہوا اور خطابی اور عقلی اور کشفی تینون قسم کی دلیلونکے بیان
کرنے سے کچہہ حاصل نہوا اور انکے ظاہری احوال کو دیکھا مین نے کہ اس کفر اور گناہونکی شامت سے
چالیس برس ہوے کہ قحط جیسے مبتلا ہین کہیتیان اور باڑیان اور مال اور اسباب اور جانور انکے سب خراب اور ہلاک
ہوے ہین اور عورتین انکی بانجہ ہوگئین اور اولاد ہونا بند ہوگیا ہی اور چشمے اور نہرین انکی سب خشک
ہوگئین ہین تو اسوقت مین یہہ سوچا مین کہ اب یہ لوگ اس بلا مین گرفتار ہین اور جان سے تنگ ہین
ایسے وقت مین اس دنیاوی نعمتونکا لالچ دلاکے انکو راہ پر لایا چاہیے شاید اس دنیاوی نفع کو دیکھکر
میرا کہنا قبول کرلین اور راہ پر آجاوین پہر جب اس طریقہ کی بہتری اور خوبی انپر کہل جاویگی تو اسوقت انکی

نیت بہی خالص ہوجاویگی اور اپنے مطلب کو پہنچ جاوینگے اسبانگو اپنے دلمین سوچ کر دوسرا ڈہنگ ڈالا اور دعوت اور سمجہانے کا طریقہ دوسرے طور سے شروع کیا مین نے فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ پہر کہا مین نے کہ بخشش طلب کرو اپنے گناہونکی اپنے پروردگار سے اگر تمسے اسکی عبادت اور پرہیزگاری جیسی چاہئے سب شرطونکی رعایت سے نہین ہوسکتی اسواسطے کہ اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا بے شک وہ تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا گناہونکا ہی اور اگر سب گناہ اور برائیان تمہاری نہ بخشے گا تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ یہہ جو تم اپنے گناہون کے وبال سے اس بلا مین گرفتار ہو سو اس دنیا کی بلاؤنسے تو نجات پاؤگے يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا بہیجے گا بدلی کو تم پر برسنی ہوئی نہ اسطور کی جیسے خشک بدلی اب قحط کے دنونمین آتی ہی اور تمکو جہوٹہی طمع دلاکے اور حسرت اور افسوس مین گرفتار کرتی ہی وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ اور مدد کریگا تمہارے مالونکی بہتات سے یعنی کہیتون اور چراگاہون اور جانورون اور انکی نسل اور دودہ اور گہی کی پیدایش کی زیادتی سے وَبَنِينَ اور مددگاری کریگا بیٹونسے یعنے اُن رطوبتونسے جو حیض کے استحالہ کیواسطے مستعد ہوین اور اب تمہاری عورتونکے بدنونسے خشک ہوگئی ہین بچے کے قابل نہین رہین جسطرح برساتکا پانی قحط اور یبوست کے غلبے سے خشک ہوگیا ہی اور تمہاری منی بہی خشک ہوگئی ہی وہ بہی نطفہ ہونیکے قابل نہین رہی اور جب تمام عالم مین رطوبت پہیلے گی تو وہ رطوبت بہی تمہارے اور تمہاری عورتون کے بدنونمین پہراویگی اور یہہ برسونسے یبوست جو تمہارے مزاج پر چہاگئی ہی اسکے ساتہہ وہ رطوبت ملکے اعتدال پر پہنچاویگی اور یہہ اعتدال کا پایا جانا اولاد نرینہ پیدا ہونیکا سبب پڑیگا نہ بیٹیونکا اسواسطے کہ لڑکیکی پیدایش کیواسطے رطوبت کی کثرت چاہئے اسواسطے کہ عورتونکا مزاج بہت مرطوب ہوتا ہے وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ اور کردیگا تمہارے واسطے باڑیان پانی کی کثرت اور چشمے اور کنوؤن کے جاری ہونے سے وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا اور کردیگا تمہارے واسطے نہرین جاری برسات اور اور زمین کے پانی ملنے کے سبب سے اور پہاڑونمین پانی جمع ہونے اور آہستہ آہستہ نشیب مین اور خشک ندیونمین جاری ہونیکے سبب سے یہان پر پوچہا چاہئے کہ اس آیت کا مضمون اسباب پر

دلالت کرتا ہی کہ گناہونکی شامت سے بہی کبہی قحط پڑتا ہی اور مال اور اولاد کی ہلاکی اور کہیت اور باغونکی خرابی اور بربادی مین لوگ مبتلا ہوتے ہین اور استغفار کرنا یعنی مغفرت طلب کرنا اسکے واسطے بہت مفید ہی اسیواسطے شریعت مین صلوۃ الاستغفار مقرر فرمائی ہی اور استغفار کا اسمین حکم فرمایا ہی چنانچہ شعبی رحمہ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ایکدفعہ قحط پڑا سب صحابہ کو لیکر آپ استسقے کیواسطے گئے اور منبر پر چڑہے تاکہ دعا کرین اور پانی حقتعالی کی درگاہ سے مانگین لیکن منبر پر جاکر سواے استغفار کے کچہہ بہی نہ کہا اور منبر سے اوتر آئے اور مکان کو چلے جب مکان پر پہنچے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بارانکے طلب کی دعا تو آپنے نکی آپنے کہا کہ مین نے پڑے عمدہ اور قوی سبب سے بارانکو طلب کیا ہی اور یہی آیت آپنے پڑہی راوی کہتے ہین کہ پہر پانی اتنا برسا کہ قحط بالکل دور ہوگیا اور ربیع بن صبیح حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص اُنکے پاس آیا اور قحط کا شکوہ کیا اُنہون نے اُسے کہا کہ استغفار کیا کر پہر دوسرا شخص آیا اُسنے اپنے فقر اور افلاس کا کچہہ گلا کیا اسکو بہی یہی فرمایا کہ استغفار کیا کر پہر تیسرا شخص آیا اور کہا کہ میرے لڑکا نہین ہوتا ہی آپ دعا کیجئے کہ حقتعالی مجہکو لڑکا عنایت کرے آپ نے اسکو بہی فرمایا کہ استغفار کیا کر پہر چوتہا ایک شخص آیا اور اُسنے اپنی کہیتی اور باڑی کے حاصل کی نیکاکی کی آسمین کچہہ پیدا نہین ہوتا آپ نے اسکو بہی استغفار کرنے کی نصیحت کی آپکی مجلس کے لوگون نے پوچہا کہ آپنے ان چارونکو ایک ہی امر کی نصیحت کی حالانکہ ہر ایک کا مطلب جدا جدا تہا آپ نے فرمایا کہ مین نے کچہہ اپنی طرف سے یہہ نہین کہا بلکہ حقتعالی نے خود قرآن شریف مین فرمایا ہی کہ ان چارون آفتونکا دفعیہ استغفار ہی اور اس آیت کو آپ نے پڑہا اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ اسی آیت کی دلیل سے کہتے ہین کہ استسقا حقیقت مین دعا اور استغفار کرنا ہی نماز اور خطبہ اور دوسرے اسکے لوازمات کچہہ ضروری نہین یعنی اگر ہون تو بہتر ہی اور نہین تو کچہہ ہرج نہین اصل مقصود اسمین دعا اور استغفار سی ہی حاصل ہوتا ہی مالکم کیا ہوا ہی تمکو جو حقتعالی کی عبادت سے انکار کرتے اور بڑے بیقرار ہی مین قصور اور اسکے رسول کی فرمانبرداری سے تکبر اور غرور کرتے ہو شاید کہ لا ترجون للہ وقارا

امید نہین رکھتے ہو خدا کیواسطے عظمت اور بزرگی کی کہ اُس عظمت اور بزرگی کے سبب سے اپنے تابعدارون
اور فرمانبردارونکو نقصان اور زیانسے بچاکر ترقی کے کمال کو پہنچاویگا اور طبیعت کی تاریکی سے نکال کر
قدس کے انوار وونسے مشرف کریگا اسواسطے کہ جو شخص کسی کی تعظیم اور بزرگی سے انکار کرتا
ہے تو اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ اسکو آپ سے بڑا نہین جانتا تاکہ اُس بڑائی کے سبب سے اسکو اپنے سے بڑا
سمجھے تو ایسے شخص کی تعظیم کرنا اور نکرنا دونون برابر ہے اور اسکی فرمانبرداری اور نافرمانی یکسان ہے سو تعقعالی
کی جناب مین ایسا وہم کرنا باطل اور غلط ہے عقل کے نزدیک یہی بدون فکر اور تامل کرنیکے اسواسطے کہ اگر
اسکی اس عظمت کو جو تمام عالم مین جلوہ گر ہے نہین دیکھہ سکتے ہو تو اپنی ذات ہی مین دیکھو اور اپنی پیدایش
مین نظر اور غور کرو وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا اور بے شک پیدا کیا ہے تمکو بہانت بہانت کا اور ہر رنگ
پہلے رنگ سے بہتر اور خوب ہے اور ہر دوسرا طور تمہاری ترقی کا سبب بڑنا ہے پہلے کی سبب سے
چنانچہ پہلے عناصر تھے پھر غذا کو اُسمین ترکیب دیکر تمہاری اصل درست کی پھر اُسے نطفے کو بنایا پھر اسکو
خون بندھا گیا پھر اُسکو بندھی بوٹی گوشت کی کی پھر اسمین بعضے کو ہڈی اور بعضے کو نرم گوشت بنایا
اور یے سات طور بدنمین روح آنے کے پہلے ہوتے ہین پھر جب نفخ روح کیا تو تم بچے ہوکے ماں کے پیٹ مین مقید
ہوے ہلنا ڈلنا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانا ماتہہ پانو نسے اپنی خواہش کے موافق کچھہ کام کرنا یا انکھہ
دیکھنا کان سے سُنا کچھہ بھی تمسے ہو نسکتا تھا پھر اس قید خانے سے تمکو خلاصی دی اور ماں کے پیٹ سے
صحیح سالم باہر نکالا اور ماں کے دودھ کی لذت تمکو ملی اور اسکی کودمین پلنے لگے اور دودھ پیتے بچے کہلا اور کچھہ
ہلنے ڈلنے دیکھنے سُننے کی طاقت تمکو عنایت ہوئی پھر چلنے پھرنیوالے بچے ہوے تم اور چلنے پھرنے سے سیر
تماشے کی لذت تمکو ملی لیکن اپنے ہی گھر اور کوچے مین پھر نوجوان ہوئے اور بازار اور باغ اور دریا اور محلونکی
سیر اور دیکھنا لوگونکا اور سُنا خوش آوازونکا تمکو عنایت ہوا پھر جوانی کے کمال کو پہنچے اور دور دراز
سفر کے مال کمانا شروع کیا تمنے پھر متوسط عمر کو پہنچے اور عقل اور تجربہ اور تدبیر مین کمال کو پہنچکے بڑا مرتبہ اور نام
حاصل کیا تمنے پھر تمکو بڈھے پن کیطرف پھیرا تاکہ آخر تک سفر کیواسطے مستعد اور تیار ہو جاؤ اور قوت ہوی
اور غصے کے مضمحل اور کمزور ہونیکے سبب سے حقتعالی کی راہ چلنے کے موانع تمسے دور ہو جاوین اور اس عالم

آخرت کی ترقی کے اسباب کچھہ حاصل کرو اور یہ بھی سات طور ہوئے دنیا مین زندگی پانے کیوقت سے آخر وقت تک اور اگر اپنے بدن اور اعضا مین اور جو جو کلمتین کہ انمین سپرد کی گئین اور چھپائی گئین مین غور کرو اور دیکھو تو ظاہری رکن تمہارے بدن کے بھی سات طور کو شامل ہین جیسے کہال کہ زینت اور محافظت کیواسطے ہی اور گوشت قوت اور گرمی کیواسطے ہی اور پٹھے ہلنے ڈلنے کیواسطے ہین اور رگین اور انتین غذا کے پہنچانے کیواسطے مقرر ہین اور شریانین کی رگین روحونکے در آنے کیواسطے مقرر ہین اور ہڈیان ستون یعنے تمہونکے قایم مقام ہین اور روحین قوتون کی حامل اور زندگی کی سواری ہین اور اسمین ہر طور اپنی سفلانی طور سے نفیس اور شریف ہی اور پوشیدگی کے عالم مین بھی جیسے رکن تمہارے سات طرح پر واقع ہوے ہین پہلے قوی اور دوسرے نفس اور تیسرے عقل اور چوتھے سر اور پانچوین روح اور چھٹین خفی اور ساتوین اخفی یعنی بہت خفی جو غیب الغیوب اور عین جمع تمہاری ذات کی ہی اور اسمین بھی ہر طور سفلانی طور سے بہتر اور اعلی ہی پھر باوجود ان چیزونکے تمکو کیا ہوا ہی جو غیب کو ظاہر پر اور معقول کو محسوس اور آیندہ کو گذشتہ پر قیاس نہین کرتے ہو اور افاق کو نفس کے ساتھہ مطابقت نہین دیتے ہو الم تر کیف خلق اللہ سبع سمٰوٰت طباقا کیا نہین دیکھتے ہو کہ کسطرح پیدا کئے حقتعالی نے سات آسمان طبقے طبقے یعنے ایک کے اوپر ایک اور ہر طبقہ موٹائی اور بلندی اور کشادگی اور بڑائی مین اپنے نیچے کے طبقہ سے زیادہ ہی اور آسمانونکا سات ہونا اور ہر آسمانکا اپنے نیچے والے آسمان سے زیادہ ہونا اسطرف دیکھنے سے بوجھا جاتا ہی اسواسطے کہ سات حرکتین مختلف سات ستارونکی ظاہر دیکھی جاتی ہین اور ہر ستارہ کا حاجب اور کاشف دوسرا ستارہ دیکھا جاتا ہی سو عقل سے صراحتہً یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ ساتون ستارے ایک آسمان پر نہین ہین بلکہ ہر ایک جدے جدے آسمان پر ہین اور انکی حرکتین جو دوری دیکھی جاتی ہین تو اس سبب سے بوجھا جاتا ہی کہ ہر ایک آسمان کرے کی شکل ہی یعنے گول ہی اور دوسرے آسمانکو جو اسکے نیچے ہی گھیرے ہوے ہی اور اگر ایسا نہوتا تو ستارہ کی حرکت زمین کے نیچے کسی طرح سے نہو سکتی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو چیز کسی دوسری چیز کو گھیرے ہوتی ہی تو گھیرنیوالی زیادہ ہوتی ہی گھیری گئی سے اسسے یہہ بات ثابت ہوی کہ ہر نیچے کے آسمان سے اسکے اوپر کا آسمان

ہوا ہی وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا اور کر دیا ہی چاند کو ان ساتو آسمانونکے درمیانمین روشنی کا سبب کامل
جو دوسرے ستارونکی روشنی سے بہت زیادہ ہی گویا کہ اسکی روشنی کے مقابلہ مین دوسرے ستارونکی
روشنی نہی ہی تاکہ یہہ دلیل ہو اسبات پر کہ ظلمانی عالم مین نور کا فیض پہنچانا ممکن ہی وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا
اور کر دیا ہی سورج کو ایک چراغ چمکتا ہوا اسطور کا کہ چاند کی روشنی حقیقت مین اسی چراغ سے ہی بطور سے
کہ صیقل کئے ہوے لوہے کے تختے پر چراغ کی روشنی پڑکر اُس تختے کو چمکا دیتی ہی تاکہ تم لوگ اسبات کو پہچانو
کہ عالم نور مین بھی ایک ایسی ذات درکار ہی جو فیاض کے مبدء سے فائض اور مستفید ہووے اور اسکے سبب
سے جو استعداد اور لیاقت اُسکی رکھتے ہین مستفیض اور منور ہووین اور اپنی ترقی کا احوال پیغمبرونکی ترقی کی نسبت
سے اسیطور پر قیاس کر لو اور یہہ بھی جان لو کہ علم اور عمل مین شریعت کی پیروی کے سبب سے ظلمت اور تاریکی
دور ہوتی ہی اور نور اور روشنی کیطرف ترقی حاصل ہوتی ہی چنانچہ پیدایش کیطور ونمین ترقی کا حصول جیسے
بچپن سے جوانی کو اور جوانی سے بڑہاپے کو پہنچا حکمت اور قدرت مین طبیعت کی تابعدار یسے ہوتا ہی اور اگر
عالم علوی کے ترقیات کے درجے اپنی نظر کے قصور کے سبب سے یعنے پست ہمتی سے تم دریافت نہین کر سکتے ہو تو
عالم سفلی کے یعنی دنیا کی ترقیات اور بڑہتی مین نظر کرو اور دیکھو وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ اور اللہ تعالی
اُگایا ہی تمکو زمین سے اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو تمہارے سب کے باپ ہین انکو زمین سے پیدا کیا
پہر انکی اولاد مین نطفہ کو ولادت کا بیج ٹہرایا اور نطفہ کو غذا سے پیدا کیا اور غذا نباتی ہی یا حیوانی اور یے
دونون چیزین زمین سے پیدا ہوتی ہین بعضی بلا واسطہ اور بعضی بے واسطہ سو تمکو ہرچند کہ زمین سے بلا واسطے
نہین پیدا کیا تاکہ یون کہا جاوے کہ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ إِنْبَاتًا ولیکن تمہاری پیدایش کا سلسلہ آخر
کو زمین تک پہنچتا ہی تو کہہ سکتے ہین کہ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَنَبَتُّمْ یعنے پیدا کیا تمکو زمین سے پہر پیدا ہوے تم
نَبَاتًا پیدا ہونا اسواسطے کہ اصل قریب تمہاری جو نطفہ ہی سو وہ زمین سے پیدا ہوتا ہی لیکن ایک واسطے
سے اور اصل بعید تمہاری یعنی پہلی حضرت آدم علیہ السلام مین جو بے واسطے زمین سے پیدا ہوے مین اور جتنے
دنیا کے جسم ہین ان سب سے ذلیل اور خوار زمین کا جسم ہی اسواسطے کہ جو چلنے والا ہی وُہ اسکو روندتا
اور باوجود اس ذلت کے جو تمہاری اصل مین پائی جاتی ہی پہر تمکو ایسا عزت والا پیدا کیا کہ دنیا مین ظاہری

عزت اور بزرگی سے نوازا یعنے غنی اور حاکم اور بادشاہ کیا اور دین مین نبوت اور رسالت اور امامت
اور خلافت اور قطبیت اور ارشاد اور ولایت کی بزرگیون سے عزیز اور سرفراز کیا ثُمَّ یُعِیْدُکُمْ فِیْهَا
پھر پھیر یگا تمکو اسی زمین مین باوجود اس تمہاری بزرگی کے جو تمنے حاصل کی ہے تاکہ تمہاری بزرگی کے
سبب سے زمین بھی قدر اور منزلت پیدا کرے اور تمہارے بزرگونکی قبرین متبرک اور زیارت گاہ عام
اور خاص لوگونکی ہون وَیُخْرِجُکُمْ اِخْرَاجًا اور نکالے گا تمکو زمین سے دوسری بار نکالنا سوا
اس نکالنے کے جو نطفے سے تمکو نکالا تھا اور اس دوسری بار کے نکالنے مین زمین کے جزو نکو تمہارے
وجود مین بہت ترقی اور عظمت حاصل ہوگی جو کسی کے وہم اور خیال مین نہین آسکتی ہے اور اس بڑی
بزرگی حاصل ہونیکے سبب سے تمہارا جسم اس مالک الملک کے مشاہدے اور دیدار کی لیاقت پیدا کریگا
اور اسکی ہمیشگی کی حضوری اور ہمسائگی سے مشرف ہوگا اور اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہوگیا کہ
یُخْرِجُکُمْ کی تاکید مصدر سے کرنے کی یہہ وجہ ہے اور نَبَاتًا کی اعادۃً سے تاکید نکرنیکی یہہ وجہ ہے اور یہہ بھی معلوم
ہوا کہ اَنْبَتَکُمْ کی تاکید اِنْبَاتًا سے نکرنا بلکہ نَبَاتًا سے کرنیکی وجہ یہہ ہے اسواسطے کہ اعادی فقط ایک ہی
قسم ہے اور اخراج کی دو قسمین ہین ایک تو اخراج ابتدائی ہے جیسے آدمی کے نطفے سے پیدا کرنا اور دوسرا اخراج
ابداع کے بعد یعنے مارنیکے بعد پھر جلا کر نکالنا سوا ابتدائی اخراج سے احتراز کیواسطے مصدر نوعی سے تاکید لانا ضرور ہوا
اور اَنْبَتَکُمْ نَبَاتًا فرمایا اور اگر اَنْبَتَکُمْ اِنْبَاتًا ارشاد ہوتا تو معلوم ہوتا کہ حقتعالی نے آدمی کو زمین سے بدون
کسی واسطے کے اگایا ہے اسواسطے کہ فعل کی تاکید مصدر سے اسواسطے لاتے ہین کہ مجاز کا وہم جاتا رہے
اور اسناد حقیقی کا ثبوت پایا جاوے اور یہان اسناد مجازی ہی منظور ہے اسواسطے کہ آدمی کو
زمین سے اصل اور نطفے کیواسطے سے پیدا کیا ہے یعنے زمین سے انکی اصل اور نطفے کو پیدا کیا اور نطفے
کی طبیعت کی خواہش سے اور باپکی شہوت کے تقاضے سے یے لوگ پیدا ہوئے ہین اور اگر تمہارے
خاطر مین یہہ شبہہ گذرے کہ یہہ جتنے عالم علوی اور عالم سفلی کی ترقیات ہے ایک جنس کی جتنی
قسمین ہین سبکو شامل ہے اور تم عبادت اور تقوی اور اطاعت کے مرتبون کے موافق خاص
ترقیونکا ہمسے وعدہ کرتے ہو تو اسکے جواب مین ہم تمسے کہتے ہین کہ اس خاص ترقیونکے بھی گواہ

اور شاید اس عالم سفلی مین جو قریب تمہارے ہی موجود ہی وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور اللہ تعالی نے کو دیا ہی تمہارے واسطے زمین کو فرش جسپر کہاتے پیتے بیٹہتے اُٹہتے سیر کرتے ہو لِتَسْلُکُوْا مِنْہَا سُبُلًا فِجَاجًا تاکہ چلو اس زمین سے بہت لمبی چوڑی راہین سو باجود اس بات کے کہ تمام زمین ایک فرش کے طور پر ہی لیکن بعضونکو مشرق کیطرف اور بعضونکو مغرب کیطرف اور بعضونکو پہاڑونکی طرف اور بعضونکو بستیونکی طرف اور بعضونکو جنگلونکی طرف ہم راہ چلاتے ہین اور ہر طرف مین ان چلنے والونکو اپنے مطلب کی ایک بات حاصل ہوتی ہی اور اس سبب سے ہر ایک کو ترقی اور مرتبہ حاصل ہوتا ہی یہان پر جانا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ابتدا نصیحت سے یعنے وما لکم لا ترجون للہ وقارا سے یہان تک چار مرتبے اپنے معبود کا نام پاک ظاہر کرکے لیا ضمیر اور اشارے پر کفایت نکی اگرچہ اشارہ بہی اسجگہہ پر کافی تہا لیکن اپنی زبانکو مشرف کرنا اور لذت حاصل کرنا اُس نام پاک سے منظور تہا اسواسطے اشارے پر کفایت نکی اور اسبات پر خبردار کرنا بہی منظور تہا کہ ابتدا سے انتہا تک اور عرش معلی سے فرش تک اور اعلی سے اخلاق تک یعنے اعلی سے ادنی تک تمام مخلوق کو ترقی بخشنے والی اور ادنی سے اعلی مرتبے کو پہنچانیوالی وہی ایک ذات پاک ہی اور وہ ذات پاک اسطرح کی عظمت اور قدرت رکہتی ہی کہ کوئی چیز جہانمین عالم کی قسمونسے جن ہون یا فرشتے یا انسان عشر عشیر اس بزرگی کا نہین رکہتی پہر ایسی ذات پاک کی عبادت اور فرمانبرداریسے مونہہ موڑنا اور انکار کرنا پرلے درجیکی خرابی اور نقصان ہی اور ان دلیلونکی ترتیب مین اور ان گواہیونکے مقدم موخر لانے مین ایک نکتے باریک کی رعایت منظور ہی اور وہ یہہ ہی کہ جب آدمیکو منظور ہو کہ کسی کی عظمت اور بزرگی دریافت کرے تو اسکو چاہئے کہ پہلے اپنے احوال کو غور اور تامل سے دیکہے کہ اُسکی بزرگی کے آثار مجہہ مین کیا کیا پائے جاتے ہین چنانچہ قد خلقکم اطوارا سے اسی نظر کرنے کیطرف اشارہ ہی پہر اسکے بعد جسکی بزرگی کا یہہ خود قایل اور معتقد ہی اسمین نظر کرے اور دیکہے کہ اُس عظیم الشان بزرگیونکے آثار اس بزرگ چیز مین کیا کیا پائی جاتے ہین چنانچہ اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْہِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اس نظر کیطرف اشارہ ہی اسواسطے کہ عظمت اور بزرگی اور بلندی اور روشنی اور چمک آسمان اور چاند اور سورج کی ہر ایک چہوٹے بڑیکو معلوم ہے

پہرا سکے بعد اپنی اصل اور اپنے خاندان مین تامل کرے اور دیکھے کہ اس عظیم الشانکی بزرگیونکے آثار اپنے باپ دادونپر اور اپنے بزرگونپر کیا کیا پائے جاتے ہین چنانچہ وَاللّٰہُ اَنْبَتَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا اس نظر کی طرف اشارہ ہی پہرا سکے بعد اپنے دوسرے متعلقات اور حاجتونمین نظر کرے چنانچہ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اس نظر کیطرف اشارہ ہی اور جب حضرت نوح علیہ السلام دعوت کے ان مرتبونکے طے کرنیکے بعد اور انتہا مرتبے کے سمجہانیکے بعد اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوے تب درگاہ الہی مین انکی ہلاکی کیواسطے دعا کی اور اس دعا کے پہلے جو حالت یاس اور ناامیدکی اپنی قوم کی صلاحیت سے انکو حاصل ہوی تہی اسکو اسطور سے حقتعالی کی جناب مین عرض کیا قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّہُمْ عَصَوْنِیْ کہا نوح نے ای رب میرے بے شک ان لوگونے نافرمانی کی میری اسقدر کہ اب ہرگز انسے اطاعت کی اُمید باقی نرہی اسواسطے کہ باوجود نافرمانی کے اگر یے لوگ میرے مخالفونسے نکلتے اور انکی تابعداری نکرتے تو البتہ اُمید تہی کہ شاید نصیحت قبول کرین اور صلاحیت پر آوین اور آہستہ آہستہ فرمانبردار میرے ہوجاوین لیکن یے سب میرے مخالفون سے جا ملے وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ اِلَّا خَسَارًا اور تابعدار ہوے ایسے کے جسکے مال اور اولاد نے زیادہ نکیا مگر نقصان اسواسطے کہ مال کے جمع کرنے کی محبت مین اور اولاد کی کثرت کی خواہش مین اسقدر محو اور مستغرق ہوے کہ اپنے پروردگار کی یاد سے اور آخرت کے سفر کے سامان کی درستی سے غافل ہوگئے اور اپنی عمر کو جو نہایت عمدہ چیز ہی خسیس کام مین یعنے مال کے جمع کرنے اور بچہ کشی مین برباد کیا سو پہلی بات یہہ ہی کہ تونگرونکی اور بہت بچہ والونکی پیروی کرنا اور انہی چیزونکی تلاش مین رہنا میرے طریقے کی مخالفت پر کمر باندہنا ہی اور دوسری بات یہہ ہی کہ مال اور اولاد کی کثرت کو تابعدار لگا سب گردانتا میری تابعداری کی انکار کرنا ہی اسواسطے کہ مین بلکہ تمام پیغمبر اولاد اور مال کی کثرت کی خواہش نہین رکہتے بلکہ اسسے احتراز رکہتے ہین اور تیسری بات یہہ ہی کہ مال اور اولاد والونسے جنکو ان لوگونکی تابعداری انہون نے اختیار کی ہی جو لوگ اپنے مال اور اولاد کی کثرت پر مغرور ہوکے اپنی آخرت کو بہول گئے ہین کاش اُن مالدارون اور اولاد والونکی پیروی کرتے جو اپنے مال اور اولاد کی کثرت سے آخرت کی بہتری کو حاصل کرتے ہین تو بہی کچہہ مضائقہ نتہا اسواسطے کہ اس

صورت مین اگرچہ مالدار و اور اولاد والونکی پیروی مین انکو بھی مال کے جمع کرنے اور کثرت سے اولاد ہونیکی محبت ہوتی اور یہہ محبت حقتعالی کی راہ سے انکو دور کرتی لیکن جب وہ مال جمع کیا ہوا اور اولاد پالی ہوی اللہ تعالی کی رضامندی مین صرف کرتے اور اُسکو آخرت کے ثواب کا وسیلہ گردانتے تو یہی حقتعالی کی راہ کے نزدیک ہوجاتے اور انجام انکا اچھا ہوتا اگرچہ ابتدا انکی اچھی نہتھی وَاِنَّمَا الْعِبْرَةُ بِالْخَوَاتِيْمِ یعنے اعتبار اچھائی اور بُرائی کا خاتمے پر ہی اور میرے مخالفونکی تابعداری کے سوائے میرے طریقے کے مٹانے مین انتہا درجیکی کوشش کرتے ہین اگر فقط میری نافرمانی اور میرے مخالفونکی فرمانبرداری ہی انمین ہوتی تو یہی انکے صلاحیت پر آنیکی توقع باقی رہتی سو یہہ بات نہین ہے بلکہ اِنہون نے اس نیک طریقے کو بُرا کرکے ظاہر کرنے کے واسطے ایک ایسی بات ٹہرائی ہے کہ عوام لوگ انکے فریب مین پہنس جاوین اور وہ بُرائی انپر ظاہر نہووے وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا اور فریب کیا ہے ان لوگون نے ایسا فریب کہ اُسسے زیادہ فریب ہو نہین سکتا اسواسطے کہ پیغمبرونکے مقابلے مین اُنکے دین کی انکار کیواسطے کافر اور منکر جو جو مکر اور فریب کرتے ہین وے تین قسم کے ہوتے ہین اوّل قسم یہہ ہے کہ رسولونکی رسالت مین اور انکے رسالت کے مستحق ہونے مین شبہہ نکالتے ہین جیسا کہ معظمہ کے کافر اور دوسرے کفار کیا کرتے تہے چنانچہ کہتے تہے کہ اگر یہہ رسول ہوتا تو کہاتا پیتا نہین اور بازار مین نہیں پہرتا اور فقر نہوتا اور دوسری بہت سی باتین واہیات کیا کرتے تہے لیکن یہہ مکر انکا سہل ہے اور اسکا دفعیہ بہت آسان ہے کہ بڑے بڑے معجزے دیکہلاکر رسالت ثابت ہوسکتی ہے اور دوسری قسم کافرونکے مکر کی یہہ ہے کہ حقتعالی کی ربوبیت مین کہ حضرات پیغمبر اپنی تئین اسی طرف منسوب کرتے ہین اور اسکا بہیجا ہوا اپنی تئین کہتے ہین شبہہ نکالین اور اپنی تئین خود مختار ظاہر کرین اور اپنے حقتعالی کیطرف محتاج ہونیکو پوشیدہ کرین اور اسکے حکمونکو اپنے ذمہ سے ساقط کرین جسطرح فرعون کرتا تہا کہ کبہی کہتا تہا وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے کیا چیز ہے پروردگار عالم کا اور کبہی کہتا تہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى یعنے مین ہون تمہارا رب سب سے بڑا اور کبہی کہتا تہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ یعنی نہین جانتا ہون مین واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اپنے سو یہہ مکر پہلے مکر سے بہی آسان ہے اسواسطے کہ حقتعالی کی ربوبیت

کی دلیلین رسولونکی رسالت کے ثبوت کی دلیلون سے زیادہ تر ظاہر اور کھلی ہوین ہین اور جسکو تھوڑی
بہی عقل اور دانائی سے حصہ ملا ہی وہ حقتعالی کے رب ہونیکا انکار نہین کر سکتا ہی اور تیسری قسم
یہہ ہی کہ حقتعالی کی ربوبیت کا بہی ظاہر ہین قایل ہوا اور رسول کی رسالت کا بہی لیکن اسکے ساتہہ اسکا
اعتقاد یہہ ہو کہ رسولونکا علم عوام لوگونکے رغبت اور خوف دلانے کیواسطے ہی اور کمینے اور کم عقلون کے
سمجہانے کیواسطے اور ان لوگونکو راہ پر لانا اور انکی برائیونکو چہوڑوانا مناسب اور بہتر ہی لیکن دانا
اور باریک بین جو ہر چیز کی حقیقت سے کماحقہ واقف ہین انکو پیغمبرونکی نصیحت کی کچہہ احتیاج نہین ہے
اور وے لوگ خطابات اور احکام سے مخاطب اور محکوم بہی نہین ہین جو علم نصیحت اور پند کار رسول
رکہتے ہین اُسسے ان لولونکا مرتبہ بڑہ کے ہی اور ربوبیت کی حقیقت کو اور رسالت کی حقیقت کو جسقدر
یہ لوگ جانتے بوجہتے ہین رسول اُتنا نہین بوجہہ سکتے اسواسطے کہ رسولونکی نظر ظاہر اور سرسری
ہی اور ان باریک بینونکی نظر بہت دور اور تہہ کو پہنچتی ہی سو اس قسم کا کفر بہت سخت اور دشوار
دوسرے کفرونسے اور یہہ مگر بہت بڑا اور قوی ہی دوسرے مکروفسے اور اسکا علاج بہت مشکل ہے
چنانچہ اکثر فلسفی طریق والے اور یونانی حکما اسی بلا مین گرفتار ہین اور اسی قسم کے وہمونمین مبتلا ہین
اور اس مرض کا دفع ہونا بہت مشکل ہی اور سورہ مومن مین انہی لوگونکا حال مذکور ہی چنانچہ حقتعالی
فرماتا ہی فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم
مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ یعنے جب آئے انکے پاس رسول انکے کہلی نشانیان لیکر تو وے
پرچہا اپنی بوجہہ پر اور گہیر لیا انکو اس چیز نے جسکی مسخری کرتے تہے اور وہ جو مشہور ہی کہ یونان
کے لوگونمین سے ایک شخص نے اپنے وقت کے رسول کی نصیحت کے جواب مین کہا تہا کہ نَحْنُ
النَّاسُ مُهَذَّبُونَ لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى مَنْ يُهَذِّبُنَا یعنی ہم لوگ خود مہذب اور راستہ
ہین ہمکو کچہہ احتیاج کسی ہادی اور ناصح کی نہین ہی سو یہہ کلام بہی اسی قسم مین سے ہی حاصل کلام کیا
کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خالص حقتعالی کی عبادت اور شرک سے احتراز کرنے کا جو حکم کیا
تو ان لوگون نے اُنکے جواب مین اسطرح کا کلام فریب آمیز کیا کہ ہم لوگ حقتعالی کی عبادت پر قایم ہین

بلکہ جسسے بھی زیادہ ہم مضبوط ہین اسواسطے کہ ہم لوگ اُن مظاہر کاملہ کو عبادت کرتے ہین کہ جنہین خدا نے
اپنی صفت الوہیت سے درآیا ہی اور انکو اپنا مظہر خاص کیا ہی اور تم ہمکو تنزیہ کے مرتبے کی عبادت
کرنے کو حکم کرتے ہو اور اس مرتبے کی تعریف مین ایسی صفتین بیان کرتے ہو جنکے سبب سے وہ
مرتبہ موہوم محض ہوا جاتا ہی تو گویا تم ہمکو حقتعالی کی عبادت سے پہرا کر ایک موہوم امر کی عبادت کا
حکم کرتے ہو تو ظاہر ہین تم اپنی تئین داعی الی اللہ کہتے ہو اور حقیقت مین حقتعالی کی عبادت سے منع کرتے
اور اس تقریر فریب آمیز کو اپنے نابعداروں اور احمقون سے بیان کیا کرتے تھے اور سچی بات کو
اس فریب کی تقریر سے جھوٹھی کر کے انکے دلونمین جاوی دیتے تھے وَقَالُوْا اور کہا میرے قوم نے اپنے
نابعداروں اور کم عمرون سے کہ اگر تمکو حقتعالی کی عبادت کرنا منظور ہی تو لَا تَذَرُنَّ ہرگز
نچھوڑنا اُسکے مظاہر کی عبادتکو اسواسطے کہ اُن مظاہر ونمین اُسنے خود الوہیت سے ظہور فرمایا ہے
اور اسی سبب سے یعنے الوہیت سے اُن مظاہرون مین ظہور فرمانیکے سبب سے وے مظاہر ہوے ہین
اٰلِهَتَكُمْ اپنے معبودونکو سو اگر تمنے ان مظاہرونکی عبادت کو چھوڑا تو ظاہر کی عبادتکو چھوڑا اور
اُن مظاہرونمین خدا ظاہر ہی تو گویا خدا کی عبادتکو چھوڑ دیا تمنے اور حقیقت اس فریب کی یہہ ہی کہ
مظاہر کی الوہیت اُسوقت ثابت ہووے کہ الوہیت کا مرتبہ انمین ظاہر ہووے اور اس الوہیت کے
مرتبے کو واجب الوجود ہونا شرط ہی اسواسطے کہ بغیر واجب الوجود ہونیکے کوئی صفت انتہا درجیکے
کمال کو قبول نہین کر سکتی اور بدون ایسے کمال کے انتہا درجیکی تعظیم کا مستحق ہونا متصور نہین ہی اور
معبود کو معبود ہونا اور انتہا درجیکی تعظیم کا مستحق ہونا ضروری ہی اور جتنے حادث اور ممکن ہین انمین
وجود کا واجب ہونا ممکن نہین ہی ہان اِن مظاہرونمین حقکا ظہور صرف وجود سے البتہ مسلم الثبوت ہے
یعنی سب اسکے قایل ہین لیکن وجود محض بدون قید وجوب کے عام ہی اور سب موجودات کو شامل ہے
لیکن اس ظہور کے سبب سے بعضے موجودات دوسرے موجودات کے معبود ہونیکے مستحق نہین ہو سکتے ہین
والا ترجیح بلا مرجح لازم آوے یا عابد کا معبود ہونا اور معبود کا عابد ہونا لازم آوے اور یے دونون
چیزین محال اور ممتنع ہین ہرگز ہو نہین سکتین اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ مظاہر کا معبود ہونا کسیطرح

ہو نہین سکتا لیکن ان مکارون نے اپنے تابعدارونسے یون کہا تہا کہ وَلَا تَذَرُنَّ ہرگز نہچہوڑنا نیک لوگونکی تصویر کی عبادت کرنا اسواسطے کہ حقتعالی کی تجلی خاص انکے دلونپر اصالت کیطور پر واقع ہوئی ہی اور اس تجلی نے انکے دلونکو اپنا مظہر یعنے جاے ظہور ٹہرایا ہی اور اس تجلی کا اثر جو انکے ظاہر اور باطن مین چہا گیا ہی اس سبب سے انکی تصویرین بہی اگرچہ پتہر یا پیتل وغیرہ کی بنائی ہین لیکن وہی تاثیر انمین بہی پائی جاتی ہی اور یے تصویرین بہی معبود اور مسجود ہونیکی لیاقت رکہتی ہین سو ہرگز نہچہوڑنا علی الخصوص وَدًّا کو جو حقتعالی کی محبت ذاتیہ کا مظہر ہی اور وہی محبت تمام عالم کے ظہور کا مبدء ہی چنانچہ اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ یعنی چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤنمین پہر پیدا کیا مین نے مخلوقاتکو تاکہ پہچانا جاؤنمین اس قول کا مضمون اسی مطلب کیطرف اشارہ ہی اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو ایک مرد کی تصویر کو قرار دیا تہا اسواسطے کہ عالم انسانی کے اصل مبداء کے ظہور مین مرد کی محبت اور اسکا میلان عورت کیطرف ہی اور اس مظہر کو ہندوونکی بولی مین بِشْن کہتے ہین وَلَا سُوَاعًا یعنی اور ہرگز نہچہوڑیو ان مظاہر کو خصوصًا سواع کو جو ثبات اور استقرار اور بقائے الہی کا مظہر ہی اور تمام عالم کی بقا کا سبب ہی اور شرع کے عرف مین اس صفت کو قیوم کہتے ہین اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو عورت کی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ گہر کا انتظام اور اپنی نسل اور خاندانکا ثبوت اور قیام عورت کے سبب سے ہوتا ہی اور ہندوونکی بولی مین اس مظہر کو برہما کہتے ہین اور سوع کا مادہ عرب کی لغت مین سکون اور استقرار کیواسطے موضوع ہی اور سواع کے معنے تہامنے والا تمام جہان کا وَلَا یَغُوثَ یعنی اور ہرگز نہچہوڑنا ان مظاہر کو خصوصًا یغوث کو اسواسطے کہ فریادرسی اور مشکل کشائی حقتعالی کا یہی مظہر ہی اور اس مظہر کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے گہوڑیکی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ گہوڑا دوڑنے اور جلد پہنچنے اور مدد کرنے مین مشہور ہی اور اس صفت کو شرع شریف مین غیاث المستغیثین اور مجیب دعوۃ المضطرین کہتے ہین یعنی فریادرسی مصیبت مین پکارنیوالونکا اور پہنچنے والا پکار پر بیقرارونکی اور ہندوونکی بولی مین اس مظہر کو اِنْدَر کہتے ہین وَیَعُوقَ اور نہچہوڑنا یعوق کو جو حمایت کرنے اور بلا کو دفع کرنیکا مظہر ہی اور اس صفت کو

شرع شریف مین کاشف الضرا اور دافع البلا کہتے ہین اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو شیر کی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ شیر جسوقت کسی درندے جانور کے مقابلہ مین آتا ہی تو وہ جانور بہاگ جاتا ہی اور ہرگز اسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی اور ہندونکی بولی مین اس مظہر کو شیو کہتے ہین ق ف س ا اور پنجہوڑا نسر کو اور یہہ قوت الہی کا مظہر ہی اور نسر کو لغت فارسی مین کرکس کہتے ہین جسکو ہندی مین گد کہتے ہین اور یہہ پرند جانورونمین بڑا قوت والا مشہور ہی اور اونمین بہی بڑا تیز ہی ان مناسبتونکے سبب سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو اس شکل کا بنایا تہا اور شرع شریف مین اس صفت کو لطیفہ غیبیہ الہیہ کہتے ہین اور ہندونکی بولی مین اس مظہر کو ہنومان کہتے ہین اور جب غیب سے امداد چاہتے ہین تو اپنے اعتقاد مین اسی کو پکارتے ہین یہانتک چاہئے کہ لا کی لفظ کو یعوق اور نسر سے حذف فرمایا ہی یعنی ذکر نہین کیا بخلاف پہلے تینون ناموںکے کہ ان تینون لا کو لائے ہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ جن تدبیرونکو یغوث اور یعوق اور نسر کیطرف نسبت کرتے تہے وے تدبیرین جزئی ہین جیسے فریادرسی اور بلا کو دفع کرنا اور غیبی مدت تو گویا حقتعالی کی شانونسے ایک شان کا حکم ان کے اعتقادمین ان تینون نے پیدا کیا تہا جسکو مدبر عالم کہتے ہین اسواسطے کہ ان تینون چیزونسے جنکو انکی طرف نسبت کرتے تہے ایک شان تدبیر کی بوجہی جاتی ہی اور ود اور سواع کو ان تدبیرونمین جو کلیہ ہین اور سبکو شامل ہین جیسے عالم کا ظہور اور اسکی بقا اپنے اعتقادمین مختار جانتے تہے تو گویا ہر ایک مستقل بالذات ہوا یعنی علیحدہ علیحدہ اپنے کام کا مختار ہوا تو گویا لا کی لفظ یغوث اور یعوق اور نسر پر مل کر داخل ہی گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ ود کو اور سواع کو اور ان تینونکو جو ایک مظہر کا حکم رکہتے ہین ہرگز نہچہوڑنا تاکہ حقتعالی کی ظاہر شانونسے محروم نرہو اور یہہ بہی جان لیا چاہئے کہ یہ پانچون اسم حضرت ادریس علیہ السلام کے صاحبزادونکے نام ہین بہت نیک لوگ تہے لیکن جو انکو زمانہ بہت گذرا تہا اور ان لوگونمین جو جو صفتین اکثر پائی جاتی تہین اُن صفتون نے ان پوجنے والونکے ذہنونمین وہم کے غلبے سے ان شکلونپر ظہور پکڑا تہا اس سبب سے اپنے اسی وہم کے موافق اپنے اپنے بتونکو ان مختلف شکلونپر تراشا تہا اور وہم کے غلبے اور زور سے اسطرح کے عجائبات اور غرائبات بہت ہوا کرتے ہین چنانچہ بعضے

جاہل اسلام کے مدعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر کو شیر کی شکل بناتے ہین اسواسطے کہ اسد اللہ بھی انکا لقب ہے اور بعل شہباز کی تصویر کو سفید باز کی شکل بناتے ہین فقط اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان مین یہ پانچون بت زمین کی تہ مین دب گئے تھے ابلیس مردود نے پھر عرب کے لوگونکو ان بتونکا نشان بتایا اور عرب کے نادانون نے انکو زمین سے نکال کر اپنا معبود ٹہرالیا چنانچہ بنو قضاعہ نے وَدّ کو لیکر دَومۃ الجندل مین رکھا اور اسکی عبادتمین مشغول ہوے یہان تک کہ بنو قضاعہ سے وہ بت بنو کلب کے ہاتھ مین آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک بنو کلب مین تہا اور بنو طی کے کئی فرقون نے یغوث کو لیکر اپنی بستیون مین رکھا پھر بنو مراد اُنسے چھین کے اپنے شہر مین لیگئے اور اسکو پوجنے لگے پھر بنو ناجیہ نے چاہا کہ اُنسے اس بت کو زبردستی چھین لیوین بنو مراد اس خوف سے اس بت کو لیکر بھاگے اور بنو الحرث بن کعب کے ملک مین آرہے اور بنو الحرث کے ملک مین وہ رہا اور یعوق بنو الکہان کے پاس تہا پھر آخر ہوتے ہوتے بنی ہمدان کے قبیلے مین وراثت کی راہ سے پہنچا اور نسر بنو خشعم کے پاس تہا اسلام کے ظہور تک وے لوگ اسیکی پوجا مین مشغول تھے اور سواع ذوی الکلاع حمیری کی اولاد کے پاس تہا پھر انسے بنی حمیر کے سب فرقونکو پہنچا اور ان پانچ بتونکے سوائے عرب کے لوگون پاس دوسرے بت بھی تھے چنانچہ بنی ثقیف مین لات تہا اور بنو سلیم اور بنو غطفان اور بنو نصر اور بنو سعد اور بنو بکر مین عزّی اور قدید اور مسلل والونکا منات تہا اور مدینے والے بھی اسکے درشن کرنیکو جاتے تھے اور مکے کے لوگون پاس اساف اور نائلہ اور ہبل تہا اساف کو صفا پہاڑ پر حجر اسود کے مقابلہ مین رکھا تہا اور نائلہ کو رکن یمانی کے مقابلہ مین اور ہبل کو بیت اللہ شریف کے اندر رکھا تہا اور ڈیل مین ہبل سب سے بڑا تہا آٹھ گز کا لمبا تہا اور لڑائی کیوقت کفار اسیکو پکارتے تھے چنانچہ ابو سفیان نے بھی کفر کی حالت مین یعنے اسلام لانے کے پہلے اُحد کے دن جب فتح پائی تھی تو اسیکی تعریف کی تھی حاصل کلام کا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایسی تقریر فریب انگیز سے عوام لوگونکو بہکایا کرتے تھے اور اس انکے مکر نے عوام کے دلونمین بہت تاثیر کی تھی دیوانون کیسی بیہودہ باتین انکے نزدیک نتھین تاکہ کوئی اسطرف التفات نکرے

اور اسکے تدارک اور خبر گیری مین غفلت کی جاوے وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا اور تحقیق گمراہ کیا ہی ان لوگون
اس مکر اور فریب سے بہت سے لوگونکو یہان تک کہ حقتعالی کی عبادت سے سب کے سب محروم رہے
اور غیر اللہ کی عبادت مین یعنی تصویرونکے مظاہر مین مشغول ہوے اور حال یہہ ہی کہ اس مکر کے باطل
ہونے پر انکی گمراہی خود دلیل ظاہر تہی اسواسطے کہ اگر اُن مظاہر کی عبادت حقیقت مین حقتعالی کی عبادت
ہوتی تو حقتعالی کی درگاہ مین مقبولیت کا سبب پڑتی اور نزدیکی کے بروے انکے درمیان سے اُٹہہ جاتے
اور انکو ہدایت نصیب ہوتی لیکن یہان اسکا عکس پایا گیا یعنی یہہ مظاہر کی عبادت زیادہ تر دوری کا سبب
پڑی اور حقتعالی کی عبادت سے غفلت زیادہ ہوتی گئی اور عمر بہر اسی مظاہر کی قید مین گرفتار رہے
اسی سبب سے معلوم ہوا کہ انکی عبادت خدا کی عبادت نتہی اور یے لوگ اس مظاہر کی عبادت کرنے سے
اور معبود حقیقی کی عبادت کے انکار کرنے سے ظالم ہوئے اسواسطے کہ کسیکے حق کو تلف کرنا اور جو
چیز جسواسطے بنی ہی اسکے غیر مین اسکو صرف کرنا اسیکا نام ظلم ہی سو عبادت خاص اُلوہیت کے
مرتبہ کا حق ہی اسکی ذات کے لحاظ سے جزئی مظاہر کا حق نہین ہی جسطرح کلی ہونا انسان مطلق کا
حق ہی اسکی ذات کے لحاظ سے ہر ہر فرد انسان کا حق نہین ہی اور وسعت اور ہمیشہ بہنا دریا کا حق
ہی اسکی ذات کے لحاظ سے ہر ہر موج کا اسکی حق نہین ہی اور جو ہر یت شخص کا حق ہی ذات کے
لحاظ سے نہ اُسکے سایہ کا اور نہ اُسکے عکس کی صورت کا جو اپنے مین معلوم ہوتا ہی اور قسمت کو قبول
نکرنا واحد کا حق اسکی ذات کے لحاظ سے اسکے ظہور کے مراتب کا کہ بے انتہا عدد مین حق نہین ہے
اور اسی پر اور یہی قیاس کر لیا چاہئے سو حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب ان لوگون نے اسطرح
کا ظلم کیا تو انکو استدراج کیطور پر یہی معرفت سے آشنا نکر اور اپنی شانونسے کسی شان کیطرف انکو
ہدایت نکر اور راہ نہ کہای لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا اور زیادہ نہ بڑہا ظالمونکو گمراہی کے
سوائے اسواسطے کہ اگر کسیکو انمین سے استدراج کیطور پر یہی کسی شان کیطرف معبودیت کی شانونمین
سے ہدایت کریگا تو تو یہہ ہدایت کرنا ایک کا دوسرونکی خرابی کا سبب پڑیگا یعنی اللہ تعالی کی عبادت
کیطرف بالکل رخ نکرین گے اور غیر اللہ کی عبادت پر مُصر ہو جاینگی اسواسطے کہ یے کہین گے کہ جزئی مظاہر کی

عبادت ہی معرفت حقیقی کے فتح باب کا سبب پڑتی ہی اور فتح باب ہونا پر دیکے اُٹھنے اور مطلب کو پہنچنے کی علامت ہی اسجگہ پر مفسر لوگ ایک اعتراض کرتے ہین اسکا مضمون یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ونمین ہین انسے اپنی قوم کیواسطے زیادہ گمراہی کی دعا کرنا بڑا تعجب ہی اسواسطے کہ نبیونکا کام تو ہدایت طلب کرنا ہی نہ گمراہی کی بددعا کرنا اور اس اعتراض کا جواب اسطور سے دیا ہی کہ یہہ بددعا حضرت نوح علیہ السلام نے اُسوقت کی تہی جب انکے ایمان سے بالکل ناامید ہوگئے تہے اور ہدایت کی توقع انسے بالکل جاتی رہی تہی چنانچہ دوسری آیت مین حقتعالی نے خود فرمادیا ہی کہ اِنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ یعنی اب ہرگز ایمان نہ لاویگا کوئی تمہاری قوم کا مگر جو ایمان لاچکا تب حضرت نوح علیہ السلام نے چاہا کہ اپنا عوض انسے لیجئے اور بددعا زیادتی گمراہی کی انکے واسطے کیجئے تاکہ انکے عذاب مین زیادتی ہو چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام بہی جب فرعون اور اسکی قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے تہے اسیطور کی بددعا انکے واسطے کی تہی چنانچہ سورہ یونس کے آخر مین حکایت کیطور پر انکی طرف سے بیان فرمائی ہی کہ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی اے رب میرے مسخ کردے انکے مالونکو اور سخت کردے انکے دلونکو اور اس آیت کی تفسیر کے بیانمین اس اعتراض کا جواب بہت خوب طرح سے بیان ہوچکا کہ زیادتی گمراہی کی بددعا حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کیواسطے مطلق نہین ہی بلکہ ظلم اور شرک کی ہی قید لگی ہوئی ہی اور یہہ بات اصول کے قاعدے کے موافق ہی اور وہ قاعدہ یہہ ہی کہ تَعْلِیْقُ الْحُكْمِ بِالْوَصْفِ مُشْعِرٌ بِعِلِّیَّةِ الْوَصْفِ لِذٰلِكَ الْحُكْمِ یعنی حکم کو کسی وصف کے ساتہہ معلق کرنا اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ یہہ وصف علت پر ا ہی اس حکم کا اور اگرچہ ظلم اور شرک کی حالت مین ہدایت متصور نہین ہی لیکن اس دعا مین ایک فایدہ یہہ ہی کہ اسطور سے ہدایت کا انمین ظہور نہونے پاوے تاکہ دوسرونکی گمراہی کا سبب نہ پڑے اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے بیان سے جو انتہا درجہکی نصیحت اپنی قوم کو کرکے یہہ بددعا کی تہی اور انکی قوم کی شکایت کے بیان سے فراغت پائی جو حکایت کیطور پر حضرت نوح علیہ السلام کیطرف سے بیان کی گئی ہی تو اب ارشاد ہوتا ہی کہ اُس دعا اور اس شکایت کا اثر ظاہر ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم انکی نافرمانی اور برائیونمین ہمیشہ پہنسے رہے

کسیطرح سے ہدایت انکو نہوی یہان تک کہ مِمَّا خَطِیْٓئٰتِہِمْ اپنے گناہونکے بعد اور من اسجگہہ تعلیل کیواسطے ہی اور ما کی لفظ کثرت اور زیادتی کے معنون کے فایدہ دینے کیواسطے ہی جسطرح کَثِیْرًا اور دوسری بہت جگہونپر کثرت کیواسطے ما کو زیادہ کرتے ہین اور یہان ان گناہونکی زیادتی سے اُنکا کفر مراد ہی کہ اپنے وقت کے پیغمبر کے مقابلہ مین ہزار برس تک اسے اپنے کفر پر اڑے رہے اور طرح طرح کی ایذائین پہنچائین سو اس سبب سے انکا کفر بہت قوی ہوگیا اور اسی سبب سے اُغْرِقُوْا غرق کئے گئے ایسے پانی مین جو آسمان سے بہی گرتا تہا اور زمین سے بہی اُبلتا تہا اور انکو ڈبو دینے سے اُنکا نیست اور نابود کر دینا روے زمین سے فقط منظور نہا جو اسی ڈبونے پر کفایت کی جاتی بلکہ برزخ کا عذاب چکہانا بہی انکو منظور تہا اسواسطے کہ فَاُدْخِلُوْا نَارًا پہر غرق ہونیکے بعد داخل کئے گئے ایک آگ مین سو وہ دوزخ کی آگ موعود کے اسواسطے کہ اسمین داخل ہونیکو انہی بہت دوری ہی اور اس آیت مین ایک فعل ماضی کو دوسرے فعل ماضی پر فے تعقیب کے ساتہہ جو عطف کیا ہی سو یہہ قبر کے عذاب کے ثبوت پر صریح دلیل ہی چنانچہ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایدہر ڈوبتے جاتے تہے اور اودہر جلتے جاتے تہے اور یہہ بہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ نافرمانونکی موت کسی طرح سے ہو پانی مین ڈوبنے سے یا آگ مین جلنے سے یا جانور کے کہا جانے سے لیکن قبر کے عذاب مین ضرور گرفتار رہوتے ہین اور جو کچہہ اُس مردے پر جو قبر مین گاڑا جاتا ہی ہوتا ہی وہی اسپر بہی ہوتا ہی اسواسطے کہ جو کچہہ عذاب ہی سو روح پر ہے نہ بدن پر تاکہ بدن کا باقی رہنا عذاب کیواسطے شرط ہو فَلَمْ یَجِدُوْا لَہُمْ پہر نپایا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنے واسطے اُن اپنے معبودونکو جنکو پوجتے تہے اس امید سے کہ وقت پڑے پر کام آوین گے اور مصیبت مین مدت کرین گے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سواے حقتعالی کے اَنْصَارًا مددگار یعنی نہ وتے اُنسے محبت کی نہ سواے انکو قایم رکہا نہ یغوث انکی فریاد کو پہنچا نہ یعوق نے حمایت کی نہ نسر نے انکو کچہہ قوت دی تاکہ دنیا کے عذاب سے یعنے طوفان مین غرق ہونے سے انکو بچاتے یا برزخ کے عذابکو یعنی آگ مین جلنے کو اُنسے دفع کرتے سو انکی گمراہی کا اثر حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے موافق ظاہر ہوا اور جب طوفان کے پانی کی زیادتی ہوئی اور آسمان سے برسنا اور زمین سے اُبلنا شروع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے لوگونکے ساتہہ کشتی مین سوار ہوے

اور کافر ڈوبنے لگے لیکن بعضے کافرونکو دیکھا کہ پہاڑکی چوٹیونپر اور اونچے مکانون پر بھاگ کر جا بیٹھے ہین
اور بعضون نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانسے اس طوفان کا حال سنا تہا تو اُس خوف سے شیشے
کے مکانات پہاڑون پر احتیاط کیواسطے بنا رکہے تہے اور کئی مہینونکا کہانا پینا بہی اسمین رکہا تہا سو اسوقت
ان مکانونمین جاکر بے خوف ہوکر بیٹہے تہے حضرت نوح علیہ السلام نے یہہ حال دیکہہ کر اندیشہ کیا کہ ایسا نہو کہ
بعضے کافر اس عذاب سے اس حکمت سے بچ جاوین اور پہر کفر کا تخم جہانمین باقی رہے یہہ سوچ کے
پہر درگاہ الہی مین دست بدعا ہوکر عرض کی چنانچہ حقتعالی فرماتا ہی وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ اور کہا نوح نے
ای رب میرے جو تو نے مجہکو اس دعا کی قبولیت سے سرفراز کیا ہی اور میری قوم کے سردارون اور
مکارون کو جنہون نے عوام لوگونکو بہی فریب دیکر خراب کیا تہا طوفانکے عذاب مین گرفتار کیا ہی تو ایک عرض
تیری جناب مین اور کرتا ہون کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ نہچہوڑ زمین پر جہان پہر مین نہ یہان نہ دوسری جگہہ
مِنَ الْكَافِرِينَ کافرونکی جنس سے سردار اور مکار ہون یا اُنکے مقلد اور تابعدار میری قوم سے ہون یا غیر
انمین سے کسیکو دَيَّارًا گہر مین رہنے والا اور چلنے والا اور دَيَّار فَيْعَال کے وزن پر ہی مشتق ہی یا دور سے
اگر دار سے یہہ لفظ نکلی ہی تو اسکے معنے ہین گہر مین رہنے والا اور بسنے والا اور اگر دور سے نکلی ہی تو
اسکے معنے ہین پہرنیوالا اور چلنے والا اور یہہ لفظ فَعَّال کے وزن پر نہین والا دوار ہونا چاہئے تہا نہ دَيَّار
اور اسمین تعلیل ایام کے موافق ہوئی ہی جسکی اصل ایوام ہی مثل سید کہ اصل مین سیود تہا اور تعلیل
یہہ ہی کہ واو اور یے ایک لفظ مین بلا فاصلہ جمع ہوئے واو کو یے کے ساتہہ بدلا کیا اور یے کو یے مین
ادغام کیا دیار اور ایام اور سید ہوا اور قیام بہی فیعال کے وزن پر ہی اور بعضی روایت مین یہہ اسم اسمائے
حُسنی مین معدود ہی اور تہجد کی دعا مین واقع ہوا ہی فعّال کی وزن پر نہین ہی اور متحیّز کی لفظ جو سورہ
انفعال مین آئی ہی وہ بہی متفیعل کی وزن پر ہی اصل اسکی متحیوز ہی نہ متفعّل کی وزن پر اسواسطے کہ اصل مین
یے سب صیغے واوی ہین نہ یائی فقط اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے کلام دعائیہ مین دیار کی لفظ کو
لائے متنفّی نکہا اسواسطے کہ ابلیس اور اسکی ذریت کی بقا قیامت تک آپ کو معلوم تہی اگر یہ کافر جاندار
کی بلا کی روے زمین سے درگاہ الہی سے طلب کرتے تو انکا کلام حقتعالی کی تقدیر مبرم کے مخالف واقع ہوتا

اور حضرات انبیا علیہم السلام تقدیر الہی کے مخالف دعا نہین کرتے ہین اس سبب سے دیار کی لفظ کو
لائے تاکہ ابلیس اور اسکی ذریت اسمین داخل نہون اسواسطے کہ ابلیس اور تمام شیاطین زمین پر
انکی طرح خانہ داری اور سکونت نہین کرتے ہین اور اکثر زمین پر چلنے پھرنے کم ہین بلکہ انکی حرکت اکثر ہوا
مین ہوتی ہی اور جو کافر دنیکا روے زمین پر باقی رہنا کبھی حکمت الہی کے تقاضے سے ہوتا ہے
اسواسطے کہ اُن کافرونسے کسی زمانے مین خلق کی ہدایت مقدر ہوتی ہی اگرچہ سر دست کفر اور
گمراہی مین گرفتار ہوتے ہین جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانیکے کافر کہ باوجود کفر مین سخت
ہونے کے آخر کو سعادت اسلام سے مشرف ہوے اور ہزارون کافرونسے جہاد کرکے اسلام مین داخل
کیا یا اُن کافرونسے اولاد صالح پیدا ہونا مقدر ہوتا ہی اور انکی اولاد تعالی کی معرفت اور بندگی کو
بجالاتے ہین سو حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کے عرض کرنے کیوقت ان دونون فائدونکی نفی بھی بیان
کردی کہ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ تحقیق اگر چھوڑیگا تو انکو تو البتہ گمراہ کرین گے سب تیرے
بندونکو تیری عبادت کی راہ سے اور انکو نعمت لاوین گے اور منع کرین گے سیدہی راہ چلنے سے
اور انکی پیدایش جو معرفت اور عبادت کیواسطے ہوئی ہی وہ حکمت درہم برہم ہوجائیگی وَلَا يَلِدُوْٓا
اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اور ہرگز نہ جنین گے یہ بدبخت مگر بدکار ناشکر پس انکی اولاد مین بھی صالح اور نیکبخت
ہونیکی اُمید نہین ہی غرض ہر طرح سے یہ لوگ ہلاکی اور خرابی کے سزاوار ہین اور جب حضرت نوح
علیہ السلام نے جناب باری عزاسمہ سے ایسا مواخذہ جو عام ہو اور سبکو شامل اور نمونہ ہو قیامت کا
طلب کیا تو اسبات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ قہر الہی ایسا جوش مین آوے کہ مجھسے ترک اولی جو کبھی کبھی
ہوجاتا ہی اور میری اُمت کے مسلمانون سے فرعیہ گناہون پر جو ان سے ہوجاتے ہین مواخذہ اور پکڑ ہو
سو اس خوف کے رفع کیواسطے درگاہ الہی مین ایک دعا دوسرے مضمون کی بھی کی اور کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ
اے پروردگار میرے بخش دے مجھکو جو کچھ تیری مرضی کے خلاف مجھسے ہوا ہو اور میرے حق مین وہ
گناہ کا حکم رکھتا ہو جیسے ترک اولے اور اجتہاد مین خطا اور چوک وَلِوَالِدَيَّ اور بخش دے میرے
ماباپ کو اگرچہ وے مرگئے تبے لیکن والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر واجب ہی کہ انکی مغفرت کی دعا

مانگے جاوے اور اپنے مقدور بھر انکے واسطے صدقے بھی دیئے جاوے اور حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام ملک بن متوشلخ تہا اور آپکی ماں کا نام شمخا تہا انوش کی بیٹی لیکن یہ انوش وہ نہیں ہین جو آپکے اجداد مین ہین بلکہ یہ دوسرے شخص ہین اور عطا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ابا اور اجداد مین حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی کافر نہا سب مسلمان موحد تہے اور آپکی والدہ بھی مسلمان تہی وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا اور بخشش کرا سکے واسطے جو داخل ہو میری کشتی مین جو میرا اجتماع ہے لیکن مسلمان ہوا سواسطے کہ آپ کی کشتی مین ابلیس بھی نہا اور بخشش کا مستحق نہا اور مسلمانونکی بخشش اسواسطے طلب کی کہ ایسا نہو کہ انکی برائیون اور گناہونکی شامت سے کشتی ڈوب جاوے تو بے گناہ بھی ہلاک ہو جاوین اسواسطے کہ دنیا کے عام عذابونمین جو آزمایش اور جانچ کیواسطے ہوتے ہین انمین کافر مسلمانکا فرق اور امتیاز نہین ہوتا ہے اسیواسطے جو بلا کسی قوم پر آتی ہے تو اسمین انکے بچے اور دیوانے بھی ہلاک ہو جاتے ہین بلکہ جانورونکی بھی خرابی ہوتی ہے وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور بخشش دے تمام مسلمان مردون اور مسلمان عورتونکو قیامت تک جو ہوتے جاوین تاکہ انکی اولاد کے گناہ جو آگے پیدا ہو کر کرین گے ان لوگونمین کہ انکے باپ ہین تاثیر نکرین اور کشتی کو نڈبوودین وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا اور زیادہ نکر ان ظالمونکو جو شرک اور کفر کی شامت سے ڈوب کر آگ مین جلین گے مگر دکھہ اور درد اور عذاب اسواسطے کہ اگر دمبدم انپر عذاب کی زیادتی نہوتی جاویگی اور ایک ہی طور پر عذاب رہیگا تو اس عذاب کی انکو عادت ہو جائیگی اور سہہ جائین گے اور وہ عذاب انکو نہ معلوم ہوگا اور یہہ بھی ایک طرح کی مغفرت ہے تو یہ بھی مومنین کی مغفرت مین شریک ہو جائین گے اگرچہ تہوڑی ہی سہی علمانے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا مین بڑی خوشخبری ہے تمام ایمانداروں کیواسطے جو قیامت تک ہوتے جاوین گے اسواسطے کہ کافرونکے حق مین جو بد دعا آپنے کی تہی وہ درگاہ الہی مین بالیقین مقبول ہوئی اور اسکی قبولیت کے آثار بھی ظاہر ہوے یعنی سب کافر ہلاک ہوے تو ایمانداروں کے حق مین مغفرت کی دعا جو آپنے کی ہے وہ بھی بلاشبہ مقرون باجابت ہوئی ہوگی اور مسلمان مغفور ہوے والحمد للہ علی ذلک اور یہہ بھی علمانے کہا ہے

کہ وہ اور سواع وغیرہ پانچو بت جو اوپر مذکور ہو چکے ہین کچھہ حضرت نوح علیہ السلام ہی کی قوم کے واسطے خاص تھے بلکہ ہر شخص کے پاس موجود ہین اور ہر ایک انکی عبادت اور محبت مین گرفتار ہی جان بوجھکر یا نادانی سے مگر جسکو حقتعالی بچاوے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہین اس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ آدمی اپنے حالمین خوب غور اور تامل کرکے دیکھے کہ ہر شخص کا بدن ودّ ہی اسواسطے کہ روح کا محبوب ہے اور بہت جبلی اور پیدائشی ہی اور اپنے بدنکی محبت مین ایسا مصروف رہتا ہے کہ اسکے مقابلہ مین سبکو ہیچ جانتا ہے کسیکی حقیقت اسکے سامنے نہین ہے اور ہمیشہ اسکی پرورش اور زینت مین لگا رہتا ہے کہانے مین پینے مین لباس مین نیند مین خضاب مین کنگھی مین سرمے مین دوا کے استعمال مین ورزش مین ریاضت مین حمام کے جانے مین غسل کرنے مین بدن کے ملنے مین حجامت بنانے مین غرض جتنی چیزین ہین سب مین بدنکی صلاح اور بہتری منظور اور ملحوظ رہتی ہی اور ہمیشہ دن اور رات بلکہ ہر ساعت اسی مین مشغول رہتا ہی اور ہر شخص کا نفس اسکا سواع ہے اسواسطے کہ اسکی زندگی کا قیام اسی سے متعلق ہی اسیواسطے جن چیزونمین اسکو لذت اور خوشی ہوتی ہی اسکی طرف دوڑتا ہے اور جن چیزونسے رنج اور ضرر اسکا سمجھتا ہے انسے دور بھاگتا ہی یہی سبب ہی کہ عبادت اور تقوی مین اُسے قصور ہوتا ہی اور پیغمبر کی فرمانبرداری کا حقہ نہین کرسکتا اور ہر شخص کا یغوث اسکا باپ بیٹا مابین بھائی بہتیجا خویش اور اقربا ہین اسواسطے کہ ان لوگونسے امید فریاد رسی کی رکھتا ہی اور انکے بہروسے پر کودتا ہی اور انکی خاطرداری اور دلجوئی مین ہمیشہ لگا رہتا ہی یہان تک انکی خاطر سے اللہ اور رسول کے حکم کو ٹال جاتا ہی اور سُنے کو اَن سُنا کر دیتا ہی اور ہر شخص کا یعوق اسکا مال ہی جو زکوۃ اور صدقات کے دینے سے اور مسکینون محتاجونکی خیرگیری سے اور حقتعالی کی عبادت اور تقوی سے روکتا ہی اور منع کرتا ہی اور یہہ شخص اپنی مصیبت اور بلا کے دفع کرنے مین اُسے بڑی امید رکھتا ہی اور ہر شخص کا نسر اسکا شیطان ہی جو حرص اور غصہ کے دونون بازو سے پہنچکر اس شخص کے سب کئے اور کئے کو برابر کر دیتا ہی اور برے وسوسے اور جھوٹے اعتقاد اسکے دلمین ڈالا کرتا ہی سبحب تک ان پانچون بتون کے پہندے سے نچھوٹے گا تب تک ایمان اسکا درست نہوگا اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا مین جو تمام ایمانداروںکے واسطے کی ہی داخل ہوگا اب اسجگہ پر جانا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے

اپنی دعا مین عرض کیا ہی کہ میری قوم کے کافر نہین رہینگے مگر یہ بخت ناشکر یعنی انکی نسل سے بھی کوئی مسلمان ہونیوالا نہین ہی لیکن بہت کافر ایسے بھی ہوے ہین کہ انکی نسل سے نیکبخت خدا کے خاص بندے پیدا ہوے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کہ اُنکے نطفے سے ایسا شخص پیدا ہوا جو سید المرسلین اور ابو المرسلین ہوا اور خلت الہی کے مرتبے سے سرفراز ہی پاہی سو ظاہر مین دعا کا مضمون واقع کے خلاف معلوم ہوتا ہی اس شبہہ کے جواب مین مفسرین نے بھی اختلاف کیا ہی علماء ظاہر یون جواب دیتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کو وحی سے اپنی قوم کا حال بخوبی معلوم ہوچکا تہا کہ ان لوگون سے ہرگز مسلمان پیدا ہونیوالا نہین ہی اسواسطے یہہ دعا کی اور یہہ حکم انہی کی قوم کیواسطے خاص ہی عام نہین ہی کہ ہر کافر کو شامل ہو اور بعضے عالمون نے یون کہا ہی کہ طوفان کے آنیکے پہلے حقتعالی نے انپر وحی بہیجی تہی کہ اِنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ اور اس حصر کی لفظ سے حضرت نوح علیہ السلام نے بوجہہ لیا تہا کہ اب میری قوم سے جو پیدا ہوگا وہ کافر ہی رہیگا اسواسطے کہ قوم کی اولاد بہی قوم مین داخل ہین اس سبب سے اُنکو اسبات کا یقین ہوگیا تہا اور اس مضمون کو جو متضمن شرط اور جزا کا ہی جناب الہی مین عرض کیا یعنی اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ الخ اور حضرت صوفیہ رحمہم اللہ کہتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تنگدلی اور غضب الہی کے غلبے کے سبب سے دعا کیوقت جوش آگیا تہا اور انپر ایک حالت طاری ہوگئی تہی سو ظاہر حال کے موافق آپنے حکم فرمایا اسواسطے کہ خبیث اور تاریک نفس سے جو نطفہ کہ پیدا ہوگا اور اسی تاریک اور خبیث نفس کی تدبیر سے تربیت پاویگا تو یقین وہ بہی خبیث ہوگا اور خباثت ہی کی استعداد پیدا کریگا جسطرح اولاد کا جسم کہ صفت مین والد کے جسم کے موافق ہوتا ہی جیسے حبشی اور رومی اور جسطرح شاگرد اور مرید کہ کمال کی قسم مین اپنے استاد اور پیر کے موافق ہوتا ہی اسیواسطے کہا ہی کہ اَلْوِلَادَةُ الرُّوْحَانِيَّةُ مِثْلُ اَلْوِلَادَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ یعنی ولادۃ روحانی جسمانی ولادت کے مانند ہی تاثیر مین سو اسیطور سے حضرت نوح علیہ السلام کا عرض کرنا آپکے حال کی لغزش سے تہا کہ کبہی انبیا سے بہی ہوجاتی ہی جسطرح حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتہہ سے قبطی مرگیا کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کے عمل کی لغزش تہی یہہ

ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اس عرض کی عوض مین انکے بیٹے کے کفر سے جسکا نام کنعان تہا متنبہ اور خبردار کردیا جسطرح حضرت داؤد علیہ السلام کو اوریا کی عورت کے مقدمے مین دوشرکیونکے قصہ سے جو اپسمین پکر یون مین جہگڑتے آئے تہے متنبہ اور خبردار کردیا تہا اور تحقیق اس مقام کی یہ ہی کہ جو کیفیت ماباپ کے باطن پر غالب ہوتی ہی اس کیفیت کی تاثیر اولاد مین بلاشبہہ پائی جاتی ہی لیکن جو کیفیت کہ ماباپ کے باطن پر غالب نہین ہوتی ہی اسکی تاثیر کا اثر اولاد مین پایا جانا کچہہ ضرور نہین ہی اسواسطے کہتے ہین کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ یعنی اولاد اپنے باپ کا بھید ہی جو حالت کہ باپ مین پوشیدہ اور غالب ہے اسکا ظہور اسمین ہوتا ہی پہر جب یہہ فرق معلوم ہوچکا تو اب جان لیا چاہئے کہ بعضے وقت مین بعضے کافرون کی استعداد بڑہی ہوئی ہوتی ہی اور انکے باطن پر صفائی کا غلبہ ہوتا ہی اور اس جبلی استعداد کے موافق انکی اصل بہی پاکیزہ ہوتی ہی لیکن ظاہر مین اپنے باپ دادونکے دین پر ہوتے ہین اور اپنی قوم کی عادت اور اپنے بزرگونکی وضع اسنے چہوڑے نہین جاتی لیکن باطن انکا آفت سے بچا ہوا ہوتا ہی اس سبب سے اس نورانیت کی حالت مین انکی اولاد باایمان پیدا ہوتی ہی اور انکے باطن کی حالت کا ظہور انکی اولاد مین پایا جاتا ہی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام آذر سے پیدا ہوے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب سے سو جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کا احوال ہزار برس تک دیکہا اور اتنی مدت دور دراز مین کتنے زمانے اور کتنے قرن گذر گئے اور ہر زمانے کے لوگونکا تجربہ کیا اور انکے باطن کی استعداد کی معرفت کو خوب آزمایا لیکن کسی مین سلامت کی لیاقت نہ دیکہی تب الیقین آپ کو معلوم ہوا کہ انمین سے کسی کی پیدائشی استعداد سلامت نہین رہی اور باطن انکا تاریک ہوگیا ہی بلکہ سیاہی نے تمام انکے باطن کو گہیر لیا ہی اور انکا کفر اپنے باپ دادونکی پیروی پر اور قوم کی رسم پر نہین رہا بلکہ انکے دل سیاہ ہوگئے ہین اب انسے اور انکی اولاد سے ہرگز توقع ایمانکی نہین ہی لاچار ہوکر اسطور کی بددعا انکے واسطے کی اور اس شرط اور جزا کو درگاہ الہی مین یقین کیطور پر عرض کیا سو حقتعالی کی درگاہ مین اسی راستی کے سبب سے انکی دعا نے قبولیت کا درجہ پایا اور اس قہار مالک الملک کی درگاہ سے انکی قوم پر عذاب نازل ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام پر کچہہ بہی عتاب نہوا اور انکے بیٹے کنعان کا کافر ہونا تنبیہ اور عتاب پر حمل نہین کیا جاتا اور انکی دعا مین شرط اور جزا کا جو مضمون ہی اسکے

مخالف بھی نہین ہی اسواسطے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے کلام کا مطلب یہہ ہے کہ ان کافرون سے سوائے کافر فاجر کے پیدا نہوگا اس سبب سے اسکا نیست اور نابود ہونا ضروری ہی یہہ مطلب نہین ہی کہ کافر فاجر پیدا نہون اسواسطے کہ کبھی نیک بختون سے بھی بد پیدا ہوتے ہین لیکن انسے اچھے صالح بھی پیدا ہوتے ہین تو بعضے اولاد کی نیکی اور بعضے کی بدی مقابل ہوکے فنا اور نیستی کے چوب کی علت نہین پڑتی ہی اور یہہ بھی کچھہ بعید نہین ہی کہ کنعان کے نطفے کے خلق کیوقت بعض لغزشین اور ترک اولے نے جسکا پیغمبرونسے بمقتضاے بشریت کے ہونا کچھہ عجب نہین ہی حضرت نوح علیہ السلام کے باطن مین ایک ظلمانی ہیئت پکڑی ہو اور اسی ہیئت ظلمانی کا کنعان حامل ہوکر اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ کا مصداق ہوا ہو اور سوائے اسکے اسکی ماکا مشرکہ اور منافقہ ہونا اسکی استعداد کی خرابی مین بڑی تاثیر کہتا ہی اب اس لحاظ سے کنعان کے استعداد کے فساد کو حضرت نوح علیہ السلام کیطرف نسبت کرنا کچھہ لازم نہین ہے اسکی ماکا اثر ہو تو کچھہ عجب نہین ہے حاصل کلام یہہ ہی کہ ایک تو یہہ بات ہی کہ سوائے کافر فاجر کے صالح کا نہ بننا اور دوسری یہہ کہ کافر فاجر بھی پیدا ہون اور صالح بھی ان دونون باتونمین فرق بڑا ہی اور ان دونون مین سے ایک کا اثبات دوسری کی نفی نہین کرتا ہی تاکہ تثنیہ اور عتاب متصور ہوسکے واللہ اعلم بالصواب

سورۃ الجن

یہہ سورہ مکی ہی اسمین اٹھائیس آیتین اور دو سو اسی کلمے اور نو سو نو حرف ہین اور اس سورے کے ربط کی وجہہ سورہ نوح اور اسکے پہلے کی سورتونکے ساتھہ یہہ ہی کہ سورہ نون مین یہہ مضمون بیان ہی کہ مکے کے کافرونے باوجود نہایت نزدیکی نسب کے رسول مقبول سے اور آپکے احوال اور اخلاق بزرگ پر واقف ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہپہچانی اور دیوانگی کی نسبت آپکی طرف کرنے لگے اور سورہ حاقہ مین یہہ مذکور ہی کہ یہ کافر ایسے بدبخت اور شقی ہین کہ باوجود عقل و دانائی کے دعوے کے قرآن مجید کو کبھی شاعر کا کلام اور کبھی کاہن کا کلام اور کبھی پیغمبر کا بنایا ہوا کہتے ہین اتنی سمجھہ نہین رکھتے کہ اسکے حقیقت حال کو دریافت کرین کہ یہہ کلام اعجاز سے بھرا ہوا کس قسم کا ہی اور کہان سے آیا ہی

زمین پر اتارنے اور زمین والونکو سنانے سے مقصود کیا ہی یہانتک کہ سورہ معارج مین جان بوجھکر سچ کو جھوٹھا کرنا اور بیفائدہ جھگڑا کرنا کافرونکا کھول کر بیان فرمادیا کہ بے کا فر اپنی نادانی اور جہالت سے حقتعالی کے عذابکی درخواست کرتے ہین اور سورہ نوح مین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیواسطے حضرت علیہ السلام کی کامل دعوتکا پورا قصہ بیان فرمایا یعنے جو دعوتکا حق تہا سو دے بجالائے اور ہزار سال تک اپنی قوم کو طرح طرح سے سمجھایا لالچ بہی دلوایا اور ڈرایا بہی اور اسکام مین انتہا درجیکی سعی اور کوشش کی لیکن اس قوم نے اپنے باپ دادونکی تقلید جو کفر مین کی تہی اسے ہرگز نچہوڑا اور اسی پر ہٹ کرتے رہے اور اب اس سورہ مین ارشاد ہوتا ہی کہ حقتعالی کی قدرت کاملہ کا تماشا دیکہو اور خوب جان رکہو کہ دلونکا بہیر نیوالا اور پوری ہدایت کرنیوالا وہی مالک الملک ہی اپنی قوم کا حال دیکہو کہ تمہارے احوال کو بخوبی جانتے ہین اور تمسے نسبی قرابت بہی رکہتے ہین اور ایک جنس ہی ہین اور عربی کلام کے بڑے ماہر ہین اور اسقدر استعداد رکہتے ہین کہ اگر قرآن شریف کے بوجہنے اور اس کلام کے اعجاز دریافت کرنے مین تہوڑا سا غور اور تامل کرین تو بخوبی بوجہ سکتے ہین لیکن ہرگز نہین بوجہتے بلکہ ایسے گمراہ ہین کہ جان بوجہکر انکار کرتے ہین اور نہین مانتے اور بیفایدہ کلام کرتے ہین اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم باوجود اسقدر مدت دراز کی دعوت کے اور ہم جنس ہونیکے یعنے آدمی تہے بدن اور عقل پوری رکہتے تہے اور ایمانکی نیکوئی اور کفر کی بدئی بخوبی بوجہ سکتے تہے لیکن ہرگز راہ پر نہ آئے اور حضرت نوح علیہ السلام کا کلام نہ سنا بلکہ روز بروز گمراہی انکی اور زیادہ ہوتی گئی اور سیدہی راہ سے دور بہاگتے رہے اور ایک جماعت ان جنون سے جو تمہارے ہم جنس بہی نہین ہین اور انکی بات سمجہنے کی فہمید بہی خوب نہین رکہتے اور تمکو کبہی دیکہا بہی نہین اور تمہاری صحبت مین بہی نہین آئے تاکہ قرآن کے معنونکی تفسیر تم انکے سامنے بیان کرتے اور اسکے مضمونکو اچہی طرح سے کہولکر انکو سناتے فقط راہ چلتے کئی آیتین قرآن شریف کی تمسے سنکر کسقدر ہدایت کے نشہ مین مست ہوگئے اور کیسے قرآن مجید کے معتقد اور تابعدار ہوگئے کہ سنتے ہی ایمان لائے اور اپنے قوم کے بزرگون اور پیشوا ونکی تقلید اور تیرویسے بالکل پہر گئے اور ایمانکی خوبی اور کفر کی برائی کیا اچہی طرح سے اپنی قوم کے سامنے بیان کی اور تمہاری نبوتکی صحت پر کیا خوب دلیل لائی باوجود اسبات کے کہ براہین جنونکی جبلت اور پیدیشی

ہین جیسے غرور اور تکبر اور ہیٹ کرنا اور گڑگڑانا اپنی بات پر اور اپنے بہاگنے اور جیتنے پر اعتماد اور بھروسا کرنا سو ان سب باتونکو اپنے سے دور کیا اور اقرار کیا اسبات کا کہ لَنْ نُعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهٗ هَرَبًا اور اسبات کا بھی اقرار کیا کہ ہمکو ہرگز علم غیب نہین ہے اور کہا کہ لَا نَدْرِيْ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور اپنی تعریف اور اپنی قوم کی تعریف اور توصیف سے دست بردار ہوے اور کھول کر کہہ دیا کہ مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا اور ایماندارون اور کافرونکے انجام کار کو دریافت کر لیا بس اب جانا چاہیے کہ جس شخص کی نگونہی اور رہنمائی کیواسطے ہدایت الہی اسکے حال پر متوجہ ہوی اور توفیق نیک اسطرف سے ملی تو حتی برائیان اور نیک بات سے روکنے والیان ہین وے چیزین اسکے پاس ہی نہین آتی ہین اور جو چیزین نیک بات کی حاصل کرنے والیان ہین وے سب بے خواہش جمع ہوتی ہین اور جسطرف حقتعالی کی ہدایت متوجہ نہوی تو کتنی ہی عقل اور دانائی ہو اور ہمجنسی اور قرابت بھی پاہی جاوے اور استاد کی شفقت اور محبت اور مرشد کامل کی صحبت بھی نصیب ہو وے لیکن یہ سب باتین بیکار اور بیفائدہ محض ہو جاتی ہین اور کچھہ بن نہین پڑتی مصرعہ کچھہ بن نہین پڑتی جب تقدیر بگڑتی ہے نظم جسکو توفیق حق کی ہووے رفیق ۔ بن پڑے گر براہی کام کرے ۔ جسکی تقدیر ہی الٹ جاوے ۔ جو کرے سر پر اُسکے آن پڑے ۔ اور باوجود ان باتونکے ان دونون سورتونکے متفرق مضمونون مین بھی مناسبت و موافقت پائی جاتی ہے چنانچہ اُس سورت مین یعنے سورہ نوح مین حضرت نوح علیہ السلام کی زبانسے فرماتے ہین کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا اور اس سورت مین جنونکی زبانی نقل فرمایا ہے کہ وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا اور اس سورت مین کافرلوگونکی زبانی نقل فرمایا ہے کہ لَا نَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا اور اس سورت مین مسلمان جنونکی زبانی نقل فرماتے ہین کہ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا اور اس سورت مین مذکور ہے فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا اور اس سورت مین مذکور ہے وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا وَلَنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا اور اس سورت مین مذکور ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ

عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا اور اس سورتمین مذکور ہی وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ اور اس سورتمین مذکور ہی کہ آدم کی اولاد اپنے نا خلفی اور نا لایقی کے سبب سے اپنے اصل باپ کی خلافت کی خدمت سے معزول ہوے اور بلا کی کے سزاوار ہوے بلکہ واجب العقل ہوے بموجب اس مضمون کے لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اور اس سورت مین مذکور ہی کہ باوجود مختلف ہونے جنسونکے اور جدائی اخلاق اور اوضاع کے جنونمین جو لیاقت اور صلاحیت تہی اس سبب سے پیغمبر آخر الزمان کے خلیفہ ہوتے اور ہدایت اور رہنمائی کے منصب سے سرفراز ہوے اور اپنی قوم مین جاکر پیغام رسول کا پہنچایا اور نا فرمانی سے خوف دلایا اور ڈرایا نظم

دبھانکے بیٹے بسکہ فراست مین طاق تہے نہ پہنچے حضور شاہ کے بلکہ ہوے امیر نادان وزیر زادے گئے بھیکہ مانگنے

دبھانکے در پر جیسے کوئی مبتذل فقیر اور سوا اسکے دوسری یہی مناسبتین ان دونون سورتونمین پائی جاتی ہین جو خوب فکر اور غور کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہین اور اس سورت کا نام سورہ جن اسواسطے رکہا ہی کہ قران شریف کی حقیقت کا ثبوت اس سورتمین دو وجہہ سے جنونکی طرف سے ظاہر ہوا ہی سو ان دونون وجہون سے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ بڑے بڑے فصیح اور بلیغ آدمیونکا اس قران کے مانند عبارت بنالانے مین عاجز ہو جانا ہر خاص و عام کو معلوم ہو چکا تہا فقط دو احتمال اُس زمانیکے لوگونکو قران شریف کے حقمین انکی خاطر و نمین گذرتے تہے ایک یہہ کہ شاید خدا کا کلام ہو جو فرشتے کیواسطے سے پہنچا ہے دوسرا احتمال یہہ کہ شاید جن کا کلام ہو جو کسی کاہن کیواسطے سے دلمین ڈالا گیا ہو اسواسطے کہ اس زمانے مین عرب کے شہرونمین کہانت کا دروازہ کہلا تہا اور جنونسے علم کا سیکہنا رایج اور مشہور ہو رہا تہا اکثر عرب کے لوگونکو جنات سے دوستی آشنائی ہو جاتی تہی اور وے جنات بعضی باتمین جو آدمیونکو نہین معلوم ہوتی تہین بلکہ آدمی اسکو غیب کی بات سمجہتے تہے اُن اپنے دوستونکے دلونمین ڈالتے تہے اور اس معاملہ کے سبب سے اس شخص کا مرتبہ اور اعتبار لوگونکے دلونمین بڑہتا تہا اور اس جن کی بہی بزرگی اور عزت لوگونکے دلونمین جم جاتی تہی اس سبب سے ان جنون اور کاہنونکی طرف لوگ

رجوع کرتے تہے اور نذ نیاز چڑہاتے تہے اور اُن کاہنو نکا حق جو مقرر کرتے تہے اسکو ادا کرنا ضروری جانتے تہے اور یہہ معاملہ ان لوگو نمین بہت جاری تہا جیسا کہ اس زمانے مین بہی اسی قسم کے معاملات ان شخصو نسے جو اپنے اوپر جن یا پری کے آنے کے دعوے کرتے ہین لوگ کیا کرتے ہین اور اُن جن اور پریونکو غیب دان جانتے ہین اور انکی نذ نیاز اپنے اوپر واجب سمجہتے ہین اور عرب کے جاہل لوگ ایسا جانتے تہے کہ جیسی عبارت جن بنا سکتے ہین ویسی عبارت آدمی ہرگز نہین بنا سکتے سو اُنکو گمان اسبات کا تہا کہ یہہ کلام یعنے قران شریف آدمی نہین بنا سکتے تو شاید کسی پری سے جن کا کلام ہو جو پیغمبر کو سکہلا جاتا ہوا اور جب اس سورتمین یہہ مضمون بیان ہوا کہ اس کلام کو سُنکر جن بہی دنگ ہو گئے اور اپنی عاجزی کا اقرار کیا اور کہنے لگے کہ یہہ کلام ہرگز مخلوق کا نہین ہے بلکہ یہہ کلام خالق کا ہے تو یہہ شبہہ بہی بالکل جاتا رہا وہی ایک بات باقی رہی یعنے یہہ قران حقتعالی کا کلام ہے کسی دیسکا نہین ہے اور اگر کسی کے دلمین یہہ شبہہ گذرے کہ یہہ جنونکا اپنی عاجزیکا اقرار کرنا یعنے یہہ کہنا کہ یہہ کلام حقتعالی ہے کسی مخلوق کا نہین ہے یہہ بہی تو اسی قران سے ثابت ہوا ہے جنونکی زبان سے کسنے سُنا کہ جنون نے اپنی عاجزیکا اقرار کیا تاکہ اس کلام کا اعجاز ثابت ہووے اور حقتعالی کا کلام ہونا اسکو یقین ہو جاوے سو یہان اثبات الشئی نفی لازم ہوتا ہے یعنے ایک چیز کے وجود کو ثابت کرنا اس چیز کی ذات ثابت کرنے سے اور اسکا جواب یہہ ہے کہ یہان اثبات الشئی نفی لازم نہین ہوتا بلکہ یہہ اثبات الشئی علی فرض نقیضہ کیطور پر ہے یعنے اگر اس چیز کی نقیض کو ہم فرض کرلین یعنے مان لین تو بہی یہہ چیز ثابت ہوتی ہے اور دعوی اور مطلب کے ثابت کرنے مین کوئی دلیل اسسے مضبوط اور قوی نہین ہے اور یہان اس مطلب کو یون بوجہا چاہئے کہ قران کے منکرونسے ہم پوچہتے ہین کہ جس سورتمین کلام الہی ہونیکا اور اپنی عاجزیکا اقرار جنونکی زبانسے نقل کیا گیا ہے وہ سورت کلام الہی ہے یا جنونکا کلام ہے اب اگر تم کہوگے کہ جنونکا کلام ہے تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنے جنون نے اپنی عاجزیکا اقرار کیا اور اسکو کلام الہی کہا اور اگر تم کہوگے کہ یہہ کلام الہی ہے تو یہی ہمارا مطلب ثابت ہوا کہ یہی ہمارا یہی مطلب ہے اور جب کلام الہی ہونا صادق ہوا تو جو کچہہ اسمین جنونکا احوال مذکور ہے وہ یہی سب ثابت ہوا اور اسبات کا شبہہ کہ باقی رہا

یہی جن کا کلام ہوا اور یہہ سورۃ آدمی کا کلام ہو سو یہہ شبہہ پہلے سے باطل ہو چکا ہی اسواسطے کہ
آدمی اس سورۃ کے بھی مقابلہ مین کلام لا نہین سکتے بس اُنہی دونون احتمالونمین سے یعنی یہہ سورت
جن کا کلام ہی یا خدا کا ایک احتمال کا معین ہونا ضرور رہا اور ان دونون احتمالونمین سے جو ثابت
ہوگا تو اپنا مطلب ثابت ہی اور دوسری وجہہ اس قران کے ثبوت کی جنون کیطرف سے یہہ ہی کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تہے اور جو فرشتے دنیا کے کامونکی
تدبیر پر مقرر ہین انکی مجلسون اور محفلونمین سے وے باتین جو دنیا مین ہونیوالی ہین چوری اور جاسوسی
کیطور پر سُن آکے لوگونسے کہتے تہے تاکہ وے لوگ انکی غیب دانی کے معتقد ہوویں اور انکی پرستش
کرین اور کاہنونکو جو اُن جنونکے خادم اور پجاری ہین نذر اور نیاز لاکر دیوین اور روزہ وزان کاہنونکی
شیخی اور بزرگی انکے نزدیک بڑہتی جاوے سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تب یہہ
کارخانہ درہم برہم ہوگیا اور آسمان پر جانے سے جنونکو ممانعت ہوگئی اور فرشتے نگہبانیکو مقرر ہوے تاکہ
آسمان پر جنونکو آنے نہ دیوین اور اگر وے آنے کا ارادہ کرین تو آگ کے انگارونسے مارین اور اس
قسم کی احتیاط اور نگہبانی سے مطلب یہہ تہا کہ جب قران نازل ہوگا اور زمین والے اگر انکار کرینگے
تو اُنسے اس قران شریف کا مقابلہ طلب ہوگا یعنے اگر تم اسکو کلام الہی نہین جانتے ہو تو تم بہی ایسا
کلام بنالاؤ اور جب زمین والونسے اسکے مقابلے مین کلام نہ آسکے گا تو انکو الہی ہونا قران کا یقین
ہو جائیگا اور اگر جنات آسمان پر آتے جاتے رہینگے تو ہو سکتا ہی کہ بیت العزۃ کے فرشتونکی زبانسے
کسی آیت قران کو سُنکے کسی کاہن کو پہنچاوین اور بیت العزۃ اس مکانکو کہتے ہین جو دنیا کے آسمان پر
قران شریف نازل ہونیکا محل ہی اور وہ کاہن پیغمبر کے مقابلہ مین وُہ آیت پڑہے تو جاہلونکے ذہنمین
شبہہ پڑجائیگا کہ قران شریف کی برابر عبارت آدمی بہی بنا سکتا ہی تو قران کا کلام الہی ہونا بالیقین
ثابت نہوگا اور یہہ بہی تہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام نہی یعنے جسطرح آپ آدمیونکے
نبی تہے اسیطرح جنونکے بہی نبی تہے اور منکر جنون سے بہی قران کے مقابلہ مین عبارتکا طلب کرنا منظور تہا
تاکہ وے بہی عاجز ہوکے کلام الہی ہونے کا اس قران کے اقرار کرین اور اگر آسمانپر انکا آنا جانا بند نہوتا

توجہ بعضی آسمان درشتونکی زبانسے چوری کیطور پر سننے کے مقابلہ مین موجود ہوتے اور عجز انکا ثابت نہوتا
اس سبب سے تدبیر الہی اس امر کو مقتضی ہوئی کہ زبان فیض نشان نبوت مین جو زمانہ قران کے نازل ہونیکا
ہی اور وہ تیس برس تک رہا یہہ کارخانہ بالکل موقوف کر دیا جائے چنانچہ عرب کے سب لوگ آپکے نبی
ہونیکے وقت سے معطل اور بیکار ہو گئے تہے اور گلہ شکوہ کیا کرتے تہے کہ اب جن ہمارے پاس کوئی خبر نہین
لاتے ہین اور جنات بہی حیرت مین تہے کہ حقتعالی کو کیا الٹ پلٹ منظور ہی جو ہم لوگ آسمان پر جانے نہین
پاتے اور جانیکا ارادہ جو کرتے ہین تو مار پڑتی ہی جب اس قران مجید کو سنا تب انکو یقین ہوا کہ یہہ سب
ممانعت اور حفاظت اس کلام کیواسطے تہی کہ اسکا مقابلہ کوئی نکر سکے اور قران کی حقیت پر اسطور سے
دلیل لانا پہلے امارات اور قراین کے اعانت سے ہا اور یہی طور عرف مین رایج ہی اور اس دلیل کو دانشمند کے
قاعدونکے طور پر اس وضع سے لکہہ سکتے ہین کہ جنونکی ممانعت آسمانی کلام کے سن آنے سے اگر فرشتونکے
کلام کی محافظت کیواسطے ہوتی تو قران شریف کے نازل ہونیکے پہلے ہی ہوتی پس معلوم ہوا کہ یہہ ممانعت
نتہی مگر قران شریف کی محافظت کیواسطے تاکہ اسکا مقابلہ کسی صورت سے نہو سکے بسبب دلیل دوران کے
بس یہہ کلام محفوظ ہوا معارضہ سے اور جو کلام کہ معارضہ سے محفوظ ہی وہ کلام معجز ہی اور کلام معجز نہین ہوتا
ہی مگر فعل الہی جو صادق کے ہاتہہ پر پیدا ہوتا ہی بس یہہ کلام الہی ہوا جو ڈالا گیا ہی صادق نبی
علیہ السلام پر اور یہی مدعی ہی اور اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ جاندارونکا پیدا کرنا بہی عالم مین حکمت کی راہ سے
ضروری ہوا اسواسطے کہ اگر عالم مین جاندار نہون تو فعل اختیاری کا ظہور نہو سکے اور بدون اختیاری
فعلون کے عالم رونق نہین ہی اور ارادے اور اختیار کا مظہر بہی ثابت نہوا اور اسطرح سے شعور اور
بوجہہ بدون جاندار کے مظہر نہین رکہتا ہی تو علم کا وصف بے مظہر رہتا اور جاندار کا اختیاری فعل کا مصدر
ہونا بدون خواہش اور نفرت کے متصور نتہا اسواسطے یہ دونون صفتین بہی جاندار کو دینا ضرور ہوا اور
بدون دریافت کرنے اچہے اور برائی کسی چیز کے جسکی طرف جاندار رغبت کرے یا اسسے نفرت کرے
خواہش اور نفرت کا وجود متصور نتہا سو اسواسطے جزئی چیزونکا شعور اور دریافت بہی پیدا کرنا جاندارمین
ضروری ہوا اور جو جزئی چیزونکی سمجہہ بوجہہ پوری جیسی چاہئے تہوڑی مدت مین ممکن نتہی اسواسطے شعور

اور ادراک

اور ادراک کلی جو سب چیز کو شامل ہوا اور سب سے علاقہ رکھے اور ہزارون چیزونکی اچھائی اور برائی اسکی
سبب سے بجھلی جاوے جاندار کو دیا ضرور ہوا سو خواہش اور نفرت کیواسطے قوت شہویہ اور غضبیہ کو پیدا
کیا اور جزئی چیزونکی اچھائی اور برائی دریافت کرنے کیواسطے وہم اور خیال کو معہ اسکے آلات اور اسباب
پیدا کیا یعنی معہ حواس خمسہ پیدا کیا اور شعور اور ادراک کلی کیواسطے روح کو اماوہ اور مستعد کیا اور عقل کی
قوت اسکو بخشی سو ہر جاندار مین شہوت اور غضب اور وہم اور خیال اور عقل کا پایا جانا ضرور ہوا لیکن
جاندار ان چیزونکی ترکیب اور کیفیت کی نسبت سے چار قسم کے واقع ہوئے ہین پہلی قسم وہ ہی کہ انکی عقلی قوت
وہم اور خیال اور شہوت اور غضب پر غالب ہی اور یہ چارون اسکے محکوم ہین یہان تک کہ ان چیزونکا
حکم انکی قوت عقلی کے سامنے بے حقیقت محض ہی کچھہ بھی انکا چل نہین سکتا جیسے مردہ غسال کے ہاتھہ
مین ہر طرح سے اسکے مطیع اور فرمانبردار ہین سو اس قسم کو فرشتہ کہتے ہین اور روحانیات اور شرع
شریف کی اصطلاح مین ملائکہ اور ارواح اور ملکوت اور فارسی مین سروش اور ہندی مین دیوتہ اسی قسم کا
نام ہی اور یہہ قسم خطا اور گناہ سے معصوم اور پاک ہی اور کہانے پینے سونے عورت سے صحبت
کرنے اور دوسری اسی قسم کی خسیس چیزونکے محتاج نہین ہین اسواسطے کہ اختیاری فعلونکے صادر
ہونے کیواسطے انکو نور سے جسم عنایت ہوا ہی جو نہ کٹے نہ ٹوٹے نہ گلے نہ سڑے سب جسمانی صدمونسے
بری ہی کسیطرح کا نقصان اسمین پایا نہین جاتا اور قوت عقلیہ کے غلبے اور وہم اور خیال کے خادم ہونیکے
سبب سے جس صورت پر چاہین اپنی تئین ظاہر کر سکتے ہین اور ہر شکل سے متشکل ہو سکتے ہین اور
چیز کی کیفیت دریافت کر سکتے ہین اور اس قسم مین اشرف اور اعلی حملۃ العرش ہین اسکے بعد گرد عرش
صفے کے صف باندہ کے کہڑے ہونیوالے اسکے بعد کرسی کے فرشتے بعد اسکے آسمانون کے فرشتے
آسمانونکی ترتیب سے اسکے بعد فرشتے بدلی کے کرہ کے اور نسیم کے کرہ کے اور بخار اور زمہریر کے جو
شیطانونپر انکارے مارنے اور پانی برسانے اور بدلی کو کھینچ لانے پر مقرر ہین رعد اور برق سے یعنی گرج اور
چمک سے بدلی کو کھینچ لاکے جمع کرتے ہین جسطرح جانور کو کوڑہ سے مار کر جہان چاہتے ہین لیجاتے ہین
اسکے بعد وے فرشتے جو پہاڑون اور دریاونپر مقرر ہین اسکے بعد وے فرشتے جو عالم سفلی مین یعنے دنیا کے

کامونپر مقرر ہین یعنی انسانی اور حیوانی اور نباتی جسمونکے تصرفات مین مشغول ہین اور دوسری قسم وے جاندار ہین جنکی عقل اور شہوت اور غضب پر وہم اور خیال غالب ہی اسقدر کہ ہر ایک اختیاری فعل مین عقل اور شہوت اور غضب اُنکے وہم اور خیال کے تابع ہوتے ہین اور اُنکا جسم ناری اور ہوائی جزونکا خلاصہ ہی جسکو قرآن شریف مین کہین مَارِجٍ مِن نَّارٍ فرمایا ہی اور کہین نَارِ السَّمُومِ فرمایا ہی اور اُنکا بدن آدمی کی ہوائی روح کا حکم رکھتا ہی جو دلمین پیدا ہوتی ہی آدمی کی ہوائی روح مین اور اُنکے بدنونمین اتنا فرق ہی کہ آدمی کی ہوائی روح عناصر اربع کا خلاصہ ہی جو آدمی کی غذامین کام آتے ہین اور اس قسم کا جسم فقط ناری اور ہوائی جزونکا خلاصہ ہی اور اُنکا بدن نسیمی جو آدمی کی روح ہوائی کے مانند ہی اس قسم سے لطیف ہی کہ اس اصلی بدنسے مختلط اور متحد ہوکے دودھ اور پانی کیطرح ایک رنگ ہوجاتے ہین یہی سبب ہی کہ انکے وہم اور خیال کی قوت اُنکے اس اصلی بدنونکو نسیمی بدنکے مانند متغیر الشکل اور متبدل الصورت کردیتی ہی جسطرح آدمی کا نسیمی جسم خوف اور گھبراہٹ مین اور سرور اور خوشی کی حالت مین متغیر ہوتا ہی ہان البتہ یہہ قسم کبھی اپنے اصلی بدنپر اکتفا کرتی ہی اور اسی سے تصرف کرتی ہی اور تنگ جگہہ مین در آتی ہی اور نکل جاتی ہی جیسے آدمی کے مسام اور کبھی وہم اور خیال کی قوت سے ایک جسم کثیف اور ثقیل اپنے واسطے ترتیب دیکے مختلف شکلونسے جو اچھائی اور برائی کی راہ سے معانی مین بھی متفاوت ہوویں اُنست اور ہولناکی سے ظہور کرتی ہی یہی سبب ہی کہ اس قسم کا جسم اکثر دیکھنے مین نہین آتا جیسے ہوا اور آگ اور شعاع اور باوجود ان وصفونکے یعنی ایسی لطافت کے وہم اور خیال کی قوت سے بہت سخت اور بہاری کام بھی انسے ہوسکتے ہین جسطرح سے ہوا کہ باوجود لطافت جسم کے بہاری درخت کو جڑہ سے اُکھاڑکر پھینک دیتی ہی اور اس قسم کیواسطے کھانا پینا عورت سے صحبت کرنا سب ثابت ہی سوہندی بولی مین دیوتہ کی لفظ انکو بھی شامل ہی لیکن انمین سے جو برائی اور خلق اللہ کی ایذا رسانی پر قصداً مستعد ہین انکو دنیت اور دیونیت بھی کہتے ہین اور فارسی زبانمین اس قسم کے شریر اور بُرونکو دیو کہتے ہین اور اچھونکو پری کہتے ہین اور عربی لغت مین اس قسم کے شریرونکو شیطان اور جنمین جبلی شرارت نہین ہی انکو جن کہتے ہین اور حدیث

شریف کے مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قسم کی شکلونمین اختلاف بہت ہی یعنی انکی ایک طور
کی شکل نہین ہی بعضونکے انمین سے پر ہوتے ہین اور وے تیز ہوا کیطرح ہوا مین اوڑتے ہین اور بعضے انمین
سے اپنے کو سانپ یا کتے کی شکل مین کرکے پہرا کرتے ہین اور بعضے انمین سے آدمیونکی صورت ہوتے
ہین اور گہر بار بہی رکہتے ہین اور اسی طرح کوچ مقام بہی کیا کرتے ہین لیکن انکے گہر اور ٹہراؤ کی جگہہ اکثر
ویرانہ اور جنگل اور پہاڑ ہوتے ہین اور یہہ انکی صورتونکا مختلف ہونا انکی رغبت کے سبب سے ہی یعنی
جسطرف انکی رغبت زیادہ ہوی اسی شکل خاص پر اپنی تئین ظاہر کیا نہین تو اصل انکی وہی ناری اور ہوائی
جزو نسے مل کے ترکیب پائی ہی اور یہہ قسم گویا کہ عالم ملایکہ اور عالم حیوانات کے درمیانمین برزخ کیطور
ہی جسطرح عقل اور طبیعت کے درمیانمین وہم اور خیال برزخ ہی یہی سبب ہی کہ دونون طرف کے حکم
انمین پائے جاتے ہین چنانچہ جس شکل پر چاہنا ہوجانا اور کلی تدبیر و نپر واقف ہونا اور باریک امرونکی اچہائی
اور برائی کو سمجہنا یے سب چیزین عالم ملایکہ کی انمین پائی جاتی ہین اور یہی وجہہ ہی کہ تکلیف کا قلم یہی اوپر
جاری ہی یعنی مکلف یہی ہین اور کہانا اور پینا اور عورت سے صحبت کرنا اور جو دوسرے حیوانونکے خاصہ
ہین یے سب چیزین حیوانونکی سی انمین پائی جاتی ہین اور غضب اور شہوت کے وقت نفس کی فرمانبرداری
کرتے ہین حیوانونکے مانند انمین اور حیوانونمین اتنا فرق ہی کہ حیوانون نے اپنی عقل اور وہم اور خیال کو شہوت
اور غضب کا مغلوب کر رکہا ہی اور انہون نے اپنی عقل اور شہوت اور غضب کو وہم اور خیال کا مغلوب
بنا رکہا اور تیسری قسم وے جاندار ہین جنکی عقل اور وہم اور خیال پر انکی شہوت اور غضب غالب ہی یہان تک
شہوت اور غضب کا غلبہ ہی کہ عقل تو گویا پائی نہین جاتی اور وہم اور خیال انکی شہوت اور غضب کے
فرمان بردار ہین سو اس قسم کا نام حیوان ہی اسکی دو قسمین ہین جنکی شہوت انکے غضب پر غالب ہی انکو
بہیمہ کہتے ہین اور جنکا غضب انکی شہوت پر غالب ہی انکو سباع کہتے ہین جیسے پہاڑنیوالے جانور
سو سباع اور بہایم جسطرح چرندونمین ہوتے ہین اسیطرح پرندونمین اور حشراتمین بہی ہوتے ہین چنانچہ
بعد تلاش اور غور کرنے کے یہہ بات معلوم ہوتی ہی جیسے مکہی کہ یہہ حشرات مین بہیمہ ہی اور مگڑی سباع
ہی اور اسیطرح دوسرونکو بہی قیاس کر لیا چاہئے اور یے تینون قسمین جاندارونکی جوند کو رہیوکلین ہین

سو ذوی روح کی بسایط ہین اسواسطے کہ پہلے روحونکا تعلق انہی تینون قسمون کے بدنونکے ساتھہ ظاہر ہوا پہر انمین سے حقتعالی نے پہلی قسم کو جو فرشتے ہین آسمانپر رہنے کیواسطے مقرر فرمایا اور جو یہہ قسم خطا اور نافرمانی سے پاک تہی اسواسطے عالم کے انتظام کے کام اور اسکی آراستگی کی تدبیرین انکو سپرد ہوین اور دوسری قسم کو یعنی جنات کو اختیاری فعلونکے صادر ہونے کیواسطے لیکن جو خرشی ہین زمین رہنے کا حکم ہوا اور نباتات یعنی اُگنے والی اور بڑہنے والی چیزین جیسے درخت اور گہاس اور معادن یعنی زمین سے خود بخود پیدا ہونیوالی چیزین جیسے چاندی سونا لوہا پتہر وغیرہ اور حیوانات چرند ہون یا پرند ان سب مین تصرف کرنے اور اپنے کام مین لگانے کیواسطے اسکو حکم ہوا یعنے جناتکو یہہ حکم ہوا کہ ان چیزونکو جسطرح چاہو اپنے کام مین لگاؤ اسواسطے کہ جنات کی روحین صفائی اور لطافت مین ملائکہ کے رتبے سے کم تہین اور غلاظت اور کثافت مین سباع اور بہایم کے رتبے سے اعلی تہین اسواسطے انکے بدنونکو بہی عناصر کے جزمونمین سے جو لطیف جزم تہے اُنسے بنایا یعنی ناری اور ہوائی کے خلاصہ سے بنایا تاکہ علمونکے حاصل کرنے اور بوجہنے مین اور حرکات کی سرعت مین درمیانکا مرتبہ انکو حاصل ہووے یعنی فرشتے اور جانورون کے درمیانکا مرتبہ انکو حاصل ہووے اور جو اس قسم کی روحین اور جسم از روے طبیعت کے ملایکہ کی روحون اور بدنونکے قریب ہین تو اس قسم کو ممکن ہوا کہ عالم ملکوت سے یعنے فرشتونسے بعضی غیب کی چیزین معلوم کرلین اور انکی مجلسون اور محفلونمین آسمانپر حاضر ہوسکین اور تیسری قسم کو یعنے حیوانکو فقط انکی خدمت اور انکی خواہش کی پیروی اور نفرت کیواسطے پیدا کیا پہر ان تینون قسمونکی پیدایش کے بعد حقتعالی نے چوتہی قسم کو یعنی انسانکو خلعت وجود کا عنایت فرمایا اور یہہ قسم اُن تینون قسمونسے گویا مرکب ہوکر معجون کیطور پر ظاہر ہوی ہے اور عقل اور وہم اور خیال اور شہوت اور غضب اس قسم کا ہر ایک اعتدال کے قریب ہی اس سبب سے زمین کی سلطنت اسکو سپرد ہوئی اور خلعت خلافت کا اسکو عنایت ہوا اور غیب کے علم اسکے حوصلے کے موافق ملایکہ کے وسیلے سے خاص اسی قسم پر نازل فرمائے اور تمام حیوانات کو اور سب اُگنے والی اور زمین کے اندر پیدا ہونیوالی چیزونکو اسکا تابعدار اور فرمانبردار کردیا تاکہ خلافت کبری کے امورات کو اچہے طور سے سرانجام کرے اور جو چیز بسائط ذوی الارواح سے یعنی پہلی تینون قسمونسے متوقع تہی یعنے جو کچہہ بسکی وہ اسمین ظاہر ہووے

ایک نکتہ پوشیدہ یعنی جنات کی خلقت کے تقدم کا بھید انسانکی خلقت پر واضح ہوگیا کہ جو بات منظور تھی جب اس قسم سے نہ ہوسکی تب انسانکو پیدا کیا اور جنات کا شریک ہونا انسان کے ساتھ امانت الٰہی اُٹھانیکی تکلیف مین بھی ظاہر ہوگیا یعنی اس امانت کے اُٹھانے مین یہ دونون شریک ہین لیکن جو عالم جنات کا گویا سطح سفلانی عالم ملایکہ کی ہے اس سبب سے انسانکے کمال کی راہ اس عالم جنات نے خراب کردی اور عالم بالا پر انکی ترقی کو روکا ہی حتی المقدور چڑھنے نہین دیتا اور اکثر بنی آدم کو اسی سطح سفلانی مین گرفتار کرکے خراب کر ڈالتا ہی یہان تک نوبت پہنچی کہ انکی ہمتین اور اسکی دریافت کی قوتین بھی اسی سطح سفلانی مین منحصر ہوگئین اس سطح کو پہاڑ کر اوپر چڑھنے کی طاقت اور حوصلہ زیادہ بعضے بنی آدم نے اس سطح کے معمود شخصونکو اپنا معبود ٹہرالیا اور بعضون نے اپنی حاجتون انہی سے مدد مانگنا شروع کیا اور بعضون نے غیب کا علم انہین ثابت کرکے آگے ہونیوالی چیزونکا احوال انسے دریافت کرنا شروع کیا اور شرک پیدا ہوا یہانتک کہ بعضے بنی آدم کے جاہلون نے اس قسم کے وجود کو بلا واسطہ حضرت رب العزت سے سمجھکر اُس ذات پاک کی لڑکیان انکو قرار دیا ہی نعوذ باللہ من ذٰلک اور ہندون کے اور عرب کے مشرکون کے اور دوسرے کافرونکے مذہبون اور رسمون مین اگر خوب غور اور تامل کرکے دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ ان لوگونکا علم اور دریافت اور ہمت سوائے اس سفلانی سطح کے زیادہ نہین ہے بلکہ جاہل مسلمان بھی اسی بلا مین گرفتار ہین اور اس عالم کے بعضے شخصونکا پیر نام رکھا ہی اور اکثر غیب کی بات انسے پوچھا کرتے ہین یعنی یون پوچھتے ہین کہ اب آگے ہمارے دن کیسے ہین اچھے یا بُرے اور ہر کام مین انہی سے مدد چاہتے ہین مثلاً روزی کی کشادگی اور اولاد اور دوسری اسیطرح کی چیزین انسے طلب کرتے ہین اور بعضون کا نام پریان رکھا ہی جیسے سبز پری اور لال پری اور بعضونکو پیر ٹہرایا ہی اور اسی پر دوسرونکو قیاس کرلینا چاہئے اللہ تعالی سب مسلمانونکو اس آفت سے بچاوے اور توحید کامل نصیب کرے سو جب ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قریب ہوا تو پہلے اس سطح کو جو عالم غیب کی راہ کو مانع تھی توڑ ڈالنا اور دور کردینا ضرور ہوا کہ انسان کی ارواح کی ترقی کی راہ کھل جاوے اور صاف ہوجائے اسیواسطے فرشتونکو حکم الہی صادر ہوا کہ اگر

جنات آسمانپر آنیکا ارادہ کرین تو انکو آگ کے انگارونسے مارو اور اُوپر آنے نہ دو تاکہ آسمانی احوال
سے مطلع نہو وین اس سبب سے ابلیس اور اسکے تابعدارونکو کہ گمراہی اور گمراہ کر دینے کا عہدہ اُٹھائے
ہوے ہین بلکہ انکی طبیعت برائی ہی کو چاہتی ہی نہایت ذلت اور رسوائی حاصل ہوئی اور جتنے انکے مکر
اور فریب تہے جیسے کبھی کاہنونکو کوئی بات غیب کی بتلاکے اپنی غیب دانی ثابت کرتے تہے اور کبھی شاعرون
کی فکر مین دخل دیکے کوئی مضمون عجیب باریک تراش کے اپنی تعریفین سنتے تہے اور کبھی ہوا ہوکر
بتونکے جسمونمین درآکے عجیب اور غریب آوازین کیا کرتے تہے سو اس ممانعت سے انکے بزرگیونمین خلل
پڑگیا اور انکی شیخیان جاتی رہین اور بالکل یہہ کارخانہ بیکار ہوگیا اور انہی عجائبات سے ایک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی سو اسکو بہی جنونکی زبانسے ثابت کرتے ہین اسواسطے کہ ایسے کامونمین جن
بہت واقف اور خبردار ہین اور انکی دریافت زیادہ ہی سو اس سبب سے گویا یہہ سورۃ جن نے
اسواسطے کہ انہی کے کلام کی تفصیل اس سورتمین بیان ہی جیسے ایمانکی اچہائی اور کفر کی برائی اور شرک کا
رد اور توحید کا اثبات اور شیطان کے مکرونکا دفع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی حقیقت
کا اثبات یہ سب باتین جنونکی زبانسے بالتفصیل اس سورتمین بیا کی گئی ہین اور اس سورت کے نازل ہونیکا
سبب یہہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونیکے بعد مکہ معظمہ مین دس برس تک طرح طرح سے
کافرونکو سمجہاتے رہے اور اللہ تعالےٰ کی توحید کیطرف بلاتے رہے پہر جب دیکہا کہ یہ لوگ بالکل ہماری بات
کو نہین سنتے اور ہماری نصیحت کو قبول نہین کرتے آخر کو انکے ایمانسے مایوس ہوکے آپنے چاہا کہ اب انکو
چہوڑ دئے اور بیگانونکو اور غیرونکو نصیحت کیجئے شاید وے راہ پر آوین اس ارادے سے پہلے آپ طایف کیطرف
تشریف لے گئے اور وہان ایک علاقہ بہی تہا یعنی ایک عورت قریش کے قبیلے کی جو بنی جمح کے بطن سے تہی
طایف کے کسی سردار کے نکاح مین تہی اور طایف مین سب تین سردار تہے ایک عبد یالیل اور دوسرا مسعود
اور تیسرا حبیب لیکن ان تینون سردار آپکے ساتہہ بدسلوکی اور برائی سے پیش آئے یہان تک کہ اپنے
شہر سے نکال دیا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کیطرف اسی نیت سے تشریف لے گئے کہ شاید
یہ لوگ ہماری بات سنین احمد یہہ سوق عکاظ ایک بازار کا نام ہی یہہ بازار کیطور پر تہی سال مین ایک مرتبہ

بیسوین شوال سے دسوین ذیقعدہ تک وہان مجمع رہتا تہا اطراف اور جوانب کے لوگ بیع اور شرا کیواسطے وہان جمع ہوتے تہے سو اسطرف جانے مین ایک دن راہ مین آپنے نخلہ مین مقام کیا تہا اور صبح کو آپ صحابہ کے ساتہہ فجر کی نماز مین مشغول تہے اور قرأت جہر سے آپ پڑہ رہے تہے اُسوقت نو جن اسطرف آگئے اور وے جن بنو شیصا کے فرقے سے تہے جو جنون کے قبیلون مین بہت عمدہ قبیلہ ہی اور شہر نصیبین کے رہنے والے تہے اور اسطرف اُنکے آنیکی وجہہ یہہ ہوئی تہی کہ جب آسمان پر جانے سے جن منع کئے گئے اور جب ارادہ اوپر جانیکا کرتے تو آگ کے انگارے انپر پڑتے تب سب جنون نے آپسمین مشورہ کیا کہ اسکا سبب کیا ہی جو ہمکو آسمان پر چڑہنے کی ممانعت ہوئی اور وہانکی خبر سے ہمکو روکا ہی پہر آپسمین یہہ صلاح ٹہہرائی کہ تمام دنیا مین مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک پہر کر خبر لو اور دیکہو کہ کونسی نئی چیز زمین پر ظاہر ہوئی ہی جسکے سبب سے ہم لوگون کیواسطے اسطور کی ممانعت ہوئی ہی اس تدبیر سے اگر کچہہ معلوم ہوجاوے اور اسکا تدارک ہمسے ہوسکے تو اسکے دفع کرنیکا کچہہ علاج کرین سو اس چیز کی تلاش مین یہ نو شخص ایدہر تہامہ کیطرف آنکلے تہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے قرآن شریف اور فرقان منیف کو سُنا اور اسکی تاثیر انکے دلونپر پڑی اور اسکے سُنتے ہی ان لوگونکو یقین ہوگیا کہ یہہ کلام اللہ تعالی کیطرف سے اترا ہوا ہی اور یہی ہماری ممانعت کا سبب ہی تاکہ کوئی ہم مین سے اسکو چوری سے آسمانسے سُنکر کسی دوسرے کو نہ پہنچا دے پہر جب تمام قرأت آپکی زبان مبارک سے سن لی تب اپنی قوم کیطرف گئے اور انکو اس خبر سے آگاہ کیا اور اس جماعت مین جنہون نے قرآن شریف سُنا تہا دو سردار تہے ایکا نام وبیعہ تہا اور دوسرے کا نام عمرو تہا ان دونون کا قصہ تاریخ کی کتابونمین تفصیل سے مذکور ہی بعد اسکے اِنکے سمجہانے سے نو دے سردار جنون کے نصیبین اور نینوا کے رہنے والونسے اپنے لشکر اور تابعدارونکو لیکر قرآن کو سُننے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال اور آپکی صحبت سے مشرف ہونے کو ارادہ کیا جب قریب پہنچے تب وبیعہ نے آگے جاکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ بہت سے جن آپ کے جمال مبارک کے دیکہنے کو اور قرآن شریف کے سُننے کو آتے ہین جس مکان مین جسوقت حکم ہووے حاضر ہوون انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کیوقت شعب الحجون کے نواح اور میدان

جمع ہوین اسواسطے کہ دنکو اگر ملاقات ہوگی تو شہر کے لوگونکو دہشت اور خوف حاصل ہوگا اور شعب
الحجون ایک پہاڑ کے درے کا نام ہی بڑا میدان ہی مکہ معظمہ کے قریب پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نماز عشا سے فراغت کرکے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتہہ لیکر اسطرف کو تشریف فرما
ہوئے جنونکا ہجوم بہت دیکہا اور سبکو مشتاق پایا عبداللہ بن مسعود کو درے کے باہر چہوڑا اور ایک
خط اپنے دست مبارک سے انکے گرد کہینچ دیا اور فرمایا کہ جب تک ہم نہ آوین اس خط کے باہر قدم مت رکہنا
کہ مبادا کچہہ تمکو جنون سے اذیت پہنچے اور آپ وہان تشریف فرما ہوکے اپنی دیدار سے ان سبکو مشرف
کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین دور سے دیکہتا تہا انمین سے بعضے گیدی کی شکل کے تہے
اور بعضے زط یعنی جٹ کی شکل اور طور پر اور یہہ ایک فرقہ ہی بصرہ کے متصل رہتا ہی ننگے سر اور ننگے پانون
رہتے ہین اور سفید کپڑے سے ستر عورت کو دہانکتے ہین اور رنگ انکے بدن کا سیاہ ہوتا ہی اور انکے
سر اور داڑہی کے بال دوہرے ہوتے ہین سر خمی مایل اور بعضے دوسری شکل کے تہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہجوم کیا اور آپ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوے صبح تک آپ انکی تعلیم
اور تلقین مین مشغول رہے پہر انہون نے عرض کی کہ تبرک کے طور پر کچہہ تمکو عنایت فرمائے آپ نے فرمایا
کہ مین ایسا توشہ تمکو دیتا ہون جو قیامت تک تمہاری قوم کو نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن کام آوے
اور وہ یہہ ہی کہ جہان کہین ہڈی خالی یا اونٹ یا بکری کی مینگنی یا گانی بہیس کا گوبر پڑا ہوا پاؤ اسکو اپنے تصرف
مین لاؤ حقتعالی جلشانہ میری دعا سے تمکو اسمین ایسا رزق اور ایسی لذت عنایت فرماوے گا جو
تمہارے اگلے کہانے پینے سے بڑہ کر ہوگی اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ کویلے کو بہی آپ نے انکو عنایت
فرمایا پہر جنونے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان چیزونکو آدمی گندا کرڈالتے ہین اور نجاست سے خراب کردیتے
ہین آپ نے فرمایا کہ ہم ادمیونکو منع کردین گے کہ ان چیزونکو نجاست سے آلودہ مت کیا کرو چنانچہ
اسیوقت سے ہڈی اور خشک گوبر اور مینگنی سے استنجا کرنا منع ہوا اور اُن دنونمین جنات کے آپسمین
ایک خون ہوگیا تہا اسکے فیصلے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا آپ نے جو حق بات تہی سو کہہ دیا
پہر وے سب اسپر راضی ہوے اور جتنے تہے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور آپ مکانکو تشریف فرما ہوے

اور دوسری مرتبے بہت سے جن حرا پہاڑ پر جسکو اب جبل نور کہتے ہین جمع ہوے اور وے جزیرہ کے
باشندے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک جن کو خبر کرنیکو بھیجا اُس شبکو آپ تنہا
تشریف فرما ہوے تھے اور تمام شب انکی تعلیم اور تلقین مین رہے چنانچہ صبح کیوقت صحابہ کو انکی آگ اور
لکڑیان اور دوسری چیزین جو وے چھوڑ گئے تھے آپنے بتائی تہین اور یہہ صحیح مسلم مین مذکور ہی حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ جنونکا آپ کی خدمت مین حاضر ہونا اور دین کی باتونکی تحقیق کرنا کتنے مرتبے ثابت ہے
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے مین نزلہ کی قوم کو جب دیکھتے تھے تب خوف کہاتے تھے اور پوچھتے
تھے کہ کیا یے جن ہین لوگونکو تعجب ہوتا تہا اور کہتے تھے کہ یے جن نہین ہین یے تو آدمی ہین تب عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مین نے جسوقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی مین جنونکو اُس شکل اور
صورت کا دیکہا ہی اسوقت سے جب یے مجھکو نظر پڑتے ہین مجھکو انہین جنونکا گمان ہوتا کہ شاید یے بھی
جن ہووین اور یہہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ رحمن کو جب جنون پر
پڑہا تہا تو جنونے اس سورت کو نہایت مودت ہوکے سُنا تہا اور جب آپ یہہ آیت پڑہتے تھے کہ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ یعنی پہر کس کس نعمتونکو اپنے رب کی جھٹلاؤگے تم دونون ای آدمیو اور جنو تو اسکے
جواب مین وے سب پکار کر کہتے تھے کہ ہم کسی تیری نعمت کی ای پروردگار ناشکری نہین کرتے سو تعالے
جلشانہ اس سورۃ کا مضمون کافرونکو سُناتا ہی تاکہ انکو کچھہ یہی عبرت اور نصیحت ہووے اور اسبانکو خوب
طرح سوچین کہ جنتا کی خلقت تابعداری اور فرمانبرداری سے بہت بعید اور دور ہی یے ہرگز نہین چاہتے کہ کسی
کے تابعدار ہووین لیکن باوجود اسکے انکا تو یہہ حال ہی کہ سُنتے ہی قران کے اسپر ایمان لاے اور پیغمبر کے
فرمانبردار ہوگئے اور دل اور جان سے اسکی تابعداری قبول کی تم لوگ تو ہم جنس ہونیکو تو چاہیے تھا کہ اپنے
سر کو قدم بناکے دین اسلام مین داخل ہوتے اور رسول کی فرمانبرداریکو خوشی ہوکر دل اور جانسے
قبول کرتے باقی رہے یہانپر دو سوال جنکا جواب دینا ضرور ہی پہلا سوال یہہ ہی کہ اس سورت مین
پہلی لفظ اُوْحِیَ اِلَیَّ کی واقع ہوئی ہی اور یہہ جملہ حاکیہ ہی اسکے واسطے محکی عنہ ضرور چاہیے اور اگر اسی
سورتکو محکی عنہ ٹہراوین تو وہی مغالطہ جو منطقیونمین جذر اصم کرکے مشہور ہی یعنی مشکل مشہور ہی درپیش ہوتا

ہی اور متحد ہونا حکایت اور محکی عنہ کا لازم ہوتا ہی تو چاہیے کہ اس سورت کے مضمونکی خبر اس سورتکے نازل ہونے کے پہلے وحی مین آئی ہو اور یہہ بات واقع کے خلاف ہی سو جواب اس سوال کا یہہ ہی کہ سورتکے نازل ہونیکے پہلے پانچ آیتین جو سورہ احقاف مین ہین اور اس قصہ کے اصل ہین وحی ہو چکی تہین اور وہ آیتین یہ ہین وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ اور چار آیتین اسکے بعد کی اور یہہ بہی ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سورتکا مضمون بغیر عبارت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر القا کر دیا ہو بعد اسکے اس سورتکو اس عبارت سے نازل کر کے حکم فرمایا ہو کہ اس وحی کے مضمونکو اور اس عبارتکو کافرونکے سامنے بیان کرو تاکہ اسکو قرائنکی حقیت اور تمہاری نبوت پر دلیل پکڑین اور انکار کو چھوڑین دوسرا سوال یہہ ہے کہ جنونکے قول سے تیرہ باتین اس سورت مین بیان فرمائی ہین سو پہلے کلام مین حرف اِنَّ کا ہمزہ کے زیر سے آیا ہی یعنی یون فرمایا ہی اِنَّا سَمِعْنَا اور دوسرے بارہ کلمونمین اِنَّ کا ہمزہ مفتوح ہی یعنی زبر ہی اور قول کے مقولہ مین اَنَّ مفتوح نہین آتا ہی بلکہ اِنَّ مکسور آتا ہی سو اسمین عربیت کے قاعدیکا خلاف لازم آتا ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ پہلا کلام یعنی اِنَّا سَمِعْنَا یہہ صریح جن کا مقولہ ہی اسمین ہمزہ کا مکسور لانا ضروری ہی سو موجود ہی اور باقی بارہ کلمونمین ضرور نہین ہی اسواسطے کہ وے فاصلہ کے سبب سے صریح مقولہ نہین ہین بلکہ وہان اذکروا یا اخبروا کی لفظ مضمر ہی اور اَنَّ سبکا عطف قالوا پر ہی اور اِنَّ کے ہمزہ کو بعد معنی قول کے فتحہ لازم ہی اور اسکے بعد جو بارہ کلمے ہین جیسے وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ اور اسکے سوائے یہ سب جنونکے قول مین داخل نہین ہین بلکہ یہ وحی مین داخل ہین اور اِنَّہ استمع پر معطوف ہین واللہ اعلم بالصواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ کہہ تو اے پیغمبر کہ اگر تمہارے دلونمین یون سمایا ہی کہ آدمیونکا عاجز ہونا اس کلام سے اس سبب سے ہی کہ یہہ کلام جنکا ہی اور آدمی جن کی برابر کلام بنا نہین سکتے تو جنونکا حال سنو کہ جنون نے اس کلام کے سنتے ہی اسکے اعجاز کا اقرار کیا اور یہہ جنونکا اقرار کرنا میرے پاس جنون کیواسطے سے نہین پہنچا ہی تاکہ

اس خبر مین احتمال صدق اور کذب کا ہو بلکہ حقتعالی کیطرف سے وحی کیطور پر مجھپر نازل ہوا ہی اسواسطے
کہ اُوحِیَ اِلَیَّ اَنَّہٗ وحی کی گئی ہی میری طرف اس مضمون کی کہ جنون نے اس کلام کے معجز ہونے کا
اقرار کیا اور یہ اقرار اسطور کا نہین ہی کہ اس کلام کو سرسری سُن کے بدون سمجھے بوجھے اسکی فصاحت
اور بلاغت کے اسکے اعجاز کا اقرار کر لیا ہو بلکہ اِستَمَعَ نہایت توجہہ سے کانکر کہہ کے سُنا ایک دو نے
نہین کہ انکے اقرار پر اعتماد نہو بلکہ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ بڑی جماعت نے جنون سے جنکی خبر کو حکم تواتر کا ہے
اور جب ایک امر وجدانی سے اسقدر بہت لوگ خبر دیوین تو اس خبر کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور یہہ
خبر جنون نے کچھہ مجھی کو اور دوسرے آدمیونکو فقط نہین دی ہی تاکہ کسیکی باسداری اور خاطر داریکا
احتمال ہو بلکہ اُن جنون نے اپنی قوم مین جاکر یہہ خبر پہنچائی فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا پھر کہا
بے شک ہمنے سُنا ہی قران یعنی ایک پڑہنے کی چیز یہان پر جانا چاہیے کہ دنیا مین کتابین تصنیف کی
ہوین دو قسم کی ہوتی ہین ایک قسم تو فقط خواندنی ہوتی ہی جسمین خدا کا ذکر بہت ہو اور اللہ تعالی
کی وے صفتین اور مدحین اسمین ہوین جو وقت طلب نہوین بلکہ عقل کے نزدیک ظاہر اور عام فہم
ہوین جیسے اذکار امام نووی اور حصن حصین اور اوراد فتحیہ اور اس قسم کی دوسری کتابین جنمین اللہ تعالے
کے کیلے کیلے وصف بیان ہین اور دوسری قسم وہ ہی جو دیدنی ہوتی ہی یعنی بدون مطالعہ اور غور کے
اسکا مطلب بوجھہ مین نہین آتا جیسے عقاید اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور دوسرے دینی علمونکی کتابین
کہ انمین حقتعالی کی دقیق اور باریک صفتین اور مدحین جو عام کے فہم سے باہر ہین اور عجایب غرایب اسکی
قدرتین اور صنعتین اور دنیا اور آخرتکے حکم اور انبیا اور اولیا اور دوسرے اسکے خاص بندونکے احوال
اور ایسے مسئلے اور قاعدے جو ان چیزونکے بوجھنے اور سمجھنے مین کام آوین بلکہ واسطہ پڑین یے سب
انمین مندرج ہین اور یہہ حقتعالی کا کلام جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی اسطرح کا ذکر اور
صفات الہی سے پر ہی کہ سب عام کے بلکہ آدمیونکے فہم مین آتا ہی اور ہرگز عقل کے نزدیک اسمین کسی
طور کی پوشیدگی پائی نہین جاتی اور کوئی آیت اس کلام پاک کی بلکہ کوئی جملہ طویلہ اسکا ذکر الہی سے
خالی نہین ہی اسیواسطے اس کلام کا نام قران رکھا ہی اسواسطے کہ اذکار اور اوراد کے حکم مین ہے

لیکن جنون نے جب یہہ کلام سُنا اور بوجہا کہ یہہ کلام ذکر اور وہی تو اسکے ساتھہ ہی ایک بات اور بھی انہون نے اُسسے بوجھی اور کہا کہ عَجَبًا یعنی ایک ذکر ہی لیکن نہایت عجیب اور غریب نکات کو شامل ہی اسواسطے کہ باوجود ذکر ہونے کے حقایق الٰہیہ اور کونیہ کے دقیقون کو جامع ہی اور بہت ہی عمدہ دانایون کیسی اسکی تقریر ہی کہ ہر چیز کی کُنہین اور باریکیان خوب توضیح سے بیان کی ہین پہر اگر اُسکے وعظ اور نصیحت کے کلمونمین تامل اور غور کیجئے تو وے بھی بہت ہی دلچسپ اور مناسب ہین اور خطابت کے طریق کو اسمین انتہا درجیکو پہنچایا ہی پہر اگر اسکے عمدہ مضامین مین خوب غور اور تامل کیجئے تو عجیب لفظونمین اُن مضمونونکو بیان فرمایا ہی کہ ہرگز کسی مخلوق کا کلام اس اسلوب کا پایا نہین جاتا اسواسطے کہ یہہ کلام نہ نظم ہی نہ مسجع نثر ہی لیکن باوجود اسبات کے تشبیہ اور استعارہ کی رعایت اس خوبی سے اسمین کی ہی کہ انتہا درجیکی فصاحت اور بلاغت کے رتبے کو پہنچا ہی اور ان سب سے علاوہ یہہ ہی کہ یَهۡدِیۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ راہ دکہاتا ہی صواب اور بہتری کی اور روح مین بھی تاثیر کرتا ہی اور اپنے معنونکو روح مین منقش کر دیتا ہی اور مُدرِکہ کو اسطور سے منوّر کر دیتا ہی کہ اسکی تاثیر تمام قوتونکو غضبیہ ہون یا شہویہ سبکو گھیر لیتی ہی بس یہہ کلام ورد اور ذکر کا بھی حکم رکھتا ہی اور معلّم اور اُستاد کا اور پیر اور مرشد کا بھی اور باوجود اسکے اس قسم کا یہہ کلام نہین ہی کہ فکر اور تخیلات سے علاقہ رکھے یا عقلی قیاسونسے نکلا ہو یا وہمی اور خیالی مقدمونسے مرکب ہو بلکہ نہایت ہی عمدہ عجائبات اور غرائبات کو شامل ہی فَاٰمَنَّا بِهٖ پہر ایمان لائے ہم اسکلام پر اور جان لیا ہمنے کہ اس قسم کا کلام نہوگا مگر حقتعالی کیطرف سے اور اگر باوجود ایسی تاثیر اور ایسی خوبی اسکلام کی بوجھنے کے بعد بھی اسکلام کو کلام الٰہی نجانین ہم بلکہ اسکلام کو حقتعالی کے غیر کیطرف سے جانین کہ دوسرا بھی اس قسم کا کلام بنا کر نازل کر سکتا ہی تو گویا شرک کو ثابت کیا ہمنے وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا اور ہرگز ہم شریک نہ کرین گے اپنے پروردگار کے ساتھہ کسیکو اور یہہ بھی جنون نے ذکر کیا کہ پروردگار مطلق وہ ہی کہ عظمت اور بزرگی انتہا درجیکی اسمین پائی جاوے اور کوئی اسکی برابری نکر سکے وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا اور بے شک حال یہہ ہی کہ بہت ہی بلند ہی بزرگی ہمارے پروردگار کی اِسسے کہ کوئی اسکا

شریک ہوسکے اور یہی وجہہ ہی جو مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا نہین لیا ہمارے پروردگار نے
عورتکو اور نہ لڑکے کو اسواسطے کہ عورت اکثر نانگی کا مونہین مرد کے شریک ہوتی ہی اور لڑکا باپکے
مال اور ملک مین شریک ہوتا ہی اور اللہ تعالی پاک ہی اسباتسے کہ کوئی زور اسکا شریک ہوجاوے
یا کسی کو وہ خود اپنی رضا سے اپنا شریک کرلے اسواسطے کہ دونون قسم کی شرکتونمین انتہا درجکی علت
کا نقصان ہی اور یہہ بھی ہوا کہ قران شریف کے سُنّے کے پہلے جوانکے دلونمین بری باتین گڑی ہوی تہین
جسطرح انکے اعتقاد مین یہہ تہا کہ بعضے اسکے بندے اسکے کارخانے مین شریک ہین یا بعضے اسکی اولاد
ہین یا بعضے اسکی جورو ہین سو ان سب باتونسے توبہ کی اور اسکا عذر اسطور سے بیان کیا وَّاَنَّهٗ
كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا اور بے شک حال یہہ ہی کہ کہتے تہے احمق لوگ ہم مین سے
اللہ تعالی پر ایسی بات جو اسکی شان سے بہت بعید ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ابلیس اور دوسرے جن جو
اسکے تابع تہے بُرے اعتقاد حقتعالی کی جناب مین رکہتے تہے اور اسکے مخلوقات مین سے کسیکو اللہ تعالی
جورو ٹہہرایا تہا اور کسیکو اسکی اولاد اور بعضونکو اسکا شریک ٹہہرایا تہا اور اللہ تعالی کی خاص صفتین اُنمین
ثابت کرتے تہے اسطور سے کہ بعضونکو کہتے تہے کہ یہہ شخص قدرت کاملہ رکہتا ہی جو چاہے سو کرسکتا ہے
اور بعضونکے علم کو محیط جانتے تہے یعنی دور اور نزدیک کہلا اور چہپا سب اسکے نزدیک برابر ہی کوئی چیز
اُسسے پوشیدہ نہین ہی اور بندونکو اپنے فعل کا خالق جانتے تہے اور بعضون کو ایسا جانتے تہے کہ
اگر کوئی مشکل کیوقت انکو پکارے تو وے غیب سے اسکی مدد کرکے اسکی حاجت روائی کرسکتے ہین اور
بعضونکو عبادت کا مستحق جانتے تہے یعنی انکے واسطے عبادت کرنا ضروری ہی جیسے سجدہ کرنا یا
انکے نام کا روزہ رکہنا اور سوا اسکے اور بعضونکو ذکر دایم کا مستحق جانتے تہے یعنی انکے نام کو ہر وقت
جپنا بڑا ثواب رکہتا ہی اور بعضونکو ایسا جانتے تہے کہ انکے نام پر جانور کو ذبح کرنا بڑا ثواب ہی اور
وے اسکے مستحق ہین اور مال کو کسی کے نام پر خرچ کرنا اور نذر اور ہدیہ اسکو پہنچانا اسکو اسکی نزدیکی اور
خوشی کا سبب جانتے تہے اور بعضونکو ایسا جانتے کہ اگر لوگ اپنی ثمین انکا بندہ اور پرستار کہین تو
درست ہی اور وے اسکے مستحق ہین اور اسیطرح کے بہت سی باطل چیزونکے معتقد تہے سو اب اس قران شریف

کے سنسے سے ہمکو معلوم ہوا کہ وے سب اعتقاد ہمارے بے اصل اور باطل تہے اللہ تعالی ایسے خا
اور بُرے اعتقاد ونسے بری اور پاک ہی اور اس اپنے باطل اعتقاد ونسے عذر کرنے مین یہہ بہی جنون نے
بیان کیا کہ وَاَنَّا ظَنَنَّآ اور بے شک ہمنے گمان کیا تہا کہ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ہرگز نکہین گے
آدمی اور جن جرأت کرکے اور بے باک ہوکے عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اللہ پر جہوٹہہ کوئکے کلام کا حاصل یہہ ہے
کہ ہم اتنی مدت تک ایسے باطل اعتقاد ونمین جو پہنسے رہے اسکا سبب یہہ تہا کہ ہمنے تقلید کی تہی اُن
لوگونکی جو عقل اور دانائی مین سارے جہانسے ممتاز تہے اور حق اور باطل کے دریافت کرنے مین اپنی تئین یکتا ہی
زمانہ جانتے تہے اور ہمنے یہہ جانا تہا کہ اسقدر جماعت کثیر جن اور انس سے کہ ہر ایک اُنمین سے عقل اور دانائی
مین کسیکو اپنا ثانی نہین جانتا ہی اور ہر بات کی تہ کو پہنچنے مین ہر ایک اپنی تئین دوسرے سے بڑہ کر جانتا ہے
سوا ایسے عاقل اور فہمیدہ لوگ سب کے سب ایکبارگی کسی بڑے شخص پر مخلوقات سے جہوٹہہ باندہنے کے
پہر ایسے شخصونسے اللہ تعالی پر جہوٹہہ باندہنا جو سب بڑونسے بڑا ہی اور اسکی عظمت اور بزرگی کے
سامنے کسیکی عظمت اور بزرگی پاسنگ کو بہی نہین پہنچتی ہی کسطرح ممکن نہین ہی اور ہرگز یہ لوگ ایسی
جرأت اور بے باکی نہ کرین گے لیکن اِن لوگونمے بڑی جرأت اور بے باکی کی کہ اللہ تعالی پر جہوٹہہ باندہا اور اس
اُنکی جرأت اور بے باکی کا سبب یہی ہمنے دریافت کیا اور اس سبب کو جنون نے یون بیان کیا وَاَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ اور بے شک تہے بہت لوگ آدمیونسے کہ باوجود مرد ہونے کے کہ عقل کا کمال اور
دلکی قوت اور بےخوفی مرد کو لازم ہی يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ پناہ مانگتے تہے جن کے فرقے کے
مردونسے اور یہہ انکا پناہ مانگنا کئی قسم کا تہا پہلا طور پناہ مانگنے کا یہہ تہا کہ جب کوئی مرض انکو لاحق ہوتا
تہا تو وے جانتے تہے کہ یہہ جن کی بدنظری کا اثر ہی سو اس جن کیواسطے کہانا اور خوشبو اور بخور تیار کرکے
جسجگہہ پر جاتے تہے کہ یہان جنون کے آنیکا گمان ہی وہان وے چیزین رکہہ دیتے تہے تاکہ اس چیز کو رشوت
کیطور پر قبول کرین اور ہمکو ایذا پہنچانے سے باز آوین اور دوسرا طور پناہ مانگنے کا یہہ تہا کہ مشکل اور کٹہن
چیزونمین انکی طرف رجوع کرتے تہے اور انکے نام کو وظیفے کیطور پر جپا کرتے تہے اور اُن تراشی ہوئی صورتون
پر جنکو انہی جنون کے نام کا ٹہہرایا تہا اور انکو بت کہتے تہے نذرین اور ہدیے اور قربانی چڑہاتے تہے تیسرا

طبرانی ابن ابی حاتم

طور یہہ تہا کہ جب کسیکو انمین سے آگے کی بات دریافت کرنا منظور ہوتا تہا تو کاہنون پاس جاتے اور اُنسے پری خوانی کراتے یعنی جنونکے بلانے کا طور ہی جیسے مکانونکو صاف کرنا اور پہول رکہنا لوبان جلانا راگ گانا تاکہ اس سبب سے جن اسجگہہ آکر حاضر ہون اور اس چیز کی جو مطلوب ہی خبر دیوین کہ فلانی چیز یون ہوگی اور فلانی چیز یون چوتہا طور یہہ تہا کہ جب سفر مین کسی جنگل یا پہاڑ یا مکانمین اُترتے تو جنونکے بادشاہون اور سردارونکے نام لیتے اور اُنسے پناہ اور مدد چاہتے تاکہ اس مقام پر انکے تابعدارون سے کوئی صدمہ ہم پر نہ پہنچے اور اس مضمون کے کچہہ کلمات بنا رکہتے تہے اسکو پڑہتے تہے جیسے دہائی لونا جہار کی یا گلو اسیر کی اور اسی طور کے دوسرے کلمات اب بہی مشہور ہین اور اُنکے اعتقاد مین یون سمایا تہا کہ جب انکی پناہ مین آگئے تو اب سب بلاؤنسے محفوظ رہینگے پانچوان طور یہہ تہا کہ انکی تعریفون اور خوشآمد اور چاپلوسی کیا کرتے تہے اور نذرین اور ہدیے اور اچہے اچہے کہانے انکے نام پر دیکر انکو اپنی طرف متوجہہ کرتے تہے تاکہ وہ عاجزی اور احتیاج کیوقت اس حیلے سے انکے کام آوین اور انکی مدد کرین چنانچہ کردم بن السایب اپنے باپ سے کہ وے صحابی تہے روایت کرتے ہین کہ انکے باپ کہتے تہے کہ سفر مین ایکمرتبے ایک عجیب چیز دیکہنے مین آئی کہ جنگل مین ایک شخص بکریان چراتا تہا ایک بہیڑیا آیا اور اسکی بکریونمیں سے ایک بکریکو اُٹہا لیگیا اس شخص نے ایک جن کا نام لیکر پکارا کہ ای فلانے جلد آؤ کہ بہیڑیا میری بکریکو لئے جاتا ہی اُس آواز کے ساتہہ ہی سناہنے کوئی شخص کہتا ہی کہ ای بہیڑئے اسکی بکریکو چہوڑ دے پہر اسیوقت بہیڑئے نے اس بکریکو چہوڑ دیا بلکہ جہانسے لے گیا تہا اسی جگہہ پہنچا کر چلا گیا فَمَا زَادُوْهُمْ رَهَقًا پہر زیادہ کیا اِن آدمیون نے جنون کا تکبر اور غرور اسواسطے کہ جنون نے جانا کہ خدا کے بندے ان کامونمین جو ہمارا طرح محتاج ہوتے ہین اور ہم انکے کام روائی کر دیتے ہین اور بعضی بلائین اور آفتین جو حقتعالی انپر بہیجتا ہی ہم اُنسے دفع کر دیتے ہین تو ہمکو بہی شاید خدائی کارخانے مین ایک طرح کی شرکت اور دخل ہی اور اگر مستقل اور بلا واسطہ شرکت ہمکو نہین ہی تو فرزندکی نسبت تو ہمکو اللہ تعالی سے بے شبہہ ثابت ہی اور ہم لوگ محض بندے نہین ہی اور یہی سبب ہی کہ اپنے محض بندونکو ہمارے سپرد کیا ہی اور ہم انکی کام روائی کرتے ہین اور آدمیون نے یہہ جانا کہ یہ غیب کے لوگ جو ہمارے وقت پر کام آتے ہین اور ہماری حاجت روائی

کرتے ہین تو انکو ربوبیت مین بھی کچھہ شرکت ہی اور یے لوگ محض بندگی کا علاقہ حقتعالی سے نہین رکھتے ہین بلکہ یے لوگ یا تو اللہ تعالی سے فرزندیکا علاقہ رکھتے ہین یا اسکے ولی عہد ہین یا اسکے کارخانون کی خدمت انکے سپرد ہی اگر ایسا نہوتا تو ہم لوگونکو باوجود بندگی مین برابر ہونیکے انکا محتاج کاہیکو رہتا سو ان دونونکی فہمید کی غلطی سے اس قسم کی استعانت اور اعانت یعنی مدد چاہنا اور مدد کرنا جنون اور آدمیونمین واقع ہوا اور یہہ سمجھہ ایسے باطل اور جھوٹے اعتقادونکی جرأت کا سبب پڑی اسواسطے حدیث شریف مین جنون سے استعانت اور مدد طلب کرنیکو کسی طور سے ہو منع فرمایا ہی اور یون ارشاد ہوا کہ جس کسیکو شہر مین یا سفر مین یا بیمار مین جنونکا کچھہ خوف ہووے تو اسکو چاہئے کہ اللہ تعالی کے اسماء حسنی سے تعوذ کرے اور اسکی پناہ مین آوے اور یون کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ قُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی پناہ چاہتا ہون مین اللہ تعالی کے شیطان راندے گئے سے کہہ تو اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانونکی چھیڑ سے اور تیری پناہ چاہتا ہون مین اُسسے کہ میرے پاس آوین یے اور معوذتین پڑہے یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یا دوسری اسی طور کی آیتون کو پڑہے اور یہہ دعا بھی پڑہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی پناہ مین آیا ہون مین اللہ تعالی کے پورے کلمونکی پناہی سے اس چیز کی جسکو پیدا کیا تو انشاء اللہ تعالی ان دعاونکے پڑہنے سے جنات کے آسیب سے محفوظ رہے گا اور جنونکے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنیکو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت منع فرمایا ہی اور یے وافسون اور منتر جنمین جنونکے بزرگون اور سردارونکا نام ہو اُنکے پڑہنے سے بھی بہت منع فرمایا ہی اسواسطے کہ شرک کی اصل انہین معاملون سے پیدا ہوتی ہی اور جنی آدم اور جنات کی خرابی کا سبب بڑی گویا یہہ شرک کا بیج ہی اور جو جنات کی اصل پیدایش آگ کا مادہ ہی اسی سبب سے انمین تکبر اور غرور اور شرارت اور نافرمانی اور اپنی تئین سب سے بڑا جاننا بلکہ اپنے کو معبود قرار دینا انکی پیدایشی اور خلقی بات ہی اور ان چیزونکو بالطبع دوست رکھتے ہین اور جب اس قسم کا معاملہ آدمی انکے ساتھہ کرتے ہین تو وے بھی اپنی طاقت بھر آدمیونکی حاجت روائی مین قصور نہین کرتے ہین تاکہ انکی بزرگی اور عظمت آدمیونکے دلون مین

ع جاوے

جم جاوے اور شرک کے درخت کو سرسبزی حاصل ہووے اور پہلے اپنی تئین مکر اور فریب سے
بزرگون کی پاک روحونمین ظاہر کرتے ہین اور اُن بزرگو نکا نام اپنا رکھتے ہین تاکہ آدمی وہ نام
سُنکے جلدی گرویدہ اور فریفتہ ہوجاوین اور کسیطرح سے انکار نکرین آخر کو رفتہ رفتہ جب یہہ
بات آدمیونکے دلونمین خوب بیٹھہ گئی اور یہہ اعتقاد پکا ہوا تب اپنی خباثت اور بدطینتی ظاہر کرتے
ہین اور صریح شرک گردانے لگتے ہین اور لوگ اس فریب سے غافل ہوکے انکی فرمانبردار یکو اپنا
فخر سمجھتے ہین بلکہ اسکو کرامت جانتے ہین اور یہہ بلا اسطرح کی پہیلی ہے کہ جتنے فرقے بنی آدم
کے ہین سبکو گھیر لیا ہے یہان تک کہ اُمت مرحومہ مین بھی اس امر نے رواج تمام پایا ہے اور
یہہ مرض تمام عالم مین پھیل گیا ہے اللہ تعالی اس اُمت مرحومہ پر رحم کرے اور توفیق خیر کی
عنایت کرے اور اس بلا سے ہر مسلمانکو بچاوے العیاذ باللہ من ذلک اور جو یہہ معاملہ انسان
اور جنات کے درمیانمین مدتون تک جاری رہا یعنی آدمی پناہ اور استعانت سے اور ہر کام کو جنون
کی طرف رجوع کرنے سے باز نہین آتے تھے حالانکہ یہہ جانتے تھے کہ ہم سب آدمی ہون یا جن خدا کے
بندے ہین ہمکو ہر کام مین اسی مالک الملک کیطرف رجوع اور التجا کرنا چاہیئے نہ اپنے ہمچشمونکی طرف
اور جن بھی اُنکو پناہ کرنے سے اور تکبر اور غرور اور الوہیت کے دعوے سے دست بردار
نہین ہوتے تھے اور یہہ نہین بوجھتے تھے کہ اگر ایک مالک کے بندے آپسمین ایک دوسرے کیطرف
کسی کام مین محتاج ہوئے اور دوسرونسے انکی حاجت روائی ہوئی تو یہہ نہی ہے مگر اُسی مالک کے کرم
اور فضل اور اعانت سے پھر اسمین تکبر اور غرور کرنا اور احکام پر رشوت لینا اور اپنی تئین مالک اور
مختار جاننا بلکہ مالک کے کارخانے کا شریک جاننا کسی طرح سے درست نہین ہے اور عقل کے خلاف ہے
سو جنون نے اس معاملہ کے سبب کے بیانمین یہہ بھی ذکر کیا وَاَنَّهُمْ ظَنُّوا اور یہہ کہ گمان کیا ان آدمیونے
كَمَا ظَنَنْتُمْ جیسا گمان کیا تمنے اے جنو اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کہ نہ زندہ کریگا اللہ تعالی کسیکو
جن ہو یا آدمی عملونکی جزا اور سزا کے واسطے اور اچھائی اور برائی کی پرسش اور حساب کتاب
کیواسطے سو اس سبب سے آدمیونے یہہ چاہا کہ جسطرح سے ہوسکے اپنی حاجت روائی کیا جائے

اور دنیا کی زندگانی مین اپنی بلاؤن اور مصیبتونکو دفع اور دل کی خواہشون اور فائدونکو حاصل کیا چاہے اگرچہ اسمین شرک اور ناشکری بھی ہوجاوے اور مالک ناراض اور خفہ بھی ہوجاوے اور جنون نے یہہ چاہا کہ اپنا نام حاصل کیا چاہئے اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کا منصب اپنے واسطے ثابت کیا چاہئے اگرچہ اسمین اپنے مالک کے کارخانے مین دخل بھی ہوجاوے بلکہ شراکت کا دعوے بھی پایا جاوے اور اسکا سبب یہہ تہا کہ دونون کے اعتقادونمین یہہ سمایا تہا کہ مرکے اٹہنا نہین ہی اور مالک کی پرسش کا خوف اور حساب کتاب کے سمجہانے کی وحشت ہرگز نہین ہی اور اسبات کے ثابت کرنے مین کہ یہہ قران آسمان سے اترا ہوا ہی زمین والونکا کلام نہین ہی کہ کسی انسان یا جنات نے بنالیا ہو اُن جنون نے یہہ بھی ذکر کیا کہ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ اور یہہ کہ ہمنے چہوا اور ٹٹولا آسمانکو یعنی اسقدر آسمانکے متصل ہم پہنچے کہ گویا اسکو ہاتہہ سے چہولیا اور جب ہمکو اُن راہونسے جدا نہیں ہم آسمان پر جایا کرتے تہے ممانعت ہوئی تو ہمنے چاہا کہ کوئی دوسری راہ ڈہونڈکے نکالئے اور اس راہ سے آسمان کے اُوپر جاکے تحقیقت حال کی معلوم کیجئے کہ ہماری ممانعت کا اتنا واسقدر کسواسطے ہوا ہی

فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ پہر پایا ہمنے اس آسمانکو بہرا ہوا اور کسی راہ کو خالی نپایا حَرَسًا شَدِيدًا نگاہبانون اور چوکیدارونسے جو بہت سخت اور زور آور ہین اور وَشُهُبًا اور آگکے انگارے دہنکتے دورتے ہوے کہ وے نگاہبان اور چوکیدار ہمکو انسے مارتے ہین اور جلاتے ہین چنانچہ معمر نے زہری رضی اللہ عنہما سے پوچہا تہا کہ قران شریف کے اترنے کے پہلے ایام جاہلیت مین بہی اسیطور سے یہ انگارے معلوم ہوتے تہے اُنہون نے کہا کہ ہان تہے لیکن اس کثرت سے نتہے جیسے بعثت اور قران مجید کے نازل ہونے کیوقت سے شروع ہوے ہین اور پہلے کسی دوسری غرض کیواسطے تہے اور اب شیطانون اور جنون کے مارنے اور ہنکارنے کیواسطے مقرر ہوے ہین اور احتمال اسبات کا کہ یہہ آسمان کی زیادتی نگاہبانی شاید کسی دوسری چیز کیواسطے ہو جنس کلام کی مخالفت کیواسطے نہو اور اگر بالفرض جنس کلام کی محافظت کیواسطے ہو لیکن شاید دشمنونکے کلام کی محافظت کیواسطے ہوجاوے

مجمع اور مجلسونمین بیٹھکر کسی مطلب کی تدبیر کے واسطے آپسمین کچھہ باتین کیا کرتے ہین نہ اس کلام الہی کی
محافظت کیواسطے سو اس شبہہ کے باطل کرنے واسطے اور اصل مطلب کو یعنی یہہ ممانعت کلام الہی کے
واسطے ہوی ہی اسکو ثابت کرنے کیواسطے جنونے یہہ بھی ذکر کیا کہ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ
لِلسَّمْعِ اور یہہ کہ ہم بیٹھتے تہے قدیم سے آسمانونکی معین جگہونمین جو فرشتونکے مجمع اور مجلسون کے
قریب نہین ان فرشتونکے کلام کے سُننے کیواسطے اور انکے کلام کی محافظت اور ممانعت کبھی ہمسے نہین
ہوی دوسری کوئی چیز ہم آسمانسے چراکر لاتے تہے جسکے واسطے اسقدر محافظت ہوی ہو کہ ہر طرف
سے ہمارا گذر بند کردیا گیا اور ملائکہ کے کلام کی محافظت کیواسطے اسقدر شدت ممانعت کی خیال مین نہین
آتی ہی اسواسطے کہ ملائکہ کا کلام اب بھی ہم آسمانکے نیچے سے سُن آتے ہین لیکن آسمانپر جانے نہین
دیتے فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْاٰنَ پھر جو کوئی اسوقت مین کان لگاتا ہی سُننے کیواسطے یعنی جسسے قران شریف
کا نزول شروع ہوا ہی سو اگرچہ اپنی معین جگہہ تک نہ پہنچے بلکہ دور ہی سے گان لگاوے اور سُننے کا ارادہ
کرے تو اسیوقت يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا پاتا ہی اپنے واسطے آگ کے انگارے کو گھات مین
لگا ہوا سو معلوم ہوا کہ اسقدر تقید اور تشدد ہماری ممانعت کا نہین ہی مگر اس کلام الہی کی محافظت
کیواسطے تاکہ ہماری ناپاک زبانونپر جاری نہووے اور غیر جگہہ پر نہ پہنچے اور کسیطرح سے اسکا معارضہ اور
مقابلہ کسی سے نہوسکے غرض یہہ ہی کہ نہایت عظمت اور بزرگی اس کلام کی ثابت ہوتی ہی جو دوسرے
کسی کے کلام مین یہہ عظمت اور بزرگی ہو نہین سکتی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ یہہ کلا ہاک آسمانسے اترتا ہے
اور آسمان ملائکہ کے رہنے کی جگہہ ہی وہان کذب اور دروغ اور جھوٹہہ اور افترا اور بندش کسی طرح
گنجایش نہین رکھتی اور جو حکم اس کلام پاک مین ارشاد ہوا ہے وہ بلاشبہہ حق ہی اور حقتعالی جلشانہ کیطرف
سے وہ حکم ہوا ہی اور یہہ معاملہ جو آدمیون اور جنونمین جاری ہو رہا تہا یعنی جن آسمانپر جاکے زمین کے
کامونکی تدبیرین فرشتونکی زبانی سُن آتے تہے اور اسیکی موافق آدمیونسے انکے مطلب کے موافق بیان
کرکے گویا انکی حاجت روائی مین معین اور مددگار ہوتے تہے اور آدمی بھی انکے کہنے پر اعتماد کرکے آگی ہونیوالی
چیزونکا حال دریافت کرتے تہے اور اپنی اچھائی اور برائی اس سبب سے معلوم کرکے اپنی بہتری کی تدبیر کرتے تہے

اور ظاہر مین اسکو اپنے بڑے فایدے کی چیز جانتے تہے اور اس سبب سے جنونکی تعظیم اور توقیر حد سے زیادہ کیا کرتے تہے اسواسطے کہ اپنی حاجت روائی کا وسیلا انہی جنونکو سمجہتے تہے گویا دربار الہی مین جنات انکی طرف سے وکیل بہی تہے اور جاسوس اور بہیدی بہی تہے اور اس معاملہ کے جاری ہونے کے سبب سے دونون فرقونکو بڑے بڑے فایدے تہے سو اس معاملہ کے درہم برہم ہوجانے کے بیان مین حیرت کیطور پر جنون نے یہہ بہی ذکر کیا کہ وَاَنَّا لَا نَدْرِیْ اور یہہ کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ ایا برائی کا ارادہ کیا ہے زمین پر رہنے والونکے ساتہہ جو یہہ معاملہ یعنی غیب کی باتین دریافت کرکے دوسرونکو بتانا موقوف کردیا اور اسمانپر جانے کی راہین بالکل بند کردی گئین تاکہ اپنی مصیبتون اور آفتونکا حال کسیکو معلوم نہو انہی بلاؤنمین گرفتار رہین اور کسیکی حاجتین بند ہوجاوین کوئی کسیکی فریادرسی نکرسکے اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا یا ارادہ کیا ہے ان لوگونکے ساتہہ انکے پروردگار نے بہتری اور ہدایت کا یعنی یہہ چاہا ہے کہ جنون کی وکالت اور میانجی گری موقوف ہوجاوے اسواسطے کہ جنون نے رشوت لینے کی اپنی عادت ڈالی ہے بلکہ خدائی کارخانے مین شرکت کا دعوی کرتے ہین اور سوائے اسکے طرح طرح کی برائیان انسے صادر ہوتی ہین سو اسکام سے انکا معزول اور موقوف ہونا بہتر ہے اور اسکام کے سرانجام کیواسطے فرشتے اور اولیا اللہ اور شہدا کی طیب اور پاکیزہ روحین مقرر کیا چاہئے کہ وے حقتعالی کے حکم سے اس وکالت اور سفارت کے کام کو سرانجام کو پہنچاوین اور آدمیونکی ترقی کی راہین اور امور غیبیہ سیکہنے کے طریق کو صاف کردین تاکہ آدمی خود اس درگاہ کے روشناس ہوجاوین اور اپنی عرض آپ کرلیا کرین اور ان دغاباز اور رشوت خور وکیلونکے خوف سے خلاصی پاوین اسواسطے کہ آدمی کی اصل پیدایش اور خلقت اسی بات کو چاہتی ہے اور راہ مستقیم بہی یہی ہے اور جو نوع انسانکو یہہ ترقی حاصل ہوگی تو انکی موروثی خلافت کے معنے بہی تمام ہووین گے وہ خلافت جو انکے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوی تہی اور جسطرح زمین کی خلافت اور سلطنت سے جنات معزول اور موقوف ہوے ہین اسیطرح وکالت اور سفارت اور مختاری کے عہدے سے بہی موقوف ہووین اور جسکام کی بنا انکے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ڈال گئے ہین سو اسکو بے سعادتمند

فرزند انجام کو پہنچاوین اور اپنے باپ کے دشمنون اور حاسدونسے قرار واقعی عوض اور بدلا لیوین
اسی سبب سے جن اپنے کلام مین شر کے مقابلہ مین رشد کی لفظ لائے ہین نہین تو ظاہر یہہ ہی کہ
شر کے مقابلہ مین خیر مذکور ہوتا ہی اور گمراہی کے مقابلہ مین رشد بولا جاتا ہی اور ایک بات دوسری
یہانپر دریافت کر لیا چاہیے یعنی جنون نے اس اپنے کلام مین ایک ادب کی بہت باریک بات کی رعایت کی
ہی یعنی ارادہ شر کے بیانمین فعل مجہول کے صیغہ کو لائے ہین اور فاعل کے ذکر کو ترک کیا ہی اور ارادہ
رشد کے بیانمین فعل معروف کے صیغہ کو لائے ہین اور ربہم کو اسکا صریح فاعل گردانا ہی لِلّٰہِ دَرُّھُمْ
مَا اَحْسَنَ تَاَدُّبَہُمْ یعنی اللہ تعالی کیطرف سے دلاسا ہی اُن جنونکی کیا اچہا ادب کا کلام بیان کیا ہی اور اسبات
کے بیان کرنے مین کہ حقتعالی نے اس معاملہ کے موقوف کر دینے مین جو جنون اور آدمیونمین جاری تہا بنی آدم
کے ہر ہر فرد کی رہنائی اور اچہائی کا ارادہ کیا ہی بلکہ بنی الجان کی بہی بہتری کا ارادہ کیا ہی اور حقیقت
مین بہی یہی بات ہی کہ جنات وکالت اور سفارت کی لیاقت نہین رکہتے بلکہ قابل موقوف کر دینے کے ہین
سو جن بہی یہان انصاف کی راہ چلے ہین اور یہہ ذکر کیا کہ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ اور یہہ کہ ہم مین بعضے
نیک بخت تہے جو اس خدمت کی لیاقت رکہتے تہے اور اس وکالت اور سفارت کا عہدہ انسے بخوبی سرانجام
ہوتا اور اس خدمت کی لیاقت اور ذمہ بردار کے واسطے تین شرطین لازم ہین پہلی شرط یہہ ہی کہ عالم غیب کی
خبرون اور حکمونکو کہ دربار حقیقی وہی ہی بدون زیادتی اور کمتی کے اور بغیر تغیر اور تبدل کے آدمیونکو پہنچا
دینا اور اپنی طرف سے کچہہ بہی اسمین نملانا تاکہ اس معدے مین جہوٹہہ کو دخل نہو اور اس سبب سے آدمیونکے
نزدیک بعضے حکم اور بعضی چیزین اُس دربار کی بے اعتبار نہو جاوین اور یہہ جانین کہ جسطرح ہماری تدبیرون
اور خبرونمین جا بیجا اور تغیر اور تبدل ہوتا ہی اسیطرح عالم غیب کی تدبیرون اور خبرونمین بہی ہوا کرتا ہی
اور اس سبب سے بد اعتقادی اور جہالت مین گرفتار نہو جاوین اور دوسری شرط یہہ ہی کہ اگر اپنے عرض
معروض سے کسی کی کارروائی اور حاجت برآری ہو جاوے یا کسی تدبیر سے کسی کی کوئی مصیبت اور بلا دفع
ہو جاوے تو تکبر اور غرور کرنے لگین اور اپنی تئین عالم کا شریک نٹہراوین اور آدمیونپر اپنی بڑائی اور برتری
نجتاوین اور عبادت کے کام آدمیونسے اپنے واسطے نچاہین اور اِس مضمونکو ہر وقت پیش نظر رکہین کہ

ہم سب ایک خاوند کے بندے ہین بعضونسے بعضونکی کارروائی ہوتی ہے لیکن جو کچھ ہوتا ہے سب اُسی خاوند
کی عنایت ہے فخر اور تکبر اسمین کرنا نچاہئے اور تیسری شرط یہہ ہے کہ اس وکالت اور سفارت کی عوض مین
رشوت لینا نشروع کرین اور اپنے واسطے نذرین اور ہدیے اور قربانیان مقرر کرین اور اگر ان اس قسم
کی نذرین اور ہدیے اور قربانیونکے دینے مین انکار کرین یا کسی بہانے سے ٹال دیوین تو انکے پیچھے پڑین اور
اور انکو اذیت پہنچاوین اور انکو ستاوین سو ان شرطونکی جمعیت ہم لوگونمین بہت کم پائی جاتی ہے
لیکن بعضے لوگ ہم مین سے البتہ اس خدمت کی لیاقت رکھتے ہین وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ اور ہم مین سے
بہت لوگ ایسے ہین کہ بہت پست ہمت ہین اس مرتبے سے اور اس خدمت کی لیاقت ہرگز نہین رکھتے
چنانچہ بعضے ایسے ہین کہ آدمیونکی خوشنودی کیواسطے یا اُنکے دغا دینے کیواسطے غیب کی خبرونہین اپنی
طرف سے جھوٹہہ ملاتے ہین اور تھوڑا ہی جھوٹہہ نہین بلکہ ایک بات سچی مین سو جھوٹہہ اپنی طرف سے ملاتے ہین
چنانچہ حدیث شریف مین اس بات کی تصریح آگئی ہے اور بعضے ایسے ہین کہ کام کر دینے اور حاجت نکال دینے
کے بعد تکبر اور غرور کرنے لگتے ہین اور اپنی خوشامد اور تعریف چاہتے ہین بلکہ عبادت کے لوازمات اُن لوگونسے
اپنے واسطے طلب کرتے ہین اور یون کہتے ہین کہ اپنا نام ایسا رکھو کہ جسمین ہماری طرف نسبت پائی جاوے
جیسے بھوانی داس اور شیو داس اور گربخش اور اندبخش اور اپنے ہر کام مین ہمین سے مدد مانگا کرو دوسرے
کیطرف التجا مت کیا کرو اور خدا کے رسولونکا پیغام جو بدون ہمارے واسطے کے تمکو پہنچاتے ہین اسکو مت مانو
نہین تو ہم تمہاری وکالت نکرین گے اور اس عہد سے دست بردار ہونگے پھر تم محتاج رہوگے کسی سے تمہاری
حاجت روائی نہو سکے گی اور بعضے انمین سے بہت ہی طمّاع اور لالچی ہین بدون رشوت لئے کام مین ہاتھہ نہین
ڈالتے اور ہر کام اور ہر خیر پر کچھہ اپنے واسطے مقرر کرا لیتے ہین جیسے بھیڑ بکری مرغ مرغی کپڑا نقد پکوان پان
پھول ناچ گانا اپنی تعریف اور سوائے اسکے بہت سی چیزین ہین جو شرط کر لیتے ہین اور اس شرط کے پوری
کرنے مین اگر آدمی کچھہ قصور کرتے ہین تو اپنے وہم اور خیال کی قوت سے جو انمین بہت زور پر ہوتی ہے اُن
آدمیونکو ایذا دیتے ہین اور جانی یا مالی نقصان اسکو پہنچاتے ہین اسی سبب سے ہر ایک کے مرغوبات دوسرے
جدا ہوتے ہین اور ایک کی فرمایش دوسرے کی فرمایش کے موافق نہین ہوتی ہے اور ہر ایک کا مطلب بھی الگ

تقسیم کرلیا ہی چنانچہ چیچک کے مرض کے دفع کہواسطے ایک کو علیحدہ مقرر کر دیا ہی اور خوف فساد کی بیماری دفع کرنا اور طبیعت کو صلاحیت پر لانے کیواسطے ایک دوسرا مقرر ہوا ہی اور اسیطرح خبرون کے پہنچانے مین بہی ہر ہر اقلیم اور ہر ہر شہر اور بستیونکو آپسمین تقسیم کرکے ایک ایک ولی انکا حاکم بن بیٹہا ہی سو اس سبب سے کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا تہے ہم مختلف طریقونپر اور طرح طرح کی راہونپر اور آپس کے نفاق اور طمع اور حسد اور تکبر اور خدائی کارخانے مین شرکت کے دعوے کے سبب سے اس خدمت کی لیاقت ہم لوگونمین بالکل نرہی تہی یہہ حقتعالی کی عین حکمت ہی جو ہم لوگونکو اس خدمت سے معزول اور موقوف کیا اور آسمان پر چڑہنے اور دیوارین حاضر ہونے سے ممانعت فرمائی اور بنی آدم کی حاجت روائی کو ہمسے باز رکہا اور انہی بنی آدم مین سے بعضونکو اپنے دربار کی روسنائی سے مشرف کیا تاکہ یہ بعضے یعنی جو مقرب درگاہ الہی کے ہین اپنے ہم جنس کی حاجتونکی عرض معروض کرکے کارروائی کرلیا کرین اور غیب کی خبرونکو جو دین اور دنیا مین انکے کام آوین اور نفع پہنچاوین بغیر تغیر اور تبدل کے سب لوگونکو پہنچاوین اور بری چیزونسے ڈراوین اور اچہی چیزونکی رغبت دلاوین اور اپنی تئین محض درمیانی کہہرین نہ جنون کیطرح شریک کہہین اور آدمیونکے قصد اور ہمتین اور بوجہین اور مطلب بلا واسطہ اور بلا برزخ اور بلا حجاب کے اپنے خاوند کیطرف پہنچاوین اور رشوت اور نذر اور مزدوری اُس کام پر آدمیونسے نہ لیوین اور اُنمین سے ایک شخص کو سردار اور سرگروہ انکا کر دیا اور اس خدمت کے کلی قاعدے اور آئین اپنی مرضی کے موافق اپنے کلام پاک مین اُس شخص پر اُتارے تاکہ وہ شخص آپ بہی اُسپر عمل کرے اور دوسرونکو بہی اسی آئین پر خبردار کرکے اسپر عمل کرنیکی رغبت دلادے تاکہ اُس آئین پر عمل کرنیکے وسیلے سے اس منصب جلیل القدر کی لیاقت پیدا کروین اور ہمیشہ ہر زمانے اور ہر قرن مین اس آئین پر عمل کرنیکے سبب سے اس عہدے کی لیاقت والے اور اُس نشانکے اُٹہانیوالے پیدا ہوتے رہین بلکہ جنونکو بہی اُن قاعدونپر مطلع اور خبردار کر دیا اور انکی وکالت اور سفارتکو بہی اسی آئین اور قاعدے پر مقرر کیا تاکہ وے بہی ایک دوسریکو اعانت اور مدد کرکے اپنے خاوند کے دربار مین روسنائی اور عرض گزارش کر دین اور اس قانون پر عمل کرنیکے سبب سے دونون فرقے انسان اور جنات کے صلاحیت پر آوین اور شرک

اور فساد سے نجات پاوین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جسطرح مذہبونکا اختلاف آدمیونمین پایا جاتا ہی اسیطرح کا اختلاف جنونمین بھی پایا جاتا ہی اور جن بھی مذہب مختلف کہتے ہین چنانچہ بعضے اُنمین قدریہ ہین اور بعضے مُرجیہ اور بعضے رافضی اور بعضے خارجی اور بعضے ہندو اور بعضے مجوسی اور بعضے یہودی اور بعضے نصرانی اور سوا اسکے سو ہر مذہب والے جن اپنے مذہب والے آدمیونکو موافق اپنے مذہب کے خبر ین پہنچایا کرتے ہین کبھی خواب مین کچھہ دکھا دیا یا کبھی ہوشیاری مین کچھہ انکے دلمین ڈال دیا اور آدمی یہہ جانتے ہین کہ غیب سے اس مذہب کی تصدیق اور تائید ہوئی اس سبب سے اور گمراہ ہوتے جاتے ہین اسیطور سے ہر مذہب والے اپنے مذہب والونکی اعانت مین لگے رہتے ہین اور انکی حاجت روائی اور مشکل کشائی اور بلاؤنکے دفع مین حتی المقدور مدد کرتے ہین تاکہ اُن مذہب والونکو یہہ یقین ہوجاوے کہ یہہ مذہب بھی عالم غیب مین کچھہ حقیقت رکھتا ہی درگاہ الہی مین پسند ہی اسیواسطے غیب سے ہماری حاجت روائی مین مدد ہوا کرتی ہی اور ہماری بلائین دفع ہوا کرتی ہین سو ان وجہونسے جنونکا سفیر اور درمیانی ہونا غیب کی باتین آدمیونکو پہنچانے مین طرح طرح کی بُرائیون اور گمراہیونکو مستلزم تہا اور خود جنونکی بھی گمراہی کا سبب تہا اسیواسطے اس کارخانیکو بالکل موقوف اور بے اعتبار کردیا اور اگر کسیکو اسجگہہ پر شبہہ گذرے اور کہے کہ اس کارخانیکے موقوف کرنے اور اس معاملے کے باطل کرنے اور جنونکو اس خدمت سے معزول کرنے سے کچھہ حاصل اور فائدہ نہوا اسواسطے کہ جتنی اس قسم کی چیزین تہین وے سب اب بھی بنی آدم مین رایج اور پہیلی ہوئی ہین غیب کی باتین اب بھی لوگ انسے پوچھا کرتے ہین اور اپنے مشکل کامونمین انسے مدد مانگا کرتے ہین اور غیر اللہ کا تقرب اور شرک کیا کرتے ہین اس شبہہ کا جواب یہہ ہی کہ معزول کو منصوب پوچھنا اور اسکے مکر اور فریب اور دغابازی مین پہنسنا اور اپنے کاموںکو اسکی طرف رجوع کرنا یہہ سب اپنا قصور اور نادانی ہی آدمیونکو لایق یہہ تہا کہ اس زرقے کی معزولی اور موقوفی کی خبر جونہی تہی نوانسے دست بردار ہوتے اور انکی طرف رجوع نکرتے جو وکیل دربار سے نکالا گیا اور وہان جانیکی بھی ممانعت ہوگئی اسکی طرف اپنے مقدمہ کو رجوع کرنا اور اپنے معاملہ کو سوال وجواب کیواسطے اسکو واسطہ گردانتا کمال نادانی اور حماقت پر دلالت کرتا قرآن شریف مین اس فرقے کی

معزولی اور موقوفی اور اس کارخانے کا باطل اور بیکار محض ہو جانا پہلے جگہہ سے زیادہ ذکر ہو چکا ہی پھر سُنے کو اُن سُنا کر دینا اور دیکھہ بھال کے اندہے بن جانا رسول کی ہدایت و تبلیغ مین کیا قصور ہی اب رہی یہہ بات کہ جو اس خدمت سے اس فرقے کو موقوف کیا تہا پہرا نکو عالم غیب مین دخل دینا کیا ضرور تہا تاکہ وہانکی خبر و ٹہہ پہ مطلع ہو دین اور لوگونکی مدد اور حمایت رواسی ظاہر مین کر کے انکو خراب کرین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ عالم غیب کی خبر و ٹہہ پہ کچہہ نکچہہ خبردار ہونا جنونکی پیدایشی بات ہی اور اسیطرح بڑے مشکل کام کرنا جو آدمی سے نہو سکین جیسے کوئی بہت بہاری چیز اٹہالینا اور تاثیرین جیسے خوفناک شکل سے ڈرا دینا اور آدمی کے بدن یا روح کو ضرر پہنچانا جیسے بدنکو زخمی کر دینا اور دل مین وسوسہ ڈال دینا یہ سب چیزین جنونکی خلقت کے لوازمات سے ہین ایسے علم اور اس قسم کے عملونکی قدرتکو جنونسے لے لینا گویا انکو انکی خلقت سے خارج کر دینا ہی اور وکالت اور سفارت کی خدمت سے موقوف کرنیکو یہہ بات لازم نہین ہی کہ یہ چیزین بہی انسے لے لی جاوین جسطرح آدمی کو کسی کام سے موقوف کرنا اسبات کو لازم نہین ہے کہ اسکی آنکہہ بہی پھوڑ دینا تاکہ اندہا ہو کے پیٹہے غرض اس خدمت کی موقوفی سے یہہ ہی کہ بنی آدم انکی طرف اب رجوع نکرین اور انسے مدد نچاہین اور غیب کی خبر نہ پوچہین اگرچہ بعضے کام مین یہ مدد کر سکتے ہین اور بعضی غیب کی بات انکو معلوم ہو سکتی ہی لیکن بنی آدم کو انسے احتراز کرنا واجبات سے ہی اور انسے رجوع کرنا اپنے خاوند کی عدول حکمی ہے چنانچہ اس کارخانے کی موقوفی اور اس خدمت کی معزولی کے سبب سے لاکہون کروڑون آدمیون کو انکے فریب اور دغابازی سے مخلصی حاصل ہوی گو کہ بعضے بیوقوف انکے بتک جال مین پہنسے ہوے ہین اسواسطے کہ ہر ہر فرد بنی آدم کی ہدایت اصل سے منظور نہین ہی اور حکمت بہی اسبات کو نہین چاہتی تاکہ پہلے بُرے کافر قطعاً ظاہر رہے فقط اور کلام الہی کے سُنتے ہی اسکو مان لینا اور باوجود اپنی قوم کی معزولی دریافت کرنے کے ایسی عمدہ خدمت سے جو اس کلام سے پوچہی جاتی تہی نفسانیت کو دخل ندینا اور اس کلام کی انکار اور مخالفت نکرنا اُن لوگونکی طرح سے ہے جو عقل تو رکہتے ہین لیکن معصوم نہین ہین اور طبیعت کے تقاضے سے کبہی ایسی جگہہ پر نفسانیت کی راہ سے انکار کر بیٹہتے ہین جن ہون یا الف لن

لیکن اُن جنوں نے جنہوں نے کلام الہی سنا تہا ایسا نکیا بلکہ سنتے ہی فرمانبردار ہوگئے اور اس فرمانبرداری پر تکرار کی وجہ مین یہہ بہی بیان کیا کہ وَاَنَّا ظَنَنَّآ اور یہہ کہنے کی ہمن کیا اسبات کا کہ اگر اسکلام پر ہم ایمان نہ لاوینگے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری سے انکار کرینگے اور اس خدمت سے معزول ہونے پر ہم راضی نہونگے تو بلاشبہہ ہمارا پروردگار ہم پر غصہ ہوگا اور ہمکو اسپر مواخذہ کریگا اور پکڑیگا اور پہر اس صورتمین ہمکو یقین ہی کہ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ ہرگز عاجز نکر سکینگے ہم خدا کو زمین مین جہپ کے یعنی کہین اندہیرے مکانمین جہپ کے یا بڑے جنگل مین بہاگ کے یا کسی غار اور گوہ مین گہس کے اسسے بچ رہینگے جسطرح جنگل پڑہنے والون اور موکلونکے ساتہہ ایسے حیلہ اور فریب کر کے انکو عاجز کر کے تہکا دیتے ہین وَّلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا اور یہہ بہی ہی کہ ہرگز عاجز نکر سکینگے ہم اسکو بہاگ کے اوپر مین آسمان اور زمین کے جسطرح فرشتونکو آگ کے انگارے مارنیکے وقت جلدی بہاگ نے سے عاجز کر دیتے ہین کہ وے ہمکو نہین پاتے ہین اور انکا راہم تک نہین پہنچتا ہی اور اسجگہہ پر اگرچہ مقام یقین قطعی کا تہا لیکن جنون نے ظن کو استعمال کیا اور اِنَّا ظَنَنَّآ کہا اسکی وجہ یہہ ہے کہ کلام الہی کی تصدیق اور احکام الہی کی قبولیت اور اپنی خدمت کی موقوفی مین ظن غالب کفایت کرتا ہی کچہہ احتیاج یقین قطعی کی نہین ہے چنانچہ معاملات دنیاوی مین لوگونکے درمیانمین یہی رایج اور دستور ہی کہ جہان کسی کے مقابلہ اپنی عاجزیکا ظن غالب ہوا تو اسکی نابعداری قبول کر لیتے ہین قطعی یقین حاصل ہونیکی انتظار نہین کرتے والا کام باتہہ سے جاتا ہے اور پہر کچہہ تدبیرین نہ پڑے اور یہان تو یقین قطعی حاصل ہی اسواسطے جنون نے ذکر کیا کہ وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ اور یہہ کہ جسوقت سنا ہمنے ہدایت کے مضمونکو اس قرانمین تو اسیوقت بلا مہلت ایمان لائے ہم اسپر اسواسطے کہ اس کلام کے سننے کے بعد تاخیر کرنے مین جہنم کے غصے اور غضب کا خوف تہا اور اسکے غضب سے بہاگ بچنے کی ہم مین طاقت نہین ہی اور اگر ہماری قوم ہمسے کہینگی کہ جلدی ایمان لانیکے سبب سے اپنے ظن غالب کے موجب غضب الہی کے خوف سے تو تم نے نجات پائی لیکن سر دست تمہارا بڑا نقصان ہوا کہ تدبر نیاز آدمیونسے جو علمی تہی سو موقوف ہوی اور اس وکالت کے سبب سے جو رشوت دیتے تہے اسکا بہی دروازہ بند ہوا اور ذلت اور رسوائی بہی بہت

عاقل

حاصل ہوئی کہ ایسے عہدہ جلیل القدر سے ہمکو موقوف کیا اور ہمنے اس عہدہ کی بحالی کی کچھ تدبیر نکی
چپ ہوکر بیٹھ رہے اور ایسی عمدہ خدمت ہاتھہ سے نکل گئی تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ ان
چیزونسے جو ہمنے بیان کین ہمکو کچھہ خوف نہین ہی اسواسطے کہ ہمارے ایمان کامل نے ہمکو سب چیزون سے
بیخوف کردیا انکی کچھہ بھی پرواہ ہمکو نہین ہی فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا پھر جو
کوئی ایمان لاویگا اپنے پروردگار پر وہ ہرگز نہ ڈریگا مال کے نقصان سے اور نہ ذلت اور بے حرمتی اور بے آبروئی
سے اسواسطے کہ تعالی اُسکو ایمان کی برکت سے اس نقصان کی عوض مین دوسری طرح نوازیگا اور
مال کے حاصل ہونیکا کوئی دوسرا سبب کردیگا اور ثواب علاوہ اُسکے ملیگا اور اس ذلت و بیحرمتی کی
عوض مین ہمیشگی کی عزت اور مرتبہ عنایت کریگا اور عرب کی اصطلاح مین رَہَق اُس ذلت حاصل ہونیکو
کہتے ہین جو آدمی پر چھا جاتی ہی اور اسکو ڈھانک لیتی ہی جیسے کپڑا بدنکو ڈھانک لیتا ہی چنانچہ دوسری
آیت مین تعالی نے فرمایا ہے وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ یعنی ڈھانکے لیتی ہی انکو رسوائی اور اس قران شریف
اپنے قوم کے ایمان نہ لانے سے یا وجود ایسے قوی سیونکے اور ایسے قادر زبردست کی پکڑ کے خوف سے
کہ کسیطرح سے اُسکے مواخذہ سے بچاؤ اور خلاصی ممکن نہین ہی جنون نے تعجب کرکے یہہ بھی ذکر کیا کہ وَاَنَّا
مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور یہہ کہ ہم مین سے بعضے حکم الہی کے مطیع اور منقاد ہونیوالے ہین اور اپنی ایسی عمدہ حمدت
سے معزول ہونے پر راضی ہوکر اپنے خاوند کے حکم کی فرمانبرداری پر مستعد ہوگئے اور فرمانبرداری کی
راہ پر چلنے لگے اور اسلام پر ایمان لائے اور جو جو معاملے آدمیونسے رکھتے ہین ان سب سے دست بردار
ہوے بلکہ نہایت انصاف کی راہ چلے کہ اپنی معزولیکی خبر آپ آدمیونسے پکار کر کہدی اور پیغمبر آخر الزمان
کی خدمت مین خود آنکر حاضر ہوے اور انکی پیروی کو اپنے اوپر واجب جانا چنانچہ بہت سے جنات جو عرب کے
جزیرہ مین رہتے تھے انہون نے یہی طور اختیار کیا تھا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لاتے تھے چنانچہ بہت سی
حکایتین نوادر کیطور پر اس مقصد کے مین جو نسے منقول ہین انہین حکایتونمین سے ایک حکایت وہ ہی جو
حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح بخاری اور دوسری کتابونمین روایت آئی
ہی کہ وے کہتے تھے کہ مین ایک روز اپنے بندونکے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص ایک بچہ گائے کا بتونکی

نذر کیواسطے لایا اور اسکو وہان ذبح کیا اسوقت ایک بت کے اندر سے ایک آواز بہت سخت نکلی کہ میں نے کبھی ایسی آواز نہ سنی تہی اور ہر خاص و عام نے وہان اس آواز کو سنا وہ کہتا تہا یا جلیح اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی ای قوت والے آدمی ایک ایسا کام ظاہر ہوا ہے جسمین مطلب کی بات ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جتنے لوگ وہان تہے سب بہاگے لیکن مین وہان گہڑا رہا کہ دیکہون یہہ کسکی آواز ہے پہر دوسری مرتبہ مین نے وہی آواز سنی اور تیسری مرتبے بہی وہی آواز ہوی مجہکو نہایت حیرانی ہوئی کہ یہہ امر کیا ہے پہر لوگونسے معلوم ہوا کہ یہان ایک شخص پیغمبر ظاہر ہوا ہے اور لوگونکو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا تعلیم کرتا ہے اور اسی طرح کی حکایت ایک بڈہے سے مجاہد روایت کرتے ہین کہ وہ بڈہا کہتا تہا کہ ایک روز مین ایک گائے کو ہانکے لیے جاتا تہا یکایک ایک آواز مین نے سنی کہ کوئی کہتا ہے یَا لَذِیْحُ قَوْلٌ فَصِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی ہاے لذیح بات بہت اچہی اور کہلی ہے ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بعد اسکے مشہور کیا مین جو مین پہنچا تو وہان سنا کہ یہان ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے اور وہ یہی کلمہ کہتا ہے اور اسی طرح بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تہے کہ ایام جاہلیت مین ایک جن میرا آشنا تہا اور ہونیوالی چیزونکی مجہکو خبر دیا کرتا تہا اور مین اسکے کہنے کے موجب لوگونسے کہا کرتا تہا اور وے خبرین اکثر سچی ہوا کرتی تہین اس سبب سے نذر نیاز مجہکو بہت ملا کرتی تہی ایک رات کو مین سوتا تہا کہ وہ جن میرا آشنا آیا اور کہا اٹہہ اور لوہہ اگر کچہہ تجہکو عقل اور شعور ہے کہ ایک لوی بن غالب کی اولاد سے پیدا ہوا ہے پہر ہے کئی رتبین بڑہین نظم عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَاَدْھَاسِھَا وَشَدِّھِنَّ الْعِیْسَ بِاَحْلَاسِھَا ۔ تَحْوِیْ اِلٰی مَکَّۃَ تَبْغِی الْھُدٰی ۔ مَا مُؤْمِنُوْھَا مِثْلَ اَرْجَاسِھَا ۔ فَانْھَضْ اِلَی الصَّفْوَتِ مِنْ ھَاشِمٍ ۔ وَاسْمُ بِعَیْنَیْکَ اِلٰی رَاسِھَا یعنی تعجب آتا ہے مجہکو جنات کے احوال اور انکی بیقراری سے کجاوے اور زین باندہنے سے انکے اونٹونپر سفر کرنے کیواسطے جاتے ہین مکہ کیطرف ہدایت کی تلاش مین ایمانداری جنات نہین ہین مانند انکے ناپاکونکے تو ہی اٹہہ اور چل اس شخص کیطرف جو چنا ہوا ہے بنی ہاشم سے اور بلند کر اپنی دونون آنکہونکو ہمارے

قبیلے کے سردار دونکی طرف مطلب اسکا یہہ تہا کہ ہماری قوم اور سب سردار مکہ معظمہ کو جاتے ہین ایمان لاتے
تو بہی ہا اور ایمان نلا سواد کہتے ہین کہ ان جنونکے سُنتے سے مین جاگ پڑا اور تمام رات اسی تشویش مین
گذری کہ یہہ کیا ماجرا ہے پہر دوسری رانکو بہی اسیطور سے اگر مجھکو جگا کر وہی ہتیین پڑہین اور چلا گیا اور
اسیطرح تیسری رانکو بہی جب تین رات پے در پے مجھپر یہی ماجرا گذرا تو میرے دلمین اسلام کی محبت پیدا ہوئی
اور مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا یہان تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین حاضر ہوا اور
آپ کے جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہوا تو مجھکو دیکہتے ہی آپ نے فرمایا مرحبا اے سواد بن قارب
مجھکو معلوم ہے جو چیز تجھکو یہان لائی ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے کچھہ ہتین آپ کی مدح مین کہی ہین
پہلے آپ اُن بیتونکو مجھسے سُن لیجئے آپ نے فرمایا پڑہو سواد بن قارب نے قصیدہ یا ئیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت مین کہا تہا اُسے پڑہا اُس قصید کی آخر بیت یہہ ہے وَکُنْ لِی شَفِیعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَۃٍ
سِوَاکَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ یعنے اور یہو نا تو واسطے میرے شفیع جسدن نہوگا کوئی صاحب شفاعت کا
تیرے سوائے کوئی کام آنے والا سواد بن قارب کے اور یہہ بہی بیہقی نے روایت کی ہے کہ عمان کے ملک مین ماز
طائی بتونکی خدمت پر مقرر تہا اُن بتونمین ایک بت تہا اسکو ناجر کہتے تہے سو مازن کہتا ہے کہ ایک روز
مین نے اس بت کیواسطے ایک جانور ذبح کیا اسوقت ایک آواز اس بت کے اندر سے سُنے مین آئی یہہ کہتا تہا
یَا مَازِنُ اَقْبِلْ اِلَیَّ اَقْبِلْ ۔ تَسْمَعْ مَا لَا تَجْهَلْ ۔ هٰذَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ۔ جَاءَ بِحَقٍّ مُنْزَلٍ فَآمِنْ
بِهٖ کَیْ تَعْدِلْ ۔ عَنْ حَرِّ نَارٍ تَشْعَلْ وَقُوْدُهَا بِالْجَنْدَلْ یعنے اے مازن متوجہ ہو میری طرف متوجہ ہو
سُن ایسی چیز جسکو جہل اور نادانی مین نہ کہا جائے یہہ پیغمبر ہے بہیجا گیا لایا ہے حق جو اُتارا گیا ہے سو ایمان لا
اسپر تاکہ کترا پکڑے تو آگ کی گرمی سے جو لپک والی ہے جس آگ کا ایندہن پتہر ہین لکڑی کی جگہہ مازن
کہتا ہے کہ یہہ آواز سُنکے مجھکو نہایت تعجب ہوا پہر دوسرا ایک جانور ذبح کیا مین نے پہر دوسری مرتبے
اُسسے بہی زیادہ کہلی ہوئی واضح آواز اس بت سے سُنی مین نے کہ کہتا تہا یَا مَازِنُ اسْمَعْ تَسُرَّ خَیْرَ ظَهْرٍ
وَبَطْنٍ شُقَّ عَنْ نَجِیٍّ مِنْ مُضَرَ بِدِیْنِ اللّٰهِ الْاَکْبَرِ ۔ فَدَعْ نَحْتًا مِنْ حَجَرٍ ۔ وَسَلِّمْ مِنْ حَرِّ
یعنے اے مازن سُن تاکہ خوش ہو تو بہتر ظاہر ہوا اور جہپ گئی ہے ہی اُٹہایا گیا ہے ایک پیغمبر مضر کے قبیلے

دین خدا پیرایں خدا جو بہت بڑا بزرگ ہی سو چھوڑ بت کو جسکو تبہر سے تراش کے بنایا ہی تاکہ بچے تو آگ
سے دوزخ کی مازن کہتے ہین کہ اسیوقت سے مین اس خبر کی تلاش مین ہوا کہ مقر سے کون پیغمبر مبعوث ہوا ہے
یہان تک کہ ایک قافلہ حجاز کا اندونمین وہان آیا اُنسے مین نے پوچھا او دہر کی خبر کیا ہی اُن لوگون نے
کہا کہ تہامہ مین ایک شخص پیدا ہوا ہی اسکو لوگ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور وے اپنی تئین
داعی الی اللہ کہتے ہین مین نے پہچانا کہ اس آواز کی تعبیر یہی ہی بس زاد و راحلہ یعنی سفر کا سامان تیار کرکے
مکہ کیطرف روانہ ہوا مین وہان پہنچ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال
باکمال دیکھتے ہی میرا دل اسلام کیطرف مایل ہوا پہر اسلام لایا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر کچھ تمہارا مطلب ہو تو کہو مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے تین مقصد ہین اوّل تو یہہ ہی کہ مجھکو
راگ سُننے اور ناچ دیکھنے اور شراب پینے اور زنا کرنے کی لت ہوگئی ہی اور دوسرا یہہ کہ میری اولاد
نہین ہی اور مجھکو اولاد کی نہایت آرزو ہی اور تیسرا یہہ کہ ہمارے ملک مین قحط پڑا ہی سو ان تینون
چیزونمین آپسے دعا چاہتا ہون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے حقتعالی کی درگاہ
مین عرض کیا کہ ای بارخدایا اسکو راگ اور باجے کی عوض مین قران شریف پڑہنے کی توفیق دے اور
اور حرام کاریسے بچاؤ اور اسکی عوض مین حلال عورتین اسکو عنایت کر اور صاحب حیا اور صاحب شرم
کردے اسکو اور اپنے فضل سے اسکو اولاد عنایت کر اور قحط کو دور کر مازن کہتے ہین حقتعالی نے آپکی
دعا کی برکت سے سب برایان مجھنے دور کین اور اچھائیان نصیب ہوین ملک ہمارا آباد اور سرسبز ہوا
اور چار عورتین خوبصورت میرے نکاح مین آئین اور لڑکا بیت قابل مجھکو حقتعالی نے دیا چنانچہ حیات بن مازن مشہور ہین
اور اسیطرح امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اور ابونعیم نے ضمرہ سے روایت کی ہی اور بیہقی نے
حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے ارسال کیطور پر اس قصہ کو ذکر کیا ہی کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی خبر مدینہ منورہ مین اس سبب سے پہنچی تہی کہ ایک عورت مدینہ والونکی کسی ایک جن کے ساتہہ
تعشق رکہتی تہی اور وہ جن ہمیشہ انکو اسکے پاس آتا تہا اور اکثر پرند جانور کی شکل پکڑکے اسکی دیوار پر
آبیٹہتا تہا پہر جب تنہائی ہوتی تہی تب آدمی کی شکل بن کے اس عورت سے صحبت کرتا تہا پہر یکایک چند روز

اسکا آنا موقوف ہو گیا پھر تھوڑی مدت کے بعد اسی پرند جانور کی شکل سے اسکی دیوار پر بیٹھا اس عورت نے اسکو دیکھتے ہی پہچانا اور کہا اتنے دنون کہان ہے جو ہمارے پاس نہ آئے اُسنے کہا کہ اب ہمارے تمہارے جدائی ہی ہمارے آنیکی امید اب مت رکھو اسواسطے کہ مکہ معظمہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوے اُسنے ہمہ زنا کو حرام کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسیطرح کا ماجرا شام مین دیکھا تہا چنانچہ ابو نعیم نے انسے نقل کیا ہی کہ وے کہتے تہے کہ ہم ایک مرتبے شام کیطرف گئے تہے سو اُسطرف ایک عورت بڑی کاہنہ مشہور تہی بلکہ اس فن مین کمال رکہتی تہی ہم بہی اُسکی ملاقات کیواسطے گئے اور اپنے سفر کا احوال اُسسے پوچہا کہ آگے کیا ہوگا اُسنے کہا کہ اب مجہکو کچہہ معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ جس جن سے مجہسے دوستی تہی اور اُسسے احوال دریافت کرکے مین سبکو جواب دیتی تہی سو وہ جن ایکدن آکے میرے دروازے پر گہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین مین نے اُسسے پونچہا کسواسطے اُسنے کہا کہ خَرَجَ اَحْمَدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَآءَ اَمْرٌ لَا یُطَاقُ یعنی ظاہر ہوے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آیا حکم جسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہی یہہ کہکے چلا گیا اور پہر نہ آیا اور اسیطرح ابن شاہین اور دوسرے محدثون نے ذباب ابن الحارث سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا تہا کہ ایک جن میرا آشنا تہا اور غیب کی خبرین مجہے بتایا کرتا تہا ایکدن وہ آیا مین نے اُسسے کچہہ پوچہا اُسنے حسرت سے میری طرف دیکہا اور کہا نظم یَا ذُبَابُ یَا ذُبَابُ ہٰذَا سَمِعَ الْعَجَبَ الْعُجَابَ ہٰذَا بُعِثَ مُحَمَّدٌ بِالْکِتَابِ ہٰذَا یَدْعُوْ بِمَکَّۃَ فَلَا یُجَابُ یعنی اے ذُباب سُن بڑے تعجب کی بات کہ مبعوث ہوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ کتاب کے بلاتے ہین اللہ کیطرف مکہ مین پہر نہین جواب دیئے جاتے ہین یعنی انکی بات کوئی نہین سُنتا ذباب کہتا ہی کہ مین نے اُسسے کہا کہ تو کیا کہتا ہی سوال دیگر جواب دیگر اُسنے کہا کہ تہوڑے دنونمین میری بات کو بوجہیگا تو یہہ کہکے اُٹہہ گیا پہر چند روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر مجہکو پہنچی اور اسیطرح عمر ابن شیبہ نے جموح بن عثمان غفاری سے بہی روایت کی ہی کہ بنی غفار کے قبیلے مین ایک کاہن تہا اسکا بہی ایک جن یار تہا وہ جن بہی اسیطرح جواب دیکر رخصت ہو کر چلا گیا اور ابو نعیم نے بہی روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی مجلس مین بیٹہے تہے ایک شخص آیا آپنے اُسسے پوچہا کہ تیرے

قیافے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تو کاہن تہا اور جنون سے صحبت رکہتا تہا اُسنے کہا کہ ہان آپنے
کہا پہلا اب بہی جنون سے صحبت میسر ہوتی ہی اُسنے کہا اب نہین ہوتی دین اسلام کے ظہور کے
پہلے میری صحبت والے جن میرے پاس آئے اور مجہسے کہا کہ یَا سَالِمُ یَا سَالِمُ اَنْتَ حَقٌّ الْمُبِیْنُ
وَالْخَیْرُ الدَّائِمُ غَیْرُ حُلْمِ النَّائِمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنے ای سالم حق کہلا اور بہتری ہمیشگی کی ظاہر
ہوی یہہ بات خواب پریشان سونے والے کی نہین ہے اللہ تعالی سب سے بڑا اور بزرگ ہی ایک شخص
دوسرا اُس مجلس کے حاضرونمین سے بولا کہ مجہکو بہی اسیطور کا اتفاق ہوا کہ ایک دن مین ایک بیابان
چٹیل میدانمین چلا جاتا تہا اور کوئی آدمی گردپیش میرے نہا یکایک ایک ناقہ سوار میرے سامنے نمودہ
ہوا اور پکار کر یے کلمے کہے یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ اَتَاکَ مَا وَعَدَکَ مِنَ الْخَیْرِ یَا اَحْمَدُ
یعنی ای احمد اللہ بہت برتر اور بزرگ ہی ایا تجہکو جو تجہسے وعدہ کیا تہا بہتری سے ای احمد اور پہر نظر سے
میرے غایب ہوگیا ایک شخص دوسرا انصاریونمین اسی مجلس مین حاضر تہا اُسنے کہا کہ مجہکو بہی اسی قسم
کا ماجرا درپیش آیا تہا چنانچہ شام کیطرف مین گیا تہا ایکدن ایسی زمین پر میرا گذر ہوا کہ نہ وہان پانی تہا
نہ گہاس یکایک مینے پیچہے سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہی قَدْ لَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مَشْرِقُہٗ
یَخْرُجُ مِنْ ظِلِّہٖ عَرْفٌ مُوَلِّقٌ ذٰلِکَ رَسُوْلٌ مُفْلِحٌ مَنْ صَدَّقَہُ اَللّٰہُ اَعْلٰی اَمْرُہٗ وَحَقَّقَہٗ
یعنی تحقیق ظاہر ہوا وہ ستارہ جسنے روشن کر دیا مشرق اپنی کو نکلتے ہی سایا اسکے سے خوشبو کہ روشن
کرتی ہی اسکو یہہ رسول ہی بہتریکو پہنچے گا جسنے سچا جانا اسکو اللہ نے بہت بلند کیا کام اسکا اور ثابت
کیا اسکو اور اسیطرح فاکہی نے بہی مکے کے اخبار مین عامر بن ربیعہ سے اور ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے اور دوسرے محدثون نے حضرت عبد الرحمن بن عوف اور دوسرے صحابیونسے روایت
کی ہی کہ ایکدن جبل ابو قبیس پر ایک جن نے اکر بہت سخت آواز کی اور چند بیتین پڑہین اسمین دین اسلام
کی بہجو تہی اور یہہ مضمون تہا کہ مسلمانونکو جلدی قتل کرنا چاہئے اور شہر سے نکال دینا اور بت پرستی کو ہرگز
نچاہئے چہوڑنا کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوے اور مسلمانونسے کہنے لگے کہ دیکہو تمہارے قتل اور شہر بدر
کرنیکا حکم غیب سے بہی آیا مسلمانونکو بہت رنج ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر

عرض کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب خاطر جمع رکھو یہہ آواز ایک شیطان کی تھی
اسکا نام ہی سو عنقریب حقتعالی اسکو سزا دیتا ہی جب تیسرا دن ہوا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانونکو خوشخبری دی اور فرمایا کہ آج ایک دیو بڑا زور آور میرے پاس آیا اور مسلمان ہوا اسکا نام
شمعج تہا مین نے اُسکا نام عبداللہ رکھہ دیا اُسنے مجھسے کہا کہ اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل کرون سو مین نے اجازت
دی انشاء اللہ تعالی آج مسعر جہنم واصل ہوگا مسلمانونکو بہت خوشی ہوئی اور اس خوشخبری کے منتظر ہوے
شام کیوقت اُسی پہاڑ سے ایک آواز بہت سخت سنی کہ کوئی کہتا ہی نَحْنُ قَتَلْنَا مُسْعِرًا لَمَّا طَغٰی
وَاسْتَكْبَرَا وَصَغَّرَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْكَرَا لِشَتْمِهٖ نَبِيَّنَا الْمُطَهَّرَا اَوْرَدْتُهٗ سَيْفًا اَجَرَّ وَقَاتِرًا
مُبْتِرًا اِنَّا نَذُوْدُ مَنْ اَرَادَ الْبَطَرَا یعنی مین ہون جسنے قتل کیا مسعر کو جبکہ سرکشی کی اُسنے اور
تکبر کیا اور جہوٹا جانا اُسنے حقکو اور طریقہ والا برا واسطے برا کہنے اسکے کے نبی ہمارے کو جو پاک ہی نگین کیا ہمنے
اُسکے خون سے تلوار کھجوری کٹی اور جڑ سے قطع کرنیوالی ہی ہم منع اور رد کرینگے اسکو جو ارادہ کرے گا
تکبر اور غرور کا اور اسیطرح ابن سعد نے کتاب شرف المصطفی مین جندل بن ثعلبہ سے روایت کی ہی کہ جندل
رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تہا غیب کی
خبرین مجھے پہنچایا کرتا تہا ایک رات کو گہبرایا ہوا آیا اور مجھکو سوتے سے جگایا اور کہنے لگا هَبْ فَقَدْ لَاحَ
سَوَابِحُ الدِّيْنِ بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ اَمِيْنٍ فَارْحَلْ عَلٰى بَاذِلٍ اَمُوْنٍ تَمْشِيْ عَلَى الصَّحِيْحِ وَالْحَزِيْنِ
یعنی بیدار ہو پس تحقیق روشن ہوا چراغ دین کا سچا اور راستہ اور امانت دار سو کوچ کر مضبوط اونٹ پر
سوار ہوکے چل اوپر راہ برابر اور خراب کے جندل نے کہا کہ یہہ عبارت مسجع اسکی سُنکے مین دہشت سے اٹہہ بیٹہا
اور پوچہا مین نے کہی کیا صاف کہہ پہر اُسنے کہا وَسَاطِعِ الْاَرْضِ وَفَارِضِ الْفَرْضِ لَقَدْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ
فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ نَشَاَ فِي الْحُرُمَاتِ الْعِظَامِ وَهَاجَرَ اِلٰى طَيْبَةَ الْاَمِيْنَةِ یعنی قسم ہے
بچہانے والے زمین کی اور لازم کرنیوالے فرض کی ہر اینہ رسول کرکے بہیجے گئے محمد تمام جہان پیدا ہوے حرم بزرگ
مین اور ہجرت کیطرف طیبہ امینہ کے یعنی مدینہ کیطرف جندل کہتے ہین کہ یہہ خبر سنتے ہی مین مدینہ منورہ کیطرف
روانہ ہوا راہ مین پہر ایک ہاتف نے مجھکو آواز دی کہ مسعر یا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُرْجِيْ مَطِيَّتَهٗ نَحْوَ الرَّسُوْلِ

لَقَدْ وَفَّقْتَ لِلرُّشْدِ یعنی اس سوار پہر نوالے سواری اپنی کو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہرایۂ تحقیق توفیق دیا گیا تو نے طرف ہدایت کے اور اسیطرح ابن کلبی نے عدی ابن حاتم طائی سے روایت
کی ہی کہ عدی کہتے تہے کہ میرا ایک نوکر تہا بنو کلب کے قبیلے کا اسکو جالس ابن دغنہ کہتے تہے ایکدن مین
گہر کے باہر بیٹہا تہا یکایک اسکو دیکہا مین نے کہ کچہہ دہشت کہایا ہوا حواس باختہ آتا ہی مین نے پوچہا کیا
ہوا تجہکو خیر ہی اُسنے کہا کہ یہہ اونٹ اپنے مجہہ سے لو اور نوکری سے مجہکو معاف کرو مین نے اُسسے
کہا کہ کچہہ ہمسے قصور ہوا جو تم نوکری چہوڑ دیتے ہو اُسنے کہا کچہہ نہین لیکن میرے اوپر ایک حادثہ گذرا ہے
اُس سبب سے مین چہوڑتا ہون اسکی تفصیل یہہ ہی کہ تمہارے اونٹ لیکر مین چراگاہ مین گیا تہا وہان دیکہا
مین نے کہ ایک شخص بڈہا پہاڑ کے کہانٹے سے نکل آیا سر اسکا گول آلو کا سا اور طول و عرض کا حال کچہہ پوچہو
کہ کسقدر تہا پہاڑ کی چوٹی سے سر اسکا باتین کرتا تہا اور دونون پاون اسکے پہاڑ کی جڑ مین لگے تہے
سو اُسنے مجہکو پکارا اور کہا کہ یَا جَالِسَ بْنَ دَغْنَةَ یَا جَالِسُ لَا یَعْرِضَنَّ لَكَ الْوَسَاوِسُ
هٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِكَفِّ الْقَابِسِ فَاخْنَعْ اِلَى الْحَقِّ وَلَا تُوَاجِسْ یعنی اے جالس بن دغنہ نہ ہار کہین
تجہکو وسوسے یہہ دیکہہ روشنی پہیلی ہوی اس نور کی ہی جسکے ہاتہہ مین مشعل ہے سو رجوع کر حق کیطرف
اور دلمین کچہہ دغدغہ مت کر اتنا کہہ کے غایب ہوگیا مین اس خوف سے وہان ٹہہرنسکا اونٹونکو دوسری
چراگاہ مین لے گیا اور ایک درخت کے نیچے لیٹا مین کہ ذرا آرام کرون جو مین میری انکہہ لگی وہین کسی نے
اکر مجہکو ایک ٹہوکر پاؤن سے ماری مین چونک پڑا دیکہتا کیا ہون کہ وہی بڈہا کھڑا ہے اور کہتا ہے
یَا جَالِسُ اسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشُدْ لَیْسَ ضُلُوْلٌ حَائِرٌ كَمُهْتَدٍ لَا تَتْرُكَنَّ نَهْجَ الطَّرِیْقِ
الْاَقْعَدِ قَدْ نَسَخَ الدِّیْنُ بِدِیْنِ اَحْمَدٍ یعنی اے جالس سن جو کہتا ہون مین کہ راہ پاوے تو نہین ہے گمراہ
متحیر ہدایت پانیوالے کے مانند مت چہوڑ چلنا راہ سیدہی کا تحقیق ناسخ ہوے سب دین دین احمد سے
صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح ابونعیم اور ابن عساکر نے بنی خیثم کے قبیلے کے ایک شخص سے روایت
کی ہی کہ وہ کہتا تہا کہ اول عرب کا دستور ایسا تہا کہ کچہہ بہی حرام اور حلال نہین پہچانتے تہے اور بتونکی
پوجا کیا کرتے تہے اور اگر انمین کچہہ جہگڑا یا قصہ ہوتا تہا تو اُسکے فیصلے کیواسطے بہی بتونکے روبرو موجود

ہو کر بیٹھتے تہے پہران بتونکے اندر سے جو آواز ہوتی تہی اسکو ہاتف غیب کی صدا تصور کرکے اسکے موافق عمل کرتے تہے سو مین بہی اسی دستور کے بموجب ایک جہگڑ مین ایک بت کے سامنے بیٹہا تہا اور کچہہ نذر اور قربانی گذرانکے آواز غیبی کا منتظر تہا کہ یکایک اس بت کے اندر سے یہہ آواز آئی کہ یَا اَیُّهَا النَّاسُ ذُوالْاَجْسَامِ وَمُسَنِّدُ الْحُلُمِ اِلَی الْاَصْنَامِ مَا اَنْتُمْ وَطَائِشُ الْاَحْلَامِ هٰذَا سَیِّدُ الْاَنَامِ اَعْدَلُ ذِیْ حُلُمٍ مِنَ الْحُکَّامِ یَصْدَعُ بِالنُّوْرِ وَبِالْاِسْلَامِ وَیَنْزَعُ النَّاسَ عَنِ الْاٰثَامِ یعنی اے لوگو جو اپنے جہگڑونکو بتونکے سامنے فیصلے کیواسطے لاتے ہو کیا ہوا ہی تمکو جو ایسے عقل کے ہلکے ہو گئے ہو یہہ نبی ہی جو سردار ہے تمام مخلوقات کا بڑا عادل ہی سب جہان کے حاکمونسے ظاہر زیادہ نور اور اسلام کو اور منع کرتا ہی لوگونکو گناہونسے یہہ آواز سنتے ہی ہم جتنے وہان تہے سب بہاگ گئے اور متفرق ہو گئے پہر ہر مجلس مین یہی تذکرہ رہتا تہا یہان تک کہ ہمکو خبر پہنچی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین پیدا ہوئے اور وہانسے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرمائے تب ہم بہی اگر مسلمان ہوے اور اسیطرح ابونعیم اور ابن سعد جبیر بن مطعم سے روایت کی ہی کہ جبیر کہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے بوانہ مین ایک بت کے پاس ہم بیٹہے تہے اور ایک اونٹنی اس بت کی نذر کیواسطے ہمنے ذبح کیا تہا یکایک ایک آواز اس بت کے اندر سے نکلی کہ اَلَا اسْمَعْ اِلَی الْعَجَبِ ذَهَبَ اِسْتَرَاقُ السَّمْعِ بِالْوَحْیِ وَتُرْمٰی بِالشُّهُبِ لِنَبِیٍّ بِمَکَّةَ اسْمُهٗ اَحْمَدُ مُهَاجِرُهٗ اِلٰی یَثْرِبَ یعنی خبردار ہو اور سن تعجب کی بات کو گیا زمانہ آسمانکی خبرین چرانیکا وحی آنیکے سبب سے اور مارے جاتے ہین جنات انگارے دیکہتے ہوے یہہ سب ہوا ہی سبب نبی آنیکے مکہ مین جنکا نام احمد ہی اور انکی ہجرت کا مکان یثرب ہی جبیر کہتے ہین کہ ہمکو اس بات کے سنے سے نہایت تعجب ہوا اور وہان سے اٹہہ کر چلے گئے پہر بعد چند روز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر فاش ہو گئی اور اسیطرح ابونعیم نے تمیم داری سے روایت کی ہی کہ تمیم کہتے تہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوے اسوقت مین شام مین تہا پہر کسیکام کیواسطے سفر کیا مین نے جب رات ہوئی تب عربونکے قدیم دستور کے بموجب جنونکے خوف سے اس جنگل مین پکارا مین نے کہا کہ اِنَّا فِیْ جِوَارِ عَظِیْمٍ هٰذَا الْوَادِیْ یعنی پناہ مین ہوں اس وادی کی اور وہائی ہی اس جنگل کے سردار کی اسیوقت ایک آواز آئی اور کوئی شخص ظاہر مین معلوم نہوتا تہا اور

اس آواز کا مضمون یہہ تہا کہ عُذْ بِاللّٰہِ فَاِنَّ الْجِنَّ لَا تُجِیْرُ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا یعنی پناہ اور دہائی مین خدا کی آسواسطے کہ جنونکو یہہ طاقت نہین ہی کہ بے حکم الہی کسیکو پناہ دیوین مین نے کہا کہ کون ہی تو اُسنے کیا کہا ہی تب اُسنے پہر کہا قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ الْاُمِّیِّیْنَ وَصَلَّیْنَا خَلْفَہٗ بِالْحُجُوْنِ فَاَسْلَمْنَا وَاتَّبَعْنَا وَذَہَبَ کَیْدُ الْجِنِّ وَرَمِیْتُ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی تحقیق ظاہر ہوا رسول عربونکے اور نماز پڑہی ہمنے انکے پیچہے حجونمین جو مکہ معظمہ کا ایک محلہ ہی سو ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہمنے اُسکی اور اب گیا فریب جنونکا اور مارے جاتے ہین یعنی انکا رونسے سو جا تو طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو رسول ہین سارے جہانکے پروردگار کے تمیم کہتے ہین کہ جب صبح ہوی تو مین وہانسے روانہ ہوا ایک شہر مین پہنچا وہان ایک راہب سے اس قصہ کو بیان کیا مین نے اُسنے کہا کہ جنون نے تجہسے سچ کہا ایک پیغمبر حرم سے ظاہر ہوگا اور دوسرے حرم کیطرف ہجرت کریگا اور اسکا مرتبہ سب پیغمبرونسے زیادہ ہی تو جلدی اسکی خدمت مین پہنچ اور اسیطرح ابونعیم نے خویلد ضمری سے روایت کی ہی کہ خویلد کہتے ہین کہ مین ایک بت کے پاس بیٹہا تہا یکایک اسکے اندر سے ایک آواز سنی مین نے کہتا ہی ذَہَبَ اِسْتَرَائُ الْوَحْیِ وَرُمِیَ بِالشُّہُبِ لِنَبِیٍّ بِمَکَّۃَ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ وَمُہَاجِرُہٗ اِلٰی یَثْرِبَ یَاْمُرُ بِالصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَالْبِرِّ لِلْاَرْحَامِ یعنی گیا زمانہ وحی کی چوری کا اور مارے جاتے ہین جن انکا رونسے مکہ مین نبی پیدا ہونے کے سبب سے جنکا نام احمد ہی اور انکی ہجرت کا مکان یثرب ہی حکم کرتا ہی سبکو نماز اور روزیکا اور اپنے خویش واقربا سے نیکی کرنیکا خویلد کہتے ہین کہ ہم اُس آواز کے سنتے ہی وہانسے اُٹہے اور اس خبر کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ سچ ہی ایک پیغمبر مکہ مین پیدا ہوا ہی اور اُسکا نام احمد ہی اور اسیطرح ابونعیم اور ابن جریر اور طبرانی اور خرائطی اور دوسرے محدث کئی اسناد اور کئی طریقونسے عباس بن مرداس سے روایت کرتے ہین اور عباس عرب کے سرداروںمین سے مشہور شخص ہین وے کہتے ہین کہ میرے اسلام مین داخل ہونیکی وجہ ابتدا مین یہہ ہوی کہ اس شخص کے باپ نے مرتے وقت مجہکو وصیت کی تہی کہ اس بت کی عبادت جسکا نام ضمار ہی ہرگز نچہوڑنا اور جو کام مشکل درپیش ہو اس کام مین اسیکی طرف رجوع کرنا اسواسطے کہ یہہ بت مشکل کشائی مین بے نظیر ہی سو اپنے باپ کی وصیت کے بموجب ہمیشہ اس بت کی خدمت مین مشغول رہتا تہا مین اور ہر روز باوجود کاروبار ریاست کے اسکی زیارت کو

ایک مرتبہ جاڑے کے دنوں میں ایک دن جنگل کیطرف شکار کیواسطے گیا تھا میں جب دوپہر ہوئی تو گرمی کی شدت سے
ایک درخت کے سایہ کے تلے بیٹھ گیا میں اور نوکر چاکر بھی جو میرے ساتھ تھے ایدھر اودھر درختوں کے تلے بکھر
گئے یکایک دیکھا میں نے کہ ایک شتر مرغ سفید رنگ کا جیسے روئی کا گالہ دھنا ہوا اوپر سے نیچے آیا
اور اس شتر مرغ پر ایک شخص سفید پوش نورانی شکل سوار ہیں اور میری طرف خطاب کرکے کہتے ہیں کہ
عباس بن مرداس کچھ تجھکو خبر ہے کہ آسمانکی نگاہبانی کیواسطے چوکیاں مقرر ہوئیں اور لڑائی اور جہاد
زمین پر پھیل گیا اور زین اور لگام والے گھوڑے جہاد کو تیار ہوئے ہیں اور یہہ نیک طریقہ میں لایا
وہ دوشنبہ کے دن منگل کی رات کو پیدا ہوا اور اسکی سواری کی ایک اونٹنی ہے اسکا نام قصوی ہے
عباس کہتے ہیں کہ یہہ بات سنتے ہی مجھکو خوف اور رعب زیادہ ہوا وہانسے سوار ہوکر گھر کو آیا اور پہلے
اس بت کے پاس جسکا نام ضمار تھا گیا میں تھوڑے دیر اسکے سامنے مودب ہوکے بیٹھا اسکے اندر سے
آواز نکلی بے یقین پر بتا تھا قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا هَلَكَ الْأَنِيْسُ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ
أَوْدَى ضِمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ إِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَى
بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِي یعنی کہہ دے سلیم کے سب قبیلے سے کہ ہلاک ہوا انیس اور زندہ ہوئے
مسجد والے اور ہلاک ہوا ضمار اور پوجا گیا تھا ایک مدت تک قبل اترنے کتاب کے طرف نبی کے جسکا نام محمد
ہے بے شک جو شخص وارث ہوا ہے نبوت اور ہدایت کا بعد مریم کے بیٹے کے وہ قریش سے ہے سعید ہے
راہ چلنے والا عباس کہتے ہیں کہ میں نے اسبات کو لوگوں سے ظاہر نکیا بلکہ پوشیدہ رکھا یہانتک کہ
جب کافر جنگ احزاب سے جسکو جنگ خندق بھی کہتے ہیں پھرے اسوقت میں اونٹ خرید کرنے کیواسطے
عقیق کیطرف جو ذات عرق کے متصل بستی ہے گیا تھا یکایک ایک سخت آواز آسمان سے آئی میں نے
نظر اوپر کی تو دیکھا میں نے وہی پیر مرد سفید پوش سفید شتر مرغ پر سوار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہو نور دوشنبہ
کے دن منگل کی رات کو دنیا میں آیا ہے سوار ناقہ قصوا کے صاحب کے ہمراہ نجد میں آتا ہے اسوقت
سے دین اسلام کا اعتقاد میرے دل میں بیٹھ گیا اور اسیطرح ابن سعید اور بو نعیم نے سعید بن عمرو بذلی سے
روایت کی ہے کہ سعید کہتے تھے کہ ایک روز اس شخص کے باپنے ایک بکری ایک بت کے سامنے

نذر کیطور پر ذبح کی تہی اس وقت اُس بت کے اندر سے یہہ آواز آئی کہ اَلعَجَبُ کُلُّ العَجَبِ خَرَجَ نَبِیٌّ مِن بَنِی عَبدِ المُطَّلِبِ یُحَرِّمُ الزِّنَا وَیُحَرِّمُ الذَّبحَ لِلاَصنَامِ وَحُرِسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِینَا بِالشُّھُب یعنی بڑا تعجب ہی پیدا ہوا ایک نبی عبد المطلب کی اولاد سے حرام کریگا زنا اور حرام کریگا ذبح کو جو بتوں کیواسطے کرتے ہین اور نگہبانی کی گئی آسمانونکی اور مارے جاتے ہین ہم انگارونسے سعید کہتے ہین کہ میرا باپ اس خبر کی تحقیق کیواسطے اُسکیطرف گیا کسی نے انکو اس خبر کا پتا نہ بتایا یہان تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اُنسے پوچھا انہون نے کہا کہ ہان سچ ہی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہم ہین خدا کا رسول ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اسپر اسلام لاؤ حاصل کلام کا اس قسم کے قصہ بے شمار ثابت ہین جو حد تواتر کو پہنچے ہین بلکہ بعضے جنات جو اسوقت تک اسلام سے مشرف نہین ہوے تہے بعضے آدمیونکے واسطے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین سلام اور تحیات اور اپنی عاجزی اور فرمانبرداری کہلا بہیجی تہی چنانچہ ابن سعد جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہی کہ جعد کہتے تہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے حج کے ارادے چلے راستے مین ایک جنگل ملا یمن کے متعلقات سے اس جنگل مین ایک آواز سُنی ہم نے کہ کوئی یہہ بیتین پڑھتا ہے اَلَا یَا اَیُّھَا الرَّکبُ المُعَرِّسُ بِالغَوَاءِ اِذَا مَا قُمتُم بِالخَمِیمِ وَزَمزَمَاءَ مُحَمَّدٌ المَبعُوثُ مِنَّا تَحِیَّتُہُ تُشَیِّعُہُ مِن حَیثُ سَارَ وَیَمَّمَا، وَقُولُوا لَہُ اِنَّا لِدِینِکَ شِیعَۃٌ، بِذَالِکَ اَوصَانَا المَسِیحُ بنُ مَریَمَا یعنی اے اونٹونکے سوار پچھلی رات کو مقام کرنیوالے پنجاوجب کہڑے ہوتم یعنی پہنچو تم خمیم اور زمزم کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مبعوث ہوے ہین سلام ہماری طرف سے اور تحیہ جانا تم اسکے پاس جہان کہین اسنے سیر کی ہو اور قصد کیا ہو اور کہنا اسے ہم سب نے یہان کے جنات تمہارے دین کے گروہ ہین اسیطرح وصیت کی تہی ہمکو عیسی مسیح مریم کے بیٹے نے علیہ السلام اور ابن عساکر اور خرائطی نے مرداس بن قیس دوسی سے روایت کی ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین کاہنونکا اور کہانت کا کچھہ ذکر تہا لوگ نقل کرتے تہے کہ یہہ کارخانہ نبوت کے ظہور اور وحی کے نزول ہوتے ہی موقوف ہوگیا مرداس مذکور نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو اس مقدمہ مین عجب اتفاق ہوا تہا جو قابل سننے کے ہی آپنے فرمایا کہ بیان کرو مرداس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی تہی اسکا نام خلصہ تہا بہت نیک بخت اور

اور صالحہ تہی کبہی برائی کا وہم بہی اسکی طرف نہوا تہا ایک روز میرے نزدیک آئی اور کہنے لگی کہ تم مجہکو کیا جانتے ہو مینے کہا کہ تجہکو بڑی نیک بخت اور صالحہ ہم جانتے ہین کبہی برائی کا وہم بہی تیری طرف ہمکو نہین ہوا پہر اُسنے کہا کہ اندنون مجہپر ایک عجیب احوال گذرا ہی کہ مین ایک روز اکیلی اپنے گہر مین بیٹہی تہی ایک چیز سیاہ میرے اوپر آکے چڑہ بیٹہی اور جسطرح مرد عورت سے صحبت کرتا ہی اسیطرح اُسنے میرے ساتہہ کیا اور پہر کچہہ معلوم ندیا سو مجہکو یہہ خوف ہوا کہ ایسا نہو میرے حمل رہ گیا ہو اور تم لوگ مجہپر زنا کی تہمت کرو مینے اسسے کہا کہ ہمکو تیری طرف ایسی چیز کا وہم بہی نہین آیگا تو دلخاطر جمع رکہہ بعد کتنے روزونکے معلوم ہوا کہ اسکو حمل ہی پہر موافق معمول کے لڑکا جنی لیکن اس لڑکے کے دونون کان کتے کے سے تہے اور اسکا رنگ بہی آدمی کا سا تہا سو وہ لڑکا ہمارے لڑکونکے ساتہہ کہیلا کرتا تہا کبہی ایک روز رنگا ہوکے چلانے لگا اور کہنے لگا کہ افسوس اور خرابی ہی کہ دشمن کے سوار تمہارے لوٹنے کو اس پہاڑ کے اُسطرف آن پہنچے اور تم غافل بیٹہے ہوئے ہو ہم سب اسکے کہنے بموجب مسلح ہوکر اُس پہاڑ پر گئے دیکہا تو واقعی دشمن کے سوارہین آخر انسے لڑائی کرکے انکو ہٹا دیا اسوقت سے اس لڑکے کا کہنے کا اعتبار ہوگیا جو وہ کہتا تہا ویسا ہی ہوتا تہا کبہی اسکی بات جہوٹہی نہوتی تہی پہر جب سے آپ نبی ہوئے اور وحی آنا شروع ہوا تب سے اسکی بات جہوٹہی ہونے لگی اکثر باتین جہوٹہی کہا کرتا تہا مینے اسسے پوچہا کہ تجہکو اب کیا ہوا جو جہوٹہہ بولنے لگا تو اُسنے کہا کہ مجہکو کچہہ حال نہین معلوم جو شخص مجہکو پہلے سچی خبر پہنچاتا تہا اب جہوٹی خبرین پہنچاتا ہی مین اپنی طرف سے اسمین کچہہ ملاتا نہین ہون اب اسکی تدبیر یہہ ہی کہ تم مجہکو تین دن ایک اندہیری کوٹہری مین بند کرو تاکہ جب مین تنہا ہونگا تو وہ جن جو مجہکو خبرین دیتا ہی وہ میرے رگ اور پوست مین گہس جائیگا پہر تم اسسے پوچہنا تو کچہہ معلوم ہوگا سو مینے ویسا ہی کیا پہر تین دن کے بعد حجرہ کو کہولا تو دیکہا مینے کہ اس لڑکے کا بدن ایسا ہوگیا ہی جیسے آگ کا انگارا مینے دریافت کیا کہ یہہ رنگت آگ کی اسی جن کی ہی جو اسکے اندر آیا ہی آخر مینے اُسسے کہا کہ ای عزیز ابتک تمہاری خبرین سب سچی ہوتی تہین چند دنونسے کیون جہوٹہی ہونے لگین اُسنے کہا یَا مَعْشَرَ دُوْسٍ حُرِسَتِ السَّمَآءُ وَخَرَجَ خَیْرُ الْاَنْبِیَآءِ یعنی ای گروہ دوس کے قبیلے کے نگہبانی کئے گئے آسمان اور پیدا ہوے

ایسے نبی جو بہتر ہین سب نبیونسے مین نے پوچھا کہ کہان اُسنے کہا مکے مین اور اُسکے بعد یہہ بہی کہا اب
نہین مرنا ہون مجھکو پہاڑ کی چوٹی پر دفن کرنا اور میرے دفن کے بعد آگ کیطرح شعلہ نکلیگی جب تم یہہ حال
دیکہنا تو تین پہر فجر پہر مارنا یعنی اسی آگ پر اور ہر پہر پر یہہ کلمہ پڑہنا کہ یا سلم اللّٰہم یعنی ای اللہ تیرے
نام کی برکت سے اُسوقت وے شعلے بجہہ جائینگے یعنی میری آگ ٹہنڈی ہو جائیگی پہر جسطرح اُسنے کہا تہا
ویسا ہی بنے کیا اُسکے مرنے سے کتنے دنونکے بعد آپ کی نبوت کی خبر ہمکو پہنچی اور ہم خدمت مین حاضر ہوے
یہہ ہی عرب کے جزیرے کے جنونکا حال جنکی گواہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ثبوت اور
آسمانکی نگہبانی اور انگارونکا گرنا اور قرآن شریف کا نازل ہونا تواتر کے طور پر منقول ہی جسمین کسی
طرح کا شبہہ نہین ہی لیکن جو انمین سے اسلام سے مشرف ہوے ہین اور صحابیت کے درجیکو پہنچے ہین وے
بہی بہت ہین چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی لیلۃ الجن مین جو مکہ معظمہ کے متصل ڈرہ حجون مین ہوئی
تہی اور دوسری لیلۃ الجن مین جو مدینہ منورہ مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد بقیع غرقد کے میدان مین
ہوئی تہی اور دونون مرتبے یے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے سو ان دونون مرتبے مین جنونکی
کثرت اسقدر بیان کی ہی کہ گنتی اور شمار سے باہر ہی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہی ایک مرتبے لیلۃ الجن مین جو
دوسری مرتبے مدینہ منورہ مین ہوئی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے اور جنونکو دیکہا بہی تہا
اور انکی باتین بہی سنی تہین وے بہی اسیطرح کی کثرت انکی بیان کرتے ہین چنانچہ ابونعیم نے دلایل النبوۃ
مین اور دوسری حدیث کی کتابونمین ان قصونکی تفصیل بیان کی ہی اور صحاح ستہ مین بہی ایا ہی عَنْ اَبِی
سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِالْمَدِیْنَۃِ نَفَرٌ
مِنَ الْجِنِّ اَسْلَمُوْا فَمَنْ رَاٰی مِنْ ھٰذِہِ الْعَوَامِرِ شَیْئًا فَلْیَتَعَوَّذْ بِہٖ ثَلٰثًا فَاِنْ بَدَا لَہٗ بَعْدَ
ثَلٰثٍ فَاِنَّہٗ شَیْطَانٌ یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحاح ستہ مین روایت کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے مین بہت جن ہین کہ وے اسلام لائے ہین پہر جو شخص دیکہے ان سانپونسے
کسی کو تو کہے اعوذ باللہ منکم تین مرتبے پہر اگر ظاہر ہوا اسکو کوئی چیز بعد تین مرتبے کے تو وہ شیطان
ہے یعنی اسے مارو کچہہ مضایقہ نہین ہی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ ایک مرتبہ

کہ ایک مرتبہ بہت سے جن کسی خریدکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے مشرف ہونیکو آئے تب اور کئی دن یہان مقام بہی کیا تہا اور پہر اپنے وطن کو لوٹ کر گئے اور امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور بیہقی اور دوسرے محدثون نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سفر مین تہا عرج مین مقام ہوا مین اپنے خیمہ سے نکل کر چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہون دیکہا مین نے کہ آپ سب لشکر سے باہر دور اکیلے بیٹہے ہین مین نے چاہا کہ آپکے پاس جاؤن جب آپ کے قریب پہنچا تو آواز غل اور شور کی میرے کانمین پہنچی گویا بہت لوگ آپسمین جہگڑا کر رہے ہین اور سخت گوئی بہی کرتے ہین مین ٹہہر گیا اور بوجہا مین نے کہ آپ کے پاس غیب کے لوگونکا ہجوم ہوا سوقت جانا مناسب نہین ہے پہر تہوڑی دیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجہکو دیکہہ کر آپنے تبسم فرمایا مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہہ شور اور غل کیا تہا آپ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنون مین جہگڑا تہا رہنے کے مقدمہ مین میرے پاس فیصلے کے واسطے آئے تہے سو مین نے ایسا حکم کیا کہ مسلمان جن جلس کے ملک مین اور کافر غور کے ملک مین رہتے ہین آپسمین ملے ہوے رہین چنانچہ کثیر بن عبد اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین وے کہتے ہین کہ ہمنے تجربہ کیا ہی کہ جسکو جلس کے ملک مین کچہہ جن کا آسیب ہوتا ہی وہ جلد اچہا ہوجاتا ہی ہلاک نہین ہوتا اور غور کے ملک مین جسکو جن کا آسیب ہوجاتا ہی وہ اکثر اچہا نہین ہوتا بلکہ ہلاک ہوتا ہی اور خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ جابر کہتے تہے کہ ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سفر مین تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کہجور کے درخت کے نیچے بیٹہے تہے یکایک ایک کالا سانپ بہت ہی بڑا آپکی طرف چلا لوگون نے چاہا کہ اسکو مارین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو مت چہیڑو آخر کو وہ سانپ آپکے نزدیک پہنچا اور اپنے مونہہ کو آپکے کان کے پاس لیگیا جیسے کوئی کچہہ بات کانمین کہتا ہی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اپنے مونہہ مبارک کو اسکے کانکے پاس لیجاکے کچہہ فرمایا پہر وہ سانپ غایب ہوگیا اور معلوم بہی نہوا گویا اسکو زمین نگل گئی ہم لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپنے اس سانپ کو اپنے کان تک آنے دیا ہمکو بڑا خوف ہوتا کہ یہہ جانور ہے سمجہہ ہے ایسا نہو کہ آپکو کچہہ ایذا دیوے یا کاٹ کہاوے آپ نے فرمایا کہ یہہ جانور نتہا بلکہ یہہ جنونکا بہیجا ہوا تہا فلانی سورت کی

کی آیتین وے بھول گئے تھے سو اُسکے پوچھنے کیواسطے اسکو بھیجا تھا جب اُسنے تم لوگونکو دیکھا تب سانپ کی شکل جس کے تمہارے سامنے آیا اور پوچھہ کر چلا گیا پھر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوے اور آگے کو چلے راستے مین ایک گانون ملا وہانکے لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہان ایک عورت ہے جوان خوبصورت ایک جن اُسپر عاشق ہوگیا ہی سو اسکے اندیس کے اسکو بیہوش کر دیتا ہی نہ کچھہ کہاتی ہی نہ کچھہ بات کہتی ہی بلکہ ہلاکی کے قریب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورتکو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ اے جن تو مجھکو جانتا ہی کہ مین کون شخص ہون مین محمد ہون عبداللہ کا رسول سو اس عورت کو چھوڑ دے یہہ بات فرماتے ہی وہ عورت ہوش مین آگئی اور اپنے مونہہ کو نقاب سے چھپا لیا اور لوگونسے حیا کرنے لگی اور بالکل اچھی ہوگئی جابر کہتے ہین کہ مین نے اس عورتکو دیکھا تھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چودھین رات کے چاند کا ٹکڑا اور عقیلی اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک پیر مرد ہاتھہ مین عصا لئے ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر حاضر ہوا اور آپکو سلام کیا آپنے اسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسکی آواز جن کیسی ہی پھر آپنے اُسسے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ اس شخص کا نام ہامہ ہی ہیم ہابیٹا اور ہیم لاقیس کا بیٹا اور لاقیس ابلیس کا بیٹا ہی آپنے فرمایا کہ ابلیس کے اور تیرے درمیان کتنی پشتین ہین بولا کہ تو تیری عمر کتنی ہوگی اُسنے عرض کیا یارسول اللہ جتنی دنیا کی عمر ہی اتنی ہی میری عمر ہی کچھہ تھوڑی سی کم ہی اسواسطے کہ جن دونون قابیل نے ہابیل کو مارا تھا اسوقت مین بچہ تھا کئی برس کا لیکن بات سمجھتا تھا اور پہاڑونپر دوڑتا پھرتا تھا اور لوگونکا غلہ اور کھانا چرا لاتا تھا اور لوگونکے دلونمین اپنے خوبیش اور اقربا سے بدسلوکی کرنیکو وسوسے کیطور سے ڈالا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسسے فرمایا کہ تیرے بڑہاپے کے عمل تو ایسے ہین اور جوانی اور بچپن کے کام ویسے تو بہت برا شخص ہی اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ اب مجھکو کچھہ ملامت نکیجئے اسواسطے کہ اب مین توبہ کرنیکو آیا ہون اور مین نے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہی اور انکی مسجد مین انکی صحبت مین بہت رہا ہون مین اور پہلے انکے ہاتھہ پر توبہ کی تھی مین نے اور

ایک سال انکی مسجد مین رہا ہون مین اور حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی قبر
رہا ہون مین اور حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے مین نے اور انسے توریت سیکھی ہے اور انکا سلام
حضرت عیسی علیہ السلام کو پہنچایا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بہی ملاقات کی ہے حضرت عیسی علیہ السلام
فرمایا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنا تو میرا سلام انکو پہنچانا سو اب اس امانت کے ادا کرنیکے
واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون اور یہہ بہی میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے مجہکو کچہہ قرآن
شریف تعلیم فرمائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سورتین جیسے سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات
اور عم یتسالون اور اذا الشمس کورت اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
اسکو تعلیم فرمائین اور یہہ بہی آپنے اُسسے ارشاد فرمایا کہ ای ہامہ جسوقت تجہکو کسی چیز کی احتیاج ہو تو
میرے پاس آنا اور ہمسے ملاقات نچہوڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو
وفات پائی اور اسکی موت کی خبر ہمکو نہین دی اب ہمکو معلوم نہین ہے کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو جنات سے ہے انمین سے ایک کا نام عمر بن جابر ہے جنکی صفوان بن معطل نے تجہیز
و تکفین کی تہی اور انمین سے ایک کا نام عمرو ہے جو کافر جنونکی لڑائی مین شہید ہوے ہین اور حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ کے یارون نے انکو دفن کیا تہا اور انہی مین سے ایک کا نام سرق ہے جنکو عمر بن عبدالعزیز
رحمۃ اللہ علیہ نے مرو کے جنگل مین دفن کیا ہے سرق اس جماعت کے ہے جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بیعت کی تہی اور انہی مین سے ایک کا نام خرقا تہا یہہ جنیہ تہی یعنی عورت تہی اسکو عمر بن عبدالعزیز نے
مکہ معظمہ مین دفن کیا تہا اور ان سب کا قصہ بیہقی نے اپنی کتاب دلایل النبوۃ مین صحیح اسنادون سے بیان کیا
ہے فقط یہان تک احوال ان جنونکا بیان ہوا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار اور تابعدار
ہوے ہے اور قران کے حکمونکو مان لیا تہا اور نہایت پیروی اور تابعداری کے سبب سے اپنی اس خدمت
سے جس سے موقوف اور معزول ہوے ہے بالکل دست بردار ہوے اور بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کی
کمر باندہی اور مستعد ہوے وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ اور بعضے ہم مین سے کجرو اور بے انصاف ہین جو اس
خدمت سے اپنی معزولی اور موقوفی پر راضی نہین ہین اور اس رسول اور اس قران کی فرمانبرداری

جیسی چاہئے ویسی نکی سو اس قسم کے چار فرقے ہین پہلا فرقہ کافر جنونکا جو ظاہر مین مخالف اور دشمنی
کرتے ہین اور اپنے کفر کو چھپاتے نہین ہین اور بنی آدم کو جہان تک ہو سکتا ہی پہنکانے مین قصور نہین کرتے
اور کہتے ہین کہ ہم ہرگز اپنی خدمت سے معزول اور موقوف نہین ہوسکتے ہین غیب کی خبرین تمسے پوچھکر اور اپنے
اڑے کامونپر تمسے مدد مانگکر و ہم تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کیا کرین گے چنانچہ کافرونکے
جھوٹے معبود جنکو دیوتا کہتے ہین جیسے ہنومان کے اور جشیونکے اور زنگیونکے اور دوسرے بت پرستونکے کہ باوجود
آسمانپر نجانے پانے کے اور آگ کے انگارونسے مارے جانیکے اور اپنی خدمت سے معزول اور موقوف
ہونیکے بنی آدم کے پہکانے اور خراب کرنے سے دست بردار نہین ہوتے ہین بلکہ کافرونکی مدد اور اعانت
حتی المقدور کیے جاتے ہین تاکہ وے انسے نہرین بلکہ زور انسے شرک کرواتے ہین اور اسلام مین داخل
ہونے سے منع کرتے ہین دوسرا فرقہ منافق جنونکا جو ظاہر مین اپنی تئین ایماندار و مومن داخل کرتے ہین اور
پوشیدہ مکر اور فریب سے آدمیونکی خرابی کے پیچھے پڑے ہین اور اپنی تئین کسی بزرگ کے نام سے مشہور کرکے
آدمیونکے نزدیک پیر بن بیٹھے ہین جیسے شیخ سدو اور زین خان اور سرور اور بالے اور سوا انکے اور
پردیس مین اپنی ولایت و غیب دانی اور مشکل کشائی کا دعوے بلکہ الوہیت اور خدائی کا دعوی کرتے ہین اور
شرک اور بت پرستی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتے جو اپنے معتقدونسے اپنے واسطے نکروا وین تیسرا فرقہ
فاسق جنونکا جو ڈنکیت اور چٹے مار کیطور پر ہین جو آدمیونکو طرح طرح کی ایذا پہنچاتے ہین اور ایسے جن بندوق
تیار اور بدے اور مٹھایان اور پانی اور شربت اور سوائے اسکے سب کچھہ اپنے واسطے لیتے ہین چوتھا
فرقہ جنونکا ایک اور ہی جو چورونکی طرح بعضے آدمیونکی روحونکو جو بدخلقی اور تکبر اور غرور اور کینہ اور حسد مین
اور ہر وقت نجاست سے آلودہ رہنے مین بہت جنونسے مناسبت بہم پہنچائی تہی کھینچ کر لیجاتے ہین اور اپنے
رنگ مین انکو بہی رنگتے ہین اور اپنی چال انکو سکھاتے ہین جیسے آدمی کے بدن مین مسامونکی راہ سے در آنا
اور اسکے مزاج کو خراب کر دینا اور شکل کا بدلنا انکو تعلیم کرتے ہین تاکہ اس وسیلے سے ایذا اور رنج آدمیونکو پہنچا
اور بنی آدم کے فرقے کو خراب کرین سو یے چار فرقے قاسطونسے یعنی بے انصافونسے کہ دین اور قرآن شریف
کی پیروی نکی اگرچہ ظاہر مین بعضون نے اپنی زبان پر کلمہ توحید کا جاری کیا فمن اسلم پہر جو کوئی حکم الہی کا

فرمانبردار ہوا اور کجروی اور ناانصافی کو چھوڑا فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا پھر انہون نے سوچی اور اٹکلی تدبیر سیدہی راہ چلنے کی اسواسطے کہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کے سبب سے خاوند کے نزدیک اپنا رتبہ پیدا کیا اور کجروی اور ناانصافی اور بنی آدم کو فریب دینے کی صورتین بعضے مخلوقات کے نزدیک البتہ کچھ مرتبہ اور جاہ اس دنیا چند روزہ کا حاصل ہوتا ہی لیکن اپنے خاوند کے نزدیک ذلت اور بیقدری ہوتی ہی اور ہمیشگی کی نعمت سے بے نصیبی اور محرومی وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ اور لیکن کجرو ناانصاف جنہون نے حکم الہی کی فرمانبرداری سے سرکشی کی اور باوجود معزولی کے اپنی خدمت سے آدمیونکو فریب دیا کہ ہم معزول نہین ہین بلکہ اپنی تئین آدمیونکے نزدیک کارخانہ الہی کا شریک ٹہرایا فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا پھر ہوے دوزخ کے کندے اور آگ کے بہڑکانیوالے کہ اپنی تئین ہی آگ مین جلایا اور آگ کی مناسبت کے سبب سے اس آگ کو اور بہڑکانے کے دوسرونکو بہی خوب جلاکر بہسم کیا اور بعضے ملحد بے دین یہانپر ایک اعتراض کرتے ہین اور شبہہ ڈالتے ہین کہ جنات کی پیدائش تو آگ سے ہی پہر جنونکو آگ مین پڑنے سے کیا رنج اور تکلیف ہوگی اسواسطے کہ کسی چیز کو اپنی جنس سے کچھہ تکلیف اور ایذا نہین ہوتی ہی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ جنات کا اصل مادہ اگرچہ آگ ہی لیکن اسکی صورت ترکیبی اور اسکا مزاج دوسری چیز سے سو جب صرف آگ اسکی صورت ترکیبی اور اسکے مزاج کی منافی ہوہی تو اور زیادہ اسکی تکلیف اور عذاب کا سبب پڑیگی چنانچہ ایک لطیفہ مشہور ہی کہ ایک ملحد نے یہی اعتراض کی وہان ایک شخص ظریف دانا حاضر تہے انہون نے ایک بڑا پتہر اٹہاکے اسکی رانپر مارا وہ ملحد چلانے لگا اور شور اور غل مچانے لگا اس شخص نے کہا کہ اس پتہر سے تجہکو رنج اور تکلیف ہونیکی کیا وجہہ آخر تیری بہی اصل زمین سے ہی اور یہہ پتہر بہی زمین سے ہی آخر وہ ملحد لاجواب ہوا غرض کہ مزاج کی کیفیت اور عذاب کی کیفیت متحد ہونے سے رنج اور تکلیف کی اور زیادتی ہوتی ہی بخلاف اسکے جہان مزاج کی کیفیت اور عذاب کی کیفیت مختلف ہو چنانچہ یہہ بات تجربے اور آزمائشین آچکی ہی کہ صفراوی مزاج والیکو آگ اور دہوپ کی نزدیکی سے اسقدر رنج اور تکلیف کی زیادتی ہوتی ہی کہ بلغمی مزاج والیکو عشر عشیر اسکے بہی نہین ہوتی اور اسیطرح بلغمی مزاج والے کو دریا کی نزدیکی اور سرد ہوا کے سبب سے اسقدر سستی اور کسالت لاحق ہوتی ہی جو صفراوی مزاج والے کو نہین ہوتی اور آگ کو حقیقتاً ایسی

تاثیر دی ہی کہ تفریق اجزا اور طوبات متماسکہ کے افنا کے سبب سے ہر ترکیب کی تحلیل اور ہر مزاج کا ابطال کرتی ہی اور جو رنج اور الم ممزج اور مرکب کو محسوس ہوتا ہی وہ ابطال مزاج اور تحلیل ترکیب کے سبب سے ہی نہ خالفت مادہ سے تاکہ ہم جنس ہونا امکان الم کا سبب ہے اور جو شبہ وقوع سورت سے بیان تک متعلق نے تیرہ کلمے جنونکے نقل فرمائے اب پھر اِنَّہٗ استمع پر عطف کرکے تین مطلب دوسرے تلقین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان تینون مطلبونکو بھی آدمیون اور جناتکو پہنچا دیوین اسواسطے کہ یہہ تینون مطلب عمدہ ہین اور جنونکی پیدایش اور انکی عادت سے متعلق ہین اور بہت سے آدمی بھی اسی عادت کے سبب باطل عقیدہ مین بلکہ شرک مین پھنس جاتے ہین سو اب ارشاد ہوتا ہی کہ کہہ تو اے پیغمبر کہ وحی کی گئی ہی میرطرف یہ سب جنونکے باتین جو اوپر بیان ہوچکین ہین وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ اور یہہ کہ اگر جنات اس طریقے پر استقامت کرین گے اور مضبوط رہین گے جسطرح اب اس طریقے کو اختیار کیا ہی اور تلوّن اور تبدّل سے جو جنونکا خاصہ ہی باز آوین گے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا البتہ پلاوین گے ہم انکو پانی برسات کا جی بھر کے یعنی برساوین کے اور قحط کو انسے دور کرین گے مفسرون نے لکھا ہی کہ یہہ سورت سوفت مین نازل ہوی تہی جسوقت کفر کی شامت سے مکہ والے سات برس کے قحط مین گرفتار ہوے تھے بلکہ قحط کا شروع تہا اور آدمی اور جن اور جانور سب قحط سالی اور خشکی مین گرفتار تہے اور قحط کے زمانے مین برسات کا پانی ہر طرح سے سب طرح کی برکتون اور تمام دنیاوی منفعتونکو شامل ہی سو ذکر اس نعمت کا گویا تمام دنیا کی نعمتونکی طرف اشارہ ہی چنانچہ دوسری آیت مین حقتعالی فرماتا ہی وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور اگر تحقیق مکہ والے ایمان لاتے تو البتہ کہولتے ہم انپر برکتین آسمان اور زمین سے یعنی آسمانسے پانی برساتے اور زمین سے غلہ اگاتے اور باوجود اسکے خاص جنونکو اس نعمت کے پہنچانے مین ایک غرض دوسری بہت باریک اور دقیق ہی سو وہ یہہ ہی کہ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ تاکہ عقل اور دانائی جنونکی آزماوین ہم اس پانی پلانے مین اور دیکہین ہم کہ یہ جن اپنی دانائی اور زیرکی سے اپنے آگ مین جلنے کے عذابکو اپنے پانی پینے سے راحت پانے پر قیاس کرتے ہین یا نہین اسطور سے کہ پانی اپنی دونون کیفیت مین یعنی رطوبت اور برودت مین انکی ضد ہی اسواسطے کہ یہ آگ سے

پیدا ہوے ہین اور حرارت اور خشکی آگ کا خاصہ ہی لیکن باوجود اسکے پہر پانی پینے سے انکو سکین ہوتی ہے سو اگر آگ مین در آنے سے انکو رنج اور عذاب ہوے تو ایک مزاج کا دو ضدونکے ساتہہ موافق ہونا لازم آوے اور یہہ محال ہی تو معلوم ہوا کہ آگ ضرور رنج اور عذاب کا سبب پڑیگی اور یہہ بہی بوجہہ لیوین کہ طریقہ حق پر استقامت کرنا کجروی اور گمراہی کی ضد ہی اور اسیطرح تنعیم تعذیب کی ضد ہی اور پانی آگ کی ضد ہی اور جو طریقہ حق پر استقامت کرنا پانی سے راحت پانے کا سبب پڑا تو کجروی اور گمراہی آگ سے عذاب ہونیکا بہی سبب پڑیگی اور اگر ایسا نہو تو دو ضدونکا آپسمین مقابل ہونا جاتا رہے اور یہہ بہی بوجہہ لیوین کہ پانی کی طبیعت آگ کے بجہانے کو چاہتی ہی اور ہمکو باوجود تشنی ہونے کے پانی زندگی اور راحت کا سبب پڑتا ہی تو کچہہ عجب نہین ہی کہ آگ ہماری رنج اور مشقت کا سبب پڑے ولیکن یہہ سب دنیا کی نعمت بدون وبال آخرو یکے ان لوگون کیواسطے ہی جو طریقہ مرضیہ پر مستقیم ہین وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ اور جو شخص موہہ موڑے گا اپنے پروردگار کی یاد سے اور جس طریقے کو اختیار کیا ہی اسپر ثابت نہ رہے گا اور تلوّن اور تبدّل کو اپنے مین راہ دیگا يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا البتہ داخل کریگا اسکو اسکا پروردگار ایسے عذاب مین جو اسکی طاقت سے باہر ہی خواہ وہ عذاب آگ سے ہو جو اسکی ہم جنس ہی اور ہم جنس جب اپنی حد سے زیادہ ہوتا ہی تو انتہا درجہکی تکلیف کا سبب پڑتا ہی اور خواہ دوسری چیز سے ہو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ صَعَدًا نام ہی ایک دوزخ کے پہاڑ کا پتہر کی صاف چٹان سے کافر کو اسپر زبردستی چڑہاوینگے آگے اسکے اسکو فرشتے زنجیرونسے کہینچین گے اور پیچہے سے یہی آگ کے گرزونسے مارین گے یہان تک کہ چالیس برس مین اس پہاڑ کے اوپر پہنچے گا پہر وہان سے اسکو فرشتے نیچے ڈہکیل دین گے پہر اسی طور سے مار مار کے اسکو اوپر چڑہاوین گے اور پہر ڈہکیلین گے تاکہ ہمیشہ اسی عذاب مین گرفتار رہے اور اس آیت مین استقامت کی تعریف حقتعالی نے فرمائی ہی چنانچہ سید الطایفہ یعنی سردار صوفیو کے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے بموجب فرماتے ہین کہ كُنْ طَالِبَ الْاِسْتِقَامَةِ وَلَا تَكُنْ صَاحِبَ الْكَرَامَةِ فَاِنَّ الرَّبَّ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِسْتِقَامَةَ وَالنَّفْسُ تَطْلُبُ مِنْكَ الْكَرَامَةَ یعنی جو تو طالب استقامت کا اور نہو تو طالب کرامت کا اسواسطے کہ پروردگار

تیرا چاہتا ہی تجھسے استقامت کو اور نفس تیرا چاہتا ہی تجھسے کرامت کو اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ
اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا یعنی استقامت کرو طاعت پر اور تمام طاعتونکو ہرگز نکہیر سکوگے اور حقیقت مین
یہی بہی بات ہی کہ روح اور دل کا منور ہونا طاعت کی روشنیون سے استقامت کے سبب سے ہوتا ہی اور
عبادت کے رنگ کو نفس کے جوہر مین استقامت ہی پیوست کر دیتی ہی اور عبادتون اور طاعتون سے
نفس کو اُسی رنگ مین رنگین کرنا مطلوب ہی فقط رنج اور مشقت کہینچنا وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ اور یہہ
مسجدین بنائی جاتی ہین اللہ تعالی کی عبادت کیواسطے فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا سو مت پکارو
ان مسجدونمین حقتعالی کے ساتہہ کسیکو اسواسطے کہ اگر حقتعالی کے ساتہہ اُن مسجدونمین دوسرےکو پکاروگے
تو گویا اُن مسجدونکو تمنے اللہ تعالی مین اور اس شخص مین مشترک کر دیا اور حال یہہ ہی کہ مسجدون کو
خاص اللہ تعالی کیواسطے بنایا ہی اور جنونکا ایک دستور بندہا ہوا ہی کہ جس مکانکو انکے واسطے خاص
کر دیتے ہین تو پہر جن نہین چاہتے کہ اس مکانمین دوسرےکو دخل ہووے سو جسطرح شرکت بعد خصوصیت کے
جنونکو پسند نہین ہی بلکہ انکی ناخوشی کا سبب ہے اسیطرح حقتعالی کی عبادتکے مکانونمین دوسرےکا
نام لینا اور اسکو پکارنا حقتعالی کی بہی ناخوشی کا سبب سمجھا جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ حقیقت مین مسجد اس
چیز کا نام ہی جسکو سجدہ مین دخل ہی اور اسکی تین قسمین ہین اول سجدہ کا مکان جو حقتعالی نے اس امت
محمدیہ کیواسطے تمام زمین کو کر دیا ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا
یعنی آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کر دی گئی میری واسطے تمام زمین مسجد یعنی سب زمین اوس
امت کیواسطے مسجد کا حکم ہی جہان نماز کا وقت آوے وہان نماز پڑہ لیوین دوسری قسم سجدہ کا
قبلہ کو اسطرف سجدہ کرین تیسری قسم آدمی کے اعضا ہین جنسے سجدہ کرتا ہی سو وے سات عضوون مین
ایک تو چہرہ پیشانی سے ناک تک اور دونون ہاتہہ کی ہتہیلیان اور دونون گٹہنے اور دونون پانون
اور یہ تینون قسمین کافر اور مشرکونکے نزدیک بہی حقتعالی ہی کی مخلوق اور مملوک ہین پس غیر اللہ کو
سجدہ کرنا گویا اس غیر کو حقتعالی کی خاص ملک مین شریک کر دینا ہی اور یہہ بات جنون کے نزدیک بہی
نہایت غصہ اور غضب کی باعث ہی اور اسی سبب سے جنات آدمیونسے جہگڑتے ہین اور انکو ایذا پہنچاتے

ح

ہین اور انکو ایذا پہنچاتے ہین اور آدمیونکے نزدیک بھی یہہ بات معیوب اور بری ہی سو اس مالک
قہار کی جناب مین اس قسم کی بات ہرگز نکرنا چاہئے خصوصاً اُن مکانونمین جنکو اپنی ملک مجازی سے
نکال کر اس مالک الملک کی عبادت کیواسطے خاص اور مقرر کر دئے ہین اُن مکانونمین زیادہ تر خصوصت
ہوگئی سو انمین بطریق اولی سوائے ذکر خدا کے دوسری کوئی چیز نکرنا چاہئے اسیواسطے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ مسجد مین بیع اور شرا اور دوسرے جتنے معاملات دنیاوی ہین کسیکو نکرنا چاہئے بلکہ ح
مسجد مین چلانا نچاہئے اور دنیا کی گفتگو کرنا نچاہئے اور مسجد کو گھر نبنایا چاہئے کہ کھانا پینا سونا
سب وہین کرنا مگر معتکف کیواسطے درست ہی اور ناسمجھہ بچونکو اور دیوانونکو مسجد مین نہ آنے دینا چاہئے
اسواسطے کہ کہین نادانی اور بےعقلی سے مسجد کو نجاست سے آلودہ نکر ڈالین اور اسکی حرمت اور ادب کی
رعایت نکرین اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے پوچھا کہ تمام جہانمین بہتر مکان کون ہی اور بدتر مکان کون حضرت جبرئیل علیہ السلام کہی
معلوم نتہا اسیوقت عروج کیا یعنی آسمانپر گئے اور پھر آئے اور جواب لائے کہ سارے عالم مین بہتر
اور محبوب مکان مسجدین ہین اور بدترین مکانات عالم کے بازارین ہین اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ عالم مین سب
چیزونسے بہتر ذکر الہی اور اسکی بندگی ہی اور مسجد مین داخل ہوتے ہی ذکر اور بندگی یاد آتی ہی اور سارے
جہانسے بری چیز غافل ہونا ہی یاد الہی سے اور اسکی بندگی سے اور جتنے بازارین ہین سب اسی غفلت کے
مکان ہین یعنی یاد الہی وہان بہت کم ہوتی ہی لیکن اس حدیث مین اُن بہترین اور بدترین مکانون سے
سوال ہی جنمین جانا مباح ہی اس سبب سے اسکے جواب مین یہہ بات فرمائی والا بدترین وے مکان ہین جو کفر
اور شرک اور گناہ کیواسطے بنے ہین جیسے بتخانے اور شراب خانے اور قمار خانے اور زنا خانے لیکن جو
بموجب حکم شرع کے ایسے مکانونکو کہودڈالنا اور مٹا دینا واجب ہی تو گویا وے مکان ہی نہین ہین
اور انکا وجود اعتبار سے ساقط ہی بخلاف بازارونکے کہ یہ شرع کے حکم کے بموجب معمور اور آباد
ہوتی ہین اور یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ ذکر اور بندگی جسکے واسطے ہو اُسکی حضور یکو چاہتی ہی اسواسطے
کہ اسیکا ذکر کرتا ہی اور اسیکو معبود ٹہرایا ہی سو جو مکانات حقتعالی کیواسطے خاص کر دئے گئے ہین

ہے نہین کسی غیر کا ذکر یا عبادت کرنا یا اپنی طلب حاجت کیواسطے دوسرے کو پکارنا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک مکان کو کسی بادشاہ والاجاہ کیواسطے آراستہ کرکے اسکو بلانا پھر اسکے ساتھہ اسی مکان مین ایک اسکی کسی رعیت کی بھی ضیافت کرنا کہ یہہ انتہا درجہکی بے ادبی اور نادانی ہی اور اس بادشاہ کے غصہ کا سبب ہے وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اور یہہ کہ جسوقت کہڑا ہوتا ہی اللہ کا بندہ اور جو وہ بندہ ہے تو اس سبب سے اپنے مطلب کے عرض کرنیکیواسطے اپنے خاوند کو اسکو پکارنا بھی ضرور ہوا اسیواسطے وہ بندہ کہڑا ہوتا ہی تاکہ يَدْعُوْهُ پکارے حقتعالی کو اور اسکے پکارنے اور یاد الہی کرنیکے سبب سے حقتعالی اسکے دل پر تجلی فرماتا ہی اور اسکے بدنمین جو بہتر مکان ہی یعنی دل وہ انوار الہی کے نزول کا محل ہوتا ہی اور حضرت حق جلشانہ اُس محل خاص مین اسکا مہمان ہوتا ہی كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قریب ہی کہ آدمی اور جن اس بندے پر ہجوم کرکے ندیکیطرح تہ پر تہ جم جاوین اور ٹہٹہہ ہو جاوے پھر کوئی اس بندے سے لڑکا مانگتا ہی اور کوئی روزی مانگتا ہی اور کوئی دوسرے دنیا کے مطلب مانگتا ہی اور بعضے کشف کونی طلب کرتے ہین یعنی جو دنیا کا تارک اپنی تئین سمجھتے ہین وے اس بندے سے یہہ چاہتے ہین کہ ہمپر ہمارے جہانکا احوال کہل جاوے اور اسیطرح دوسروںکو بھی قیاس کر لیا چاہئے سو اس ہجوم کے سبب سے اس خاص بندے کے اوقات مین بھی خلل ڈالتے ہین اور اسکی خاطر کو پریشان کرتے ہین اور آپ بھی شرک اور کفر کے بھنور مین ڈوب کے ہلاک ہوتے ہین اور لوگ یہہ بوجھتے ہین کہ جو کثرت ذکر اور عبادت الہی کے سبب سے اس بندے کا دل نور الہی کے نزول کا مکان ٹہہرا ہے اور نور الہی نے اسکے دلکو متجلی کیا ہے تو اب یہہ بندہ حقتعالی کے کارخانے کا شریک ہو گیا اور اس بندے کی ایسی قدر اور منزلت درگاہ الہی مین ہے کہ جو اسکی زبان سے نکلے وہی حقتعالی کرے جسطرح دنیا مین مہمان کو خاطرداری میزبانکی لازم ہوتی ہے اسیواسطے دنیا کے لوگ تلاش مین رہتے ہین اور بادشاہ یا امیر یا حاکم یا فوجدار جسکے گہر مین آتے ہین اس شخص سے اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی چاہتے ہین یعنی جو یہہ کہیگا تو اسکی خاطر کے سبب سے بادشاہ کو بھی کرنا پڑیگا اور اسی فاسد خیال کے سبب سے یعنی اس خیال سے کہ حقتعالی کے خاص بندے اسکے گہر کے مختار ہین جو کہین کے وہی خدا کو کرنا پڑیگا پیر پرستی اور گور پرستی مین گرفتار ہو کے خسرالدنیا

والاخرۃ ہوتے ہین اور اس بات مین جن اور آدمی دونون شریک ہین اور تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثقلین کی رسالت کا منصب ہی یعنی انسان اور جنات دونون فرقونکے تم نبی ہو سو اگر تمکو اپنے حق مین ان باتونکا خوف ہی کہ لوگ تمہارے ساتھہ ایسا معاملہ کرین تو تم صاف صاف ان دونون فرقون کو جتا دو اور قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ کہہ دے کہ سوائے اسکے نہین کہ مین تو پکارتا ہون اپنے پروردگار کو تاکہ مجھکو دلکی تاریکیونسے نجات دیکے اپنے نور کی تجلی سے اس دلکو منور اور مشرف کرے وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا اور شریک نہین کرتا مین اسکے ساتھہ کسیکو اور جب مین نے اسکے ساتھہ کسیکو شریک نہین ٹھہرایا اور اسی اپنے پروردگار کی عبادت مین مشغول ہوا اور اسیکو پکارا تو دوسرونسے کب مین چاہونگا کہ مجھکو پکارین یا مجھکو اسکے ساتھہ شریک ٹھہراوین اور اگر یہ دونون فرقے تجھکو شریک ٹھہراکے کچھہ اپنے نفع یا نقصانکی تجھسے اُمید رکھین اور اس اعتقاد سے تمکو پکارین تو صاف قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا کہہ دے کہ تحقیق مین ہرگز مالک نہین تمہارے نقصان کا اور نہ مطلب رسی کی تدبیر بتلانیکا یعنی راہ پر لانیکا جسطرح پہلے دلیل اور ورسیانی یعنی جنات اور گمراہ آدمیونکی رد جن دنیا کے لوگونکو کچھہ نفع کا لالچ اور نقصان کا خوف دلاکے اپنا فریفتہ کرتے تھے اور ان لوگونکے نزدیک اپنی تئین نفع اور نقصان کا مالک ظاہر کرتے تھے سو اب وہ دفتر گاؤخورد ہوا اور وہ کارخانہ تباہ ہوا اور اگر کسی حادثے اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاوین اور چاہین کہ حقتعالی کے خلاف مرضی کرکے تیرے دامن مین گھس کے حقتعالی کے غضب سے بچ جاوین اور تیری پناہ مین آجاوین تو بے لاگ کہلی بات قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ کہہ دے کہ تحقیق مین اب ہی اس حال مین ہون کہ ہرگز نہ پناہ دے سکے گا مجھکو کوئی حقتعالی کے غضب سے وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اور ہرگز نہ پاؤنگا مین اپنی دریافت مین کبھی حقتعالی کے سوائے کوئی رجوع کی جگہہ اور بچاؤ کی تاکہ اسکی طرف رجوع اور التجا کرون اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ مگر حقتعالی کا پیغام پہنچادینا اور اسکے حکم اسکی مخلوقات کیطرف سوا اسواسطے اسوقت مین مجھکو حقتعالی کیطرف سے رجوع کرکے اسکی مخلوقات کیطرف متوجہ ہونا ضرور ہوتا ہی اور توجہ الی اللہ کے کمال خلوص سے نزول کرکے مخلوقات کیطرف

رجوع کرنا ہوتا ہے لیکن یہہ بات بموجب ظاہر حال کے کہی جاتی ہے نہین تو مخلوقات الہی کیطرف رجوع
کرنا جو اسکے حکم سے ہے اور اسیکے کام کیواسطے ہے تو حقیقت مین یہہ بھی عین رجوع اور استغراق ہے
سو اسیواسطے یہہ نزول اور توجہہ خاص اُن لوگونکیواسطے ہے جو حقتعالی کے حکمونکو دل اور جان سے قبول
کرتے ہین اور اسکی فرمانبرداری اور اطاعت پر مستعد اور کمر باندہے بیٹھے ہین سو ایسے شخصون کی
روحونکو قرب الہی کے مقام مین پہنچانا اور انکی تکمیل کرنا یہہ میری خدمت ہے وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور جو نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اس مقدمے مین یعنی اسکی عبادت کے خاص مکانون اور
خاص وقتون مین غیر کو پکارے جاوے اور اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی مین دوسرے کیطرف التجا اور رجوع
کئے جاوے اور اسکے کارخانے مین دوسرے کو شریک کئے جاوے اور ان باتون سے دست بردار نہووے
اور معتزلہ اسجگہہ پر جو سمجھے ہین کہ اس نافرمانی سے مطلق گناہ مراد ہے خواہ شرک ہو خواہ کبیرہ دوسرے یہہ کہ
ان دونون قسمونکے گناہگارون کیواسطے خلود فی النار اور عذاب ابدی ہوگا سو یہ معنے اس آیت سے
بوجہہ تحریف کے قبیل سے ہے تفسیر کیطور پر اسواسطے کہ اس آیت کا سیاق اور سیاق یعنی طرز اور روش
اسکی صراحۃ اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُسسے وے گناہ مراد ہین جو شرک کو مستلزم ہین مطلق
گناہ مراد نہین ہین اور کلام الہی کو سیاق اور سیاق کے مقتضا کے خلاف کیطرف پھیرنا تحریف ہے اور تحریف
ممنوع ہے سو سیاق اس آیت کا پہلے ہو چکا کہ غیر خدا کے پکارنیوالے اسسے مراد ہین اور سیاق اس آیت کا
آگے آتا ہے کہ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا اور یہہ آیت اسی پر دلالت کرتی ہے
کہ دنیا مین اکثر مخلوقات سے جو یہ لوگ استعانت کرتے ہین اور ہر حاجت اور ہر مطلب کے واسطے علیحدہ
معین اور مددگار ٹھہراتے ہین اور یہہ بوجھتے ہین کہ ہمارے اتنے معبود ہماری شفاعت اور خلاصی سے ہرگز عاجز
نہونگے بلکہ ہمکو چھڑا لینگے سو یہ ایک بھی انکی مدد نکر سکینگے اور انکے کام نہ آوینگے چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ سو یہ بنتا اسکے لئے ہے آگ دوزخ کی خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ہمیشہ کرین اس دوزخ
مین ہمیشہ ابدالاباد تک اور کوئی انکے مددگارونسے انکی فریاد کو نہ پہنچے گا اور دوزخ سے نہ نکال سکے گا بجز
گنہگار ایماندارونکا ایمان دوزخ سے نکالے گا اور پیغمبرونکی اور شہیدونکی اور ولیونکی شفاعت انکی خلاصی

اور نجات

اور نجات کا سبب پڑیگی بخلاف کافرونکے اسواسطے کہ اُنکے گناہ شرک اور غیراللہ کی عبادت کو پہنچے تھے اور شفاعت کے قابل نرہے تھے اور اُنکی گناہونمین شرک اور کفر کا لگاؤ بھی تھا اس سبب سے شفاعت کی لیاقت رکھتے تھے اور لہ مین ضمیر کا مفرد ہونا مَن کی لفظ کے لحاظ سے اور خالدین کو جمع کے صیغہ سے لانا مَن کے معنون کے لحاظ سے اس سبب سے ہے کہ گناہ اور غیراللہ کے معبود ٹہرانیکی حالت مین ہر ایک کی دوزخ جُدا جُدا سے اور خلود کی حالت مین سب یکجا اور مجتمع ہونگے مگر باوجود یکجا اور مجتمع ہونیکے کچھہ حاجت روائی نکرسکین گے اور اپنی مصیبت اور آفت نہٹال سکین گے لیکن یہ بدبخت اپنے اعتقاد کے ایسے مضبوط ہین کہ جبتک دوزخ مین داخل نہونگے اور اُسکا عذاب نچکھین گے اور اُنکے معبود اور مددگار اُنکی شفاعت اور حمایت سے دست بردار اور بیزار نہونگے جبتک یہ اُسی اپنے باطل اعتقاد کے گھمنڈ مین ہونگے اور اپنے دلونکو سمجھاوین گے کہ ہمنے دنیا مین بڑے بڑے وسیلے اور مضبوط دست آویز اور سند اپنے واسطے درست کر رکھین ہین آخر کو وے ہمارے سردار اور معبود ہمارے کام آوین گے اور اب ہمکو اس بلا سے چھڑاوین گے حَتّٰٓى اِذَا مَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ یہان تک کہ دوزخ کی آگ مین پڑکے دیکھین گے جو کچھہ انکو وعدہ دیا جاتا تہا کہ آخر کو یہ تمہارے معبود جن پر تم بھولے ہو تمہاری بات بھی نبو نچھین گے اور تمہارے کچھہ کام نہ آوین گے وے آپ ہی عاجز اور ذلیل ہونگے اور تمہاری کچھہ عرض معروض نکرسکین گے اور شفاعت کے مقام مین کھڑے نہوسکین بلکہ اکثر تو دوزخ مین پڑے جلتے ہونگے سو اُسوقت فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا پہر البتہ جانین گے کس کے بودے ہین مددگار اور کونسے جنہون نے اپنے گمان مین بڑے بڑے زبردست زور اور مددگار ٹہرا رکھے تہے یا موحد مسلمانونکے جو سوائے خدا جلشانہ کے کسی کو اپنا مددگار نہین جانتے تہے اسی اپنے مالک اور خالق کے کرم اور فضل پر بہروسا کئے ہوے بیٹھے تہے وَاَقَلُّ عَدَدًا اور کس کی گنتی مین تہوڑے ہین اُنکے جنہون نے ہزارون پیر اور پریونکو اپنا کارساز اور مددگار ٹہرا رکھا تہا بلکہ اپنے گمان مین ایک لشکر اپنے واسطے جمع اور تیار کر رکھا تہا یا موحد مسلمانونکے جو سوائے ایک ذات پاک پروردگار کے کسیکو اپنا کارساز نہین ٹہرایا تہا بلکہ سوائے اسکے کسیکو جانتے ہی نتہے اور اگر تمہارے یہ باتین سنکے جو شرک کو جڑ سے کہو دے ڈالتی ہین اور غیراللہ سے استعانت کے کارخانے کو

بالکل برباد اور خراب کئے ڈالتی ہین اور کافرونکی طمع اور امید کو بالکل مٹانے دیتی ہین یعنی اس امید کو
کہ جنونسے وکالت اور سفارت کا عہدہ نکل کے تمکو جو سپرد ہوا ہی تو جسطرح تمہارے نبی ہونیکے پہلے جن اور
آدمیونمین معاملہ مدد مانگنے اور مدد کرنے کا اور خبر پوچھنے اور بتلانے کا انکے آپسمین جاری تہا سو اب تمہارے
واسطے اور وسیلے سے وہی طور جاری رکھین گے اور تمکو اور تمہارے خاص پیرو لوگونکو جنونکی طرح پوجا کیا
کرین گے بلکہ خود یہی تمہارے ظاہری تابعدار ہوکے تمہاری طرف سے اُسی اپنی خدمت پر بحال ہوکے وہی اپنا
دستور جاری رکھین کے چنانچہ دنیا کے عزل اور نصب اور برطرفی اور بحالی کا یہی دستور ہے کہ معزول حاکم
کے متوسل اور علاقہ دار بحال حاکم کے وسیلے سے اپنی اگلی خدمت مین دخیل ہوجاتے ہین سو تمہاری یہ چند
باتین جنہون نے کفر کی جڑ اور کافرونکی طمع کے درخت کو بیخ اور بنیاد سے اوکہاڑ کر پھینک دیا ہی اگر
سُنکے مایوس ہوکے تمنے پوچھین کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہہ قیامت کا وعدہ جو تم کرتے ہو اور کہتے ہو کہ
تمہارے یہ مالک اور معبود دوبان تمہارے کہنہ کام نہ آوین گے بلکہ تمسے بیزار ہونگے اور تمہاری عبادت سے
منکر ہونگے سو یہہ قیامت کب ہوگی دور ہی یا نزدیک سو تم اس سوال کے جواب مین قُلْ اِنْ اَدْرِیْ
لہو کہ مین کچھہ بھی نہین جانتا کہ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا یا نزدیک ہے
جو تم وعدہ دے جاتے ہو یا دیر کریگا میرا پروردگار اسکے واسطے ایک مدت کی حد اور عبارت کا سیدہا
طرز یہہ تہا کہ یون فرماتے کہ اقریب ما توعدون اَمْ بَعِیْدٌ لیکن اس اسلوب کو متغیر کیا اسواسطے
کہ ظاہر مین حکمت الہی قرب کو تقاضا کرتی ہی اس لئے کہ جزا کے مستحق ہونے کے بعد جزا پہنچانے مین عجلت
مناسب ہی لیکن حکمت الہیہ کسی پوشیدہ وجہ سے شاید تاخیر کی مقتضی ہوئی ہوا سواسطے کہ جبتک نوع
انسان کی دنیا مین باقی ہی تبتک اپنے گذرے ہونگے واسطے طرح طرح کی مدد اور اعانت لیجاتے
ہین خواہ اسمین تقرب الی اللہ ہو یا الی غیر اللہ ہو اور اپنے مقدور اور طاقت بہر اس مقصد مین خرچ
کرتے ہین پھر جب کوشش اور سعی انکی بالکل تمام ہوتی ہی تو اسوقت جزا کا ایصال مناسب ہے تاکہ الزام حجت
کا ہوجاے اور انکے مددگارونکا ضعف اور عجز ظاہر ہوجاوے تو موعود کا قریب ہونا ہر فرد کی مدت تو نہی
ہونے کے لحاظ سے احتمال کیا گیا ہی اور مدت کا پورا ہونا موت کیوقت ہوتا ہی کہ جتنے دنیا کے کام ہین ان سب سے

فراغت حاصل ہوتی ہی اور موعود کا موخر ہونا قیامت کے دن تک بھی احتمال رکھتا ہی لیکن یہ احتمال
تمام نوع کی مدت پوری ہونے کے لحاظ سے ہی کہ اسوقت اس نوع کی ہر ہر فرد کے عمل منقطع ہو جانیسے
اور اس نوع کے ہر ہر فرد کی روحین بالکل آخرت کیطرف انتقال کر جائینگی اور حقیقت مین یہ دونون صورتین
قرب اور بُعد کے واقع ہونے والی ہین لیکن موت کے بعد ہر شخص کو اپنی غلط فہمی اور خطا معلوم ہو جاتی ہی
اور فیصلے اور حکم کیوقت عاجزی اور ضعف تمام مخلوقات کا کھل جائیگا اور مخلوقات سے امید بالکل منقطع ہو جاتی ہی
سو موعودات اُخروی کے ظہور کی ابتدا بہت نزدیک ہی اور اسکی انتہا بہت دور ہے غرض ہر ترجیح
اگر ہر شخص کی اجل کی مدت مجھے معلوم بھی ہو پھر بھی اسکے موافق موعودات اخروی کے ظہور کا حکم تا
قُرب اور بُعد کے اُسکے حقمین نکرونگا تو یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہی یا یہہ کہ نوع انسانی کی بقا کی مقدار
نجانونگا یہہ بھی کچھہ عجب نہین ہی اسواسطے کہ مین غیب دان نہین ہون اور غیب دانی کا دعوی بھی
مین نے کبھی نہین کیا جسطرح مجھسے پہلے جن لوگونکو تمنے اپنا معبود ٹھہرا رکھا تھا یعنی جنات کو سو وے ایسے
دعوے تمسے کیا کرتے تھے بلکہ مین تو یون کہتا ہون کہ میرا پروردگار عَالِمُ الْغَیْبِ غیب دان ہے
اور اسکے سوائے کسی کو یہہ علم حاصل نہین ہے اسواسطے کہ غیب اس چیز کا نام ہی کہ حواس ظاہری کے دریافت
سے غایب ہو نہ حاضر تاکہ دیکھنے اور بوجھنے سے معلوم ہو سکے اور نشان اور علامت بھی اس چیز کی عقل
اور فکر مین نہ آسکے تاکہ بداہت اور استدلال سے بھی دریافت ہو سکے اور اس قسم کا غیب مختلف ہوتا ہے
ہر شخص کی نسبت سے چنانچہ اندھے مادرزاد کے نزدیک ہر رنگ غیب ہی اور اوآزین اور نغمے اور الحان
اسکے نزدیک شہادت ہین یعنی ظاہر ہین اسیطرح اصلی نامرد کے نزدیک عورت سے صحبت کرنے کا مزا
غیب ہی اور فرشتونکے نزدیک یہونکہ اور پیاس کا رنج غیب ہی اور بہشت اور دوزخ شہادت ہے
یعنی ظاہر ہی اسیواسطے اس قسم کے غیب کو غیب اضافی کہتے ہین یعنی بعضونکی نسبت سے غیب ہے اور
بعضونکی نسبت سے حاضر ہی اور ایک غیب مطلق ہی یعنی تمام مخلوقات سے غایب ہی کوئی اسکو جان نہین سکتا
جسطرح قیامت کے آنے کا وقت اور حقتعالی کے حکم جو ہر روز دنیا مین جاری ہوتے ہین اور شریعت کے
حکم جو ہر شریعت مین حقتعالی کے فرمودہ کے بموجب جاری ہوتے ہین اور حقتعالی کی ذات اور صفات کی

حقیقت اور کنہہ مفصل معلوم کرنا یہ سب غیب مطلق ہین اور غیب خاص الہی جسکو کہتے ہین فلا یظہر علی
غیبہ احدا سو خبردار نہین کرتا ہے اوپر اس غیب خاص اپنے کے کسی کو کسی وجہہ سے اسطور پر
کہ خطا اور شبہہ اور دہوکہا بالکل اُسسے جاتا رہے اور بہول چوک کا احتمال بہی باقی نرہے اور ایسی پیشگوئی
کو جسمین یہ سب صفتین پائی جاتی ہون اسکو غیب دان کہہ سکتے ہین یعنے اُسپر غیب ظاہر ہوا بخلاف
نجومیون اور طبیبون اور کاہنون اور رمالون اور جعربون اور فال دیکہنے والونکے کہ ان سبکے علمونکی اصل
مبنی علامتین اور اسباب ہین جنکے سبب سے بعضی چیزین ہونیوالی معلوم ہوجاتی ہین یا جنات اور شیطانونکے
خبر دینے سے کچہہ معلوم ہوتا ہی سو وہ بہی جہوٹہہ اور سچ کا احتمال رکہتا ہے اسواسطے کہ کہانتکے بہی
اکثر کلام تخمینی اور وہمی ہوتے ہین نہ یقینی اور اولیاء اللہ کا الہامی علم اگرچہ ذات اور صفات کی بعضی
حقیقتونکا یا بعضی ہونیوالی چیزونکا یقین اُسسے حاصل ہوتا ہی لیکن ایسا یقین اُسسے بہی حاصل نہین
ہوتا کہ جسطرح سے بہول چوک کا شبہہ اسمین باقی نرہے تاکہ انکو غیب دان بلا قید کہہ سکین کہ یہہ چیز
انکے قبضے مین آگئی بلکہ ان پر غیب کے اظہار کا یہہ طور ہے کہ صورت غیبیہ کا عکس انکے دل کے آئینہ مین پایا
جاتا ہی یہی وجہہ ہے کہ تکلیف عام اسپر ثابت نہین ہی یعنے ہر شخص کو اسپر یقین کرنا واجب نہین ہے
بلکہ وے خود اس امر کے یقین اور اعتماد کرنے مین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی گواہی کے محتاج ہوتے ہین اسواسطے کہ یہہ دونون وحی کی قسمین ہین یعنے جو انکو معلوم ہوا ہے
اگر قرآن اور حدیث کے موافق ہی تو اسپر انکو یقین کرنا اور عمل کرنا چاہئے اور نہین تو نہین بس معلوم ہوا
کہ غیب کا اظہار کسی پر نہین ہی الا من ارتضی من رسول مگر جسکو پسند کرلیتا ہی سو وہ شخص رسول
ہوتا ہی خواہ فرشتے کی قسم ہو جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور خواہ بنی آدم سے جیسے حضرت محمد اور
حضرت موسی اور حضرت عیسی وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ایسے لوگونکو اپنے خاص غیب کی بعضی چیزونپر
مطلع اور خبردار کیا تاکہ وے اس غیب کی بات کو سب مکلفین کو پہنچادین اور دہوکے اور شبہے کو
بیسونسے بالکل دور کردیتے ہین تاکہ بہول چوک کا احتمال بہی اسکے گردنہ پہٹکے اور جسسے مکلفین مین عام
لوگون یا خاص غرض کہ جنہون نے رسول بشریکی رسالت کو سچا جانا ہے وے سب پر وحی مین اسکے قول پر اعتماد کرین

اور غلطی مین پڑنے کے حق راہ بھول نجاوین اسیواسطے وحی کے اتارنے مین پرلے درجہکی احتیاط کی جاتی ہے
فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ پھر بے شک میرا پروردگار روانہ کرتا ہے اور معین کرتا ہے مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ آگے سے
آگے سے اس رسول کے وہ رسول فرشتونکی قسم سے ہو یا بشر کی قسم سے اور آگے اسکی قوت فکریہ
اور وہمیہ اور خیالیہ مراد ہین اور اسکی طبیعت اور عادت اور خلق مراد ہین جو اسوقت موجود ہین وَمِنْ خَلْفِهٖ
اور پیٹھہ کے پیچھے سے اس رسول ملکی یا بشری کے اور پیچھے سے وے علوم مراد ہین جو اسکے حافظے
مین جمع ہین اور وے طبیعتین اور عادتین اور خلق جو اپنے پیچھے اُسنے چھوڑے ہین رَصَدًا چوکیدار وونکو
جو فرشتونکی قسم سے ہین تاکہ وے فرشتے وحی لانے کیوقت مین اسکی فکری اور وہمی اور خیالی قوتونکو
سبقت کرنے نہ دین اور طبیعت اور عادت اور خلق کی خواہش کو بند کرین تاکہ وحی کے حکم مین بے چیرین ملنے
پاوین سو یہہ محافظت پیش دستی سے ہے یعنی آگے سے بے چیرین اُسمین ملنے پاوین اور حافظے
مین جمع ہوے علم سے اور پیچھے چھوڑے ہوے خلق اور عادتونسے ممانعت کرنا کہ وحی مین ملنے پاوین
یہہ محافظت پیچھے سے ہے سو رسولونکو وحی اترنے کیوقت سے مکلفین کے پہنچانے تک معطل کردیتے
ہین اور انکی سب قوتونکو بیکار محض کر دیتے ہین تاکہ کوئی انکی قوت وحی مین دخل نکرنے پاوے بخلاف اولیاؤن
اور عارفونکے کہ وہان اتنی احتیاط اور محافظت غیب کی بات کے اطلاع کیوقت نہین ہوتی ہے انکی جتنی
قوتین ہین اس اطلاع کیوقت مین اپنے اپنے کام مین مشغول ہوتی ہین فکری اور وہمی ہو یا خیالی اور
حافظہ اور ذاکرہ ہو یا طبعی اور عادتی اور اخلاقی ہو اور یے سب موجودہ ہون یا متروکہ سب اپنا عمل
کرسکتی ہین اور اگرچہ رسول ملکی اکثر چیزونمین ایسی چوکیدار یسے مستغنی ہے لیکن بعضی چیزونکی احتیاط
کیواسطے اسکو بھی محافظت ضروری ہے جیسے دواعی الہیہ سے کسی داعیہ کا متحمل ہونا جسکا اجرا بمو جب
حکمت کے بالفعل منظور نہین ہے اسیواسطے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی وحی لیکے تنہا تشریف نہین لائے بلکہ انکے ساتھہ محافظت کیواسطے فرشتے
ہوتے تھے اور جب سورہ انعام کو لیکے آئے تھے تو ستر ہزار فرشتہ اس سورت کی محافظت کے
واسطے تھا اور اس سورت کی زیادہ احتیاط کی وجہ یہہ تھی کہ یہہ سورت بالکل یا اکثر ایک ہی مرتبے

نازل ہوی ہے اور جسقدر چیز محفوظ ہوگی اسیقدر اسکے محافظ بھی ہونگے اور یہہ بھی تہا کہ اس سورش
شیطانی وحی کی بعضی قسمین رد اور ابطال کیطور پر مذکور ہین اور بعضے کفر کے کلے محال چیز فرض کرلینے
کیطور پر حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانسے حکایت کیطور پر ذکر فرمائے ہین سو وے شیطانی
وسوسے اور وے کفر کے کلمے نہایت نفرت کے سبب سے شاید حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حافظہ
سے جاتے رہین تو اس صورتمین وحی الہی کی قدر اور اندازہ مین نقصان لازم آوے ایسی وجہ سے
رسول ملکی کو بھی حفاظت ضروری ہے اور یہانپر ایک اشکال ہے بہت زبردست اسکا حاصل یہہ ہے
کہ جب رسول علیہ السلام کو بعضے خاص غیب پر خبردار کیا اور رسول کا مفہوم اسبات کو چاہتا ہے
کہ رسول اس غیب خاص کو دوسرونکو پہنچاوے تو بالتخصیص رسول کا اسبات کا ذکر نا لغو ہوا بلکہ
واقع کے خلاف ہوا اور یہہ بھی ہے کہ اتنی احتیاط اور محافظت وحی کے پہلے واسطے مین یعنی فرشتے
مین کافی تہی اور اگر دوسرے واسطے مین یعنی رسول بشر مین ایسی احتیاط کی رعایت ضرور ہے تو پھر
دوسرے واسطون مین جیسے صحابہ اور علما تابعین اور مفسرین وغیرہ مین بھی اس محافظت کی رعایت
ضروری چاہئے تاکہ وحی کی لفظ کے نقل کرنے مین اور اسکے صحیح مطلب معلوم کرنے مین بھی خطا اور
چوک واقع نہونے پاوے سو اس اشکال کا جواب یہہ ہے کہ غیب خاص کا اظہار رسول ملکی اور رسول
بشری کے حقمین ہے اور سوائے رسول کے جتنے مکلفین ہین انکو جو وحی کا علم حاصل ہوتا ہے اسکو علم
غیب نہین کہتے ہین بلکہ معجزے کے تصدیق کے سبب سے انکا علم وحی کے مضمون پر استدلالی ہوتا
اس سبب سے رسول کو مستثنی کرنا موافق واقع کے ہے بلکہ ضروری ہے اور وحی کے اتارنے مین احتیاط
اور محافظت کی رعایت اسوقت تک ضروری ہے جبتک رسول سے اسکی تبلیغ تواتر کے حد کو نہپہنچے
اور جب رسول سے اسکی تبلیغ حد تواتر کو پہنچ گئی تو اب وہ وحی وہو کہے اور شبہے سے مامون اور
محفوظ ہوئی اور ہر ہر فرد بشر کی عصمت مطلوب بھی نہین ہے بلکہ عصمت کل امت کی من حیث المجموع درکار
ہے یعنی سب کے سب خطا اور چوک مین نہ پڑجاوین سو یہہ بات حاصل ہے اور رسول بشری وسطے کے یعنی
بیچ کے مرتبے مین واقع ہوا ہے جبتک وحی اسکے متجاوز نہین ہوی اور مکلفین تک نہین پہنچی تبتک وحی

غیب کے حکم مین ہی اور غیب کے مقدمہ مین احتیاط اور محافظت مین سستی کرنا حکمت کے خلاف ہی اسواسطے
کہ وہی علوم مخزونہ سے مخلط ہونے کا احتمال موجود ہی اور فکر اور خیال اور عادت کے مقتضیات کے
دخیل ہونے کا بھی احتمال برقرار ہی لیکن جب رسول نے اس وحی کی تبلیغ کو حد تواتر کو پہنچایا تو وہ وحی
طشت از بام مشہور ہوئی اور احتیاط اور محافظت مذکورہ سے بھی مستغنی ہوئی چنانچہ ارشاد
ہوتا ہی کہ لِيَعْلَمَ تاکہ جان لے پروردگار میرا اور یہہ لام حتی کے معنو نمین ہی اسواسطے کہ غرض اور
غایت مین بہت قوی مناسبت ہے اور ایک کی لفظ کو دوسرے کیواسطے استعارہ کرنا درست ہے
یہی وجہہ ہی کہ حتی کی لفظ کو جو غایت کیواسطے موضوع ہے تعلیل اور غرض کے بیان کے مقام مین اکثر
استعمال کرتے ہین اور لام کو جو غرض کیواسطے موضوع ہی غایت کے مقام مین استعمال کرتے ہین
اگرچہ مجازی کیطور پر ہو چنانچہ لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ مین لام غایت کیواسطے مستعمل ہی
یعنی انتہا جنی کی موت ہی اور انتہا تعمیر کی ویرانی ہی اور اسیطرح فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ
لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا مین یعنی پہر اٹہا لیا حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون والون نے تاکہ ہووین وے
انکے لئے دشمن اور سبب رنج کے یعنی انجام اوٹہانے کا یہہ ہوا کہ وہی انکی ہلاکی کے سبب پڑے حاصل کلام
کا یہہ ہی کہ اسقدر احتیاط اور نگہبانی اسوقت تک رہتی ہی جبتک علم حالی پروردگار کا کسی سے
تعلق قبول کرے وہ علم جو واقع ہونیوالی چیزونکے ساتہہ انکے وقوع کیوقت متعلق ہوتا ہی اَنْ قَدْ
اَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ یہہ کہ مقرر پہنچایا اُس رسول ملکی اور بشری نے اور چوکیدارون نے
سب پیغام اپنے پروردگار کے اور حجت عامہ سب مکلفین پر لازم ہوئی اور اسجگہہ پر صیغہ جمع کا لانا باوجود
مفرد ہونے رسول کے کلام سابق مین اسیواسطے ہی کہ اکثر وقتونمین وحی کا نزول اور اسکو مکلفین کو
پہنچا دینے تک رسول ملکی اور بشری اور چوکیدار سبکو اسمین دخل ہوتا ہی اگرچہ وحی کا حامل رسول
فقط ہوتا ہی جسطرح کوئی بادشاہ اپنے مقربونمین سے کسیکو خوان کہانے کا بہیجے تو اسکے ساتہہ
چوبدار اور مشعلچی اور نگہبان ضرور ہمراہ ہوتے ہین سو اگرچہ خوان کا اٹہانیوالا ایک ہی آدمی ہوتا ہے
اور دوسرونکو جو کچہہ خوانمین ہی اسکی خبر بہی نہین ہوتی ہی لیکن اسمیں خوان کا پہنچانا اُن سب

کیطرف منسوب ہوتا ہی وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ اور گھیر لیا ہی انکے پروردگار نے جو کچھ انکے پاس ہی سبکو خواہ وے علم سیکھے ہوسے ہون یا اخلاق اور عادات ہون یا وحی کے احکام ہون اور یہہ حقتعالی کے علم کا محیط ہونا کچھ رسولون اور وحی کے چوکیدارونکے احوال کے ساتھہ مخصوص نہین ہی بلکہ عام ہی تمام مخلوقات اور موجودات کو شامل ہی ذہنیہ موجودات ہون یا خارجیہ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اور شمار کر لیا ہی ہر چیز کو گن کے یعنی کوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی سبکا حساب وہان موجود ہی یہان تک کہ دریا کی لہرین اور جنگل کی ریت اور درختونکے پتے اور برسات کی بوندسبکی گنتی اور حساب وہان موجود ہی سو جسکا علم ایسا محیط ہی وہ رسولونکے احوال سے اور وحی کے چوکیدارونکے احوال سے کیونکر ناواقف ہوگا اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ صاحب کشاف نے بسبب میلان مذہب اعتزال کے اس آیت کے بیان مین یہہ بھی کہا ہی کہ وَفِیْ ھٰذَا اِبْطَالُ الْکَرَامَاتِ لِاَنَّ الَّذِیْنَ یُضَافُ اِلَیْھِمْ اِنْ کَانُوْا اَوْلِیَاءَ مُرْتَضَیْنَ فَلَیْسُوْا بِرُسُلٍ اِلَی الْخَلْقِ مَا قَالَ یعنی کشاف والے نے یون کہا ہی اس آیت مین کرامات کا بطلان بوجہا جاتا ہی اسواسطے کہ جنکی طرف نسبت کی جاتی ہی یہہ بات اگرچہ وے لوگ ولی اللہ تعالی کے تہے پسندیدہ لیکن رسول نہ تہے اور اس آیت مین فقط رسول مستثنی ہین سو باوجود عقل اور دانائی کے ایسا دعوی اسنے بہت بعید اور عجیب واقع ہوا ہی اسواسطے کہ اس آیت مین مطلق غیب پر مطلع ہونے کی نفی نہین ہوئی ہی جاتی ہی بلکہ ایسے غیب پر مطلع ہونے کی نفی ہی جسمین وہو کہا اور شبہہ بالکل باقی رہے سو اس قسم کے غیب پر مطلع ہونا اسوا رسولونکے دوسرے کے واسطے ثابت نہین ہی نہ مطلق غیب پر مطلع ہونا پھر کرامت تو بطریق اولی اس نفی مین داخل نہوگی اور تفسیر مین اوّل گذر چکا ہی کہ اظہار شخص پر غیب چیز دوسری ہی اور اظہار غیب پر شخص چیز دوسری ہی پہلے کی نفی سے دوسری کی نفی لازم نہین ہوتی ہے اور اولیاء اللہ کو اگرچہ اظہار بر غیب کا رتبہ حاصل نہین ہی لیکن اظہار غیب کا انپر درست اور جایز ہے چنانچہ سورۂ قصص مین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ماکے حقمین تصریح آگئی ہی کہ اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ یعنی تحقیق ہم پہیرین گے اسکو تیری طرف اور کرینگے

اسکو اپنے رسولونسے اسواسطے اہل سنت وجماعت کے اکثر ان عالمونے جنہونے اظہار شخص پر غیب
اور اظہار غیب پر شخص مین فرق نہین کیا ہی اُنہونے یون کہا ہی کہ اس آیت مین غیب سے احکام
شرعیہ مراد ہین جنکی تکلیف جتنے مکلف ہین سبکو ہی اور اگر مطلق غیب مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ جو فقط
نبی ہین انکو بھی کسی غیبی امر پر اطلاع حاصل نہو جیسے حضرت خضر علیہ السلام اسواسطے کہ اس آیت مین علم غیب
کا حصر فقط رسول کی لفظ پر ہی اور رسول خاص ہے نبی سے اور یہہ بات خلاف ہی ہان یہہ البتہ ہی
کہ نبی شریعت کے حکمونپر آگاہ اور خبردار کرنا خاصہ رسول کا ہی یہہ بات نبی مین البتہ نہین پائی جاتی اور بعضے
عالمون نے یون کہا ہی کہ یہان حصر اصالت کی قید کے لحاظ سے ہی یعنی بالاصالت غیب پر مطلع ہونا
پیغمبرونکا خاصہ ہی اور اولیاء اللہ کو غیب پر جو اطلاع حاصل ہوتی ہی سو وراثت و تبعیت کی راہ سے
حاصل ہوتی ہی جسطرح چاند کو روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہی اور کسی چیز کو منحصر کہنا
ایک چیز مین جسمین وہ چیز بالاصالت پائی جاتی ہی اور نفی کرنا اسسے جسمین وہ چیز تبعیت اور وراثت
کیطور پر پائی جاتی ہی یہہ حصر اور نفی مجازی ہی اور متعارف اور مشہور ہی تاویل مین داخل نہین ہے
اور بعضے اہل سنت اور جماعت کے قدیم مفسرونے یون بیان کیا ہی کہ اس غیب سے مراد لوح محفوظ
ہی اور لوح محفوظ پر سوائے پیغمبرونکے کسی کو اطلاع اور خبر نہین ہوتی ہی لیکن اس کلام مین بہت سے
خلل ہین پہلے تو پیغمبرونکا لوح محفوظ پر مطلع ہونا یعنی اُس لوح کو مطالعہ کرنا اور اسکے لکھے ہوئے کو
بوجہنا صحیح حدیث مین پایا نہین جاتا بلکہ حدیث صحیح مین یہہ البتہ آیا ہی کہ یہہ کام خاص حضرت اسرافیل
علیہ السلام کو سپرد ہی اور حضرت اسرافیل رسول نہین ہین دوسری قباحت یہہ ہی کہ لوح محفوظ پر
مطلع ہونے سے موجودات نفس الامری پر مطلع ہونا مراد ہے اسواسطے کہ کتاب پر مطلع ہونے سے
یہی مراد ہوتی ہی کہ جو مضمون اس کتاب مین لکھا ہوا ہی اسپر خبردار ہونا نہ یہہ کہ کتاب کے نقشونکو فقط
دیکھہ لینا اور یہہ بات یعنی موجودات کے احوال پر مطلع ہونا اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہو جاتا ہے
تو لوح محفوظ کا دیکھنا اور نہ دیکھنا دونون برابر ہوا تیسری قباحت یہہ ہی کہ لوح محفوظ پر مطلع ہونا بلکہ
اسکے مضمونکو دیکھہ کر سمجھنا بعضے اولیاء اللہ سے تواتر کے طور پر منقول ہی بس یہہ اختصار اور انحصار

پیغمبر و نہر صحیح نہوا اور سوائے اسکے غیب کو لوح محفوظ پر حمل کرنا یعنی غیب سے لوح محفوظ مراد لینا آیت کے سیاق اور سباق سے ہرگز مناسبت نہین رکھتا ہی بس جو وجہہ تفسیر مین پہلے بیان ہوچکی ہی وہی ثابت ہوئی واللہ اعلم بالصواب

سورۃ المزمل

یہہ سورت مکی ہی اور اسمین بیس آیتین اور دو رکوع اور دو سو اٹھہتر کلمے اور آٹھہ سو اٹھاسی حرف ہین اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورہ جن سے یہہ ہی کہ سورہ جن مین مذکور ہی کہ ایک فرقے نے جنونمین سے قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنکر ہدایت پائی اور جو عقیدے حقتعالی کی ذات اور صفات مین ضروری ہین اور مکلفین کا دو قسم پر ہونا یعنی نیک بخت اور بدبخت اور ان دونونکے انجام مین فرق ہونا یعنی نیک بختونکا انجام اچھا ہونا اور بدبختونکا انجام برا ہونا ان سب چیزونکو قرآن مجید کی عبارتمین سنتے ہی دریافت کرلیا بدون اسبات کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرین اور آپکی صحبت مین حاضر رہین اور آپ سے سوال کرین اور ان باتونکی تحقیق اور تلاش آپ سے کرین بلکہ قرآن کو سنتے ہی ان سب چیزونکی انکو یقین حاصل ہوگئی سو اس سورتمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تمکو لازم ہی کہ راتکو خلوت کیوقت تنہائی مین جب آدمیون کا ازدحام نہووے ایسے وقت مین قرآن شریف کے پڑہنے مین مشغول رہا کرو اور قرأتکی لفظونکو اور حرفونکو بلند آواز سے پکار کر پڑہا کرو تاکہ غیب کا عالم بہی اس کلام ہدایت نظام سے فیضیاب ہووے جسطرح دنکو عالم ظاہری یعنی آدمی اسکلام فیض نظام سے بہرور ہوتے ہین اور اس سبب سے تمکو بہی ثقلین کی یعنی جن اور انس کی رسالت کا منصب حاصل ہووے اور اسکلام کی تلاوت کیوقتونکو اسطرح سے مقرر کردکہ دنکو جو ظہور اور نمود کا وقت ہی آدمیونکو کہ یے بہی ظہور اور نمود رکہتے ہین یہہ کلام سنایا اور سمجہایا کرو اور راتکو جو تاریکی اور پوشیدگی کا وقت ہی جنات کی خلقت کو کہ یہہ بہی تاریکی اور پوشیدگی رکہتے ہین اسکلام کو سنایا کرو اسواسطے کہ جنونکا انتشار اور حضوری اکثر راتکو ہوتی ہی اور آدمیونکا تمام جہانمین پہیل پڑنا اور

منشہ ہونا اکثر دنکو ہوا کرتا ہی اور یہہ بھی ہی کہ اُس سورتمین مذکور ہی کہ نماز پڑہنے کیوقت اور قرآن مجید کی تلاوت کرنیکے وقت کافر لوگ ازدحام اور ہجوم کرتے ہین اور شور اور غل مچاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تشویش مین ڈال دیتے ہین چنانچہ حقتعالی نے فرمایا ہی کہ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا اور اس انکے ازدحام اور بک بک سے عبادت اور تلاوت کا جو فائدہ ہی یعنی مناجات سے لذت حاصل ہونا اور رب کے مرتبونکی ترقی ہونا یہہ فوت ہوجاتا ہی سو اسواسطے اُس سورتمین حقتعالی نے ایسا وقت بتلا دیا کہ اسوقت کافر اور فاسق بلکہ اکثر لوگ غفلت کی نیند مین مردونکے مانند پڑے ہوتے ہین تو ہرگز اسوقت مین تشویش سے دل پراگندہ نہوگا بلکہ عبادت اور تلاوت کا لطف حاصل ہوگا اور باوجود اسکے ان دونون سورتونکے متفرق مضمونمین اور مستعمل لفظونمین بھی مناسبت حاصل ہی چنانچہ اُس سورتمین محافظت اور چوکیداری دنیا کے آسمانکی مذکور ہی اور اِس سورتمین قیامت کے دن آسمانکا پھٹنا مذکور ہی اور اُس سورتمین جو شخص منہہ پھیرے اور انکار کرے اسکی بُرائی مذکور ہی وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا اور اس سورتمین حقتعالی کے ذکر کرنیکا حکم فرمایا ہی اور کہا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور اُس سورتمین حقتعالی نے اپنے علم اور قدرت کے کمال کو اس عبارت سے ارشاد فرمایا ہی وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اور اس سورتمین بنی آدم کے علم اور قدرت کا قصور اس عبارت سے بیان فرمایا ہی کہ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ اور سوائے اُسکے دوسری مناسبتین بھی ہین تامل کرنے سے معلوم ہوتی ہین اور اِس سورتکا نام سورۂ مُزَّمِّل اسواسطے رکھا ہی کہ اس سورتمین خرقہ پوشی کے لوازمات اور اسکی شرطین بیان فرمائی ہین بس یہہ سورت اُس شخص کی سورت ہی جو درویشونکا خرقہ پہنے اور اپنی تہین اُسی رنگ مین رنگے اور عرب کی لغت مین یعنی انکی بولی مین مزمّل اس شخص کو کہتے ہین کہ بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ایسا تہا کہ جب تہجد کی نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کیواسطے رات کو اُٹہتے تہے تو ایک کملی آپ اُوڑہ لیتے تہے تاکہ سردی سے بدن محفوظ رہے اور وضو اور نماز کے اُٹہنے

بیٹھنے بلنے ڈلنے مین اس کمل کے لپٹنے کے سبب سے کسیطرح کا حرج واقع نہوا اور وہ کمل چودہ ہاتھہ کا لمبا تہا اور اسکو اسی کام کیواسطے آپنے رکہا تہا تو اس کمل کا اوڑہنا گویا اہشارہ تہا اسبات کی طرف کہ اپنے مولا کی عبادتمین داخل ہوا مین اور اس عبادتکے کام کو اپنے ذمہ پر لیا مین نے جسطرح سے کمر باندہنا اور ہتہیار لگانا نشان ہے سپاہگریکا اور کاغذ اور قلم دانکا اُٹہانا علامت ہے منصدیگری اور منشی گریکی سو آپ کا کمل کا اُوڑہنا بہی عبادت الہی کی ذمہ بردار یکا نشان تہا اسیواسطے جناب الہی سے یہہ ارشاد ہوا کہ ایسے کپڑے پہنے کیواسطے سات شرطین ضروری ہین سو تمنے جو اس کپڑے کو پہنا تو تمکو بہی اُن ساتون شرطونکا بجالانا ضروری ہوا سو اُنمین سے پہلی شرط یہہ ہے کہ راتکے جاگنے مین بڑی کوشش کرنا اور قران شریف کو تہجد کی نماز مین پڑہنا کہ یہہ بڑا جہاد ہے اپنے نفس کے ساتہہ اور دوسری شرط یہہ ہے کہ دنکو بہی ہر وقت اپنے مالک کی بندگی مین مشغول رہنا اور تیسری شرط یہہ ہے کہ حق کے ذکر کی مداومت کرنا اور اسکے نام سے ہمیشہ اپنی زبانکو شاد کام رکہنا چوتہی شرط یہہ ہے کہ سب علاقونکو کاٹنا اور ترک کرنا اور تجرید حاصل کرنا پانچوین شرط یہہ ہے کہ ہر امر مین اعتماد اور بہروسا اللہ تعالی پر کرنا اور اپنی تئین کسی چیز مین دخل نہ دینا چہٹہین شرط یہہ ہے کہ خلق اللہ کی ایذا اور ظلم کو سہنا اور اسپر صبر کرنا ساتوین شرط یہہ ہے کہ اہل دنیا کی صحبت سے احتراز کرنا لیکن انکی خیر خواہی مین قصور نکرنا اور یہہ بہت مشکل بات ہے اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورتمین مزمل کے نام سے خطاب فرمایا ہے تاکہ یہہ خطاب کرنا اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ اس کپڑے کے پہننے کے سبب سے یے کام تمہارے سپرد ہوے اور انکے بجالانیکا تمکو حکم ہوا جسطرح کوئی شخص کمر باندہکے ہتیار لگاکے مسلح ہوکے سردار کے سامنے آکر کہڑا ہووے تو اسکو یہی حکم سردار کا ہوگا کہ تمکو فلانہ مورچہ سپرد کیا ہمنے دیکہین تو کیسی تمہاری سپاہگری ہے یعنی سپاہی کی شکل بنانا تمہارا اسبانکو مقتضی ہوا کہ تمکو یہہ کام سپرد ہوا اور اگر یہہ شکل تم نباتے تو یہہ کام بہی تمکو سپرد نہوتا لیکن جو تمنے اسطرح کا لباس پہنا تو اب اُسکی شرم بہی رکہنا تمپر ضروری ہوا اب اسکام سے پہلو تہی کرنا نچاہیے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھا المزمل اے ریاضت کا کپڑا اپنے اوپر لپٹے ہوے اس کپڑے کا حق ادا کرا ور اسکا سونا جو چیز و نسے زیادہ پیارا ہوتا ہے اسکو چھوڑا اور عبادت الہی مین مشغول ہو قم اللیل اٹھ اور کھڑے ہوکر ہر راتکو نماز پڑہا کر الا قلیلا مگر تہوڑی راتونمین کہ یہہ حکم معاف ہے جیسے بیماری یا سفر کی راتین یا اُن راتونکو جنکے دونونمین محنت اور مشقت بہت کی ہو جیسے جہاد مین یا کفار سے مقابلہ مین یا آپسمین صلح کرانے مین یا کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتہہ سے چھڑانے مین اور دوسرے اسیطرح کے محنت کے کامونمین کہ انکو محنت زیادہ ہونے کے سبب سے راتکو اُٹھنے کی طاقت نرہے تو ایسی راتونکو تہجد کا وجوب نہین ہے نفل کے حکم مین ہے چاہو پڑہو چاہو نپڑہو ان راتونکو تاکید اور تقید نہین ہے اور اسیطرح سے ایسے عذرونمین کہڑا ہونا بہی معاف ہے اگر کہڑے ہوکر نپڑہا جاوے تو بیٹہہ کر پڑہو کچہہ مضایقہ نہین ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخر عمر شریف مین اکثر تہجد کی نماز بیٹہہ کر پڑہا کرتے تہے اور تقدیر میں یہ بہی احتمال ہوسکتا ہے کہ الا قلیلا کی لفظ قیام کے ظرف محذوف سے مستثنی ہو لیل سے نہو اور ترکیبی عبارت یون ہو کہ قم فی صلوٰۃ اللیل فی جمیع عمرک الا زمانا قلیلا وھو زمان کبر السن وضعف البدن فلا باس بالقعود حینئذ یعنی کہڑے ہوکر نماز پڑہا کرو رات کی عمر بہر مگر تہوڑے دنونمین اور وہ بڑہاپے کے دن ہین اور بدنکے بودے ہوجانے کے سوا اُن دنونمین تہجد کی نماز بیٹہہ کے پڑہنے کا کچہہ مضایقہ نہین ہے لیکن چاہئے کہ یہہ راتکی نماز مین کہڑا ہونا ذرا سا برائے نام نہو کہ جذب الی اللہ مین اور حضوری اور مناجات کے ملکہ کی تحصیل مین جیسی چاہئے ویسی تاثیر نکرے اسواسطے کہ تہوڑے عمل سے کسی قسم اور کسی جنس سے ہو روح اور دل کو کیفیت حاصل نہین ہوتی اور اس عمل کی تاثیر انمین بخوبی پائی نہین جاتی بلکہ کہڑے رہا کرو نماز مین نصفہ آدہی رات کے اندازسے اگر اعتدال کے دن ہون جنمین رات اور دن برابر ہوتا ہے جیسے خزان کے چند روز اور بہار کے چند روز اسواسطے کہ آدہی رات دن اور

رات کے پورے دو ربع کی چوتہائی ہے اعتدال کے دونوں اور تاثیر اور خواص میں چوتہائی پر پوری چیز
کا حکم کرنے میں سو اسقدر مجاہدہ اور کوشش کرنا دن اور رات میں ایسی کیفیت پیدا کریگا جسکا اثر تمام
دن اور رات باقی رہے گا اور حضوری اور مناجات کی کیفیت یہی حاصل ہوگی بلکہ ہمیشہ کا قرب معنوی
حاصل ہوگا جیسے کسی شخص کو اگر اپنے محبوب سے تمام دن اور رات میں دوپہر کی صحبت اور بات چیت حاصل
ہوتی رہے تو اس دوپہر کی لذت کا سرور آٹھہ پہر تک نہ بھولیگا اور دن اور رات اسی کیفیت میں مست
رہے گا اور اگر کوئی لمحہ یا کوئی ساعت کی ملاقات ہوئی تو جدائی کی آگ اتنی ملاقات سے بجھتی نہیں بلکہ
اور بھڑکتی جاتی ہے اور اس اشتیاق کی بھڑک کو ہرگز مفید نہیں ہوتی جسطرح تشنگی کی شدت میں
تھوڑا پانی پینا اور بھوک کے غلبہ میں لقمہ دو لقمے کھانا بھوک اور پیاس کو دفع نہیں کرتا بلکہ اور زیادہ
کرتا ہے اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا یا کم کر آدھی رات سے تھوڑا تاکہ تہائی رات کو پہنچے لیکن اگر جاڑوں
موسم ہو اسواسطے کہ اُن دنوں کی رات بہت بڑی ہوتی ہے تہائی اسکی دن اور رات کے پورے
دور کی چوتہائی کی قدر ہوگی اَوْ زِدْ عَلَيْهِ یا زیادہ کر آدھی رات پر تھوڑا تاکہ دو تہائی رات کو
پہنچے اگر گرمیوں کا موسم ہو اسواسطے کہ اُن دنوں کی رات بہت چھوٹی ہوتی ہے دو تہائی اسکی
دن اور رات کے پورے دور کی چوتہائی ہوگی اور یہہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ اس کمتی اور زیادتی سے
خاطر کی خوشی اور یکسوئی کی رعایت منظور ہو یعنی اگر طبیعت چین میں ہو اور خوب دل لگے تو آدھی
رات سے زیادہ یعنی دو تہائی تک کھڑے رہو اور اگر توسط کا حال ہو تو آدھی رات تک کھڑے رہو
اور اگر طبیعت بے چین ہو تو تہائی رات پر اکتفا کرو اسواسطے کہ عبادت کی بنا دل کی خوشی اور رغبت
پر ہے چنانچہ حدیث شریف میں بھی تہجد کے متعلق میں آیا ہے کہ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ
فَلْيَقْعُدْ یعنی چاہئے کہ نماز پڑہے ہر شخص تم میں سے طبیعت کی خوشی اور دل لگنے تک پہر جب سستی کرے
طبیعت اور دل نہ لگے تو چاہئے کہ موقوف کرے اور یہہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر تہجد کی نماز
پڑہنے میں تم میں سے کسی پر نیند غلبہ کرے تو اسکو چاہئے کہ نماز کو موقوف کرے اور سو رہے اسواسطے
کہ ایسا نہو کہ کہیں خواب کے غلبہ میں دعا کی جگہہ بد دعا منہہ سے نکل جاوے یا قرآن پڑہنے میں کوئی کفر کا کلمہ

ح

ح

یا فسق کا منہہ سے نکل جاوے اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ لا تکابدوا اللیل یعنے بے دلی سے نماز پڑہنے مین بیفائدہ کا رنج اور مشقت رات کے جاگنے سے مت کہینچو اسواسطے کہ تہجد کی عبادت مین کچھہ بھی ثواب حاصل نہین ہوتا اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہی کہ یہہ تخییر یعنی دونہا اور آدہی اور تہائی راتمین اختیار دینا اسواسطے ہی کہ آدہی رات پوری کو معلوم کرنا اور اس اندازہ برابر بدون کمی اور زیادتی کے نماز اور تلاوت اور ذکر مین مشغول ہونا آدمی کی طاقت نہین ہی علی الخصوص ایسی جگہہ پر جہان کوئی چیز ساعت کے دریافت کرنے کی نہو یعنی نہ گہڑی ہو نہ گہڑیال ایسی جگہہ پر آدہی راتکو دریافت کرنا بہت مشکل ہی تو گویا یون حکم ہوتا ہی کہ جو اس راہ کا طالب ہی اسکو آدہی رات جاگنا اور ذکر اور عبادتمین مشغول رہنا ضروری ہی لیکن جو آدہی رات پوری بدون کمی زیادتی کے معلوم ہونا مشکل ہی اسواسطے کہ اتنے حکم مین وسعت کی گئی کہ اگر اسطور سے تہوڑی کم زیادہ ہوجاوے تو کچھہ مضایقہ نہین ہی اور آخر سورہ تمین معلوم ہوگا کہ گنتی کی حد تہائی ہی اور زیادتی کی حد دو تہائی اور جب مجاہدہ اور کوشش کی مدت کے بیان سے فراغت پائی تو اب ارشاد ہوتا ہی کہ یہہ کام اسوقت مین کیا کرو وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اور کہول کر پڑہو قرائکی لفظونکو صاف یعنی تہجد کی نماز مین کہڑے ہوکر اور ترتیل لغت مین واضح اور صاف پڑہنے کو کہتے ہین اور شرع شریف مین کئی چیزونکی رعایت کرنیکو کہتے ہین قرآن شریف کے پڑہنے مین تاکہ خوب ترتیل حاصل ہووے پہلے حرفونکو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے نکالنا تاکہ طا کی جگہہ پر تا اور ضاد کی جگہہ پر ظا نہ نکلے دوسرے وقوف کی جگہہ پر اچھی طرح سے ٹہہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام مین بے موقع نہونے پاوے اور کلام کی صورت متبدل نہوجاوے تیسرے حرکتونمین اشباع کرنا یعنی زیر زبر پیش کو اسمین امتیاز دینا تاکہ ایک دوسرے سے ملنے اور مشتبہ ہونے نپاوے چوتھے آواز کو تہوڑا بلند کرنا تاکہ قرآن شریف کے الفاظ زبان سے کان تک پہنچین اور دل سے اور دل مین کوئی کیفیت پیدا کرین جیسے ذوق اور شوق اور خوف اور دہشت اسواسطے کہ قرآن شریف کے پڑہنے مین یہی چیزین مطلوب ہین پانچوین اپنی آواز کو اچہا کرنا اسطور سے کہ اسمین دردمندی پائی جاوے تاکہ دل پر جلدی تاثیر کرے اور مطلب حاصل ہووے اسواسطے کہ جو مضمون خوش آواز سے دل تک پہنچتا

ہی تو اسسے روح کو لذت حاصل ہوتی ہی اور قوے بہی اسکو جلد جذب کر لیتے ہین اور اس سبب سے
روح پر اسکی تاثیر بہی ہوتی ہی اسیواسطے اطبا نے کہا ہی کہ جب کسی دوا سی کی کیفیت دلکو پہنچانا
منظور ہو تو اس دوائی کو خوشبو مین ملا کے دیا چاہے اسواسطے کہ دل خوشبو کا جذاب ہے
یعنی کہینچے والا تو اس خوشبو کے ساتہہ اس دوا کو بہی جلدی کہینچ لیگا اور اسیطرح جس دوا کی کیفیت
جگر یعنی کلیجی کو پہنچانا منظور ہو تو اسکو مٹہائی مین ملا کے دینا چاہئے اسواسطے کہ جگر مٹہائی کا عاشق
ہی تو وہ بہی اسکو کہینچ لے گا چہٹہین تشدید اور مد کا جسجگہہ پر ہین وہان لحاظ رکہنا اسواسطے کہ شد
اور مد کی رعایت کے سبب سے کلام الہی مین عظمت اور بزرگی نمودار ہوتی ہی اور تاثیر مین بہی مدد کرتا
ساتوین اگر قران شریف مین کوئی خوف کا مضمون سنے تو وہان تہوڑا ٹہہر جاے اور حقتعالی سے
پناہ طلب کرے اور اگر کوئی مضمون بہتر اپنے مقصد اور مطلب کا سنے تو وہان بہی ٹہہرے اور اس چیز کو
حقتعالی کی درگاہ سے اپنے واسطے طلب کرے اور اگر قران شریف مین کوئی دعا یا کوئی ذکر
پڑہنے کیواسطے حکم ہو تو وہان بہی تہوڑا ٹہہرے اور کم سے کم اس دعا یا ذکر کو ایک مرتبے تو پڑہ لے
جیسے قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اے رب زیادہ کر مجہکو علم یہ سب سات چیزین ہوین جنکی ترتیل مین
رعایت کرنا ضروری ہی اور یہ سب ایک چیز کیواسطے ہین اور وہی چیز بالذات مقصود ہی وہ تدبر
اور فہم ہی یعنی غور کرنا اور بوجہنا قران کے مطلب کا اور یہہ بات بدون ان ساتون چیزونکے حاصل
نہین ہوتی ہی نہ پڑہنے والیکو نہ سننے والیکو بلکہ بدون ان ساتون چیزونکی رعایت کے فرانکی قرات
شعر خوانی کیطرح بیفایدہ ہو جاتی ہی اور کچہہ اُسسے حاصل نہین ہوتا اسیواسطے حضرت عبداللہ بن
مسعود اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہی کہ لَا تَنْثُرُوْهُ نَثْرَ الدَّقَلِ وَلَا تَهُذُّوْهُ
كَهَذِّ الشِّعْرِ قِفُوْا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَحَرِّكُوْا بِهِ الْقُلُوْبَ وَلَا يَكُنْ هَمُّ اَحَدِكُمْ اٰخِرَ السُّوْرَةِ
یعنی مت بکہیرو قرانکی لفظونکو جیسی ردی اور ناقص خرمونکو بکہیرتے ہو اور نہ پیٹو قرانکو جیسے شعر کو
پیٹتے ہو یعنی قران کو جلدی مت پڑہو شعرونکے پڑہنے کیطرح بلکہ ٹہہرو قرانکے عجائبات پر اور اپنے دلونکو
ہلاؤ اس قران پر اور اسباتکی فکر مت کرو کہ یہہ سورت کب تمام ہوگی تاکہ جلدی ہم پڑہ چکین اور فراغت

پاوین اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لوگون نے پوچھا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قران شریف کو کسطرح پڑہتے تہے انہون نے کہا کہ سب حرکتونکو بڑہاتے تہے یعنی زیر زبر پیش کو پورا نکالتے تہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بہی آپ کی آواز کی درازگی قران شریف کے پڑہنے مین نقل کی ہی اور حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت آئی ہی کہ ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز مین ایک آیت کو یہان تک پڑہا کہ فجر ہوگئی اور وہ آیت یہہ ہے کہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی اگر عذاب کریگا تو انپر تو وے بندے تیرے ہین اور اگر بخش دیگا تو انکو تو بے شک تو ہی ہی غالب حکمت والا اسیواسطے کہا ہی کہ کم سے کم قران کی تلاوتمین تدبر کا مرتبہ یہہ ہے کہ ہر خطاب اور ہر قصہ مین اپنی تئین مخاطب جانے اور اعلی مرتبہ تدبر کا یہہ ہی کہ متکلم کو اور اسکے صفات اور افعال کو اسکلام مین مشاہدہ کرے اور تدبر کا متوسط مرتبہ یہہ ہی کہ اسکلام کو حضرت حق جلشانہ سے بلا واسطہ سنے اب اسجگہہ پر جانا چاہیے کہ سلوک الی اللہ اُسکی حضوری اپنے نزدیک طلب کرنیکو کہتے ہین لیکن جو تقعالی جسمیت سے اور جسمیت کے لوازمات سے پاک ہی تو اسکی حضوری اِن تین طریقونمین سے ایک سے ہوسکتی ہی پہلا طریقہ تصور ہی جسکو شرع کے عرف مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین اسکو مراقبہ کہتے ہین اور نگرانی بہی بولتے ہین اور دوسرا طریقہ ذکر ہی اور تیسرا طریقہ تلاوت کلام اللہ ہی اور جو پہلا طریقہ حقیقت مین ذکر اور یاد قلبی ہی اس لئے کبہی ذکر کو بہی اسی طریق کے شامل کر دیتے ہین اور اسکی حضوری کے طلب کے طریقونکو دو ہی امر مین منحصر جانتے ہین یعنی ذکر اور تلاوتمین لیکن ذکر فی اور قلبی دونونکو شامل ہے سو جو لفظ اس ذات پاک پر بواسطہ یا بیواسطہ دلالت کریگی وہی مدرکہ کے التفات کا اس ذات پاک کیطرف سبب پڑیگی اور جب وہ ذات پاک مُلتَفَت الیہ ہوئے یعنی اسکی طرف التفات کیا گیا تو گویا حاضر ہوئی اور جب اسطرح کے استحضار کا دوام حاصل ہوتا ہی تو ہم صحبتی اور ہم نشینی کا حکم پیدا کرتا ہے اور اس ذات پاک کی صفتین بشریت کی صفتونپر غالب ہوجاتی ہین اور اس خالق کے فعل بندے کے فعلونپر حاوی ہوجاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ لَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ

ح

حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بی وبصرہ الذی یبصر بی ویدہ
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا یعنی حقعالی فرماتا ہی کہ ہمیشہ بندہ میرا نزدیکی چاہا کرتا ہے
میرے طرف نفلونسے یعنی نفل عبادتونکے واسطے سے یہان تک کہ چاہنے لگتا ہو مین اسکو پھر جب مین نے
چاہا اسکو تو ہوجاتا ہو مین کان اسکا جسسے وہ سُنتا ہی اور انکھہ اسکی جسسے وہ دیکھتا ہی اور ہاتھہ اسکا
جسسے وہ پکڑتا ہی اور پانون اسکا جسسے وہ چلتا ہی یعنی جب بندہ کثرت عبادتسے حقعالی کا
مقبول ہوا تو اسکے سب اعضا کا حقعالی خود محافظ ہوجاتا ہی اور اسکے ہاتھہ پانون کان انکھہ سب
خدا کی مرضی کے تابع ہوجاتے ہین اسکی بے مرضی نکچھہ دیکھے نکچھہ سنے سو یہہ مرتبہ نفل عبادتکی کثرت سے
ہوتا ہے اسواسطے کہ فرض کے اوقات مقرر ہین اسمین کثرت ممکن نہین ہی فقط لیکن یہہ تقرب کا طریقہ
خاص اس ذات پاک کا ہی اگر کوئی چاہے کہ اس طریقہ سے کسی مخلوقات سے تقرب پیدا کرے
سو یہہ ممکن اور مجاز نہین ہی اور وجہہ اسکی یہہ ہی کہ اس قسم کے تقرب مین دو چیز کا پایا جانا متقرب
الیہ مین ضروری ہی یعنی جسکی نزدیکی اسکو منظور ہی اسمین دو چیز کا ہونا ضرور ہی ایک تو یہہ کہ
اسکا علم محیط ہو ذاکرونکے قلبی اور لسانی اذکار کو اگرچہ ذاکر مختلف مکانونمین اور زمانونمین پائے جاوین
یعنی ایک مشرق مین ہو اور دوسرا مغرب مین اور ایک صبح کو یاد کرے اور دوسرا شام کو اور
اسیطرح مدرکہ اور زبانمین بھی مختلف ہونتو یہہ اسکے علم کا محیط ہونا اسواسطے شرط ہی تاکہ ہر ذاکر کے
قلبی اور لسانی ذکر کو دریافت کرے دوسری چیز یہہ ہی کہ ذاکر کے مدرکہ مین در آنے کی اور اسکو
پر کرنے کی اور اسکے صفت کا حکم پیدا کرنیکی قدرت رکھتا ہو جسکو شرع کے عرف مین دنو اور تدلی اور
نزول اور قرب کہتے ہین سو یہ دونون صفتین اسی ذات پاک کا خاصہ ہین کسی مخلوق مین یہہ بات
پائی نہین جاتی ہان بعضے کافر اپنے معبودونکے حقمین پہلی صفت ثابت کرتے ہین اور اہل اسلام کے
فرقے سے بھی بعضے پیر پرست اپنے پیرونکے حق مین بھی ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہین اور اسی اعتقاد کے
سبب سے احتیاج کیوقت مین انکو پکارتے ہین اور انسے مدد چاہتے ہین لیکن یہہ بات ہرگز روا نہین ہے
بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ وے لوگ بڑے دھوکے مین پہنسے ہین اور بڑے شبہہ مین گرفتار ہین مگر یہہ مقام اس

شبہہ کا

شبہہ کے بیان کا نہین سوا انہی دو چیزونسے سلوک کا کارخانہ تمام ہوتا ہی والا ہرگز ممکن نہتھا کہ بندہ بے
نزدیک ہوا اور انہی دو چیزونکی طرف اشارہ ہی اس حدیث صحیح مین جسکو محدثین کتاب سلوک اور
تقرب الی اللہ کے اول مین لاتے ہین اور وہ حدیث شریف یہہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حقتعالی کیطرف سے حکایت کیطور پر بیان فرمایا ہی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ح
ذَکَرَنِیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالی جلشانہ فرماتا ہی کہ مین اپنے بندے کے
گمان اور انکل کے قریب ہون پھر جیسا گمان میرے ساتھہ رکھے اور مین اپنے بندے کے ساتھہ ہوتا
ہون جب مجھکو یاد کرتا ہی اور دوسری صحیح حدیث یہی ہی جو محدثونکے کتاب سلوک کی سرحد
ہی سو یہہ ہی کہ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا ح
تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً یعنی جو ایک بالشت نزدیک ہوتا ہی مجھسے
ہوجاتا ہون مین اسکی طرف ایک ہاتھہ اور جو ایک ہاتھہ نزدیک ہوتا ہی مجھسے ایک ٹہہ تو نزدیک
ہوجاتا ہون مین اسکی طرف ایک باع اور باع کہتے ہین دونون ہاتھہ کی لمبائی کو جسکو یہان بام کہتے
ہین اور اگر آتا ہی میرطرف چلتے ہوے تو مین آتا ہون اسکی طرف کدھنو نسے دوڑتے ہوے
یہہ مثال آدمیونکے سمجھانیکو والا حقتعالی ہاتھہ پانون کدھنونسے پاک ہی بس یہہ حقتعالی کی ذات پاک
کا خاصہ ہی کہ اپنے یاد کرنیوالے کیطرف خود نزول فرماتا ہی اور اسکے نزدیک ہوتا ہی اور اسکے
مدرکہ کو پرکرتا ہی اور اسکے باطنی لطیفونپر غالب ہوتا ہی اور ساتھہ اس تدلی واقعی حقیقی کے روح
کا حکم اسکی روح لیتی ہی اور جو نسبت روح کو بدنکے ساتھہ ہی وہی نسبت اس تدلی کو اسکی ارواح
کے ساتھہ حاصل ہوتی ہی اور جتنے مخلوق ہین اگرچہ روحانیات ہون اول تو علم محیط نہین رکھتے
ہین تاکہ ہر ذاکر کے ذکر پر مطلع اور خبردار ہون دوسرے ذاکر کی روح پر استیلا دایمی نہین کرسکتے ہین
یعنی ہمیشہ سپر غالب اور اسکے حال سے واقف نہین ہوسکتے اسواسطے کہ یَشْغَلُهُمْ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ
سب مخلوقات کی شان ہی یعنی یہہ مخلوقات کا خاصہ ہی کہ جب ایک طرف توجہہ ہوا تو اسوقت
دوسری طرف متوجہہ نہین ہوسکتے اور لَا یَشْغَلُهُمْ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ حقتعالی کا خاصہ ہی یعنی

اس ذات پاک کا ایک طرف متوجہ ہونا دوسری طرف کے توجہ کو مانع نہین ہی سو کلام الہی کی قرأت
اسواسطے اسکے قرب اور نزدیکی کا سبب پڑتی ہی کہ اس کلام کی لفظین اسکی معانی پر دلالت کرتی
ہین اور وے معانی حقتعالی کے علم مین ایک مدت دراز تک کلام نفسی کی خلعت پہن کے ایک صفت
اسکی ذاتیہ صفتون سے بن کے رہی ہین سو وے لفظین ایک صفت کو حقتعالی کی صفتون ذاتیہ سے
تلاوت کرنیوالے کے مدرکہ کے قریب کر دیتی ہین اور اس آمیزش اور اتحاد کے سبب سے وہ صفت
ذاتیہ ایک طرح سے پڑہنے والے کی صفت ہوجاتی ہے اسواسطے کہ وے معانی باترتیب اس
پڑہنے والے کے مدرکہ مین قایم ہوتی ہین چنانچہ اسکلام الہی کی لفظین بہی اسیطرح سے پڑہنے والے کی
لفظین ہوجاتی ہین اور اس قسم کا تقرب کچھہ حقتعالی کی ذات پاک کے ساتھہ مخصوص نہین ہی بلکہ
ہر شخص کے کلام مین یہہ بات پائی جاتی ہی یعنی جسکے کلام کو ہر وقت پڑہا کرو اور اسکے معنونکا خیال ہر وقت
ذہن مین موجود رہے وہ بہی اسی قسم کے قرب کا سبب پڑتا ہی اور اس متکلم کے بعضے اثار اس پڑہنے
والے مین پائے جانے لگتے ہین جسطرح مثنوی مولانا روم کی اور دوسری ملفوظات نظم اور نثر اولیاء اللہ
کے بلکہ عوام اور فاسقونکے اشعار مین بہی زیادہ تکرار سے یہی بات پائی جاتی ہی یعنی وہی مضمون اسکے
دل پر چہا جاتا ہے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اگر وہ کلام بہتر ہی تو اسکی اچہائی کی تاثیر اور اگر برا ہی تو
اسکی برائی کی تاثیر پڑہنے والے مین پائی جاتی ہے لیکن کلام الہی اور کلام مخلوق مین اتنا فرق ہے
کہ کلام الہی کی مزاولت اور تکرار مین اس کیفیت کے سوائے اسکی ذات پاک کا دنو اور قرب بہی حاصل
ہوتا ہی اور دوسرے مخلوق کے کلام مین اس کیفیت کے جو کلام کے پردہ مین ظاہر ہوتی ہی اور اس
پڑہنے والے کیطرف منتقل ہوتی ہی اور کچھہ حاصل نہین ہوتا اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ حقتعالی کا علم محیط
ور دنو اور تدلی اور قرب کی قدرت بہی وہ رکھتا ہی سو جو کچھہ ذاکرین کے حق مین وہ اپنی عنایت اور
مہربانی فرماتا ہی تو تلاوت کرنیوالے کے حق مین بطریق اولی عنایت اور مہربانی فرماویگا اسواسطے
کلام اللہ کی ترتیل کو اس سورۃ مین ذکر پر مقدم لائے ہین اور یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ قرآن شریف کی
کوئی آیت حقتعالی کے ذکر سے خالی نہین ہی چنانچہ یہہ بات غور اور فکر سے معلوم ہوتی ہی پس قرآن

شریف کی تلاوتمین ذکر کا بھی فایدہ حاصل ہی اوہ پیرا ور مرشد اور استاد کا بھی اسواسطے
کہ الہیۃ کی صفت سے متصف ہونا اور حبل المتین الہی کا تمسک اور اعتماد کرنا تو سردست قران
شریف کی تلاوتمین موجود ہی اتنا البتہ ہی کہ شریف کی لفظونکو نحو اور صرف اور معانی اور
بیان اور بدیع اور دوسرے فنونکی آمیزش سے جو حقیقت کیطرف التفات کرنے سے مانع ہین مجرد
اور جدا کرنا بہت مشکل ہی بعد مدت کے یہہ بات حاصل ہوتی ہی بخلاف ذکر کی لفظون کی صورت
فکریہ کے ساتھہ کہ وے اسقدر تجرید کے محتاج نہین ہین آپ اس بیان سے حضرت سلطان المشایخ
نظام الدین اولیا قدس سرہ کی بات کا مطلب ظاہر ہوگیا یعنی لوگون نے ایکدن اُنسے پوچھا
کہ قران شریف کی تلاوتمین مشغول رہنا بزرگی رکھتا ہی یا ذکر الہی مین مشغول رہنا آپ نے فرمایا
کہ ذاکر اپنے مطلب کو جلدی پہنچتا ہی لیکن اسکو زوال کا خوف ہی اور کلام الہی کی تلاوت کرنیوالے
کا مطلب دیر مین حاصل ہوتا ہی لیکن حصول کے بعد اسکو زوال کا خوف نہین ہی انتہی کلامہ
اور پیغمبر و نحو کلام الہی کی تلاوتمین بہت بڑا ایک فایدہ ہی وہ یہہ ہی کہ اُنکے علم غیب سیکھنے کی استعداد
کو بہت بڑی مدد کرتی ہی اور اسکے سُننے کی مزاولت اور ہمیشگی جو بار بار زبان سے کانکو پہنچتی ہی
اور کان سے دلکو سو وحی کے نزول کے صدمہ کو اُنپر ہلکا کر دیتی ہی جسطرح کسی شخص کو نفع
یا نقصان پہنچنے مین کوئی بڑا صدمہ پہنچا ہو تو اب جسقدر اُس نفع اور نقصانکو تکرار کریگا اُسقدر اُسپر
وہ صدمہ ہلکا ہوتا جائیگا اور بھید اسکا یہہ ہی کہ نزول وحی کا استخدام کیطور پر ارواح ملکیہ کی کیفیت
کو متفرق مکانون سے ہمراہ لاتا ہی اور وہ کیفیت ملی ہوی یکایک پیغمبر کے قلب اور اعضا پر آپڑتی
ہی اور پیغمبر بشریت کے تقاضے سے اسکا تحمل کر نہین کر سکتے ہین اسواسطے بیہوش ہوجاتے ہین
اور پسینا بھی نکل آتا ہی پھر جب دوسرے مرتبے اس کلام کی تلاوت کرتے ہین تو پھر بھی وہی کیفیت
ملی ہوی دل اور اعضا پر آتی ہی اسیطرح تیسرے مرتبے پھر چوتھے مرتبے یہان تک کہ اس کیفیت کے
تحمل کے خوگر ہوجاتے ہین یعنی اس بوجھہ اُٹھانے کی عادت ہوجاتی ہی اور رنج اور صدمہ بھی پھر کم
معلوم ہوتا ہی اور اس مقام مین اسی فایدہ عمدہ کو لحاظ کرکے ترتیل کے حکم کی تعلیل یون ارشاد

ہوتی ہی کہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا تحقیق قریب ہی کہ ڈالین گے ہم تجھپر ایسی
بات جو بیت بھاری ہی حاصل مطلب کا یہہ ہی کہ بعد اسکے پے در پے قران کو تمپر نازل کرینگے
سو تجکو چاہئے کہ جسقدر قران تم پر اُترا ہی اُسکی تلاوتمین راتکو مشغول رہا کرو اور اس عبادت
خاص کے انوار سے اپنی تئین منور کرکے اُس فیض اعظم کی قبولیت کی استعداد اپنے
مین حاصل کرو اور ابتدا مین قران شریف نازل ہونے کیوقت آپ پر بہت گرانی اور سختی
گذرتی تہی اور اسکا طور یہہ تہا کہ جب وحی کا نزول شروع ہوتا تہا تو پہلے ایک آواز گھنٹے
کیسی آپ سُنتے تہے پہر اُسی آواز مین بدون اعتماد مخارج کے حرف اور کلمے ظاہر ہونے لگتے
تہے اور وُہ آواز تیز اور تند اسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تاثیر کرتی تہی کہ آپ کے
ہواس ظاہری اور باطنی بالکل اس عالم سے منقطع ہوکے اس عالم کیطرف متوجہہ ہو جاتے
تہے اور ایسی حالت آپ پر ظاہر ہو جاتی تہی جسطرح روح بدنسے کھینچتی ہی اور بدنکے تمام اعضا
کی روحین کھنچکے دماغ کیطرف جو فہم اور حافظہ کی قوت کا محل ہی چڑہ جاتی تہین اور دماغ
مین ان روحونکے جمع ہونے کے سبب سے بہت گرمی پیدا ہوتی تہی اور آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ
آجاتا تہا اور آپ بیہوش ہو جاتے تہے اسواسطے کہ ارواح دماغ کو صعود کرتے تہے اس سبب سے
سب اعضا بدنکے سست ہوکر ثقل طبعی کیطرف عود کرتے تہے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت اتنی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جاڑونمین جسدن بہت ٹہنڈک
ہوتی تہی وحی آتی تہی اور آپکی پیشانی مبارک سے پسینہ نکل آتا تہا اور وحی نازل ہونے کیوقت
اگر آپ اُونٹ یا گہوڑے یا کسی جانور پر سوار ہوتے تہے تو وُہ جانور گر پڑتا تہا مگر ایک اُونٹنی
خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسکا غضبا اور قصوا نام تہا وہ گرتی نتہی لیکن اپنے پانونکو ٹیڑہا
کرکے زمین سے ٹیک دیتی تہی اور گرتی نتہی اور اسکو اسطور کی عادت ہو گئی تہی اور اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وحی آنے کیوقت کسی کی ران کو تکیہ دئے ہوتے تہے تو اس ران کے ٹوٹنے کا
خوف ہوتا تہا اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تہا اور دم چڑہنے لگتا تہا اسطرح پر کہ دور سے

اسکی آواز معلوم ہوتی تہی اور دوسری گرانی یہہ کہ بدون لکھے کے سب قرآن اور وجوہ اسکو یاد رکہنا چاہیے تیسری گرانی یہہ کہ اُن دشمنون کے سامنے پڑہنا پڑتا تہا جو ہمیشہ ہنسی مسخری کیا کرتے تہے اور قرآنکے مضمونکو جو نیا سنتے تہے ہر مجلس مین ہیٹہ کے اسکا ذکر کرتے تہے ہنسی کیطور پر اور بیہودہ اور پوچ باتین بکا کرتے تہے اُن سبکو سُنا چاہیے اور چوتہی گرانی قرآن شریف کے عجائبات اور باریک دقیقے سمجہنے مین اور اسکے اعجاز کے وجوہ دریافت کرنے مین کہ یہ چیزین بدون خوب فکر اور غور کرنے کے معلوم نہین ہوتین چنانچہ یہ باتین اب بہی بدون شمول فضل الٰہی کے میسر نہین ہین پانچوین گرانی قرآن شریف کی آیتونکی تفریق کرنے مین یعنی محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ اور ظاہر اور ماوّل ان سبکو آپسمین جدا کرنا اور ہر ایک قسم سے جدے جدے حکم استنباط کرنا یعنی نکالنا کہ یہہ بہت مشکل علم ہے چھٹین گرانی مسلمانونکی نسبت ہے اسواسطے کہ قرآن شریف بموجب امر اور نہی کرنا نہایت سخت اور مشکل چیز ہی اسکے موافق عمل کرنا بدون تائید الٰہی کے ہرگز ممکن نہین ہے اور یہہ بہی کہا ہے کہ قرآن شریف مین ظاہری بہی حکم ہین اور باطنی بہی اور دونون کو جمع کرنا بہت مشکل اور دشوار ہے ساتوین قرآن شریف کا سُنا کافرونکو بہت سخت اور دشوار تہا چنانچہ اگلی سورتمین آیا ہے کہ کافر قرآن کے سننے سے ایسا ڈرتے ہین جسطرح گدہا شیر کے دیکہنے سے اور اُسکی آواز سُننے سے اور سورہ فصلت مین بہی فرمایا ہے کہ فِیْ اٰذَانِہِمْ وَقْرٌ وَّہُوَ عَلَیْہِمْ عَمًی یعنی یہہ قرآن کافرونکے کانونمین بوجہہ ہے اور یہہ انپر اندہاپن ہے یعنی پوشیدہ ہے آٹہوین قرآن شریف کا اُترنا منافقون اور فاسقون پر بہت سخت اور گران تہا اسواسطے کہ اُنکے چھپے عیب اور پوشیدہ باتین اسمین رمز اور اشارہ اور تعریض اور کنایہ کیطور سے بیان کردی جاتی ہین اور حاضران مجلس اپنی ذہن کی تیزی اور قرینے سے بوجہہ جاتے تہے کہ فلانے شخص کا حال ہے پہروے فضیحت ہوتے تہے چنانچہ سورہ توبہ کے آخر مین اور سورہ قتال مین اور دوسری سورتونمین اُن احوالونکو تفصیل سے بیان فرمایا ہے نویں قرآن شریف کے ہر ہر حرف کا ایک ایک خادم ہے روحانی اور غیبت پڑہنے والے جب اس کلام کو

دعوت کی سب شرطونکی رعایت سے پڑہتے ہین تو جتنے روحانی اسکے خادم ہین سب حاضر ہوتے
ہین پہر اسوقت اُنکے سامنے ثابت اور برقرار رہنا بہت سخت اور دشوار ہوجاتا ہی آور قیامت کے
دن بہی جب میزان کہڑی ہوگی اور عمل تولے جاوینگے تو کوئی عمل نیک اسکلام کی برابر نہوگا چنانچہ
یہہ بات حدیث شریف مین مذکور ہی آور عجایب تفسیرون سے وہ ہی جو بعضے صوفیہ نے کی ہی یعنی
قول ثقیل کی تفسیر مین توحید وجودی کے مسئلہ کو بیان کیا ہی اسواسطے کہ اس مسئلہ کا سمجہنا
عوام لوگونپر بہت بھاری ہی اور یون کہا ہی کہ هُوَ طَوْرٌ وَرَاءَ طَوْرِ الْعَقْلِ یعنی وُہ ایک مرتبہ
عقل کے مرتبے کے سوا ہی اور بعضے واعظون نے قول ثقیل کی تفسیر شفاعت مطلقہ کرکے کی ہی
اور شفاعت کے کلمہ کو اپنی زبان پر جاری کرنا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہی اور
دوسرے جتنے انبیا اور رسول ہین سب پر وُہ کلمہ شاق اور گران ہوگا اور قیامت کے دن اس کلمہ
کو اپنی زبان پر لانے سے عذر پیش کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقتعالی اس کلمہ
سے گویا کریگا اور یہہ تفسیر سورہ اسرا کی آیت سے مناسبت رکہتی ہی اور وہ آیت یہہ ہے
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا یعنی حقتعالی
فرماتا ہی اور تہوڑی رات جاگتا رہ اسمین یہہ زیادتی ہی واسطے تیرے شاید کہڑا کرے تجہکو
تیرا رب تعریف کے مقام مین اور جب قران شریف کو نماز تہجد مین ترتیل سے پڑہنے کی وجہہ کے بیان
سے فراغت پائی تو اب نماز تہجد پڑہنے کی وجہہ کو بیان فرماتے ہین سو اِن کی لفظ ان تینون
آیتون مین تعلیل کیواسطے ہی اور اِن تینون تعلیلونکے درمیانمین حرف عطف کو نہین لائے اسواسطے
کہ تعلیل ایک امر کی نہین ہی بلکہ مختلف امرونکی تعلیل ہی جو پہلے کلام سے بوجہی جاتی ہی سو قران کے
ترتیل کے حکم کی علت قول ثقیل کا القا ہی اور قیام لیل کے حکم کی علت یہہ ہی کہ اِنَّ نَاشِئَةَ
اللَّيْلِ بے شک وہ عبادت اور تلاوت جو پیدا ہوتی ہی اور اُٹہتی ہی راتکو اور ناشی لغت مین
اس چیز کو کہتے ہین جو نئی پیدا ہوئی ہوا اور نئی اُٹہی ہو عرب مین بولتے ہین سَحَابٌ نَاشِئٌ
یعنی بدلی نئی پیدا ہوئی اور نَشَأَتِ الرِّيحُ یعنی اُٹہی ہوا اَشَدُّ وَطْاً وہ بہت سخت ہی

نفس را

نفس کے روندنے مین اور اسکی تاریکی کے دور کرنے مین دو وجہہ سے اول یہہ کہ راتکا اٹھنا اور
قران کو بلند آواز سے پڑہنا اور وضو کرنا اور وضو کے اسباب کو تلاش کرنا جیسے لوٹا پانی مسواک
پہر نماز مین کہڑا ہونا اور مسجد مین جانا یہ چیزین نفس پر بہت سخت اور بہاری ہین اسواسطے کہ رات
چین اور آرام اور ٹہرنے اور خاموش رہنے کا وقت ہے اور آدمی کی یہ عادت ہے کہ رات کو
چلنے پہرنے جاگنے بات کرنے کو بالطبع دوست نہین رکہتا خصوصاً جسوقت جورو بغل مین ہو اور بچے پیار
پاس لیٹے ہون اور نرم نرم ہوا اور گرم لحاف اوڑہے ہو اور چہتی والے بدنکو مل رہے ہون ایسے وقت
مین ان سب لذتونکو چہوڑنا اور ایسی بے چینی اور محنت مین اپنی جانکو ڈالنا ان سب باتونکو سوچا چاہیے
کہ کیا نفس پر قیامت برپا ہوتی ہے اور اگر گرمی کا موسم ہے تو دن بہر دہوپ کی سورش اور گرمی کی
حرارت بدن اٹہائے ہوئے رہے رات کو پہندک مین آرام سے بدن ہوتا ہے پہر اس آرام کو چہوڑنا اور مشقت
مین پڑنا خیال کیا چاہیئے کہ کیسی مشکل بات ہے دوسری وجہہ یہہ ہے کہ حقیقت مین وہ وقت انوار اور برکات
لاہوتیہ اور ملکوتیہ کے نزول کا وقت ہے پہر جب ایسی عمدہ عبادت ایسے عمدہ وقت مین پائی گئی اور
قران کا نور اور ایمان کا نور ان تجلیون کے ساتہہ مل کے ایک ستون نورانی بن کے قایم ہوا پہر نفس کی تاب
کیا مجال رکہتی ہے جو وہان ٹہہر سکے یا باقی رہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى ح
كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبَ
لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ یعنی اترتا ہے یعنی
متوجہہ ہوتا ہے ہمارا پروردگار بزرگ اور برتر ہر رات کو دنیا کے آسمانکی طرف جب باقی رہتی ہے پچہلی تہائی
راتکی پہر فرماتا ہے کون پکارتا ہے مجہکو کہ اسکی پکار کو پہنچون کون مانگتا ہے مجہسے کہ دیون مین اسکو
کون مغفرت طلب کرتا ہے مجہسے کہ بخشون مین اسکو یہان تک کہ ہو جاتی فجر اور یہہ بہی حدیث صحیح مین آیا ہے کہ
اِنَّ فِي اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ خَيْرَيِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ح
إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ یعنی تحقیق راتمین ایک ساعت ہی نہین موافق ہوتا ہے کوئی بندہ
مسلمان اس ساعت کو کہ مانگے اللہ تعالی سے جو چیز بہتری دنیا اور آخرت کی مگر دیتا ہے اللہ تعالی وہ چیز

اسکو اور یہہ امر ہر راتکو ہوتا ہی سو وہ وقت خاص اپنے مالک کے دربار کا ہی نوکر کے حق مین
اور معشوق کے جلوہ کا وقت ہی عاشق کے حقمین اور بیع وشرا کی گرمی بازار کا وقت ہی تاجر کے حقمین
اور صنعت اور مزدوری کرنے کا وقت ہے ہر پیشہ والیکے حقمین کہ تہوڑی محنت مین بڑا عمدہ مطلب حاصل ہوتا ہے
اور تہوڑی ڈہیل اور سستی مین بڑا مطلب ہاتہہ سے جاتا ہی حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی قدس
اللہ سرہ سے منقول ہی کہ بعضے لوگون نے بعد اُنکی وفات کے انکو خواب مین دیکہا اور پوچہا کہ کیا حال
گذرا اسکے جواب مین یہہ کہا کہ طَاحَتِ الْعِبَادَاتُ وَفَنِيَتِ الْاِشَارَاتُ وَمَا نَفَضْنَا اِلَّا كَعَاتٍ
كَعَنَّا هَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ یعنی بیکار ہوگئین عبادتین اور فنا ہوگئین اشارتین اور نہ کام آیا کچہہ مگر
دو رکعتین جو آدہی راتکو پڑہتا تہا مین اور پچہلی راتکو خاص تجلی اور توجہہ سے اسواسطے خاص کیا ہی کہ آدمی
کی روح اصل مین عالم پاک سے تہی دنیا کی نجاستون سے کچہہ بہی آلودگی نرکہتی تہی پہر اس عالم قدس اور
پاکیزہ سے اس گندہ بازار مین اُسکو کمال کے حاصل کرنیواسطے بہیجا اس سبب سے اُس عالم قدس سے
دور پڑا اور اُس عالم مین جو قرب اسکو حضرت پروردگار جلشانہ سے حاصل تہا وہ اسکے ہاتہہ سے جاتا رہا
سو اس قرب کی لذت کو یاد دلانیکے واسطے بالضرور خود بدولت کا توجہہ ہوتا ہے اور اپنے بندے مسکین
غریب کے جہوپڑیکو نور قدوم کی تجلی سے منور فرماتے مین سو اس عنایت اور نوازش کیواسطے ایسا وقت
چاہیے کہ اس روح کو اپنی حالت اصلی کا قرب حاصل ہوا ور وہ وقت عالم قدس سے مشابہت رکہے
سو دنیا مین ایسا وقت کوئی نہین ہے مگر یہی پچہلی آدہی رات کا وقت اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ
دن جو اسکی مشغولی کا وقت کہ ہر حواس اپنے اپنے کام مین مشغول رہتا ہے جیسے باصرہ دیکہنے مین اور
شامہ سونگہنے مین اور سامعہ سُنتے مین اور ذائقہ چکہنے مین اور لامسہ ٹٹولنے مین اور اسیطرح حواس
باطنی اپنے کام مین مشغول ہوتے ہین اس سبب سے آدمی کی فکر تشویش مین پڑتی ہی اور دنیا ہی کے
کارخانہ کا خیال ہر وقت رہتا ہی اور اسباب اور مال اور دنیا کی عزت اور آبرو کے حاصل کرنے
مین اور جورو بچونکی محبت اور مالک اور آقا کی خدمت مین دن بہر گنوا تا ہے اور اس سبب سے نہایت
دوری اس عالم قدس سے حاصل ہوتی ہی اور پہلی راتکو تمام دن کی محنت اور کہانے پانی سے

پیٹ بھر لینے کے سبب سے سست ہو جاتا ہی اور غافل ہو کے بے حواس مردونکے مانند پڑ جاتا ہے
اور غذا کے ردی بخارات اسکے دل اور دماغ کو پریشان کر دیتے ہین اور غذا کا فضلہ اور بدبو
کی ہوا ہر ساعت اسسے باہر نکلتی ہی اس حالت مین آدمی چارپائے کے مانند ہوتا ہی عالم انسانیت کی
طہارت کے مرتبے سے منزلو دور ہو جاتا ہی عالم ارواح کی طہارت کے مشابہ ہوتا تو بہت دور ہے
پھر جب پچھلی رات ہوتی ہی تو یے سب رنج اور کدورتین دور ہو جاتی ہین اور دن کے فاسد خیال
بھی غفلت کی نیند حایل ہونے کے سبب سے اُسکے ذہن مین نہین رہتے گویا روح اپنی خالص اصل
کو پہنچی اور اپنے عالم اصلی کو یاد کیا ایسے وقت مین اس روح کو اُن قرب کی لذتون سے چکھانے کے
سوا وار کرنا جو اُس عالم مین خوگر ہو رہی تھی بہت مناسب ہوا وَاَقْوَمُ قِيلًا اور بہت مضبوطی
سے بات کے کہنے مین حاصل کلام کا یہہ ہی کہ قرآن شریف کی تلاوت کرنا پچھلی رات کو تدبر اور معانی کے
بوجھنے کیواسطے بہت بہتر ہی دوسرے وقتونکے نسبت سے اسواسطے کہ اسوقت مین ذہن صاف ہوتا
ہی اور غذا کے بخارات بھی کم ہو جاتے ہین اور غل اور شور باہر کا بھی حواس کو منتشر نہین کرتا ہے
تاکہ دل اسطرف متوجہ ہو اور معنونکے بوجھنے سے غفلت کرے اور رات کی تاریکی کے سبب سے آنکھہ
بھی اپنے کام سے بیکار ہو جاتی ہی اور رنگا رنگ چیزون اور روشنیونکے دیکھنے کے سبب سے دل کو
مشوش نہین کرتی ہی یہی وجہہ ہی کہ اسوقت مین علما کو کتاب بینی مین اور شاعرونکو شعر کہنے
مین جو مطلب سوچتا ہی وہ صواب کے قریب ہوتا ہی اور یہی وجہہ ہی کہ پچھلی پہر کی خواب اکثر سچی
ہوتی ہی چنانچہ حدیث شریف مین بھی آیا ہے کہ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ یعنی بہت سچی خواب ح
سحر کی ہی اور انہی خصوصیتونکے لحاظ سے جو رات کیواسطے حاصل ہین حدیث صحیح مین آیا ہی کہ
عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَقُرْبَةٌ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ح
وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ یعنی لازم پکڑو اور عادت ڈالو رات کے اُٹھنے کی اسواسطے کہ یہہ عادت
صالحینونکی ریاضت ہی قدیم سے یعنی اسوقت کو بہتر وقت سمجھہ کے اُٹھنے اور عبادت کرنے کی
اپنی عادت ڈالتے ہین اور اللہ تعالی کی نزدیکی کا سبب ہے اسواسطے کہ اسوقت تجلی الہی کا نزول اسمان

دنیا کیطرف ہوتا ہی اور تمہارے گناہونکا کفارہ بہی ہی اسواسطے کہ اسوقت کے انوار قرآن شریف اور نماز کے انوار وسے مل کر بُرے عملونکی تاریکیونکو دور کر دیتے ہین وے تاریکیان جنہون نے تمہارے نفس کو تاریک کر رکہا ہی اور تمکو گناہونسے بہی مانع ہوگا اسواسطے کہ لطیفہ عقل کا دوسرے مدرکات سے خالی ہونیکے سبب سے قرآن شریف کے مضمونین خوب تدبر کرتا ہی اور نصیحت اوچہڑکی کامل اسکو حاصل ہوتی ہی اور لطیفہ قلب کا اس صفائی کے سبب سے جو اسوقت اسکو حاصل ہوتی ہی ساتہہ کیفیت نورانی انس اور مناجات کے لبریز ہوجاتا ہی اور وُہ کیفیت پورا رسوخ حاصل کرتی ہی اور وہ رسوخ گناہونپر دلیر ہونے نہین دیتا اور نفوس کامل اور ارواح پاک حضرات انبیا علیہم السلام کو انکی استعداد کی صفائی کے لحاظ سے ایسے منافع اور فوایدکے حاصل کرنے مین اگرچہ دن رات برابر لیکن انکے اوقات دوسریطرح طرحکی عبادتون اور قسم قسم کی طاعتونسے معمور اور پُر رہتے ہین خالص ایک کیفیت یا ایک حالت کا پایا جانا اسوقت متصور نہین ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا بے شک تجکو دنمین بہت تیرنا ہی یعنی بہت کام کرنا ہی اور طرح طرح کی عبادتونمین مشغول رہنا ہی دنکو اتنی فرصت تمکو نہین ہی کہ مصاحبت اور مکالمت کی مجلس کو گرم کرو اور مناجات اور سرگوشی سے اپنی تئین مشرف کرو اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اکثر اسطور سے گذرتا تہا کہ بعد فجر کے اشراق تک نماز کے مکانمین ذکر اور فکر مین مشغول رہتے تہے اور آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اُسوقت اور عصر کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک مسبحات عشر پڑہنے کو حکم یہی فرمایا ہی پہر بعد اشراق کے چاشت تک دوسری قسم کی عبادتونمین آپ مشغول رہتے تہے جیسے مریضونکی عیادت کرنا اور مسلمانونکے جنازونکے ساتہہ جانا اور غریب مسکین مسلمانونکی حاجت روائی کرنا اور طالب علمونکو علم تعلیم کرنا اور مسترشدونکو خدا کی راہ کے سلوک کے قاعدے ارشاد فرمانا اور فتوا پوچہنے والونکو فتوی دینا اور آپسمین جہگڑے قصّونکا فیصل کرنا اور کافرونکے ساتہہ جہاد اور قتال کے سامانکی درستی اور تدبیر مین رہنا اور دوسرے اسی قسم کے کامونمین مشغول رہتے تہے پہر چاشت کے بعد گہر مین تشریف لے جاتے تہے اور اپنے اہل اور عیال کی خاطرداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا بیان

اور تسلی فرماتے تہے کہ یہہ بہی ایک قسم ہی عبادت کی پہر کہانا کہاکے تہوڑا قیلولہ کرتے تہے
پہر جب آفتاب ڈہلتا تو آپ اٹہتے اور پایخانے اور پیشاب سے فراغت کرکے وضو یا غسل کرتے اور
چار رکعتین ایک سلام سے فی الزوال پڑہتے پہر جب ظہر کی اذان ہوتی تو آپ باہر تشریف فرما ہوتے
اور ظہر کی نماز مسجد مین پڑہتے اور ظہر کے بعد سے عصر تک پہر دعوت اور تعلیم اور ارشاد اور افتا
اور فیصلے مین جہگڑونکے مشغول رہتے تہے پہر نماز عصر کی پڑہتے پہر قبلے کیطرف مونہہ کرکے بیٹہتے
اور ذکر اور فکر مین مغرب تک مشغول رہتے پہر مغرب کی نماز پڑہ کے گہر مین تشریف لیجاتے پہر
اہل وعیال کی تسلی اور دلاسے مین اور مہمانون اور مسافرونکے کہانا کہلانے مین خود متوجہہ ہوتے
اور اگر دنیا کے مال کی قسم سے کچہہ گہر مین ہوتا تو اسکو اسیوقت مستحقونکو عنایت فرماتے کہ دنیا کا مال
آپکے گہر مبارک مین راتکو نرہے پہر اسکے بعد آپ کہانا نوش جان فرماتے اور جانورونکے دانے چارے کی
خود آپ خبر گیری لیتے تاکہ ایسا نہو کہ کوئی جانور بے زبان بہوکہا پیاسا رہ گیا ہو پہر اسکے بعد
استنجا وغیرہ کرکے وضو کرتے اور مسجد مین تشریف فرما ہوتے اور نماز عشا کی ادا کرتے اور وترکو
رہنے دیتے پچہلی راتمین پڑہنے کیواسطے پہر سونے کے لئے تشریف گہر مین لیجاتے اور چار رکعتین نفل کی
پڑہتے پہر تسبیح اور تکبیر اور تحمید مجالاتے پہر قرآن شریف کی کئی سورتین پڑہتے جیسے سورہ زمر اور سورہ اسرا
اور دوسرے جہنو مسبحات یعنی سورہ حدید اور سورہ حشر اور سورہ صف اور سورہ تغابن اور سورہ
جمعہ اور سورہ اعلی اور سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ اور معوذتین اور سورہ ملک غرض کہ یہ سب
سورتین پڑہ کے آپ آرام فرماتے تہے پہر جب اسطرح کے اوقات معمور اور بندہے ہوے ہون تو اس
قسم مجاہدہ عظیم کی گنجایش کہان ہی کہ اتنی دیر تک اس امر مین مشغول رہین اسواسطے حقتعالی
فرمایا ہی کہ دنکو اگرچہ طرح طرحکی عبادتونمین تم مشغول رہتے ہو لیکن اسوقت کو یعنی پچہلی پہر کو بہی عبادت
سے خالی مت رکہو اسواسطے کہ اسوقت کا مجاہدہ حجابون کے دور کرنے اور قرب اور نزدیکی کے حاصل
کرنے مین اکسیر اعظم ہی کوئی عبادت اور کوئی شغل اسکو نہین پہنچتا بلکہ جتنے شغل اور جتنی عبادتین
ہین سبکو یہہ مجاہدہ اور رونق دیتا ہی سو ایسے وقت کو ہرگز منفت نکہو یا چاہئے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

اور یاد کرنا نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی کیطور پر ہر وقت اور ہر شغل مین اور ہر عبادت مین خواہ اول
خواہ آخر خواہ میانمین اُس عبادت کے اور یاد خواہ زبانسے ہو خواہ دل سے خواہ روح سے خواہ
بطور سر کے خواہ خفی کے خواہ اخفی کے اور خواہ نفس سے دنکو ہو یا رانکو اور ذکر لسانی جہر سے ہو
خواہ خفیہ ہو اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ ہو یا اسماء حسنی مین سے
کوئی نام ہو جو سالک کے نفس اور حال اور وقت سے مناسبت رکھتا ہو چنانچہ حضرت شیخ ابو النجیب
سہروردی بغدادی قدس سرہ سے منقول ہی کہ جسوقت کوئی اس راہ کا طالب اپنے
پاس آتا تو پہلے اسکو ایک چلّہ یاد و چلّہ کرنے کا حکم فرماتے بعد اسکے اپنے سامنے اسکو لے بیٹھتے
اور نود نہ نام پاک کو اسکے سامنے آپ پڑھتے اور اپنی انکھہ اسکی انکھہ سے لڑائے رہتے اگر ان
اسماء الٰہیہ سے کسی نام پر اسکا چہرہ متغیر ہوتا اور کانپ اُٹھتا یا اچھل پڑتا تو آپ اسکو فرماتے کہ تیرے
کام کی گنایش اسی اسم سے ہوگی اور اُس نام کے ذکر کا طریقہ اسکو تعلیم کرتے اور اگر کسی اسم سے
ان اسماء الٰہیہ سے اُسکا چہرہ متغیر نہوتا اور کسی طور کی جنبش اسکے بدنمین نہ پائی جاتی تو آپ اُسسے
کہدیتے کہ تجھمین قرب اور جذب کی راہ کے سلوک کی استعداد نہین ہی تجھکو ابرار کے طریق کو اختیار کرنا
چاہیئے اور تجارت یا زراعت یا کسی اور پیشہ مین مشغول ہونا چاہیئے اور اسم پروردگار کا خواہ تنہا ہو
خواہ تہلیل کے ضمن مین یعنے نفی اور اثبات مین خواہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور لاحول یا دوسرے مسنون
ذکرونکے ضمن مین ہو اور ذکر کی کیفیت بہی خواہ ایک ضربی ہو خواہ دو ضربی خواہ اُسسے بہی زیادہ ہو
اور حبس دم کیطور پر ہو خواہ بے حبس ہو اور برزخ سے ہو خواہ بدون برزخ کے اور خواہ سہ رکنی ہو
خواہ ہفت رکنی اور خواہ بشرایط عشرہ کے ساتہہ ہو خواہ بدون اُس شرایط کے اور شرایط عشرہ
عبارت ہی شد اور مد اور تحت اور فوق اور محاربہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواعظ اور تعظیم اور حرمت
سے اور سوائے اسکے دوسری خصوصیات بہی ہین جنکو اس طریقہ کے ماہرون نے نکالا ہے اور معین کرنا
ایک کا دوسرے ان خصوصیات مذکورہ سے شیخ اور مرشد کی راے پر منوط ہی جس چیز کو جس طالب
کے حال کے موافق اور اصلح جانے وہی چیز اسکو تلقین فرماوے اور پہر ایک خصوصیت سے دوسری خصوصیت

کیطرف انتقال کرے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا ہی کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پہر پوچھو ذکر والون سے یعنی علما سے اگر تمکو نہین معلوم ہی اور بہت عمدہ چیز اس مقدمے مین یہہ ہی کہ کسی لحظہ اور کسی دم غافل نرہے اور کوئی عمل اور کوئی شغل ہو لیکن اس یاد کو نچھوڑے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا ہی لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنے نہین روکتی ہی اُن لوگونکو سوداگری اور نہ بیع شراء اللہ تعالی کی یاد سے اور اگر خوف اسبات کا ہو کہ فلانے عمل یا فلانے شغل کے سبب سے یاد الہی سے غفلت ہو جائیگی تو لازم ہی کہ اُس شغل اور اُس عمل کو چھوڑ دیوے وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ اور کاٹ اور علیحدہ ہو اس عمل سے جو تجھکو یاد الہی سے مانع ہو اور اپنے پروردگار کیطرف رجوع کر تَبْتِيْلًا کاٹنا اور علیحدہ ہونا ایک طریق سے یعنے اس عمل اور اس شغل کے علاقہ کو اپنی طرف اور اپنے اختیار سے کاٹ ڈالنا چاہیے اسواسطے کہ بدون قطع کرنے اس عمل اور اُس شغل کے علاقہ کے آپ سے علیحدہ ہو جانا کبھی ظلم کا سبب پڑتا ہی اور خلاف شرع ہوتا ہی جیسے نوکر کہ بدون نوکری چھوڑے اپنے گہر آپ سے بیٹہہ رہے یا مرد بغیر قطع کرنے نکاح کے علاقہ کی جورو سے علیحدہ ہو جاوے اور اسکی صحبت اور اسکی خاطرداری سے اور نان نفقہ کی خبرگیری سے علیحدہ ہو کر بیٹہہ رہے تو یہہ بات ظلم صریح ہی اور خلاف شرع کے اسی طرح دوسری چیزونکو قیاس کر لینا چاہئے اور اسی قید کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے تبتیلا فرمایا اسواسطے کہ اُس قسم کے انقطاع کا بیان کرنا منظور ہی جسکے قطع کرنے سے کسیطرح کا علاقہ حاصل نہوا انقطاع کی تاکید منظور نہین ہی والا تبتلا فرماتے اور اس قطع اور تبتل کے بہت فائدے ہین پہلا فائدہ عین ذکر مین ہی یعنے ماسوے اللہ کے خطرے دلمین نہ آوین تاکہ جو ذکر سے غرض ہی وہ حاصل ہو اور جب خطرے دلمین آئے تو ذکر نہین رہتا ہی اور مذکور کیطرف خالص توجہہ کا سبب ہی نہین پڑتا ہی تاکہ نزدیکی اور کشش اُسسے حاصل ہو دوسرا فائدہ ذکر کے اثر باقی رہنے مین ہی اسواسطے کہ کسی چیز کیطرف متوجہہ ہونے سے پہلی چیز کیطرف توجہہ کا اثر مٹ جاتا ہی اور دوسرے خطرونکی طرح یہہ توجہہ بھی بیفائدہ ہو جاتا ہی تیسرا فائدہ یہہ ہی کہ تمام عباد تونمین فارغ البال ہونا شرط ہے

اور مخلوق کیطرف علاقہ رکھنا فراغ بالی کو مانع ہی چوتھا فایدہ یہہ ہی کہ بہت گناہون سے مخلصی حاصل ہوتی ہی جیسے زنا اور غیبت اور بدعت اور خوشامد اور منہیات اور بدعات کا دیکھنا اور بُری صحبت کا اثر ہونا پانچوان فایدہ یہہ ہی کہ ماسوائے اللہ کی محبت کو نفی کرتا ہی جسطرح ذکر الہی محبت الہی کو دلمین زیادہ کرتا ہی بس تبتل تنقیہ کے حکم مین ہی دوائی کے استعمال کرنے سے پہلے تو جسطرح قبل استعمال دوائی کے تنقیہ شرط ہی اسیطرح قبل ذکر کے تبتل بھی شرط ہی یہانتک جانا چاہیئے کہ دنیاوی علاقون سے علیحدہ ہونا اور انکے محبت کے رشتہ کو اپنے دل سے کاٹنا ذکر الہی اور سلوک الی اللہ کی ابتدا مین شرط ہی یعنے ضروری ہی بدون اس انقطاع کے کچھہ فائدہ نہین ہوتا لیکن انتہا مین یعنے جب استغراق اور اختلاط نکے جمع کی قوت حاصل ہوئی تب شرط نہین ہی بلکہ اسوقت مین اختلاط تبتل سے بہتر ہوتا ہی اسواسطے کہ اسکے سبب سے سکھلانا اور سیکھنا اور ادب دینا اور ادب لینا اور ہدایت اور نصیحت اور حقوق کی رعایت ہوتی ہی اور اُن عبادتونکے ثواب حاصل کرنے کا سبب پڑیگا جو اختلاط پر موقوف ہین جیسے مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھہ جانا اور محتاجونکی مدت کرنا اور اپنے خویش اور اقربا کے ساتھہ سلوک اور عاجزی کرنا اور صبر کرنا اور خلق اللہ کی زیادتی کو سہ لینا اور مسکینونکی خدمت کرنا اور مہمانداری کرنا اور حلال طریق سے مال حاصل کرنا تاکہ اسکو صدقہ نمین اور واجب نفقہ نمین اور مسجدونکی تعمیر ونمین اور مسافرخانونکے بنانے مین صرف کرے اور بعضے فقہا فی فَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ کو تکبیر تحریمہ پر اور تبتل کو رفع یدین پر حمل کیا ہی اسواسطے کہ دونون ہاتھہ ابتداء نماز مین اٹھانا اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ مین دونون جہان سے ہاتھہ اُٹھاکے خدا کی یاد مین مشغول ہوا ہون اور بعضے صوفیہ نے تبتل کو ذکر کے وقت نفی ماسوائے اللہ پر حمل کیا ہی اور طریقہ اس تبتل کا یہہ ہی کہ تاریک مکانمین بیٹھے اور سر اور مونہہ کو کپڑے سے لپیٹ لے اور انکھین بند کرے اور زبانکو سوائے ذکر کے نہ ہلاوے اور یہہ اسوقت کرے جب معدہ خالی ہو اور بھوکھہ ہو لیکن بھوکھہ کا غلبہ نہو اور کم کھانا اور کم سونا اختیار کرے اسواسطے کہ ان دونون چیزونکو دل کے منور کرنے مین بڑا دخل ہی اس وجہہ سے کہ کم کھانا دل کے خونکو کم کرتا ہی اور جاگنا دل کی چربی کو پگھلاتا ہی اور کسی شخص کو مقرر کرے کہ ضروریات کی خبر گیری

تبتل کے طریقہ کا بیان

رکھے جیسے کھانے پینے کی اور کپڑے کی اور کھانے مین بڑی احتیاط کرے کہ حلال وجہ سے ہو اور فرض اور سنت کے ادا کرنے مین اور ذکر دایم مین مشغول رہے لیکن قبلہ رو ہو کر طہارت سے اور حضور دل سے اول زبان سے ذکر کرے یہان تک کہ زبان حرکت سے رہ جاے اور بے اختیار ساتھہ ذکر کے جاری ہو پہر اسکے بعد دلمین خیال کرنے سے ذکر کرے یہان تک کہ حرف بہی درمیانمین نرہین فقط معنے ذہن مین جم جاوین پہر اسکی گنتی اور شمار نہین رہتا ہے بلکہ ذکر بہی ایک حالت ہوجاتا ہے اسکی دوسری حالتون سے پہر اسوقت اسکو شدت کی محبت پیدا ہوتی ہے اور مذکور کو یعنے جسکو یاد کرتا ہے اسکو کسی وقت بہول نہین سکتا بموجب قول شاعر کے شعر دن تو اسکے ہی تصور مین گذر جاتا ہے شب راتکو خواب مین بہی وہی نظر آتا ہے پہر اسکے بعد سب چیزون سے ظاہری ہون یا باطنی غیبت حاصل ہوتی ہے یہان تک کہ اپنے نفس سے اور نفس کی صفات سے بہی غایب ہوجاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام قرب ہے پہر اسکے بعد تو یہہ نوبت پہنچتی ہے کہ ذکر سے بہی غیبت ہوجاتی ہے فقط مذکور اور محبوب کا شہود اور حضور باقی رہتا ہے اور یہہ رتبہ فنا کی سرحد ہے پہر بعد اسکے اسکو ایسا اتصال اپنے محبوب کے ساتھہ حاصل ہوتا ہے جسکی کیفیت بیان ہوسکے اور نہ وہ قیاس مین آوے اور یہہ رتبہ ولایت کا ہے اس رتبہ والے کو شاہ اور ولی اور واصل کہہ سکتے ہین اور اسکے ماقبل کے رتبہ والونکو طالب اور مرید اور شوقین اور جویا کہتے ہین یہان تک تبتل کے طریقہ کا بیان ہوچکا اور جو اسجگہہ پر ایک شبہہ کا گمان تہا کہ شاید کسی کی خاطر مین آوے کہ دنیاوی علاقونکو قطع کرنا کسیطرح متصور نہین ہے اسواسطے کہ دار الحیوۃ تو دنیا ہے اور جبتک دنیاوی علاقونسے تعلق باقی ہے تبتک ماسوے اللہ سے غفلت کلی اور بالکل متوجہ ہونا حضرت مولی جلشانہ کیطرف کسیطرح ممکن نہین ہے سو اس شبہہ کے دفع کیطرف متوجہ ہوکے ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا مین افعال الہی کیطرف خوب نظر کرکے دیکھو کہ دنیاوی علاقونکے ساتھہ تعلق رکھنا اور پہر انہی علاقونکو انقطاع کرنا ہر دن اور راتمین موجود ہے اسواسطے کہ حقتعالی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ پروردگار مشرق کا بہی ہے اور مغرب کا بہی اور اسنے مشرق کو دنیاوی علاقونکے یاد دلانے کیواسطے بنایا ہے جسطرح مغرب کو دنیاوی علاقونکے قطع کرنے کیواسطے مقرر کیا ہے یعنے جسوقت صبح ہوئی اور آفتاب کی

روشنی مشرق سے نمودہوی بس دوکاندارونکو بازارمین دوکانکا علاقہ یاد آیا اور کاریگرونکو اپنے پیشونکے ہتیار اور نوکرونکو اپنے آقا کا دربار اور کسان کو اپنا حل اور بیل اور کھیت اور مالی کو اپنے لگائے ہوے درخت اور مان باپ کو اپنی اولاد اور لونڈی غلام کو اپنا مالک اور جورو کو خاوند اور خاوند کو جورو کا علاقہ یاد آیا اور ہر علاقہ کے حکم ظاہر ہونے لگے چنانچہ مسافرونکو راہ چلنے کی فکر پیدا ہوی کرایہ والونکے ساتھہ خشکی کے ہون یا تری کے اور ساتھیون اور ہمراہیونکے ساتھہ معاملہ کرنے لگے اور کسب والونکو اپنے کسب کرنے کی طمع دلمین پیدا ہوئی اور تاجرونکو اپنے مال بیچنے کی فکر نے سرگردان اور پریشان کیا یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا پہر پے جنسے علاقے ہین آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگے کسان کھیتون سے اور دوکاندار بازارون سے اور مسافر راہونسے اور نوکر نوکریون سے بھاگ بھاگ کے اپنے اپنے گھرون اور ٹھکانون پر آگئے تو اسوقت باہر کے علاقے منقطع ہوئے مگر گھر کا اور گھر والونکا علاقہ باقی رہا پھر جب کھانے پینے سے فراغت ہوئی تو گھر کی اکثر چیزون سے بھی علاقہ منقطع ہوا مگر جورو بچے سے باقی رہا پھر جب بچھونے پر لیٹے تو بچے کا علاقہ گیا فقط جورو سے علاقہ باقی رہا یہان تک کہ نیند آئی اور سوگئے تو وہ علاقہ بھی جاتا رہا بلکہ روح کا علاقہ بھی ظاہر بدن سے منقطع ہوگیا اپنے اعضا کی جنبش اور حرکت بھی روح کے اختیار مین نرہی پھر دوسری چیز کو کون پوچھتا ہی پھر اسوقت مین تم اے محمد اس مالک الملک کی ربوبیت کی شان کا تماشا کرو اور دیکھو کہ ان سبکو حقتعالی دنیا مین زندہ رکھتا ہے اور ایک وقت ہر روز ایسا ہوتا ہی کہ کسی چیز سے علاقہ نہین رکھتے ہین سو تم اپنی تمین عمر کی ہر ساعت اور ہر وقت مین اسیطرح کا بے اختیار سمجھہ لو اور کسی چیز سے علاقہ مت رکھو اسواسطے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہین ہی کوئی معبود تمہارا ذکر اور عبادتمین مگر وہی حقتعالی کہ قطع کرنا علاقونکا اور ثابت رکھنا انہین علاقونکا اسکی ایک شان ہے ربوبیت کی شانونمین سے پھر جب تمکو وحی تبتیل اور قطع علایق کا حکم فرماتا ہی تو پھر تمکو کیا فکر اور اندیشے کی جگہہ ہی بموجب اس مصرعے ع خدا خود میر ساماں است سرکار توکل را اور بعضے عارفون نے اس آیت کے معنے یون کہے ہین کہ اگر تمکو دنیا کے ظاہری اسباب اور وسائط کے دیکھنے سے تبتیل اور قطع کرنا علاقونکا

دشوار معلوم ہووے تو تمکو حقتعالی کیطرف نظر کرنا چاہیے جو رب ہے مشرق کا اور مغرب کا
کہ اسکو اشیا مین ظہور رہی ہی اور بطون بہی ہی اسواسطے کہ اگر اسکو ظہور اور بطون معًا اشیا مین نہوتا
تو اشیا کا وجود کسی طرح ممکن اور متصور نتہا اسواسطے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنے موجود حقیقی سواے اسکے
کوئی نہین ہی پہر اگر اشیا مین وہ خود ظاہر نہوتا تو اشیا کا وجود بہی ظاہر نپایا جاتا اور اگر بالکل خود
ہی ظاہر ہوتا تو بہی اشیا کا موجود ہونا محال تہا اسیواسطے ظہور کو بطون کے ساتہہ ملایا سو جسطرح
سایہ بدون افتاب کے پایا نہین جاتا اور آفتاب کے ساتہہ بہی نہین ہوتا بلکہ آفتاب کو سایہ کے وجود
مین دونون وجہہ سے دخل ہی ظہور کی راہ سے بہی اور بطون کی راہ سے بہی اسیطرح اسباب اور
وسایط کا اگرچہ ظلی وجود ثابت ہے لیکن بدون حقتعالی کے کوئی اپنا وجود فی حد ذاتہا نہین رکہتے پہر اس
بات کے ملاحظہ سے تمہارے نزدیک بہی اسباب اور وسایط کیواسطے استقلالی وجود نہوا اور
جب اسباب اور وسایط درمیان سے اٹہہ گئے اور علاقے بالکل منقطع ہوگئے فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا پہر
اپنے پروردگار کو کارساز اور اپنے ضروری کامونکو اسی پر چہوڑ دے اور توبے پرواہو کے
بیہہ اور تمام علاقونکو اپنے سے منقطع کرنے کے سبب سے تشویش مین مت رہ اور فے کلمہ جو تعقیب
بلا مہلت پر دلالت کرتا ہی اسجگہہ پر لانا اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ علاقونکے قطع کرنے کے بعد
جہٹ پٹ بیہہ کام کرنے لگو اور اللہ تعالی پر بہروسا کرو انتظار تجربہ اور امتحان کا ہرگز مت کرو اسواسطے
کہ عیان ہونے کے بعد تجربہ اور امتحان کی کچہہ احتیاج نہین ہی اب باقی رہا یہہ پر ایک شبہہ قوی اور
وہ یہہ ہی کہ متوکلون کے نزدیک توکل کے تین مرتبے ہین اول مرتبہ یہہ ہی کہ بندہ کو اپنے پروردگار
پر ایسا اعتماد ہوجاے جیسا موکل کو وکیل پر بہروسا ہوتا ہی کہ اسکی شفقت اور خیرخواہی کی بہی اسکو یقین
ہوتی ہی اور اپنے کام کے سرانجام دینے کی قدرت کا بہی اسکو اعتقاد ہوتا ہی اور اپنی ضروری
حاجتونکا خوب طرح سے اسکو واقف اور دانا بہی جانتا ہی دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ بندہ کو اپنے
پروردگار پر اسطرح کا اعتماد ہوجاے جسطرح بچہ کو اپنی ماں پر ہوتا ہی اور یہہ مرتبہ اول کے مرتبہ سے
اعلی ہی اسواسطے کہ اول کے مرتبہ مین تہوڑا التفات اپنے اعتماد پر بہی ہوتا ہی اور موکل کے دل مین

ایسا آتا ہی کہ یہہ کام جو مین نے فلانے شخص کو سپرد کیا ہی تو اسکام کو ضرور وہ سرانجام کو
پہنچاویگا کچھہ اسکی احتیاج نہین ہی کہ مین خود اسکام پر متوجہہ ہون بخلاف بچہ کے کہ اسکو مانپر اسطرح کا
اعتماد اور بھروسا ہوتا ہی بلکہ اسمین آپسا مستغرق ہوتا ہی کہ اپنے اعتماد سے بالکل غافل ہوتا ہے
یہی سبب ہی کہ موکل اسکام کی تدبیر اپنے دلمین بھی سوچتا ہی اور بچہ تدبیر بھی نہین کرتا اور کسی
اسباب سے بھی کام نہین رکھتا تیسرا مرتبہ توکل کا یہہ ہی کہ اعتماد اور استغراق کا بھی درمیان مین
لحاظ نہو بلکہ اپنی تئین ایسا جانے جیسے مردہ غسّال کے ہاتھہ مین جسطرح چاہے اسطرح پھیرے اسکو کچھہ بھی
دخل نہو یہان تک کہ اس مرتبہ مین سوال بھی کرنہین سکتا ہی بخلاف دوسرے مرتبہ کے کہ وہان سوال
کا دروازہ کھلا رہتا ہی جسطرح بچے کی عادت ہوتی ہے ماںسے سوال کرنے کی سو یہہ مرتبہ توکل کا یعنے
تیسرا مرتبہ جو سب سے اعلی ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کو عنایت ہوا تہا یہی وجہہ تہی کہ جسوقت
کافرون نے آپکو آگ مین پھینکا تہا اور حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے آکے درمیان مین آپ سے کہا کہ حضرتعالے
سے کچھہ کہنا ہو تو کہو تاکہ تمکو اس بلا سے نجات حاصل ہو آپنے فرمایا حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُهٗ
بِحَالِیْ یعنے بس ہی مجھکو سوال کرنے سے آگاہی اسکی میرے حال پر یعنے میرا حال اسپر ایسا روشن
ہی کہ کچھہ کہنے کی احتیاج نہین ہے سو ایسے اولوالعزم پیغمبر کو اسجگہہ پر پہلا مرتبہ توکل کا کیون بتلایا یعنے
یون حکم ہوا کہ فاتخذہ وکیلا دوسرے جو اعلی مرتبے تہے انکو کیون نہ بتلایا سو اس شبہہ کا جواب یہہ
کہ اس سورتمین ابتدا سے انتہا تک سلوک الی اللہ کے مقام اسطور کے بیان کئے گئے ہین جو مبتدی اور
منتہی دونونکے کام آوین اور دونون کا مطلب حاصل ہو چنانچہ اوپر بیان ہو چکا ہی اور اگرچہ یہان
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم مخاطب ہین لیکن منظور امت کو حکم کرنا ہی اور جو توکل کا پہلا ہی
مرتبہ ہی اس مرتبے سے ترقی کرکے آہستہ آہستہ اُن دونون مرتبونکو پہنچتے ہین اسواسطے
پہلے اسی مرتبے کو بتلایا کہ اس مرتبے کی ہمیشگی کے سبب سے وے دونون مرتبے خود بخود
حاصل ہو جاوینگے اور یہہ بھی ہی کہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰة والسّلام کا کمال ہوشیاری مین
ہی اور تمام عالم کے احوال کو ملاحظہ کرنا اور خبردار رہنا تاکہ اسباب اور مسببات کے کارخانے کو

اور تولیت الہی کو وکالت کیطور پر اپنی نظر مین رکھین اور اپنے محبوب کے بندون کے ارادون کے موافق انکے مطالب اور مرادون کے جاری کرنے مین کوشش کرین اور حقیقت مین بہی ایسا ہی ہے اور اگر خوب غور کرکے دیکہو تو کمال حقیقی اسی مرتبے مین ہے اور دوسرے دونون مرتبون مین سکر اور بیہوشی کے سوائے دوسری کوئی زیادتی نہین ہے جسمین نظام واقعی نفس الامری سے بہی بے خبری اور بے پرواہی ہوتی ہے ہان یہہ مرتبہ ولایت کے کمالات مین البتہ معتبر ہے نبوت کے کمالون سے نہین ہے اور یہی وجہہ ہے کہ بچہ کے اعتماد کو جو مانسے رکہتا ہے اور اپنے مردہ کو غسال کے ہاتہہ مین دینا عاقلونکے نزدیک اسقدر اعتبار نہین رکہتا بخلاف سپرد کرنے موکل کے اپنے کامونکو وکیل مطلق کی تئین اور حضرت خلیل صلوات اللہ علیہ نے جو حسبی من سوالی علمہ بحالی فرمایا یہہ تدبیر کے ترک پر نہین دلالت کرتا ہے بلکہ یہہ تسلیم کا طور ہے اور انکا قول علمہ بحالی صراحۃً توکل کے اول مرتبہ پر دلالت کرتا ہے چنانچہ یہہ بات پوشیدہ نہین ہے اور جب راہ خدا کے سلوک کی شرطون اور خرقہ پوشی کے لوازم کے بیان سے فراغت پائی تو اب یہہ حکم ہوتا ہے کہ باوجود ایسی ریاضت اور مجاہدہ اور تبتل کے ہمنے تمکو خلق کی دعوت کرنیکو طرف حق کے اور ناقصونکی تکمیل اور گمراہونکی ہدایت اور طالبونکی رہنمائی کیواسطے مقرر کیا ہے اور اسیطرح اُن لوگونکو جو تمہاری نیابت اور وراثت کیطور پر اس منصب کے ذمہ بردار ہون سو تمکو اور انکو سیکہنا چاہئے کہ تحمل کو لازم پکڑو اور خلق کی زیادتی اور ظلم کو اُٹہاؤ اور بردباری کو اپنا پیشہ کرو اور تبتل مین جو ان کامونسے باز رہتے ہین سو تم بازمت رہو اور اس طریقہ والیکو اکثر لوگ طعن اور تشنیع کیا کرتے ہین اور دشمنی سے پیش آتے ہین اور جو جی مین آتا ہے کہہ بیٹہتے ہین غرض کہ ہر طرح سے ایذا پہنچاتے ہین سو تمکو چاہئے کہ انکی ایذا کو اُٹہاؤ اور تحمل کو اختیار کرو وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اور صبر کرو اُسپر جو منکرین اور معاندین تمہارے کہا کرتے ہین پہر وے خواہ کافر ہون یا منافق ہون یا فاسق ہون اسواسطے کہ یہ سب اس راہ سے بالطبع نفرت رکہتے ہین اور اس راہ پر چلنے والونکو چاہتے ہین کہ لوگونکے نزدیک انکو حقیر اور ذلیل کر دیجئے اور یون لوگونکو سکہلاتے ہین کہ یہ لوگ ظاہر مین ایسی باتین کرتے ہین ریا اور مکار ہے انکی

نیتین خراب ہین انکے دلونمین دنیا کا لالچ بھرا ہوا ہی اگرچہ ظاہر مین اپنی نیتین تارک دنیا کہتے ہین
علی الخصوص اس شخص کو جو انسے منقطع علایق کر کے کچھہ انکی پروا نہین رکھتا اسکو زیادہ تر مطعون خلائق
کرتے ہین بلکہ اسکے خویش اور اقربا اور دوست اور حق والے بھی اُسسے نفرت کرنے لگتے ہین اور
کبھی بے مروتی اور خود غرضی کو اور کبھی عاجزی اور سستی کو اور کبھی غرور اور تکبر کو اسکی طرف
نسبت کرتے ہین غرض کہ اس قسم کی تہمتین لگایا کرتے ہین سو ایسونکی زبانی ایذا رسانی پر صبر کرنا مثل
کے لوازم اور شرایط سے ہی یہانتک جان لیا چاہیے کہ دشمنون اور حاسدون کی زبانی ایذا
تین قسم کی ہوتی ہی اوّل یہہ کہ اسکے معبود اور پیر اور استاد اور مرشد کے حقمین زبان طعن کی دراز
کرنا سو ایذا رسانی مین یہہ قسم بہت سخت ہے دوسری قسم یہہ ہی کہ خاص اُسی شخص کے حقمین طعن کی زبان
دراز کرنا تیسری قسم یہہ ہی کہ اسکے بچون اور یار دوستون اور اسکی جورو کے حق مین طعن کرنا اسواسطے
کہ ان علاقونکے سبب سے انکی طعن بہت رنج اور ملال کا سبب پڑتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینون
قسمونکی ایذا اپنی امت کے بدمذہبون اور منافقون اور کافرون سے انتہا درجیکی پہنچی بخلاف دوسرے
نبیونکے کہ اسمین سے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا مین مبتلا ہوئے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا
کی تفصیل یہہ ہی کہ قسم اوّل کی ایذا یہہ تہی آپ کے رنج دینے کیواسطے حقتعالی جلشانہ کی جناب مین
کافرون نے اسطرح کی بے ادبیان کین کہ جسکے سُننے سے رونمین بدن پر گہڑے ہوتے ہین چنانچہ
بعضون نے کہا کہ حقتعالی جور و لڑکے رکھتا ہی اور بعضونے کہا کہ شیطان خدا پر غالب ہی اور
خلق کو گمراہ کرتا ہی اور بعضے طعن کیطور سے کہتے تہے کہ محمد کا خدا کہتا ہی کہ میرے محتاج بندونکو
کہانا کہلاؤ اور زکوٰۃ دیو تو اسسے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہی اور ہم غنی ہین اور سوا اسکے بہت سے
کفر کے کلمہ بکا کرتے تہے اور قران شریف کے بہی حقمین عجیب عجیب طرح کے فاسد احتمال اور جھوٹے
خیال باندہا کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین اور شریعت کے حکمونمین واہی
شبہے نکالا کرتے تہے چنانچہ بعضے کہتے تہے لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً
یعنے یون کہتے تہے کہ اگر یہہ قران خدا کا کلام ہی تو ایک ہی مرتبے کیون نہین اُتارا گیا شعر کی

فارسی کلمہ

فکر کیطرح کہ کسی دن کوئی غزل اور کسی دن کوئی رباعی اور کسی دن کوئی قطعہ تیار ہوکے کیون
اترتا ہی اور بعضے کہتے تہے کہ لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ یعنے
ہرگز ہم اس قرانکو اور نہ اگلی کتابونکو اور بعضے کہتے تہے سحر ہی اور بعضے کہتے تہے کسی کا بنا
کلام ہی اور بعضے کہتے تہے اپنی طرف سے جہوٹہہ باندہ لیا ہی اور بعضے کہتے تہے یہہ شخص مجنون ہی بیفائدہ
بدیان بکا کرتا ہی اور مذبوح کی حلت اور مردار کے حرمت مین تکرار کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ اوسے
ہاتہہ سے مارے ہوے کو کہانا اور خدا کے مارے ہوے کو نکہانا یہہ بات بے معنی ہی اور دوسرے اسی
قسم کے واہیات بکا کرتے تہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حقمین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنا
منصب رکہتے تہے انواع انواع کی بے ادبیان بہودی کیا کرتے تہے اور رافضیون کے فرقون سے
ایک فرقہ نہی جو غرابیہ کرکے مشہور ہی وے حضرت جبرئیل علیہ السلام پر لعن کرنا جایز رکہتے ہین اس
سبب سے کہ وے کہتے ہین کہ وحی علی کیواسطے آنی تہی جبرئیل نے محمد کو پہنچائی اسی وقت مین سے ایک
شخص نے اپنے اعتقاد کے بموجب یہہ شعر کہا ہی شعر جبرئیل کہ آمد بر قادر بیچون ۔ در پیش محمد
شد و مقصود علی بود ۔ جبرئیل کو مولا نے علی پاس تہا بہیجا ۔ پہنچائی محمد کو وحی جاکے انہون نے اور
دوسری قسم کی ایذا جو خاص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق تہی وہ یہہ تہی کہ آپکو
ساحر اور شاعر اور جہوٹہا اور دیوانہ کہا کرتے تہے اور آپکی ہجو کرتے تہے اور اسمین آپ کیطرف
برائیونکی نسبت کیا کرتے تہے اور آپکا نام ابی کبشہ رکہا تہا یعنے اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہی اسکی
خو بو اختیار کی ہی اپنے باپ دادا کے طریقے سے پہر گیا ہی تو گویا انکی اولاد ہی سے نہین ہی
اور یہہ بہی کہتے تہے کہ اگر یہہ پیغمبر ہی تو فقیر اور مفلس کیون ہی چنانچہ حقتعالی انکے قول کو نقل فرماتا ہی
مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ لَّوْلَا اُلْقِیَ
اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا یعنے کیا حال ہی اس رسول کا کہ کہانا ہی کہانا اور
چلتا ہی بازارونمین کیون نہ اتارا گیا اسکے ساتہہ کوئی فرشتہ کیون نہ ڈالا گیا اسکی طرف خزانہ یا ہوتا
اسکا کوئی باغ کہ اُسسے کہایکرتا اور اگر وحی آنے مین چند روز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے

اعتقاد کا بیان

اور یون کہتے کہ وَدَّعَهُ رَبُّهُ وَقَلَاهُ یعنے رخصت کیا اسکو جب اسکے نے اور بیزار ہوا اور آپ کی ہجو میں شعرین کہتے تھے اور گانیوالیون اور ناچنے والیونکو سکھلا دیتے تھے تاکہ کافرونکی مجلسونمین اور محفلونمین طبلے سارنگی پر گایا کرین اور لوگ مسخریان کیا کرین اور تیسری قسم کی ایذا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اور عیال سے متعلق تھی وہ یون تھی کہ مدینے کے منافق اور فاسق اور خیبر اور فدک اور نضیر اور قریظہ کے یہود ی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش اور اقربا اور اصحاب کے حقمین طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تھے یہان تک نوبت پہنچی کہ آپ کے حرم محترم کے حقمین بے ادبیان کین اور آپکی زوجہ طاہرہ مطہرہ طیبہ کو زنا کی تہمت لگائی نعوذ باللہ من ذلک اور آپکی وفات کے بعد اس اُمت کے گمراہون اور منافقون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اور اصحاب کے حقمین کونسی بات اٹھا نہین رکھی طمّاع اور لالچی اور خود غرض اور دنیا طلب اور ظالم اور غاصب سب کچھ کہہ لیا اگر ان سب مذہبونکی باتین جمع کرکے خوب غور کرکے دیکھئے تو بموجب انکے قولونکے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آپ کے بعد جتنے اہل بیت اور اقربا اور صحابہ اور متوسل باقی تھے سب کے سب حق راہ سے پھر گئے اور باطل کو اختیار کیا اور دنیا کی طلب مین دین کو چھوڑا بلکہ ایک قلم مرتد اور کافر ہوگئے معاذ اللہ من ذلک حقتعالی ان لوگونکو ہدایت نصیب کرے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صادق ہوا کہ مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی اتنی ایذا نہین دیا گیا جتنی ایذا مین دیا گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ظلم اور زیادتی کا تحمل کیا اور خلق کی دعوت سے طرف حق کے اور انکی ہدایت اور رہنمائی اور خیر خواہی سے باز نرہے تمام عمر شریف اسمین صرف کی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاجْزِ عَنَّا اَفْضَلَ مَاجَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ یعنے ای خدا رحمت بھیج انپر اور جزا دے انکو ہماری طرف سے بہتر اس چیز کا جو جزا دی ہوتو نے کسی نبی کو اسکی امت کیطرف سے اور وہ جو مشہور ہے کہ اَلرَّسُوْلُ خَيْرٌ خُوَاهٗ دشمنان یہہ مثل گویا ہمارے رسول مقبول کے حال کا بیان ہے اور عجب باتین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور مین آئین یہہ حقتعالی کے امر کی اتباع کے سبب سے ہوا یعنی صبر کے مامور تھے

اور بدلہ لینے اور دلمین کینہ رکھنے سے ممانعت تھی یہانتک کہ حکم ہوا تہا کہ اگر انکی ایذا رسانی کے
سبب سے انکی صحبت مین تم رہ نسکو اور احتلاط ممکن نہو تو انکی صحبت سے تمکو چاہئے کہ کنارہ کرو
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا اور چہوڑ انکی صحبت کو لیکن اچہی طرح کا چہوڑنا کہ اسمین تین چیزین نہوین
اوّل یہہ کہ ظاہر مین انکی صحبت کو ترک کرنا نہ باطن مین بلکہ باطن مین انکی صحبت کی طرف میلان رکہہ اور
انکے حال سے خبردار رہہ کہ کیا کرتے ہین اور کیا کہتے ہین اور مجہکو کسطور سے یاد کرتے ہین دوسری
یہہ کہ انکی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نکرنا اور عوض لینے مین انکے عیبونکو ظاہر نکرنا اور
انکے ساتہہ گفتگو اور مقابلے کیوقت کج خلقی اور بدزبانی نکرنا تیسری شرط یہہ ہی کہ باوجود جدائی
اور مفارقت کے انکی نصیحت مین قصور نکرنا اور انکی دشمنی کی بات مونہہ سے مت نکالنا اور انکی دشمنی
مت کرنا بلکہ جسطرح سے ہوسکے انکی ہدایت اور رہنمائی مین قصور نکرنا علمانے کہا ہی کہ ہجر جمیل اُسکا
نام ہی جسمین یہ تینون صفتین پائی جاوین اور اگر ایک صفت بہی ان تینون سے نپائی جاوے تو
ہجر جمیل نہوگا اگرچہ دو صفتین پائی جاوین اور یہہ بات بہت دشوار ہی اور جس شخص نے سیرت
مطہرہ اور خصلت طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سیر کی کتابونمین دیکہین ہین اسکو
خوب معلوم ہوگا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ کے منکرونسے حسن خلق اور خیرخواہی
کیا کرتے تہے کسی بشر کی طاقت نہین ہی کہ اُسطرح کرسکے یہی وجہہ ہے کہ آپکے اس عمل کی برکت سے
اُنمین سے بہت لوگ صلاحیت پر آگئے اور اس امر کا انکو یقین کلی ہوگیا کہ اس شخص کو ہرگز نفسانیت
اور انانیت نہین ہی جو کچہہ کرتے ہین قہر کرتے ہین حقتعالی کے حکم کے بموجب اُسکے حکم مین سرمو تفاوت
نہین کرتے آخر کو لاچار ہوکے آپکی فرمانبرداری اختیار کی اور آپکی خدمت گذاری پر دل اور جان سے
مستعد ہوگئے اور اگر شاید تمہارے خیال مین اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آوے کہ ان منکرونکی زبانی
ایذا رسانی پر صبر کرنے کا اور ان سے علاقونکے قطع کرنے کا جو حکم ہوا ہے وہ تو مین نے دل اور جان سے
قبول کیا لیکن یہ منکر بدذات اسطرح کے شریر ہین کہ دوسرونکو بہی اس راہ پر آنے نہین دیتے اور اگر
کوئی ارادہ آنے کا کرتا ہی تو اسکو زبانی بہی سمجہاتے ہین اور اپنی مجلس مین بٹہاکے اپنا حال بہی دیکہلاتے

ہجر جمیل کا بیان

ہین اور تن پروری اور دنیا کی مزیداری اور نفس کو راحت دینے کی رغبت دلاکے اس راہ سے
اسکو پھیر دیتے ہین سو ان لوگونسے بددعا کرکے بدلا اور عوض نہ لون ہین اور انکی ہلاکی کی دعا
نکرونہین تو یہہ طریقہ ہرگز رایج نہوگا اور کوئی امید ہر رخ نکریگا اور مجاہدہ ظاہری اور باطنی کیطرف
جو نفس پر بہت شاق ہی اور شیطان کے فریب اور بریکوا چہاکر دکھلانے کے سبب سے اور بہی نفس
شاق ہوگیا ہی کوئی پسلے گا بہی نہین پہر میری نبوت کا فائدہ کچہہ بہی نہوگا اور میری سعی اور کوشش
اس راہ مین بالکل بیفائدہ ہوجائیگی مجہکو اس گروہ شقاوت پژوہ سے بدلا لینے کا حکم ہو تو بہتر ہے
کہ ابہی بددعا کرکے انکو ہلاک کردونہین اسواسطے کہ یے اس راہ کے مخل ہین اس طریقے کو ہرگز جاری
نہونے دینگے فقط میرے ہی موذی نہین ہین کہ مین صبر کئے بیٹہا رہون سو حقتعالی اس خیال کے
جواب مین فرماتا ہے کہ اس امر مین بہی تم دخل مت دو بلکہ اسکو بہی ہمی پر چہوڑ دو وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ
أُولِي النَّعْمَةِ اور چہوڑ دے مجہکو اور اس راہ کے منکرونکو جو نازنعمت کے اور عیش و آرام کے لوگ ہین
اور تن پروری اور عیش وعشرت کی محنت کے سبب سے رات کا اوٹہنا اور یاد الہی مین اپنی عمر کو گذارنا
اُنسے ہو نہین سکتا اور لوگونکو اپنے حال اور مآل سے فریب دیکے عیش اور عشرت کی طرف رغبت
دلاتے ہین سو انکے واسطے بہی تم کچہہ مت کہو اور بددعا مت کرو اسواسطے مین مالک دو جہانکا ہون
سو جسطرح اس جہانمین بعضے لوگ ایسے ہین کہ مجاہدہ اور ریاضت مین اور رنج اور مشقت مین مشغول
ہین اور اپنے جسم نازپروردہ کو خدا کی راہ مین غیت اور نابود کررہے ہین اسیطرح اُس جہانمین بہی بعضے
لوگ وہانکی رنج اور مشقت مین مبتلا ہونیکو چاہئے پہر اگر یے یہان عیاشی نکرین تو وہانکی رنج اور مشقت
کون اُٹہاوے اور اگر اس جہانمین سب لوگ مجاہدے اور ریاضت پر کمر باندہین تو اُس جہانمین جاہئے
کہ سب لوگ ہمین اور آرام مین رہین تو دونون جہان متغیر اور تباہ ہوجاوین اسواسطے کہ دونون
جگہہ رنج بے راحت اور راحت بے رنج پایا جاوے اور خالی ہونا ہر جہانکا احد المتقابلین سے اُس جہانکے
نقصان کا سبب ہے اور ہم تو جامع المتقابلات اور کامل علی الاطلاق ہین تو ہمسے ایسے نقصان کی
درخواست منکرو اور اس امر کی بہی درخواست نکرکہ ان لوگونکو جلدی اور شتابی ہم اُس جہانکے

عذاب مین مبتلا کردین اور اس جہانکی آرام اور چین سے انکو محروم رکھین بلکہ فرصت دینا چاہیے
وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا اور مہلت دے انکو کہ اس جہانکی آرام اور چین مین تھوڑی تاکہ اُس جہانکی
رنج اور مشقت کھینچنے کی استعداد پیدا کرین اسواسطے ہم حکیم ہین استعداد اور لیاقت کے پہلے کسی کو
کسی کام مین مشغول نہین کرتے ہین والا حکمت مین نقصان پایا جاوے اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا بیشک
ہمارے پاس تیار رہین ہماری زنجیرین جو انکے پاؤن مین ڈالین گے اسکی عوض مین جو بے دنیا کے
علاقونمین پابند ہوکے اُسسے دست بردار ہوئے اور قطع کرنیکو انکا جی نہین چاہتا تھا اور اسکی راحت
مین ایسے مشغول ہو گئے تھے کہ انکو اُٹھکے نماز مین کھڑے ہونے سے دل چراتے تھے وَجَحِيمًا
اور آگ ہی دہکتی ہوئی اہل مجاہدہ اور ذکر کے شوق اور عشق کی سوزش کے عوض مین جسطرح وے
دنیا مین اپنی تئین اس طپش مین جلاتے تھے اور اپنے دلکو اس آگ کی گرمی سے اوٹاتے تھے اور اپنے
منکر مزے اور چسنین اُوڑاتے تھے وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور کھانا گلا پکڑنیوالا عوض مین اس
مشقت اور رنج کے جو اہل مجاہدہ اور اہل ذکر دنیا مین کھینچتے تھے چنانچہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور
تہجد مین قرآن شریف کی تلاوت کرنا اور ذکر اور قرأت کی تکرار مین اور اسمین شد آور مد اور حقوق
اور تحت کی رعایت کرنے مین بلغم گلے مین اگر اٹکتا تھا اور آواز کو بند کر دیتا تھا اور انکو ایذا پہنچاتا
تھا بلکہ کبھی خون بھی تھوکنے لگتے تھے اور اسکے بھی عوض مین جو دنیا مین بے منکر اچھے اچھے مزعفن
کھانے کھاکے اور خوب ٹھنڈے اور میٹھے خوشبودار شربت پی کر اُسکے خمار مین مست ہوکر نرم نرم بچھونون
پر غفلت کی خواب مین پڑے سویا کرتے تھے وَعَذَابًا اَلِيمًا اور عذاب دکھہ دینیوالا یہہ دوسری
قسم کا عذاب ہی جسمین بہت دکھہ ہی جیسے دوزخ کے موکلونکی مار پیٹ یہہ عوض مین اس مشقت
اور رنج کے جو مجاہدہ اور ذکر والے دنیا مین کھینچا کرتے تھے جیسے پنجوقتہ جماعت مین جانا اور جمعہ مین
اور ذکر کے حلقونمین اور قرآن اور حدیث اور علم اور واعظ کی مجلسونمین گرتے پڑتے اُٹھتے بیٹھتے جانا
اور لوگونکے اژدہام اور ہجوم کے صدمے اُٹھانا سو اس راہ کے منکرونکو اسکی عوض مین وہان دیا
جائیگا اور طعن اور تشنیع اور طنز اور کنایہ جو مجاہدونکے ساتھہ مخالف اور منکر کیا کرتے تھے اور اسکی

عوض مین دوزخ کے سانپ اور بچھو کے ڈنک ہونگے اور وہان اس عذاب مین مبتلا کئے جائینگے پھر اگر انکو دنیا مین مہلت ندین ہم تاکہ طرح طرح کی چین اور آرام جی بھر کے کرلین تو ایسے رنج اور مشقت کھینچنے کی لیاقت اور استحقاق کہانسے پیدا کرین پھر اس عالم کے رنج اور مشقت کے اسباب جو ہمنے تیار کر رکھین ہین وے سب معطل اور بے کار رہ جاوین سو تمکو چاہئے کہ ہماری خدائی کے کارخانہ مین دخل مت دو چنانچہ حافظ کہتے ہین ؎ رموز مملکت خسروان دانند گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش تمکو لازم ہی کہ بموجب حکم الہی کے اسکی یاد مین اور علاقونکے قطع کرنے مین اور طالبونکی ہدایت مین دل اور جانسے مشغول رہو چنانچہ اس مضمونکو بھی حافظ نے بخوبی ادا کیا ہی ؎ سخن از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را ہان اتنا البتہ تمکو معلوم کر لینا چاہئے کہ ان منکرونکی گرفتاریکا وقت اسوقت ہوگا جب دنیا مین اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نرہے گا اور راہ ولایت کی بالکل بند ہوجائیگی اور غیبہ سب خدمتین معطل اور بیکار ہوجاوینگی جیسے غوثیت اور قطبیت اور ابدالیت اور اوتادیت ہی اور قطب مدار زمین سے مفقود ہوجائیگا اور ابدال اور اوتاد سب اٹھالئے جاوینگے اسواسطے کہ باوجود باقی رہنے ان لوگونکے دنیا کو خراب کرنے کی کوئی وجہ نہین ہی اسواسطے کہ دنیا جامع ہی دوام ذکر اور مجاہدہ مین اور عیش و عشرت اور آرام اور چین مین اور دونون بازارین اسکی گرم ہین اگر ایک بازار خراب ہوجاوے تو احد المتقابلین سے اس عالم کا خالی ہونا لازم آوے اسواسطے دوسرے عالم کے پیدا کرنے کیطرف متوجہ ہونا ضرور پڑیگا اور دنیا سے راہ ولایت کے مسدود ہوجانی کی اور دوام ذکر اور مجاہدہ کے منقطع ہوجانیکی علامت یہہ ہے کہ ولایت کا بیج جسکا نام ایمان ہی جہان مین نرہیگا پھر جب ایسا ہوگا تو ولایت کے وجود کا احتمال بھی باقی نرہے گا اور یہہ علامت پائی نجاویگی مگر یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ جسدن کانپنے کی زمین اور پہاڑ قطب ابدال اور اوتاد اور ابدال کی موت کے سبب سے جنکی برکت کے سبب سے عالم کا قیام اور ثبوت تہا وَکَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْبًا مَّهِیْلًا اور ہوجائینگے پہاڑ ریت کے تودے کیطرح پہلے گویا انکے جڑون اور جزونمین پکڑ باقی نہین رہی اسجگہ پر عربیت کے قاعدے جاننے والے ایک معا

کرتے ہین کہ جبال جمع جبال کی ہی تو اسکی خبر مین کثیراً فحیلۃً فرمانا چاہئے تہا لیکن اسکا جواب تفسیر سے معلوم ہوا کہ سب پہاڑ ملکر ریگ کے ایک تودہ کیطرح ہو جائینگے جداائی اور امتیاز ائمین نرہی گی اگر ہر ہر پہاڑ اپنی اپنی جگہہ پر ریگ کے تودے کیطرح ڈہیر ہوکے رہ جاتے تو وے ہیت ہوتے اور جمع کا لانا صحیح ہوتا اور اس صورتمین جمع کا لانا بلاغت کے خلاف ہی جسطرح اگر کئی نہرین ملکر ایک جگہہ پر بہین تو اسجگہہ یہہ نہین کہتے کہ صَارَتِ الْاَنْہَارُ کُلُّہَا اَنْہَارًا عَرِیْضَۃً بلکہ نَہْرًا عَرِیْضًا کہینگے اسیطرح یہانپر بہی بوجہہ لینا چاہئے اور جو قرب اور وصال کی راہ کے سلوک کی تعلیم اور اسکی شرطونکے بیانسے فراغت پائی ایسی شرطین جو صبر اور تحمل اور رضا اور تسلیم اور تمام امورات کو حکمت الہی پر مفوض کرنے کیطرف منجر ہوئی تہین تو اب اس راہ کے منکرونکو خطاب بہ عتاب ہوتا ہے کہ یہہ امر اور نہی جو ہمنے اپنے پیغمبر کو کی ہی اور تمہارے اوپر بددعا کرنے سے اور عوض لینے سے انکو منع کیا ہی اسے یہہ مت سمجہنا کہ یہہ پیغمبر فقط قاصد تہا آیا پیغام پہنچایا اور چلا گیا اسکی نافرمانی مین ہمکو کچہہ ضرر نہپنچے گا بلکہ یہہ پیغمبر فقط قاصد نتہا اسکا عرض معروض اور گواہی تمہارے حقمین سنی جائیگی اگر کہین اس پیغمبر نے تمہارا گلہ شکوہ حقتعالی کی درگاہ مین کیا تو غضب اور انتقام کا دریا جوش مین آجائیگا اور دنیا مین بہی بلاون اور آفتون اور قحط اور وبا اور فقر اور رنج مین گرفتار ہوجاؤگے جسطرح اگلے پیغمبرونکے منکرون پر بہی اسیطرح کی آفتین اور مصیبتین ہوتی رہی ہین اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا عَلَیْکُمْ ہے شک ہمنے بہیجا ہی تمہاری طرف رسول کو تاکہ گواہ رہے تمپر اور ہمسے عرض کرے کہ فلانے شخص نے اس طریقہ کو قبول کیا اور فلانے شخص نے اُسے انکار کی تاکہ اسکے اظہار کے موافق ہر ایک منکر اور فرمانبردار سے اسطور کا معاملہ کرین ہم کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا جسطرح بہیجا تہا ہمنے فرعون کیطرف بہی اسی قسم کا ایک پیغمبر تاکہ اس پیغمبر کی گواہی اور عرض اسکے حقمین قبول ہو اور وے رسول حضرت موسی علیہ السلام تہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے ذکر کی تخصیص اس مقام پر اسواسطے ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کا تعارف لیجاؤ فرعون کیطرف بعضے تاریخ والونکے گمانمین فقط پیغام بری اور ایلچی گری کیطور پر تہا اسواسطے کہ وے پیغمبر بنی اسرائیل کے تہے

اور فرعون قبطی کے قبیلے کا تہا اور حضرت موسی علیہ السلام کے بھیجنے سے فرعون کیطرف یہہ بہی منظور تہا کہ بنی اسرائیل قید سے خلاصی پاوین ہدایت اور رہنمائی فرعون اور قبطیونکی اُنکی اصل نہو تہی داخل نہی بلکہ بنی اسرائیل کے رسمونکی اصلاح اور انکے دلونکو منور کرنا مقصود تہا اور بس بخلاف دوسرے انبیاؤ کے کہ جس قوم کیطرف سفیر اور رسول کر کے بہیجے جاتے تہے تاکہ انکو پیغام الہی پہنچاوین تو اُس قوم کیطرف یہی پیغام پہنچانا مقصود ہوتا تہا اور دوسرے طالبونکی یہی ہدایت اور رہنمائی اور حقتعالی کے قرب کا طریقہ تعلیم کرنا اور انکے دلونکا منور کرنا یہی مقصود ہوتا تہا سو وے فقط رسالت نرکتے تہے اور حضرت موسی علیہ السلام فرعون کی نسبت سے فقط قاصد اور ایلچی تہے لیکن باوجود اس فقط ایلچی گری کے انکی عرض فرعون اور قبطیونکی ہلاکی کے مقدمہ مین قبول ہوئی اور دنیا کے عذابمین بہت جلدی مبتلا کئے گئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ پہر نافرمانی کی فرعون نے اس اپنے رسول کی فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا پہر پکڑا ہمنے اُس فرعونکو دنیا ہی مین ایسا پکڑنا جو بہت وبال رکہتا تہا اسواسطے کہ اسکو دریا مین تمام اُسکی فوج اور لشکر کے ساتہہ غرق کیا ہمنے اور اسکی سلطنت اور ملک اور مال اور مکانات اور باغات اور جواہرات اور سوائے اسکے جتنے اسکے عیش وعشرت کے سامان اور اسباب تہے سب ایکدم مین اسکے دشمنونکو حوالے کر دئے ہمنے اب اسکو سوچو کہ فرعون کسطرح کی عظمت اور بزرگی رکہتا تہا لیکن اپنے وقت کے رسول کی نافرمانی کے سبب سے ایسے وبال اور عذاب مین گرفتار ہوا تم تو اسکا عشر عشیر بہی مرتبہ نہین رکہتے ہو پہر تم کیون اپنے پیغمبر کو اسطرح رنجیدہ کرتے ہو اور اسکے حکم کو قبول نہین کرتے اگر بالفرض اس پیغمبر کے کمال حلم اور بردباری کے سبب سے جو حضرت موسی علیہ السلام کی بہ نسبت ہمین آسمانکا فرق ہی اور آگ اور پانی کا تفاوت ہی اس دنیا کے عذاب سے تم بچ گئے اور اسکی بددعا سے محفوظ رہے فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ پہر کیونکر بچوگے اور اپنی تئین عذاب سے محفوظ رکہوگے اِنْ كَفَرْتُمْ اگر کافر ہی رہے تم اور اپنے رسول کا کہا کسیطرح نمانا تمنے يَوْمًا جسدن بے گناہونسے پوچہہ پاچہہ اور تکرار ہوگی اس سبب سے کہ گنہگارونکے ساتہہ کچہہ علاقہ رکہتے ہے اور بے گناہونکے دلونمین بہی دہشت بیٹہ جائگی یہان تک کہ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا کردیگا وہ دن چہوٹے بچونکو بڈہا سفید بال کا

یعنے اسقدر خوف کہائینگے کہ اُنکے بال سفید ہوجائینگے اور اُسدن بچونکے بال سفید ہوجانیکی وجہ یہہ ہوگی کہ اپنے مان باپ بہائی بہنونکی گریہ اور زاری اور بیقراری اور گرفتاری دیکہہ کر رنج اور غم اور فکر کا اُنپر غلبہ ہوگا اور یہہ غلبہ اُنکے دلمین روح کے محبس اور بند ہوجانیکا سبب پڑیگا اور حرارت غریزی ضعیف العمل ہوجائیگی اور خلط فجاجت پیدا کرینگے یعنے خامی اور بلغم متکتج یعنے پہنڈی لگا ہوا غالب ہوکے مساموںکی راہ سے یعنے بال نکلنے کی جگہونسے باہر نکل آویگا اور اُس قسم کا رنج اور الم جو اُسدن بچونکو ہوگا کچہہ جزا اور عذاب کی راہ سے نہوگا جسطرح معتزلہ اپنی غلط فہمی سے یہی سمجہے اور پہر اسکا انکار کیا ہے اور کلام کو تمثیل اور کنایہ پر حمل کیا ہے بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ یہہ رنج اُس عالم کے حکمون سے بحیثیت کیطور پر ہوگا اور اسکا ہونا ضروری ہے جسطرح درد اور رنج بچونکو دنیا مین ہوتا ہے لیکن بعضے تفسیرونمین یہہ بہی مذکور ہے کہ یہہ رنج خاص کافرونکے بچونکو ہوگا نہ مسلمانونکے بچونکو سو ظاہر مین اسکی وجہہ ایسی معلوم ہوتی ہے کہ کافرونکی گریہ اور زاری اور بیقراری بہت ہوگی یہان تک کہ اُنکے بچونکو بہی اُنکی تاثیر ہوگی بخلاف مسلمانونکے کہ یہ چیزین اُنپر اگر ہونگی تو بہت ہلکی اور خفت کے ساتہہ ہونگی اور جلدی اُنسے اُٹہالی جاوینگی اور باوجود اسکے ایک فرق دوسرا بہی ہے کہ مسلمانونکے بچونکو اپنے مان باپ اور خویش اور اقربا کا خلاص کرانا عذاب سے ممکن ہے اسواسطے کہ وے سب ایماندار ہین اور شفاعت اور عفو کی شرط بہی ایمان ہے سو بچونکو رنج اسبات کا ہوگا کہ اپنے مان باپ اور خویش اقربا کو عذاب مین مضطر اور بیقرار دیکہینگے پہر اُنکی شفاعت کرانے مین اور اُنکی بخشش کے طلب کرنے مین مشغول ہونگے اور حقتعالی اُنکی عرض اپنے فضل اور کرم سے قبول کریگا اور اُن سبکو عذاب سے نجات بخشیگا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے تین بچے نابالغ دنیا مین مرے ہونگے دوزخ مین جانا اسپر حرام ہوگا اسواسطے کہ وے بچے قیامت کے دن اسکو دوزخمین نجانے دینگے اور حقتعالی اپنی رحمت قدیم اور عمیم سے اُنکی دعاونکو قبول کریگا بخلاف کافرونکے بچونکے کہ اپنے مان باپکا عذاب مین گرفتار ہونا دیکہینگے اور اُنمین ایمان کے نہونے کے سبب سے اُنکی شفاعت کیواسطے عرض بہی نکرسکینگے اسواسطے کہ ایمان شرط ہے

شفاعت کا سولاچار رہوگے اسی رنج اور غم مین مبتلا رہین گے یہان تک کہ جب یہ بہشت مین جائینگے اور بہشتیونکی خدمت گار یکا عہدہ انکو ملیگا پھر بہشت مین جانیکے بعد سب خویش اور اقربا کا غم بھول جاوین گے اور بعضے مفسرون نے ایسا کہا ہی کہ بال کی سفیدی اُسدن حرام زادگی کی علامت ہوگی یعنے جو بچے زنا سے پیدا ہوے ہین وے اُسدن کے ہول اور دہشت مین گرفتار ہونگے اور انکے سوے دوسرے بچے اس آفت سے محفوظ رہین گے لیکن اس تخصیص کیواسطے کوئی سند صحیح ضرور ہے اور سوا اسکے بے گناہ کی گرفتاری توجیہ طلب ہی اسواسطے کہ گناہگار زانی اور زانیہ ہین بچہ جو زنا سے پیدا ہوا وہ بیگناہ ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اُسدن کا خوف تہوڑے یہی گناہ کے علاقے سے غالب ہوگا یہان تک کہ گنہگارونکے مکانات بہی ڈہا دیئے جاوین گے اور جس مکان اور جس زمین مین گناہ ہوا ہوگا وے سب خراب ہوجائینگے بلکہ السَّمَاءُ آسمان بہی باوجود اسکے کہ آسمان مین کوئی گناہ نہین ہوا اور وہانکے رہنے والے بہی سب معصوم اور پاک ہین لیکن جو گنہگار ونکا رزق وہانسے نازل ہوتا تہا اور ستارونکی روشنی اور آسمان کی گردش سے بہی گنہگارونکو فائدہ ہوتا تہا اس سبب سے وہ بہی منقلب ہوگا بلکہ اسطرح کا برباد اور خراب ہوجائیگا کہ آسمان آسمان نرہیگا تاکہ اسکی صفت مین تانیث کی لفظ بولی جاوے اسواسطے کہ ہر چیز کی تانیث اسکی صورت ذہنیہ کے لازمے سے ہی جو لفظ کے واسطے سے ذہن مین اُس صورت پر دلالت کرتی ہے یہی وجہ ہی کہ جسوقت کسی لفظ سے کوئی معنے تعبیر کرتے ہین تو تذکیر اور تانیث مین اُس صورت کا اعتبار ہی جو اُس لفظ سے ذہن مین حاصل ہوئی ہی نہ وہ صورت جو حقیقت مین پائی جاتی ہی جیسے مرد کو نفس یا جان کرکے تعبیر کرین گے تو مونث ہے اور عورت کو اگر آدمی کرکے تعبیر کرین گے تو مذکر ہے سو جبسا یہہ آسمان درہم برہم ہوگیا تو جو صورت کہ آسمانکی لفظ کی مدلول تہی وہ ذہن مین نرہی تو اب جو نہایت اسکے متعین کہا جاوے وہ یہہ ہی کہ آسمان شَیْءٌ مُنْفَطِرٌ بِہٖ ایک چیز ہی پہٹی ہوئی اُسدن کے صدمہ کے سبب سے اسیواسطے منفطرۃ نفرمایا باوجود اسبات کے کہ آسمان مونث ہی گویا یہہ اشارہ اسبات کیطرف کہ اسمانکو اسوقت آسمان نچاہیے کہنا اور نچاہیے بوجہنا جسطرح گہر کو اسکی دیوار

اور چھت ڈہانے کے بعد گہر نہین کہتے بلکہ پڑا ہوا میدان کہتے ہین پہر جب آسمان آسمان نرہا تو تانیث بھی کسواسطے رہے اور یہہ بھی ہے کہ یہان مناسب نمعلوم ہوا کہ آسمانکی بقاپر اسکی تانیث دلالت کرے اور اگر اسکبہہ پر کسی کے دلمین یہہ سوال گذرے کہ اگر ایسا تہا تو اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ مین کیون نہ اسبات کا اعتبار کیا اور وہان تانیث کیون لائے اسکا جواب یہہ ہے کہ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ یہ دونون جملے فعلیہ ہین اور فعل حدوث اور تجدد پر دلالت کرتا ہے اور ابتداء انفطار اور انشقاق مین آسمان آسمان تہا اور اسکے جو جو صورت کے لازمے تہے تانیث وغیرہ وہ سب برقرار رہے تو اسواسطے تانیث کی علامت اُن فعلونمین ضرور ہوئی بخلاف اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ کے کہ یہہ فقط جملہ اسمیہ ہے اور یہہ استمرار اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے اور دوام اور ثبوت کسی چیز کا بعد تمام ہونے اس چیز کے ہے اور انفطار کے تمام ہونیکے بعد آسمان نرہا تاکہ اسکی صورت سمائیہ کے لازمے قابل اعتبار کے رہین اور وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ مین وجہہ یہہ ہے کہ ابتداء انشقاق مین جو مدلول انشقت کا ہے اسوقت آسمان اپنے حال پر آسمان تہا اِتنا البتہ تہا کہ اسکے جزو نمین انشقاق شروع ہوا تہا اور باقی جزو ویسے اور بودے ہوکے پہٹنے کے قریب ہوے ہونگے سو وہی کیوقت کہ سستی اور بودے پن کو کہتے ہین صورت سمائی آسمان سے جدا نہوئی تہی تاکہ اس صورتکے لوازمات کو اعتبار نکرین چنانچہ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا کا مضمون آسمانکی بقا پر صراحۃً دلالت کرتا ہے اور اگر منکر لوگ یہہ کہین کہ اسطرح کا وہشت ناک دن جو تم بیان کرتے ہو ایسا دن ہونا بہت بعید ہے عقل سے اور اگر فرض کیا کہ ایسا دن ممکن ہے یعنے ہوسکتا ہے لیکن ہر ممکن سے خوف مین رہنا اور اسکی دفع کی فکر مین پڑنا اور اپنی چین اور آرام کو کہونا عاقل کا کام نہین ہے اور اگر بالفرض اُسدن کا ہونا اور ایسی بلاؤنکا اُسدن مین پایا جانا ہو بھی اس لحاظ سے کہ جزا اور سزا اور ہر کام کا بدلا ضروری ہے لیکن پہر بھی وہ بلا متوقع اور موعود ہے یعنے اسکے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے اور یہہ مثل مشہور ہے کہ ؎ مترس از بلائے کہ شب در میانست یعنے ایسی بلا سے ڈرنا نچاہیے جسکے درمیانمین رات یعنے اتنی دیر مین خدا جانے کیا ہو پہر ہم کسواسطے اپنا چین اور آرام اس وہمی خوف سے

بر باد کرین تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ یہہ تمہاری سمجھہ کی غلطی ہی اسواسطے کہ جس بلا کا واقع ہونا ضعیف ہے اور بودی نشانیونسے عقل کے نزدیک ثابت ہوتا ہی یا اُس بلا کا عام ہونا اور سبکو شامل ہونا ہر شخص کو معلوم نہو ایسی بلاؤن سے نڈرنا اور اسکی پروا نکرنا اگر ہووے تو کچھہ چندان مضایقہ نہین ہی لیکن جس بلا کا وقوع ضروری اور یقینی ہو اور علی العموم سبکو شامل ہو تو ایسی بلا سے ڈرنا اور اسکے بچاؤ کی تدبیر کرنا البتہ چاہئے عقل ہرگز ایسی باتکو نچاہے گی کہ ایسی بلا سے نڈرا اور بے پروا ہو کے بیٹھہ رہئے اور اُسسے بچاؤ کی کچھہ بھی تدبیر نکیجئے اور وہ قیامت کا دن اسی قسم کا ہی اسواسطے کہ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ہی وعدہ اُسکا البتہ ہونیوالا اور عمل مین آنیوالا اسواسطے کہ یہہ حقتعالی کا وعدہ ہی اور حقتعالی کے وعدہ مین خلاف ہونا محال ہی سو اُسکے آنیکو اگرچہ اُسکے لحاظ سے کہہ سکتے ہین کہ ممکن الوقوع ہی لیکن حقتعالی کی حکمت اور عدل کے لحاظ سے اور اسکے وعدہ کی سچائی کے لحاظ سے واجب الوقوع ہی اور موافق وعدہ کے ہر سختی اور مصیبت اس روز کی عام ہے یعنے ہر شخص کو اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنا چاہئے فقط اب جانا چاہئے کہ اس سورت کی ابتدا سے یہان تک جو سلوک الی اللہ کے ضروریات تہے اور جو اس راہ باصفا کے موانع تہے انکے دفع کرنیکے طریقے واضح دلیلونسے بیان فرمائے اور ظاہر مین خاص آنحضرت صلی اللہ وسلم ہی کیطرف خطاب فرمایا تہا سو اب ارشاد ہوتا ہی کہ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ بے شک یہہ سورت اور اس سورت کے مضمون حقتعالی کے قرب کی راہ حاصل کرنے کیواسطے یاددہی ہی ہر عاقل ذی روح کیواسطے کچھہ خاص پیغمبر ہی کیواسطے یہہ حکم نہین ہی فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ایک راہ کو اِن راہون سے اپنی استعداد اور خواہش کے موافق یعنے اگر چاہئے مجاہدہ نفس اور ہمیشگی کے ذکر اور تبتل کی راہ کو اختیار کرے اور اگر چاہے اختلاط اور دعوت اور نصیحت اور رہنمائی اور صبر کے طریقے کو اختیار کرے اور اس بیان کو تذکرہ یعنے یاددلا دینا اسواسطے کہا ہی اگرچہ یاددلا اسجگہہ پر کہتے ہین کہ کوئی چیز پہلے سے معلوم تہی لیکن اب بہول گئی کہ روح بدن سے متعلق ہونے کے پہلے اُس عالم قدس اور پاک مین رہتی تہی اور اسکو اُس عالم مین تہوڑا سا قرب حضرت جلشانہ سے

حاصل تہا دنیاوی علاقون اور محتاجگی سے اور غذا اسی نجاستون سے اور جانورون کیسی عادتون سے پاک اور صاف تہی سو اب جو بدنسے متعلق ہی اور ان چیزونکی قید مین گرفتار ہی تو اُس قرب کی لذت کو بہول کے دنیاوی معاش کی تدبیر مین پہنس گئی ہی وہ قرب اور صفائی بالکل اسکی یاد سے جاتی رہی سو اس سلوک کے طریقے کو بیان فرماکے اس اصلی حالت کو اسکو یاد دلاتے ہین اور اسی اصلی ٹہکانیکا اسکو لالچ دلاکے مشتاق کرتے ہین چنانچہ کسی عارف باللہ نے کہا ہی ؎ مَیل ہر عنصر بُو سوئے مقرِ اصلیش ۔ جذبۂ اصل است سرِ شورشِ مستانہ ام ۔ یعنی ہر عنصر کی خواہش اپنی اصل کیطرف ہوتی ہی چنانچہ آگ کی خواہش اوپر کو اور خاک کی خواہش نیچے کو سو ہمارے شورش مستانہ کا سبب بہی کشش ہی اپنی اصل کیطرف یعنے وہی قرب الہی کیطرف اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ اصل مین یہہ سورت اسی آیت پر تمام ہوئی تہی چنانچہ مفسرون نے حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کی ہی کہ اس سورت کے اوّل مین جو شب بیداری کی بالکل یا ضمنی اور مجاہدے اور تہجد کے ادا کرنیکو بیان کیا ہی اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے آپکے رفیق صحابہ نے سلوک الی اللہ مین انتہا درجیکی کوشش کرنا شروع کیا بلکہ اس قسم کی عبادتونکو اپنے اوپر لازم کرلیا اور ہمیشہ اسمین مشغول رہتے تہے یہان تک کہ بعضون نے تو رات کا سونا چہوڑدیا اس خوف سے کہ مبادا کہین زیادہ ہم سوجاوین اور اس مدت معین مین جو ہمپر مقرر ہوی ہی یعنے آدہی رات یا کچہہ اسسے تہوڑی کم یا زیادہ مین خلل واقع ہوجاوے اور زیادہ سونے اور آگے پیچہے اٹہنے کے سبب سے اس مدتکو پورا نکرسکین اور ہم تقصیروار ٹہہرین چنانچہ اُن لوگونکو بہت محنت اور مشقت ہوئی آخر کو اُن لوگونکے پاؤن پر ورم آگیا اور رنگ اُنکے زرد ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی یہی حال تہا اور باقی ماندہ صحابہ بہی اسی خوف مین رہتے تہے کہ ایسا نہو اس مدت مقرری مین ہمسے قصور واقع ہوے اور عہدیکی ذمہ برداری سے ہم پاک نہوین چنانچہ یہہ حکم اور اسی قسم کی محنت اور مشقت پورے ایک سال تک یعنے بارہ مہینے تک رہی پہر بعد ایک سال کے حقتعالی نے یہہ اگلی آیت اس سورت پر زیادہ کرکے نازل فرمائی سو اس آیت کے نزول کے سبب سے مدت کی تعین

معاف ہوئی لیکن اصل تہجد کی نماز اور شب بیداری بغیر تعیین مدت کے اور بغیر تعیین عدد رکعتوں اور بغیر تعیین قرأت کی قدر کے باقی رہی بلکہ سنت موکدہ ہوئی پھر اس آیت کے نزول ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور دوسرے اصحاب کو بھی حکم کرنا مختلف رہا جتنی جسکی قوت اور استعداد آپ دیکھتے تھے ویسا آپ حکم فرماتے تھے اور وقت کی کمتی زیادتی دل کے لگنے پر موقوف رہی یعنے اگر دل زیادہ لگے تو زیادہ جاگنا اور عبادت مین مشغول رہنا بہتر ہی اور اگر دل بے چین اور بے آرام ہووے تو تھوڑے پر کفایت کر لینا چاہئے اسمین کچھ نقصان نہین ہی اور یہی آپ کا بھی طور رہا اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا تھا کہ تہجد کی نماز مین ایک ختم ہر مہینے مین کیا کرو تو ہر رات کو ایک سپارہ کی قدر قرأت قرآن شریف کی ہوا کرے گی اور بعضی روایتونمین ختم قرآن شریف کا چالیس راتمین بھی آیا ہی پھر جب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی قوت اور رغبت اس امر مین زیادہ بیانکی تو آپ نے ایک ہفتہ انکے واسطے مقرر کیا یعنے ہر ہفتہ مین ایک ختم کیا کرو پھر اکثر صحابہ نے بھی اپنا یہی طور معمول کر لیا تھا اور قرآن شریف کے سات حصہ اسطور پر مقرر کر لئے تھے کہ جمعہ کی رات کو تین سورتین اور شنبہ کی رات کو پانچ سورتین اور یکشنبہ کی رات کو سات سورتین اور دوشنبہ کی رات کو نو سورتین اور سہ شنبہ کی رات کو گیارہ سورتین اور چہار شنبہ کی رات کو تیرہ سورتین اور پنجشنبہ کی رات کو سورہ قاف سے آخر قرآن تک اور اسکو قمی بشوق کا ختم کہتے ہین یعنے پہلے دن سورہ فاتحہ سے سورہ مائدہ تک پھر وہانسے سورہ یونس تک پھر وہانسے سورہ بنی اسرائیل تک پھر وہانسے سورہ شعرا تک پھر وہانسے سورہ والصافات تک پھر وہانسے سورہ قاف تک پھر وہانسے سورہ ناس تک اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی شب کو سورہ مائدہ بھی تمام کرتے تھے اور شنبہ کی شب کو سورہ ہود کے آخر تک اور یکشنبہ کی شب کو سورہ مریم کے آخر تک اور دوشنبہ کی شب کو سورہ قصص کے آخر تک اور سہ شنبہ کی شب کو سورہ صاد کے آخر تک اور چہار شنبہ کی شب کو سورہ رحمن کے آخر تک اور پنجشنبہ کی شب کو قرآن شریف ختم کرتے تھے اور اس ختم کو آخراب کہتے ہین اور بعضے صحابہ جیسے عبداللہ بن مسعود وغیرہ آیتونکا شمار کرتے تھے اور ہر رات کو ہزار آیتین پڑھتے تھے چنانچہ اس سورتمین بھی

قرآن شریف کا ختم کرنا طور و مکانیان

ساقوین شب کو ختم ہوتا ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص تہجد کی نماز مین دس آیتین دو رکعتون مین پڑہتا ہی اسکو غافلون مین نہین لکہتے ہین اور جو شخص سو آیتین کئی رکعتون مین پڑہے اسکو عابدون مین لکہتے ہین اور جو شخص ہزار آیتین پڑہے اسکو عمدہ زرداروں سے لکہتے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جو شخص قران شریف کی پچاس آیتین تہجد مین پڑہتا ہی تو قیامت مین قران شریف اسکے ساتہہ مخاصمہ اور جہگڑا کریگا اور نہین تو اُسسے جہگڑیگا کہ تونے مجہکو ضایع کیا اور میری تلاوت کا حق ادا نکیا اور بعضی حدیثون مین آیا ہی کہ جو شخص دو آیتین سورہ بقرہ کے آخر کی تہجد کی نماز مین پڑہے تو اسکو کافی ہین اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمسے نہین ہوسکتا ہی کہ تہائی حصہ قران شریف کا ہر راتکو پڑہا کرو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول تہائی حصہ قران شریف کا ہر راتکو پڑہنا بہت مشکل ہی یہہ کس سے ہوسکتا ہی پہر آپنے فرمایا کہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تو اسمین تہائی حصہ قران شریف کی برابر ہی اگر اسکو تم پڑہا کرو تو تہائی حصہ قران شریف کا ثواب تمکو ملا کریگا اسیواسطے اکثر مشایخون نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو تہجد کی نماز مین پڑہنے کی عادت ڈالی ہی اور اسکے کئی طور ہین پہلا طور یہہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت مین تین مرتبے اس سورت کو پڑہا کرے دوسرا طور یہہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد بارہ مرتبے اس سورت کو پڑہے پہر ہر رکعت مین ایک ایک مرتبے کمتی کرتا جاوے یہانتک کہ آخر رکعت مین کہ بارہوین ہوگی ایک مرتبہ پڑہنا ہوگا تیسرا طور یہہ ہی کہ پہلی رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے ایک مرتبہ پڑہے پہر ہر رکعت مین ایک ایک مرتبہ زیادہ کرتا جاوے تاکہ بارہوین آخر رکعت مین بارہ مرتبے پڑہنا ہوگا لیکن فقہا کے نزدیک یہہ طور بہتر نہین ہے اسواسطے کہ اس صورتمین ہر دوسری رکعت پہلی رکعت سے دونی ہوگی اور یہہ ترک اولی ہے اور بعضے مشایخ ہر رکعت مین سورہ مزمل کو سورہ اخلاص کے ساتہہ ملاکے پڑہا کرتے ہین اور حضرت خواجہ غریزان قدس سرہ سے جو گروہ نقشبندیہ کے سرحلقہ ہین ایسا منقول ہی کہ اپنے یارون اور مریدونسے تہجد کی نماز مین سورہ یسین پڑہنے کو فرماتے تہے اور کہتے تہے کہ جب تین دل جمع ہوتے ہین تو مطلب جلد حاصل ہوتا ہی ایک دل رات کا کہ اوہی رات کے بعد ہے اور دوسرا دل قران شریف کا کہ سورہ یسین ہے

اور تیسرا دل ایماندار آدمی کا کہ ایمانسے پُر ہی حاصل کلام کا اس اخیر آیت کے نازل ہونے کے سبب سے نماز تہجد کیوقت کے اندازے مین اور اسکی کیفیتون اور خصوصیتونمین بڑی وسعت ہوگئی اور حقیقت مین بھی یہہ نماز متبرک اسی وسعت کے قابل ہی اسواسطے کہ وہ وقت نیند کے غلبے کا اور اسباب کے نہ پائے جانے کا اور کمتی زیادتی رات کے نمعلوم ہونیکا وقت ہی اگر اسمین اتنی وسعت نہوتی تو اسکا ادا کرنا بہت مشکل ہوتا چنانچہ باوجود اس وسعت کے بھی اس نماز کا ادا کرنا بہت دشوار ہی بدون غیبی توفیق اور تائید کے مداومت اور ہمیشگی اس نماز پر ہو نہین سکتی اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِہٖ فقط اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ بے شک پروردگار تیرا جانتا ہی کہ تہجد کی نماز مین تم کھڑے رہتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب وَنِصْفَہٗ اور کبھی آدہی رات وَثُلُثَہٗ اور کبھی تہائی رات سو تم ہمارے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہو اور جو ہمنے کہا ہی اسکو بجالاتے ہو اور قلیلا کی لفظ کا مطلب جو ہمنے ارشاد کیا تہا کہ اَوِانْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ اسکو تم خوب سمجھے کہ نقصان اور قلت کی حد کو چھٹین حصہ تک پہنچایا اور یہی اس لفظ سے ہماری ادتہی اسواسطے کہ اگر چھٹین حصہ سے کچھہ زیادہ ناقص یا زاید کرتے تو نہوتا مگر ربع یعنے چہارم حصہ اور چہارم حصہ آدہے کا آدہا ہی اور آدہی چیز پر تہوڑیکی اطلاق نہین ہوتی ہی یعنے اسکو تہوڑا نہین کہتے ہین وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ اور اسیطرح کھڑے رہتے ہین ایک گروہ اُن لوگونسے جو تمہارے ساتہہ اور تمہاری رفاقت مین سلوک الی اللہ پر مستعد ہین اور تمہارے عمل اور تمہاری بوجہہ کی اتباع اور پیروی ہر کام مین کرتے ہین اور اُن لوگونکو جو تمام رات جگا کرتے تہے اور عبادت الہی مین مشغول رہتے تہے یہان ذکر نفرمایا اسواسطے کہ وے ایک وجہہ سے قابل تعریف کے ہین یعنے عمل احتیاط پر کرتے ہین اور ایک وجہہ سے عتاب کے سزاوار ہین یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بوجہہ کی پیروی نکی اور اس اندازے مقرر یکو تحقیق معلوم کر لیا تمسے اور تمہارے پیرو لوگونسے ہرگز ممکن نہین ہی اسواسطے کہ زیادتی اور نقصان رات کا تمہارے ہاتہہ اور اختیار مین نہین ہے وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ اور اللہ تعالی وہی جو اندازہ کرتا ہی اور مقدار بخشتا ہی رات اور دنکو چنانچہ چھہ مہینے تک ہر روز رات

کم ہوتی جاتی ہی اور دنمین زیادتی ہوتی جاتی ہی اور پھر چھ مہینے تک دن سے گھٹتی ہوتی جاتی ہی
اور راتمین زیادتی ہوتی جاتی ہی سو کوئی رات سالمین دوسری رات کے بالکل کبھی برابر نہین ہوتی
ہی پھر جب ایک رات پوری دوسری پوری رات سے برابر نہوی تو اسکا نصف بھی دوسرے کے نصف سے
برابر نہوگا پھر اسی پر ایک تہائی اور دو تہائی اور چھٹے حصہ کو بھی خیال کر لو کہ وہ بھی برابر ایک دوسرے سے
نہوگا اسواسطے کہ ہر چیز کے متفرق جز بھی زیادتی اور کمتی مین اسی چیز کے تابع ہوتے ہین پھر تمکو سال بھر کا
نصف پہچاننے مین بہت محنت اور مشقت ہوگی پھر گھڑی اور گھڑیال کے اور علم ہیئت کے سیکھنے کے اور
ہر سال کی تقویم زیج سے نکالنے کے اور آسمانی حرکتونکا حساب درجے اور دقیقے اور ثوانی اور ثوالث
پر کرنے کے محتاج ہوگے اور اس کام مین زیادہ مشغول ہونے کے سبب سے ملت حنیفیہ سے دور ہو جاؤگے
اسواسطے کہ امی ہونا اس ملت کے لازمے سے ہی اور صابئین اور ہنود اور یونانیون اور دوسرے
کافرونکے گرد ہونیطرح تقویمونکے استخراج مین اور پترے لکھنے مین تمہاری امت بھی مشغول ہو جائیگی
اور یہہ بات بڑے دو فسادونکا سبب پڑیگی پہلا فساد یہہ کہ مقصد کو چھوڑکے وسیلہ مین مشغول ہونا ہی
اور اسی امر نے ایک عالم کو خراب کر رکھا ہی چنانچہ علم نحو اور صرف اور منطق اور معانی اور کلام اور اصول
مین اسقدر توغل کرتے ہین کہ اصل مقصد سے محروم رہتے ہین پھر تبتل اور ریاضت اور رفع حجاب تو انسے
مسافتون اور منزلون دور رہتے ہین دوسرا فساد یہہ ہی کہ یہہ شغل انکو رفتہ رفتہ لاویگا کہ ستارونکی
حرکات اور اتصالات اور انصرافات اور قرانات ہی کے تعمق مین رہا کرین گے اور اسی مین غور اور فکر
کیا کرین گے پھر ستارونکی تاثیر کا اعتقاد ہوویگا اور انکے سعد اور نحس ہونے کے معتقد ہو جائینگے آخر کو
شرک کی حد کو پہنچین گے پھر یہی ہر دن اور رات کی زیادتی اور نقصانکا علم انکو تقریبی رہیگا تحقیقی ہرگز
حاصل نہوگا اسواسطے کہ حقتعالی نے ازل ہی مین عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ جان لیا ہی کہ تم کوئی اس
مقدار معین کو گھیر نسکوگے اسمین پیغمبر ہون خواہ امت انکی تو شب بیداری کیواسطے مدت معین کی تمکو
تکلیف دینا تکلیف مالایطاق ہی یعنے تمہارے اختیار سے یہہ بات باہر ہی اسواسطے
رکھی اور معین نکی اب باقی رہے یہانپر دو سوالی جواب طلب پہلا سوال یہہ ہی کہ اگر شب بیداری کی مدت

تعیین ساعتون اور دقیقون مستویہ اور برابر سے فرماتے تو ہوسکتا تہا اسواسطے کہ اُسپر مطلع ہونا چندان مشکل نتہا اور دریافت کرنا اور احاطہ کرنا اسکا ممکن تہا پہر مدت کی تعیین کو کیون موقوف کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر ہر اقلیم کے ایک سال کی پوری مدتونمین اور مختلف موسمونمین خیال کیجئے اور پہر ساعتون اور دقیقون مستویہ کو دیکھئے تو معلوم ہوجاوے کہ کیا کیا نسبتین گوناگون پیدا ہوتی ہین بعضے اقلیمونمین بعضی فصلونمین جو ساعتین اور دقیقے آدہی رات کے اندازیسے پہنچتے ہین وہی دوسرے ملک مین دوسری فصل مین چہارم کے اندازیسے بلکہ اُستے بہی کم ہوتے ہین سواسطرح کا فاحش اختلاف عام کی تکلیف مین کسیطرح مناسب نہین ہے اور باوجود اسکے جو مفسدے اور خرابیان شب کے احیا شایعہ متعارفہ کی تکلیف مین لحاظ کئے گئے ہین وہی خرابیان یہان بہی موجود ہین چنانچہ لایعنے اور بیفائدہ علمونمین توغل کرنا اور مقصد کو چہوڑکے وسیلونمین مشغول ہونا اور نجوم کی تاثیرونکے اعتقاد کا خوف ہونا یہ سب باتین یہان بہی موجود ہین پہلی تکلیف کو ترک کرنا اور اس تکلیف کو باقی رکہنا اور بجالانا ایسی مثل ہوئی جیسے عرب مین مشہور ہے کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ یعنے پانی سے بہاگا اور پرنالے کے نیچے جاگہڑا ہوا دوسرا سوال یہہ ہے کہ اگر یہہ تکلیف ایسے مفسدونکو شامل نتہی بلکہ تکلیف مالایطاق تہی تو اول سورتمین کیون نہ ذکر فرمایا اور پہلے سے اسطرح کی وسعت کیون نہ کردی اور ایکسال ہرہر کسواسطے پیغمبر کو اورانکے یارونکو محنت اور مشقت مین ڈالا اسکا جواب یہہ ہے کہ علم الٰہی مین اس امت مرحومہ کے حال کیواسطے یہی وسعت اصلح تہی لیکن صاحب امر اور نہی کا دستور ایسا ہے کہ جب کوئی مشکل کام کسی سے کرانا منظور ہوتا ہے تو پہلے اُستے زیادہ مشکل کام کا حکم فرماتے ہین اور تہوڑے دنون اُسکو اُس رنج اور مشقت مین رکہتے ہین پہر بعد اسکے وسعت اور تخفیف کردیتے ہین تاکہ اس تخفیف کے نعمت کی قدر پہچانے اور یہہ وسعت اسکے دلمین عظمت پیدا کرے اور اسکام کی محنت اور مشقت اسکے حوصلے کے سامنے ہلکی ہوجاوے اور یہہ بوجہے کہ وہ کام جسطرح منظور تہا مجہے ہوسکا اسواسطے تخفیف ہوگئے تو ہمیشہ شرمندگی اور خجالت اسکے پیش نظر رہے گی اور صاحب امر اور نہی کے لطف اور کرم کا ہر وقت امیدوار رہے گا سو اگر پہلے سے اسی کام کو جو مطلوب تہا حکم فرماتے تو

یہہ سہولت اور اسانی ہرگز حاصل نہوتی اور رات کے جاگنے اور نماز تہجد کے ادا کرنے مین باوجود اس وسعت اور تخفیف کے پہر بہی جو گرانی اور مشقت ہے کچہہ چہپی نہین ہے اگر پہلے ہی سے اسی امر مخفف کی تاکید ہوتی تو لوگون پر بہت شاق اور گران ہوجاتا اور اگر کوئی شخص اس تمام محنت اور مشقت کو اٹہاکے اسکو ادا بہی کرتا تو تکبر اور غرور کے مرض مین مبتلا ہوجاتا سو ان سب آفتون سے بچاؤ اسی صورت مین تہا کہ پہلے انکو مدت معین کی تکلیف دی جاوے پہر جب وے ایک سال تک اس مدت معین کے دریافت مین رنج اور محنت اٹہالین اور راتکے انقلابکو ہر موسم اور ہر فصل کے الٹ پہیر مین دریافت کرلین کہ کبہی چہوٹی ہوجاتی ہے اور کبہی بڑہ جاتی ہے اور اپنی عاجزی اور ضعف کے قایل ہون کہ مدت معین کی دریافت اور نماز مین پورے اقامت جیسے کما حقہ نہین ہوسکی تب مستحق اسبات کے ہوئے کہ ہم پر تخفیف و وسعت کی جاوے اور معراج کی حدیث مین جو تواتر سے ثابت ہے کہ پہلے پچاس نمازونکا حکم ہوا تہا پہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض معروض سے آہستہ آہستہ تخفیف کرکے پانچ نمازونکا حکم مقرر ٹہرا اسکا بہید بہی اس تقریر سے کہل گیا اور اگر کوئی شخص دنیاوی معاملات مین جیسے بیع اور شرا اور خراج کی تحصیل اور قرض خواہون اور حق والون سے صلح کرنے مین تامل اور غور کرے تو اسکو اسبات کا یقین حاصل ہوجاوے کہ اپنے مافی الضمیر کو اول مرتبے کہول کے کہہ دینا اکثر انکار کا سبب پڑتا ہے اور مقابل والا تیزی پر آجاتا ہے اور معاملہ خراب ہوجاتا ہے چنانچہ عامل اور تحصیلدار زمیدارون اور کسانون سے پہلے زیادہ طلب کرتے ہین پہر تہوڑے پر راضی ہوتے ہین اور اسیطرح سوداگر اپنی چیز کی پہلے قیمت زیادہ کہتے ہین پہر تہوڑے پر راضی ہوتے ہین اور اسیطرح ہر مدعی پہلے زیادہ دعوی کرتا ہے پہر آخر کو تہوڑے پر صلح کرتا ہے اور جو یہہ طور انسانکی جبلی اور پیدائشی چیز ہے چنانچہ عرب مین مثل مشہور ہے کہ خُذِ بِالْمُوتِ حَتّٰی یَرْضٰی بِالْحُتّٰی یعنے پکڑ موت پر تاکہ راضی ہو بیماری پر سو تکلیف کے مقدمے مین حقتعالی کے معاملے بہی بندونکے ساتہہ اسی طور پر ظہور کرتے ہین جسطرح اس ہندی مثل کے سے ہر کسے از دست دیگر کسے اسیواسطے حقتعالی فرماتا ہے کہ تمہاری عاجزی اور نادانی پہنے دریافت کرکے تمپر رحم کیا فَتَابَ عَلَیْکُمْ پہر سہولت اور اسانی کی تمپر اور شب بیداری اور تہجد گذاری اور قرآن خوانی کی مدت کی تعیین کو تمسے بالکل معاف کردیا اور لغت مین توبہ کے معنے رجوع کرنے

ہین عارضی حالت سے اصلی حالت کیطرف اور یہہ لفظ جب بندونکے حقمین بولی جاتی ہی تو کنایہ ہے
بندگی کیطرف رجوع کرنا اسے بوجہا جاتا ہی چنانچہ اسجگہہ پر بہی یہی مراد ہی اور جب سہولت اور آسانی
تمسے مقصود ہوئی تو فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پہر پڑہو جو آسان ہو تمپر قرآن سے رات کو
جاگ کے تہجد کی نمازمین اور کم سے کم دس آیتین دو رکعت مین پرہنا چاہئے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے
ح کہ رَكْعَتَانِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا یعنے دو رکعتین پرہنا پچہلی آدہی رات کو بہتر
ہین دنیا سے اور جو کچہہ دنیا مین ہی اور بہت بہتر اور اعلےٰ طور یہہ ہی کہ سا توان حصہ قرآن شریف کا تیرہ
رکعتونمین پڑہے اگر وتر باقی ہو نہین تو بارہ رکعتونمین پڑہے اور بعضون نے تیسرا حصہ یعنے دس سیپارہ
ح تک ایک رات کو پڑہنا جایز رکہا ہی اسسے زیادہ نہین بہتر ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ
جس نے قرآن شریف کو تین دنسے کم مین ختم کیا تو وہ بڑا کم فہم اور نادان ہی اسواسطے کہ قرآن شریف
کی تلاوت سے مطلب یہی ہے کہ اسکے معنونمین تدبر اور تعمق کرکے بوجہنا اور تین دنسے کم مین اکثر لوگونکو
یہہ بات حاصل ہونا مشکل ہی اور سواے اسکے ترتیل اور تجوید تو بالکل فوت ہو جاتی ہی پہر قرآن
قرآن نہین رہتا ہی اور اگر تمہارے دلونمین اسی کامل ایمان والو جو ریاضت اور مشقت پر حریص ہو ایسا
خیال گذرے کہ شب بیداری کیواسطے مدت کی تعیین خواہ اجزاء شایعہ سے ہو خواہ معینہ سے ہو
البتہ تکلیف مالایطاق کی سبب تہی اور جو جو مفسدے کہ مذکور ہوے ہین انکے پائے جانیکا بہی سبب
تہی لیکن مدت کی تعیین قرآن شریف کی قرأت کی قدر تو ہمارے واسطے بہت مناسب تہی اور اسمین
کوئی مفسدہ بہی نتہا پہر مدت کی تعیین کو بالکل کیون موقوف کر دیا اگر قرآن شریف کے جزون اور
حزبون پر اس مدت کو منطبق کرکے مقرر کر دیا ہوتا تو کیا اچہی بات تہی یعنے یون ارشاد ہوتا کہ مثلاً
پانچ سیپارے یا چار سیپارے یا ہزار آیتین یا پانچ سو آیتین یا چار چار رکوع ہر رکعت مین پڑہا کرو
تو اس خیال کا جواب حقتعالی دیتا ہی کہ ازل الازال مین حقتعالی نے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ
مَّرْضٰى جانا لیا ہی کہ البتہ ہونگے تم مین سے بیمار اور بیمار یان مختلف ہوتی ہین چنانچہ بعضی بیماری
ایسی ہوتی ہی کہ اسمین ایک آیت پڑہنے کی طاقت نہین ہوتی ہی ایک سیپارہ یا ایک سورت کب

پڑہی جاتی ہی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور کتنے دوسرے ہونگے جو سر مارین گے
زمین مین اور بڑے دور دراز سفر کرینگے لیکن وے سفر ایسے نہین ہین جو ممنوع اور حرام کردئے
جاوین اسواسطے کہ اُن سفرونمین یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ طلب کرتے اور ڈہونڈتے ہونگے
فضل خدا جلشانہ کا یا ظاہری فضل جیسے رزق کی تلاش اور نوکری اور تجارت وغیرہ یا باطنی فضل
جیسے طالب علمی اور حج اور عمرہ اور صلحا اور اولیا کی زیارت تاکہ انکی صحبت سے دل کو روشنی حاصل ہووے
اور یہہ امر ظاہر ہی کہ سفر مین ماندگی غالب ہوتی ہی اور آدمی تہک جاتا ہی ایک ساعت گہڑا ہونا
اور ایک سورہ پڑہنا اسے دشوار ہوتا ہی پہر سو آیتین اور ہزار آیتین کس سے پڑہی جاتی ہین وَاٰخَرُوْنَ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور کتنے دوسرے ہونگے کہ لڑائی اور جہاد کرین گے اللہ تعالیٰ کی راہ
مین دین کے دشمنون سے سو ان لوگونکو اگر قرآن شریف پڑہنے کی تعداد مقرر کرکے تکلیف دین
ہم تو قتال اور جہاد مین قصور واقع ہوا اور یہ تینون عذر مذکور ہوے ہین اعتبار کے قابل ہین اسواسطے
کہ بیمار ہونا اپنے اختیار مین نہین ہی حقتعالی کے ارادے سے متعلق ہی اور روزی کی طلب زندگی اور بدن کے
قیام کیواسطے اور علم کی طلب دین کی تکمیل کیواسطے آدمی کو ضروریات سے ہی اور جہاد کرنا اور دین
کے دشمنونسے لڑنا معتقدون اور علونکی اصلاح کیواسطے اور اپنے بنی نوع کی تکمیل کیواسطے بہی ضرور ہے
اور ان تینو عذرونکا اس ترکیب سے بیان کرنا بہی اسی وجہہ سے ہے جو ہر ایک مین بیان ہوئی یعنے
جو عذر کہ اپنے اختیار مین نہین ہے وہ سب پر مقدم ہی خصوصاً وہ چیز جو بدن سے علاقہ رکہتی ہو جیسے
بیماری اسواسطے کہ بدن آلہ اور واسطہ ہی عبادت کا اور جو عذر کہ اپنی ذات کی معاش اور معاد کی
تکمیل سے متعلق ہی وہ مقدم ہی اُسسے جو بنی نوع کی تکمیل سے علاقہ رکہتا ہی اور جو تم مین سے
بعضونکو یہہ عذر درپیش ہونا ضروری ہین اور واجبۃ الاعتبار ہین اس سبب سے قرآن شریف کے ورد
تعین کی علی العموم تکلیف دینا مناسب نہوا فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ سو پڑہو جتنا آسان ہو تم پر قرآن
سے بدون تعین قرأت کے جسطرح پہلی تخفیف مین قرأت کی مدت کی تعین کو موقوف کیا تہا ہمنے اور اگر اس
شب بیداری اور تہجدگذاری کی مدت کی تعین موقوف ہوجانے مین تمکو خوف اسبات کا ہوا کہ ایسا نہو

ہماری ریاضت اور مجاہدہ مین قصور اور قتور واقع ہو سو اسواسطے کہ آدمی کا نفس بدون مدت کے
عمل کی مدت کے کسیکام مین مقید نہین ہوتا ہی تو یہہ خوف مت کرو اور خوب سوچو کہ حقتعالی نے
جو چیزین معین کرکے تمپر فرض کردی ہین وے بہت ہین انہی کے ادا کرنے مین جہان تک ہوسکے کوشش
اور سعی کرو وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور قایم رکھو نماز کو جو پانچ وقت گنتی کی رکعتین تمپر فرض ہین اور
نماز کا قایم کرنا بڑا مجاہدہ ہی اسواسطے کہ اقامت کے معنے راست کرنے کے ہین اور نماز اسوقت راست
ہوتی ہی جب کسیطرح کا خلل اسکے دل اور زبان اور اعضا کے عمل مین واقع نہو پھر خواہ وہ عمل فرض
ہو یا سنت ہو یا مستحب ہو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور دیتے رہو زکوۃ کو جو سال گذرنے کے بعد تمہارے
مال مین ایک اندازہ مقرر کردیا ہی اور زکوۃ کا ادا کرنا بھی بہت بڑا مجاہدہ ہی اسواسطے کہ مال کی محبت
کو دور کرنا نفس پر بڑا شاق ہی اور اسلئے بھی ایک بڑا مجاہدہ ہی جو نفس پر بہت بھاری اور شاق ہی
وہ بھی ہم تمکو بتلاتے ہین وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور قرض دو حقتعالی کو اچھی طرح کا
قرض دینا حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کے محتاج بندونکو قرض حسنہ دو اور سود اور فایدہ
اُنسے مت لو اور مانگنے کیوقت سختی اور تنگ طلبی مت کرو اور اگر اُنسے سب نہوسکے اور کچھہ کم دینے
یا وعدہ سے دیر ہوجاوے تو اِن سب باتونکو اُنسے قبول کرو اور بار بار قسمہ ضمار پر منت اور احسان
مت رکھو یہی وہ قرض ہی جسکے حقمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات کو
بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ جو خدا کی راہ مین ایکدرم خیرات کرے اسکے واسطے دس درم کا
ثواب لکھا جاتا ہی اور جو شخص اللہ تعالی کیواسطے ایکدرم قرض کسیکو دیوے تو اسکے واسطے اٹھارہ
درم کا ثواب لکھا جاتا ہی آپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ قرض دینے کے ثواب کی زیادتی
کی کیا وجہہ ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جو شخص خدا کی راہ پر دیتا ہی تو کبھی اسکا دینا
محتاج کو پہنچتا ہی اور کبھی غیر محتاج کو اور آدمی قرض نہین مانگتا ہی مگر محتاج ہونیکے اس سبب سے
قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہوا یہان نہ جانا چاہئے کہ اسطرح کا قرض دینا نفس پر
بہت بھاری اور دشوار ہی اور بڑا مجاہدہ چاہتا ہی اسواسطے کہ آدمی کی پیدایشی یہہ بات ہی

قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہوا

کہ اپنے مالکو بدون لائے نفع کے خرچ نہین کرتا ہی پہر وہ منفعت دنیا کی ہو یا آخرت کی اور اسطور
قرض دینے مین کسیطرح کی منفعت اس دینے والے کے خیال مین نہین آتی ہی اسواسطے کہ یہہ صدقہ بھی
نہین ہی تاکہ صدقہ کا ثواب اسکو ملیگا اور یہہ بدلا بھی نہین ہی تاکہ اس مال کی عوض مین کوئی دوسری
چیز اسکی برابر یا اسسے زیادہ اسکو حاصل ہوگی بلکہ ظاہر مین اپنے مال کو بے وجہہ قید مین ڈالنا اور کھونا
ہی سواسی وجہہ کے سبب سے اس قرض کے ثوابکو صدقہ کے ثواب سے دونا کیا اور اسکے دونے ہونے کی
توجیہہ یہہ ہی کہ صدقہ دینے مین ایک درہم کا دس گنا ثواب ہوتا ہی اور یہان ایک درہم تو قرض دیا ہی
اور وہ درہم جو قرض ہی تو اس تک پہر کے بھی آویگا اسواسطے کہ اسکا مطالبہ بھی باقی ہی تو ایکمدرہم قرض
حسنہ دینے مین گویا دو درہم صدقہ دیئے اور نوکو جو دونا کرتو اثنا ہوتے ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ اَفْعَالِہٖ
یعنے حقتعالی اپنے فعلونکے بھید سے خوب واقف ہی وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ اور جو آگے بھیجو گے اپنی ذات
کے نفع کیواسطے تاکہ عاقبت کا ذخیرہ ہووے مِنْ خَیْرٍ بہتر پیسے کسی جنس کی ہو خواہ نفل نماز ہو خواہ نفل روزہ
ہو اور خواہ نفل صدقہ ہو اور خواہ شب بیداری ہو یا دوسری کوئی عبادت بدنی ہو یا مالی ہو یا عرضی تَجِدُوْہُ
عِنْدَ اللّٰہِ البتہ پاؤگے اسکے اثر کو اللہ تعالی کے پاس ہُوَ خَیْرًا وہ اثر بہتر ہوگا تمہاری اُن سکیو
جنکو دنیا مین تمنے کیا ہوگا اسواسطے کہ وہ اثر قرب الہی کا مزا تمکو چکہاویگا وَاَعْظَمَ اَجْرًا بہت بڑا
ہوگا از روے ثواب کے آخرتمین کمیت مین بھی اور کیفیت مین بھی اور بقا اور عدم فنا مین بھی سو تمہارا واسطے
نفل اور تطوع کی عبادت مین بڑی گنجایش ہی نفس کے مجاہدہ اور منشت کیواسطے اور اگر باوجود ان
باتونکے پہر بھی تمکو گناہونکا خوف اور دہشت ہووے تو اسکا علاج بھی ہم تمکو بتلائے دیتے ہین کہ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اور بخشش طلب کرو اللہ تعالی سے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بے شک
اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی تمہاری تقصیرونکو بندگیونکے ضمن مین بخش دیگا اور اُن بندگی اور
عبادتونکے ثوابکو کامل اور پورا کرکے تمکو عنایت کریگا اور گناہونکی تاریکیونکو تمسے بالکل دہو ڈالیگا
اور دور کردیگا بس اتنا بوجہہ لیا چاہئے کہ استغفار تقیہ دائمی کے قایم مقام ہی یعنے جسطرح تقیہ
بدنی صحت اور مرض سے بچاؤ کیواسطے اکثیر اعظم ہی پہر جو ہمیشہ تقیہ کئے جاتا ہی اسکو ریاضت

اور ورزش کی بدنکی تندرستی کیواسطے کچھ احتیاج نہین ہنو دیجواسکا بدن صحیح رہے گا اور مرض پاس نہ آویگا اسی طرح جو شخص استغفار کی مداومت کریگا وہ گناہون کی الایش سے ہمیشہ پاک اور صاف رہیگا

سورۃ المدثر

یہہ سورت مکی ہی اسمین چھپن آیتین اور دوسو پچھتر کلمے اور ایک ہزار دس حرف ہین اور اس سورتکا اول ابتداء نبوت مین اور قران شریف کے نزول کے شروع مین نازل ہوا ہے کہتے ہین کہ سورۂ اقرا کی اول آیتونکے بعد اسی سورتکی اول آیتین نازل ہوئی ہین اور بعضونکے نزدیک سورۂ نون والقلم اس سورت پر مقدم ہی نزول مین اور اس سورت کے اُترنیکا سبب یہہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ اقرا کے نازل ہونے کے بعد کمال اشتیاق قران شریف کے نزول کا پیدا ہوا لیکن باوجود اشتیاق کی زیادتی کے ایک مدت گذری کہ وحی نہ آئی اور اس مدتکو فترۃ الوحی کی مدت کہتے ہین اور وحی کے نہ آنیکے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج اور الم رہتا تہا چنانچہ کئی مرتبے آپ اس ارادے سے گھر سے باہر نکلے کہ کسی پہاڑ پر چڑہکے اپنی تئین نیچے گراکے ہلاک کیجئے اور اکثر حرا پہاڑ پر جو اول سے آپکی عبادت اور اعتکاف کا مکان تہا جاتے اور وہان خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کرتے ایک روز حرا پہاڑ سے لوٹتے ہوئے آپ گھر کو تشریف لاتے تہے راہ مین ایک آواز آسمانکی طرف سے آپ کے گوش مبارک مین آئی آپنے نظر اوپر کو اٹہائی دیکہا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا مین آپکے پاس آیا تہا آسمان اور زمین کے درمیان زرین کرسی پر بیٹہا ہے اور اتنی بڑی شکل ہی کہ تمام کنارے آسمان اور زمین کے اُسسے بہر گئے ہین اور جہہ سو پر اُسکے ہین اور اُن سب پر دنیا مین موتی اور یاقوت لٹکے ہوئے ہین یہہ حال دیکہتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غش آگیا اور زمین پر آپ گر پڑے تہوڑی دیر مین جو ہوش آیا تو جسطرح بنا اپنی تئین گہر تک پہنچایا اور اپنی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے آپنے فرمایا کہ مجہکو لرزہ جاڑے سے معلوم ہوتا ہی کچہہ کپڑا اوڑہا دو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپکو

کئی کپڑے اڑہائے اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان سے نزول فرمایا اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہڑے ہوکر یہ آیتین پڑہین کہ یا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ
فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ پہر بعد اسکے وحی کا آنا پے در پے شروع ہوا اور اس سورتکے
ربط کی وجہ سورہ مزمل سے ظاہر اور کہلی ہوی ہی اتنا فرق ہے کہ اُس سورتکے اوّل مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سلوک راہ خدا کے لازمے اور نفس کا مجاہدہ اور حقتعالی کی نزدیکی حاصل کرنیکو فرمایا
ہی اور اس سورتمین خلق اللہ کی رہنمائی اور ہدایت کے لازمے کو فرمایا ہی اور مرتبہ کمال کا مقدم
ہی تکمیل کے مرتبے پر اسیواسطے سورہ مزمل کو اس سورت پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقدم لکہا ہی اور
کلام کی روش اور لفظین مستعمل اور مضمون متفرق دونون سورتونکے اُنسمین بہت مناسبت رکہتے
ہین اُس سورتکے اوّل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزمل کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے
اور اسی سورت مین مدثر کے خطاب سے اور یے دونون خطاب معنونکے لحاظ سے اُنسمین قریب
ہین اور اُس سورتمین فرمایا ہی قُمِ اللَّیْلَ اور اس سورتمین فرمایا ہی قُمْ فَاَنْذِرْ لیکن اُس سورتمین اُٹہنا
راتکا اپنے نفس کو کامل کرنے کیواسطے ہی اور اِس سورتمین خلق اللہ کو کامل کرنے کیواسطے ہی اور اُس سورتمین
فرمایا ہی وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا اور اس سورتمین فرمایا ہے وَلِرَبِّکَ
فَاصْبِرْ اور اُس سورتمین فرمایا ہی وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا اور اِس
سورتمین ہی ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا وَجَعَلْتُ لَہٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا اور اُس سورتمین قیامت
کے دن کے اوصاف مین یون ارشاد ہوا ہے کہ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَکَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْبًا مَّھِیْلًا وَیَوْمًا
یَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا اور اِس سورتمین اُسی قیامتکے دنکے اوصاف مین ایسا ارشاد ہوا ہے
فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ اور اُس سورتمین قران شریف
کی آیتونکے حقمین یون ارشاد ہوا ہی کہ اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ اور اِس سورتمین بہی قران شریف
کے حقمین یون ارشاد فرمایا ہی کہ کَلَّآ اِنَّہٗ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ اور اُس سورتکی تمامی اس آیت
پر واقع ہوئی ہی کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا گویا

مسلمانونکو ان عملونکی وصیت فرمائی ہی اور اس سورتمین جو قیامت کے دن ان عملونکے ترک پر حسرت اور افسوس کرکے کافر کہین گے سوانکے قول کو حکایت کیطور پر نقل فرمایا ہی کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ اور اس سورتکو اس مضمون پر تمام فرمایا ہے کہ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور اس سورتکو بھی اسی مضمون پر تمام فرمایا ہی کہ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ط اور اس سورتکا نام سورۂ مدثر اس سبب سے رکھا ہی کہ اس سورتکے اول مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدثر کرکے خطاب فرمایا ہے اور مدثر عرب کی لغت مین اس شخص کو کہتے ہین جو ایک کپڑا لنبا چوڑا کپڑونکے اوپر سے اوڑھ لے جیسے دوہر یا رضائی یا چادر یا کمل تاکہ وہ کپڑا سردی اور لرزہ کو دفع کرے سو یہہ دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ وحی الہی کا نزول اسقدر عظمت اور بزرگی رکھتا ہے کہ جو شخص تمام مخلوقات سے قوی تہا اور کسی چیز سے نہین ڈرتا تہا اور شجاعت اور دلاوری اور حوصلہ کی کشادگی اسکی تمام جہان مین مشہور تہی بلکہ اس بات مین سب لوگ اسکی مثال دیتے تہے سو وہ شخص اس وحی کے نزول سے اسقدر خوف مین آگیا کہ اسکا بدن تہرتہرانے لگا اور اسسے یہہ خوف سنبہالا نگیا پہر جو لوگ چاہتے ہین کہ ہمارے اوپر وحی نازل ہووے بلکہ یون کہتے ہین کہ اگر خدا کو ہماری ہدایت اور رہنمائی منظور ہے تو ہمارے ہر ایک کے پاس وحی کیون نہین بہیجتا اور یون کیون نہین کرتا اور دون کیون نہین کرتا سو اُن لوگونکو کیا وحی کی عظمت معلوم نہین ہے کیون اپنے دل کے بودے پن اور اپنی بے صبری کو جان بوجہہ کے چہپائے ڈالتے ہین اور دیکہہ بہال کے اندہے بنے جاتے ہین چنانچہ اس سورتکے آخر مین ان لوگونکی بیہودہ گوئی کا بیان آویگا یعنے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً اور ارشاد اسباتکی طرف بہی ہے کہ جو شخص جس منصب کی پوشاک پہنتا ہے تو اس منصب کے لوازماتکو بجالانا اسپر ضروری ہوجاتا ہے جیسے مشیخت کا خرقہ اور جبہ اور قضا اور افتا کی چادر اور احتساب کی خلعت اور سوائے اسکے دوسری جو شرعی خدمتین ہین اور اگر پوشاک کسی منصب کی پہن کے اسکا حق ادا نکرے تو وہ شخص جہوٹا دغاباز مکار ہے اللہ تعالی پناہ دے ہم سبکو ایسی بری چیز سے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وحی کے نوشتہ کو دیکہہ کر دہشت اور خوف کہا کر گہر مین

شریف لائے اور بالا پوش کو اوڑہا اور پہلے بہی اسی قسم کا معاملہ ہو چکا تہا تو گویا آپ اہلبیت کے نزدیک آپکا بالا پوش کا اوڑہنا وحی کے نزول کا نشان ہو گیا اور انہوں نے دریافت کر لیا کہ جب بالا پوش آپ طلب کریں تو جان لینا چاہئے کہ وحی کا نزول آپ پر ہوا ہے حقتعالی کا حکم ہوا کہ اب تو تم اس علامت سے مشہور ہو گئے کہ بار بار تمپر وحی آتی ہے اور اسوقت بالا پوش تم اوڑہتے ہو تو اب تمکو چاہئے کہ اس خدمت کا حق ادا کرو اور اپنے کام پر مستعد اور تیار ہو جاؤ اور یہہ بہی ہے تاکہ محبوبیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردگار کی حضور میں خلایق کے نزدیک ثابت اور مشہور ہو جاوے اور جو شخص اس سورۃ کو پڑہے یا سنے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کے کمال کے درجے کو دریافت کر لے یعنے دنیا میں جسطرح کسی عاشق کو اپنے معشوق کی اگر کوئی وضع یا ادا اچہی معلوم دیتی ہے اور دلپر گہب جاتی ہے تو اسی وضع کر کے اسکو یاد کرتا ہے اور پکارتا ہے جیسے ع او دامن اُٹہا کے جانیوالے ذرا یا او سرخ پگڑیوالے یا او بڑی زلفوں والے سو اسیطرح سے حقتعالی جلشانہ کو یہہ لباس اور یہہ وضع اپنے محبوب کا بہت پسند آیا اسواسطے اسی وضع کر کے آپکو مخاطب کر کے بار بار فرماتے ہیں

یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ واللہ اعلم بحقیقت الحال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ای شخص بالا پوش اوڑہے ہوے وحی کے فرشتے کے آنے کے ڈر سے تمکو ڈرنا اور خوف کرنا نچاہئے بلکہ تمہارا حق اور تمہارے سزاوار تو یہہ بات ہے کہ تم دوسروں کو ڈراؤ اور حقتعالی کا خوف انکو دلاؤ قُمْ فَاَنْذِرْ اٹہو اور ڈراؤ لوگونکو حقتعالی کے عذاب سے اور نبوت کا منصب اگرچہ دونوں چیزونکو چاہتا ہے یعنے خوف دلانا اور خوشخبری سنانا لیکن جو ڈرانا عام ہے اسواسطے کہ کوئی فرد انسان کی تقصیر سے خالی نہیں ہے بخلاف بشارت کے کہ یہہ متقی اور نیکوکارونکے واسطے خاص ہے اور جس کام کا فایدہ عام اور سبکو شامل ہوتا ہے وہ اہمیت

ضروری ہوتا ہی بخلاف اسکام کے جو خاص ہوتا ہی اور یہہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو خوف کہا گئے تہے تو ڈرانے کا حکم بھی بہت مناسب ہوا اور یہہ بھی ہی کہ جسوقت مین یہہ سورت
نازل ہوئی تہی اُسوقت تمام جہان کفار اور برائیون سے بہرا ہوا تہا خوشخبری کی لیاقت کونسی نہین رکہتا
تہا جو تہا وہ ڈرانے ہی کے لایق تہا ان باتونکے لحاظ سے اسجگہہ فقط انذار ہی پر اکتفا فرمایا
اور جو حقتعالی کے عذاب سے لوگونکو خوف دلانا بغیر بیان کرنے اس عذاب کی عظمت کے ممکن نہا اور
اسیطرح اُس عذاب کا متحمل ہونا یا اسکے دفع کی کوئی تدبیر کرنا بھی ممکن نہین ہی اور اُس عذاب کی
عظمت اور لاعلاجی بغیر بیان کرنے عظمت اس ذات پاک کے جو عذاب کریگا متصور نہین ہی یعنے
اسکی قدرت کی برابر کوئی قدرت نہین رکہتا اور اسکے علم کی برابر کسیکا علم محیط نہین ہی پہر اُسکے
بہاگنا اور پوشیدہ ہونا اسطور پر کہ اُسے معلوم نہو یہہ کسیطرح ممکن نہین ہی سو تمکو ایک اور چیز بہی کرنا
چاہئے وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ اور اپنے رب کو بزرگی اور عظمت سے یاد کرو اور ان لوگونکو بہی خوب طرح سے
سمجہا دو کہ کوئی شخص اسکے علم کے محیط ہونے مین اور اسکی قدرت کے عام ہونے مین اسکی برابری نہین
کرسکتا اور کوئی چیز چہوٹی ہو یا بڑی اسکی دانست سے باہر نہین ہی اور کیسی ہی مشکل چیز ہو لیکن اسکی
قدرت کے سامنے بے حقیقت محض ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اس تکبیر سے نماز کی تکبیر مراد ہی جو
ابتداء تحریمی سے نماز کے آخر تک ہر انتقال مین اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی
کہ اُسوقت اہل اسلام کے عرف مین تکبیر کہنا خوشی اور شادی کی علامت تہی سو گویا یون ارشاد ہوتا ہی
کہ اب خوش ہو اور خوف مت کرو کہ ایسا بڑا منصب ہمنے تمکو عنایت کیا اور پیغمبری کی خلعت تمکو پہنائی
اور اس تفسیر کو تائید دیتا ہی وہ مضمون جو بعضی روایتون مین آیا ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت سنی تو آپنے پکار کر کہا اللہ اکبر پہر آپکی زبان سے سنکر
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بہی تکبیر کہی پہر تمام آپکے گہر والون نے آپکی متابعت سے تکبیر کہی
اور سب خوش ہوے اور جانا کہ یہہ لرزہ اور خوف وحی کے نازل ہونے کے سبب سے تہا کوئی خوف
کی بات نتہی پہر اُسوقت سے مسلمانونمین تکبیر کہنا خوشی اور شادی کی علامت ٹہہر گئی یہی وجہہ ہی کہ

عیدین اور حج اور تشریق کے دنونمین تکبیر واجب کردی گئی کہ ہر نماز فرض کے بعد پکار کر تکبیر کہا کرین اور تکبیر کا اُن دنونمین اور پنجوقتہ ہر نماز کے اوّل مین واجب ہونا اور تسبیح اور تحمید کا کسی وقت واجب نہونے کا بیہ ہے کہ یہہ ذکر خاص اہل توحید اور اہل اسلام کا ذکر ہی اسواسطے کہ حقتعالی کے ساتھہ کسی کمال کی صفت مین کسیکو برابر نجاننا خاص ایمانداروں اور موحدونکا اعتقاد ہی بخلاف تسبیح اور تحمید کے مضمونکے کہ تمام بنی آدم کے گروہ اسکے معتقد ہین اور جو شخص حدیث کی کتابونکو اور صحابہ کے سیر کو تتبع کریگا تو اسکو اسبات کا یقین ہوگا کہ انکی کوئی مجلس اور کونسی نشست تکبیر سے خالی نہین رہتی تہی ہر نعمت پر تکبیر کہتے تہے اور ہر خوشی مین اسی کلمہ کو بلند آواز سے کہتے تہے اور لڑائی اور دشمنونکے مقابلہ کیوقت بہی اُسی کلمہ سے اپنے خاوند کی عظمت اور مقابل والونکی حقارت بیان کرتے تہے اور خوف کیوقت بہی اسی ذکر کی برکت سے استعانت اور مدد طلب کرتے تہے جیسے آگ لگنے کیوقت اور جن یا بہوت یا دوسری بلاؤنمین پہنس جانے کیوقت چنانچہ اذان اور اقامت مین بہی اسی کلمہ کو سرفہرست کیا ہی سو اس امر الہی کے مضمون پر عمل کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اسقدر اس امت مرحومہ مین رواج پایا تہا کہ حد اور حساب سے باہر تہا لیکن افسوس کہ چنگیز خانیون اور ترکونکے ملک اسلام پر غالب ہونے کے سبب سے اس امر کا رواج بلکہ تمام اسلام کی رسمونکا کم ہونا شروع ہوا یہان تک کہ اب اس زمانے مین ان باتونکا نشان بہی باقی نہین ہی اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کیوقت مین قسطنطنیہ کے قلعہ کو مسلمانونکی جماعت اُسے کلمہ کے زور سے فتح کرین گے اور اُس قلعہ کی پتہر کی دیوار اُن مسلمانونکی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے گر پڑیگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوقت کی فتحونکے حال مین مذکور ہی کہ اصطخر کے قلعہ کی دیوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانونکی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے جڑ سے گر پڑی تہی اور اسقدر اوس کلمہ نے تاثیر کی تہی کہ جب اُس دیوار کو اُٹہاتے تہے تو غیب سے تکبیر کی آواز آتی تہی اور اُس آواز کے صدمہ سے وہ دیوار جڑ سے گر پڑتی تہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اس کلمہ کے مضمونکو ہر وقت خیال کے سامنے رکہنا سنت

کی سب وجہونسے نجات بخشتا ہی اسواسطے کہ حقتعالی کی برابر کوئی چیز اسکی نظر نہین آتی اور مصیبتون اور آفتون کے ہلکا کر دینے مین اور خوفناک چیزونکی دہشت دل سے دور کرنے مین بہی یہہ کلمہ بڑے کام آتا ہی لیکن اس کلمہ کا مضمون ہر وقت اُسکے سامنے جب رہتا ہی کہ طہارت ظاہری اور باطنی دونون اُس شخص کو حاصل ہو وین اسواسطے کہ پاک چیز کی عظمت اور ناپاک خیال دونون دلمین جمع نہین ہوتے تو اس کلمہ کا فایدہ حاصل کرنیکو اسواسطے طہارت ظاہر اور باطنی ضرور ہوئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور اپنے کپڑے سو خوب پاک کر و اسواسطے کہ پہلے آدمی کے کپڑے ہی پر نظر پڑتی ہی پہر اُسکے بعد بدن پر اور جب کپڑا پاک ہوا تو بدن جو کپڑے سے چہپا ہی بطریق اولی پاک ہوگا یہی وجہہ ہی کہ بدنکی طہارتکو پہلا نہیں ذکر نہین کیا اسواسطے کہ بدنکی پاکی بالضرور بوہی جاتی ہی یعنے کپڑیکو جو بدنسے علاقہ رکہتا ہی جب پاکی کا حکم ہوا تو بدن کو جو مقصود بالذات ہی ضرور پاک رکہنا چاہئے اب اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ عرب کے استعمال مین ثیاب کی لفظ دو قسم پر بولی جاتی ہی ایک ثیاب ظاہری پر اور ایک ثیاب باطنی پر اور طہارت بہی دو قسم کی ہی ایک طہارت ظاہری اور ایک طہارت باطنی سو اس کلمہ کی تفسیر مین چار احتمال ہوسکتے ہین اور ان چار و احتمالونکو اکٹہا مراد لینا چاہے اگرچہ عموم مجاز کیطور سے سہی ہو سکتا ہی احتمال یہہ ہی کہ اپنے ظاہر کپڑونکو نجاستون اور پلیدیون سے پاک رکہو اسواسطے کہ ایمانداری آدمی کو نماز فرض یا نفل مین یا ذکر الہی مین ہر وقت مشغول رہنا چاہئے اور ملائکہ اور پاک روحونسے مناسبت حاصل کرنا اسواسطے کہ اُسے یہی منظور اور مقصود ہی اور یہہ بات بغیر اپنا ظاہر پاک رکہنے کے حاصل نہین ہوسکتی ہی اگر اسمین کچہہ فرق ہی تو اتنا ہی کہ یہہ پاکی نماز مین فرض ہی اور نماز کے سوا فرض نہین ہی اور جن چیزونسے کپڑا پاک رکہنا چاہئے وے چیزین یہ ہین پیشاب اور غائط اور منی اور مذی اور ودی اور قی اور خون اور پیپ اگر ہتہیلی کی برابر یا زیادہ ان چیزون سے کپڑا بہرا ہو تو اُس کپڑے سے نماز نہین درست ہی جبتک تین مرتبے دہو یا جہاڑے اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اپنے ظاہری کپڑونکو معنوی نجاستونسے پاک رکہو اور معنوی نجاستین یہ ہین جیسے غضب اور

چوری اور خیانت سے اور دوسرے حرام کسب سے وہ کپڑا نہ آیا ہو اور وے چیزین جنکا استعمال حرام ہی وے بھی نہوین جیسے مرد کو ریشمین کپڑا پہنا یا کپڑا تیار کرنے مین اسراف کرنا جیسے ٹخنے سے نیچے کپڑے کو لٹکنے سے نیچے رکھنا کہ یہ سب چیزین ممنوع ہین ان سب سے بچنا اور پاک رہنا ضروری ہے اور تیسرا احتمال یہہ ہی کہ کپڑے سے صفتین اور خلق مراد ہون اسواسطے کہ عرب کے لوگ کبھی کپڑے سے اُس شخص کی ذات مراد لیتے ہین اور کبھی آبرو اور کبھی نام اور مرتبہ اس شخص کا چنانچہ بولتے ہین کہ اَلْکَرَمُ فِیْ بُرُدَیْہِ یعنے کرم کی صفت اسی پاس ہی اور یون بھی بولتے ہین کہ فُلَانٌ طَاھِرُ الذَّیْلِ یعنے فلانا شخص پاک دامن ہی و فلان نَقِیُّ الثَّوْبِ وَنَقِیُّ الْجَیْبِ یہ سب مثالین اچھی صفتون پر دلالت کرتی ہین اور اسمین مناسبت کی وجہ یہہ ہے کہ کپڑا آدمی کے سب بدن کو لپیٹ لیتا ہی اور دور سے وہی کپڑا دکھلائی دیتا ہی اور کپڑے ہی کے سبب سے ایک آدمی کی دوسرے آدمی سے امتیاز اور پہچان حاصل ہوتی ہی تو گویا اسکی ذات اور اسکی خاص صفتونکے حکم مین ہوا تو اس احتمال سے اس آیت کے معنے یون ہونگے کہ اے پیغمبر تم اپنی ذات اور اپنی آبرو کو بد صفتون اور بد خلقونکی آلودگی اور بری تہمتون سے بچائے رکھو اور چوتھا احتمال یہہ ہے کہ کپڑے سے مراد وہ بدن ہو جو استنجے کا اور دوسرے اعضاء مستورہ کا محل ہی اور تطہیر سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہو اور پیشاب اور غلیظ کو خوب طرح سے دھونا اور تمام بدنکو ہر ناپاکی اور گندہ چیز سے پاک صاف رکھنا الغرض ہر طرح سے ظاہر کی پاکی کو باطن کی پاکی مین بڑی تاثیر ہی اور کپڑے کی صفائی دل کی صفائی کی ابتدا ہی خصوصًا اس شخص کی جسکی عظمت اور بزرگی دلونمین بیٹھا لنا اور اسکے کہنے کو واجب القبول کرنا منظور اور مقصود ہوتا ہے تو اسکے کپڑے اور بدنکی پاکی مین زیادہ تر کوشش کرنا چاہیئے تاکہ لوگونکے تردید گندگی کے سبب سے حقیر نہو جاوے اور اسکے کہنے کا کوئی اعتبار نکرے لیکن اسجگہہ پر کپڑے کی پاکی بیان کرنا منظور ہی جو ایماندار کو عبادت اور اعتبار کیواسطے ضروری ہی نفیس اور گران قیمت کپڑا ہونا مراد نہین ہے اسواسطے کہ یہہ بات ایماندار کے منافی ہی مگر حقتعالی کی نعمت کے اظہار کیواسطے اور اسکے شکر کے ادا کرنیواسطے کہ اس نیت سے پوشاک نفیس پہنا مستحب ہو جاتا ہی اور جب ظاہری طہارت کے بیان سے

کریہی مقدم ہے فراغت پاکی تو اب باطنی طہارت کو جو مقصود بالذات ہے بیان فرماتے ہین
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور جتنے پلیدی اور گندگی کی قسم ہین سو سب کو چھوڑ جیسے فاسد اعتقاد اور برے
خلق اور جھوٹھ بات اور برے کام اور دوسری معنوی نجاستین جو کسی لذت کے ساتھہ دل کے
متعلق ہونے سے پیدا ہوتے ہین اور آدمی کی روح کو گندہ کرتی ہین اور اگر ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ سے
بموجب بعضے اُسکے احتمال کے باطن کی طہارت مین ان امور کو بھی شامل کر دیجئے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
تو اس صورت مین اِس آیت کے مضمون اور اُس آیت کے مضمون مین فرق یہہ ہوگا کہ اُس آیت مین اُن
باطنی امرون سے اجتناب مطلوب ہے جو ابھی حاصل نہین ہوئے ہین چنانچہ فاھجر کی لفظ اسپر صریح دلیل ہے
اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ رجز سخت پلید کو کہتے ہین سو اُس آیت مین اُن کاموں سے احتراز اور دوری مطلوب
ہے جو کبھی کبھی صادر ہوتے ہین اور انکی عادت نہین ہوئی اور اِس آیت مین ابھی انہی کاموں سے احتراز
مطلوب ہے لیکن جب انکی عادت ہو جاوے جسکو ہندی مین کہتے ہین کہ لت لگ گئی یا اُسکے قریب ہو جاوے
غرض کہ ہر طرح سے آدمی کو طہارت ظاہری اور باطنی عالم قدس علوی کے مناسب کر دیتی ہے اور اس
عالم کے فیض کو حاصل کرنا انکی کمال مناسبت کے سبب سے ہوتا ہے اور اُس فیض سے محلوقاتکو فیضیاب
کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے اور جو روح کی گندہ کرنیوالی چیزونسے جو باطن کو بالکل خراب کر دیتی ہے
دنیا کی طمع ہے اسیواسطے خاص کرکے بیان فرماتے ہین کہ وَلَا تَمْنُنْ اور احسان مت رکھو کسی
نہ قرانکی تعلیم کا اور نہ احکام الہی کی تبلیغ کا اور نہ کارروائی اور حاجت برآری کا اور نہ کچھہ دینے کا
تَسْتَكْثِرُ اس غرض سے کہ شاگرد اور مرید بہت سے ہو جاوین اور اس سبب سے بڑا نام اور بڑا مرتبہ
حاصل ہووے اور پھر اس سبب سے بہت مال ہاتھہ آوے بلکہ کوئی چیز کسی کو اس نیت سے مت دو کہ اسکی
عوض مین وہ زیادہ کرکے تمکو دیوے اسواسطے کہ یہہ بھی ایک قسم طمع کی ہے باطن کے گندہ کر دینے مین
نجاست کا حکم رکھتی ہے اور بعضے مفسرون نے کہا ہے کہ اس آیت کے معنے یون ہین کہ احسان کیوقت بھی
کسی پر احسان مت رکھو اُس احسان کو بڑا احسان جانکے کہ مین نے فلانے شخص کے ساتھہ ایسا اور ایسا
کیا اسواسطے کہ احسان رکھنا ثواب کو مٹا دیتا ہے تمکو چاہئے کہ اُس احسان کی کچھہ بھی حقیقت مت جانو

بلکہ لینے والے کا احسان اپنے اوپر جانو کہ اس بے حقیقت چیز کو ہمسے قبول کیا اور ہمکو اجر اور ثواب
کا مستحق کیا چنانچہ حضرت امیر المومنین مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب کوئی فقیر آپکے
پاس سوال کرنیکو آتا تہا تو اسکو فرماتے تہے مَرْحَبًا بِمَنْ يَحْمِلُ زَادَ مَا بَلَا آجِ یعنے خوش آیا
تو تاکہ اٹہاوے ہماری آخرت کے توشہ کو بے مزدوری سو یہہ تیرا احسان ہی ہمپر اور جب آدمی کو
یہ سب چیزین یعنے حقتعالی کی عظمت اور ظاہر اور باطن کی طہارت اور دنیا سے بے طمعی حاصل ہوئی تو
مشیخت اور ارشاد کی لیاقت اسمین پیدا ہوئی لیکن اُس شخص کو باوجود ان سب چیزونکے حوصلہ کی
فراخی ضرور ہی تاکہ خلق اللہ کی جفاؤنکا تحمل کرنا اور انکی ایذاؤنکو اُٹہانا اور انکی بدکوئی کو اپنے حق مین
سُننے کو گوارا کرے اور نفسانیت کو غالب نہونے دے والا انکی صحبت کو چہوڑ کے بہاگیگا اور بیابانون اور
صحرانشینونکی طرح سے اکیلا اور تنہا ہوکے بیٹہیگا مشیخت اور ارشاد کا کام سرانجام نکرسکے گا
اسیواسطے اس امر کی یہی وصیت ارشاد ہوتی ہی کہ وَلِرَبِّكَ اور اپنے پروردگار کی رضامندی
کیواسطے نہ خلقت کی خاطرداری کیواسطے فَاصْبِرْ سو صبر کر اور اُنکی ایذاؤنکو اُٹہاؤ اور باوجود رنج اور ایذا
پہنچنے کے انکی صحبت سے کنارہ مت کرو تاکہ ارشاد اور رہنمائی کی خدمت سرانجام کو پہنچے اور ان دونون
صبرونمین یعنے ایک حقتعالی کی رضامندی کیواسطے اور دوسرا خلق اللہ کی خاطرداری کیواسطے
صبر کرنا انمین فرق کی علامت یہہ ہی کہ اگر غریبون اور مسکینونکی ایذا کا تحمل ویسا ہی کرتا ہے
جیسا کہ حکومت والون تونگرونکی ایذا اور حقارت کا تحمل کرتا ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ صبر اور تحمل حقتعالی
کی فرمانبرداری کیواسطے ہی اور اگر غریبوں اور مسکینونکی ایذا کا تحمل کم کرتا ہی حکومت والون
اور تونگرونکی نسبت سے تو معلوم ہوا کہ یہہ صبر اللہ تعالی کیواسطے نہین ہی بلکہ [illegible] کی خاطرداری
کیواسطے ہی اور اگر یہہ خیال دلمین گذرے کہ یہہ کافرونکی ایذا کو اٹہانا اور اسپر صبر کرنے کا
جو حکم ہوا تو بڑی سخت مصیبت مین ہمپہنسے اسواسطے کہ ہمکو نہ بدلا لینے کا حکم ہی اور نہ یہانتک کہ علیحدہ
ہوجانیکا حکم ہی بلکہ کافرونکو ہمپر غالب اور دلیر ہوجانیکی بات ہی اور ہماری مخالفت اور دشمنی اور
ایذارسانی انپر بہت آسان ہی تو اس خیال کے جواب مین حکم ہوتا ہی کہ یہہ سختی تمپر اور آسانی اُن پر

دنیا کی زندگی کے پندرہ روز بھی ہے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ پھر جب پھونکا جائیگا نقار مین اور کوچ کی آواز ہوگی اور آخرت کا سفر آن پہنچے گا فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ سو وہ پھونکنا اور کوچ کی آواز دینا اس دن کے واقعون سے گویا يَوْمٌ عَسِيْرٌ ایک دن مستقل ہی جو نہایت سخت اور دشوار ہے اور اگرچہ اُسدن ایک ہی آواز ہوگی لیکن وہ آواز سختی اور شدت مین پورے دن کا حکم رکھے گی اسواسطے کہ اثر اسکا دیر تک باقی رہے گا اور اسدن کے واقعون مین سے کوئی واقعہ اُسسے زیادہ سخت نہوگا اور بعضے مفسرون نے ناقور کو صور پر حمل کیا ہے دور کی تشبیہ کے سبب سے اسواسطے کہ صور مین بلکہ جتنی چیزین دم کشی کی ہین اُن سب مین پھونکنے سے آواز نکلتی ہی اور جتنی چیزین کہال سے مڑھی ہوئی ہین جسطرح دف اور طبلہ اور دہول اور اسیطرح جتنی چیزین تار والی ہین جیسے ستار اور طنبورہ اور ہین سوان سب مین نقرا اور پھونکنے کے سبب سے آواز نکلتی ہی اور پہلے نفخ کو نقر کے ساتھہ تشبیہ دی ہے پھر اسکے بعد صور کو ناقور کے ساتھہ جو یَنْقُرُ فِیْہِ کے معنون مین ہی سو اب نقر فی الناقور کے معنے یہ ہوے کہ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ لیکن کافرون پر سختی اور دشواری موت کیوقت سے شروع ہوتی ہے نہ نفخ صور کی ابتدا سے سو اس عبارت کا حاصل موت کے آنے پر تمثیل کیطور پر یعنے موت کی تمثیل لشکر کے کوچ کے ساتھہ جنگ اور قتال کیواسطے مناسب معلوم ہوتی ہے اور حلیمی کتاب منہاج مین لایا ہی کہ نفخ صور کے سواے نقر دوسری چیز نہی اسواسطے کہ اخبار مین آیا ہی کہ ارواحونکے عدد کے موافق صور مین سوراخ ہین سو نفخ صور کا تو بیہوش کرنے اور مارنے کیواسطے ہوگا اسیواسطے نقر اور صور دونون کرین گے تاکہ آواز شدت اور سختی پیدا کرے اور عام کی خرابی اور ہلاکی کا سبب پڑے اور جب نفخ صور کا یعنے دوسری مرتبے ہوش مین لانے اور زندہ کرنے کیواسطے ہوگا تو اسوقت فقط نفخ ہوگا اسواسطے کہ غرض اس نفخہ سے ارواح کا پہونچانا انکی بدنونکی طرف ہی اور یہہ بات فقط نفخ سے حاصل ہوسکتی ہے لیکن اسکلام مین یہی خدشہ ہے کہ نقر جو نفخہ اولی کا مقارن اور ملا ہوا ہی تو کافرون پر شدت کا سبب کسواسطے ہوگا اسواسطے کہ کافر موتکو راحت جانین گے بلکہ اسکی آرزو کرین گے اور کہین گے یٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ اور اگر کافرون پر سختی اور شدت ہوگی تو دوسرے نفخہ سے ہوگی اسواسطے کہ زبردستی انکو محشر مین کھینچ لاوین گے

اور حساب کتابمین گرفتار کرین گے مگر یون کہا جاوے تو ہو سکتا ہی کہ وہی نفخہ اولی کی شدت اس شدت کا مبدا ہی تو گویا شدت اور سختی کی ابتدا اسیوقت سے شروع ہوگی غرض کہ ہر طرح خواہ موت اور برزخ کی شدت مراد ہووے اور خواہ قیامت کے ہولونکی شدت اور سختی مراد ہووے لیکن حقتعالی کی عنایت سے ایماندارونمین اثر نکریگی بلکہ اُسدنکی شدت اور سختی عَلَی الْکَافِرِیْنَ کافرونپر ہے فقط اسواسطے کہ اوّل ونہلے مین اگرچہ ایماندار اور نیک بہی اس سختی مین گرفتار ہونگے لیکن ایمانکی تاثیر سے اور پیغمبرون اور قران کی شفاعت سے وُہ سختی آسانی سے بدلہ ہوجاویگی بخلاف کافرونکے کہ اُسدن اُنپر دمبدم سختی کی زیادتی ہوتی جاویگی غَیْرُ یَسِیْرٍ ہرگز آسان ہونیوالی نہین ہی جسطرح ایماندارونپر اُسدن آسانی ہوجاویگی یا جیسے دنیا مین کافرونپر آسانی ہوجاتی تہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آخرت کے سفر کی اوّل منزل قبر ہے جسنے اوّل منزل مین سختی دیکہی اور رنج کہیچا تو اسکو آگے چل کے شدت اور سختی اور زیادہ ہوتی جاویگی اور جسنے اس پہلی منزل مین اس سختی سے نجات پائی تو اسکو اگلی منزلونمین اُسسے زیادہ آسانی ہوویگی سو جب یہہ بات معلوم کرلی تمنے کہ شدت اور سختی کا وقت کافرونپر اور ہمارے قہر کا ظہور ان کافرونسے غوض لینے کیواسطے اس جہان سے گذر جانیکے بعد یعنے موت کے بعد ہی نہ دنیا مین اور اس جہانکی زندگی مین اسواسطے کہ اگر اس جہانمین ہے کافر شدت اور سختی مین گرفتار کئے جاوین تو ان کافرونکو برائی کرنے کی فرصت اور مال اور اسباب اور دوسری دنیاوی فائدونسے نفع حاصل کرنیکی قدرت حاصل نہووے اور امتحان اور آزمایش کے معنے ہی نہائی جاوین تو اب تمکو چاہئے کہ انسے عوض طلب کرنے مین اور کفر کی سزا انکو پہنچانے مین جلدی مت کرو بلکہ ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا چہوڑ دے مجہکو اور اسکو جسکو پیدا کیا ہمنے اکیلا کہ اسوقت نہ فوج رکہتا تہا نہ لشکر نہ جورو رکہتا تہا نہ اولاد اور قوت رکہتا تہا نہ کنبے اور نہ مال رکہتا تہا نہ اسباب وَجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا اور کر دیا ہمنے اسکے واسطے بہت سا مال کہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے علمانے کہا ہی کہ جو مال روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی وُہ تین قسم کا ہوتا ہی اوّل زراعت اور کہیتی کا مال دوسرے مواشی کا مال تیسرے تجارت کا

مال اسواسطے کہ ان تینون قسمون مین جو کچھہ کہ حاصل ہوتا ہی خرچ سے زیادہ ہوتا ہی بخلاف دوسر
مالونکے اور اس آیت مین ملک کا فرخاص کیطرف اشارہ ہے جو مال اور اسباب کی کثرت سے قریش مین
مشہور تہا اسکا نام ولید بن مغیرہ تہا اسکو حقتعالی نے تینون قسمون کا مال دیا تہا چنانچہ طایف مین
باغات اور کھیتیان اسکی بہت تہین ہر فصل کے میوے اسکے باغونمین افراط سے پائے جاتے تہے اور
ہر موسم کی کھیتی ہی اسکے یہان ہوتی تہی اور مواشی ہی بہت رکہتا تہا اونکے دودہ دہی گہی شیر
نسل سے بہت کچھہ حاصل ہوتا تہا اور ہر قسم کی تجارت بزازی سے لیکر موتی تک اسکے یہان ہوتی
تہی اور غلام ہی بہت رکہتا تہا وے غلام اور گماشتے ان کامونپر معین اور مقرر کردیتے تہے کہتے ہین
کہ ایک لاکہہ دینار یعنے اسوقت کے چلن کی اشرفی اور دس لاکہہ درم یعنے اسوقت کے چلن کا روپیہ
اسکے گہر مین موجود تہا اور جو اسقدر مال کی کثرت بدون اولاد کے کچھہ لطف نہین رکہتی ہی اور خوشی حاصل
نہین ہوتی اور نعمت نہین رہتی بلکہ رنج اور غم کا سبب پڑتی ہی اور عیش کو منغص کردیتی ہی سو اپنے
نعمت کے پورا کردینے کیواسطے اسکو اولاد ہی دی ہمنے وَبَنِينَ شُهُودًا اور کردیے ہمنے
اسکے واسطے بیٹے جو اولاد مین بہتر قسم ہین پہر دیئے بیٹے ہمیشہ اسکے پاس رہتے کہیں اسے غایب اور
علیحدہ نہوتے یعنے مال کی کثرت اور بے پروائی کے سبب سے روزی کی طلب کیواسطے سفر ہی نہین
کرتے تہے تاکہ انکی مفارقت اور جدائی کا رنج اسکی عیش کو منغص کرے بلکہ ہر وقت اسکے سامنے رہتے تہے
اور انکے دیکہنے سے ہمیشہ وہ خوش رہتا تہا اور زراعت اور تجارت کی خبرگیری کیواسطے ہی انکو نہین
بہیجتا تہا اسواسطے کہ غلام ہوشیار اور گماشتہ امانت دار موجود تہے بیٹونسے کچھہ کلام تہا سو ہر وقت
اور ہر مجلس مین اسکے ساتہہ رہتے تہے اور اسکی عیش عشرت کے شریک بلکہ خود سبب پڑتے تہے اور مجلس کی
زینت اور ہر جلسہ کے اسکے مونس تہے بعضون نے کہا ہی کہ شُهُودًا کی لفظ شہادت سے مشتق
ہی اور شہادت گواہی کے معنے مین ہی یعنے اسکے بیٹے اسکی ہر بات کو سچی ہو یا جہوٹی ہی ثابت کرتے تہے
اور اسکے سخن کی تصدیق کرتے تہے اس سبب سے اسکی بات ہر مجلس اور ہر مقام پر سربسر رہتی تہی اسواسطے
کہ اگر اولاد باپ کی مرضی کے موافق نہین ہوتی ہے اور ہر کام مین باپ سے علیحدہ رہتی ہی اور اسکے

شریک رنج وراحت کے نہین ہوتی ہے اور اسکی بات کی تصدیق نہین کرتی ہے تو ایسی اولاد باپ پر
وبال ہوجاتی ہے اور روحی رنج باپکو حاصل ہوتا ہے اور حقیقت مین ایسی اولاد اولاد ہی نہین
رہتی اور اس ولید کے اولاد بھی بہت تھی چنانچہ انمین سے سات شخص بڑے نامور مشہور ہین ولید
بن ولید اور خالد اور عمارہ اور ہشام اور عاص اور قیس اور عبد الشمس اور انمین سے چار شخص دولت
ایمان سے مشرف ہوے تھے یعنے ولید اور خالد اور عمارہ اور ہشام اور تین شخص کفر کی حالت مین مرے
اور جو مسلمان ہوے تھے انمین سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسقدر جہاد کیا اور کافرونکو مارا کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی امیر الامرائی کا منصب انکو ملا اور آپ نے انکو سیف اللہ
کا خطاب دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول کے خلافت مین بھی اسی منصب پر
بحال رہے اور ملک شام اور عراق انہی کے ہاتھہ سے فتح ہوا اور اکثر مرتدونکی مہمونکا سر انجام
انکے ہاتھہ سے ہوا اور ولید بن ولید کو انکے باپ اور بھائیون نے مکہ مین روکا اور قید کیا تھا تاکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونے پاوین اور ہجرت کرنے پاوین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
انکی خلاصی کیواسطے فجر کی نماز مین قنوت بھی پڑہا ہے اور پکار کر آپ یہہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ
اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَعَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ وَسَلَمَۃَ بْنَ ھِشَامٍ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ آخر کو ان ظالمونکے ہاتھہ سے چھوٹکے شرف صحبت فیض موہبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حاصل کیا اور آپ ہی کے قدمونپر اپنی جانکو فدا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
ملبوس خاص مین یعنے قمیص مبارک مین کفنا کے دفن کیا چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکے وفات
کیوقت یہہ ندبہ فرمایا ہے ؎ اَبْکِیْ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ اَبْکِیْ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ
فَتَی الْعَشِیْرَۃِ اور انکے عجائبات معاملونسے ایک یہہ ہے کہ کافرونکی زبردستی سے جنگ بدر مین
جاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے مقابل مین کھڑے ہوے تھے جسوقت کافرون نے
شکست کہائی اور مسلمانون نے کافرونکو پکڑکے قید کیا اور فدیہ لیکر چھوڑا اسوقت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ
بھی پکڑے گئے تھے یہ بھی روپیہ دیکر چھوٹے پھر اپنا اسلام ظاہر کیا لوگون نے کہا کہ فدیہ دیکے

پہلے کیون نہ اسلام ظاہر کیا انہون نے جواب دیا کہ مین نے اندیشہ کیا کہ اگر فدیہ کے ادا کرنے کے پہلے مین
اپنے اسلام کا اظہار کرتا یہون تو لوگ ایسا سمجھینگے کہ فدیہ کے معاف کرانیکو اسطے اسلام کا اظہار
کیا ہی یہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنے کیواسطے اور جب مین نے فدیہ کو ادا کیا تو یہہ وہم جاتا رہا
پھر بے دغدغہ اور دہشت کے اظہار اسلام کا کیا مین نے حاصل کلام کا ولید کی اولاد سب ایسے قابل اور
کام والے اور جوان خوش رو اور خوش شکل تہے کہ تمام قریش کے قبیلے مین انکی مثال دی جاتی تہی
اور جو مال کی کثرت اور اولاد کی بہتایت بدون ریاست اور حکومت کے رونق نہین رکہتی ہی اسواسطے
اسکو ریاست اور حکومت اور عزت بہی انتہا درجہ کی دی ہمنے وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا اور تیاری کی ہمنے
اور مضبوط کی ہمنے اسکے واسطے مسند ریاست کی اچہی طرح کی تیاری چنانچہ تمام قریش بہ مشکل کام مین
اسیکی طرف رجوع کرتے تہے اور اسکو اپنا حاکم جانتے تہے یہان تک کہ قریش کے قبیلے مین وہ ذوالقرنین
کر کے ملقب ہوا تہا ایک تو وحید اسواسطے کہ اپنے اوصاف کمال مین یکتا تہا اور قابلیت کے فنون مین جیسے
شعر وغیرہ بڑا کمال رکہتا تہا اور اسکو ریحانہ قریش بہی کہا کرتے تہے یعنے قریش کا گل اسکی خوش اخلاقی
اور خوبصورتی کے سبب سے لیکن باوجود اسقدر کثرت نعمت اور ثروت کے اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا تہا
کہ کبہی شکر کا کلمہ اسکی زبان سے نہ نکلا اور سوائے بت پرستی اور لات اور عزی کی پرستش کے دوسری چیز
کو بہی نہین جانتا تہا اور ہمیشہ مالی کی زیادتی کی فکر مین مصروف رہتا تہا اور اگر رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کبہی اسکے سامنے بہشت اور اسکی نعمتون کا ذکر فرماتے تو سنکے کہتا تہا کہ یہہ شخص اگر بہشت کی
تعریف مین سچا ہی تو یقین کامل ہی کہ حق تعالی نے اس گہر کو میرے واسطے پیدا کیا ہی اسواسطے
کہ میرے سوائے کوئی شخص اس نعمت کا مستحق نہین ہی ایسی اسکی ناشکری اور حرص کیطرف اشارہ
ہوتا ہی کہ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ پھر باوجود ان نعمتونکے جو وہ رکہتا ہے اور اسکا شکر بہی ادا
نہین کرتا ہی پھر بہی امید اور طمع رکہتا ہی کہ ہم اسکو دنیا اور آخرت کی نعمتین زیادہ کرین گے كَلَّا ہرگز
یہہ طمع اسکو رکہنا نچاہیے اسواسطے کہ اِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا بے شک وہ ہی ہمارے وانکی آیتون سے
عناد کرنیوالا اور ہمارے کلام سے دشمنی رکہنے والا اور ہمارے کلام سے دشمنی گویا ہمین سے دشمنی ہی

اور اپنے منعم اور محسن سے دشمنی رکھنا پہلی نعمتوں کے زوال کا موجب ہی پھر زیادتی نعمتوں کی امید رکھنے
کا کیا ذکر ہی تاریخ اور سیر والوں نے لکھا ہی کہ ان آیتوں کے نازل ہونیکے بعد پی در پی اسکے مال
اور اسباب میں نقصان ہونا شروع ہوا یہان تک کہ فقیر ہوکے مرگیا اور عناد کے معنے کفر میں
ہین کہ جان بوجھکے حقکو باطل کرنے اور حق بات کی خرابی کے پیچھے پڑے اور کفر کی قسمونمیں سخت
قسم یہہ ہے اسواسطے کہ کفر کی قسمیں چار ہین ایک تو کفر شک کا ہی چنانچہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے کے کافر اسی قسم کے تہے اور انہی کے حقمیں یہہ آیت قران شریف کی نازل ہوئی ہی بَلْ هُمْ
فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي یعنے بلکہ وے لوگ شک میں ہین میرے ذکر سے اور دوسرا کفر جہل اور
نادانی کا جو حق کو حق نجانے چنانچہ اکثر مکہ کے مشرک اسی قسم کے تہے اور انہی کے حقمیں قران شریف
میں آیا ہی وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَأَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَجْهَلُونَ
یعنے حقتعالی فرماتا ہی کہ اکثر انکے بوجھتے نہین ہین اور اکثر لوگ نہین جانتے ہین اور بلکہ وے قوم
نادان ہین اور تیسرا کفر حجود اور انکار کا کہ جان بوجھکے اقرار نکرے اور اسکو نمانے چنانچہ اہل کتاب کے
حقمیں ارشاد ہوا ہی کہ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ
وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنے حقتعالی فرماتا ہی کہ جن لوگونکو دی
ہی ہمنے کتاب وے پہچانتے ہین اس رسول کو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنے بیٹونکو اور بے شک ایک فرقہ
انمیں سے بیآیتہ چہپاتا ہی حقکو اور حال یہہ ہے کہ وے جانتے ہین اور فرعون اور اسکی قوم کے
حقمیں بہی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے کہ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا
یعنے انکار کی اس معجزے کے اور یقین جانا اسکو جانو اُنکی نے ظلم اور تکبر کے سبب سے اور جو تہا کفر
عناد سی جو باوجود پہچان نے حق کے اسکی انکار پر اڑ جاوے اور اسکے باطل کرنیکے پیچھے پڑے اور
واہی تباہی شبہے نکال کے سچی دلیلونکو اوڑا دیوے اور بالکل حق کے مقابلہ میں اجاوے اور ولید
بلید کا بیان یہہ ہے کہ ایک روز مکہ معظمہ کی مسجد میں یہہ بہی تہا تہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی
تشریف رکہتے تہے اسوقت سورہ حم السجدہ آپ پر نازل ہوئی اور آپ کی عادت شریف ایسی تہی

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قران شریف سنکے بعد آپ اُسے دُہراتے تہے اسی عادت کے
بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورتکو پڑھنا شروع کیا اور جب آپ نے دیکہا کہ ولید
بہی سنتا ہی تو آپ نے پہر اس سورتکو اسے سنایا اور بعضی روایتونمین ایسا آیا ہی کہ سورہ حم المومن
کو ابتدا سے الیہ المصیر تک آپ نے اسکو سنایا اور اُسنے بہی خوب تامل اور غور کرکے سنا اور اپنی
قوم یعنے بنی مخزوم کے لوگون سے کہا کہ مین نے آج جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانسے سنا
انصاف تو یہہ ہی کہ یہہ کلام نہ آدمی کا ہی نہ جن کا اسواسطے کہ اسکلام مین ایسا لطف اور مزا ہی کہ
کسی کلام مین یہہ بات پائی نہین جاتی اور اسکلام پر انوار چمک رہے ہین اور اسکلام کی شاخین میوہ سے
پر ہین اور اسکلام کی جڑ بڑی موثی اور مضبوط ہی اور یہہ کلام سب کلامونپر غالب ہی اور یہہ کلام
برگز مغلوب ہونیوالا نہین ہی پہر جب وہ اس مجلس سے اُٹہہ کے چلا گیا تو یہہ خبر لوگون نے ابوجہل کو
پہنچائی اور کہا کہ آج تو ولید کو بہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باتونکا فریفتہ کرلیا اور ولید نے بہی
محمد کے دین کیطرف میلان کیا اسبات کے سنتے ہی ابوجہل دوسرے قریش کے کئی رئیسونکو اپنے
ساتہہ لیکر ولید کے گہر مین گیا اور کہا کہ مین نے ایک عجیب بات سنی ہی کہ تم بہی محمد کے دین کیطرف
جہکے اور روٹی اور شوربا جو ابو قحافہ کا بیٹا یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد اور انکے ساتہیونکے واسطے
پکاکر لاتا ہی اور وے سب ساتہہ مل کے کہاتے ہین اسکے کہانے کی رغبت تمہارے بہی دلمین پیدا ہوئی
یہہ بات سنتے ہی ولید غصہ مین آیا اور کہنے لگا کہ میری ثروت اور مالداری کا حال تمکو خوب معلوم ہے
کہ محمد اور اسکا یار ابو قحافہ کا بیٹا میرے دروازے کے فقیر کی بہی برابری نہین کرسکتے ہین مجہکو انکے کہانے
کیا پروا ہی ابوجہل نے کہا کہ اگر حقیقت مین یہی بات ہی اور اپنی باتمین تم سچے ہو تو اسیوقت مسجد مین
چلو اور مین سب قریش کے قبیلے کے سردارونکو جمع کرتا ہون تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ مین مشورہ
کرین پہر اسیوقت ولید اُٹہہ کہڑا ہوا اور ابوجہل کے ساتہہ مسجد مبارک مین آیا اور جتنے قریش کے
قبیلے اور اسکے سردار تہے سب جمع ہوے جیسے ابوجہل اور ابولہب اور ابوسفیان اور نضر بن الحارث
اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور یہ سب سردار ولید کیطرف متوجہ ہوے اور کہا کہ بتلاؤ

سخت مشکل درپیش ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعوی کرتے ہین اور
ایک کلام پڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ کلام خدا تعالی کیطرف سے مجھہ پر نازل ہوتا ہے اور اب حج کا
موسم آپہنچا ہے ہزارون لوگ ہر طرف کے اس شہر مین آوین گے اور انکے احوال اور انکے دعوے
اور اس کلام کے حال سے ہمسے پوچھین گے سو ہم مین سے بعضے تو اس شخص کو شاعر کہتے ہین اور
اسکے کلام کو شعر کہتے ہین اور بعضے اس شخص کو مجنون اور دیوانہ کہتے اور اسکلام کو بڈیان اور یہود
کوئی کہتے ہین اور ان دونون باتونمین آسمان زمین کا تفاوت ہے اگر اسطرح کا اختلاف لوگ ہمسے
سنینگے تو ہمکو نافہم اور نادان کہین گے ایک بات ہمکو مقرر کیا چاہیئے تاکہ جو شخص باہر سے آوے اور
ہمسے پوچھے تو ہر شخص ہم مین سے وہی ایک بات کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننے کے لوگ فریفتہ
نہو جاوین اور اسکی طرف میلان نکرین اور تمکو حقتعالی نے ہم سب مین بڑا کیا ہے اور عقل اور دانائی
اور تجربہ اور ملکو نمین پہنچانا اور بستیونکی سیر کرنا ان سب چیزونمین تمکو ہمپر امتیاز دیا ہے اسواسطے
ہم سب نے تمہاری طرف رجوع کی ہے سو اس امر مین جو ایک بات تم ٹہرا دو اسیطرح ہم اس شہر
مکہ مین منادی کردین کہ سوائے اسبات کے کوئی اپنی زبان پر دوسری بات نہ لاوے سب وہی ایک بات
کہین ولید یہہ بات سنکے سرنگون ہوا اور چپ رہا پھر تامل کے بعد کہنے لگا کہ اگر تم اسکلام کو شعر اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہوگے تو اسیوقت ملزم ہوجاؤگے اسواسطے کہ مین نے عبید بن الابرص اور
امیہ بن ابی الصلت اور دوسرے قدیم شاعرونکے شعر سنے ہین اور مین نے اسمین خوب غور کیا ہے سو یہہ
محمد کا کلام شعر ہرگز نہین ہے اور محمد کو شعر کہنے کا سلیقہ بھی نہین ہے اور اگر اسکلام کو کہانت
کہوگے اور محمد کو کاہن ٹہراؤگے تو بھی الزام کہاؤگے اسواسطے کہ کاہن کا کلام کبھی سچ ہوتا ہے اور کبھی
جھوٹہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین کبھی ہمنے جھوٹہ سنا ہی نہین اور اگر اسکلام کو بڈیان
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہوگے تو بھی خفیف اور ذلیل ہوگے اسواسطے کہ مجنون ہمیشہ بیہودہ
بکا کرتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کون سی علامت جنونکی تمنے پائی ہے جو اسکو مجنون کہوگے
اسکے کلام مین تو بالکل حکمت اور نصیحت بھری ہوئی ہے اور اگر اسکلام کو سحر کہوگے اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو ساحر کہو گے تو یہی تمہاری بات بن پڑیگی اسواسطے کہ سحر مین بعضے کلمے مہمل اور بے معنی ہوتے ہین اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر سے دنیا کا نفع چاہتا ہی اور مال کماتا ہی اور یہہ کلام معنو نہین ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مال کی اور دنیا کے نفع کی کچھہ پرواہ بھی نہین ہی پھر ان سب چیزونکو بیان کرنے اور باطل کرنیکے بعد بہت غور اور تامل کیا اور داہنے بائین اپنے دیکھا اور نہایت فکر اور رنج سے غصہ مین آیا آخر کو چپ ہو کے بیٹھہ رہا قریش کے سرداروں نے جب اُسکا یہہ کلام سنا اور اُسکا یہہ حال دیکھا تو کہنے لگے کہ پھر اب تدبیر اسکی کیا ہی ہم لوگونسے کیا کہین ولید پلید نہایت فخر اور تکبر سے کہنے لگا کہ اصل حقیقت یہہ ہی کہ یہہ بابل کا جادو ہی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحیح سند سے پہنچا ہی اور یہہ بابل کا جادو اور جادوگونکے سوا سے ہی اور اسکے جادو ہونے پر بڑی قوی دلیل یہہ ہی کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہی اور انکے کہنے سنے کو مانتا ہی وہ اپنے ماپ مان جورو اولاد سے بیزار ہو جاتا ہی اور سبکو چھوڑ دیتا ہی اور یہی سحر کی خاصیت ہی کہ جورو خاوند مین اور باپ بیٹے اور مان بیٹی مین جدائی اور تفرقہ ڈال دے جسنے قریش کے سردار سے اسبات کے سنتے ہی اُس ولید بہت شاد دل اور فرحان ہوے اور اسکی عقل اور دانائی پر تحسین اور آفرین کی کہ خوب ہی بات سوچی تیسرے پہر اسیوقت مکہ کے شہر مین منادی کر دی کہ آج سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا کرو شاعر اور کاہن اور مجنون کوئی مت کہو سو اس قصہ سے معلوم ہوا کہ اُسنے قران کی حقیقت اور اسکے نزول کی کیفیت کو خوب دریافت کیا تہا لیکن باوجود اس دریافت کرنے کے اسکی حقیقت کے باطل کرنے مین کوشش کرتا تہا اور جو لوگ اُسسے اسلام کی تدبیر کو پوچہتے تہے انکو کفر کی تلقین کرتا تہا سو باوجود اس عناد اور دشمنی کے اپنے منعم کے کلام سے اور اسکے رسول سے اُسکی زیادتی نعمت اور بخشش کی توقع کسی طرح رکہتا ہے سو جسطرح وہ کفر مین ترقی کر کے اعلی مرتبے کفر کو پہنچا ہی یعنے کفر عناد کو جو ابلیس کا منصب ہی اسیطرح سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا نزدیک ہی کہ دوزخ مین اسکو تکلیف صعود کے اوپر چڑہنے کی دین گے ہم اور صعود نام ہی دوزخ کے پہاڑ کا جو دہکتی آگ سے بنایا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ چڑہائی اسکی پچاس برس کی راہ ہی جو کافر معاند ہی اسکو دوزخ موکل فرشتے

زبردستی اوپر اسکے چڑہاوین گے اور اسکی کوشش کا یہہ حال ہے کہ جوہین کافر اسپر ہاتہہ رکہے گا
بس رکہتے ہی جل کے بہسم ہوجاوینگا اور پہر اسیوقت نیا بنے گا اور پہر جلے گا اور اسیطرح انکے پاؤنکا
حال ہوگا کہ اُسپر رکہتے ہی جل جائینگے اور پہر نئے بنینگے اسی تکلیف اور مشقت سے اسکو زبردست
فرشتے کہینچینگے پہر جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے گا تو اسکو اوپر سے نیچے کو ڈہکا دینگے کہ نیچے لڑہکیگا
پہر اسکو مار مار کے اوپر چڑہاوینگے اور پہر گراوینگے اور اسی عذاب مین ابدالاباد تک رہیگا اور اس
معاند کافر کو خاص اس قسم کے عذاب مین مبتلا کرنا اس سبب سے ہوگا کہ وہ یہی اپنی فکر کی حرکت مین درجہ بدرجہ
مطالب سے مبادی کو صعود کرتا تہا اور پہر قرب حق سے اپنی تئین پائین مین گراتا تہا اور اپنی قدیم کی
جہل مرکب مین غوطے کہاتا تہا اور حق پر قائم نہ رہتا تہا سو اسطرح کا عذاب اسکے افعالونکی موافق سزا ہے
اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ اِنَّهٗ فَكَّرَ بے شک اُسنے فکر کرنا شروع کیا قرآن مجید کے حالمین کہ آیا یہہ
قرآن حقتعالی کا کلام ہے یا بشر کا کلام وَ قَدَّرَ اور اپنے ذہن مین جتنی احتمالین اور شقین ہین سبکو جمع
کیا اور اندازہ کیا اپنے لگے لگا کہ قرآن شریف ان احتمالونسے خالی نہین ہے یا تو شاعر کا کلام ہے یا
ساحر کا کلام ہے یا کاہن کا کلام ہے یا مجنون کا اور ان احتمالونمین حصر کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ کلام یا کسی بڑے
فکر اور خیال والے آدمی کا ہے تو احتمال پہلا ہے یا کسی نادان فاسد خیال والے آدمی کا ہے تو احتمال چوتہا ہے
اور یا یہہ کلام جن کا ہے آدمی کا نہین ہے پہر اگر آیندہ کے حادثونکا عالم کسی آدمی پر القا کرنا منظور ہے تو تیسرا
احتمال ہے جسکو کہانت کہتے ہین اور اگر کوئی تاثیر عالم مین حادث کرنا منظور ہے تو احتمال دوسرا ہے یعنے
سحر ہے فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ پہر مارا جائیو اور لعنت ہو جیو اُسپر کیسا بے ربط اندازہ کیا کہ واقعی چیز کو
احتمال کیطور پر بہی خاطر مین نہ لایا یعنے یہہ شبہے اور احتمال سے بہی نکہا کہ یہہ کلام کلام الہی ہے آدمی
اور جن کا کلام نہین ہے سو اس احتمال کو چہوڑنا انتہا درجے کے عناد پر دلالت کرتا ہے اور اس احتمال
کے چہوڑنیکے سبب سے لعنت اور پٹکار کا مستحق ہوا ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ پہر لعنت کی جاوے اُسپر کیسا برا
اندازہ کیا اسواسطے کہ شقونکے بیان کرنیکے مقام مین اور احتمالات کے بیان شروع کرنے مین جو احتمالات
ظاہر الفساد ہین انکو ذکر کرنا فکر اور نظر سے صراحۃً خارج ہے اور یے جتنے احتمال بیان کئے ہین ان سبکا

فساد ظاہر ہی اسواسطے کہ قرآن شریف مین شعر اور رودی کی علامتونسے قافیہ کا التزام تو البتہ پایا جاتا ہے
اور سواے اسکے کوئی علامت شعر کی اسمین نہین ہی اور متخیلہ مقدمات سے مرکب بہی نہین ہے
بلکہ قافیہ کا التزام بہی جو اسمین پایا جاتا ہے سو شعر کے قافیہ کے دستور کے خلاف ہی چنانچہ یہہ بات
تامل اور غور کرنے سے معلوم ہوتی ہی پہر جو علامتین نہین ہین انکی طرف خیال نکرنا اور ایک علامت
جو فی الجملہ پائی جاتی ہے اسی کو پکڑ لینا اور اسی احتمال کو ترجیح دینا یا کمال غفلت سے ہے یا کمال عناد سے
اور سحر کی علامتونسے اسکلام الہی مین ایک تاثیر توانتہا درجے کی پائی جاتی ہی اور سواے اسکے
جتنی علامتین سحر کی ہین اُنکا لگاؤ بہی اسمین نہین پایا جاتا ہے چنانچہ شیطانونکے نام لینا اور اُنسے مدد
چاہنا اور انکی التجا کرنا جو سحر کے لوازمات سے ہے انکی بو بہی اسکلام مین نہی ہی اور مہمل اور بے ربط
لفظونسے یہہ کلام پاک بالکلی بری ہی سو فقط تاثیر کے لحاظ سے اسکلام اعجاز نظام کو سحر کہنا وہی مثل
ہوی کہ جو سفید ہی سو کپڑا ہی اور جو گول ہی سو طشت ہی بلکہ یہہ کلام پاک تو شیطانونکی برائی اور سحر کی
مذمت اور شیطانونسے استعانت کی ممانعت اور اُنکی اتباع اور پیروی سے اپنی تئین بچائے رکہنے
مین پُر ہی اسکو سحر نکہے گا مگر معاند اور کہانت کی علامتونسے اسکلام پاک مین غیب سے خبر دینا تو البتہ
پایا جاتا ہے لیکن کاہن جنزئیہ کونیہ سفلیہ معارف سے خبر دیتا ہے اور یہہ کلام اعجاز نظام کلیہ الہیہ علویہ معارف کا
نشان بتلاتا ہے اور گذری امتونکے قصے اور حشر اور نشر اور معاد کے واقعون اور احوالونکو بیان کرتا ہے
اسکلام کو کہانت کی تہمت لگانا وہی زرباف اور بوریا باف کی حکایت ہے اور مجنونون کے بذیان کی علامتونسے
اسکلام پاک مین وے امورات جو عقل سے دور ہین البتہ پائے جاتے ہین لیکن اسکلام مین اُن امرونکو
جو عقل مین نہین آتے ہین واضح دلیلون اور قوی برہانونسے ثابت بہی کیا ہے اور اسطرح توضیح کی
ہی اور ایسی ایسی تمثیلین اُسکی بیان کین ہین کہ وُہ استبعاد اور عقل مین نہ آنا بیخ اور بنیاد سے اُکھڑ گیا ہے
پہر بہی اسکلام پاک کو مجنونکا کلام کہنا گل کو خار اور یار کو اغیار جاننا ہے سو ایسے احتمالونکے ذکر کرنے سے
جنکا بطلان صراحۃً ظاہر ہی پہر دوسری مرتبے لعنت کا مستحق ہوا اور سواے اسکے اُسنے استعدادی
یہی اکتفا نکیا بلکہ ثُمَّ نَظَرَ پہر دیکہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال مین کہ ان احتمالونکے لوازمات اُنمین

پائے جاتے ہین جیسے یہہ کلام شعر ہے تو چاہیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عروض اور قافیہ اور شعر کی موزونی
کو سیکھے ہووین اور شعر کہنے کی مشق کی ہو اور اس فن کے ماہروں کے پاس برسون آمد رفت رکھی ہو اور
انکی شاگردی کی ہو اور اگر سحر ہے تو چاہیئے کہ ساحرونکی صحبت مین رہے ہون اور جن اور شیطانونکی
تسخیر کے عملونکو اُنسے سیکھا ہو اور اگر کہانت ہے تو چاہیئے کہ بت خانونمین اور دوسری شیطانی
مجلسونمین آپ نے برسون آمد و رفت کی ہو اور عام و خاص کے سوالونکے جواب دیتے رہے ہو اور انکی
خبرین کبھی جھوٹھی کبھی سچی ہوتی رہی ہون جسطرح کاہنونکی عادت ہے اور اگر بدیان جنونکا ہے تو
چاہیئے کہ سوداوی خلط کا غلبہ اور نادانی اور بے تمیزی اور خبط اور مخلوط کلام آپ مین پائے جاتے ہون
ثُمَّ عَبَسَ پھر اپنے مونہہ کو بگاڑا اور تیور چڑہائے اس سبب سے کہ ان لوازمات سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات مبارک مین کوئی بات نپائی گئی تاکہ اُس احتمال کو مقرر کرکے ترجیح دیو وَبَسَرَ اور
چین برجبین ہوا کہ مجھکو احتمال متروک اختیار کرنا پڑا یعنے اب یہہ کہنا پڑا کہ یہہ کلام متعالی کا کلام ہے اور
فرشتے کیواسطے سے پہنچا ہے اور یہہ بات اپنے اور اپنی قوم کے مذہب کے خلاف ہے اور جو احتمال والی
شقون کے لوازمات کے اثبات سے ناامیدی اور شق متروک کے اختیار کرنے کے کارنج ایک ہی زمانے
مین تہا اسواسطے ثم کے کلمہ کو عبس اور بسر کے درمیانمین نلائے بلکہ واؤ کو لائے تاکہ اجتماع پر دلالت
کرے ثُمَّ اَدْبَرَ پھر پیٹہہ دی اور پھرا اُس شق سے جو واقعی اور حق تہی اور اپنی عروجی حرکت سے
نزول کیا اور اُنہین احتمالونسے جو اسکے ذہن مین جمے ہوئے تہے اور پہلے انکو باطل کرچکا تہا ایک کو انمین
سے عناد اور تعنت کی راہ سے اختیار کرلیا اور رجعت قہقری کی یعنے اُلٹا پھرا وَاسْتَكْبَرَ اور تکبر کیا
اِسسے کہ کوئی مجھکو اس شق کیطرف رجوع کرنے سے طعن اور تشنیع کریگا اور یہہ کہے گا کہ اپنی باطل کی ہوئی
شق کیطرف پھر نا مناظرے والونکے نزدیک بہت معیوب بات ہے سو تم کیون اسکی طرف پھرے اسواسطے
کہ مین کسیکی پرواہ نہین رکہتا ہون یا اسسے مراد یہہ ہے کہ تکبر کیا شق حق کے اختیار کرنے سے باوجود اُسکے
متعین ہونے کے گویا کہ اُسکے نفس نے تکبر کے سبب سے اسباتکو گوارا نکیا کہ اس شق کو اختیار کرے اور اقرار
کرے اسباتکا کہ مین اتنی مدت دراز خطا پر تہا بلکہ یہہ بھی نکیا کہ اس باطل احتمال کو تردد کے مقام مین

ذکر کرے اور یہہ کہے کہ ابتک یہہ احتمال اور یہہ شک بالکل میرے دل سے زایل نہین ہوا ہی اسکے ابطال
مجھکو دغدغہ ہی بلکہ اس باطل احتمال مین حصر کا دعوی کرتیہا اور حق کے احتمال کیواسطے تصور کی بھی گنجایش
نچھوڑی فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ پھر بولا نہین ہی یہہ کلام مگر جادو نقل کیا گیا بابل سے
یا عجم سے یا دوسرے پہلے ساحرونسے اور یہہ قید اسواسطے بڑہائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکھے
اسکی باتکو کوئی جھوٹہلانڈالے اسواسطے کہ آپکا حال ساحرونکے مخالف تہا یہہ نتیجہ نکالنے کیوقت بھی
حق احتمال کی مطلق نفی کردی اور کہا کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہین ہی یہہ کلام مگر کہا ہوا آدمی کا کسیے
یون کہتا کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ اَوْ كَلَامُ الْاِلٰهِ یعنے نہین ہی یہہ کلام مگر جادو یا اللہ تعالی کا کلام ہے
تو کچھہ بھی بوجھنے بوجھانے کی راہ کہلی رہتی اور اسکو بھی دوسری مرتبے غور اور تامل کرنے مین جو شک کہ
حق ہی اسکی ترجیح ممکن ہوتی اور جو اُسنے اس پانچوین شق سے جو حق اور واقع ہی اسطرح کا انکار اور
تکبر کیا تو اس اعراض اور استکبار کی جزا مین بالضرور سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ قریب ہی کہ داخل کرین گے
ہم اسکو دوزخ مین جسکا نام سقر ہی اور یہہ دوزخ کا پانچوان طبقہ ہی اور حقتعالی کے غضب اور قہر کا مظہر
اتم ہی اور غضب الہی کی عظمت کے آثار جو اس طبقہ مین ظہور کرتے ہین کسی بشر کو اسکا حال معلوم نہین ہے
وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کیا جانا تمنے اگرچہ تمام مخلوقات سے مظاہر البیہ کے جمالیہ ہون یا جلالیہ تم اعظم ہو کہ
مَا سَقَرُ کیا ہی سقر انتہا اسکی تعریف اور توصیف مین جو کہہ سکتے ہین وہ اسقدر ہی کہ لَا تُبْقِيْ ہرگز باقی
نہین رکہتی کسیکو جو اسمین ڈالا جاتا ہی یہان تک کہ اسکو بالکل نیست اور نابود کردیتی ہی وَلَا تَذَرُ
اور نہین چہوڑتی اسکو جلانے کے بعد بھی بلکہ پہر اسکو درست کرتی ہی اور پہر جلاتی ہی ابدالاباد تک یعنے
ہمیشہ یہی کام اسکا ہی جسطرح یہہ معاند یعنے ولید پلید شق باطل کو نہ ثابت کرسکتا تہا اور نہ اسکو چہوڑ
سکتا تہا اور اس سقر مین ایک صفت دوسری یہی ہی کہ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ جلانے والی اور تعرض کرنیوالی
ہی فقط آدمیونکو نہ موکل فرشتونکو اور نہ ہانکے سانپ بچہونکو اور نہ مکہی اور کلنی کو اور نہ سیہنڈکے درخت کو
بلکہ اُنسے کچھہ بھی تعرض نکرے گی اگر ان چیزونکو بھی جلا دیتی تو ان چیزونکے عذاب سے آدمیونکو نجات
ہوتی اور تہوڑی تخفیف عذاب مین ہوجاتی اور لَوَّاحَةٌ کی لفظ ماخوذ ہی عرب کے قول سے یعنے

لاحۃ العطش سے یہہ اسوقت بولتے ہین جب اندر جل جاوے اور مونہہ سیاہ ہوجاوے
اور بعضے مفسرون نے اسکجہہ پر بشر کو جمع بشرہ کی کہا ہی جو ظاہر بدن کے پوست کے معنون ہے
لیکن لاتبقی ولاتذر کے بعد جلانے اور جلا کے سیاہ کردینے کا ذکر مناسب نہین ہے اسواسطے
کہ قوی تاثیر کے بعد ضعیف تاثیر کو ذکر کرنا بلاغت کے آئین سے دور ہے اور قرآن شریف مین بشر کی
لفظ بشرہ کی جمع مین کہین مستعمل بہی نہین ہوی ہے یہان نہ دوسری سورتون مین پہر اس لفظ کو غیر
معنون مین مستعمل کرنا بہتر نہین ہے اور ان عذابون کے سوا ایک عذاب مستقل دوزخیون کو اور ہے اسب سے
زیادہ یعنے دوزخ کے موکلونکی تعدی اور زبردستی کہ آگ کے گرزونسے مارینگے اور آگ کی زنجیرون اور
طوقون سے انکو جکڑینگے اور کبہی گہسیٹینگے اور کبہی ڈبکے لینگے اور اپنی دہشتناک شکلین دکہلاکے اقدام
ناک مین کرینگے اور ہر وقت اور ہر لحہ موتکا مزا چکاوینگے اسواسطے کہ علیہا اس دوزخ پر داروغہ مقرر
ہین تسعۃ عشر انیس شخص فرشتونسے حدیث شریف مین آیا ہی کہ ان فرشتونکی انکہین برق
کیطرح چمکتی ہونگی اور انکی آواز تندر کیسی ہوگی اور انکے دانت بارہ سنگہے کے سینگہ کیطرح اور انکے
بال اسقدر دراز ہونگے کہ دامن کیطرح زمین پر گہسٹتے ہونگے آگ کے شعلے فوارے کیطرح انکے مونہہ سے
نکلتے ہونگے ایک کاندہے سے انکے دوسرے کاندہے تک ایک سال کی مسافت ہوگی ہتہیلی انکی اسقدر
دراز ہوگی کہ ستر ہزار آدمیونکو ایک مرتبے مٹہی مین لیکر جہان چاہین وہان پہینک دیوین مہربانی اور
نرمی انکے دل سے نکال ڈالی گئی ہی اور ان فرشتون کے انیس ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ دوزخ غضب الہی کے
ظہور کا محل ہے سو جسطرح رحمت الہی کسی امر کے سرانجام پر جسوقت کہ متوجہہ ہوتی ہے تو تمام مخلوقاتکی روحانیت
اس رحمت الہی کے کارخانیکو سرانجام دینے کیواسطے خادم ہوجاتی ہین تاکہ مشیت اور خواہش الہی خلعت
ظہور کی پہنکے جلوہ گر ہووے چنانچہ اسی مضمونکو اس قطعہ مین بیان کیا ہے نظم ابر و باد و
فلک و شمس و قمر کام مین ہین ہ کہ تو روٹی کو جو پیدا کرے غفلت سے نکہائے ہ ہینگے گشتہ و محکوم
بے سب تیرے لئے ہ منصفی یہہ نہین جو حکم سے تو یون پہر جائے ہ اسیطرح جب غضب اور قہر الہی کسیکام کے
جاری کرنے مین متوجہہ ہوتا ہے تو یہی تمام مخلوقاتکی روحانیتکو اس خدمت کے سرانجام سے چارہ نہین

سو منصب الہی کے کارخانہ کو جو دوزخ ہے کئی فرشتو نکا ہونا اسکے سرانجام کیواسطے ضروری ہوا
سو پہلا فرشتہ وہ ہے جو عرش مجید کی روحانیات سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکا نام مالک ہے کہ تمام عمر اسکو
ہنسی نہین آئی بلکہ اسکے چہرے پر خوشی کے آثار ہرگز کبھی معلوم نہین ہوے اور یہہ فرشتہ دوزخ مین
بادشاہونکے قایم مقام ہے اور دوسرے سب فرشتے اسکے محکوم اور تابعدار ہین حکم کرنے کی خدمت
اسکو سپرد ہے اور دوسرا فرشتہ وہ ہے جو گرمی کی روحانیات سے علاقہ رکھتا ہے اور دوزخ کے طبقونمین
لوگونکو تقسیم کرنا اور عذاب کا اندازہ ہر ایک کیواسطے مقرر کرنا اسکا منصب ہے اور یہہ مالک کے
دیوان اور دفتر کے قایم مقام ہے اور تیسرا فرشتہ وہ ہے کہ ساتوین آسمان کی روحانیت سے علاقہ
رکھتا ہے جو زحل کا مکان ہے اور دوزخیونکے بدنونکو محفوظ رکھتا تاکہ دوزخ کے عذاب کے صدمہ سے بالکل
نیست نہو جاوین اور ان بدنونکو ہمیشگی کے وجود کا مستعد کرنا اور ہر ساعت اور ہر لحظہ نیا چمڑا درست کر دینا
اور انکے جلے ہوے بدنونکو ہر وقت نیا کر دینا اسکا کام ہے اور وہ مالک کی میر عمارت کے قایم مقام ہے اور چوتھا
فرشتہ وہ ہے جسکے چہرے مین آسمانی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے جو مشتری کا مقام ہے اور دوزخیون کے
آپسمین جھگڑا ڈال دینا اور تابع اور متبوع لوگونکو آپسمین لڑا دینا اور ایک کا دوسرے پر لعنت کرانا یہہ اسکا
کام ہے چنانچہ قرآن شریف مین کئی جگہہ یہہ مضمون مذکور ہے اور وہ مالک کے قاضی کے قایم مقام ہے
اور پانچوان فرشتہ وہ ہے کہ پانچوین آسمانی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے جو مریخ کا مکان ہے اور
دوزخیونکو پکڑنا اور باندھنا اور کھینچنا اور مارنا اور زخمی کرنا اسکا کام ہے اور وہ مالک کے کوتوال اور جلاد اور
میر عذاب کے قایم مقام ہے اور چھٹا فرشتہ وہ ہے کہ چوتھے آسمانی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے
جو آفتاب کا مکان ہے اور دوزخیونکے باطل اعتقاد اور برے کام کو ظاہر کرنا اور ندامت اور
شرمندگی انپر ڈالنا تاکہ عذاب روحانی مین گرفتار ہوین یہہ سب اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے
میر تعلیم اور تامل کے قایم مقام ہے اور ساتوان فرشتہ وہ ہے کہ تیسرے آسمانی روحانیت سے
علاقہ رکھتا ہے جو زہرہ کا مکان ہے اور دوزخیونکو رونا اور پیٹنا اور چلانا اور واویلا کرانا اور زفرادو
شیہق یاد دلانا اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے رقاصونکے قایم مقام ہے اور آٹھوان فرشتہ

وہ ہے کہ دوسرے آسمانی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے جو عطارد کا مکان ہے اور دوزخ والو
احوال ایک فرقے کے دوسرے فرقے کو پہنچانا اور عذابکی کیفیت ایک کی دوسرے کو سنانا تاکہ خویش اور
اقربا اور دوستوں کے دل اس احوال کے سُننے سے رنج اور الم اور حسرت مین گرفتار ہوون یہہ سب اسکا
کام ہے اور وہ اُس عالم کے جاسوس اور ہرکارے اور قاصدونکے قایم مقام ہے اور نوان فرشتہ
وہ ہے کہ پہلے آسمانی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے جو ماہتاب کا سیرگاہ ہے اور دوزخیونکے زخمونکو پکانا اور
پیپ اور خون اور بدبو اسمین پیدا کرنا اور انکو پھوڑے بہانا اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے جراحونکے
قایم مقام ہے اور دسوان فرشتہ وہ ہے جو آگ کے کرہ کی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے اور دوزخیون
آگ دہکانا اور جہنگاریان اُسسے اُڑانا اور دوزخیونکے بدنونکو پکانا اُسسے متعلق ہے اور وہ اُس عالم کے
باورچی کے قایم مقام ہے اور گیارہوان فرشتہ وہ ہے جو ہوا کے کرہ کی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے اور
دہوین کا اُٹھانا اور دوزخیونکے مسامونمین پہنچانا اور گرم ہوا زہردار کو بہانا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم کے
فراش کے قایم مقام ہے اور بارہوان فرشتہ جو پانی کے روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے اور زمہریر کے
طبقہ کو آراستہ اور درست کرنا اور ٹھنڈک اور کپکپی دوزخیونکے بدنونمین پیدا کرنا اسکا کام ہے اور وہ
اس عالم کی میرسقائی کے قایم مقام ہے اور تیرہوان فرشتہ جو خاک کی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے
اور دوزخیونکے بدنون اور ہر عضو کو بڑا اور بھاری کرنا چنانچہ کافرونکے ہر ہر دانت پہاڑکی برابر اور
اسیطرح سے ران بڑے پہاڑکی برابر ہوجائیگی تاکہ ہلنا ڈلنا انپر دشوار ہوجاوے اور اپنے عضونکو ہلا نہ سکین
اور جو گالی اور برائی موتہہ سے بکا کرتے ہین انکو گرم راکھہ کا سفوف کرکے پھنکانا یہہ سب اسکے ذمہ پر ہے
اور وہ اُس عالم کے پہلوانونکے قایم مقام ہے اور چودہوان فرشتہ جو معدنونکی روحانیت سے علاقہ
رکھتا ہے اور طوق اور زنجیرونکا درست کرنا اور دوسرے لوہے کے اسباب تیار کرنا اور ان سبکے
آگ مین ڈال کے تاؤ دینا اور سونے چاندی کے تختے بنانا اور انکو بھی تاؤ دیکر پیشانی اور پیٹھہ اور پہلو
دوزخیونکو داغ دینا یہہ سب اُسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے لُہارونکے قایم مقام ہے اور پندرہوان
فرشتہ جو پہاڑ اور درختونکی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے اور سیہنڈ اور دوسرے خاردار اور کڑوے

زہر آلودہ درختونکو اگانا اور انکو پرورش کرنا تاکہ دوزخیونکے کہانے مین صرف ہووین یہہ سب
اسکا ذمہ ہے اور وہ اُس عالم کے کسانون اور کہیتی والونکے قایم مقام ہے اور سولہوان فرشتہ
جو حیوانونکی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور سانپ اور بچہو اور کلنی اور مکہی اور مچہرونکو دوزخیون پر مسلط
کرنا اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے میر شکار کے قایم مقام ہے اور سترہوان فرشتہ کہ لطیفہ طبع کی روحانیت
سے علاقہ رکہتا ہے اور اسکا مقام جگر ہے اور بہونکہہ اور پیاس کی دوزخیون پر شدت کرنا تاکہ اس بلا مین گرفتار ہو
الجوع الجوع اور العطش العطش پکارین اور سیہنڈ کہلانا اور گرم کہولتا پانی پلانا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم
طبیب کے قایم مقام ہے اور اٹہارہوان فرشتہ دِل کے لطیفہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور اُسکا محل مُضغہ
صنوبری ہی اور دلکو رنج دینے والی کیفیتین جیسی خوف کی زیادتی اور بہت کہبڑاہٹ اور شرمندگی
دوزخیون پر ڈالنا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم کے مرشد اور مشایخ کے قایم مقام ہے اور اُنیسوین فرشتہ
عقل کے لطیفہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور اسکا محل دماغ ہے اور اپنی اپنی خطاؤن اور گونہ پر
جو علم اور عمل مین کی تہین مطلع اور خبردار ہونا اور امورات حقیہ واقعیہ کو دریافت کرنا اور اُن دلیلونکی
قوتکو بوجہنا اور اپنے شبہون کے فساد کو دریافت کرنا اور بزرگی اُس چیز کی جسکو حقیر جانتے ہین اور حقارت
اُس چیز کی جسکو بزرگ جانتے ہین بوجہنا یہ سب چیزین اسکی تعلیم سے دوزخیونکو حاصل ہونگی اور وہ
اُس عالم کے حکیم اور فیلسوف کے قایم مقام ہے اور جو ظاہری اور باطنی عذاب اور قہر الہی کا کارخانہ بدون
جمع ہوئے ان روحانیات کے سرانجام نہین پاسکتا ہی اِس سبب سے اِن سبکا جمع ہونا ضرور ہوا
لیکن یہ انیسون شخص اس عالم کے ریسونکے قایم مقام ہین چنانچہ دُنیا مین بہی یہی اُنیسون شخص رحمت الہی کے
کارخانہ کو سرانجام دیتے ہین سو دوزخمین اُنکے خادم اور تابعدار اسقدر ہین کہ کوئی اُنکی گنتی اور شمار
کر نہین سکتا جسطرح دنیا مین اِن اُنیسون روحانیات کے لشکر کا شمار محال ہے چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنے اللہ تعالی کے لشکر کی کوئی گنتی نہین جانتا ہے سوائے اُسی ذات
پاک کے اور بعضے محققین نے یون بیان کیا ہے کہ دوزخ تو مجمع ہے نحوستون اور برائیونکا سو اسمین
ہر چیز کی نحوست کا ظہور چاہیئے اور عالم مین نحوست کے اسباب اُنیس چیزون مین منحصر ہین سات ستارے

اور بارہ برج سو ان انیسون چیزونکی نحوست پہنچانیکے واسطے یہ انیسون فرشتے مقرر ہوئے
جسطرح بہشت کے موکل فرشتے نکوئیان اور برکتین ان انیسون چیزونکی بہشتیون کیواسطے بہشت مین
پہنچادینگے لیکن جو بہشتیون کے سعادت کے اسباب انہی چیزونمین منحصر نہون گے بلکہ انکے واسطے
ان نکوئیون اور سعادتکے سوا حقتعالی کی رحمت مخفیہ کے خزانونسے بہت سی سعادتین ظہور کرینگی
اس سبب سے بہشت کے موکلونکے عدد انہی انیسونمین منحصر نہوا اور حکمانے یون کہا ہے کہ نفس انسانی کے
فساد کی جزا دوزخ ہے اور نفس انسانی کا فساد دو قوتونمین لاحق ہوتا ہے ایک قوت نظریہ اور
دوسری قوت عملیہ اور اس فساد کے سبب سے نفس انسانی قوای حیوانیہ اور طبعیہ کو اپنے اپنے محل مین
استعمال نہین کرتا ہے بلکہ وے قوتین جنکے واسطے مخلوق ہوئے ہین انکے ضد مین صرف کرتا ہے اس سبب سے جتنی
قوتین اسنے ضایع کی ہین ان ہر ہر قوتون کے مقابل مین ایک ایک فرشتہ پیدا ہوگا تاکہ اس قوتکے ضایع
کرنے پر اسکو عذابمین گرفتار کرے اور قوای حیوانیہ بارہ ہین پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی
حواس اور ایک قوت شہویہ اور ایک قوت غضبیہ اور قوای طبعیہ سات ہین جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ
اور غاذیہ اور نامیہ اور مولدہ سو یہ سب انیس ہوئین اور فن حساب کے ماہرونے یون کہا ہی کہ عدد کی
دو قسمین ہین ایک قلیل اور اسکا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہی اور دوسرا کثیر اور اسکا اطلاق دس سے بے انتہا
تک سو ان فرشتونکے شمار مین عدد قلیل کی انتہا کو یعنے نو کو اور عدد کثیر کی ابتدا کو یعنے دس کو ان دونونکو
جمع کیا ہے اور علماء کلام نے یون کہا ہی کہ دوزخ کے دروازے سات ہین اسمین ایک دروازہ ایماندار گنہگار اور
فاسقونکیواسطے ہی اور اس دروازے پر ایک فرشتہ موکل ہی اسواسطے کہ فاسقونکی ایک ہی
سبب سے تعذیب ہے یعنے عمل کے ترک کرنے سے فقط اور باقی ہر چہہ دروازون پر تین تین فرشتے
مقرر ہین اسواسطے کہ کافرون پر تین سبب سے عذاب ہوگا ایک اعتقاد کے ترک کرنے پر اور دوسرا
اقرار کے ترک کرنے پر اور تیسرا عمل کے ترک کرنے پر اور چہہ کو تین مین ضرب کرو تو اٹہارہ ہوتے ہین
اور ایک مل کے انیس ہوئے اور واعظون نے یون بیان کیا ہے کہ دن کی بارہ ساعتین اور رات کی بارہ
ساعتین سب مل کے چوبیس ہوئین اسمین سے پانچ ساعتین یعنی پانچو نماز کی حرمت کے سبب سے معاف ہوگئین رہین انیس جنکو

مرضی الٰہی کی مخالفت مین صرف اور ضایع کیا ہی سو اُن ہر ایک کے عوض مین ایک ایک فرشتہ مقرر ہوگا تاکہ انہ عذاب کرے اور یہہ کلام حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور معتبر تفسیرونمین منقول ہی اور فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے یون کہا ہی کہ اس عدد کی تعیین کا بہید عقل دریافت نہین کرسکتی ہے جسطرح تمام شرعی توقیفی عددہن کہ انکا بہید بہی سوائے حقتعالی کے کسیکو معلوم نہین ہی جسطرح آسمانون کے عدد اور زمین کے طبقونکے عدد اور ستارونکے عدد اور ہفتے کے سات دن اور دوسو درم مین نصاب زکوۃ کا ہونا اور کفارونکی تعیین اور نماز کی رکعتین بلکہ نماز کا پانچ وقتونپر ہونا یہ سب اسی قسم سے ہین واللہ عالم بالصواب اور معتبر تفسیرونمین مروی ہے کہ یہہ آیت جب نازل ہوئی تو ابوجہل ملعون نے تمام قریش کے مردونکو دارالندوہ مین جمع کیا اور کہا کہ کچھہ تمنے سُنا فقط انیس پیادونکے بہروسے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگونکو قیامت سے خوف دلایا کرتا ہے اور تم لوگ تو اسقدر جماعت کثیر ہو اور اپنی شجاعت اور بہادری کی برابر کسیکو سمجہتے بہی نہین سو کیا تم لوگونسے اسقدر بہی نہوسکے گا کہ دس آدمی ایک ایک پیادے سے چمٹ جاوین اور اسکو مغلوب اور عاجز کرین ایک پہلوان انمین بڑا نامی مشہور تہا اسکو ابوالاسدین کہا کرتے تہے وہ اُٹہہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ستر شخصونکو تنہا مین کفایت کرونگا باقی رہے دو اُن دونونکا تمہارا ذمہ ہے سو تعقالی جلشانہ نے انکی اس مسخری کے جواب مین اس آیت کو نازل فرمایا کہ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحَابَ النَّارِ اور نہین کیا ہی ہمنے دوزخ والونکو یعنے جنکے حوالہ مین دوزخ ہے اور لوگونکو دوزخمین ڈالنا اور نکالنا انہی کا ذمہ ہے اور صاحب جسطرح ہمنشین کو کہتے ہین اسیطرح مالک اور متصرف کو بہی کہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ صاحب گہر کا اور صاحب مجلس کا فلانا شخص ہے اور اسجگہہ پر صاحب انہی معنونمین مستعمل ہے اِلَّا مَلٰٓئِكَةً مگر فرشتونکو اور فرشتونکا زور اور قوت تمکو خوب معلوم ہی اسواسطے کہ اُنہی مین سے ایک فرشتہ وہ ہے جسکا نام عزرائیل ہے یعنے ملک الموت کہ ہزارونکی جانین ایک لمحہ مین قبض کرلیتا ہی اور اسکے مقابلہ کی طاقت بڑے بڑے لشکر بلکہ تمام جہان والے انہین رکہتے ہین اور دوزخ پر فرشتونکو مقرر کرنے کی وجہہ ایک یہہ بہی ہی کہ ہم جنس ہونے کے سبب سے آدمیون اور جنونپر مہربانی نکرین اور انکے دل رقت اور نرمی نکرین

جسطرح دنیا کے بادشاہونکو جب کسی شہر والونکو یا کسی فرقہ کو انتقام اور سزا دینا منظور ہوتا ہی تو
اس شہر اور اس فرقے کے غیر جنس کے حاکم کو انپر مسلط کرتے ہین تاکہ جنسیت اور مناسبت کیطرف میلان
کرکے انتقام مین سستی نکرین اور یہہ بہی ہے کہ فرشتونکو اللہ تعالی نے معصوم پیدا کیا ہی گناہ اُنسے ہو
نہین سکتا ہے سوانکو جن اور انس کے گناہ گارونکی سزا دینے کیواسطے مقرر کیا ہی اسواسطے کہ اُنپر
حکم مین خلاف نہوگا اور اگر جنات یا انسان مین سے جو گنہگار ہین انکو دوزخیونکی تعذیب کیواسطے مقرر فرمایا
ان گنہگارونکی سزا اُن گنہگارونکو پہنچتی اور اگر انکو بہی دوزخمین معذب رکہتے تو اُنکی تعذیب کیواسطے دوسرے لوگ مقرر ہوتے پہر
یہہ سلسلہ بڑہتا تو تسلسل لازم آتا اور اگر دوزخیونکی تعذیب کیواسطے نیکوکونکو مقرر کرتے تو باوجود انکی بیگناہی کے اور خطاؤنکے عفو ہوجانے
کی تعذیب لازم آتی اسواسطے کہ آدمی اور جن کا جسم آگ کی نزدیکی کو ہمیشگی کیطور پر متحمل ہو نہین سکتا ہے اور سوا اسکے اپنے ہم جنسون اور اپنے
قریبون اور دوستونکا عذاب دیکہہ کے جسمانی عذاب سے زیادہ تر روحانی عذاب مین گرفتار ہوتے
بلکہ ان لوگونسے ہرگز ہو نسکتا کہ اپنے خویش اور اقربا بہائی بندونکو اسطرح کی سختی اور تکلیف مین گرفتار
کرین بلکہ یہہ تکلیف مالایطاق اُنپر لازم آتی بخلاف فرشتونکے کہ یہ چیزین اُنمین پائی ہی نہین جاتین
اور اگر کسی کی خاطر مین یہہ شبہہ گذرے کہ دوزخ کے امورات کی کارپردازی اور سرانجام جب فرشتونکو
سپرد ہوا اور اُسکام پر فرشتے مقرر ہوے اور فرشتونکی قوت معلوم ہو چکی کہ ایک فرشتہ تمام جہانکے
ہلاک کردینے کیواسطے کافی ہی پہر انیس فرشتونکو مقرر کرنے کی کیا حاجت تہی تو اسکا جواب ارشاد ہوتا
ہی کہ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اور نہین مقرر کی ہمنے گنتی ان فرشتونکی کہ انیس ہین اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ
كَفَرُوا اگر واسطے جانچنے اور عذاب کرنے کے کافرونپر جو کفر کی حالت مین مرے ہین تاکہ ہر قسم کے عذاب
مین گرفتار ہوین اور اگر ایک یا دو یا تین شخصونکو دوزخ پر مقرر کرتے ہم تو وے ایک قسم یا دو قسم یا
تین قسم کا عذاب کرسکتے سو انیس کا مقرر کرنا اسواسطے ہی کہ انیس قسم کے عذابکو سرانجام دیوین اور عذاب
کی قسمین بہی اُنہی انیس مین منحصر ہین چنانچہ انحصار کی وجہہ اوپر گذر چکی ہے تو گویا حتی عذاب کی قسمین
سب دوزخیونکے حق مین ثابت ہو چکین اور فرشتے کی قوت عملونکی کثرت مین ازروے کمیت کے اور عملونکی
شدت مین ازروے کیفیت کے اگرچہ وفا کرسکتی ہے یعنے ہمہ ازروے مشکل کام کرسکتا ہی اور ایک

فرشتہ جو کلام لاکہون آدمیونسے نہوسکے کرسکتا ہی لیکن ایک فرشتہ تمام اعمال مختلفہ کی قسمونکو
سرانجام نہین دے سکتا ہی بلکہ ایک فرشتہ دو قسم یا تین قسم کا کام بھی سرانجام نہین کرسکتا ہے چنانچہ
ملک الموت علیہ السلام مانکے پیٹ کے اندر کے بچہ مین جان نہین ڈال سکتے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی نہین
برسا سکتے ہین اور حضرت میکائیل علیہ السلام وحی نہین لاسکتے ہین جسطرح سے کان دیکھہ نہین سکتا ہے
اور آنکھہ سُن نہین سکتی ہے اگرچہ اپنی قسم کے کام کتنے ہی سخت ہون کرسکتے ہین جیسے کان سے ہوسکتا ہے
کہ ہزارون آوازین سُن لے اور ماندگی اُسے حاصل نہو اور آنکھہ سے ہوسکتا ہی کہ ہزارون رنگ کو دیکھہ لے
اور عاجز نہو سو اسیطرح اگر ایک فرشتہ عذاب کیواسطے دوزخیون پر مقرر ہوتا تو اُسے ایک
قسم کا عذاب سب دوزخیون کیواسطے ہوسکتا تہا لیکن دوسری قسم کا عذاب جو اُسے متعلق نہین ہے
وہ اُسسے نہین ہوسکتا اور اسطرح سے ہر ہر قسم کے عذاب مین کافرونکو مبتلا کرنا اور ہر ہر قسم کے عذاب کیواسطے
علیحدہ فرشتہ مقرر کرنا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اسواسطے ہی تاکہ خوب یقین حاصل کرین وے
لوگ جو دیئے گئے ہین کتاب اسواسطے کہ اہل کتاب کو معاملات الہیہ کے بہیدونکی بوجہہ اور فرشتون کے
افعال اور احوال پر اطلاع اور انکی قوتونکی دریافت کہ کس کس چیز مین انکو کمال حاصل ہی اور کس چیز مین
نہین ہے اور کامل علی الاطلاق اور قوی اور متین حقیقی سوائے ذات پاک باری تعالی عزاسمہ کے کونسی نہین ہے
ان سب چیزونکی خبر انکو بخوبی حاصل ہے اور یہہ بہی ہے کہ اگر اپنی کتابونمین اُس گنتی کو سُنا ہی لیکن اس عدد
منحصر ہونیکی وجہہ کو نہین بوجہے ہین تو اس نکتہ سے بوجہہ لین کہ ان عددون سے عذاب کی سب قسمونکو
گہیرنا منظور ہی اور اس بات کے دریافت کرنے سے انکی خاطر کو تسلی ہوا اور اس عقیدے پر پورا
اطمینان انکو حاصل ہووے اور اس پیغمبر کا اور کلام الہی کا جو تازہ اُترا ہی احسان مانین اور دل
اور جانسے اسکو قبول کرین بس لام تعلیل کا جو لِيَسْتَيْقِنَ اور اسکے معطوفات مین پایا جاتا ہے وہ
اُس کلام سے متعلق ہی جو مانا فیہ اور پہلی استثنا سے ذہن مین حاصل ہوا ہے یعنے اِنَّمَا جَعَلْنَا
عِدَّتَهُمْ فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ یعنے سوائے اسکے نہین کہ ہمنے
کردی گنتی ان فرشتونکی جانچ کافرون کیواسطے تاکہ یقین کرین جو لوگ کتاب دیئے گئے ہین وَيَزْدَادَ الَّذِينَ

امنوا ایمانا اور تاکہ زیادہ ہون وے لوگ جو پہلے سے تمہرا ایمان لائے ہین اپنے ایمانونمین اور
یہہ خوب معلوم کرلین کہ کفر بہت بُری چیز ہے ہر قسم کے عذابمین گرفتار یکا سب پڑتا ہے اور ایمانمین
کمال پیدا کرین اور کفر سے بہت دور رہین وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ
اور نہ شک کرین جو لوگ دیئے گئے ہین کتاب اور ایماندار انیس عدد کی تعیین مین اور یہہ بات زبان پر نہ لاوین
کہ اگر ایک فرشتہ سب دوزخیونپر عذاب کرسکتا تہا تو ایک ہی کافی تہا اور اگر ایک سکے واسطے کافی
تہا تو کروڑون دوزخیون کے مقابلہ مین انیس سے کیا ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اس بیانسے انکو معلوم ہوجائیگا
کہ انیس کا مقرر کرنا ہر قسم کے عذا کو گہرے لینے کیواسطے ہی نہ عذاب کئے گیونکے مقابلہ کے واسطے
وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ اور تاکہ کہین وے لوگ جنکے دلونمین جہل کا روگ یعنی اسا
ہی اور اس جہل کے سبب سے اُنکا ایمان ہی ضعیف اور بودا ہوگیا ہے وَالْكَافِرُونَ اور کافر
بہی کہین جنکے دلونمین ایمانکی بو بہی نہین ہے اور جہل مرکب انمین مضبوط ہوگئی ہے کہ مَاذَا أَرَادَ
بِهَٰذَا مَثَلًا کیا ارادہ کیا ہے اللہ تعالی نے اس گنتی سے جو کافرونکے عذاب کرنے کیواسطے
مقرر کی ہی مثلاً مثلاً اسواسطے کہ اگر دوزخیونکا مقابلہ اور انکو مغلوب کرنا ارادہ کیا ہی تو انیس سے
بہی کچہہ نہین ہوسکتا ہے اور اگر تعذیب کے اسبابکو سرانجام کرنا اور لکڑیان اور گندے آگ مین
جلانیکے واسطے جمع کیجانے کا ارادہ کیا ہے تو یہہ بہی کام اتنے تہوڑے گنتی کے شخصون سے
ہونسکے گا اور اگر یون ارادہ فرمایا ہی کہ مین اپنی قدرت کاملہ سے ان فرشتونکے ہاتہون سے
عذاب کرونگا تو فرشتونکا ہونا اور نہونا دونون برابر ہے اور اگر اسباب ظاہری کی رعایت سے انکو
مقرر فرمایا ہے تو ایک یا دو ہی کافی تہے اسقدر ضرور نتہے اور اگر بالفرض عدد ہی معین کرنا منظور
تہا تو دوسرے عدد جو مشہور ہین اور معتبر ہین جیسے دس یا بیس کہ یہ عدد کے عقود ہین یا پندرہ یا
سترہ یا بارہ مقرر فرمانا تہا یہ عدد یعنے انیس جنکا کسی جگہہ اور کسی فرقے کے نزدیک اعتبار نہین
ہی کسواسطے مقرر فرمائے ہین اور یہہ بہی احتمال ہے کہ مثلاً کی لفظ تمیز واقع ہوئی ہو نسبت
ایقاعیہ سے جو اَرَادَ کیطرف مَاذَا کے ہے یعنے کونسے تمثیل ارادہ فرمائی ہی اس عدد سے گویا

یون کہتے ہین کہ ظاہر اس عدد کا تو بالیقین مراد نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اس عدد کا ذکر کسی دوسری
چیز کی تمثیل کیواسطے ہی لیکن وہ چیز کیا ہی اسکو بیان کرنا چاہئے تاکہ ہماری خاطر جمعی ہوجاوے
لیکن پہلی توجیہ مین یعنے مثلاً کو جہان فعل محذوف کا مفعول گردانا ہے یعنے مثلت کا سو وہان ایک
اشارہ بہت ہی لطیف اور پاکیزہ حاصل ہوتا ہی یعنے تمام حقتعالی کے معاملات مین اور اللہ تعالی کے
وقایع مجیہ مین یے لوگ یعنے ضعیف الایمان اور کافر اسی قسم کے شکوک اور شبہے پیدا کرتے رہتے
ہین اور بحثا اور اعتراض کیا کرتے ہین اور اس واقعہ مین دو فرقونکو یعنے مومنین اور اہل کتابکو ہدایت پر
ہدایت زیادہ ہوئی اور دو فرقونکو یعنے ضعیف الایمان اور کافرونکو گمراہی پر گمراہی زیادہ ہوئی سو حقتعالی
لوگونکو عبرت اور نصیحت کیطور پر فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ اسیطرح ہر واقعہ مین
گمراہ کرتا ہی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اسطور سے کہ اُس واقعہ کے بہید سے اسکی نظر کو بند کردیتا ہے
اور اسکے ظاہر ہی پر اس شخص کے فہم کو قاصر رکہتا ہے آخر کو یا شک یا تردد مین پڑجاتا ہی یا اُسکی
انکار کر بیٹہتا ہے اور اسکے ساتہہ مسخری کرنے لگتا ہی اور ضلالت اور گمراہی کی بہنور مین پڑکے ہلاک ہوتا ہے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور راہ دکہلاتا ہی اور مطلب کو پہنچاتا ہے جسکو چاہتا ہی اسطور سے کہ اسکی نظر کو
اس واقعہ کے بہید کو پہنچاتا ہے اور اسکی حقیقت کو وہ دریافت کرلیتا ہے اس سبب سے اُسکا اطمینان اور یقین
روز بروز بڑہتا جاتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور نہین جانتا ہی تیرے پروردگار کے لشکر
کو کوئی مگر وہی چنانچہ اُسکے لشکر دو نسے بعضے وے ہین کہ تن تنہا لاکہون کروڑونکو کافی ہین جیسے ملک الموت
اور جیسے آفتاب اور ماہتاب دنیا مین روشنی کیواسطے اور بعضے وے ہین کہ دو دو مل کے کام کرتے
ہین جیسے کرام کاتبین اور دو انکہین اور دو کان اور بعضے وے ہین کہ تین تین مل کے کام کرتے ہین جیسے
مواالید ثلثہ یعنے نباتات اور جمادات اور حیوانات اور بعضے وے ہین کہ چار چار مل کے کام کرتے ہین جیسے
عناصر اربعہ اور بعضے پانچ پانچ جیسے حواس خمسہ اور خمسہ متحیرہ یعنے آفتاب اور ماہتاب کے سوا پانچون
ستارے یعنے زحل اور مشتری اور مریخ اور زہرہ اور عطارد اور بعضے چہہ چہہ جیسے جہہ طرفین اور بعضے سات
سات جیسے ساتون آسمان اور ساتون ستارے اور بعضے آٹہہ آٹہہ جیسے آٹہہ مزاج اور آٹہہ بہشتین اور علی

ہذا القیاس سوا ایماندار کو مجمل اتنا اعتقاد کرنا ضرور ہے کہ دوزخ کا کارخانہ اللہ تعالی کی حکمت مین بدون جمع ہونے اُنیس کے تمام نہین ہوتا ہے اس سبب سے اس عدد کو تعالی نے دوزخ کے کارپردازونکے واسطے مقرر فرمایا ہی اور تعالی کی حکمتونکی تفصیل جو ہر قول اور ہر امر مین مرعی اور مقصود ہے بیان اُنکے لایق نہین ہی اسواسطے کہ اکثر عوام کے فہم سے باہر ہی اور جو غرض کہ قرانمین دوزخ کے ذکر سے اور پیغمبرونکے بیان سے منظور ہی وہ اس کی حکمت کے بیانپر موقوف بھی نہین ہے وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ اور نہین ہی وہ دوزخ مگر عبرت اور پند آدمیون کیواسطے تاکہ اسکا احوال سُنکے غضب اور قہر الہی سے ڈرین اور اسکی نافرمانی نکرین اور اگر کافرون کہین کہ اس عدد مقرری کی حکمت اگرچہ ہمارے فہم مین نہین آسکتی ہے لیکن اس عدد کا خلاف حکمت ہونا ظاہر ہے اسواسطے کہ یہ عدد بہت قلیل ہین اور عدد قلیل عبرت اور خوف کے سبب نہین ہوسکتے ہین تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ كَلَّا اس عدد کو ہرگز تھوڑا مت جانو وَالْقَمَرِ قسم کہاتا ہون مین ماہتاب کی جسکا نور تمام مہینے مین انیس رات خوب معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ آفتاب سے مجتمع ہونیکے وقت مین اسکا نور ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے اور اس اجتماع کے پہلے بھی چار دن ضعیف النور رہتا ہے چنانچہ دوسرے ستارونمین اور اسمین چند امتیاز نہین رہتا ہے اور اس اجتماع کے بعد بھی علالیت کے دنونمین کچھ اوپر تین دن اسی طرح کا رہتا ہے باقی رہین انیس راتین کہ اتنی راتونمین چاند کی روشنی کی تاثیر کفایت کرتی ہی اور تمام جہانکو اپنے نور سے بہرہ دیتی ہے چنانچہ ہزارون میوے اسیکی تاثیر سے بڑھتے ہین اور ہزارون لاکھون دانے کھیتونمین مغز سے پر ہوجاتے ہین اور دریاؤنمین اور اُگنے والی چیزون مین اور حیوانونکے جسمونمین اور اُنکے خلطون اور دماغون اور گوشتون اور چربیونمین رطوبتونکی زیادتی اسیکے سبب سے حاصل ہوتی ہے سو اب یہان انیس عدد کی تاثیر کو دیکھو کہ کسقدر عظمت اور بزرگی رکھتی ہے جسنے تمام جہانکو آباد کردیا اور ایسے بڑے کارخانہ کو سرانجام دے دیا وَاللَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ اور قسم کہاتا ہون رات کی جب کہ پیٹھ دیکے بھاگتی ہی آفتاب کی روشنی قاہرہ کے سبب سے اگرچہ آفتاب اسوقت افق کے نیچے ہوتا ہے اور مخروط ظلی زمین مین اور قرص آفتاب مین انیس درجہ کا فاصلہ ہوتا ہے سو آفتاب کے نور نے اس انیس درجہ کے ضمن مین اسقدر

تاثیر قوی کی کہ زمین کے ظلی مخروط کو جو آدھی جہانپر غالب ہو کے متصرف ہوا تھا اپنے ایک ایک پاؤنسے شکست دی اور بھگا دیا اور تمام جہانکو تاریکی سے خلاصی دیکر روشن کر دیا اور بڑے عمدہ کارخانے سرانجام پایا اور گویا موت کے بعد زندگی کی صورت نمود ہوئی وَالصُّبْحِ اِذَا اَسْفَرَ اور قسم کہاتا ہون صبح کی جسوقت کہ روشن ہوتی ہے اور اپنے نور سے تمام جہانکو منور کر دیتی ہی اور قوت باصرہ کو بیکار ہو جانے کے بعد پھر کام مین لگاتی ہے اور یہہ بھی آفتاب کے نور کی تاثیر کے سبب سے ہی اگرچہ ابتک انیس درجہ افق کے نیچے واقع ہے سو ان عمدہ تین کارخانونکے ساتھہ جو انیس عدد کی تاثیر سے زمانے اور مکانمین سرانجام کی صورت قبول کرتے ہین ہم دلیل پکڑتے ہین اسپر کہ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ بے شک وہ دوزخ بھی ایک عمدہ کارخانہ ہے خدائی عمدہ کارخانونسے کہ حقتعالی کی عدالت اور انتقام کا ظہور اسی کارخانہ مین ہے سو یہہ کارخانہ بھی اگر انیس فرشتون سے سرانجام پاوے تو کچھہ عجب نہین ہے اسواسطے کہ اسکی قدرت کے بہت سے عمدہ کارخانے اسی عدد سے سرانجام پائے ہین نہایت امر یہہ ہے کہ دوزخ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ڈرانیوالی ہے آدمیون کیواسطے یعنے آدمی اسکے اوصاف جو سنتے ہین تو وہ سنتا انکے خوف کا سبب پڑتا ہی بخلاف دوسرے کارخانونکے جیسے ماہتاب کے نور کی تاثیر اور رات کا جانا اور صبح کا آنا انمین سے کوئی چیز انکے خوف کا سبب نہین پڑتی ہی سو اس کارخانے کے خوف کے سبب سے اسکے حال مین تامل نہین کرتے ہین اور اسکی حقیقت کو دریافت نہین کرتے ہین بلکہ انکار کر بیٹھتے ہین اور دوسرے کارخانونمین جو تہوڑے نفع کی امید ہے تو اسطرف رغبت سے تامل اور غور کرتے ہین اور اسکے اسبابکو بھی خوب بوجھتے ہین بلکہ حکمت اور ہیئت کی کتابونمین لکھہ چھوڑتے ہین اس سبب سے اُن کارخانونمین تعجب اور انکار نہین کرتے ہین اور اُن کارخانونمین اگر کچھہ خوف اور ڈر بھی ہوتا ہے تو خاص بعضے آدمیونکو ہوتا ہے جسطرح چور کہ چاند کی روشنی اور رات کے جانے اور صبح کے آنے سے خوف کرتے ہین اور چوروں کے سوائے کوئی خوف نہین کرتا ہے بخلاف دوزخ کے خوف کے اسواسطے کہ وہ عام ہے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ ہر شخص کے واسطے تم مین سے سو جو چاہے آگے بڑہے بہتریمین یا برائی مین اَوْ يَتَاَخَّرَ یا چاہے پیچھے ہٹے اچھائی مین

یا برائی مین اسواسطے کہ برے کام مین آگے بڑھنے سے دوزخ کا خوف لاحق ہوتا ہے اور اچھے
کام مین تاخیر کرنے سے بہی دوزخ کا خوف ہوتا ہے اور ہر کار خیر مین آگے بڑھنے والا اور ہر
برے کام سے پیچھے ہٹنے والا بہت کمیاب اور نادر الوجود ہوتا ہی والنادر کالمعدوم مثل مشہور ہے
اور اکثر بنی آدم کا حال یہہ ہے کہ اگر ایک برے کام کو چہوڑتے ہین تو دوسرے کو پکڑتے ہین اور
اسیطرح اگر ایک نیک کام مین پیش قدمی کرتے ہین تو دوسرے نیک کام سے تاخیر ہوتی ہی
اسی سبب سے دوزخ کا خوف سبکو لاحق ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ دوزخ کی دہر پکڑ قیامت کے دن
عام ہوگی اسواسطے کہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ہر جان بدلے مین اُسکے جو کمایا ہی برائی کے کرنے سے
اور نیکی کے نکرنے سے رَهِينَةٌ گرو ہوگی دوزخمین اور دوزخ کے موکلونکے ہاتہومین اور جو حاصل کرنیکے
الات اور اسباب ہر نفس مین انیس چیزین ہین دو ہاتہہ اور دو پانؤن اور زبان اور دل اور بیت
اور پاخانے کا مقام اور پیٹ اور پیٹہہ اور حواس خمسہ یعنے باصرہ سامعہ لامسہ ذائقہ شامّہ
اور فکر اور عقل اور شہوت اور غضب اسی سبب سے دوزخ مین انیس فرشتے اسپر عذاب کرینگے
اور ایذا پہنچاوینگے اور کوئی شخص ان چیزونکی استعمال مین بے قصور نہین بچا ہے ہر شخص تقصیروار
ہی یا ان چیزونکے غیر محل مین صرف کرنے سے یا اسکے محل مین صرف نکرنے سے یہی سبب ہے کہ دوزخ
کے موکلونسے کسی شخص کو خلاصی بہی متصور نہین ہے اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِينِ مگر داہنی طرف والے جو
میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تہے اور دنیا مین بہی سیدہی
چال چلے تہے اور موقف مین بہی عرش کے داہنی طرف جید بہر بہشت ہی کہڑے ہوئے تہے اور اُسیطرف
روانہ بہی ہوئے اور انکے نامہ اعمال بہی داہنے ہاتہہ مین آئے تہے سو اُن لوگون نے تو البتہ اپنے
حقوق واجباتکو ادا کرکے اِس گرو سے خلاصی حاصل کی اور آپ بری الذمہ ہوئے اور دوزخ کے
موکلونکے ہاتہہ سے نجات پاکے داخل ہوئے فِي جَنَّاتٍ باغونمین اس سبب سے کہ انکی روحانیت
غالب آئی اور انکو دوزخ کے موکلونکے ہاتہہ سے چہڑا لائی اور یے لوگ ان باغونمین اسقدر
بیخوف اور فارغ البال اور چین مین ہونگے کہ اُنمین يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ پوچہینگے

گنہگارونکے حال سے کہ وے لوگ کہان گئے اور کیا ہوے جو نظر نہین آتے ہین گویا انکو کچھہ
بھی انکے حال کی خبر نہین ہے کہ وے لوگ کس بلا اور مصیبت مین گرفتار ہین اور جب سُنین گے
کہ گنہگارونکو دوزخمین داخل کیا اور اگ مین جھونکا تب اُن گنہگارون کیطرف متوجہہ ہوکے
توبیخ سے یا تعجب سے خطاب کرین گے اور پوچھین گے کہ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ کون سی
چیز لائی تمکو دوزخمین باوجود عقل اور کمال دانائی کے تمسے اتنا نہوسکا کہ دوزخ کیطرف کھینچنے والی چیزونکو
اپنے سے دور کرو یعنے قواے حیوانیہ اور طبعیہ کی خواہشونکو اپنی قوت روحانیت کے زور سے
اپنے سے دفع کرو تاکہ تمکو دوزخ کے موکل فرشتے کہ وے بھی مثل ان قوتونکے ہین کھینچ کر دوزخ
مین نہ لیجاتے حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ اصحاب الیمین سے مراد
اس آیت مین ایماندارونکے بچے ہین جو دنیا سے بیگناہ گئے ہین اور دوزخ کے موکلونکی گرو اور قید
مین نہ پڑین گے اور بعضے مفسرون نے اس قول کی تاکید مین یون کہا ہے کہ یہہ انکا سوال کرنا یعنے
ما سلککم فی سقر خود انکے بچے ہین پر دلالت کرتا ہے کہ دوزخمین داخل ہونے کے سبب کو ابتک
نہین پہچانتے ہین اور یہہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وے بچے جب کافرون کا
جواب سُنین گے کہ ہم اس سبب سے دوزخمین پڑے کہ نماز نہین پڑھتے تھے اور فقیرون مسکینونکو کھانا
نہین کھلاتے تھے اور بُرونکی صحبت مین بیٹھتے تھے اور لایعنی بیہودہ شغلمین اپنا دن گذارتے تھے اور
قیامت کے دن کی انکار کرتے تھے تب وے بچے کہین گے کہ ہم بھی یہی کام کرتے تھے لیکن قیامت کا
انکار ہم نہین کرتے تھے سو معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کی انکار سے تم اس بلا مین گرفتار ہوے
حاصل کلام کا یہہ ہے کہ اگر اصحاب الیمین سے مراد نیک بخت ہین چنانچہ قران مجید کا عرف بھی یہی
چاہتا ہے تو یہہ سوال یا تعجب کی راہ سے ہوگا یا توبیخ کی راہ سے اور اس سوال کے جوابمین گنہگار
دوزخ سے یون قَالُوا کہین گے کہ ہمسے علمی اور عملی قوے کو عالم علوی کیطرف جذب کرنا اور
کھینچنا نہوسکا اسواسطے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ نتھے ہم نماز پڑھنے والونسے اگرچہ نماز کی فرض
رکعتین دن اور رات مین کل انیس تھین دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین مغرب کی اور

چار عشا کی یے ستر رکعتین فرض اصلی ہین اور دو رکعتین رات کی نماز سے جسمین طاق کی رعایت کے
سبب سے ایک رکعت اور زیادہ کرکے وتر نام رکھا ہے اس سبب سے بیس ہوگئین سو اگر ہم نماز پڑھنے
والونسے ہوتے تو وے اُنیس رکعتین آج کے دن ہمارے کام آتین اور اِن اُنیسون دوزخ کے
موکلونسے ہمکو خلاص کرتین اور یہہ بھی ہے کہ دن اور رات کی ساعتین چوبیس ہین انمین سے پانچ ساعتین
نماز کیواسطے مقرر ہین تاکہ باقی انیس ساعتونکی یے پانچو ساعتین کفارہ ہوجاوین اور جو ہمسے
ان پانچ ساعتونمین نماز ادا نہوئی تو باقی انیس ساعتونکا کفارہ بھی ہمکو حاصل نہوا اسیواسطے ہر ساعت
کی غفلت کی عوض مین ایک ایک موکل دوزخ کا ہمپر مسلط ہوا اور یہہ بھی ہے کہ نماز کے ارکان اور
شروط سب مل کے انیس چیزین ہین بدن کی طہارت اور کپڑے کی طہارت اور حدث اصغر اور اکبر
سے طاہر ہونا استقبال قبلہ کا ستر عورت قیام رکوع سجود قعود تکبیر تحریمہ رفع الیدین کے
ساتھہ قرأت اذکار کی تسبیح سے ہو یا تکبیر سے تشہد درود اور دعا حضوری دل کی نیت سلام
ہر رکن مین اطمینان کلام اور عمل منافی کو ترک کرنا واسطے باین التفات کو ترک کرنا اور جو ہم نے
نماز کو ترک کیا تو یے انیس چیزین بھی ہمسے ترک ہوگئین سو اس سبب سے اُنیس موکلون نے ہمکو
گرفتار کیا وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ اور نہ کہانا کہلاتے تھے ہم فقیر محتاج کو اسواسطے کہ اگر ایک
وقت بھی پیٹ بھر کے مسکین کو کہانا کہلاتے ہم تو اُسوقت سے اُنیس ساعت تک خاطر جمعی سے اسکو
گذرتی اور حیوانیہ اور طبعیہ اُنیسون قوتمین اسکی اُنیس ساعت تک زندہ اور تازہ رہتین اور اگر اُن انیس
ساعتونمین ان اپنی انیس قوتونسے کوئی بہتر کام کرتا تو ہمارے نامہ اعمال مین اُسکا ثواب
لکھا جاتا اسواسطے کہ ہم ہی اسکے باعث پڑے تھے اور یہہ بھی ہے کہ پکار کر کہانا کہلانا تب اجر کامل کا
باعث ہوتا ہے جب یے اُنیس چیزین پائی جاتی ہین مل جوتنا بیج چھڑکانا سینچنا کھیتی کی محافظت کرنا
جانورون سے اور کانٹا نکالنا اور منڈائی کرنا اور دانے کو بھوسے سے علیحدہ کرنا اور کھرہانکو
بچانا اور غلہ کو کھیت سے اُٹھاکر آبادی یا گھر مین لانا اور پیسنا اور چلنی سے چھانا آٹے کا
اور خمیر کرنا اور پکانا اور نمک ڈالنا اور روٹی کے ساتھہ کیواسطے سالن بہم پہنچانا اور اس کھانیکو

اٹھانا کے عزت اور حرمت سے مسکین کے سامنے جا رکھنا اور اسکو پیٹ بھر کے کھانے دینا جلدی نکرنا
اور پھر عزت اور حرمت سے اس فقیر کو رخصت کرنا اور اسکا احسان اسکے اوپر نہ کہنا اور بار بار اسکو
یاد بھی نکرنا سو اگر ایک فقیر کو یہی اسطرح سے کہانا کھلاتے ہم تو وے انیس چیزین یہان ان انیس مکروہ
سے ہمکو بچاتین اور ہمارے کام آتین وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ اور تبے ہم وتتے بد صحبتون
ساتھہ دہنسنے والونکے اور ان صحبتونمین انیس آفتین اور برائیان تہین پہلی برائی بیہودہ بکنا جیسے عورتونکے
حسن کا ذکر کرنا اور دولتمندونکی عیش اور بادشاہونکے تکبر اور انکی شان اور تجمل کے اسباب اور
صحابہ کی آپسمین جنگ و جدل کی گفتگو اور باطل مذہبونکا چرچا اور فاسقونکے فسق کا بیان کرنا دوسری
برائی آپس کے کلام مین نکتہ گیری اور عیب جوئی کرنا اور اسکلام کے عیب کو بیان کرنا تیسری برائی
تعصب کی راہ سے مذہبونمین اور مذہب کے قولونمین لڑائی جہگڑا اور اپنی سخن پروری کرنا اور
شریعت کے حکم سے زیادہ اپنے حقوق کے لینے مین جہگڑا کرنا چوتہی برائی کلام کو وزن اور قافیہ
اور استعارہ اور خوش تقریر سے آراستہ کرنا اور اچہائی کی ہجو اور برائی کی تعریف کے اشعار
پڑہنا اور ان مضمون سے لذت حاصل کرنا پانچوین برائی فحش بکنا جماع یا پیشاب یا پاخانے کے متعلق
کے ذکر سے یا پردہ نشین عورتونکا نام لیکر چھٹین برائی آپسمین سخت کوئی کرنا جیسے بے حیا احمق جاہل
وغیرہ کسیکو کہنا ساتوین برائی گالی دینا اور کسیکی آبرو لینا آٹھوین برائی لعنت کا استعمال کرنا خصوصاً
غیر مستحق پر نوین برائی مسخری کی زیادتی کرنا ہنسی کے اندازہ سے جو دوسرے کے رنج اور ملال کا
سبب پڑے دسوین برائی تہمت اور بہتان لگانا اور بے گناہ کیطرف برائی کی نسبت کرنا گیارہوین
برائی مسلمانونکے حرکات اور سکنات پونہ مسخری کی راہ سے اور مسلمانونکے عیب بیان کرکے دوسرونکو
ہنسانا بارہوین برائی وعدہ خلافی کرنا تیرہوین برائی جہوٹہہ بکنا پہر اسپر مبالغہ کرنا چودہوین برائی
آدمیونکے چہپے بھیدونکو کہولنا اور لوگونکے گہر کے چہپے باتونکو سب کے سامنے ظاہر کرنا پندرہوین
برائی بددعا کرنا سولہوین برائی نیت بد کرنا سترہوین برائی ایدہر کی اودہر لگانا اٹھارہوین
منہہ پر کسیکی تعریف کرنا انیسوین برائی اپنا اور اپنی قوم کا اور اپنے بزرگونکا فخر و شور

بیان کرنا سوان انیس آفتون نے ہمکو ان انیس بلاؤ سمیت ڈالنا یعنے دوزخمین انیس موکلونکے ہاتھمین
گرفتار ہوے وَّكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ اور تھے ہم جھوٹھلانے قیامت کے دنکو اور قیامت
مین انیس واقعہ بہت سخت اور کٹھن ہین انمین پہلا وے ہین جو نفخہ اوّل کے بعد واقع ہونگے چنانچہ
پہلا واقعہ آسمانکا پھٹنا اور دوسرا زمین کا ہلنا چلنا اور تیسرا ستارونکا متشر ہونا اور تہرجانا
چوتھا چاند سورج کا بے نور ہوجانا پانچوان پہاڑونکا اُڑنا چھٹا ن دریا مین آگ لگ جانا اور تیرہ واقعہ
وے ہین جو نفخہ ثانی کے بعد واقع ہونگے چنانچہ پہلا مردونکا زندہ ہونا اور دوسرا گروہ گروہ
کرکے انکو محشر کے میدان کیطرف ہانکنا تیسرا دہوین کا زیادہ ہونا یہان تک کہ سب موقف والونکو
گھیر لیگا چوتھا دوزخ آفتاب کی گرمی سے لوگونکے بدنون سے پسینے کا دریا بہنا پانچوان سایہ کا
کہین نہونا چھٹا ن موقف مین کھڑا رہنا ساتوان قہر الہی کی تجلی کا ظہور آٹھوان سوال حساب کا نوان
عملونکو وزن کرنا دسوان نامہ اعمال کو دیا سید ہے ہاتھمین یا اُلٹے مین گیارہوان روانہ ہونا موقف
سے بہشت یا دوزخ کیطرف بارہوان پل صراط سے گذرنا تیرہوان داخل ہونا جنّت مین یا دوزخمین
سوجب ہمنے قیامت کے دن کی انکار کی تو گویا ان انیسون چیزونکی انکار کی ہمنے سو ہر واقعہ
کی انکار کی سزا مین ایک دوزخ کا موکل ہمارے پیچھے پڑا اور ہمکو اس بلا مین گرفتار کیا کاشکے
ابتداء عمر مین ان چیزونکی انکار کرکے پہر آخر عمر مین توبہ کی ہوتی ہمنے تاکہ اُس پہلی انکار پر ہمسے
مواخذہ نہوتا لیکن ہم اپنی شامت سے ان بُرے کامونکو عمر بھر کرتے رہے حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ
یہان تک کہ آن پہنچی ہمکو موت پہر موت کے بعد خبردار ہونا اور پچھتانا کچھہ ہمارے کام نہ آیا اسواسطے
کہ عمل اور توبہ کرنے کا وقت نرہا اور حقتعالی فرماتا ہے کہ ان لوگون نے نہ اپنی خلاصی کی فکر آپ کی نہ کہین
دوسری طرف سے انکو مدد اور اعانت کی اُمید باقی رہی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ
پہر نہ نفع کرے گی انکو شفاعت شفاعت کرنیوالونکی اسواسطے کہ شفاعت کرنیوالے یا بدفی عمل ہین
یا مالی سو بدفی عملونمین سردار نماز ہی اور مالی عملونمین سردار مسکینونکو کہانا کہلانا ہے پہر جب
یہ دونون عمل انکے دشمن ہونگے اور انسے عوض لینے کو مستعد اور تیار ہونگے سفارش کیا ذکر

اور پھر جب یہ سردار کینہ کشی پر مستعد ہونگے تو دوسرے بدنی اور مالی عملونکی کیا طاقت ہے
کہ اس مقدمہ مین دم مار سکین اور یا شفاعت کرنیوالے پیغمبر ہین یا قران مجید سو قیامت کی انکار
کرنے کے سبب سے جو پیغمبرون اور قران مجید کا عمدہ مطلب ہے پیغمبر اور قران شریف انکی صورت
سے بیزار ہونگے پھر انکی سفارش کرنے کا کیا ذکر ہے اور یا شفاعت کرنے والے اولیا اور علما اور
شہدا ہین سو ان لوگونکے بدصحبتون مین بیٹھنے کے سبب سے اور بیہودہ گوئی اور حرام چیزون کے
مرتکب ہونے اور لعن اور طعن کرنے اور نیک بختونکے آئین اور وضع سے مخالفت کرنے کے سبب سے
اولیا اور علما اور شہدا بھی انسے بیزار اور متنفر ہونگے اسواسطے کہ دنیا مین کبھی انکی صحبت کیطرف
میلان نکیا اور انکی نصیحت کو نہ سنا بلکہ انکی وضع اور آئین کی مخالفت ہی مین عمر بھر گذرانی سو جب اس
قسم کا دن آفت اور مصیبت بھرا ہوا انکے سامنے ہے اور اعانت اور مدد کی کسی سے توقع بھی
اسدن انکو نہین ہے تو انکو چاہئے کہ اسدن کی سختیونکی تدبیر پوچھین اور جو شخص انکو اسدن
کی سختیون اور مصیبونکا علاج بتلاوے تو اسکا احسان مانین اور پند اور نصیحت کی تلاش مین اپنے
مقدور بھر سعی اور کوشش کرین فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ پھر کیا ہوا ہے انکو جو قران
شریف کی پند اور نصیحت سے اعراض کرنیوالے ہین اور منھہ پھیرنیوالے اور یہہ اعراض انکا انتہا درجہ
پہنچا اسواسطے کہ امر خیر سے اعراض کرنا کبھی بے فہمی اور نادانی کے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ
بچے کا اعراض کرنا علم کی تحصیل سے اور کبھی طبیعت کے نفرت کرنے سے ہوتا ہے اگرچہ اسکی
نفع اور مصلحت بوجہتا ہے جسطرح بیمار کا اعراض کرنا مفید دوا کے کھانے سے اور کبھی وہمی نقصان کے
خوف سے ہوتا ہے اگرچہ عقل اسکو یقین نہین کرتی ہے لیکن عقل وہم کی مغلوب ہوجاتی ہے
اور اس چیز سے بھاگتی ہے چنانچہ مریض کا خوف کرنا فصد اور پچھنے کے لگانے سے ہلاکت کے خوف
سے وہم کے غلبے کے سبب سے سو ان لوگون نے ان تینون قسم کے اعراض کو جمع کیا ہے اس نصیحت
اور پند کے نہ سننے کے سبب سے کَاَنَّهُمْ گویا کہ یہ نادانی اور حمق اور نفرت طبعی اور خوف وہمی مین
قران شریف کی پند سے حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ گدہے بھاگے ہوے ہین بڑے شیر

قوی ہیکل کے دیکھنے سے اور اسکے نعرہ کی آواز سُننے سے کہ ہرگز اپنا پیچھا پھیر کے نہین دیکھتے ہین اور کچھہ بھی احوال کی تحقیق نہین کرتے ہین بھاگے ہی چلے جاتے ہین اور یہہ انکے اعراض اور بھاگنے کا سبب یہہ ہے کہ انکا تکبر اور غرور اسبات کو گوارا نہین کرتا ہے کہ دوسرے پر نازل ہوی پند کو قبول کرین اور اُسسے مستفید اور منتفع ہوین بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ بلکہ چاہتا ہے ہر ہر واحد انکا اَنْ يُؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً یہہ کہ دیا جاوے اللہ تعالی کیطرف سے صحیفے کھلے ہوے بادشاہونکے فرمانون کیطرح نہ انکے لپٹے ہوے شقون کیطرح اسواسطے کہ لپٹے ہوے شقے بادشاہونکے بہت اعتبار اور شکوہ کے قابل نہین ہوتے ہین بخلاف کھلے ہوے فرمانون کے کہ ایسے فرمان جسکے نام پر صادر ہوتے ہین تو اسکی عزت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہے اور اسکا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور یہہ انکی درخواست ایسی ہے جیسے کسان اور گنوار دیہاتی چاہین کہ انکے ہر ایک کے نام پر علیحدہ علیحدہ بادشاہ کا فرمان آوے اور اسمین کسی صوبہ دار فوجدار کا واسطہ نہووے اور یون کہین کہ جبتک ہمارے ہر ایک کے نام پر جدا جدا بادشاہی فرمان معتبر ایلچیونکی معرفت سے نہ آویگا تبتک ہم اس صوبہ دار اور اس فوجدار کی اطاعت نکرین گے اور اسکی کچہری مین حاضر نہوین گے اور اسکی بات کو ہرگز نسنین کے مفسرین نے روایت کی ہے کہ مکہ معظمہ کے کافر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تہے کہ ہم ہرگز تمہاری پیروی نکرین گے اور تمہاری بات کو نسنین گے جبتک ہمارے ہر ایک کیواسطے ایک ایک فرمان آسمان سے بے تمہارے واسطے کے نازل نہووے اور صبح کیوقت ہمارے ہر ایک کے سرہانے ظاہر ہووے اور اسکے لفافہ پر سر نامہ کیطور پر لکھا ہووے کہ یہہ فرمان رب العالمین کیطرف سے ہے فلانے شخص فلانے کے بیٹے کیطرف اور اُس نامہ مین تمہاری اطاعت اور پیروی کا حکم ہووے تو البتہ ہم قبول کرین اور پیروی تمہاری کرین سو تعالی اللہ اسکی باطل فرمایش کے رد مین فرماتا ہے کہ كَلَّا ہرگز ایسی خواہش نکرین اور اس مقصد کو طلب نکرین اسواسطے کہ جب کسی بلا اور آفت سے اپنی جان کی خلاصی کی فکر پڑتی ہے تو اسوقت تکبر اور غرور کچھہ کام نہین آتا ہے چنانچہ بیمار قریب المرگ نہین دیکھتا ہے کہ ہمارا تکبر نہین چاہتا ہے کہ ہم طبیب کی دوا کرین اور طبیب کے کہے پر عمل کرین بَل لَّا يَخَافُونَ الْاٰخِرَةَ

بلکہ یہ لوگ نہین ڈرتے ہین آخرت سے اور ہرگز یقین نہین کرتے ہین اسبات کا کہ اُس عالم مین انکے بدفعلونکی سزا انکو ملیگی تاکہ اسکی خلاصی کی فکر کرین اور اسکی تدبیر کسی سے پوچھین اور کسی کی نصیحت سنین پھر حکم ہوتا ہی کہ اس انکے کلام مین ایک خلل دوسرا ہے کَلَّا ہرگز ایسا نہو جیسین کہ یہہ نازل ہوئی نصیحت انکے غیر کیواسطے ہے بلکہ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ بے شک یہہ قران نصیحت عام ہے کسی ایک کیواسطے مخصوص نہین ہی کہ فقط اسکے واسطے ہو بلکہ جو ڈرے اسیکے واسطے ہی اسواسطے کہ یہہ آدمی کا کلام نہین ہی بلکہ کلام الہی ہی اپنے بندونکی ہدایت اور رہنمائی کیواسطے بھیجا ہے حضرت پیغمبر اور حضرت جبرئیل علیہما السلام اور دوسرے قارے اور استاد بیچ مین واسطے پڑے ہین سو یہہ قران شریف تذکرہ حقتعالی کا ہے جسطرح قاضی ایک شہر کا تذکرہ لکھہ دیتا ہی پھر جس قاضی پاس اُسے لیجاؤ اُس زمانے مین یا آگے چل کے وہ اسپر عمل کریگا فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ سو جو چاہے یاد کرے اس قران کو اور اسکے معنونمین غور کرے اور اسپر عمل کرے وَمَا يَذْكُرُوْنَ اور خوب یاد نہین کرتے ہین اس قرانکو باوجود اسقدر وسعت اور کھلی بوجھہ کے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر جسوقت چاہے گا اللہ تعالے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ بعضے ان لوگونسے جب خوب لڑ جھگڑ لین گے اور جنگ اور قتال کرلین گے اور اس قران کے امر ونہی کی مخالفت کرنے سے خوب طرح سے خرابی اور ذلت حاصل ہولیگی اور کنبہ اور قبیلہ قتل ہولے گا اور مال اور عزت کا نقصان تو اور واقعی اس نعمت عظمی اور عطیہ کبری کی انکار اور کفران کی شامت سے ہولے گا تب اس نعمت کی قدر جانین گے اور اسکو یاد کرین گے اور اسکے پند اور نصایح پر عمل کرین گے اور اُسسے نفع حاصل کرین گے لیکن وہ ایسا غفور رحیم ہے کہ اُسوقت بھی انکے اقرار کو اور اس قران کی نصیحت پر چلنے کو اُنسے قبول کریگا اور انکو ہدایت کریگا اور انکے پچھلے گناہ معاف کریگا اسواسطے کہ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وہ اللہ تعالی لایق تقوے کے ہی اُسسے تقوی کرنا چاہیے اور وہی آمرزش اور کرم کے لایق ہے یعنے آدمی کتنے ہی گناہ کرے اور عمر بھر حقتعالی کی نافرمانی کرے اور اسکی خلاف مرضی چلے لیکن جب تقوے کی راہ چلے گا اور اُسسے ڈریگا تو وہ اسکے سب گناہ بخش دیگا اور اسکی رجوع کو قبول کریگا اور یہہ اسکی نہایت لطف

اور رحمت کا سبب ہے انس بن مالک اُسکے خادم خاص اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے حضرت رب العزت تعالی شانہ وجل سلطانہ سے اس مقام پر حاشیہ منیہ کیطور پر ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی ہے اُسکے الفاظ یہ ہین قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَھْلٌ اَنْ اُتَّقٰی فَلَا یُشْرَکُ بِیْ شَیْءٌ فَاِذَا اتَّقَانِیْ الْعَبْدُ فَاَنَا اَھْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَہٗ یعنے مین قابل اسکے ہون کہ مجھسے ڈرا جاؤن بندہ اور میرے ساتھہ کسیکو کسی کام مین شریک مقرر نکرے اور جب بندہ مجھسے ڈرا اور شرک سے پاک ہوا تو مین قابل اور سزاوار اسکے ہون کہ اسکے گناہونکو مین بخش دون اور حاصل اس منیہ کا دفع دو دخل مقدر کا ہے جو سننے والے کی خاطر مین گذرتے ہین اوّل کا مضمون یہہ ہے کہ قابل تقوے کے وہ شخص ہے جسکا غضب اور دبدبہ غالب ہو اور قابل مغفرت کے وہ شخص ہے کہ رحمت اور لطف اسکا غالب ہو سو ان دونون صفتونکا جمع ہونا اگر ہر ہر بندے کی نسبت سے خیال کیجئے تو اجتماع ضدین کا لازم آتا ہے اور اگر سب بندونکی نسبت سے ہے یعنے ایک جماعت سے تقوی طلب کرتے ہین اور غضب اور دبدبہ اپنا دکہلاتے ہین اور ایک جماعت سے بخشش اور عفو کا معاملہ کرتے ہین اور اسکے گناہ اور اُسکی برائیان معاف کرتے ہین تو یہہ بات یا خلاف حکمت کے ہوگی یا خلاف عدل اور انصاف کے اور یہہ معاملہ جزا کا جزا فی ہو جائیگا اسواسطے کہ ایک قاعدے پر نرہا سو اس منیہ مبارکہ سے اس پہلے دخل کا جواب ایسا بوجہا گیا ہے کہ ہر بندے کی نسبت سے ایک ہی معاملہ ہے اسطور سے کہ پہلے اُسنے تقوی طلب کرتے ہین اور جب اُسنے تقوی پر کمر باندہی اور جو گناہون مین بڑے تھے یعنے شرک اُسے چہوڑا اور حقتعالی کے حکمونکی فرمانبرداری اور مناہی سے دور رہنا اختیار کیا اور دل اور جان سے اسپر مستعد ہوا تب اُسکے ساتھہ لطف اور کرم کا معاملہ کرتے ہین پہر اسکی تقصیرون سے درگذرتے ہین اور اسکے گناہونکو معاف فرماتے ہین اور بندونکا مختلف ہونا مغفرت کے استحقاق مین اور عدم استحقاق مین مغفرت کی شرط تحصیل کرنے کے اختلاف سے ہی اور وہ شرط تقوے پر مستعد ہونا اور شرک سے بچنا ہے تو یہہ معاملہ جزا فی نہوا اور حکمت اور عدالت کے

مخالف بہی نہوا اور دوسرے دخل کا مضمون یہہ ہے کہ جب ایک شخص نے تقوی کیا تو مغفرت کی احتیاج اسکو نرہی اسواسطے کہ تقوی اسیکا نام ہے کہ گناہ سے بچارہے اور اسکے امر کو بجالاوے اور اگر اُسنے تقوی نکیا تو اسکو مغفرت کا مژدہ دینا گویا گناہ پر دلیر کرنا ہے اور وہ مغفرت کے لایق بہی نرہا اور اس دوسرے دخل کا جواب بہی اسی منہیہ مبارکہ سے ایسا بوجہا گیا کہ تقوی کے مرتبے بہت متفاوت ہین اصل تقوی کا جو شرط اور مدار مغفرت کا ہے وہ اسی قدر ہے کہ شرک اور کفر سے بچارہے اور اسکے اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے اجتناب کا قصد مصمم کرے اگرچہ بہت سی تقصیرون کی مغفرت کی احتیاج اسکو بہنوز باقی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ

یہہ سورت مکی ہے اسمین چالیس آیتین ایک سو ننانوے کلمے اور چہہ سو دو حرف ہین اور اس سورۃ کے ربط کی وجہہ سورہ مدثر سے یہہ ہے کہ سورہ مدثر مین قیامت کے ظاہری واقعہ کی ابتدا مذکور ہے یعنے صور کا پہونکنا چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ اور اسکی انتہا بہی مذکور ہے یعنے سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ اور کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ اور اس سورۃ مین قیامت کے باطنی واقعہ کی ابتدا مذکور ہے جو عقل اور روح کو متحیر کر دیگا چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور اسکی انتہا بہی مذکور ہے یعنے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ پس وہ سورۃ قیامت کے ظاہر کے بیان ہے اور یہہ سورت قیامت کے باطن کے بیان ہے اور یہہ بہی ہے کہ قیامت کے واقعونسے اُس سورتمین جو اوّل مذکور ہے وہ نقرناقور یعنے آواز نقاری جو اول کانپر آویگی پہر کانسے دل پر رنج پہنچاویگی اور متحیر کر دیگی اور اس سورتمین قیامت کے واقعونسے جو اول مذکور ہے برق بصر ہے جو اول انکہہ پر آویگا پہر انکہہ سے دل پر پہنچ کے دلکو گہبراہٹ کے بہنور مین ڈال دیگا اور ظاہر کی تقدیم باطن پر اور کانکی تقدیم انکہہ پر اسکلام اعجاز

نظام میں جا بجا رعایت کی گئی اور منظور ہی اور یہہ بھی ہی کہ قیامت کے دن پہلے صور کی آواز تمام عالم
کو زیروزبر کر ڈالیگی پھر اسکے بعد نور الہی کی قہری تجلی گنہگاروں سے بدلا لینے اور نیکو پر انعام کرنیکے
واسطے ظہور کریگی تو وقوع کے اعتبار سے بھی اُس سورت کے مضمون کو اس سورت کے مضمون پر تقدیم حاصل ہی
اور باوجود اسکے کلام کی روش اور مستعمل لفظین دونون سورتونکی بھی آپسمین مشابہت رکھتی ہین چنانچہ
اُس سورتمین ایک کافر کے حقمین دنیا مین فرمایا ہے کہ عَبَسَ وَبَسَرَ اور اس سورتمین کافرون کے حقمین قیامت
کے حالمین ارشاد ہوتا ہے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تو گویا ترش روئی اور تیوری چڑھانا اس جہانکا سزا ہے
اس جہانکی ترش روئی اور تیوری چڑھانے کی جو قرانکی آیتونکو سننے کے منہ بنایا کرتے تھے اور اُس سورت
مین فرمایا ہے بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُنَشَّرَةً اور اس سورتمین فرمایا ہے
بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ اور اُس سورتمین کافرونکا حسرت کرنا قیامت کے دن ایمانکے
ترک کرنے پر اور نیک عملونکے ترک کرنے پر جیسے نماز اور روزہ ہے اس عبارت سے مذکور ہے کہ لَمْ نَكُ
مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ
بِيَوْمِ الدِّينِ اور اس سورتمین کافرونکو ضرر پہنچنا موت کے بعد ایمان اور نیک عمل کے ترک کرنے کے
سبب سے اس عبارت سے مذکور ہی کہ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ اور اُس سورتمین
کافر کی لعنت اس تکرار اور اس عبارت سے مذکور ہے کہ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ اور اس سورتمین
وہی معنے اس تکرار اور اس عبارت سے ارشاد ہوے ہین کہ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ
اور اُس سورت مین لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ فرمایا ہے اور اس سورتمین يُنَبَّأُ
الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ اور سوا اسکے بہت سی مناسبتین لفظی اور معنوی ان
دونون سورتونمین پائی جاتی ہین اگر تھوڑا بھی تامل اور فکر اسمین کیا جاوے تو معلوم ہوجاوے اور کیا
اللہ تعالی کی عنایت اور احسان تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پر جو اسطرح کی عقل اور دانائی اور سمجھ انکو عنایت
ہوئی تھی کہ ان سب مناسبتونکو ترتیب کیوقت پہلی ہی نظر مین دریافت کرلیا کیا اچھا علم تھا اور کیا خوب
سمجھ تھی انکی اور اس سورتکا ہم سورۂ قیامت ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ اس سورتمین قیامت کے آنیکو

ایسی واضح دلیلون سے بیان فرمایا ہے جسکا بوجھنا بہت آسان ہی اور ہر شخص کو عام ہو یا خاص جب اپنے دلکی طرف رجوع اور اندک فکر اور تامل کرے تو یہہ بات اسکی سمجھہ مین آسکتی ہے اور اس جمال کی تفصیل یہہ ہے کہ آدمی کا معمول ایسا ہے کہ جب کسی کام کرنیکا ارادہ اسکے دلمین آیا اور اسکا شوق پیدا ہوا اور رغبت صادق اسکے واسطے پائی گئی اور اسکو اچھا جانکے اُسنے کرنا شروع کیا پہر اسوقت کتنا ہی اسکو سمجھاؤ اور اسکے انجام کی قباحتین بیان کرو کہ اس قسم کی برائیان اسکے پیچھے لگی ہوئی ہین لیکن وہ شخص ہرگز نہین سمجھتا ہے اور ایسا اسمین ڈوب جاتا ہے کہ اسکا آگا پیچھا بایان داہنا کچھہ بھی نہین دیکھتا ہے سب طرف سے اندھا ہوکے اسمین مشغول ہوتا ہے پہر یکایک جب اسکی برائی پر مطلع ہوا اور اسکام کے نقصان اور ضرر اسکے سامنے آئے اور ہر طرف سے اسکی برائیون نے آگہیرا تو اسوقت ایسی ایذا اسکو ہوتی ہے اور ایسا رنج اسکو پہنچتا ہے کہ گویا روحانی قیامت اسپر قایم ہوتی ہے پہر اپنی تئین آپ لعنت ملامت کرنے لگتا ہی اور اپنے ہاتھہ پاون آنکھہ ناک کان پر غصہ کرنے لگتا ہے خصوصاً وے اعضا جنسے وہ کام کیا تہا اُنکا خود دشمن بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین ان اپنے اعضا کو سزا دون اور یون کہنے لگتا ہے کہ کیا کرون آنکھہ کو پھوڑ ڈالون اور ہاتھہ کو کاٹ ڈالون کچھہ بن نہین پڑتی ہے اور اس اپنے کمبخت دلکو کیا کرون جسنے ایسی حرکت کرواکے مجھکو اس مصیبت مین پھنسایا سو اسسے معلوم ہوا کہ آدمی کے کام خود آدمی کو فریب دیتے ہین اور کبھی برے کام اپنے کو اچھا کرکے دکھلاتے ہین اور کبھی اچھے کام ایسی بری شکل سے اسکے سامنے نمودار ہوتے ہین کہ وہ اُنکی صورت سے بھاگتا ہے اور قیامت کے معنے بھی یہی ہین کہ اچھے اور برے عمل اپنی اپنی حقیقی صورت پر سامنے آکے اپنا بدلا اور انتقام لینگے اور جزا کیواسطے سب اعضا اور آلات کا پھر بنا کر حاضر کرنا ضروری ہوا اور اعضا کیواسطے پھر بدنکا بنانا بھی ضروری ہوا اور بدن کیواسطے روح کا داخل کرنا بھی ضروری ہوا فرق اتنا ہے کہ دنیا مین آدمی لعنت ملامت اور ندامت اپنے دلمین جو پاتا ہے سو ایک ایک کام پر ہوتی ہی اور مرنیکے بعد جتنے عمر بھر کے کام ہین

ان سب پر ملامت اور ندامت حاصل ہوگی اسیواسطے موت کو قیامت صغرا کہتے ہین اور حشر اور نشر کے دن نوع انسان کے جتنے کام ہین سب پر اسیکو ندامت حاصل ہوگی اور تمام اولین اور آخرین نوع انسانی کی فردین اور ہر ایک کے ملامت کے اسباب ہر ایک کی جزا دینے کیواسطے اسدن ضرور جمع ہونگے اسیواسطے اسکو قیامت کبری کہتے ہین سو آدمی قیامت کی انکار مین اسقدر غفلت رکھتا ہی کہ اپنے وجدانیات سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور کچھ بھی اسمین فکر اور تامل نہین کرتا اور یہہ نہین بوجھتا ہی کہ ہر لحظہ اور ہر لمحہ قیامت کا نمونہ مجھہ مین موجود ہے اور اسکا سبب دو چیزین ہین ایک تو حق اور واقع چیز کے دریافت کرنے کی استعداد کا پایا جانا بعضے وقتونمین اور دوسری اُس دریافت مین خطا واقع ہونا بعضے وقتونمین سو یون بوجھنا چاہئے کہ یہہ دونون چیزین میرے ذاتی خاصہ سے ہین بخلاف دوسری مخلوقات کے اسواسطے کہ اُنمین سے بعضے وے ہین جو اس دریافت کی استعداد نہین رکھتے ہین جیسے حیوانات اور جمادات اور بعضے وے ہین جنکے ادراک مین خطا پائی نہین جاتی جیسے فرشتے سو میرے واسطے قیامت کا ہونا ضرور ہے والا اپنی ذاتیات سے مین نکال ڈالا جاؤن بلکہ انسان نرہون اور اس سورت کے سورہ قیامت نام رکھنے کی وجہہ یہہ بھی ہے کہ اسمین قیامت صغری اور قیامت کبری دونون بیان ہوئی ہین چنانچہ اول سورت سے كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ تک قیامت کبرنی کا بیان ہے اور كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ سے أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى تک قیامت صغری کا بیان ہے اس سبب سے اس سورت کو سورہ قیامت کہنا اولی اور انسب ہوا اسواسطے کہ یہہ سورت تمام اقسام قیامت کو محیط ہی اور خوب واضح دلیلونسے اسکو ثابت کرتی ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ قسم نہین کہاتا ہون قیامت کے دن کی اپنی تقصیر پر آدمی کو حسرت واقع ہونے پر اسواسطے کہ یہہ حسرت آدمی کو دنیا مین لاحق ہوا کرتی ہے اور متحیر کر دیتی ہے وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور قسم نہین کہاتا ہون مین آدمی کے نفس ملامت کرنیوالے کی قیامت کے واقع ہونے پر

ایسا نفس جو قیامت کے قایم ہونے کا سبب ہی اسواسطے کہ آدمی اپنے نفس کی حقیقت سے بے خبر اور غافل ہے یہہ نہین جانتا ہی کہ یہہ نفس مجھکو قیامت کے دن گرفتار کروا ویگا اور برائیونکی جزا چکنے کا یہی سبب پڑیگا اور قسم کہانے کیواسطے ایسی چیز چاہیے کہ مخاطب کی نظر مین وُہ چیز اپنے لوازمات اور ثمرات سے ظاہر اور نمایان ہو تاکہ اسکی دلیل پکڑکے مقسم علیہ کے مضمونکو سچا جانے مفسرین کو نفس لوامہ کے معنونمین اختلاف ہے سو جو مفسرونمین محقق ہین انہون نے یون بیان کیا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہی لیکن اسکی تین حالتین ہین اگر عالم علوی کیطرف مایل ہوا اور عبادت اور فرمانبرداری مین اسکو خوشی حاصل ہوی اور شریعت کی پیروی مین اسکو تسکین اور چین ہوی تو اُس نفس کو مطمئنہ کہتے ہین اور اگر عالم سفلی کیطرف اُسنے میلان کیا اور دنیا کی خواہشون اور لذتونمین اور عار اور ننگ اور انتقام اور کینہ کشی کیطرف رغبت کی اور شریعت کی پیروی سے بہاگا اسکو نفس امارہ کہتے ہین اسواسطے کہ روح کو برائی کا حکم کرتا ہے اگر کبھی عالم سفلی کیطرف میلان کرتا ہے اور شہوت اور غضب مین مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کیطرف میلان کرتا ہے اور شہوت اور غضب کو بُرا جانتا ہی اور اُسسے دور بہاگتا ہی اور شرمندہ ہوتا ہی اور اپنی تئین آپ ملامت کرتا ہے اُس نفس کو لوامہ کہتے ہین اور بعضے مفسرونے یون کہا ہی کہ ہر آدمی کے بدنمین تین نفس ہین اوّل نفس مقدس جسکو روح الٰہی بھی کہتے ہین اور نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنے پھونکا ہمنے اسمین اپنی روح کو اسیکی شانمین وارد ہے اور قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بھی اسیکا بیان ہے یعنے کہہ تو کہ روح ہمارے پروردگار کا حکم ہی اسیکا بیان ہی اور وہ ہمیشہ یاد الٰہی مین مطمئن ہے اور اسکی محبت مین مستغرق اور اسکے حکم کا فرمانبردار ہے اور دوسرا نفس منطبعہ ہی جو بدنکی تدبیر مین ہمیشہ رہتا ہے اور جو جو شہوت اور غضب کی خواہش کرنیوالی چیزین ہین انکو بالطبع چاہتا ہی اور روح کو اُنہین لذتون کے حاصل کرنے کیواسطے بار بار حکم کرتا ہے اسی سبب سے اسکو امارہ کہتے ہین اور تیسرا نفس ناطقہ ہے کہ ظاہری اور باطنی حواس سے علم اور ادراک کو جمع کرنا اور روح کے سامنے انکو عرض کرنا اسکا کام ہے اور اسیکو نفس لوامہ کہتے ہین اسواسطے کہ نفس امارہ سے جب کوئی امر نامناسب واقع ہوتا ہے تو اسکو یہہ ملامت کرتا ہی اور کامونکی نیکی اور بدی نفس امارہ

کو سوجھاتا ہی اور اسکو ملہمہ بہی کہتے اسواسطے کہ روح کے وسیلے سے جو امور تحقیقہ اور صادقہ
ہین وے اسپر الہام ہوتے ہین اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ قیامت
کے دن ہر نفس لوامہ ہوگا اور اپنی تئین ملامت کریگا اسواسطے کہ اگر نیک ہے تو اسپر اپنی تئین ملامت
کریگا کہ نیکی زیادہ اور کیون نہ کی اور بعضے اپنے وقتونکو بیفایدہ کیون گنوایا اور اگر بد ہوگا تو اپنی تئین
اسپر ملامت کریگا کہ کیون برائی کی مین نے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنت والونکو کسی چیز کی ح
حسرت نہوگی مگر ایک چیز کی جو دنیا مین کوئی ساعت بے یاد الہی کے گذاری ہوگی اور حضرت حسن
بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا مین ہی ایماندار آدمی کا یہی نشان ہے کہ ہمیشہ اپنی ملامت مین
رہے اسواسطے کہ کوئی آدمی تقصیر سے خالی نہین ہے پہر وہ تقصیر معرفت الہی اور اسکے مبادی
مین ہو یا عبادت اور تقوی مین یا اسکے شرایط اور آداب مین ہو اور بعضون نے یون فرق بیان کیا
ہے کہ نفس مطمئنہ نفس انبیا اور اولیاء کاملین کے ہین جنہون نے حق تعالی کی یاد اور اسکی محبت مین چین اور
اطمینان پیدا کیا اور وسوسون اور خطرونکے کشمکش سے خلاصی پائی ہے اور نفس ملہمہ صالح ایماندارون
اور ابرارونکا نفس ہے اور نفس لوامہ گنہگارون تائب اور تقصیروارون نادم کا نفس ہے اور نفس
امارہ کافرونکا نفس ہے اور اُن فاسقونکا جو فسق پر اڑ گئے ہین اور بعضون نے یون کہا ہے کہ
نفس لوامہ متقیونکا نفس ہے جو دنیا مین گنہگارونکو ملامت کیا کرتے ہین اور آخرت مین بہی ملامت
کرین گے اور حق یہہ ہے کہ آدمی کے نفس کی پیدائشی یہہ بات ہے کہ ملامت اور ندامت کرتا ہے کسیطرح کا
ہوا بھلا ہو یا برا چنانچہ اوپر تفسیر مین گذر چکا ہی اور جب یہہ بات ثابت ہوی کہ اُس حسرت اور ندامت
جو قیامت کے دن ہوگی اسپر کچھہ قسم کہانے کی احتیاج نہین ہے اور اسیطرح کافرونکی غفلت کے
سبب سے قیامت کے آنے پر ساتھہ نفس لوامہ کے قسم کہانا بہی مفید نہین ہے تو اب فرماتے ہین کہ ان
دونون قسمونکو جو مطلب کے ثابت کرنے مین عمدہ دلیل تہین جہوڑ کے قیامت کے آنے مین کافرونکے
شبہے کو دور کرتے ہین اور انسے پوچھتے ہین ہم کہ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ کیا گمان کرتا ہی آدمی
باوجود عقل اور فہم کے جسکے سبب سے تمام مخلوقات سے ممتاز ہے اور نظر اور فکر کو اور ایک چیز کو دوسری

چیز پر قیاس کرنے کو اپنا خاصہ جانتا ہے اور اس سبب سے اپنے تئیں بڑا جانتا ہے اور اسپر ناز کرتا ہے اور باوجود اس عقل اور دانائی کے ایسا اعتقاد کرتا ہے اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ انسان کا کہ ہرگز جمع کرینگے ہم سڑی جھڑی ہوی ہڈیان اسکی قیامت کے دن دوبارہ زندگی دیکر قیامت مین مفسرون نے کہا ہے کہ اس سورت کے نازل ہونیکا سبب یہہ تہا کہ عدی بن ربیعہ اخنس بن شریق کا داماد جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ مین رہتا تہا اور آپ کو بہت ایذا پہنچاتا تہا چنانچہ اُن دونونکے حقمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ دعا کی تہی کہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ جَارِيَ السُّوْءِ یعنے اے بارخدایا کافی ہو مجھکو تو میرے بُرے ہمسایہ سے اسواسطے کہ اسنے مجھکو بہت ایذا پہنچائی ہی سو وہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ تم جو ہمکو قیامت کے آنے سے ڈرایا کرتے ہو بھلا اسکا کچہہ حال تو مجھسے بیان کرو مین سنونگا کیہون میری عقل مین آتا ہے یا نہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہہ قیامت کا حال اُسسے بیان فرمایا کہ جسمین مردے ہین اُسدن زندہ کئے جائینگے اور جو کچہہ دنیا مین کیا ہے سب کا حساب دینا پڑیگا اس کمبخت نے کہا کہ یہہ ایسی بات ہے کہ اگر مین اپنی آنکہہ سے دیکہونگا تو بہی یقین نکرونگا اور اسکو سچا نجانونگا بلکہ یون کہونگا کہ یہہ سب نظربندی اور خیال ہے حقیقت مین کچہہ بہی نہین ہے اسواسطے کہ میری عقل ہرگز اسبات کو تجویز نہین کرتی ہے کہ ہزارون سال کے مردونکی ہڈیان جو تمام جہان مین پہیل گئی ہین انکو اللہ تعالی جمع کرکے زندہ کریگا سو یہہ سورت اسکے اس امر کے تعجب اور بعید جاننے کی رد کیواسطے نازل ہوی اور ارشاد ہوا کہ بَلٰى البتہ ہم جمع کرینگے آدمیونکی سڑی ہوی ہڈیون کو اور آدمیونکی منتشر ہڈیان جمع کرنا ہماری قدرت کے نزدیک کیا چیز ہے ہم تو اِسسے بہی زیادہ تعجب کی چیزین کرینگے چنانچہ ہر ہر عضو اور فرد کو یعنے گوشت اور پوست اور ٹوٹی چورہ ہوی ہڈیونکو ہم درست کرینگے قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ قادر ہین ہم اسپر کہ برابر اور درست کرین انگلیونکے پورونکے چمڑیکو جسکو حکیمون اور طبیبون نے سب انسانکے اعضا مین اعدل اور متوسط عضو ٹہہرایا ہے اور اسکا درست کرنا بدون اعادہ اُس اعتدال کے جو حقیقی اعتدال کے قریب ہے

سورۃ قیامت کا نازل ہونیکا سبب

ممکن نہین ہے اور یہہ بہی حکماء کہتے ہین کہ آخر اس چیز کا جسپر خلقت انسانکی تمام ہوتی ہے یہی چمڑا
ہی اور انسان کے بدنکے سب چمڑون مین یہہ سب سے نازک ہے اور اسکے حس اور دریافت کی قوت
بہت زبردست ہی اسیواسطے طبیعت اپنے خالق کے اذن سے برودت اور حرارت اور رطوبت اور
یبوست کی کیفیت کے دریافت کرنے مین اسیکو حاکم کرتی ہے اور اسکے حکم کے موافق کام کرتی ہی اور
یہہ بہی ہے کہ انسانکے بدنکے طبقون مین انتہا درجے مین یہہ طبقہ واقعہ ہوا ہے اور ہڈیون سے کئی مراتب اس
طرف ہے اسواسطے کہ چمڑیکے اور ہڈیکے درمیانمین گوشت اور چربی ہے اور بعد حق جانکی رگین اور
اروے اور باطلت اور پٹھے اور عضلہ اور بعد اسکے ہڈی ہوتی ہے سوجب ہماری قدرت کسی کام
کے بنانے پر متوجہ ہوتی ہے تب اسکے نزدیک ہڈیونکا جمع کرنا کیا چیز ہے بلکہ اسسے جو سخت اور
مشکل اور عمدہ کام ہین وہ سرانجام دے سکتی ہے اور اس دعویکی دلیل ظاہر اور کہلی ہے اسواسطے
کہ جس شخص نے مشکل اور باریک کام ایک مرتبے کیا اُسنے دوسرے مرتبے وہ کام بہت آسانی
سے ہوسکتا ہے بس معلوم ہوا کہ آدمی جو قیامت کے آنے کی انکار کرتا ہے اور مردونکے زندہ کرنے پر
اللہ تعالی کے قادر ہونے کو محال جانتا ہے سو یہہ انکار اس راہ سے نہین ہے کہ یہہ مسئلہ بہت مشکل
ہی اور اسکا ماخذ بہت دقیق ہے اور اسکی دلیل پوشیدہ ہی اس سبب سے اسکی سمجھہ مین نہین آتا ہے
بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ بیباک ہوکے فسق فجور کرے اپنی
اگلی عمر مین جو باقی ہے اسواسطے کہ اگر قیامت کا اقرار کرے اور اسدن مین اعمال کے حساب کتاب کا
خوف اپنے دلمین ٹہہراوے تو اسقدر بیباکی اور ڈھٹہائی فسق وفجور مین اُسسے نہو سکے سو فسق فجور
کی محبت کے سبب سے نہین چاہتا ہے کہ قیامت کی بات سُنے یا اسکے ماخذ اور دلیل مین کچہہ غور اور
فکر کرے اسی سبب سے اسکی طرف خیال ہی نہین کرتا ہے اور بے غور اور فکر کئے اُس خیال کو اپنی
خاطر مین آنے نہین دیتا ہی تاکہ اس خیال سے اسکی عیش منغص نہو جاوے اور لذت مین خلل پڑے
اسیواسطے تعنت اور سینہ زوری کی راہ سے يَسْاَلُ پوچہتا ہی پیغمبرون اور واعظون اور نصیحت
کرنیوالونسے جو اسکو قیامت کے آنے سے ڈرایا کرتے ہین اور ہمیشہ اسکو سمجہایا کرتے ہین کہ اس

دلیل مین غور کرو اور اس چیز کو دیکھو اور فکر کرو تاکہ قیامت کے آنے کی تصدیق تمکو حاصل ہو
اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کب ہوگا قیامت کے دن کا آنا اسواسطے کہ جبتک تم تاریخ کی قید اسکو بیان
نکرو گے تبتک مین ہرگز یقین نکرونگا اور کسی دلیل مین ہی غور اور تامل نکرونگا سو یہہ سوال ہی اسکا
تعنت اور سینہ زوری کی راہ سے ہے کہ کہتا ہی جبتک اسکے آنے کا وقت بیان نکروگے تبتک
مین اسکو سچا نجانونگا اور خوف والی چیز کا یقین آنا اسکے آنے کے وقت کے دریافت ہونے پر
موقوف نہین ہوتا ہے چنانچہ یہہ بات ظاہر ہی اور یہہ اسکی بوجہہ کی غلطی ہے جو کہتا ہی کہ شہرون
اور لشکرون کی خبرین اگر بے قید تاریخ کے بیان کرتے ہین تو چند ان قابل اعتبار کے نہین ہوتی ہین
اور اگر تاریخ اور وقت کی قید کے ساتہہ ہوتی ہین تو البتہ اکثر ونکے نزدیک اعتبار کے قابل ہوتی ہین سو
اس خبر کو بہی اسی پر قیاس کرکے تاریخ اور وقت سے سوال کرتا ہے اور یہہ نہین بوجہتا ہے کہ
تاریخ اور وقت کی قید اُن چیزونمین ہوتی ہے جو گذر چکی ہین اسواسطے کہ یہہ قید اسبات پر دلالت
کرتی ہے کہ یہہ خبر دینے والا اس واقعہ سے خوب خبردار ہی اور اس خبر دینے والے کے صدق اور
کذب کی تحقیق آسان ہوجاتی ہے بخلاف ان چیزونکے جو آگے چل کے ہونیوالی ہین اسواسطے کہ اُنکا
ظہور ابتک ہوا نہین ہے جو وقت معلوم ہووے اور ایسی خبر مین تاریخ اور وقت کے معین کرنیکی
تکلیف دینا محض بیجا ہے ایسی چیزونکے صدق اور کذب کی تحقیق مین دلیل کی قوت اور خبر دینے
والے کے علم کے ماخذ کی قوت پر اعتماد کرنا چاہیے چنانچہ اطبا کی خوف دلانیوالی باتین اور نجومیونکی
باتین ہونیوالی چیز کے دریافت مین اسی طور سے تحقیق کرتے ہین حاصل کلام کا یہہ سوال انکا خواہ
تعنت کی راہ سے اور خواہ انکی بوجہہ کی غلطی اور نادانی کی راہ سے ہو اسے قیامت کے دن یہہ
حاصل ہوگا کہ اُسدن ایسا سوال کرنیوالا متحیر ہوکے اور گہبراکے اِس سوال کا اُلٹا سوال کرنے لگیگا
جو وہان بالکل بیجا اور بیفایدہ ہوگا اور اُسدن کی سختیونکو دیکہہ کے اپنی مخلصی کا طریق اور بہاگ
بچنے کی جگہہ کو پوچہے گا چنانچہ تعالی فرماتا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ پہر جب چُندہ ہلانے لگے گی
آدمی کی بینائی جیسے دنیا مین بجلی کی چمک دیکہہ کے انکہہ چندہ ہلاتی ہے سو اُسدن آدمی کو

یہہ چند ہلاتا حقعالی کی فہری تجلی کی روشنی کی چمک سے ہوگا جو کافر اور فاسق کی بینائی کی قوت
کو متحیر اور مقہور کر دیگی چنانچہ سورہ زمر مین حقعالی نے فرمایا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا
یعنے اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور بے نور کر دیا جائیگا چاند اور پنیر کی چکنی
کیطرح ہو جائیگا تجلی الہی کی چمک کی شدت سے نہ اسکے اور آفتاب کے درمیانمین زمین یا کسی دوسری
چیز کے آجانے کے سبب سے جیساکہ دنیا مین ہوا کرتا ہے اور اس سبب سے گہن پڑا کرتا ہے اسواسطے
کہ یہہ بے نوری جو چاند کو لاحق ہوگی وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ایسے حال مین ہوگی کہ جمع کئے گئے
ہونگے آفتاب اور ماہتاب ایک جگہہ پر اور انکے درمیانمین کوئی چیز حائل نہوگی تاکہ وہ چیز آفتاب
کی شعاع کے انعکاس کو ماہتاب مین مانع ہووے سو ایسے وقت ماہتاب کا بے نور ہونا صریح دلیل ہے
اسبات پر کہ آفتاب ہی بالکل بے نور ہوگا جیسے پنیر کی چکتی اور اگر ایسا نہوتا تو آفتاب کے نور سے
ماہتاب البتہ روشن ہوتا اسواسطے کہ ماہتاب کا جسم صیقلی ہے اور کوئی درمیانمین حایل بھی
نہین ہے اور دنیا مین آفتاب اور ماہتاب جب ایک برج اور ایک درجہ مین جمع ہوتے ہین تو اسوقت
چاند مین گہن کسیطرح ممکن نہین ہے ہان محاق اسکو البتہ طاری ہوتا ہے یعنے چاند کی روشنی کم
ہو جاتی ہے اسطور سے کہ اسکی چمکتی طرف آفتاب کیطرف ہوتی ہے اور جو طرف بے نور ہے
وہ زمین کی طرف ہوتی ہے یہہ نہین ہے کہ اسکا نور بالکل جاتا رہتا ہے سو دنیا مین جتنے نور کے
اسباب ہیں وے سب خراب ہو جائنگے اور اپنے اعمال کی شامت سے اور بینائی کے چندھیانے
سے روشنی کو آدمی دیکھہ نسکے گا آخر کو لاچار ہوکے بہت متحیر ہوگا پہر اسوقت يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
يَوْمَئِذٍ کہے گا آدمی اس دن جب اُس نور قاہر کی روشنی کو جسنے اسکو متحیر کر دیا ہے ہر مکانمین
شایع اور پراگندہ دیکھے گا اَيْنَ الْمَفَرُّ کسطرف سے بہاگ بچنے کی جگہہ کہ وہان پہنچکے اس حیرت اور
دہشت سے خلاصی پاؤنمین پہر اسوقت وہ دنیا کا سوال جو کہا کرتا تہا کہ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اُلٹا
ہو جائیگا اور اسدن سے خلاصی کی راہ پوچہنے لگیگا اور جسطرح دنیا مین کمال تعنت اور عناد کے
سبب سے ساتہہ لفظ اَيَّانَ کے قیامت کے وقت سے سوال کرتا تہا اور یہہ لفظ ایسی ہے کہ اِتنے

امور مشکل غیر متوقعہ سے استفہام کرتے ہین سو اسدن اپنے بہاگنے کی جگہہ کو اَیْنَ کی لفظ سے
استفہام کریگا جسے وے امور جنکا حصول آسان ہے اور انکا وقوع متوقع ہے پوچھتے ہین اور
حال یہہ ہے کہ قیامت کا وقوع متوقع اور یقینی تہا اور قیامت کے دن یہاگ بچنے کی جگہہ کا حاصل ہونا
کسیطرح ممکن نہین ہے سو حیرت اور دہشت کے سبب سے اسکے کلام مین خبط واقعہ ہوا ہے چنانچہ دنیا
مین نہایت نعمت اور عناد کے سبب سے خبط کرتا تہا اور یہہ بہی ہے کہ پیغمبرون اور واعظون سے انکے
الزام دینے کیواسطے سوال اور اعتراض کیطور پر قیامت کیوقت سے پوچہا کرتا تہا اور قیامت کے دن
انکہہ کے چندہلا جانے اور عقل کے متحیر ہونے کے سبب سے پناہ کی جگہہ کا پتا بتلانیوالا کسی کو نپاویگا
تو خود بخود ہذیان کیطور پر بکنے لگے گا کہ اَیْنَ الْمَفَرُّ اور جب انسانکا حال حیرت اور اضطراب
سے اس مرتبے کو پہنچے گا کہ ہذیان کیطور پر بکنے لگے گا تب اسکو کہا جاویگا کہ کَلَّا ایسا سوال بیجا
مت کر اور ایسی پوچہہ پاچہہ لایعنی سے باز آ لَا وَزَرَ نہین ہے پناہ کہین بلکہ جس چیز سے تو
بہاگتا ہے اسی جگہہ تجھکو جانا پڑیگا اِلٰی رَبِّکَ تیرے رب کی تجلی قہری کی طرف یَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ
اسدن جاے قرار ہے اور کوئی شخص اس تجلی کی نزدیکی کی حضوری سے مخالفت نہین کرسکتا ہے
یا اپنی ہنسی خوشی جائیگا یا ایسا کہتے ہوے زبردستی سکو لیجائینگے اور جب چار نا چار آدمی اسجگہہ
حاضر ہوگا تو حیرت اور دہشت دوسری اسپر زیادہ کرینگے یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ خبردار
کیا جائیگا آدمی اُسدن بِمَا قَدَّمَ ساتہہ اُس چیز کے جو آگے پہنچا تہا اعمال کی قسم سے ہون یا
افعال کی قسم سے پہروے اعمال اور افعال لایق تقدیم کے تہے جیسے وضو کرنا نماز کے پہلے اور نماز
پڑہنا وزکی تلاش سے پہلے اور زکوۃ کا ادا کرنا مال پر سال گذرنے کے پہلے اور عمرہ حج کے پہلے اور
سنت فرض کے پہلے اور اپنے اہل وعیال کو صدقہ دینا غیر فقیر و نسے پہلے اور درود پڑہنا دعا سے
پہلے اور قرض کو ادا کرنا وصیت جاری کرنے سے پہلے یا وے اعمال اور افعال لایق تقدیم کے نتہے
جیسے وقت آنے سے پہلے نماز پڑہنا اور رمضان کے پہلے شک کے دن روزہ رکہنا اور عید الاضحی کو نماز
کے پہلے قربانی کرنا اور عشا کے پہلے وتر کی نماز پڑہنا اور قرض اور اپنے اہل عیال کے ضروری حق ادا

کرنا

ادا کرنے کے پہلے صدقہ دینا اور والدین کی خدمت اور اہل وعیال کی خبر گیری کے پہلے جہاد کا
یا نفل حج کا یا نفل علم کی طلب کا سفر کرنا اور عدت گذرنے کے پہلے نکاح کر لینا اور علی ہذا القیاس وآخر
اور جو پیچھے چھوڑا تھا اپنے اعمال اور افعال سے پھروے لایق تاخیر کے تھے جیسے حقتعالی کے فرض ادا
کرنیکے بعد والدین کی خدمت کرنا اور اپنی ضروری حاجتونکے پورا کرنے کے بعد خیرات کرنا اور اپنے خویش
واقربا کے احسان کرنے کے بعد غیرونپر احسان کرنا یا لایق تاخیر کے تھے جیسے وقت گذر جانے کے بعد
نماز پڑھنا اور سال گذر جانے سے مدت کے بعد زکوة ادا کرنا اور توبہ کا وقت پاکے توقف کرنا اور
علی ہذا القیاس اور جب آدمی کو اسکے عملونکی تقدیم اور تاخیر پر اعمال نامے دیکر اور آسمان اور زمین
اور دن اور رات کے گواہونکو کھڑا کرکے خبردار کرین کے تب حیرت مین ہوگا اور اسباتکو سوچے گا
کہ جب اس ترتیب اور تقدیم اور تاخیر کو نہین چھوڑا ہے اور خبر دینے کیواسطے اسکو لکھکر رکھا ہے
اور سان باتونکو پوچھتے ہین اور اسپر جزا دیتے ہین تو میرے اصل عمل اور فعل نیکی اور بدی سے جو ہین
کیونکر نہ لکھے ہونگے اور اُسسے کیونکر نہ پوچھین گے اور اسپر کیونکر نہ جزا دین گے اس سوچ سے بڑی دہشت
اسپر غالب ہوگی اور اپنے دلمین کہے گا کہ بہت وقت بے ڈھب ہے اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہے
کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو کر چکا ہے خواہ وے نیک ہون یا بد ہون اور مَا اَخَّرَ
سے مراد وے عمل ہین جو نہین کئے ہین خواہ وے عمل نیک ہون خواہ بد ہون اور بعضون نے
یون کہا ہے کہ ما قدم سے مراد وہ مال ہے جو للہ دیا اور عاقبت کے ذخیرے کیواسطے آگے
بھیجا اور مَا اَخَّرَ سے وہ مال مراد ہے جو وارثون کیواسطے پیچھے چھوڑا ہے اور بعضون نے
یون کہا ہے کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو آپ کر گیا ہے خواہ نیک ہون یا بد اور مَا اَخَّرَ
سے مراد وہ رسم اور طریقہ ہے جو اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے اور لوگ اس رسم اور طریقے پر چلتے
ہین اور کام کرتے ہین پھر خواہ وہ رسم نیک طریقے کی ہو اور اُس شخص کے قیامت تک اجر
اور ثواب کی سبب پڑے یا بد ہو جو قیامت تک اس شخص کے عذاب اور رنج کی سبب پڑے
چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص نیک طریقہ یا نیک رسم لوگونمین رایج کرتا ہے تو جتنے

اُس رسم اور اُس طریقے پر چلتے ہین اُن سب کی برابر ثواب اس شخص کو بھی ملے جاتا ہے بدون
اسکے کہ اُن عمل کرنیوالونکے ثواب مین کچھہ نقصان ہووے اور جو شخص بدطریقہ اور بدرسم لوگون
مین رایج کرجاتا ہے تو اسکو اُن سب کی برابر وبال ہوتا جاتا ہے جو اسپر چلتے ہین بدون اسبات
کے کہ اُن لوگونکے وبال سے کچھہ کم ہووے اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دنیا مین ناحق
خون کرتا ہی تو اسکا وبال قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی لکھتے ہین اسواسطے کہ پہلے اُسنے
اِس کام کو کیا تہا اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو جوانی اور
ابتداء شباب مین کئے ہین اور مَا اَخَّرَ سے مراد وے عمل ہین جو بڑہاپے اور آخر عمر مین کئے ہین
حاصل کلام کا ہر طرح سے آدمی کو ہر حرکت اور سکون اور ہر قول اور فعل پر آگاہ کرین گے تاکہ اسکے موافق
اسکو جزا دیوین اگرچہ یہہ خبردار کرنا اور نامہ اعمال دکھلانا اور گواہونکو گذرانا اسکے حق مین کچھہ حاجت نہین
ہی بَلِ الْاِنْسَانُ بلکہ آدمی خود بخود اپنے سب عملونپر مطلع اور خبردار ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ آدمی
عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ اپنی جانپر حجت کامل اور گواہ عادل ہے اسواسطے کہ اپنے کئے ہووے عملون کی
شکلین اسکے نفس مین راسخ اور ثابت ہین اور اس عالم مین جو اسکی دریافت قوی اور صاف ہوگی
اس سبب سے ان سب عملونکی شکلونکو دریافت کریگا بلکہ اپنے وجدان اور دریافت کیطرف رجوع
کی احتیاج بھی نہوگی اسواسطے کہ عالم روح کے شایع اور پراگندہ ہونے کے سبب سے وے شکلین خود بخود ظہور
کرین گی اور اعضا کی صفتین اور صورتین ہو جائین گی بعضی چہرے کی تاریکی اور مونہہ کی سیاہی پیدا کرین گی
اور بعضی چہرے کی رونق اور سرخروئی پیدا کرین گی اور اسیطرح تمام اعضا اور اجزا مین ظہور کرین گی چنانچہ
وضو کرنیوالونکے چہرے اور ہاتہہ پانون روشن اور چمکتے ہونگے اور زیور پہنے ہوئے لاوین گے
اور خیانت کرنیوالونکو جس چیز کی خیانت کی ہے اسکو اسکی گردن اور کاندہے پر لادے ہوے
لاوین گے اور شہیدونکو خون سے رنگین لاوین گے اور زانیونکو اُنکی شرمگاہ سے پیپ بہتا ہوا
بدبو آتی ہوی لاوین گے یہان تک کہ ہر ہر عضو آدمی کا جس سے جو گناہ کیا ہے وہ خود گواہی دیگا
اور آپ بولے گا پھر سواے اقرار کرنے کے آدمی کا کچھہ بس نہ چلے گا قَالُوْا اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ اگرچہ

لاڈالے گا ترکش کے تیرونکی طرح تمام اپنے عذر اور بہانے کو حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کو
قیامت کے دن اپنے اپنے علونپر مطلع اور خبردار ہونا تین مرتبے ہوگا پہلے مرتبے ہر ایک کے نامہ اعمال
فرشتے پڑھکے ہر ایک کے ہاتھہ مین دینگے اور کہین گے کہ اِقْرَاْ کِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ
حَسِيْبًا یعنے پڑھ اپنی کتاب تو آپ کافی ہے اپنی جان کیواسطے آج کے دن اپنے اوپر حساب لینے والا
اسوقت آدمی اپنے بُرے کامونکی انکار کرین گے اور کہین گے کہ ہمنے ہرگز یے کام نہین کئے ہین یہہ
ہمپر جھوٹہہ لکھہ دیا ہے پھر دوسرے مرتبے آسمان اور زمین اور دن اور رات اور ہر ہر عضو
اسکا اُن کامونپر گواہی دیگا اور انکے ذمہ پروے چیزین ثابت کرین گے اور انسے کہین گے کہ تمنے
یے کام کئے ہین پھر اسوقت یے بھی اقرار کرین گے اور کہین گے کہ ہان ہمسے یے کام ہوے لیکن عذر
درپیش کرینگے اور کہین گے کہ فلانا کام ہمسے اس سبب سے ہوا اور فلانا کام اس سبب سے اور اکثر
انکے عذر نادانی اور جہالت ہوگی اور یہہ کہ ہمارے پیشوا ہمارے واسطے دین اور آئین اور رسم
اور طریقہ مقرر کرگئے تھے سو ہم انکی تقلید اور پیروی سے اس بلا مین گرفتار ہوے چنانچہ قرآن شریف
مین جابجا اسی قسم کے عذر نامسموع انکی زبانسے حکایت کیطور پر حقتعالی نے بیان فرمائے ہین اور
جب انکے عذرونکو بھی باطل اور نامسموع کردین گے پھر تیسرے مرتبے یہہ حکم ہوگا کہ ہر ایک کے
نامہ اعمال اگر اچھا ہے تو سیدھے ہاتھہ مین اور اگر بُرا ہے تو اُلٹے ہاتھہ مین دیکر اپنے اپنے ٹھکانونپر
انکو پہنچاؤ تب فرشتے نیکونکے نامہ اعمال انکے سیدھے ہاتھہ مین دیکر موقف کے داہنی طرف جو
بہشت کا راستہ ہے روانہ کرین گے اور بُرونکو اُلٹے ہاتھہ مین دیکر موقف کے بائین طرف جو دوزخ کا
راستہ ہے مار مارکے اور گردنونمین ہاتھہ دیکر ہانکین گے اور بعضونکو زنجیرون اور طوق سے
جکڑکے لیجائینگے اور بعضونکو مونہہ کے بھل گھسیٹتے ہوے لیجائین گے اور جب آدمی کی غفلت کے
بیان سے فراغت پائی یعنے آدمی ایسا غفلت مین پڑا ہوا ہے کہ قیامت کے آنے کی انکار کرتا
ہے اور واہی نامعقول شبہے اسمین نکالتا ہے اور پھر قیامت کے دن تجلی قاہر الٰہی کے نور کے
ظہور کیوقت حسرت اور افسوس کریگا اور اسکے خوف سے مضطر اور بیقرار ہوویگا اور

تقدیم اُس چیز سے جسکی تاخیر ضروری تہی اور تاخیر اُس چیز سے جسکی تقدیم ضروری ہی خبردار کیا جائیگا اور ان سب چیزونکی اُسسے پرسش ہوگی تو اب بات مین بات نکل آنے کے طور پر اپنے پیغمبر سے حکم ہوتا ہے کہ اُس بیان سے تمکو یہہ بات معلوم ہوچکی کہ جسکی تقدیم ضروری ہے اسکو موخر کرنا اور جسکی تاخیر ضروری ہے اسکو مقدم کرنا مذموم اور بُرا ہے اگرچہ جو کام خیر کے ہین انمین ہو سو تمکو لازم ہے کہ اپنی تئین ان دونون چیزونسے بچائے رکہو خصوصًا قران شریف اور اسکی تفسیر کے سیکہنے مین اسواسطے کہ اس علم کا جو نہایت شوق تمکو ہے اور اسپر بہت حریص ہو اُس سبب سے دونون چیزین تمسے صادر ہوتی ہین اور تم یہہ سمجہتے ہو کہ اس علم کے سیکہنے مین جسقدر عجلت اور شتابی ہووے بہتر ہے اسواسطے کہ خوف بہول جانے کا لگا ہوا ہے سو تمکو چاہئے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ مت ہلاؤ اُس قران کے پڑہنے مین اپنی زبانکو جسوقت جبرئیل علیہ السلام پڑہتے ہین لِتَعْجَلَ بِهٖ تاکہ جلدی کرو اُس قرانکی لفظ کی یاد رکہنے مین اُس خوف سے کہ اوّل سبق سے آخر سبق سُننے تک ایسا نہو کہ بعضے الفاظ تمہاری یاد سے جاتے رہین اور جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبے پڑہ کے چلے جاوین اور تمکو وے الفاظ بہول جاوین اور اس ممانعت کی وجہ یہہ ہے کہ سبق کے سُننے مین ایسی جلدی اور شتابی کرنا یعنے آپ ہی پڑہنے لگنا سبق کے سُننے مین خلل ڈالتا ہے نہ اوّل اچہے طور سے سُنا جاتا ہے نہ آخر اسواسطے کہ دل دوسری طرف یعنے پڑہنے کیطرف متوجہ ہوتا ہے تو سُننے سے رہ جاتا ہے سو اگر تمکو بہول جانے کا خوف ہے اس سبب سے ایسی جلدی کرتے ہو تو اس خوف کو دل سے نکال ڈالو اور خاطر جمع رکہو اسواسطے کہ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ بیشک تمہارے ذمہ پر ہے جمع کرنا تمام سبق کا تمہارے سینے اور حافظہ مین اور اوّل سے آخر تک پڑہنا اسکا تمہاری زبانسے فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پہر جب پڑہنے لگین ہم اسکو تعلیم اور سُنانے کیواسطے جبرئیل کی زبان سے جو ہمارا ایلچی اور بہیجا ہوا ہے اور اسکا پڑہنا گویا ہمارا پڑہنا ہے فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ پہر پیروی کرو اسکے پڑہنے کی یعنے پہلے چپ بیٹہے اسکا پڑہنا سُنا کرو پہر جب وے پڑہ چکین تب تم پڑہنا شروع کرو انہی مخرجونسے اور اسی شدّ اور مدّ سے تاکہ اسطور کے پڑہنے سے یعنے جبرئیل کے

پڑہنے کو سننے سے اور تمہارا پڑہنا جبرئیل کے سننے کے سبب سے تمہارا سبق پکا ہوجاوے اور بعضی لفظونکے بہول جانے کا یا کسی حرف کے رہ جانیکا یا مخرج سے ادا نہونے کا یا شد اور مد کے رہ جانیکا یا وصل اور وقف کی رعایت نہونے کا خوف بالکل جاتا رہے اور تمہاری خاطر جمع ہووے سو اسکو بوجہو کہ جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کے درمیانمین قران کو پڑہنے لگنا وہ چیز ہے جسکی تاخیر واجب ہے اور تم اسکو مقدم کرتے ہو اور جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کو سننا اور اسیطرف کان رکہنا وہ چیز ہے جسکی تقدیم واجب ہے اور تم اسکو موخر کرتے ہو اور دوسرے یہہ ہی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کے درمیانمین قران کے مشکل معنے تم پوچہنے لگتے ہو اور اسکی تحقیق کرنے لگتے ہو اور تم ایسا سمجہے ہو کہ اگر جبرئیل علیہ السلام قران پڑہنے سے فراغت پاکے چلے جاوینگے اور مجہکو اس سبق کی تفسیر معلوم نہوگی تو تبلیغ کیوقت اگر مجہسے اسکے معنے لوگ پوچہینگے تو مین انکو کیا جواب دونگا سو ارشاد ہوتا ہے کہ اس امر سے بہی تم خاطر جمع رکہو اسواسطے کہ ثُمَّ قرانکی لفظونکی تعلیم کے بعد اور حرفونکے مخرج اور شد اور مد اور فصل اور وصل کی تصحیح کے بعد اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بے شک ہمارا ذمہ ہے انکے معنونکے بیان کرنیکا بہی سو اسکو بہی بوجہو کہ قرانکے پڑہنے کیوقت اسکے معنونکو جبرئیل علیہ السلام سے پوچہنا ایسی چیز ہے جسکی تاخیر واجب ہے اور تم اسکو مقدم کرتے ہو اور قرانکی لفظونکی تصحیح کیطرف متوجہ ہونا ایسی چیز ہی جسکی تقدیم واجب ہے اور تم اسکو موخر کرتے ہو کَلَّا ایسا مت کرو یعنے قران کے سیکہنے اور سکہلانے کیوقت جس چیز کی تاخیر واجب ہے اسکو مقدم اور جسکی تقدیم واجب ہے اسکو موخر مت کیا کرو اور اسیطرح جتنی بہتر چیزین ہین انمین یہہ بات مذموم اور بری ہے اسواسطے کہ یہہ بات قرانکے اصل علم کے سیکہنے مین نقصان لاتی ہے اور اس سبب سے استاد اور شاگرد دونون کا ذہن منتشر ہوجاتا ہی اسیواسطے اس آیت سے استنباط کیا ہے یعنے اس حکم کو کہا لاہے کہ علم کے پڑہنے کا طریقہ یہہ ہے کہ کتاب کی عبارت پڑہنے کیوقت جو استاد کے قایم مقام ہے سننے والونپر لازم ہے کہ سوائے سننے کے دوسری طرف مشغول نہووین اور قاری کے ساتہہ پڑہنے نہ لگین پہر قاریکے پڑہنے کے بعد اگر چاہین تو اسکو دوہرالیوین پہر جب استاد یا قاری ترجمہ تحت اللفظ بیان کرنے لگے تو اسوقت بہی مالہ

او رما علیہ کی تحقیق کرنے لگیں پھر جب لفظ لی صحت یعنے عبارت صحیح قاری پڑھ چکا اور لفظی ترجمہ بھی
بیان ہو چکا پھر اسوقت ما لہ اور ما علیہ کی تحقیق شروع کریں یعنے اس عبارت میں یہہ لفظ مناسب تھا اور
فلانی لفظ پر یہہ اعتراض ہوتی ہے اور اسیطرح بحث کے درمیان اعتراض سے متعرض نہ ہوویں بلکہ بحث
کے تمام ہونے کے بعد اگر کچھ شبہہ باقی رہے تو اسکی تحقیق کرلیں اور یہہ سب چیزیں آدمی کی طبعی عجلت کے
سبب سے ہیں یعنے آدمی کی خلقت اسیطرح پر ہوئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں دوسرے مقام پر
ارشاد ہوا ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنے پیدا کیا گیا ہے آدمی عجلت سے سو یہہ امر فقط تمہارا
خاصہ نہیں ہے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ بلکہ تم سب ہی آدمیو دوست رکھتے ہو جلدی والے نفع کو جو
جلدی ہاتھہ میں آوے اور شتابی حاصل ہووے سو یہہ بات بشری جبلت کے تقاضے سے ہے اور اس
چیز میں سب آدمی برابر ہیں اتنا فرق ہے کہ نیک لوگ اس جلدی حاصل ہونیوالی منفعت کو دوست
رکھتے ہیں جو نیک ہے اور برے لوگ اس شتابی حاصل ہونیوالی منفعت کو دوست رکھتے ہیں چو
بدیں حضرت عبد اللہ بن عباس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت آئی ہے کہ ابتدا
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے سبب سے بہت تکلیف کھینچتے تھے اس سبب سے کہ جب حضرت
جبرئیل علیہ السلام آتے تھے اور قرآن شریف کی آیتوں کو پڑھنا شروع کرتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے کے ساتھہ اپنی زبان اور لبوں کو آہستہ جنبش دیتے
تھے تاکہ ایسی آواز بلند نہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پڑھنا آپکی سماعت میں نہ آوے اور آپکو یہہ بھی
خیال رہتا تھا کہ ہر ہر لفظ جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کے مطابق اپنی بھی زبان سے نکلے اور اسیطرح یاد
رہے تو آپ کو ان دونوں مختلف کام یعنے سننا اور پڑھنا ایک ہی وقت میں بہت بھاری معلوم ہوتے تھے
سو حقتعالی جلشانہ نے اس تکلیف اور رنج کے دفع کرنے کیواسطے اس چیز کو منع فرمایا ہے کہ اس تکلیف
میں مت پڑو اور خاطر جمعی بھی آپکی فرمادی کہ تمکو بدون اس رنج اور تکلیف کے قرآن یاد رہے گا اور اچھی
طرح تمسے پڑھا جاویگا پھر اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رب العزت عز اسمہ کے ارشاد
کے بموجب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے کیوقت چپ رہتے تھے اور کان دھر کے انکی قرأت کو سنا

کرتے تھے اور جب حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑھ چکتے تھے تب بعینہ اسی عبارت کو بے تفاوت و دوبدا
کے انکو سنا دیتے تھے سو اس آیت سے یعنے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ سے اسی امر اور نہی کو تمام
امورات خیر مین تقدیم اور تاخیر کی رعایت پر متفرع فرمایا ہے اور پھر اسے منافع عاجلہ کی جب کیطرف
انتقال فرمایا ہے اور حاصل مطلب یہہ ہے کہ کتنا ہی امر نیک ہو لیکن اسکے حاصل کرنے مین بہت جلدی
نچاہیے کرنا اس خوف سے کہ ایسا نہو اس جلدی سے کوئی دوسرا امر بہتر فوت ہوجاوے چنانچہ دنی
دنیا کی محبت مین آخرت سے غفلت کرتے ہین اسی سبب سے اس عبارت مین تمام آدمیونکی طرف خطاب فرمایا
ہے کہ تم سب منافع عاجلہ کی یعنے دنیا کی منفعت کی محبت مین گرفتار ہو وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ اور چھوڑتے
ہو آخرتکو اور اسکی فکر کچھہ بھی نہین کرتے ہو اسواسطے کہ تم اسکو دور سمجھتے ہو اور دنیا کے منافع کی محبت
اور آخرت کے منافع سے غفلت کرنا بڑے فساد کا باعث ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ
حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ یعنے دنیا کی محبت اصل ہے سب برائیونکی اور بڑی مشکل یہہ ہے کہ ان ح
دونون چیزونکی محبت ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین بلکہ ایک کی محبت دوسری چیز کے بغض کا سبب پڑتی
ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ ح
بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى یعنے جس شخص نے دوستی کی دنیا سے تو نقصان کیا اپنی آخرت کا
اور جس نے محبت کی اپنی آخرت سے اسنے نقصان کیا اپنی دنیا کا پھر چاہیے کہ اختیار کرے اس چیز کو جو باقی
رہنے والی ہے اسپر جو فانی ہونیوالی ہے اور حضرت امیرالمومنین مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِيَتْ اَحَدُهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰى یعنے
دنیا اور آخرت دونون سوتین ہین اگر ایک ان دونونمین سے راضی ہوی تو دوسری ناراض ہوگی
اور اسے نکتہ کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ کو تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ پر عطف
ملازمت فرمایا ہے وَلَا تُحِبُّوْنَ الْاٰخِرَةَ نفرمایا گویا یون حکم ہوتا ہے کہ اس عاجلہ کی محبت اس
دوسرے کی محبت کے ترک کا سبب ہے اور حال یہہ ہے کہ آخرت کی منفعت اور مضرت ہزارون درجے
اس دنیا کی منفعت اور مضرت سے بڑھکے ہے یہان تک کہ ان دونونمین کچھہ نسبت نہین ہے اسواسطے

کہ وُجُوْہٌ کتنے چہرے یَوْمَئِذٍ ناضِرَۃٌ اسدن تر و تازہ اور روشن اور چمکتے ہوئے ہونگے
اس سبب سے کہ انکے نیک اعتقاد و نکا نور اور نیک عملو نکی روشنی انکے چہرہ پر ظہور کریگی اور انکے
باطن کا نور انکے ظاہر پر نمودار ہوگا اور اُس نور کے قوت کے سبب سے جو انکی آنکہہ کی روشنی کی مدد
کریگا اِلٰی رَبِّہَا اپنے پروردگار کے نور کی تجلی کیطرف نَاظِرَۃٌ نظر کرنیوالے اور بڑی لذت پانے والے
ہونگے اور انکی آنکہہ اُس تجلی کے دیکہنے سے ہرگز نہ چُندہلاویگی اور متحیر اور خوفناک نہی ہوگی وُجُوْہٌ
اور کتنے چہرے یَوْمَئِذٍ اسدن حیرت اور دہشت مین پڑے ہونگے اگرچہ اس تجلی کے سامنے
کہڑے ہونگے لیکن اسکو دیکہہ نسکینگے پہر اسکے دیکہنے سے چین پانا اور لذت اُٹہانا تو بہت دور رہا
اسواسطے کہ وے چہرے اپنے حال مین گرفتار ہونگے بَاسِرَۃٌ اداس رونی شکل کے ہونگے سو یہہ
ظاہر انکا ایسا خراب ہوگا اور انکے دلمین عجب طرح کا رنج اور غم غالب اور بہرا ہوگا کہ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ
بِہَا فَاقِرَۃٌ یقین رکہتے ہونگے کہ کیا جائیگا انکے ساتہہ معاملہ پیٹہہ کی ہڈی توڑنیوالا اور اس خیال سے
انکے حواس بجا نہوگے تاکہ تجلی الہی کے نور کی رویت سے بہرہ مند اور مشرف ہون چنانچہ حدیث صحیح
متواتر مین جسکو بہت صحابیون نے روایت کیا ہے آیا ہے کہ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ
لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَیْسَ دُوْنَہٗ حِجَابٌ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم دیکہوگے اپنے
پروردگار کو یعنے قیامت کے دن جسطرح دیکہتے ہو چودہوین رات کے چاند کو ایسے وقت مین کہ اسوقت
بدلی یا دہوان یا غبار تمہارے اور چاند کے درمیانمین حایل نہو اور حقتعالی کے دیدار سے مشرف
ہونے مین آپسمین ایک دوسریکا مزاحم اور مانع بہی نہوگا جسطرح چاند کے دیکہنے مین ایک دوسریکی
اوٹ نہین ہوتا ہے اور یہہ بہی حدیث صحیح مین آیا ہے کہ تم لوگ حقتعالی کے دیدار سے مشرف
ہوگے لیکن اگر ہوسکے تو فجر اور عصر کی نماز کو بہت احتیاط سے اپنے وقت پر ادا کرتے رہو اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ان دونون نمازونکا نور حقتعالی کی دیدار مین مدد اور اعانت کریگا اب یہانپر جانا
چاہئے کہ یہہ آیت صریح دلیل ہے اسبات پر کہ قیامت کے دن حقتعالی کا دیدار نیک لوگونکو نصیب ہوگا
اور حدیث صحیح متواتر جسکو بہت صحابیون نے صحیح اسنادون سے روایت کیا ہے وہ بہی اس نص کے

اللہ تعالی کی رویت کی حقیقت کا بیان

مضمون

مضمون کی تاکید بڑہی ہے تو حقتعالی کی رویت کا اعتقاد ہر مسلمانکو لازم اور فرض ہے اور حقتعالی کی دیدار کے منکر اس آیت کے معنونمین بہت گہبرائے ہین اور ہاتہہ پاون مارے ہین اور عجیب اور غریب باتین کی ہین کہ اکثر وے باتین کتاب اللہ کی تحریف کو پہنچی ہین اور مفسرون پر تحریف کا رد واجب ہے اس سبب سے ان چیزونکا ذکر اس مقام پر کرنا ضرور ہوا والا اس تفسیر کے طرز کے لحاظ سے اِس گفتگو کا لانا اسجگہہ مناسب نہا لاچاری سے ذکر کیا جاتا ہے اور اُس ذکر کے پہلے ایک مقدمہ ضروری بیان ہوتا ہے اسکو کان رکہہ کے سُنا چاہیے اور اُس مقدمہ کا حاصل یہہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر اسکو کہتے ہین کہ تین چیزونکی رعایت اسمین پائی جاوے اوّل یہہ کہ ہر کلمہ کو قرآن شریف کے اسکے حقیقی معنونپر حمل کرنا چاہیے یا مجاز متعارف اور مشہور پر دوسری یہہ کہ اُس کلمہ کے سیاق اور سباق کو اور کلام کے نظم کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ کرنا اور نگاہ رکہنا چاہیے تاکہ کلام بے نسق اور بے ربط نہو جاوے تیسری یہہ کہ نزول وحی کے گواہونکا فہم اُس تفسیر کے مخالف واقع نہوا اور وے گواہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہین پہر اگر ان تینو چیزونسے ایک فوت ہوجاوے اور دو دوسری باقی رہین تو اسکو تاویل کہتے ہین سو اگر پہلی فوت ہوجاوے لیکن دوسری اور تیسری باقی رہین تو اسکو تاویل قریب کہتے ہین اور اگر دوسری فوت ہوجاوے لیکن پہلی اور تیسری باقی رہین یا تیسری فوت ہوجاوے لیکن پہلی اور دوسری باقی رہین تو ان دونون صورتونکو تاویل بعید کہتے ہین اور اگر یہ تینون فوت ہوجاوین تو اسکا نام تحریف اور مسخ ہے معاذ اللہ من ذلک پہر جب یہہ مقدمہ معلوم ہوچکا تو اب جانا چاہیے کہ اللہ تعالی کی رویت کے منکرونکے کلام مین جسکو وے بہت عمدہ جانتے ہین اور اُس گروہ کے مفسر اسپر ناز اور فخر کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ نَاظِرَۃٌ کو مُنْتَظِرَۃٌ کے معنونمین کہتے ہین چنانچہ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ وَانْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ مین واقع ہوا ہے یعنے نہین منتظر ہین مگر اسکی تاویل کے اور مہلت دو ہمکو کہ ہم بہی سلگالین تمہاری روشنی سے اور اِلی کو کہتے ہین کہ یہہ حرف جر کا نہین ہے بلکہ نعمت کے معنونمین ہے اَلَاءٌ کا مفرد ہے اصل مین اِلِی تہا نونین کے ساتہہ

جب دیکھا کہ طرف اسکو مضاف کیا تو تنوین جاتی رہی الی رہ گیا اس سبب سے حرف جر سے مشابہ ہو گیا تو اب انکے نزدیک اس آیت کے معنے یون ہونگے کہ اپنے پروردگار کی نعمت کے منتظر ہونگے تو انکے نزدیک اس آیت نے رویت پر دلالت نکی سو اب اس آیت کے معنون مین تامل اور غور کرنا چاہیے کہ اول تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے یہ معنے مخالف ہین بلکہ اس کہنے والے کے پہلے جتنے زمانے گذرے ہین ان سب لوگونکے یہہ قول مخالف ہی کسی شخص کو یہہ بات نہ سوجھی سوائے اس شخص کے اور دوسرے یہہ کہ قرآن شریف کے استعمال کے بھی مخالف اسواسطے کہ دو جگہہ تو اسی سورۃ مین الی کی لفظ واقع ہے چنانچہ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ اور اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ اور سوائے اسکے اگر تمام قرآن شریف مین یہہ لفظ تلاش کی جاوے تو ہزار جگہہ سے زیادہ نکلے گی چنانچہ اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَهَاهَا اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ اِلٰی رَبِّهِمْ یَحْشُرُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمْ یَرْجِعُوْنَ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اور سوائے اسکے بہت جگہہ پر واقع ہے لیکن کسی جگہہ ان ترکیبون مین الی نعمت کے معنون مین مستعمل نہین ہوا ہے بلکہ الی کی لفظ تمام قرآن شریف مین نعمت کے معنون مین واقع نہین ہوی ہے اور خالص عرب کے کلام مین بھی یہہ لفظ ان معنون مین مستعمل نہین ہے اور اکثر اہل عربیت نے اس لفظ کو تحقیق کیا ہے اور کہا ہے کہ اَلَاءٌ کا مفرد اَلًی ہے ہمزہ کے فتحہ سے قفا کی وزن پر نہ اِلٰی معًی کی وزن پر اور یہہ جو کہتے ہین اَعشٰی نے اپنی شعر مین اس لفظ کو اسی وزن اور اسی معنون مین استعمال کیا ہے چنانچہ اسکا شعر یہہ ہے اَبَیْضُ لَا یَرْهَبُ الْهُزَالَ وَلَا یَقْطَعُ رَحِمًا وَلَا یَخُوْنُ اِلًی یعنے گورا رنگ نہین خوف کرتا ہے لاغری کا اور نہین قطع کرتا ہے رحم کو اور نہ خیانت کرتا ہے نعمت مین سو یہانپر کس دلیل سے ثابت ہوا ہے کہ اِلًی اس شعر مین ہمزہ کے زیر سے ہے بر سے نہین ہی تاکہ دلیل درست ہووے اور سوائے اسکے اگر ایک شاعر نے اپنی شعر مین ایک نادر کلمہ کو استعمال بھی کیا تو وہ کلمہ وحشت اور غرابت سے نہ نکل جائیگا والا جرستی و مسرج کی لفظ بھی وحشی اور غریب نچاہیے ہوا اور کلام اللہ جو انتہا درجہ کی فصاحت اور بلاغت مین واقع ہے سو اسکو غریب وحشی کلمونکے استعمال پر مشتمل

کرنا اسکی فصاحت اور بلاغت مین بٹا لگانا ہے خصوصًا ایسے مقام پر جہان رایج اور مشہور ترکیب کے استعمال کا گمان غالب ہووے بلکہ یقین ہووے وہان وحشی غیر مستعمل کیطرف پھیرنا گویا قران شریف پر چسپان اور پہیلی کی تہمت لگانا ہے حَاشَا کَلَّا مُ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ یعنے بہت دور ہے کلام الہی ایسی چیزون سے قران شریف کا نزول تلبیس اور اشتباہ کے دفع کرنے کیواسطے ہے نہ فریب دینے اور غلطی مین ڈالنے کیواسطے سوالی کے معنے حقیقی نعت کے کہنا مجاز اور کنایت سے ہزارون مرتبے بعید ہے بلکہ الی کو اپنی اصل سے خارج کرنا ہے یعنے حرفیت سے نکال کے اسمیت مین داخل کرنا ہے اور جسطرح غیر حقیقی اور غیر متعارف معنونپر کسی کلمہ کو حمل کرنا تاویل کے مرتکب اور دلیر ہونیکا سبب ہے اسیطرح کسی کلمہ کو ایسے معنونپر حمل کرنا جسکے سبب سے وہ کلمہ اپنی اصالت سے نکل جاوے جیسے حرفیت سے جو رایج اور مشہور ہے نکل کے اسمیت یا فعلیت مین داخل ہووے جو غیر متعارف اور غیر مشہور ہے یہہ بہی تاویل کا مرتکب ہونا ہے بلکہ یہہ تحریف ہے مثل زَیْدٌ وَجَارِیَۃٌ مِنْ بَطْنِ عُصْفُوْرٍ اور باوجود ایسی مخالفتون کے اس کلام کی ابتدا سے یعنے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ سے اس آیت کے آخر تک کوئی لفظ نہین ہے جو ان معنونکو رد کرے اور جس غرض کیواسطے یہہ کلام لایا گیا ہے سو بے معنے اس غرض کے بالکل منافی اور مخالف ہین اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَۃَ کا مضمون اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ تم لوگ ناکارہ چیز کو دوست رکھتے ہو اور عمدہ چیز کو ترک کرتے ہو سو آیندہ کلام مین آخرت کی عمدگی کیواسطے اگر ایسی چیز جو مخصوص آخرت کیواسطے ہو اور دنیا مین نہ پائی جاتی ہو بیان نکرین تو یہہ دعوے درست نہو اور جب یہہ بیان فرمایا کہ بہت لوگونکو قیامت کے دن عقالی کا دیدار نصیب ہوگا اور یہہ ایسی چیز ہے کہ کوئی نعمت اور کوئی ترقی اتنے بڑہ کے آدمی کے وہم اور خیال مین نہین آسکتی ہے تو آخرت کی عمدگی ثابت ہوئی اور اگر نعمت الہی کی انتظار کو بیان کرین تو اس غرض کے منافی اور مخالف ہوجاوے اسواسطے کہ حصول نعمت کا انتظار دنیا مین بہی حاصل

ہے بلکہ برونکو نیکو نسے زیادہ حاصل ہے اسواسطے کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ
یعنے دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کا باغ ہے اسواسطے کہ چہرونکی تازگی اور رونق اور چمک اور دمک
آرام کی جنتی کافرونکو حاصل ہے ایماندارونکو ہرگز میسر نہین ہے تو آخرت کی زیادتی دنیا پر کیا ہوی
جسکے واسطے دنیا کی محبت پر اور آخرت کے ترک پر ملامت فرماتے ہین بلکہ اسوقت مین تو برونکو کہنے کی جگہہ
ہے کہ ہم لوگ دنیا کو اس سبب سے دوست رکھتے ہین اور آخرت کی فکر کچہہ بہی نہین رکھتے کہ چہرونکی
بشاشت اور تازگی اور گوناگون نعمتونکا انتظار ہمکو دنیا مین حاصل ہے اور دنیا کی نعمتین نقد اور
نزدیک ہین اور آخرت کا حال معلوم نہین ہے کہ یہ نعمتین ہمکو وہان حاصل ہون یا نہون اور سواے
اسکے آخرت موعود اور نسیہ ہی پہر بعد اسکے وجوہ کی لفظ مین قیاس کرنا چاہئے کہ اگرچہ وجوہ کی
لفظ سے اسجگہہ ذاتین اور اشخاص مراد ہین لیکن بلاغت والونکا یہہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی چیز کو
ساتہہ کسی لفظ کے تعبیر کرتے ہین تو جو کچہہ اُس لفظ کے مناسب ہوتا ہے لاتے ہین جیسے اسکی صفتین
یا اسکے کام چنانچہ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ اور وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَۃٌ اور قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ
وَّاجِفَۃٌ مین واقع ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ وُجُوْہٌ کا کام نظر کرنا اور دیکہنا ہے نہ انتظار کرنا
نعمتونکا اسواسطے کہ یہہ قلب کا کام ہے سو اگر انتظار مراد ہوتی تو یون کہنا تہا کہ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ
مُّسْتَبْشِرَۃٌ نِعْمَۃً دَنِیَّۃً مُّنْتَظِرَۃٌ یعنے بہت دل اُسدن خوش ہونگے اپنے رب کی نعمت کے منتظر پہر
یَوْمَئِذٍ کی لفظ مین تامل کرنا چاہئے اسواسطے کہ جو چیز کہ خاص اسدن کیواسطے ہی اسیکو یہہ لفظ
چاہتی ہے سو اگر نَاظِرَۃٌ کے معنو نہین ہوا اور الی نعمت کے معنو نہین تو یہ چیزین اسدنسے
کچہہ خصوصیت نہین رکہتی ہین اسواسطے کہ دنیا مین بہی نعمت الہی کی انتظار حاصل ہے اور نضارت اور
تازہ کی منہہ کی بالیقین دنیا اور آخرت مین مشترک ہے اگر ایسی کوئی چیز بیان کی جاوے جو اسدن
کیواسطے خاص ہے تو یَوْمَئِذٍ کی لفظ بالکل بیکار ہو جاوے پہر نَاظِرَۃٌ کی لفظ مین غور کرنا
چاہئے کہ چہرے کی تازگی اور چمک اور دمک لذت کے حاصل ہونے مین ہوتی ہے یا حصول کی
انتظار مین بلکہ لذت کے حصول کا انتظار تو خود ایک عذاب ہے جس سے روحی رنج حاصل ہوتا ہے

پھر یہہ عذاب کسطرح خوشی اور چہریکی تازگی کا سبب پڑیگا چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ ہند کی تیغ روم کا خنجر ہ نکرے جوکہ انتظار کرے پھر اُسکے مقابلہ مین وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ مین تامل کرنا چاہیے اسواسطے کہ یہہ مضمون کمال جدائی پر اُن دونون گروہونکی دلالت کرتا ہے پھر اگرچہ یہی انتظار نعمت کے رنج مین گرفتار ہووین تو رنج مین برونکے شریک ہووین اگرچہ برونکو بلا کا انتظار ہے اور نیکونکو عطا کا اسواسطے کہ انتظار عطا کا یہی رنج کا سبب ہے جسطرح بلا کا انتظار رنج کے حاصل ہونے مین ان دونون مین کچھہ فرق نہین ہے انتہی اور ایک دوسرا فرقہ منکر رویت کا ہے اُسنے یون کہا ہے کہ کسی کیطرف انکھہ کو متوجہہ کرنے کو نظر کہتے ہین پھر خواہ وہ نظر مین اوے یا نہ اوے چنانچہ عرب لوگ بولتے ہین نَظَرْتُ اِلَى الْهِلَالِ فَلَمْ اَرَهُ یعنے نظر کی ہمنے چاند کیطرف پھر نہ دیکھا ہمنے اسکو اور قرآن شریف مین بھی آیا ہے تَرَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ یعنے تم دیکھتے ہو انکو کہ وے دیکھتے ہین تمہاری طرف اور وے ہرگز نہین دیکھتے تو اب اس تاویل سے اس آیت کے معنے یون ہون گے کہ اپنے پروردگار کیطرف نظر کو متوجہہ کرین گے اگرچہ اسکو نہ دیکھین گے اور وہ دیکھنے مین نہ آوے اب اس انکے کلام مین عاقل کو تامل کرنا چاہیے کہ کیا بوچ بکتے ہین اسواسطے کہ ان لوگون نے انکار رویت کی اسواسطے کی تھی کہ دیکھنے کیواسطے مقابلہ اور جسکو دیکھتا ہے اسکا مکان اور انکھہ سے اشارہ کرنا اسکی طرف اور شعاع کا پہنچنا ابس تک ضرور ہی اور یہ چیزین اللہ تعالی کے حق مین محال ہین لیکن جب انہون نے نظر کا متوجہہ کرنا حقتعالی کیطرف جو نیک لوگونسے آخرت مین واقع ہوگا جایز رکھا تو گویا یہ سب چیزین حقتعالی کے حق مین ثابت کر چکے تو اب انپر وہی عرب کی مثل سچی ہوی کہ فَوْقَ الْمَطَرِ وَقُعُوْدٌ تَحْتَ الْمِيْزَابِ یعنے برساتکے بوندونسے بھاگا اور پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہوا اور علاوہ اسکے یہہ ہوا کہ کلام الہی نے اس بیحاصل کے تصرف سے رکاکت پیدا کی اسواسطے کہ کسی چیز مرغوب کو ڈہونڈنا اور پھر نہ پانا اسکا نہایت رنج اور بےمزگی کا باعث ہوتا ہے پھر ایسی چیز کو نیکونکی تعریف مین بیان کرنا کیا مناسب تھا اور یہہ بھی سہی لیکن ان چہرونکی تازگی اور روشنی کی کیا وجہہ اسواسطے کہ باوجود سعی اور تلاش کے انکو حرمان اور ناامیدی حاصل ہے اور یہہ خود ترش روئی اور رنجیدگی کا سبب ہے پھر خوشی

کی کیا وجہ ہے اور بعضے دوسرے جو رویت کے منکر ہین انہون نے یون کہا ہے کہ اس جگہہ مضاف محذوف ہی اصل مین یون تہا کہ اِلیٰ ثَوَابِ رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ یعنے اپنے رب کے ثواب کیطرف دیکہنے والے ہون گے یہہ اُسنے بہی زیادہ پوچ اور بے معنے ہے اسواسطے کہ نعمت کا دیکہنا خوشی اور چہرہ کی تازگی کا سبب نہین ہوتا ہے بلکہ نعمت کا حاصل ہونا البتہ ان چیزون کا سبب پڑتا ہے سو چہرون کی تازگی کی وجہہ مین نعمت کے دیکہنے کو بیان کرنا بلاغت کی منافی ہی اور اسیطرح بعضے دوسرے اس فرقے کے یون کہتے ہین کہ نَظَرْتُ اِلیٰ فُلَانٍ توقع اور طمع کے معنونمین بہی مستعمل ہوتا ہی چنانچہ کہتے ہین کہ فلانہ فلانے کے پاتہہ کو دیکہتا ہے یعنے اُسنے انعام کی توقع رکہتا ہے اسواسطے کہ طمع اور توقع تشویش اور تردد کے سبب پڑتے ہین نہ خوشی اور سرور کے اور اس لفظ کو اکثر اسیجہہ پر استعمال کرتے ہین جہان اس چیز کے حصول کی یقین بالکلیہ نہین ہوتی ہے چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎ اِنِّیْ اِلَیْکَ لِمَا وَعَدْتَ لَنَاظِرٌ ۔ نَظَرَ الْفَقِیْرِ اِلَی الْغَنِیِّ الْمُوْسِرِ یعنے مین تیرے کیطرف بسبب وعدہ دینے تیرے کے دیکہنے والا ہون یعنے منتظر ہون جسطرح فقیر محتاج دیکہتا ہے غنی تونگر کیطرف اور دوسرے شاعر نے یون کہا ہے ؎ وُجُوْہٌ نَاظِرَاتٌ یَوْمَ بَدْرٍ ۔ اِلَی الرَّحْمٰنِ یَاْتِیْ بِالْفَلَاحِ یعنے بہت مونہہ دیکہنے والے ہین بدر کے دن رحمن کیطرف کہ لاویگا فلاح کو اور عرب لوگ جب کوئی تنگی اور فکر مین پہنس جاتے ہین تو کہتے ہین کہ عَیْنِیْ مَمْدُوْدَۃٌ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَا شَاخِصُ الطَّرْفِ اِلیٰ فُلَانٍ یعنے میری انکہہ دراز ہے اللہ تعالیٰ کیطرف یعنے حقیقت مین امید اسی سے ہی اور مین دیکہنے والا ہون فلانے کیطرف سو جتنی یہ مثالین مذکور ہوئی ہین ان سب مین خوف اور رجا کی مزاحمت ہی اور مقصود سے اب اس تاویل سے اس آیت کے معنونمین دوسرا اختلاف پیدا ہوا وہ یہہ ہے کہ ان لوگونکو اپنے اپنے حال کی یقین حاصل نہین ہے کہ ہمارے ساتہہ کیا ہوگا پہر باوجود ایسی بے یقینی کے ان لوگونکے دلکے پیالے کہانسے خوشی اور بے غمی کی شراب سے لبریز اور چہلکتے ہونگے جسکے سبب سے اسطرح کی خوشی اور خورمی اور تازگی اور سرخی رنگت کی انکے چہرونسے پہوٹی نکلتی ہوگی غرض کہ ایسی باتین چہلانا اور ایسا بیہودہ بکنا بلاشبہہ کتاب اللہ کی تحریف کرنا ہے اور حقعالی کے حکم کو بہیرنا ہے نعوذ باللہ من ذلک اور جو اسکلام مین آدمی کی فہمید کا حال بیان

ہوا کہ اس سبب سے لوگ دنیا کی محبت مین گتھے ہوے ہین اور آخرت کی فکر سے غافل اور بیخبر ہین کہ دنیا کو نزدیک اور نقد بوجھتے ہین اور آخرت کو دور اور نسیہ جانتے ہین اسواسطے نقد کو جھوٹے نسیہ کیطرف نہین مایل ہوتے سو اب اس فاسد اعتقاد پر زجر اور توبیخ اور جھڑکی ہوتی ہے کہ کلا آخرتکو ہرگز دور مت سمجھو اسواسطے کہ آخرت اُس سفر کا نام ہے جسمین روح کو اپنے پروردگار کیطرف مسافرت کرنا ہی اور اُس سفر کی ابتدا موت کا وقت ہے گویا روح اسوقت اپنے گھر سے نکل کر اس سفر کی منزلین طی کرنے مین مشغول ہوتی ہے اور انتہا اس سفر کی قیامت کے دن حقتعالی کی قہری تجلی کی حضوری مین حاضر ہونا چنانچہ اسی سورہ مین اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ کی تفسیر مین بیان ہو چکا ہے اور سفر کی دوری اور نزدیکی ابتدا سے شمار کرنا چاہئے نہ اسکی انتہا سے اور اس سفر کی ابتدا بہت نزدیک ہے کہ دنیا کی زندگانی سے ملی ہوی ہے جسوقت یہانسے قدم اُٹھایا بس وہانپر رکھا سو حقیقت مین آخرت کا شروع اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ اسوقت سے ہی کہ جب پہنچتی ہے آدمی کی جان اسکے سینہ کی ہڈیونمین جو گردن کے متصل ہے اور اسوقت کو احتضار اور سکرات اور غرغرہ کا وقت کہتے ہین اور اسوقت روح حیوانی اپنے مسکن اور ٹہکانے سے باہر نکلتی ہے یعنے دل سے اگرچہ ابتک تمام بدنسے باہر نہین نکلی ہے جسطرح جب کوی اپنے گھر سے باہر نکلا اگرچہ بستی کے گلی کوچہ سے نہین نکلا ہے اور شہر کے دروازے سے باہر نہین ہوا لیکن مسافر ہو چکا اور روح حیوانی وہی متعلق نفس کی ہے اور یہہ روح جبتک بدنمین اپنے مقام پر ہے تبتک زندگانی دنیا کی حاصل ہے اور جب اپنے ٹہکانے سے بے ٹہکانی ہوی تو زندگی ہی منقطع ہوی چنانچہ ایسے وقت مین اپنے بیگانے سب مایوس ہو جاتے ہین اور بوجھ لیتے ہین کہ اس میت کی روح نے آخرت کا سفر کیا وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ اور اسوقت کہا جاتا ہے کہ کون ہے جھاڑنے پھونکنے والا تاکہ اس روح بے ٹہکانے ہوئی کو اپنے ٹہکانے پر پہنچاوے اور ایسے وقت مین حکیمونکی تدبیر سے اور مزاج کی علاج سے ہاتھ اُٹھا لیتے ہین اس گمان سے کہ یہہ سخت واقعہ غیب سے لاحق ہوا ہے تو شاید ارواح غیبیہ کا توسل جو افسون پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے اِس امر کے دفع کرنے مین کچھ کام آوے اور بعضے مفسرونے جیسے حضرت عبداللہ

بن عباس اور کلبی اور سوائے انکے رضی اللہ عنہم نے ایسا کہا ہے کہ مَنْ رَاقٍ اُن فرشتونکا کلام ہے جو ملک الموت کے ساتھہ روح نکالنے کیوقت آتے ہین اور وے سات ہوتے ہین سات اندام کے عدد کی برابر یا زیادہ ہوتے ہین اور وے اسواسطے ہمراہ آتے ہین تاکہ ملک الموت روح کو قبض کرکے انکے حوالے کردین پھر وے فرشتے آپسمین پوچھتے ہین کہ مَنْ رَاقٍ یعنے کون اس مردکی روح لے جائیگا رحمت کے فرشتے یا عذاب کے سو اس صورتمین رَاقٍ مشتق رقی سے ہوگا جو اوپر چڑھنے کے معنونمین ہے نہ رقیہ سے جو افسونکے معنونمین ہے وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ اور گمان کرتا ہے وہ شخص خود یہی یعنے جو روح کا صاحب ہے کہ یہہ وقت جدائی کا ہے گھربار سے اہل وعیال سے مال اسباب سے اور ظن کی لفظ کو جو گمان کے معنونمین ہے اس مقام پر ایک لطیفہ مہکی کیواسطے استعمال فرمایا ہے گویا یہ ارشاد ہوتا ہے کہ آدمی دنیا کی زندگانی پر اور اسکی لذتونکے حاصل کرنے پر ایسا شدت سے حریص ہے کہ اس حرص کے سبب سے اس حالت مین بھی موت کے آنیکا یقین نہین کرتا ہے انتہا درجہ یہہ ہے کہ گمان غالب اسوقت حاصل ہوتا ہے وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اور لپٹنے لگی پنڈلی پنڈلی سے یعنے اس مردکی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ گئی اسواسطے کہ نیچے کے بدن سے روح کا اثر بالکل منقطع ہوچکا پنڈلیونکا ہلانا اور ایک کو دوسرے سے جدا رکھنا اسکے اختیار مین نرہا اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہے کہ عرب کی اصطلاح مین ساق کی لفظ کنایہ ہے سخت مصیبت سے سو معنے اس آیت کے یون ہین کہ ملی ایک سختی دوسری سختی کے ساتھہ اسواسطے کہ مردکو اسوقت مین دو سختیان اکٹھان پیش آتی ہین پہلی شدت دنیا سے جانا اور مال اسباب اہل وعیال اور جاہ حشم سبکو چھوڑنا اور دشمنونکی خوشی اور طعنہ زنی اور دوستونکا رنج اور دوسری شدت آخرت کے احوال کی جیسے منکر نکیر کا سوال اور گور کی تاریکی اور فرشتونکی زجر اور توبیخ یعنے جھڑکی اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ تیرے پروردگار کیطرف ہی اسدن کھینچ لیجانا جیسے بھاگے ہوئے کو اسکے خاوند کے پیادے کھینچ کر لیجاتے ہین تو معلوم ہوا کہ آخرت کی ابتدا اسی دن سے شروع ہوتی ہے یعنے موت کے وقت سے اگرچہ

انتہا

انتہا اسکی قیامت کے دن واقع ہوگی جسکا بیان اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ مین گذر چکا ہے لیکن افسوس کہ آدمی اس آخرت کی زندگی کو نہین بوجھتا اور اپنے توشہ کی فکر سے جو سفر مین کام آوے اور ہدیہ اور سوغات سے جو اپنے خاوند کی حضور مین مشرف ہونے کے بعد اسکی سرخروئی اور مالک کی خوشی کا سبب پڑے بالکل غافل ہے فَلَا صَدَّقَ سو نہ سچا جانا قرانکی آیتونکو اور حقتعالی کے رسولونکو تاکہ اس سبب سے اعتقاد تو درست اپنے ساتھ لیجاتا اور قران اور پیغمبر اسکے شفیع ہوتے وَلَا صَلّٰى اور نہ نماز پڑہی اسواسطے کہ حضرت رب العالمین کی حضور مین سب کے پہلے اسی عبادت کی پرسش ہوگی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهِ الصَّلٰوةُ یعنے پہلے جس چیز سے کہ حساب کیا جائیگا بندہ اپنے عملونسے وہ نماز ہی اور اس مضمونکو کسی شاعرنے کہا ہے ؎ روز محشر کہ جان گداز بود ۔ اوّلین پرسش نماز بود ۔ تاکہ فی الفور پہلی ہی پرسش مین خجل اور شرمندہ ہو اور یہہ بہی ہے کہ یہہ عبادت نشان ہے جدائی کافر اور ایماندار مین یعنے اگر نماز پڑہتا ہے تو ایماندارونکے گروہ مین شامل ہوگا اور یہہ بہی ہے کہ یہہ عبادت توجہہ الی اللہ کی صورت ہی اس عبادت کا بجالانا گویا بہاگنے سے رجوع کرنا ہے جسطرح کوئی غلام اگر اپنے خاوند سے بہاگا ہو لیکن جب اپنے خاوند کا مکان دیکہتا ہے تو اسکو سلام کر لیتا ہے اور اسکی تعظیم بہی کرتا ہی تو یہہ بات خاوند کے غضب کے جوش کو کچہہ تہوڑا ہلکا کر دیتی ہے اور اس شخص نے فقط اس عبادت کے ترک کرنے پر اکتفا کیا وَلٰكِنْ كَذَّبَ ولیکن جہوٹہلایا قران کی آیتونکو اور پیغمبر ونکی خبرونکو عوض مین سچا جاننے کے وَتَوَلّٰى اور پیٹہہ دی اور مونہہ پہیرا عوض من اللہ تعالی کی طرف متوجہہ ہونے کے ثُمَّ پہیر باوجود ایسی تقصیرونکے نادم نہوا بلکہ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى گیا اپنے گہر کیطرف اینٹہتا اور اکڑتا ہوا گویا پیغمبر اور قرانکو جہوٹہلاکے اور نماز کے ترک کرنے مین حقتعالی سے لڑائی اور مقابلہ کرکے جیت آیا سو اپنی قوت بازو پر پہولا رہتا ہے اور اکڑتا ہے تو ضرور ایسے شخص سے مرنے کے بعد کہا جائیگا کہ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى خرابی ہو جیو تیری پہر خرابی ہو جیو یے دونون خرابیان قہر اور غضب کے

عالم مین اسکے واسطے موعود ہین پہلی نہ سمجھا جانے اور نماز کے چھوڑنے پر اور دوسری جھوٹا جاننے
اور مونہہ پھیرنے پر ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی پھر قیامت کے دن خرابی ہو جیو تیری پھر خرابی ہو جیو
یہ دونون خرابیان اسکے واسطے انہی دونون سببون سے قیامت کے دن موعود ہین اور جو
یہان تک بیان کیا گیا کہ آدمی اسطرح قیامت اور موت سے غفلت مین گرفتار ہے کہ ہرگز کسی کے
خبردار کرنے اور نصیحت کرنے سے آگاہ نہین ہوتا اور اس غفلت کی نیند سے ہوشیار نہین ہوتا تو اب
جھڑکی سے اُسے پوچھتے ہین کہ تجھکو ایسی غفلت کس سبب سے ہے کون سے شبہے نے تیرے دلمین
قرار پکڑا ہے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی کیا گمان کرتا ہے آدمی کہ چھوڑ دیا جائیگا
جانورون کیطرح کہ جو چاہتے ہین سو وے کرتے ہین اور انسے اسباتکی پرسش نہین ہے نہ مرنیکے
بعد نہ حشر کے دن سو آدمی کا یہہ گمان غلط ہے اور فساد اسکا ظاہر ہے اسواسطے کہ اگر اپنی خلقت
مین تامل اور غور کرے تو دریافت کرسکتا ہے کہ جب مین مکلّف ہوا یعنے کرنے نکرنے کی مجھکو تکلیف
دی گئی تو مجھکو ہر عمل کی جزا کا چکھنا اور ہر چیز کی پرسش مجھسے ہونا ضرور ہوا نہایت اسکی یہہ ہے
کہ اعمال کی جزا کی پرسش مُردونکے مرنے اور بہت مدت انپر گذرنے کے بعد زندہ کرنے پر موقوف ہے
اور یہہ یعنے مدت دراز کا گذرنا اور پھر زندہ ہونا کچھہ تردد اور انکار کی جگہہ نہین ہے اسواسطے
کہ اسکا سچا ہونا ادنے تامل اور غور سے معلوم ہوسکتا ہے اَلَمْ یَکُ نُطْفَةً کیا نہیں تھا آدمی اپنے باپ کی
پیٹھہ مین نُطْفَةً قطرہ یعنے ذرا سا بوند مِنْ مَّنِیٍّ منی کے پانی کا جو چوتھے ہضم کا فضلہ ہے یعنے
باقی ماندہ ہے اور طبیعت اُسے مستغنی اور بے پرواہ ہوچکی ہے اور حیوان کے فضلات حیات کے
قبول کرنے سے بہت دور ہوتے ہین بخلاف اسکے اخلاط کے اسواسطے کہ اسکو طبیعت بدنکا جزو کرتی
ہے اور زندگانی کی خلعت پہناتی ہے خصوصًا وہ منی کا قطرہ جسسے انسان پیدا ہوتا ہے اور حیوان
کے بدن مین یہی نہین رہتا ہے تاکہ زندگانی کا قبول کرنا اُسے متوقع ہو بلکہ ثُمَّ مَنِیٌّ ٹپکایا گیا جماع کی
حرکت کے سبب سے اُتیبین اور قضیب کی راہ سے اور حکمت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کو اسکے معدن
اور ٹپکانے سے جدا کرتے ہین تو پھر معدن کی طبیعت اسکی تدبیر اور پرورش سے دست بردار اور علیحدہ

ہو جاتی ہے جسطرح شاخ درخت سے جدا ہوئی نشو ونما نہین قبول کرتی ہے اسی سبب سے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ مَا اُبِیْنَ عَنِ الْحَیِّ فَھُوَ مَیِّتٌ یعنے جو عضو جدا کیا گیا زندے سے وہ مردے کے حکم
مین ہے اور اسکا کھانا حرام ہے جیسے دنبہ کی چکتی اور اونٹ کا کوہان کہ اگر انکو انکی زندگی مین کاٹین
تو کھانا حرام ہے اور دودھ کے حلال ہونیکا سبب یہہ ہے کہ اسکو طبیعت بچہ کی غذا کیواسطے پیدا کرتی ہے
یہہ نہ دودھ والی کا جزو ہے اور اُسکا فضلہ ہے جیسے درخت کا میوہ حیوانکی غذا کیواسطے درخت مین پیدا
ہوا اسیطرح دودھ ایک حیوانکی غذا کیواسطے دوسرے حیوانکے بدن مین پیدا ہوا ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً
پھر ہوا وہ ٹپکا ہوا پانی لہو کی پہلی سو وہ بھی حیات کی قابلیت نہین رکھتی ہے بخلاف رقیق پہنے
والے لہو کے جسکو دم مسفوح کہتے ہین اور وُہ رودون مین اور نسون مین دوڑتا پھرتا ہے اور وہ
حیوانکی غذا کے بھی کام آتا ہے اور اسکے بدن کا جز بھی ہوتا ہے فَخَلَقَ پھر پیدا کیا اسکو اللہ تعالی نے
اگرچہ زندگانی کی استعداد مطلق نرکھتا تھا فَسَوّٰی پھر اسکو برابر مزاج کا معتدل کر دیا یہان تک
کہ تمام حیوانون سے اعتدال حقیقی کے یہہ بہت نزدیک ہو گیا اسی سبب سے نفس ناطقہ کے تعلق کی لیاقت
پیدا کی اور ہو سکتا ہے کہ اعضا کی برابری اُن منافع کیواسطے ہو جو منافع اُن اعضا سے مقصود ہین
یا اعضا کے مقدار کی برابری مراد ہو جو قریب قریب ہین یعنے ایک ہاتھہ کو دوسرے ہاتھہ کے ساتھہ اور پاونکو پاونکے
ساتھہ اور آنکھہ کو آنکھہ کے ساتھہ اور کانکو کانکے ساتھہ اور دانتونکو دانتونکے ساتھہ برابر کیا تاکہ بدن نامعلوم ہووین اور تصویر
اور شکیل کی باریکیونکو انسانکی پیدایش مین مرعی فرمایا سو ایک نطفہ سے اتنی چیزین مختلف کہ ہر ایک
کے منافع علیحدہ ہین پیدا کین اور وے کام جو انتہا درجے کا اسمین اختلاف رکھتے ہین وے
اس نطفہ سے لئے چنانچہ سُننے اور دیکھنے مین کسقدر تفاوت زمین اور آسمانکا ہے اسیطرح ہر عضو کا
کام دوسرے عضو سے ممتنع الحصول ہے نظم پاؤن کب ہو سکے ہے سر کا کام منہ جیبہ کا
کب لے سکے ہی آنکھہ نام منہ کان کب دیدار کا پاوے مزاہ کیا تیری قدرت ہے اے رب العلا
بلکہ آدمی کی اصل پیدایش مین کسقدر اختلاف کر دیا ہے جسکا کہین ٹھکانا نہین ہے فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوْجَیْنِ
پھر کر دیا آدمی کی جنس سے دو قسمین الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی نر اور مادہ کہ ہر ایک کی صورتین جدا ہین اور

اعضا جدا اور صفتین جدا ایک قسم کے کام دوسرے قسم سے ممکن نہین ہین مردونکے کام عورتونسے
نہین ہوسکتے اور عورتونکے کام مردونسے اور اسطرح کا اسمین تفرقہ اور امتیاز کردیا ہے کہ
کسیطرح ایک دوسرے مین مل نہین سکتے اگر ایک قسم والا ہزارون تدبیر کرکے چاہے کہ اپنے تئین
دوسری قسم مین ملاوے تو ہرگز اسکی تدبیر چل نہین سکتی اور دوسری قسم مین مل نہین سکتا
سو تعالی نے یہہ تدبیر عجیب دنیا کے آباد کرنے کے واسطے کی ہے تاکہ عورت خانگی اور جزئی کامونکو
سرانجام دیوے جیسے کہانا پکانا اور کپڑیکا قطع کرنا اور سینا اور دھاگے کا بٹنا اور اولاد کو
پرورش کرنا اور گھر مین جھاڑو دینا فرش بچھانا اور گھر کے اسباب کو اپنے موقع پے نگاہ
رکھنا اور سواے اسکے اسی قسم کی چیزین بہت ہین اور مرد معاش کی تلاش کرے اور کلی کامونکو
سرانجام دیوے جیسے زمین کو کھود کے سونا چاندی جواہرات نکالنا کھیتی کرنا درختونکو لگانا کہ
میوہ کی کثرت ہووے نہر اور کوئین کا کھودنا دشمنونسے لڑائی اور قتال کرنا علم کو حاصل کرنا پھر
اسکو لکھہ چھوڑنا معاندون اور دشمنونکو مغلوب اور مقہور رکھنا چورون اور لٹیرونکو دفع کرنا اور
سواے اسکے اس قسم کے کام بہت ہین اَلَیْسَ ذٰلِکَ کیا نہین ہے ایسا خالق زبردست جسنے دنیا کی
آبادی کیواسطے آدمی کو اس قسم کا پیدا کیا بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی قادر اسبات پر کہ زندہ
کرے مردونکو آخرت کی تعمیر اور اُس جہان کی آبادی کیواسطے اور اس جہان کی زندگانی
مین بھی لوگونکو مختلف کرے کسیکو کامل کرے اور کسیکو ناقص بعضونکو دوزخ کے بھرنے
کیواسطے اور بعضونکو بہشت کی بھرنے اور مزے اُڑانے کیواسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو تلاوت فرماتے تھے بعد اسکے یہہ کلام فرماتے تھے
سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ بَلٰی یعنے پاک ذات ہے تیری اے اللہ تعالی اِسسے کہ تو احکام کی قدرت
نرکھتا ہو البتہ تو قادر ہے اسپر اسی سبب سے ہر قاری کو سنت ہی کہ اس آیت کے تلاوت کے بعد
اس دعا کو پڑہے نماز مین ہو خواہ باہر نماز کے لیکن آواز بدل کے اسطرح پڑہے کہ عوام لوگونکو
اسطرح کا شبہہ نہو کہ یہہ بھی قرانکی آیت ہے اور اگر نماز مین ہو تو آہستہ اس دعا کو پڑہے

سورۃ الدھر

یہہ سورت مکی ہے اسمین اکتیس ۳۱ آیتین اور دوسو بیالیس ۲۴۲ کلمے اور ایکہزار چار سو ۱۴۰۰ حرف ہین اور اسکا نام سورہ انسان ہی اور اسکو سورہ دہر بہی کہتے ہین اور سورہ ابرار بہی اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورہ قیامت کے ساتہہ یہہ ہی کہ سورہ قیامت مین قیامت کی علامتین اور اُسکے وقایع بیان کرتے کرتے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اسدن آدمی دو قسم پر ہوجائینگے چنانچہ ارشاد ہوا ہی کہ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ اور دوسری قسم کا احوال یعنے نافرمانونکا تہوڑا اس سورتمین تفصیل کیطور پر بیان ہوا اور پہلی قسم کا احوال یعنے فرمانبردارونکا باقی رہا تہا سو اس سورتمین پورا تفصیل سے بیان فرمایا اور ان دونون سورتونکے متفرق مضمونونمین بہی مناسبت اور اتحاد موجود ہے چنانچہ انکی خلقت اُس سورتمین اس عبارت سے مذکور ہوئی ہے اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ اور اس سورتمین اس عبارت سے بیان ہوئی ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا اور اس سورت مین ارشاد ہوا ہے كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ اور اس سورتمین یون ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا اور اُس سورتمین فرمایا ہی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اور اس سورتمین فرمایا ہے وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا اور اس سورتمین اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ واقع ہوا ہے اور اس سورتمین اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا اور سوائے اسکے دوسری بہی مناسبتین ہین اور مفسرونکو اس امرمین اختلاف ہی کہ یہہ سورت مکی ہے یا مدنی اور صحیح یہہ ہی کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا سے آخر سورت تک بلاشبہہ مکی ہے اور اسکے سوا جو باقی اسمین احتمال اسبات کا ہے کہ مدنی ہو اور آیت يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ جو قصہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم مین ہی سو اسکے سب

نزول کی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیتین مدنی ہون واللہ اعلم اور اس سورت کا نام سورہ انسان اسواسطے رکھا ہے کہ اس سورت کی ابتدا مین وہ فائدہ مذکور ہے جو انسان کی خلقت سے حضرت رب العالمین کو منظور ہی سو ہر ایک انسان کو چاہئے کہ اپنے مین دیکھے اگر وہ فائدہ اپنے مین پاوے تو اپنی تئین انسان جانے اور انسانیت پر رہے والا قالین کے شیر اور لکڑی کے گھوڑے کی طرح فقط نام کو اپنے تئین انسان جانے اور حقیقت مین کچھ بھی نہین ہے اور ان کو یہہ بھی لازم ہے کہ اپنی ابتداء پیدایش سے انتہا آسایش تک جو بہشت مین پاویگا اپنی ترقیات کو ملاحظہ کرے اور جان لے کہ حقیقت مین انسان وہی لوگ ہین جو اس آسایش اور آرام کو پہنچے ہین اور نہین تو دنیا مین جو مجمع برائیون اور رنج کا اور گہر غم اور رو گونگا ہی گدہی اور بیل کیطرح رنج اٹھانا اور غم مین مبتلا رہنا کیا فایدہ اور اگر اس دوڑ دھوپ سے کچھ لذت چار ونکی ہزارون کدورت اور رنج بھری حاصل ہوی تو بھی دوسرے حیوانونسے کچھ امتیاز اور جدائی نہوی اسواسطے کہ وے بھی اس قسم کی لذتین اٹھاتے ہین اور باز پرس کا خوف نہین رکھتے اور اس سورت کا نام سورہ دہر اسواسطے رکھا ہی کہ اس سورت کے شروع مین دہر کے عقیدہ کو باطل کیا ہے اسواسطے کہ اس باطل عقیدہ کا حاصل یہہ ہی کہ جو کچھ اختلاف اور تجدد عالم مین حادث ہوتے ہین وے سب آسمان اور ستارہ اور زمانے کی گردش سے ہوتے ہین جو عالم سفلی مین تاثیر کرتے ہین بعضی موسمین ہر دن اور ہر رات مین متبدل ہوتی ہین اور بعضی ہر مہینے اور ہر برج مین اور بعضی ہر فصل مین اور بعضی ہر سال مین اور بعضی قرانات مین کہ بڑے ہون وے قران یا صغیر ہون وسطی ہون یا عظمی اور طرح طرح کے انقلاب اور قسم قسم کے تغیر اور تبدل ظاہر ہوتے جاتے ہین اور بعضی موسمین وے ہین جو بہت قرنونمین متبدل ہوتی ہین جنکو اکوار اور ادوار کہتے ہین سو وے بڑے بڑے انقلابونکی سبب پڑتی ہین اور عجیب اور غریب قسمونکے تولد کی باعث ہوتی ہین چنانچہ دریا کی جگہہ خشکی ہو جاتی ہے اور خشکی کی جگہہ دریا اور آبادی کی جگہہ ویرانہ ہو جاتا ہے اور ویرانہ کی جگہہ آبادی اور پہاڑ جنگل ہو جاتے ہین اور جنگل پہاڑ اور انسانکی قسم اور دوسرے تمام حیوانات خود بخود پیدا ہوتے ہین

اور بعضی نوعین منقطع اور فانی ہوجاتی ہین سوجب ثابت ہوا کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ نوع انسان کا نام
بہی نتہا اور کوئی اسکا ذکر بہی نہین کرتا تہا تو یہہ معلوم ہوا کہ اس نوع کا تولد کسی زمانے کی خواہش
سے نہین ہج والا وہ وضع کسی وقت مین ان وقتونسے اس نوع کے تولد کو خواہش کرتی اور
لوگ اُس نوع کے تولد اور انقطاع کے بعد دوسری مرتبے اسکو یاد کرتے کہ فلانے دور مین یہہ نوع
ظاہر ہوکے منقطع ہوگئی تہی بہلا اور نہین جنات اور فرشتے تو ضرور نام اور نشان سے اس قسم کو
پہچانتے اور اگر دہریے یون کہین کہ جو وضع اس نوع کے تولد کو خواہش کرتی تہی اسکے پہلے
زمانے کی گردش مین نہوی ہو تو اسکے جوابمین ہم کہین گے کہ یہہ امر تمہارے مذہب کے خلاف
ہج اسواسطے کہ تمہارے نزدیک ہر نوع قدیم ہے ان معنونسے کہ اگلی زمانے کی گردش کی
وضعون نے بہی اس نوع کی خواہش کی تہی اگرچہ درمیانمین منقطع ہوگئی ہو اور یہہ بہی ہے کہ زمانے کی
گردش کی وضعین تمہارے نزدیک ازل کیطرف انتہا نہین رکہتی ہین تو ضرور ہوا کہ ہر وضع صدہا
مرتبے واقع ہوئی ہو اور اپنے آثار اور نشانیونکو خواہش کیا ہو اور وضع جدید کا ظہور جسکے
مثل نہائی گئی ہو تمہارے نزدیک محال ہے اور یہہ بہی یقینی معلوم ہج کہ زمانے کی گردش کی
وضعین اس قسم کے انقلابونکے وقوع کے وقت مین اور انواع کے تولد اور جمع کثیر کی ہلاکی کیوقت
مین تقویم اور زیج کے قواعد کے موافق اسقدر نُدرت اور اعجوبہ پن نرکہتی نہین کہ وہ وضع یا اسکے
مانند یا اُسسے قوی کبہی واقع نہوی تہی تاکہ پہر دوسری مرتبے پائی جاوے بلکہ کثیر الوقوع ہین
اور کثیر الثبوت تو معلوم ہوا کہ یے سب چیزین فاعل مختار کے ارادہ اور خواہش کے سبب سے
ہین کہ عالم کے حوادث رنگارنگ اور انقلابات گوناگون اسیکی قدرت سے وابستہ ہین اور
اسی صورت کے سورہ ابرار ہونے کی وجہہ ظاہر اور کہلی ہوی ہے کُچہہ بیان کی احتیاج نہین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ کیا گذرا ہے انسان پر کوئی وقت زمانے سے کہ

لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا تنہا کوئی چیز جو ذکر کی جاتی حاصل اسکا یہہ ہے کہ ایک وقت ایسا تہا کہ انسانکی نوع کا عالم مین وجود تہا بلکہ اسکا نام اور نشان بہی ذہن مین اور زبان پر فرشتے اور جنونکے جاری نہا یعنے وجود ذہنی اور وجود لفظی بہی نرکہتا تہا پہر وجود خارجی کہان سے پایا جاتا اور اصل مین شی ثابت چیز کو کہتے ہین جیسے موجود اور عند الاطلاق یعنے بلا قید جب یہہ لفظ بولی جاتی ہے تو ثبوت اور تحقق خارجی جو آثار کا مبدء ہو جہا جاتا ہے اور کبہی قید کے سبب سے وجود ذہنی اور لفظی کو بہی شامل ہوتی ہی جسطرح اس آیت کریمہ مین مذکور کی صفت کے ساتہہ مقید کے ہونے کے سبب سے ہو جہا گیا اور نفی قید کیطرف راجع ہوی اور مطلق شیئیت کا سلب جو خارجی ہی وہ تو بطریق اولی ہو جہا گیا گویا یون ارشاد ہوا کہ ایک وقت ایسا تہا کہ انسان نہ وجود ذہنی رکہتا تہا نہ لفظی پہر وجود خارجی کا کیا ذکر ہے اور یہہ سلب مطلق علم الہی مین انسانکے تحقق کو منافی نہین ہے اسواسطے کہ علم الہی ظرف ذہن سے بالاتر ہی اور اسیطرح شیون ذاتیہ اللہ تعالی کے مرتبے مین اور اعیان ثابتہ کا مرتبہ بہی اس سلب مطلق کے منافی نہین ہے اسواسطے کہ اس جگہہ وجود انکا کی نفی ہی اور اُس مرتبہ مین وجود اتحادی رکہتا تہا اسیواسطے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت سے مروی ہی کہ جب اس آیت کو قاری سے سُنتے تہے تو فرماتے تہے یَا لَیْتَهَا تَمَّتْ یعنے کاشکے یہہ حالت تام ہووے اور جس مکان سے سفر کرکے آئے ہین ہم وہان پہر جاکے پہنچین اور کثرت وحدت مین متلاشی اور مل جاوے اور حباب کیطرح دریاے بے پایان ازل مین نیست اور نابود ہو جاوے ہم اور علماء ظاہر اس روایت کو دوسرے معنونپر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مراد حضرت امیر المومنین کی اسکلام سے یہہ ہی کہ کاش وہی حالت ہمیشہ رہتی اور انسان مخلوق نہوتا تو اس خوف اور رجا کے بہنور مین کاہیکو پہنستا اور اس تکلیف کا بوجہہ کاہیکو اٹہاتا اور اس بلا مین کاہیکو گرفتار ہوتا لیکن عاقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ انسانکے پیدا کرنے مین جو حکمتین الہی ہین وے ایسے عارف کاملونکے ہر وقت سامنے رہتی ہین پہر ایسی آرزو اُنسے کسیطرح متصور نہین ہے اور جو جواب اس سوال کا یعنے ہل اتی الخ کا مخاطبونکو اپنی عقل کیطرف تہوڑا تامل کرنے مین معلوم ہو سکتا تہا اسواسطے جواب کے

ذکر سے عدول فرما کے مقصد کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کہ انسانکو ہستی کے پردے سے
باہر نکال کے ظہور کے تخت پر جلوہ گر کرنیوالے ہم ہین اور ہماری قدرت کے ہاتھ نے اسکو یعنے اسکے
دلکو آینہ مصفی کیا ہے تاکہ غیب کی شعاعونکا عکس اسمین پڑکے خلافت کبرے کے لایق ہو اور تمام
موجودات کا خلاصہ اور سب غایتونکی انتہا ہو اور اگر انسان اپنی نوع کی ابتداء خلقت سے خبر نہین
رکھتا ہی کہ کس کس عالم کی تسخیر کیواسطے اسکو پیدا کیا ہے اور کون کون لطیفہ اسمین تعبیہ کیا ہے
لیکن اسقدر تو ظاہر اور کہلا ہوا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ بے شک پیدا کیا ہمنے آدمی کو جسکی
پیدایش کو تم سب دیکھتے ہو اور اسکی کیفیت کو خوب پہچانتے ہو مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ باپ مانکے
نطفے سے جو مختلف اور مرکب ہی یعنے جو مل کے بنا ہی تمام موالید سے یعنے جتنی بڑھنے والی
چیزین ہین اسواسطے کہ نطفہ غذا سے ہوتا ہے اور غذا ماں باپ کی علقہ اور گوشت اور دودہ اور
دہی اور گھی اور نمک اور مصالحہ زمین سے پیدا ہوی ہون یا پہاڑ سے یا باغ سے غرض کہ سب
چیزین جمع ہوکے انسانکے تمام اعضا مین ہضم کے مرتبے طی کرکے پہنچتی ہین اور پیدایش کے کارخانے
موکل ہر ہر عضو سے خلاصہ انکا کھینچ کے نطفہ کر دیتے ہین بس معلوم ہوا کہ معادن اور نباتات اور
حیوانات کہ مختلف الطبایع ہین اپنے اجزاء متبائنہ سے وے سب مفردات ہین اس معجون کے اور بسیط
ہین اس مرکب کے اور جو خلاصہ غذا کا تمام اعضا مین سیر کرتا ہی تو ہر عضو کی روح اسمین اثر کرتی ہے
اور وہ روح اُس قوت کی حامل ہے جو اس عضو کے خاص ہی جیسے تعقل اور تخیل اور توہم اور احساس
یعنے دریافت خواہ آنکھ سے ہو یا کان سے یا ناک سے یا زبان سے چکھکر یا ہاتھ سے ٹٹول کر اور یے
قوتین جتنے عالم ہین سبکو محیط ہین خواہ عالم ملک ہو یا ملکوت ہو یا اور اسکے اوپر اور وہ روح اسکے
حالات مختلفہ کی بھی حامل ہی جیسے شہوتین اور غضب اور حیا اور حلم اور طیش یعنے جھنجھلاہٹ اور محبت اور
خوف اور عشق اور دلہ یعنے عشق کی زیادتی مین عقل سے خارج ہوجانا بس وہ خلاصہ ان سب کا ہونیکی
استعداد اور لیاقت پیدا کرتا ہے اور یے امر اس خلاصہ مین ایسے پیچیدہ اور لپٹے ہوے ہوتے ہین
جیسے درخت کے اجزا درخت مین پیچیدہ اور لپٹے ہوے ہوتے ہین اور عجب خواص اسکے کھٹلی اور

بیچ مین ظاہر ہوتے ہین اسی سبب سے وحدت اسکی ایسی کثرت پر مشتمل ہے جسکی انتہا پائی نہین جاتی بخلاف نطفہ دوسرے حیوانونکے کہ نہ انکی غذا مین یہہ تمام موالید کا پورا جمع ہونا پایا جاتا ہے اور نہ انکی ارواح اور قوا مین اس قسم کا احاطہ تمام عالمونپر ہے یہی سبب ہے کہ علما کی اولاد سے علم کے استعداد کی توقع بہت ہوتی ہے اور اولیا اور مشایخ کی اولاد سے خدا کی درگاہ کا سلوک اور سلوک کے مرتبونکو طی کرنے کی امید زیادہ ہوتی ہے اور جریح اور شجاعونکی اولاد سے لڑائی پر جرأت کرنے کی امید زیادہ ہوتی ہے اور تیز طبیعت غیور سے چالاک غیرت والے پیدا ہوتے ہین تو معلوم اور ثابت ہوا کہ اس مخلوق کو جو شوف اور اجمع تمام موالید کا ہے بے فائدہ اور بیکار نہین پیدا کیا ہے ہمنے بلکہ بڑا فایدہ اسکے پیدا کرنے سے منظور تھی اور وہ فایدہ یہہ ہے کہ

نَبْتَلِيْهِ آزماتے ہین ہم اسکو اور اس ابتلا اور آزمایش کی حقیقت یہہ ہے کہ ایک چیز کو اختیار اور شعور دیکر نیک کام کا حکم کرتے ہین ہم اور بد کام سے منع کرتے ہین ہم تاکہ دوسرے مخلوقات دیکھین کہ یہہ شخص اپنے اختیار سے کیا کام کرتا ہے پھر اگر موافق ہمارے حکم کے بجالایا تو ثواب اور انعام کا مستحق ہوا اور اگر اسکے خلاف کیا تو ذلت اور اہانت اور عذاب کے لایق ہوا اور اگر ابتلا اور آزمایش سے یہ معنے مراد نہوین تو حضرت عالم الغیب والخفیات کے حقمین امتحان اور آزمایش کچھہ معنے نہین رکھتے ہین اور جو فایدہ اس مخلوق کی پیدایش سے ہمکو منظور تھا جسنے اور سمجھنے کے اسباب یہی اسکو دینا ضرور ہوا فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا پھر کر دیا ہمنے اسکو سُننے والا دیکھنے والا حاصل اسکلام کا یہہ ہے کہ انسانکو اسقدر شنوائی اور بینائی مین فراخی اور کشادگی دی ہمنے کہ اسکے مقابلہ مین دوسرے حیوانات گویا شنوائی اور بینائی نہین رکھتے ہین اندھے اور بہرے ہین اسواسطے کہ یہہ مخلوق آواز کے ساتھہ حروف اور لفظونکے مخرجون کے دقیقونکو بھی سُنتا ہے اور الحانمین تمیز کرتا ہے اور اُن لفظونکے معنونکو اور اس الحان کے خواص کو بھی بوجھتا ہے اور ہر لفظ کی مختلف وضعونکو بھی سمجھتا ہے یہی سبب ہے کہ اسکا مرتبہ اس بلندیکو پہنچا کہ جناب حضرت رب العالمین کا مخاطب ہوا اور حقتعالی جلشانہ کے ہمکلامی کی خلعت سے سرفراز ہی

بائی بخلاف دوسرے حیوانونکے کہ وے سوائے آواز محض کے اور کچھہ نہین بوجھتے اور
اسیطرح ہر چیز کی روشنی اور رنگ کے دیکھنے کے ساتھہ اس صنعت اور شکل کے دقیقے اور روشنی
کے مرتبونکو اور رنگ کو خوب غور اور تامل سے دریافت کرلیتا ہے اور خط کے نقشونکو بوجھتا ہے
اور اس سبب سے جو مرچکے ہین انکے علمون سے فایدہ حاصل کرتا ہی اور اگلے زمانے کے لوگونکے
احوال پر جو ہزارون برس اس سے پہلے گذرے ہین مطلع اور خبردار ہوتا ہے اور عجیب اور غریب
استنباط اسسے ہوتے ہین یعنے ایک چیز پر قیاس کرکے دوسری چیز کا حکم اُسسے نکالتا ہے
اب اسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ الزام حجت اور تمام نعمت کے مقام مین اکثر جگہہ قران شریف کے
درمیانمین ان دونون حاسونکا ذکر یعنے سمع اور بصر کا جو آیا ہے تو اسکی وجہہ یہی ہے کہ عالم
امکانی حقایق کے دریافت کا طریقہ اپنے غیر سے اور اس دریافت کو اپنے غیر پر القا کرنا یعنے
دوسریکو سکھلانا یا اس حقایق کا لفظی وجود ہے یا وجود خطی ہی جو لفظونکے مقابلہ مین وضع
کیا گیا ہے اور یے دونون طریق انہی دونون حاسونسے یعنے سمع اور بصر سے مسلوک اور
روان ہوتے ہین اور یہہ بہی ہے کہ معرفت اور عبادت کا طریقہ یا انبیا اور اولیا اور عارفون اور
عالمونکے کلام سُننے سے ماخوذ ہوتا ہی یعنے نکالا جاتا ہے یا انکے طور اور وضع دیکھنے سے
انکی زندگانی مین یا حدیث کی کتابین اور مشایخونکے ملفوظات اور علما کی ہر فنونمین کتابین جمع
کی ہوئین اور حقایق اور معارف کے رسالے عارفونکے انکے مرنے کے بعد مطالعہ کرنے سے سو یے
دونون کام بہی انہی دونون حاسونسے یعنے سمع اور بصر سے تعلق رکہتے ہین بخلاف دوسرے
حواسونکے کہ معرفت اور عبادت کی تحصیل مین یہی دونون چیزین ابتلا سے مقصود ہین کہ وے
کچھہ دخل نہین رکہتے ہین اکثر اُن حاسون کی انتفاع معاش کے ضروریہ امور کے دریافت مین ہے
سو اس امر مین دوسرے حیوان بہی شریک ہین اسیواسطے کہا ہے کہ دلیل یا نقلی ہی یا عقلی
سو نقلی دلیل دیکھنے سے ہرگز دریافت نہین ہوتی مگر سمع کے حاسہ سے البتہ دریافت ہوتی
اور دلیل عقلی جو معرفت اور عبادت کی راہ کے سلوک کو اکثر ممد اور معاون ہوتی ہے وہ انبیا کے

معجزے دیکھتا ہے یا اولیا کی کرامات دیکھتا ہے اور یے دونون چیزین بینائی کے حاسہ سے
علاقہ رکھتی ہین اور حقتعالی کی قدرت کے عجایب اور غرایب مصنوعات کا دیکھنا بھی اسی حاسہ سے تعلق
رکھتا ہے اور نقلی دلیلون پر مطلع ہونا جو اگلے لوگ کتابون مین اور رسالون مین جمع کرکے لکھہ گئے ہین
وہ بھی اسی حاسہ سے حاصل ہوتا ہی سو آدمی کو ان دونون حاسون کے کامل ہونے کے بعد دین کی
معرفت اور راہ خدا کے سلوک مین چندان احتیاج باقی نہین رہتی ہے مگر فہم اور عقل البتہ چاہیے
سو یہہ دلکا کام ہی نہ ہاتھہ پاؤنکا اور جو اس امر مین نقلی دلیلون سے زیادہ احتیاج ہوتی ہی اور
اور کلام الہی کا سننا اور اسیطرح کلام رسول کا سننا اور واعظون اور ناصحونکا کلام سننا اور
عالمونکی تقریر اور خطیبونکی پند و ارشاد اور اولیا اللہ کی رمزین اور عارفونکے حقایق اور معارف
ان سب چیزونکو اسکام مین بڑا دخل ہے اور یے سب چیزین سمع کے حاسہ سے علاقہ رکھتی ہین
اور اس حاسہ کو جا بجا ہدایت اور ارشاد کی نعمت کے بیان مین بصر کے حاسہ پر مقدم لاتے ہین
چنانچہ اس آیت کریمہ مین بھی یہی طور موجود ہے اور یہہ بھی ہی کہ حاسہ سمع کا ایسی خاصیت رکھتا ہے
جو کسی دوسرے حاسہ مین وہ خاصیت پائی نہین جاتی ہے اور وہ خاصیت یہہ ہی کہ جتنے دوسرے
حاسہ ہین جیسے بصر اور شم اور ذوق اور لمس ان سبکے مدرکات اسی کے توسط سے دریافت
ہوتے ہین بس اس حاسہ کا حکم حواس خمسہ مین ایسا ہے جیسے ہوا کا حکم عناصر اربعہ مین اور عطارد
کا حکم سبعہ سیارہ مین یعنے خود بھی کارآمدنی ہین اور غیر کے احوال کو بیان کرنیوالے بھی ہین چنانچہ
بصر کے مدرکات کو اُن لوگونکو جو از روے زمان یا مکانکے اسسے دور ہین پہنچاتا ہے تو بصر کا کام
بھی بدون اسکے تمام نہی ہی اور وہ یعنے سمع مدرکات بصری کے ادراک کا وسیلہ ہے اور یہہ
قاعدہ کلیہ ہے کہ وسیلہ مقصد پر مقدم ہوتا ہے اور جو دانش اور بینش کے اسباب اس مخلوقات
مین جسکو ازمایش کیواسطے پیدا کیا ہے اسقدر جمع ہوے ہین کہ اگر حقتعالی کی معرفت اور عبادت
کی راہ اُن اسباب کے وسیلے ڈہونڈہے اور اپنے منعم کے شکر کے ادا کرنے کا طریقہ جانا چاہے
تو بدون بتلائے کے بھی یہہ بات اسکو ممکن ہے لیکن حقتعالی فرماتا ہی کہ ہمنے ایسا نہین کیا اور

اسیقدر پر اکتفا نہین کی بلکہ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ بے شک ہمنے ہدایت کی اسکو یعنی بتلا دی اسکو اپنی معرفت کی راہ اور اپنے شکر کے ادا کرنے کا طریقہ اور اس راہ کے تجسس اور تلاش کو اُسی کے ذمہ پر نہین چھوڑا تاکہ اپنے قصور مین بہانے نکرے پھر اپنے رسولونکو پے در پے بھیجا ہمنے اور انکے ہاتھونسے معجزے دیکھلائے ہمنے اور ایسی کتابین نازل کی ہمنے جنکی دلیلین واضح ہین اور جو اس کتاب کی محکم اور متشابہ آیتین ہین اُنسے جو کچھ مراد ہے اسکے بیان کو رسولونکی زبانپر حوالے کیا ہمنے اور انکے بعد جو انکے شاگرد رشید ہین یعنے ہر وقت کے مجتہد عالمونکے بیان پر موقوف رکھا ہمنے تاکہ شنوائی اور بینائی اس مخلوقات کی بدون رنج اور کلفت اٹھائے کے ہماری عبادت اور معرفت کے کام مین مصروف ہووے اور ہمنے جو اسکو پیدا کیا ہے اور ہدایت کی ہے اسکا شکر ادا کرے لیکن یہہ مخلوق باوجود ایسی ہماری نعمتونکے ایک راہ نچلا بلکہ دو قسم پر ہو گیا اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یا شکر ادا کرنیوالا ہے ہماری خلقت اور ہدایت کی نعمت کا اور اس نعمت کو قبول کرنیوالا اور یا ناشکری اور ناحق شناسی اور کفران نعمت کرنیوالا ہے اور کبھی راہ پر نہ آنیوالا ہے بلکہ اس راہ کو قبول نہین کرتا ہے اور اس راہ کے باطل کرنے کیواسطے وہمی شبہے اور شیطانی گمراہی مقابلہ مین لاتا ہے اور اپنی شنوائی اور بینائی کو ہماری مخالفت اور عناد مین خرچ کرتا ہے اِس لئے اسکے ساتھہ امتحان اور آزمایش کا معاملہ شروع کرتے ہین ہم اسواسطے کہ اگر اس عناد اور مخالفت پر اسکو سزا دین ہم تو دوسری مخلوقات کی نظر مین امتحان اور آزمایش کا فایدہ کچھہ بھی ظاہر نہووے اور ہماری حکمت اور عدالت مین بٹا لگ جاوے اسواسطے بالضرور اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ بے شک ہمنے امادہ اور تیار کر رکھے ہین اپنی ہدایت کی نعمت کے ناشکرون کیواسطے سَلَاسِلَ دنیاوے علاقونکی زنجیرین تاکہ دنیا کی زندگی مین انہی زنجیرونمین مقید رہین اور معرفت اور عبادت کی راہ پر گز نچل سکین پھر بعضونکو مال کی محبت کے سلسلہ مین اور بعضونکو عورت اور اولاد کی محبت کے سلسلہ مین اور کسیکو باغون اور کھیتون کے سرسبز کرنے کی اور نئے عمارت بنانے کی

محبت مین باندہ دیا ہے اور کسیکو فوج اور لشکر کے جمع کرنے کی اور ملکونکو فتح کرنے اور اپنا
حکم جاری کرنے کی محبت مین جکڑ دیا ہے اور بہتونکو وہمی متخیلہ منفعتونکے فوت ہوجانیکے
رنج اور فکر اور غم مین گرفتار کر دیا ہے اور بعضونکو نئی نادر صنعتونکے نکالنے مین اور ریاضی
فن کے عجایب آلات بنانیکی محبت مین اور اسیطرح ہر ایک کو ایک سلسلہ مین گرفتار اور مقید کر دیا ہے یہہ
ہی سلسلہ قیامت کے دن آگ کی زنجیرونکی شکل ہوکے ان ناشکرونکے تمام بدنمین پیٹھین گے اور یے لوگ ان زنجیرونمین
جکڑ جائینگے چنانچہ دوسری جگہہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا
فَاسْلُكُوْهُ اور جوان چیزون کے ناشکرونکو جو دنیاوی علاقونکی محبت کی زنجیرونمین گرفتار ہین بدون توسل
کسی عمدہ بنی بنی نوع سے جسکے پاس یے چیزین موجود ہون یے چیزین میسر نہین ہوسکتی ہین سولا چار ان
ناشکرونکو اسلیے ایک دوسری چیز بہی تیار کر رکہی ہے فَاغْلَالًا اور طوق بہاری جوانکی گردنون
ہونگے تاکہ سر اتہا سکین اور معرفت اور عبادتکی راہ کیطرف التفات بہی نکر سکین بلکہ داہنے بائین بہی اس
کے دیکہہ سکین سو بعضونکی گردنونمین امیرون اور بادشاہونکی نوکریکا طوق ڈالا ہے اور بعضونکی گردنون مین
ساہوکارون اور بنیاجنونکی خوشامد اور چاپلوسی کر کے قرض لینے کا طوق ڈالا ہے اور بعضونکی گردنون مین
قاضیون اور مفتیونکی منت کا اور حیلہ سازروایت ضعیف نکال دینے والونکی خوشامد کا طوق
ڈالا ہے اور بعضونکی گردنونمین دفتر کے متصدیونکی اور عاملون چکلہ دارونکی حاضر باشی کا طوق
ڈالا ہے اور دوسرونکو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے یہان تک کہ بعضونکی گردنونمین کنجشیونکی
بندگی اور غلامی کا طوق اور بعضونکی گردنونمین اونٹ گہوڑے خچر گاے بیل کی خدمت کا
طوق ڈالا ہے ہمنے سو یے جتنے طوق ہین قیامت کے دن سب آگ کے طوق ہوجاوین گے
اور ان لوگونکی گردنونکو گران بار اور بہاری کر دین گے اور جو اکثر ناشکرونکو باوجود ان طوقونکے
پہننے کے اور ان علاقونمین پہنسنے کے بہی مطلب حاصل نہوگا اور اگر کچہہ تہوڑا مطلب حاصل ہوا تو بہی انکی
حرص اور آرزو کے موافق حاصل نہوا سولا چار انکے واسطے ایک دوسری چیز بہی تیار کی
ہے ہمنے وَسَعِيرًا اور سوزش اور جلن سینہ کی اپنے مطلب کے نملنے کے رنج کے سبب سے

تاکہ جبتک دنیا مین رہین اسی سوزش مین جلتے رہین جیسے کیمیا کے مہوس اور اگر ایکطرف سے سوزش کم ہوتی ہی تو دوسری طرف سے اور بڑہ کتی ہے سو یہہ ہم انکی لطیف پیدائش انسانی کو درہم برہم کر دیتے ہین یعنے نیچے کا بدن زنجیر سے گرفتار رہے اور اوپر کا بدن طوق سے گران بار اور بیچ کا بدن یعنے سینہ اور دل سوزش سے بیقرار رہے اور یہہ وہی سوزش ہی جو قیامت کے دن دوزخمین آگ کی صورت بن کے انکے اندر اور باہر کو جلاویگی سو اسدن اپنی پیدائش کی نعمت کی اور ہدایت الہی کی نعمت کی سزا چکہین گے اور اگر یہانپر کسیکے دل مین شبہہ گذرے کہ ان علاقونمین گرفتار ہونا اور ان طوقونکا پہنا اور دنیا کے مطالب حاصل نہونے کے سبب سے رنج اور سوزش کا ہونا دنیا کی زندگانی کے لوازمات سے ہی اور حقتعالی کی نعمت کے شکر گذارون کو بہی اسی دنیا مین اپنی زندگانی کے دن کاٹنا ہین اور دنیا مین بدون گرفتاری ان علاقونکے اور بدون پہنے ان طوقونکے اور بدون چکہنے اسی سوزش کے گذر کرنا ممکن نہین ہے پہر ان چیزونکی تخصیص ناشکرونکے ساتہہ ہونیکی کیا وجہہ ہی تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ شاکرونکو اگرچہ ان علاقونکی گرفتاری کے اسباب اور ان طوقونکے پہنے کے باعث اور ان سوزشونکا چکہنا دنیا کی پیدائش کے تقاضے سے درپیش ہوگا اور آگے آویگا لیکن انکو زنجیرونکی گرفتاری اور طوق کا پہنا اور سوزش حاصل نہونی اسواسطے کہ شاکر لوگ تین گروہ ہین ایک ابرار جنکا اصحاب الیمین بہی لقب ہے اور دوسرے مقربین اعمال جنکا عباد اللہ اور عباد الرحمن بہی لقب ہے اور تیسرے مقربین احوال جنکو مقربین مطلق بہی کہتے ہین اور سابقین بہی انکا لقب ہے سو پہلے ہم ابرار کا حال بیان کرتے ہین جو پس خوردہ کہانیوالے مقربین اعمال کے ہین پہر انکے بعد مقربین اعمال کے حال کے بیان کیطرف انتقال کرینگے ہم تاکہ مقربین احوال کا حال بطریق اولی اسپر قیاس کرلیا جاوے اِنَّ الْاَبْرَارَ تحقیق نیکوکار جو ہرگز اپنے مقدور پر کسی کا حق تلف نہین کرتے ہین اور اپنے حقمین اور اپنے دوسرے بنی نوع کے حقمین احسان منظور رکہتے ہین اور حقتعالی کی تمام امر اور نہی کی فرمانبرداری کا قصد

کرتے ہین جبتک دنیا مین زندہ ہین یُشْرَبُوْنَ پیتی ہین ایک دو قطرے مِن کَاْسٍ
اس پیالے سے جو محبت الہی کی شراب سے اور اس جناب کی حضوری کے شوق سے
بھرا ہوا ہی مقربونکے ہاتھہ سے اور اس ایک دو قطرے کے پینے کے سبب سے انکو
بے خودی حاصل ہوتی ہی پھر دنیاوی علاقونکی طرف التفات باقی نہین رہتا ہی لیکن
اسقدر پینا اتنی تاثیر انمین نہین کرتا کہ یہہ حالت ہمیشہ انمین باقی رہے سو تقویت کرنے اور
اس شراب کے جام کے اثر ہمیشہ باقی رہنے کیواسطے کَانَ مِزَاجُهَا ہوگی ملونی اسکی
پینے اس شراب کے پیالے کی جیسے گلاب یا کیوڑا شربت کے اوپر سے ملا دیتے ہین کَافُوْرًا
کافور جو روح کا بھی مقوی ہے اور دل کا مفرح اور خوشبو بھی اسمین پائی جاتی ہی اور رنگ
بھی نورانی رکھتا ہی اور دنیا کے مطلب حاصل نہونے کے رنج کو اور دنیاوی علاقونکی طرف التفات
کو سرد کر دیتا ہی اور فاسد نتیجونکی عقوبتونکو اور باطل خطرونکو اصلاح دیتا ہی شیخ بوعلی سینا نے
قانونکی مفردات مین لکھا ہی کہ آدمی کے بدن اور روح مین کافور کی تاثیر ایسی ہی جیسے
عالم مین شمالی ہوا کی تاثیر ہے کہ ہر چیز کے جوش کو ٹھنڈا کر دیتی ہی اور بدبو کو بالکل دور
کر دیتی ہے اور ہر فساد کی اصلاح کرتی ہے اور روح کے مزاج کو ایسا بارد کر دیتی ہی کہ ہرگز
جوش اور تیزی اسمین نہین رہتی اور یہہ طب کا قاعدہ ہی کہ جس دوا کی منفعت کسی خاص عضو کیواسطے
ہوتی ہے اور چاہتے ہین کہ اس دوا کی تاثیر جلدی اس عضو کو پہنچاوین تاکہ کبدی اور معدی
ہضم مین دیر نہ لگنے پاوے اور اسکی قوت ضعیف نہونے پاوے تو شراب مین ملا کے دیتے ہین اسواسطے
کہ شراب سرعت نفوذ مین اور مجاریکی تفتیح مین بے مثل ہی اور جو کافور کو شراب مین ملا کے انکو
دین گے تو بہت ہی جلد انکے رگ اور پوست مین پہنچ جاویگی اور اسکا اثر بہت قوی ہوکے روح اور دلکو
پہنچے گا اور تجرد علاقونسے اور دل سرد ہو جانا تمام خواہشونسے اور مطلب کے حاصل نہونے کا
رنج پاس نہ آنا اور ایسے چیزونکا استقرار اور رسوخ پیدا کریگا لیکن یہہ کافور دنیا کا کافور نہین ہے
جسکی تاثیر فقط ظاہر بدنمین اور اعضا اور اخلاط اور ارواح مین خاص ہے بلکہ ہماری مراد اس کافور

عینا ایک چشمہ ہے عالم روحانی مین کہ انہی کیفیتون اور خاصونسے اسکا پانی پیتا آدمی کے
باطن مین کہ نفس کے لطیفے اور نفسانی قوتین اسکی ہین تاثیر کرتا ہی یَشْرَبُ بِهَا پینگے
اپنے پیالے یہ سے جھلکتے ہوے اور اس چشمہ کے پانی کی ملونی اسمین ملی ہوی عِبَادُ اللّٰهِ
اللہ کے خاص بندے جو کسیکی فرمانبردار یکا خلوق اپنی گردن مین نہ رکھتے ہے اور اپنے ہر کام
مین اور ہر حرکت اور سکون مین اپنی نظر کو اللہ تعالی کیطرف رکھتے ہے اور اسکی رضامندی کو
چاہتے ہے بلکہ ونسے اپنے عملونپر بھی اعتماد نہ رکھتے ہے اور ثواب اور جزا کیطرف بھی انکو التفات
نہا یُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا جاری کرتے ہے اُن چشمونکو اپنے ہر عمل مین جیسا جاری کرنا چاہے
تو گویا وُہ چشمہ خاص انکی ملک ہی اور انہی کے تصرف مین ہے اور ہر عضو کے عمل اور ہر قوت کے
پیدا کرنے مین اُس چشمہ کے پانی کا اثر کھینچ کے لیجاتے ہین اسقدر دنیا کے علاقونسے اور ماسوا اللہ
کیطرف التفات کرنے سے دل سرد ہوے ہین کہ انکو اپنے نیک عملونپر اور اپنی نیک عادتونپر ہرگز
اطمینان اور دل کی چین حاصل نہین ہے بلکہ اُن عملونکی نامقبولی کا خوف اور اُن عادتونکی غیر اخلاصی
کا ہر اس جناب الہی مین اسقدر انکے دلمین بیٹھ گیا ہی کہ کسی وقت یہہ خیال انسے علیحدہ نہین
ہوتا چنانچہ اس حال پر یہہ بات انکی گواہ ہے کہ یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وفا کرتے ہین نذر کو یعنے
جو چیز کہ اپنے ذمہ پر لازم کر لیتے ہین جیسے نفل عبادت اور کوئی تلاوت اور ورد اور صدقہ اور خیرات
اسوان چیزونکو جیسا لازم کیا ہے اسیطرح سب شرطونکے ساتھہ آخر عمر تک ادا کرتے ہین
پھر جب ایسی چیزین جو حقتعالی کیطرف سے واجب نہین بلکہ اپنے ذمہ پر خود آپ لازم کر لیتے ہین
اسکو اس احتیاط سے ادا کرتے ہین تو وے چیزین جو حقتعالی کیطرف سے انپر واجب ہوی
ہین انکو بطریق اولی پورا ادا کیا ہوگا اور باوجود ایسے مستقیم ہونے کے تمام واجبات اصلی
اور الزامی ادا کرنے پر پھر بھی ان عبادتون پر چنداں اعتماد نہین رکھتے ہین بلکہ ہمیشہ خایف اور
ہراسان رہتے ہین وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا اور ڈرتے ہین اُس دن سے
کہ ہوگا شر اسکا منتشر اور پھیلا ہوا جیسے طوفان اور ہوا کے دن کی آگ کہ لگنا کہ تمام بستی کو

اپنے اپنے گھرونکا خوف ہوتا کہ مبادا ہوا کی شدت سے آگ آید ہرا پہنچے اور ان لوگونکو یہہ
خوف اور ہراس اس سبب سے ہوگا کہ شاید واجبات کے ادا کرنے مین کچھہ ہمسے قصور واقع ہوا ہو
جیسے سستی اور دل نہ لگنا اور اس سبب سے طبیعت کی تاریکی نے اُس طاعت مین مل کے کچھہ
خرابی کردی ہو اور آج قیامت کا دن ہے اور اس دن کا شر گنہگارون کی شامت سے
اسقدر پراگندہ اور پھیل رہا ہی کہ بے گناہ بھی اس بلا مین گرفتار ہو رہے ہین جیسے آسمان اور
زمین اور پہاڑ اور دریا اور آفتاب اور ماہتاب اور باقی ستارے سوا ایسے وقت شاید وہ
طاعت اس تاریکی کے سبب سے قبول نہوا اور عتاب اور عقاب کا سبب پڑے سوا سقدر بے اعتمادی
انکو اپنے عملونپر صریح دلیل ہے اسبات پر کہ خوف کا غلبہ انپر بہت ہوگا اور خوف کا غلبہ
دل کی سردیکی دلیل ہے جسطرح دل کی گرمی کیوقت مین جرأت اور بے باکی غلبہ کرتی ہی سو یہہ
اثر اسی کافور کا ہی جو شراب محبت مین ملاکے نوش کیا ہی چنانچہ شاعر کہتا ہی شعر
ازین افیون کہ ساقی در می افگند ۔ حریفانرا نہ سر ماند نہ دستار ۔ ہندی یہہ کیا ساقی
می مین چیز ڈالی ۔ کہ پیتے ہی ہوے بدمست و سر شار ۔ اور یہہ چیز اسبات پر بھی دلیل صریح ہی
کہ ان لوگونکو اُن عملونکے ساتھہ جو اپنے مطلوب کے شوق مین کئے ہین کچھہ علاقہ نہین رہا اور اُن
عملون سے دل سرد ہوگئے ہین تو دنیاوی علاقونسے جو انکے مطلوب کے منافی ہے یقیناً
انقطاع کلی رکھتے ہونگے اور یہہ اُس بیخودی کا اثر ہے جو محبت الہی کی شراب پینے سے انہونے
حاصل کی ہی اور اس انکے احوال پر دوسرا گواہ یہہ ہی کہ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ اور کھلاتے ہین
کھانے کو باوجود اسبات کے کہ نقد دینے سے کھانا پکاکر کھلانا بہت بھاری ہے اسواسطے کہ
آدمی کا نفس جو چیز قریب النفع اور حاضر المنفعت ہے اسکے دینے مین بخیلی کرتا ہی بخلاف اس
چیز کے جو منفعت مقصودہ سے دور واقع ہوی ہے اسیواسطے غلہ کا دینا اکثر آدمیون کے
نزدیک سہل ہی آٹا دینے سے اور آٹا دینا سہل ہے روٹی دینے سے اور کوئی وقت
ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کھانا دینے مین دلیری کرتا ہی اور نقد یا جنس دینے سے جی چراتا ہی

سو اسکا سبب یہہ ہی کہ کہانے سے اسوقت وہ سیر ہوتا اور بچا کہانا سوائے کہا لینے کے اور کسیکام کا نہین ہی اور جلدی بد بو کر اُٹہتا ہے رکہہ چہوڑنے کے قابل نہین ہی بخلاف نقد اور جنس کے اسواسطے کہ یہہ کام کی چیز ہی اور رکہہ چہوڑنے کے بہی قابل ہے لیکن یے لوگ کہانا کہلاتے ہین عَلٰی حُبِّہٖ باوجود اس کہانے کی محبت کی بہوکہہ کی شدت اور قوت کی نابودی کے سبب سے اور ایسے وقت مین سے شلغم پختہ یا زنقرہ خام نہ ہوتا ہی یا نفیس اور مزیدار ہونے کے سبب سے وہ کہانا محبوب ہوتا ہے اور باوجود بے احتیاجی کے بہی اسکو بیفایدہ صرف نہین کرتے ہین بلکہ رکہہ چہوڑتے ہین تاکہ دوسرے وقت اسکو کہاوین یا اس شخص کو کہلاتے ہین جسسے بڑہی منفعت کی امید ہوتی ہی اور یے لوگ اس کہانیکو محتاجگی کی حالت مین کہلاتے ہین مِسْكِيْنًا مسکین محتاج کو جو قوت کی تحصیل سے خود عاجز ہے اور اُسسے کسی طرح کی منفعت کی توقع بہی نہین ہے بلکہ اسکو ایکبار کہلانے کے سبب سے اسکی خو پڑگئی اور ہر روز قرض خواہ کیطرح پیچہا نہین چہوڑتا ہی اور سخت سخت باتین سنانے کے دلکو مشوش کرتا ہی وَيَتِيْمًا اور یتیم کو جو مسکین سے بہی عاجز زیادہ ہی اسواسطے کہ مسکین بدنمین قوت رکہتا ہی اور عقل بہی کامل رکہتا ہی اگر ایکوقت اسکو قوت میسر نہوا تو دوسرے وقت کوشش کرکے گلی کوچے پہرکے کچہہ نکچہہ تہوڑا بہت پیدا کرکے اپنی جان تہا نبہنے کی تدبیر کرلے گا اور یتیم نہ عقل کامل رکہتا ہی اور نہ بدن قوت والا اور نہ مانگ کہانے کا وقوف رکہتا ہے اور نہ اسسے کچہہ منفعت کی توقع ہے وَاَسِيْرًا اور قیدیونکو جو کسی کی قید مین گرفتار ہین اور کسی طرح سے قوت کے حاصل کرنے کی قدرت نہین رکہتے ہین بلکہ اُسسے اتنا بہی نہین ہوسکتا ہی کہ مسکین اور یتیم کیطرح کسیکے سامنے جاکہڑا ہووے تاکہ وہ شخص اسکا حال دیکہہ کر کچہہ رحم کرے اور اسکو کچہہ دیوے اور باوجود اسبات کے کہ اس قسم کے لوگونکو اپنی خواہش اور رغبت کے ہوتے ہوئے کہانا کہلانا بڑا احسان ہے اور خالص عبادت ہی جسمین ریا کا نام بہی نہین ہے لیکن خدا کے خاص بندے اس عمل پر بہی اعتماد نہین کرتے ہین بلکہ ڈرا کرتے ہین کہ ایسا نہو اس کہانا کہلانے کے سبب سے مسکین یا یتیم یا قیدی

کچھہ ہماری تعریف یا تعظیم یا سلام یا کوئی اور ثنا اور صفت کرین اور اس سبب سے ہمارا نفس خوش ہووے تو پھر وہی طبیعت کی تاریکی اور یہہ عمل مل جاوے اسیواسطے کہانا کہلانے کیوقت کہل کے صراحتہً اُنسے کہہ دیتے ہین کہ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ بے شک سوا اسکے نہین ہی کہ ہم کہلاتے ہین تمکو خالص حقتعالی کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیواسطے لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً ہم نہین چاہتے ہین تمسے کچھہ بدلا اس کہانے کے بعد جیسے سلام کرنا یا تعظیم کرنا یا اپنے حق مین ترقی کی کچھہ دعا چنانچہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ جب آپ کچھہ صدقہ کسی کے اہلبیت کو بھیجتی تہین تو وے آنے کے بعد اپنی خادمہ سے آپ پوچھتی تہین کہ اس صدقہ لیجانے کے بعد اُن لوگون نے کیا کہا تہا اگر خادمہ کہتی تہی کہ اُن لوگونے یہہ دُعا آپ کے حقمین کی تہی تو جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا بہی اسکے گہر والونکے حقمین اسیطرح کی دُعا کرتی تہین اور فرماتی تہین کہ یہہ! سواسطے ہی کہ ایسا نہو انکی دُعا میرے صدقہ کے عوض مین محسوب ہو جاوے اور میرے صدقہ کے ثواب مین نقصان آجاوے سواسواسطے انکی دُعا کی عوض مین مین نے بہی انکے واسطے دعا کردی تاکہ دُعا کا بدلا دُعا ہو جاوے اور میرے صدقہ کا ثواب برقرار رہے وَلَا شُكُوْرًا اور نہین چاہتے ہین ہم تمسے شکرگذاری کہ لوگونکے سامنے کچھہ ہماری ثنا یا صفت کرتے رہو کہ فلانے نے ہمارے اوپر ایسا احسان کیا اور ایسا کہانا کہلایا یا اسواسطے کہ اگر یہ چیزین ان کاموں سے چاہین ہم تو پھر وہی طبیعت کی تاریکی اسمین در آوے اور وہی خوف پھر لاحق حال ہووے اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا بے شک ہم ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ایکدن اُداسی سخت کو یعنے وہ ایسا دن ہی کہ اسمین بالکل اُداسی چہائی ہوی ہے اور یہہ کنایہ ہی حقتعالی کی قہری تجلی سے جو اُسدن ہوگی سو اُس تجلی کے ادب کی رعایت سے اُسدن کو عبوس اور قمطریر کرکے موصوف کیا اور جسطرح جو شخص عبوس قمطریر ہوتا ہی یعنے غصہ مین بہرا ہوا اور اسی بات مین غصہ مین آجاتا ہے اسیطرح وہ روز کہ نقیر اور قطمیر کا ماخذہ ہوگا یعنے ذرا ذرا بات پوچھی جاویگی اس سبب سے

وہ دن خوفناک اور دہشت بھرا ہوا ہے اور یہہ انکا عمل کہ خوف شدید سے پر ہی دونون چیزون
دلیل صریح ہی یعنے ایک دنیاوی علاقونکا انقطاع اور دوسری دل سردی اور بے اعتمادیکا غلبہ
واحدی اور دوسری تفسرونمین مذکور ہے کہ حضرت حسنین رضی اللہ تعالی عنہما ایک مرتبے بیمار
ہوے سو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت اور بیمار پرسی کیواسطے تشریف فرما ہوے
اور آپ کے ساتھہ صحابہ کرام بھی بہت آئے اُنمین سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ تمہارے فرزندونکو بہت سخت بیماری ہی تمکو چاہئے کہ حقتعالی کی نذر اپنے اوپر مقرر
کرو حضرت علی نے کہا کہ مین نے تین روزہ خداکیواسطے اپنے اوپر نذر مقرر کئے حضرت خاتون جنت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بھی تین روزہ نذر اپنے اوپر مقرر کئے آپ کی لونڈی جسکا فضہ نام تہا
اسنے بھی تین روزہ اپنے اوپر مقرر کئے پھر حقتعالی نے اپنے کرم اور فضل سے دونون صاحبزادونکو شفا دی تو تینون شخص موافق نذر مقرری کے روزہ دار ہوے اُسدن حضرت علی رضی اللہ
عنہ کے گھر مین کہانے کی چیز کوئی نتہی آپ شمعون یہودی پاس جو خیبر کا رہنے والا تہا اور
وہان غلہ بیچا کرتا تہا تشریف لئے گئے اور کچھہ قرض اُسسے طلب کیا اُسنے اسلام کی عداوت
کے سبب سے قرض دینے مین تامل کیا آخر کو بڑی تکرار اور فہمایش سے بارہ سیر جو آپ کو قرض دئے
آپ نے وہ جو لیکر اگر دئیے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے اسمین سے چار سیر جو پیسی
مین پہلے اور لونڈی نے گھر کے آدمیونکی گنتی کے برابر پانچ روٹیان پکا کر تیار کین پھر افطار کیوقت
وے پانچ روٹیان لاکے اُن سب حضرات کے سامنے رکھین انہون نے چاہا کہ اسمین سے لقمہ
توڑ کے مونہہ مین ڈالین اتنے مین دروازے پر ایک فقیر نے آکر سوال کیا اور کہا کہ حقتعالی کی سلامتی
تم پر ہو جیسا اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فقیر مسلمان تمہارے دروازے پر آیا ہے
اور اُسکے گھر مین پانچ آدمی ہین کچھہ اسکو کہلاؤ حقتعالی تمکو جنت کے خوانونسے کہلاویگا ان پانچون
حضرات نے وے پانچون روٹیان اُس فقیر سایل کو حوالہ کر دین اور آپ سب پانی پی کر سو رہے
پھر صبح کو روزہ رکھا اور اسیطرح اُسدن بھی چار سیر جو پیسی کے پانچ روٹیان پکا مین افطار کیوقت

ایک یتیم آیا اسکو وے روٹیان دے دین تیسرے دن ایک قیدی آیا اسدن اسکو حوالہ کین چوتھے دن صبح کو جو اُتھے تو بھوک کی شدت سے طاقت ہلنی کی نتھی اور مرغ کے چوزہ کیطرح بدن کنپتا تھا اسدن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین کے دیکھنے کو تشریف لاے یہہ حالت سبکی دیکھہ کے آپ کو بہت بیتابی ہوی پوچھا کہ میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہان ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا ہی اور انکھین بہتیر کو گھس گئی ہین یہہ حالت دیکھہ کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہوے اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہہ سورت لیکر نازل ہوے اور کہا کہ لو اے پیغمبر اس سورتکو تمکو اور تمہارے اہلبیت کو مبارک ہو جیو اور یہ آیتین پڑہ کے سنائین پھر بعد اُسکے حضرت رب العزت نے ظاہری فتوح عنایت کئے اور پھر کبھی ایسے فقر کی شدت مین مبتلا نہوے ایسا کہتے ہین کہ ان تینون دنونمین فقیر اور یتیم اور اسیر کی شکل بنا کے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اہلبیت کے صبر کے امتحان کیواسطے اسی جگہہ سے کہا ہی کہ حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے ملک دنیا کو اپنی سنان سے لیا یعنے نیزہ کی نوک سے یعنے جہاد کرکے اور ملک عقبی کو سستا نان سے خرید کیا یعنے تین روٹیونسے اب یہان پر جانا چاہئے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر کو وفا کرنا واجب ہی اگر وہ نذر گناہ نہو اور اگر کسی گناہ کی نذر کی ہے تو اس نذر کی وفا واجب نہین ہی بلکہ ممنوع ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ مَنْ نَذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَّعْصِیَ اللّٰہَ فَلَا یَعْصِہِ یعنے جسنے نذر کی اللہ تعالی کی طاعت اور فرمانبرداری کی تو چاہئے کہ ادا کرے اسکو اور جسنے نذر کی گناہ اور خدا کی نافرمانی کی تو چاہئے کہ چھوڑے اسکو اور اس گناہ مین مبتلا نہو اسواسطے کہ نذر کی حقیقت یہہ ہے کہ جو چیز واجب نہین ہی اسکو اپنے اوپر واجب کر لینا اور اگر وہ چیز گناہ ہوئی اور اسنے اسکو اپنے اوپر لازم کیا تو حکم الہی کی مخالفت کی اور حقتعالی کی مخالفت کرنا نچاہئے اور اگر بالفرض کسی کے مونہہ سے ایسی بات

نکل گئی اور گناہ کی نذر کی تو اسکو اسیوقت لازم ہی کہ اسسے توبہ اور استغفار کرے اور اسکو ہرگز ادا نکرے اور یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ نذر اس چیز مین درست ہی جو طاعت کی قسم سے ہی جیسے نفل نماز اور نفل روزہ اور ذکر اور تسبیح اور قرانکی تلاوت اور درود اور حج اور عمرہ اور نیک لوگونکی زیارت اور دینی علم کی طلب اور جہاد اور صدقہ اور خیرات اور وقف اور جو اس قسم سے ہو لیکن جو چیز طاعت کی جنس سے نہین ہے اسمین نذر منعقد نہین ہوتی یعنے کہنے سے لازم اسپر نہین ہوجاتی جیسے فلانا کہانا کہانا اور دہوپ مین بیٹہنا اور کہڑا رہنا اور مونہہ سے نبولنا اور سایہ کے نیچے نہ آنا اور سوائے اسکے اور اسمین کچہہ اسکے ذمہ پر لازم نہین ہوتا اور اگر نذر مبہم کی ہے جیسے یون کہا کہ اگر مین یہہ کام کرون تو مجہہ پر نذر ہی پہر وہ کام کیا تو اسپر قسم کا کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہی حکم ہی اس نذر کا جو اسکی طاقت سے خارج ہے اور یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کہانا کہلانا عبادت ہے پہر وہ مسکین اور قیدی اہل اسلام سے ہو یا کافر ہو لیکن زکوۃ اور نذر اور کفارے کو کافر کو دینا درست نہین ہی اور اگر مسکین اور قیدی اور کافر واجب القتل ہون تو بہی انکو کہانا کہلانا باعث اجر کا ہے اسواسطے کہ واجب القتل کو بہونکہا قتل کرنا درست نہین ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت آئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرونکو قید کرکے لاتے تہے اور مسلمانونکو حوالہ کرتے تہے اور فرما دیتے تہے کہ انکے ساتہہ احسان کرنا یعنے کہانے پینے کی تکلیف نہ دینا بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وے مسلمان اُن قیدیونکو اپنے گہر والونسے بہتر اور زیادہ خوش رکہتے تہے اور آپ سے اچہا کہانا کہلاتے تہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے حق مین قتل کرنے کا یا لونڈی غلام کر رکہنے کا یا مال لیکے چہوڑ دینے کا یا بے لئے چہوڑ دینے کا حکم فرماتے اور یہی حکم ہے جسکے ذمہ پر قصاص واجب ہوا ہو اور قتل کا مستحق ہوا ہو اسکو بہی بہونکہا پیاسا مارنا جایز نہین ہے اور جو ان آیتونمین ذکر کیا گیا کہ حقتعالی کے خاص بندونکو قیامت کے دن کے شر کے پہیل پڑنے سے ہمیشہ خوف رہتا ہے اور باوجود ایسے عمدہ عملونکے

جو آمیزش ریا سے بالکل خالص ہین ہمیشہ ہراسان اور خوفناک رہتے ہین سو اسواسطے ضرور
ہوا کہ اس خوف کا ثمرہ جو آخرت مین دیکھین گے بیان کیا جاوے پھر اُسکے بعد انکے عملونکی
جزا کے بیان کیطرف انتقال کیا جاوے سو پہلے انکے خوف کے ثمر کے بیان مین ارشاد ہوتا ہے
کہ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ پھر بچا ویگا انکو اللہ تعالی اُسدن کی بُرائی سے باوجود
بسبات کے کہ شر اُسدن کا پراگندہ اور پھیلا ہوا ہوگا اور اس بچانے کی صورت یہہ ہوگی
کہ وے لوگ صفت رضا کی تجلی سے سرفراز ہوگین اور انکو اس تجلی کے مشاہدے کے استغراق
مین مشغول کر دیگا چنانچہ سورہ قیامت مین تصریح سے بیان ہوچکا ہے کہ وَجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ
نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور فرشتونکے جھنڈ کے جھنڈ انکے پاس آوین گے اور انکو خوشخبریان
سُناوین گے چنانچہ سورہ انبیا مین مذکور ہوا ہے کہ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے نہ غمگین کریگا انکو گھبراہٹ بڑا اور
ملاقات کرین گے اُنسے فرشتے اور کہین گے کہ یہہ تمہاری بہتر یکا دن ہی جسکا تم وعدہ دیئے جاتے
تہے اور حدیث صحیح قدسی مین واقع ہے کہ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ
يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ یعنے حقتعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ دنیا مین آپسمین دوستی
کرتے ہے ہماری راہ مین انکو قیامت کے دن منبر ہونگین نور کے اسطرح کی عظمت کے کہ رشک
کرین گے انکا حال دیکھکے پیغمبر اور شہید اسواسطے کہ پیغمبرون اور شہیدونکو امت پر گواہی دیکر
انکو موقف سے اور اُسدن کے ہول سے خلاص کرنے کی فکر ہوگی اس سبب سے وے
تشویش مین ہون گے اور ان لوگونکو کسی سے علاقہ نرکہنے کے سبب سے فراغت کلی حاصل
ہوگی اور یہہ سب بزرگی انکو دنیا کے علاقونکو قطع کرنے کے سبب سے حاصل ہوگی وَلَقّٰىهُمْ
اور آگے لاویگا انکو وہ جو دنیا مین اُسدن کی ترش روئی اور برائی سے خوف کیا کرتے ہے
نَضْرَةً تازگی اور چہرے کی رونق جو ظاہر انکے بشرے پر نمودار ہوگی وَسُرُوْرًا اور خوشی
دلکی جو انکے باطن مین بہری ہوگی عوض مین اس غم اور اندوہ کے جو اپنے دین کیواسطے دنیا مین

رکھتے تہے اور ہمیشہ آخرت کی فکر مین اپنی اوقات گذارتے تہے اور فقط اسیقدر نعمت پر انکے حقمین اکتفا کی جاویگی یعنے اُسدن کے شر کا خوف انسے جاتا رہے اور امن اور چین انکو حاصل ہو بہ اسواسطے کہ یہہ تو انکے ترس اور خوف کا پہل ہے بلکہ انکے دوسرے عملونکو بہی رحمت کی نظر سے دیکہین گے اور انکے سب عملونکا مدار صبر پر پاوین گے وہ صبر جو دنیاوی علاقون اور جسمانی لذتونکے ترک پر کیا تہا اور طاعتونکی مشقت کے تحمل پر اور آفتون اور بلاؤنکے کہینچنے پر جو صبر کیا تہا پہر انکے صبر کی جزا منظور ہوگی وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا اور جزا دیگا انکو اُنکے صبر کرنے پر جو فضا کے مکانات اور دل لگن باغات اور عمدہ عمارتونکے ساتہہ اپنے دلکو متعلق نہین کیا تہا جَنَّةً بہشت کشادہ اور بافضا جسکا عرض زمین اور اسمانکے عرض کی برابر ہے اور محل اور مکانات منقش اور رنگین وَحَرِيْرًا اور کپڑا ریشمین جو انکی پوشاک مین صرف ہوگا اور فرش فروش مین بہی اور در اور دیوار اور پردے اور چہت گیریکی پوشش مین اور ہانڈیون اور جہاڑون اور دیوارگیریونکے غلاف مین اُنکے کام آویگا اور یہہ انکے اُس صبر کی جزا ہے جو دنیا مین پہٹے پرانے پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتے تہے اور آستین لنبی اور دامن دراز نہین کرتے تہے اور خالص ریشمی کپڑے جسے دنیا نہین پہنا کرتے تہے ان سب چیزونکی عوض مین یہہ حریر اُنکو ملے گا اور بہت سی روایتونمین ایسا آیا ہے کہ ادنے بہشتی کو ہر صبح اور شام کو ستر جوڑے حریر کے جنکے رنگ مختلف ہونگے اور نفیس اور منقش سوا اسکے خادم اسکے سامنے لایا کرین گے تاکہ انمین سے جو مرغوب اور خوش معلوم ہووے وہ اسکو پہنے اور باریکی مین وے کپڑے ایسے ہونگے جیسے پہول کی پتی مُّتَّكِـِٔيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ تکیہ دئے بیٹہے ہونگے اس بہشت مین تختونپر اور ریشمین توشکین ان تختونپر بچہی ہونگی اور وے تخت سایہ دار ہونگے جیسے دنیا کے بادشاہونکے تخت ہوتے ہین اور یہہ جزا ہے اُنکے اُس صبر کی جو دنیا مین تنگ اور تاریک حجرونمین اور خانقاہون اور مدرسونمین چٹایونپر بیٹہے رہا کرتے تہے اور علوم دینی کے درس کی مجلسونمین اور ذکر اور توجہ کے حلقونمین سبکے پائین مین بیٹہا کرتے تہے لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا اندیکہین گے اس بہشت مین گرمی آفتاب کی اور نہ سردی

چلہ کے جاڑونکی اسواسطے کہ بہشت کی ہوا معتدل ہوگی نگرمی ہوگی نہ سردی اور آفتاب وہان نہوگا
تاکہ اسکے نزدیک ہونے کے سبب سے گرمی زیادہ ہووے یا اسکے دور ہوجانے کے سبب سے
سردی کچھہ ضرر پہونچاوے بلکہ عرش معلی کا نور اس عالم کو ہمیشہ روشن رکھے گا اور
جسوقت پردے اُٹھاوینگے تو جانینگے کہ دن ہوا اور سیر گاہونمین نکلینگے اور بازارین قائم
ہونگی اور انمین ایک دوسریکی ملاقات کرینگے اور خدمت کیواسطے لڑکے اور غلمان حاضر ہونگے
اور جب پردے چھوڑ دینگے اور محل اور مکانونکے اندر داخل ہونگے تو معلوم کرینگے کہ رات
ہوئی اور حورین انکی آرام اور صحبت کیواسطے حاضر ہونگی اور یہہ جزا ہے اُنکے اُس صبر کی
جو دنیا مین حقتعالی کی فرمانبرداریمین کیا تہا جیسے روزیکی گرمی اور جمعہ کے دن دوپہر کو جامع مسجد
مین جانا اور حج اور عمرہ اور جہاد اور طالب علمی اور بزرگون اور نیکونکی زیارت کیواسطے سفر کرنا اور
انکی صحبت سے ظاہری اور باطنی فیض کو لینا یعنے یہ چیزین دنیا مین گرمی کے دنونمین کرکے
اُس گرمی پر صبر کیا تہا اور اسیطرح سردیکے دنونمین وضو یا غسل تہجد کیوقت اور فجر یا عشا
کی نماز جماعت سے ادا کرنے کیواسطے اور حج اور عمرہ اور جہاد اور طالب علمی اور بزرگونکی زیارت کا
سفر جاڑونمین کرتے تہے اور اس رنج پر صبر کیا کرتے تہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ هَوَاءُ الْجَنَّةِ
سَجْسَجٌ لَا حَرٌّ وَلَا قَمْرٌ یعنے بہشت کی ہوا نہایت اعتدال کی ہے نہ اسمین گرمی ہے نہ سردی
اور زمہریر لغت مین بہت سردی کو کہتے ہین اور ظاہر یہہ ہے کہ میم اور ہے اسمین اصلی ہین اسواسطے
کہ اگر کوئی ان دونون سے زاید ہوتا تو کلام عرب مین اس لفظ کا نظیر نہ نکلتا اور فعلیل کی وزن
بہت پائی جاتی ہے چنانچہ قمطریر جو اوپر بیان ہوچکا ہے اور بہشت کی ہوا کے معتدل ہونیکا
سبب یہہ ہے کہ وہان کے رہنے والون نے دنیا مین اپنے اعمال اور اخلاق معتدل کئے تہے اور
وہی دنیا کے اعمال اور اخلاق معتدلہ کی صورت ہے افراط اور تفریط نہین ہے یعنے زیادتی اور
کمتی اسمین کسی طرح ممکن نہین ہے وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا اور نزدیک ہوگا انپر سایہ
اس بہشت کے درختونکا اور یہہ اُنکے اُس صبر کی جزا ہے جو غریبون اور مسافرون اور مظلومون

اور یتیمونکو اپنے سایہ دار مکانونمین جگہہ دیتے تہے یا اپنے عدل اور انصاف اور حمایت
اور رحمت کے سایہ مین انکو رکہتے تہے اور اسجگہہ پر مفسرونکی ایک اشکال مشہور ہے جسکا مضمون
یہہ ہی کہ بہشت مین جب آفتاب نہوا پہر سایہ کہانسے ہوگا اسواسطے کہ حقیقت مین منفی بالذات
یا منفی بالعرض کے ثانی ضو کو سایہ کہتے ہین جو روشن کرنیوالے اور روشن ہونیوالے
کے درمیانمین جسم کثیف کے حایل ہونے کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور اسکا جواب یہہ ہے
کہ آفتاب کا نہونا اسباتکو مستلزم نہین ہی کہ دوسرا نور بہی نہووے اور نور سایہ
نہ پیدا کرسکے لیکن یہہ البتہ ہی کہ وہ نور اس جنس سے نہین ہے کہ رنج دیوے اور لوگ اوسسے
سایہ مین بہاگین بلکہ کبہی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹہنا لذت اور آرام لینے کیواسطے ہوتا ہی
نہ گرمی کی اذیت دفع کرنے کیواسطے سو بہشتیونکا درختونکے سایہ کے نیچے بیٹہنا اسی قسم سے
ہوگا اور بعضے مفسرونے یون کہا ہی کہ بہشت کے درخت اسطرح انکی طرف جہکین گے اور ان
درختونکی شاخین اور پتے اور پہل ایسے اُن بہشتیونکے نزدیک ہوجاوین گے کہ اگر بالفرض
آفتاب وہان ہوتا تو سایہ ان درختونکا اُنکے بہت نزدیک ہوتا اور کسی مفسر نے بہشت کے
درختونکا سایہ نزدیک ہونے کے معنے ذکر نہین کئے ہین اور یہہ بات ظاہر ہی کہ اگر سایہ نے
کسی شخص کو گہیر لیا تو نزدیک اور دور دونون برابر ہی اور اگر نہ گہیرا تو وہ سایہ نہ دور ہی
نہ نزدیک بس تحقیق بات یہہ ہی کہ بہشت کے درخت شعور اور ارادہ رکہتے ہین اور جب بہشتیونکو
جو اپنے آراستہ تختونپر مجلسون یا مکانونمین بیٹہے ہونگے وے درخت چاہین گے کہ اپنے پہل
اور پتونسے انکو نفع پہنچاوین تو اس ارادے قصداً حرکت کرکے اُن بہشتیونکے نزدیک ہوجاوینگے
اور اپنے پہل اور کلیان انکے سامنے کرین گے تاکہ انکو رغبت ہووے اور انکی طرف دیکہین
اور اپنے پہل اور میوے اُنکے سامنے کرین گے تاکہ انکو توڑکے کہاوین پس وہانکے درختونکے
سایہ کے نزدیک ہونے کے یہی معنے ہین چنانچہ اس آیت کی تمامی اسی بات کو چاہتی ہے کہ
وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا اور تابع کئے گئے میوے اُس بہشت کے بہشتیونکے واسطے جیسا چاہئے

تابع کرنا یعنے زبست کردینے گئے خوشے اُسکے جیسے ہلا ہوا جانور بار بار اپنے خاوند کے پاس آتا ہی
اور سواری یا کھیل یا جو نفع اُس جانور سے اسکے خاوند کو منظور ہے وہ ادا کیا چاہتا ہی حضرت براء
بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ بہشت کے میوے ایسے نزدیک ہوین گے کہ اگر
کھڑا ہوا چاہے تو اسکے بہی نزدیک اور اگر بیٹہا ہوا چاہے تو اسکے بہی نزدیک اور اگر لیٹا ہوا چاہے
تو اسکے بہی نزدیک ہونگے اسواسطے کہ خود بخود وے میوے بہشتیو نکے منہہ مین پہنچین گے اور یہہ
اُنکی اُس صبر کی جزا ہے جو دنیا مین پرہیزگاری اور احتیاط کے سبب سے دنیا کے میوونسے
احتراز رکہتے تہے کہ شاید میوے والونکے مالونمین کچہہ آمیزش شبہہ یا حرام کی ہو اس سبب سے
نکہاتے تہے اور صبر کرتے تہے اور گاجر اور شلغم ہی پر قناعت کرتے تہے اب یہان تک بہشتیون
کی وے نعمتین مذکور ہوین جو تمام روح نباتی کی تسخیر سے اور اسکے نفس کے استخدام سے انکے
کام کیواسطے پیدا ہونگی اور جسطرح دنیا مین انکو خلافت کبری عنایت ہوی تہی کہ تمام عالم کے اجزا
اور ارکانکو تصرف کرتے تہے اور انسے نفع لیتے تہے اسیطرح بہشت مین بہی اُن اجزا اور ارکان کی
روحین اسکے واسطے مسخر اور تابع کردین گے بس وے انکی خادم ہونگی لیکن دنیاوی اور بہشتی
تسخیر مین فرق اتنا ہوگا کہ دنیا کی تسخیر قہری اور کد اور کاوش پر موقوف تہی اور
بہشت کی تسخیر ارادی اور اختیاری ہوگی اسمین بہشتیونکو کچہہ بہی رنج اور محنت نہوگی اور ایک
فرق یہہ بہی ہے کہ دنیا کی تسخیر عام تہی مسلمان اور کافر اور نیکوکار اور بدکار سبکو شامل
تہی اور بہشت کی تسخیر خاص ایمانداراور نیکوکارون کیواسطے ہوگی اسواسطے کہ وہ جزا امتیاز
کیواسطے ہی چنانچہ سورہ اعراف کے آیت مین یہی مضمون ارشاد فرمایا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ ہِیَ لِلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ
یعنے کہو تم اے محمد کسنے منع کی ہے رونق اللہ تعالی کی جو پیدا کی اُسنے اپنے بندون کیواسطے
اور ستہری چیزین کہانیکی تم کہو وہ ہے ایمان والون کیواسطے دنیا کی زندگی مین نری انکی ہے

قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگونکو یہ جنہ ہی فائدہ یعنے نعمتین سب مسلمانونکے واسطے ہین دنیا مین کافر بھی شریک ہوگئے قیامت مین زری انہی کیواسطے ہین اور ریشم اگرچہ بظاہر مین حیوانی معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ کیڑے کے لعاب سے نکلتا ہی لیکن تحقیق یہہ بات ہے کہ ریشم کی پیدایش درختونکے پتونکے نچورسے ہی جسکو ریشم کا کیڑا اپنے واسطے مکڑے کے جالے کیطرح تنتا ہی اور اس کیڑیکو سوا اس تن دینے کے اور کچھہ دخل نہین ہی ریشم اس کیڑیکا جز نہین ہے کہ ریشم حیوانیات مین شمار کیا جاوے بخلاف گوشت اور کہال اور اون اور بال اور دودہ اور گہی کے کہ یہ سب حیوانکے جز ہین اور شہد کا حال بھی اگرچہ مثل ریشم کے ہی لیکن شہد کی مکھی اسکو غذا کیواسطے مہیا کرتی ہے سو اس راہ سے شہد کا حیوانی ہونا غالب ہوا نباتی ہونے سے اب یہانسے بہشتونکے وے نعمتین بیان ہوتی ہین جو معدن کا نفس کلیہ اسمین خادم اور مسخر ہوکے مہیا اور موجود کریگا وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ اور بار بار لائے جاتے ہین انکے سامنے برتن مِن فِضَّةٍ چاندی سے انکے اس صبر کی عوض مین جو دنیا مین استنجے اور غسل اور وضو کیواسطے برتنونمین پانی بھر کے طہارت کی ہمیشگی کیواسطے بار بار لاتے تہے اور ان برتنونکو نجاستونسے بچاتے تہے اور اگر غسل اور وضو کا برتن کہیں مستعمل ہوجاتا تہا تو احتیاط کیواسطے اسکو بدل ڈالتے تہے سو اس سبب سے انکو کوچہ بازار مین پہرنا پڑتا تہا وَأَكْوَابٍ اور ابخورے بغیر ٹونٹی اور دستے کے یہہ انکے اس صبر کی عوض مین ہوگا جو بار بار پانی کے سرد کرنے کے واسطے مٹی کے ابخورے بازار سے لاکے پانی بھرکے رکہتے تہے تاکہ گرمیونکے روزہ کے افطار کے وقت کام آوے لیکن انکو بہشت مین جو ابخورے ملینگے وے نزاکت اور سبکی اور صفائی مین كَانَتْ قَوَارِيرَا ہونگے شیشے سے کہ بیچہ کی چیز انکے باہر سے معلوم ہووے اور نظر آوے لیکن حقیقت مین وے شیشے نہین ہین بلکہ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ وے شیشے چاندی سے بنائے گئے ہین تاکہ سفیدی اور چمک دمک مین چاندی ہووین اور شفافی اور صفائی اور سبکی مین شیشہ ہووین اور انکو چاندی سے اسواسطے بنایا ہے کہ عوض مین وضو کے برتنونکے انکو دیگے اور وضو کا پانی انکے وضو کے

اعضا کو سفید چمکتے نورانی کر دیگا چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اِنَّ اُمَّتِي يَاتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بے شک میری امت کے لوگ آوین گے قیامت کے دن اس شکل سے کہ انکے چہرے سفید اور روشن ہووین گے اور دونون ہاتھہ اور دونون پاؤن بہی سفید اور روشن ہووین گے وضو کے نشان سے پہر جو برتن وضو کے برتنونکی عوض مین انکو دیا جاویگا وہ بہی سفید اور روشن ہوگا لیکن چاندی سے ہوگا نہ سونے سے اور چاندی کے ہونے کی وجہہ یہہ بہی ہی کہ پانی اور جتنی پینے کی چیز ہی جسقدر سفید شفاف برتن مین لطف اور رونق دیتی ہے اسقدر سونے کے برتنونمین رونق نہین دیتی اور سونے کا رنگ پیلا ہی اور چاندی کا رنگ سفید ہے اور زردی شرمندگی اور ندامت کا نشان ہی اور مونہہ کا سفید اور روشن ہونا مطلب حاصل ہونے کا نشان ہی اور دنیا مین سونا جو چاندی سے گران قیمت ہی اسکا سبب یہہ ہے کہ دنیا مین سونے کی کان کمیاب ہی اور چاندی کی کانین بہت ہین اور عالم آخرت مین کسی چیز کی کمیابی نہین ہی تاکہ اس سبب سے سونے کی قیمت بڑہ جاوے اور نفیس ہو جاوے اور انکے انجور بہی جنت مین چاندی کے بیان فرمائے ہین اسواسطے کہ اُن انجورونمین شراب قوی اسکر انکو دینا منظور ہے چنانچہ اسکا بیان آگے آتا ہے اور جامع بغدادی مین لکہتا ہی کہ تفریح اور تقویت مین چاندی کا اثر قریب ہی یاقوت کے اثر سے اور شراب جب چاندی کے برتن مین رکہی جاتی ہے تو وہ شراب بہت جلد نشہ کرتی ہی اور اسکے نشہ مین بہت تلذذ اور مزا ہوتا ہی انتہی اور جہان کہین شراب کا پلانا منظور نہین ہے تو وہان سونے کے انجورے بیان فرمائے ہین چنانچہ سورہ زخرف مین ارشاد ہوا ہے کہ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَاَكْوَابٍ یعنے لئے پہرتے ہین ان پاس رکابیان سونے کی اور آبخورے اور دنیا کے آبخورونمین جو خادم شراب کے پہرتے لاتے ہین تو انمین ایک عیب ہوتا ہی کہ پینے والی کی رغبت سے کبہی کم ہوتی ہے اور کبہی زیادہ سو اس عیب کے دفع کیواسطے ارشاد ہوتا ہی کہ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا اندازہ کرکے بنایا ہی اُن

آبخورونکو معادن کی ارواح کے کارپردون نے اچھا اندازہ کرنا بہت احتیاط سے اسواسطے
کہ جنے آبخورے انکو اُن آبخورونکی عوض مین عنایت ہوے ہین جو متی کے آبخورے افطار
کیواسطے پانی یا شربت بھر کے رکھتے تہے اور دنیا مین باوجود شدت رغبت کے اسراف سے
پرہیز کرتے تہے اور اعتدال کی راہ چلتے تہے سو اسواسطے اوہان بہی انکے ساتہہ اعتدال کا
معاملہ کیا جاوے گا بلکہ وضو کے برتنونمین بہی اعتدال کی رعایت کرتے تہے اور اسباغ
کی حد سے کم نکرتے تہے اور اسراف بہی نکرتے تہے سو اُن برتنونمین بہی اعتدال کی رعایت
ہوگی وَيُسْقَوْنَ اور پلاے جائینگے وے لوگ ان آبخورونمین جو چاندی کے ہین
شفاف جیسے شیشہ کَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ہوگی
ملونی اس شراب کی سونٹہہ جو شراب کو خوش ذایقہ اور مزیدار کر دیتی ہے اور شراب کی
ثقالت کو اسکی سورش ہلکا کر دیتی ہی اور نشہ کی زیادتی اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے
اور بدنمین حرارت پیدا کرتی ہے اور یہہ سونٹہہ کی آمیزش اسواسطے ہی تاکہ دیدار الہی کا
شوق انپر غلبہ کرے اور اس غلبہ کے سبب سے اُس نعمت دیدار کی آگ بہڑکے اور اس غلبہ مین اُس
نعمت سے جو مشرف ہووین تو خوب لذت حاصل کرین اسواسطے کہ جو چیز شوق اور طلب کے بعد
حاصل ہوتی ہی تو وہ بہت لذت دیتی ہے لیکن وہ سونٹہہ یہہ دنیا کی سونٹہہ نہین ہی جسکی تاثیر
آدمی کے فقط ظاہر بدنمین پائی جاتی ہے بلکہ اُس سونٹہہ سے مراد ہماری عَيْنًا فِيهَا ایک چشمہ
ہی بہشت مین جو تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا نام رکہا جاتا ہے سلسبیل اور اس نام رکہنے کا سبب یہہ
ہی کہ اصل وہ چشمہ مقربین احوال کے واسطے خاص ہی اور مقربین اعمال کو ملونی کیطور تہوڑا
اسمین سے دیتے ہین اور مقربین احوال جو ہین وے ہمیشہ شوق کے غلبہ مین مستغرق ہین اور انکو
ہرگز ٹہہرنا کسی حال اور کسی مقام مین گوارا نہین ہی بلکہ ہمیشہ ترقی کے طالب رہتے ہین اور انکی
زبان حال کی ہمیشہ اسکلام کو رٹ رہے ہی اور اس ترانہ سے مترنم ہی کہ سَلْ سَبِيلَ

یعنے پوچھہ اپنے معشوق کی راہ اس سبب سے اس چشمہ کا نام بھی یہی کہہ دیا تاکہ اشارہ ہو اسبات کیطرف کہ جو اس چشمہ کا پانی پیتا ہی اُسکو اس راہ کی طلب کا شوق غلبہ کرتا ہی جسطرح شیراز مین ایک پہاڑ ہی بہت بلند اسکا نام اللہ اکبر کہا ہے اسواسطے کہ جو شخص اسپر چڑہتا ہی تو اسکی بلندی دیکھہ کے بے اختیار اسکے مونہہ سے اللہ اکبر نکلتا ہی اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہے کہ سلسبیل مشتق ہی سلاست سے جو زمی اور آسانی کے معنی مین ہے چنانچہ عرب لوگ بولتے ہین مَاءٌ سَلْسٌ وَسَلْسَلٌ وَسَلْسَالٌ وَسَلْسَبِیْلٌ یعنے پانی شیرین آسانی سے گوارا ہو کے اتر جانیوالا حلق اور حلقوم مین سو اب اس صورت مین بے اور بے زاید ہوگی مبالغہ کیواسطے اور اس زیادتی کے سبب سے یہہ کلمہ خاسی ہوگیا لیکن اس وجہہ مین ایک خدشہ باقی رہتا ہی وہ یہہ ہی کہ انکے نزدیک بے حروف زاید مین سے نہین ہین غرض کہ اس تفسیر کے بموجب یہہ کلام یعنے تُسْقٰی سَلْسَبِیْلًا اُس وہم کے دفع کیواسطے ہی جو انجیل کی لفظ سے پیدا ہوتا ہی یعنے جب شراب مین سونٹھہ کی ملونی ہوتی تو گلے کو جلاویگی اور آسانی سے نہ اُتریگی سو اس وہم کے دفع کیواسطے یہہ کلام فرمایا کہ وہ سونٹھہ اس سونٹھہ کے منافع رکھتی ہی لیکن اسمین سوزش اور گلوگیری نہین ہے بلکہ اس چشمہ کا نام ایسا ہی جو سوزش اور گلوگیری کے منافی ہی اور جب معادن کی روح کی نسبت سے جو بہشتیون کیواسطے ہوگی اور وے فرشتے جو معادن پہ مقرر ہین انکی خدمت بھی بہشتیون کیواسطے ہوگی اس سب کے بیان سے فراغت پائی تو اب ان نعمتو کا بیان ہوتا ہے جو آسمانکے ستارونکی روحون کی تسخیر اور تابعداری سے انکو نصیب ہونگی اور اس تسخیر کی صورت یہہ ہے کہ ستارونکی روحین انکے جزمونسے جدا ہونگی پھر انمین جو قوی التاثیر ستارونکی روحین ہین اونفوس واسعہ اور خیالی قوا وافر اور کثیر محیط رکھتی ہین وے بہشتیونکی ارواح سے مختلط ہوکے انکی عقل اور خیال اور حرکات اور اعمال مین مدت کرین گی اور جو ضعیف التاثیر ستارونکی روحین ہین وے اُن ہیکلون انسانی کے لباس مین درآوین گی جو کم عمر ہونگے اسواسطے کہ اس عمر مین دور دہوپ اور جامہ زیبی اور دلفریبی اور

سادہ پن اور حسن و جمال اور رنگ کی تازگی بہت ہوتی ہے شوہ وے روحین اُن ہیکلونمین
در آنکے بہشتیونکی خدمت یکے واسطے مستعد ہونگی اور انکو اپنی ہم جنسی کے سبب سے انکی خدمت
کرنے مین انس اور محبت بہی ہوگی سو اب یہہ مضمون ارشاد ہوتا ہے کہ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ
اور پہرینگے اور آمد و رفت کرین گے انکے حضور یعنی انکی خدمت کیواسطے جیسے پانی کے آبخورے
اور شراب کے جامونکو لانا اور لیجانا وِلْدَانٌ لڑکے خوش رو جو مُخَلَّدُونَ ہمیشہ اُسی
لڑکپن کی عمر مین رہنے والے ہونگے کبہی جوان اور بڈہے نہونگے اور انکا حسن اور جمال
جوانی کی سختی اور بڈہے پن کی ضعیفی اور سستی سے متغیر اور متبدل نہوگا اور کسی کام مین
دیر نہ لگانا اور بہشتیون کے سامنے خوش خرم اٹکہیلی سے دوڑکے جانا اور دوڑکے آنا ایسے
ہمیشہ ہوا کریگا اسواسطے کہ انکے بدنونکی مدبر ستارونکی روحین ہونگی جو ایک حالت کو بدنین نور
اور ضیا اور فہم اور فراست کی کثرت اور قوت کے ساتہہ ہمیشہ محفوظ رکہہ سکتی ہین اور سیر اور
دوڑ بے انتہا اور کہانے پینے سے بے احتیاجی اور حاضر و رہیشاب اور جتنے فضلات حیوانی ہین
انسے پاکی اور بدنکو گہٹنے اور پرانے ہونے اور پٹنے اور ٹوٹنے اور گلنے اور سڑنے اور
جتنی آفتین عنصری مزاجونمین پائی جاتی ہین خصوصًا حیوانی مین اُن سب سے بچائے رہنے مین
وے کمال رکہتی ہین اِذَا رَأَيْتَهُمْ جو دیکہے تو ان اُن نئی عمر کے لڑکونکو کہ باوجود اس حسن
اور جمال اور نزاکت اور صفائی اور چمک اور دمک رنگ کے خدمت کیواسطے مستعد ہین ایک
جاتا ہی اور دوسرا آتا ہے ایک کسی خدمت کیواسطے ایک طرف کہڑا ہوا ہے اور دوسرا
دوسری خدمت کیواسطے دوسری طرف کہڑا ہوا ہے ایک کے چہرہ کا عکس دوسرے کے
چہرہ مین پڑتا ہے جسطرح ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَنْثُورًا گمان کرے تو ان اُن لڑکونکو جیسے موتی کے دانے چٹکے ہوے اور ایک کی روشنی
کا عکس دوسرے مین پڑنے سے انکی رنگت کی چمک دونی ہوگئی ہے اور نظر کو ہر طرف سے
لذت ملتی ہی بخلاف موتی کے دانون کے کہ انکو لڑے مین گوندہکے جو رکہتے ہین تو یہہ کیفیت انمین

نہین ہوتی ہے اور یہہ حکمت کا قاعدہ ہے کہ جب لذت کی تجدید منظور ہوتی ہی تو ہر حاسہ کے مدرکات لذیذہ کو منتشر اور متفرق کر دیتے ہین تاکہ وے مدرکات بار بار حس مشترک پر وارد ہووین اور اسکے واسطے سے نفس کو ہر لحظہ نیا مزا حاصل ہووے اسیطرح جب لذت کا دوام منظور ہوتا ہے تو اسوقت ہر حاسہ کے مدرکات لذیذہ کو مجتمع اور منتظم کرتے ہین تاکہ خیال اور حافظہ اس صورت اور معنی کو اپنے مین جگہہ دیکے بار بار نفس پر عرض کرے اور اس لذت کو یاد دلاوے اور اس مقام مین لذت کی تجدید منظور ہے نہ دوام اسکا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ اور اگر دیکھے تون اس مقام کو کہ سلسبیل کا چشمہ اس جگہہ جاری ہی اور مقربین احوال جو اسکے مالک ہین وے اپنے اپنے مرتبے سے درجہ بدرجہ بیٹھے ہوے ہین رَاَيْتَ دیکھے تون ایک نعمت کو جسکا وصف ہرگز بیان نہین ہوسکتا اور مقربین اعمال کی جتنی نعمتین اوپر بیان ہوچکین ہین اُن سب سے بڑہ کے ہین وَمُلْكًا كَبِيْرًا اور دیکھے تون ایک بڑی عمدہ بادشاہت کو اسواسطے کہ وے لوگ ابرار اور مقربین اعمال پر بھی حاکم ہین اور اپنے اس چشمہ سلسبیل سے بیواسطہ یا بواسطہ اُن لوگونکو ملوتی کیواسطے دیتے ہین اگرچہ مقربین اعمال اور ابرار بھی خلافت کبری کا استحقاق اور حکومت علی الاطلاق رکھتے ہین اسواسطے کہ تمام روحین معادن اور نباتات اور ستارونکی اور سب فرشتے انکے خادم اور فرمانبردار ہین پس ابرار اور مقربین اعمال کا حکم ایسا ہی جیسے بادشاہونکا حکم ہوتا ہے اپنے اپنے ملکون پر اور مقربین احوال کا حکم ایسا ہے جیسا شاہنشاہونکا حکم ہوتا ہے ہفت اقلیم پر اور انکو یہہ مرتبہ اسمائی الہی کے تخلق سے حاصل ہوا ہی اور اُن اسماؤنکے تحقق سے انکے درمیانمین اسطور سے کہ اسماء الہی انکے صفات ہوگئے ہین بلکہ انکے لباس ہوگئے ہین چنانچہ عَالِيَهُمْ انکے اوپر یعنے جیسے بادشاہونکی خلعت عنایت کی ہوئی کو کپڑونکے اوپر سے پہن لیتے ہین ثِيَابُ سُنْدُسٍ کپڑے ہین ریشم کے چمکتے ہوے بہت باریک اسواسطے کہ جو اسماء لطیفہ الظہور ہین انہون نے اُس جامہ کی شکل ہوکے انکو آراستہ کیا ہے خُضْرٌ سبز رنگ تاکہ انکی سرسبزی پر دلالت کرین وَاِسْتَبْرَقٌ اور کپڑے ریشم کے

چمکتے ہوے گلاڑہے سنگین اسواسطے کہ جو اسماء تامۃ الظہور ہین انہون نے اپنے جامہ کی شکل
بنوکے انکو مزین کیا ہے وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ اور زیور پہنایا جاویگا انکو کنگن پہنے
چاندی کے جو وہانکے تمام معدنیات سے افضل ہی تاکہ انکی دوستی کی صفائی پر دلالت کرے
وہ دوستی جو حقتعالی سے رکہتے تہے اور طبیعت کی خواہشون اور وہم اور دوسری کدورتونسے
وہ دوستی صاف تہی وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ اور پلاویگا انکو حقتعالی اپنی ذات پاک اور قدرت کے
ہاتہہ سے بغیر واسطہ لڑکون اور غلامون اور فرشتونکے شَرَابًا طَهُوْرًا شراب جو پاک
کرنیوالی ہے اندر اور باہر کو اور نفس کا کچہ بہی باقی نہین رکہتی ہی تاکہ کسی طرف سے وہ ظاہر ہو
پاوے حدیث شریف مین آیا ہی کہ ادنے بہشتی کو ہزار سال کی راہ کی سلطنت دیوینگے اور
وہ بہشتی اپنی جگہہ سے اپنے تمام ملک اور خادمون اور عیش اور عشرت کے سامان اور اسبابکو
دیکہیگا اور اپنے آخر کے ملک کو ایسا دیکہیگا جیسا اپنے نزدیک کے دیکہتا ہے یعنے دور اور
نزدیک یکسان معلوم ہوگا اور کوئی مخلوق بدون اسکی پروانگی کے اسکے ملک کی حد مین قدم
نہ دہریگا اور جو بہشتی کی خاطر مین گذریگا وہ اسیوقت ہو جائیگا اور یہہ بہی حدیث شریف مین
آیا ہے کہ بہشتی جب کہانے پینے سے اور میوے خوری اور شراب پینے سے فراغت حاصل کرینگے
تو آخر کا جام حضرت رب العالمین کی حضور سے انکو عنایت ہوگا وہ ملبب شراب طہور جسے ہوگا
اسکے پیتے ہی جتنا کہایا پیا ہے سب عرق ہوکے نکل جاویگا اور اس عرق کی خوشبو ایسی ہوگی
جیسے مشک کی اور پہر انکے پیٹ خالی ہو جاوینگے اور کہانے پینے کی خواہش پیدا ہوگی اور
اُن سب نعمتونسے علاوہ اور سب سے بڑہکے ایک نعمت دوسری ہی وُہ یہہ ہے کہ بہشتیونکو انکے
پروردگار کیطرف سے پیغام پہنچاوینگے کہ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً بے شک یہ سب نعمتین تمہین واسطے
تمہارے تمہارے عملونکی جزا جسکے تم مستحق ہوچکے تہے اس قسم کی یہ نعمتین نہین ہین کہ بے عمل کئے حقتعالی نے تمکو
دیدین ہون اور بخشش محض کی ہو وَكَانَ سَعْيُكُمْ اور ہوئی کوشش تمہاری جو اللہ تعالی کی محبت مین اور اسکے احکام کی
عادت ڈالنے مین اور دنیوی علاقونسے صبر کرنے مین اور اسکی راہ کے مقامات اور احوال کی سیر کرنے مین تہی مَشْكُوْرًا

قدر دانی کی گئی یعنے ہر ایک عمل نیک تمہارے پر ہزارون ثواب عنایت ہوے اور تمہارے
عمل بہت مقبول ہوے پس اس مژدے سے بہشتیونکو خوشی پر خوشی حاصل ہوگی اور اُن
نعمتونکی لذت دونی ہو جائیگی وَذَقْنَا اللّٰہُ تَعَالٰی ذٰلِکَ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ یعنے عنایت کرے
اللہ تعالی یہہ نعمت ہمکو بھی اپنے کرم اور فضل سے یہان پر یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ بہشت مین جنے
کی چیزین جو قران شریف مین جا بجا متفرق مذکور ہین ان سبکی تفصیل یہہ ہے کہ ایک نہر کوثر ہے
بہشت مین اور وہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہی چنانچہ اسکی شرح سورۂ کوثر
مین مذکور ہی اور چار نہرین دوسری ہین متقیونکے واسطے ایک نہر پانی کی اور دوسری نہر
شہد کی اور تیسری نہر دودہ کی اور چوتھی نہر شراب کی چنانچہ سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مین یہے چارون مذکور ہین اور دو چشمہ جاری ہین مقربین مین خوف والون کیواسطے چنانچہ
سورۂ رحمن مین مذکور ہین کہ فِیْھِمَا عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ یعنے ان دونون بہشتونمین دو چشمے ہین
بہتے ہوے اور دو چشمے دوسرے ہین اصحاب الیمین کیواسطے جوانمین خوف والے ہین وے بھی
اسی سورتمین مذکور ہین فِیْھِمَا عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ یعنے ان دونون بہشتونمین دو چشمے ہین اُبلتے
ہوے اور ایک شراب رحیق مختوم ہے ابرارون کیواسطے جسکا ذکر سورہ مطففین مین ہے اور
ایک چشمہ نسیم کا ہے وہ مقربونکا ہے لیکن ابرار کی شراب رحیق مین اسکو بھی ملاوین گے اسکا بھی
ذکر اسی سورتمین ہے اور ایک چشمہ کافور کا ہے جو اس سورتمین عباد اللہ کیواسطے مقرر ہے
اور ابرار کو بھی ملاکے پلاوین گے اکثر مفسرونکے نزدیک یہہ چشمہ بہشت مین ہے اگرچہ دنیا مین بھی
کمال والونکو اُسکے معنوی حصہ ملتا ہے اور ایک چشمہ زنجبیل کا ہی جسکو سلسبیل بھی کہتے ہین وہ
عباد اللہ کیواسطے ملونی اور اوپر سے ڈالنے کیواسطے مقرر ہے کہتے ہین کہ اصل اس چشمہ کی
اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اور انکے متوسل مقربین احوال ہین اور شراب طہور بھی
انکے واسطے موعود ہی اور محققون نے یون کہا ہے کہ وہ شراب صرف شہود ہے غیریت کا
لگاؤ اور دوریکا امکان اسکے کہانے سے باقی نہین رہتا ہے اور گندے وجود کی گندگی سے

جنت مین چار نہرین ہین

باطل

بالکل پاک کرکے وجود قدسی کی سرحد کو پہنچا دیتی ہے اور حق بات یہہ ہی کہ اس شراب کے
پینے کے قبل اسکی حقیقت معلوم نہین ہوسکتی ؎ ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی ہندی لذت
اِس مے کی نہ پہچانوگے جبتک نہ پیو ۔ ہم قسم کہاکے خدا کی یہہ کہے دیتے ہین فائدہ اول سورت سے
یہان تک سات مطلب عمدہ بیان ہوے ہین سو اس لحاظ سے کہ ایں انہوان مطلبونسے غفلت
واقع ہووے اجمال کیطور پر پہر اُن مطلبونکو بتلا دیتے ہین تاکہ ہوشیار ہوجاوین سو پہلا مطلب یہہ ہے
کہ انسان معدوم محض تہا پہر اسکو پیدا کیا ہی اور دوسرا مطلب یہہ ہی کہ ہر ایک آدمی کو
ایسے نطفے مختلط سے پیدا کیا ہے جو خلاصہ ہی موالید ثلثہ کا اور تیسرا مطلب یہہ ہے کہ آدمی کی
پیدایش تکلیف اُٹہانے اور امتحان اور آزمایش کے واسطے ہوی ہے بخلاف دوسرے مخلوقات
کے اور چوتہا مطلب یہہ ہے کہ آدمیکو جو امتحان اور آزمایش کیواسطے ضروری تہا وہ سب اسکو عنایت
ہوا ہے بلکہ اسکے سلوک کی راہ بہی بتلا دی ہے اسطور سے کہ کسی طرح کا عذر باقی نہین رہا اور
پانچوان مطلب یہہ ہے کہ انجام کار آدمی کا دو حالت سے خالی نہین ہے یا شکر ہے یا کفران
یعنے ناشکری اور چہٹا مطلب یہہ ہے کہ شکر نیک جزا اور ثواب کا مقتضی ہے اور کفران سزا
اور عقاب کا سبب ہے اور ساتوان مطلب یہہ ہی کہ شاکر لوگ ادائے شکر کے مرتبے مین
مختلف اور متفاوت ہین اور رنگا رنگ کمالات رکہتے ہین اور ایسے مرتبے والے ہر ایک قرب اور
منزلت مین اللہ تعالی کے نزدیک ایک حد معین رکہتے ہین جو اُنکے جزا کے انداز سے ظاہر ہے
اور اللہ تعالی کو انسانکی پیدایش سے اور امتحان اور آزمایش کا معاملہ اسکے ساتہہ کرنے سے
اُن کمالات کے ظہور کا بیان منظور ہے اِن سب ساتون مطلبونکو مدنظر رکہنا چاہئے
اسواسطے کہ اکثر قرآن شریف مین انہی مطلبونکا شرح اور بسط سے بیان ہے اور اگر اِن مطلبونمین
خوب طرح سے غور اور تامل کیا جاوے تو تمام مسئلے مبدأ اور معاد اور وسط کے جنکا نام
شریعت اور دین ہے ظاہر اور کہل جاوین وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ یعنے توفیق دینے والا اللہ تعالی
ہی مفسرون نے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید مین جو جنت کی نعمتین بیان ہوی ہین انکو جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرنا اور اپنیتو کو لوگونکو سنانا شروع کیا تب کافر اس مضمون
سنکے آپسمین بیٹھکے یہہ مشورہ کرنے لگے کہ اس شخص کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت اچھے
عیش کی لذت پیدا ہوی ہے اسیواسطے بار بار انہی لذتونکا ذکر کرتا ہی اور لوگونکو ایسی
لذتونکا وعدہ دیکے اُنکے دین اور آئین سے پھراتا ہے سو آؤ انہی لذتونکی طمع اور لالچ اسکو
دیکر اسکام سے باز رکہین تاکہ لوگونکو اپنے دین اور آئین سے پھیرنے سے باز آوے اور مطلب
کو پہنچے یہہ تدبیر ٹہہراکے دو سردارونکو انمین سے چنکے اسکام کیواسطے مقرر کیا ایک عتبہ
بن ربیعہ بن عبد الشمس اور دوسرا ولید بن مغیرہ مخذومی پھر وے دونون سردار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم تمسے بہت نزدیکی کی قرابت رکھتے
ہین اور ہمارا اور تمہا گوشت پوست سب ملا ہوا ہے کسی طرح کی جدائی ہمارے تمہارے نہین
ہی سو خدا کیواسطے ہم تمسے ایک بات کہتے ہین کہ اگر تمکو خوبصورت عورتونکا اور دنیا کی نعمتونکا
شوق ہوا ہو جیسے عمدہ کہانے اور پاکیزہ لباس اور موتی اور چاندی اور سونا اور کم عمر
لڑکے خدمت کیواسطے جنکا ذکر بار بار کیا کرتے ہو اور ان چیزون کیطرف تمہارے دل نے
رغبت کی ہو تو بے تکلف ہم سے کہہ دو کہ ہم سب یہ چیزین موجود کردین چنانچہ عتبہ نے کہا
کہ میری ایک بیٹی ہے کہ حسن اور جمال مین اسکا ثانی اس شہر مین نہین ہے وہ لڑکی معہ جہیز
اور اسباب بے شمار تمکو مین دیتا ہون اور تمہارے ساتہہ اسکا نکاح کئے دیتا ہون اور ولید نے
کہا کہ میری مالداری کا حال تمکو خوب معلوم ہی کہ مکہ معظمہ سے طایف تک تمام باغات اور
زراعت اور مواشی میرے ہین اور سوائے اسکے مین نے موتیونکی بہی تجارت شروع کی ہے
اور غوطہ خورونکو نوکر رکہا ہے سو وے دریا سے عمدہ موتی نکالتے ہین اور مین شام اور مصر
کیطرف انکو بہیجتا ہون اور انسمین بے انتہا نفع حاصل ہوتا ہے سو مین ادہا اپنا مال اور موتی تمکو
دیتا ہون لیکن اس شرط سے کہ بت پرستی سے لوگونکو منع مت کرو اور ہمارے بتونکی اور
ہمارے بزرگونکی برائی ہر جگہہ پر بیٹھکے مت کیا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ انکا کلام

سُنکے نہایت متحیر ہوے کہ ان لوگون نے آیات قرانی کی تبلیغ کو کس چیز پر حمل کیا جو
ایسا سوال مجھسے کرتے ہین اب اگر مین انکو کچھہ زجر اور توبیخ کرتا ہون تو بن نہین پڑتی
اسواسطے کہ قرابت کا علاقہ درمیانمین ہے اور اتنا بڑا سردار عمدہ اپنی بیٹی کو کہل کے مجھکو
دیتا ہے اگر قبول نہین کرتا ہون تو اپنے قبیلے کے لوگ مجھکو طعنہ دیوینگے اور اگر قبول
کرتا ہون تو ایک شر طا فاسد اسکے ساتھہ لگی ہوی ہے اور ایک جہونٹہی تہمت اسکے
ہمراہ ہے آپ اسی سوچ مین تہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیتین لیکے نازل ہوے کہ
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا بے شک ہمنے نازل کیا ہے تمپر اس قرانکو آہستہ
تدریج سے تاکہ رفتہ رفتہ آہستگی سے تمکو ملک اور ملکوت کی حقایق پر خبرداری اور ذات
اور صفات کی حقیقت اور معاد اور کاملین کے مراتب کا احوال اور انکے صفات محمودہ پر اطلاع
حاصل ہووے اور اپنے کو تم بہی اُنہی صفتونسے متصف کرو اور جو کچھہ بہشتیونکی نعمتون
اور لذتونکا حال قران شریف مین بیان کیا ہے ہمنے سوجان بوجہہ کے کیا ہی پہر
تمکو اسکی تبلیغ مین عار کی کیا وجہہ ہے اسواسطے کہ تم اپنے پروردگا کا کلام بیان کرتے ہو
اپنی طرف سے کچھہ نہین کہتے ہو تاکہ اس بیان کرنے مین کچھہ تمہاری طمع اُن چیزونمین
ہوبہی جاوے اور اگر بالفرض یہ کافر تمپر اس بات کی تہمت کرتے ہین فَاصْبِرْ تو صبر کرو
انکی اس تہمت اور ظلم پر لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے پروردگا کے حکم کی فرمانبرداری کیواسطے اسواسطے
کہ تابعدار کو اپنے خاوند کے حکم کی فرمانبرداری کرنا چاہیے اگر چہ اسمین طمع اور حرص کی
تہمت بہی ہووے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ گر طمع خواہد زمن سلطان وین ، خاک بر فرق
قناعت بعد ازین ، یعنے مالک کو قناعت پسند ہی اسواسطے قناعت کرنا بہتر ہے اور اگر
مالک کو طمع پسند ہو تو پہر جو قناعت کرے وہ بڑا احمق ہے غرض کہ جس شخص کو اپنے
محبوب کی فرمانبرداری کا خیال ہی اسکو معاندون کی طعن اور تشنیع پر صبر کرنا ضرور ہے
؎ ہر آنکہ عشق یکے در دلش گرفت قرار ، روا بود کہ تحمل کند جفاے ہزار ، یعنے جس کسی کے

دلکو عشق نے چور کیا تو اسکو ناز برداری معشوق کی ضرور ہوئی چنانچہ اسی صورت مین انقد
کے بندونکے صبر کی جزا سُن چکے ہو اور جو کچھہ دنیوی علاقونکو قطع کرنے مین انکو عنایت ہوا
ہی اسکو بھی معلوم کر چکے ہو سو تمکو بھی چاہیئے کہ ان لوگونکی قرابت اور دوستی کے علاقے
قطع کرنے پر صبر کرو وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا اور ہرگز تابعداری مت کر یعنے کہا
مت مان انمین سے کسی گنہگار ناشکر کا کہتے ہین کہ مراد اثم سے عتبہ ہے جو فسق و جور مین انتہا
درجیکو پہنچا تہا اور مراد کفور سے ولید ہے جو کفر مین بہت سخت تہا اور باوجود اسقدر بے انتہا نعمتون
کے جو حقتعالی نے اسکو دی تہین ہرگز شکر نکرتا تہا اور حرص اور طمع کی تہمت کو اپنے سے
دفع کرنے کیواسطے ایک کام دوسرا کیا کرو تاکہ اسکے سبب سے یہہ تہمت بالکل تمسے دور ہوجاوے
اور ان لوگونکو بالکل یقین ہوجاوے کہ یہہ شخص دنیا کیطرف ہرگز مَیل اور خواہش نہین رکہتا ہے
اور ان نعمتون اور لذتونکا ذکر محض واسطے تبلیغ قران کے کرتا ہے اور وہ کام یہہ ہی کہ
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا نماز مین خواہ تہلیل اور تکبیر مین اور خواہ
ذکر قلبی مین بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا صبح اور شام کو مراد اسسے ہمیشگی ہے جو غیر کی محبت کو دل
سے بالکل قطع کرنیوالی ہی اور دنیوی علاقونکے تعلق کو دل سے نفی کر دینے مین تریاق اعظم
ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ سِيْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ
قَالَ الَّذِيْنَ خَفَّفَ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے
فرمایا کہ سیر کرو اسواسطے کہ مفرد لوگ سبقت لے گئے صحابہ نے عرض کیا کہ مفرد کون لوگ
ہین آپ نے فرمایا کہ وے لوگ ہین جنکے گناہ اور دنیاوی علاقونکے بوجہہ ذکر الہی نے ہلکے کر دیے
یعنے اسقدر ذکر مین مشغول ہوے کہ دنیا اور مافیہا سے غفلت حاصل ہوگئی اسیواسطے مشائخ
نے اجماع کیا ہے اسبات پر کہ خدا کی راہ کے سلوک مین جسکا حصول علاقونکے قطع اور خطراتکی
نفی پر موقوف ہی کوئی عمل بہتر ذکر سے نہین ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ اور تہوڑی
رات سے اُٹہہ کے سجدہ کیا کر اپنے پروردگار کیواسطے تاکہ تمکو اس درگاہ کا قرب اور رب الارباب

کی حضوری حاصل ہووے اسواسطے کہ دن بے پردگی اور دوسرے کامونکا وقت ہی حضوریسے غیبت کا حکم رکھتا ہے سواسوقت مین ذکر مناسب ہے اور رات خلوت اور بے شغلی کا وقت ہی مجرا اور تعظیم اسوقت مناسب ہی گویا کہ حضوری اسوقت حاصل ہی وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی بہت رات تک اس حکم سے مراد یہہ ہے کہ تہجد کی نماز مین ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ کرنا چاہئے اور اس ترویحہ مین تسبیح مین مشغول ہونا چاہئے اور پہر اس نماز سے فراغت ہونے کے بعد بہی اسیطرح تسبیح مین مشغول ہونا چاہئے اور ان تسبیحون مین دیر تک مشغول رہنا چاہئے اور جب تم دن اور رات ان دونون عملونسے اپنے اوقات کو معمور رکہوگے تو یے لوگ خود بخود تمہاری صحبت سے نفرت کرین گے اور دوستی اور قرابت کا علاقہ جو انسے ہی وہ خود بخود منقطع ہوجائیگا اسواسطے کہ یے لوگ تمہاری دوستی اور قرابت کی لیاقت نہین رکہتے ہین اسواسطے کہ دوستی اور قرابت آدمی اسیواسطے چاہتا ہے کہ اگر کوئی سخت کام یا کوئی مشکل بات کو ارادہ کرے تو دوست اور قرابتی اسمین اسکی مدد کرین سو یے لوگ ہرگز اس قابل نہین ہین بلکہ انکی صحبت سے ضرر کا سبب ہے اسواسطے کہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ہے شک یہہ لوگ یعنے کفار قریش کے جو تمسے قرابت قریبہ رکہتے ہین اور تم ہمیشہ انہی مین رہے ہو اور انکے ساتہہ دوستی اور محبت رکہتے ہو يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ دوست رکہتے ہین دنیا کی لذتونکو اور جو چیز کسی کی محبوب ہوتی ہی اسکا چہوڑنا اسکو مشکل ہوتا ہے علی الخصوص جسوقت اس ترک کے ساتہہ نامرغوب چیز کا متحمل ہونا بہی ہووے چنانچہ یہان ہی کہ دنیا کو چہوڑنا ہے اور نفس سے مجاہدہ کرنا اور ذکر کی مداومت کرنا اور شب بیداری کرنا ہے وَيَذَرُوْنَ اور چہوڑتے ہین وَرَآءَهُمْ پیچہے پیٹہہ اپنی کے يَوْمًا ثَقِيلًا دن سخت بہاری کو اور ہرگز اسدن کی فکر نہین رکہتے ہین اور حال یہہ ہی کہ اسدنکو اگرچہ یے لوگ پیٹہہ پیچہے ڈالتے ہین لیکن وہ دن آگے آگے اِنکے آتا ہے نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ ہمنے پیدا کیا ہی اِنکو چنانچہ اسی سورت کی ابتدا مین

کہا ہی ہمنے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ سوائے استعداد کے
مرتبونکو یہی جانتے ہین ہم اور جس چیز کیطرف انکا دل میلان کرتا ہی اور اس چیز کا چھوڑنا
اِنپر دشوار ہے اسکو بہی جانتے ہین ہم وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ اور ہمنے خوب سخت
اور مضبوط کردی ہی گرفتاری اور پابندی اُنکی دنیاء فانی کی لذتونمین اور دنیا کی عیش اور
عشرتکی محبت مین چنانچہ اِس سورت کی ابتدا مین کہہ چکے ہین ہم کہ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ
سَلَاسِلَ وَاَغْلَالًا سوائے خدا کے دین کی اعانت اور مدد کی امید ہرگز نہین اور ذکر پر
مداومت کرنا اور شب بیداری اور نفس کا مجاہدہ کہ یہی تمہارا کام ہے سو اسکی تقویت کی بہی
اُمید انسے نہین ہی وَاِذَا شِئْنَا اور جب چاہین گے ہم کہ اِس تمہارے قبیلہ سے
دین کی مدد اور تمہارے کام کی تقویت اور اعانت کراوین ہم بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ انکے بدلین
لاوین گے ہم اِسی قبیلہ سے اُن لوگونکو جو اِسی قسم کے ہونگے حسب اور نسب مین اور ہمت کی
بلندی اور ذہن کی تیزی و فہم کی سرعت مین تَبْدِيْلًا بدل لانا ظاہر مین جسکو ہر شخص دیکھیگا
اور بوجھیگا چنانچہ یہی ہوا کہ حذیفہ بن عتبہ کو حتبہ کی عوض مین لائے ہم کہ وے مہاجرین
اولین سے ہوے اور زہد اور تقوی اور پرہیزگاری اور نفس کے مجاہدہ مین وے ایک
آیت ہے اللہ تعالی کی اُنہونے اور خالد بن ولید کو ولید بن المغیرہ کی عوض مین لائے ہم کہ
صدہا لڑائیان کفار کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور آپ کی وفات کے بعد
اُنکے ہاتہہ سے فتح ہوین یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سَيْفٌ مِّنْ
سُيُوْفِ اللّٰهِ کرکے مُلَقَّب کیا اور عکرمہ بن ابوجہل کو ابوجہل کی عوض مین لائے ہم جو جہاد ظاہر
اور باطنی مین اپنا ثانی نرکہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم معاملہ مین بشارت
ہوئی تہی کہ انکے واسطے انگور کے خوشے بہشت مین موجود ہین اور اسیطور سے دوسرے
لوگ اسی قریش کے قبیلے سے پیدا ہوئے کہ دین کے ہر کام کو خود سرانجام دیا اور دوسرے
لوگونکو تلوار کے زور سے مار مار کے اور تقریر اور حجت سے اور وعظ اور نصیحت سے دین کی

راہ پر لاے اور ایک جہانکو انوار ظاہری اور باطنی سے منور کر دیا اور سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر مین جو مذکور ہے کہ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ یعنے اگر تم پھر جاؤگے تو بدلے مین لاویگا اللہ تعالی لوگ سواے تمہارے پھر وے نہونگے تمہاری طرح کے سو اُسسے مراد یہہ ہے کہ وے تمہاری طرح کے گردن کش اور ناشکرا اور نافرمان حق بات نہ ماننے والے نہونگے اور مماثلت جو اسجگہہ مذکور ہے اُسسے سبا اور نسب اور نیک خلق اور جوانمردی اور بات کا پورا ہونا اور دین کی تیزی کی مماثلت مراد ہے اسواسطے کہ یہ چیزین اسی قبیلہ کیواسطے مخصوص ہین بس اسجگہہ پر نقض کا وہم کرنا بیجا ہے اِنَّ هٰذِهٖ بے شک یہ قران کی آیتین تَذْکِرَةٌ پند اور نصیحت ہین جن مین قرب الہی کے فواید اور اُس درگاہ سے دوری کے نقصان بیان کئے گئے ہین یہہ کچھہ کہانیکا حصہ اور برادریکا سلوک نہین ہے کہ اپنے قبیلہ سے ہر ایک کو پہونچایا چاہو اس پند اور نصیحت اور ہدایت اور ارشاد کی تقسیم مین استعداد اور رغبت کی رعایت کرنا چاہیے فَمَنْ شَآءَ پھر جو چاہے اپنا ہو یا بیگانہ دور ہو یا نزدیک اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا لے اپنے پروردگار کیطرف ایک راہ ان راہونسے جسسے اس جناب پاک تک پہنچنا ممکن ہو یعنے خواہ ابرار کی راہ کو اختیار کرے خواہ عباد اللہ کی جو مقربین ہین وَمَا تَشَآءُوْنَ اور تم اپنی خودی سے اس راہ پر نہین چل سکتے ہو اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہہ کہ چاہے اللہ تعالی اسواسطے کہ تمہاری مشیت اُسکی مشیت کے تابع ہے لیکن حقتعالی نے ہر شخص کیواسطے نہین چاہا ہے کہ اس راہ کے سلوک کی خواہش کرے اسواسطے کہ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا بے شک ہی حقتعالی دانا حکمت والا پھر اگر بے استعداد ونکو بھی اس راہ کی خواہش جبر اور قہر سے دیوے تو امتحان اور آزمایش کی حکمت درہم برہم ہوجاوے اسواسطے کہ مجبوری اور بے اختیاری مین امتحان اور آزمایش نہین ہے امتحان اور آزمایش کیواسطے اختیار ضروری ہے اور باوجود اسکے اس کارخانہ کو بیکار بھی نہین رکھا ہے اور مستعد

لوگونکو امداد غیبی سے محروم نہین رکھتا ہی بلکہ یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ داخل کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اپنی رحمت مین یعنے جسکو اس راہ کے سلوک کا مستعد جانتا ہے تو اسکو اس راہ کے سلوک کی توفیق عنایت فرماتا ہی اور وسایل غیب سے الہام خوشی کے اسکو پہنچاتا ہے تاکہ اسکی خواہش قوی ہوتی جاوے اور اُس سلوک کو تمام کرے اور قرب اور وصول کی حد کو پہنچے وَالظّٰلِمِیْنَ اور ظالمونکو جو حقتعالی کی ہدایت اور ارشاد کی نعمت کو تلف کرتے ہین اور اپنے منعم کا شکر بجا نہین لاتے ہین اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا مہیا اور تیار کیا ہی انکے واسطے عذاب دُکھہ دینے والا تاکہ دونون اسکے کارخانے یعنے رحمت اور عذاب کے سرانجام پاوین اور دونون کارخانے بہشت اور دوزخ کے معمور ہوین اور جو چیز آدمی کی پیدایش سے مقصود ہے وُہ ظاہر ہووے

سورۂ مرسلات

یہہ سورت مکی ہے اسمین پچاس آیتین اور ایکاسی کلمے اور آٹھہ سو سولہ حرف ہین اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورۂ دہر سے یہہ ہے کہ سورۂ دہر کی ابتدا مین کافرونکو سخت وعید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا ہی کہ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا اور اُسی سورت کے آخر مین بھی ظالمون کیواسطے عذاب الیم کا وعدہ کیا ہے سو اُس وعدہ کی تحقیق مین کافر اور ظالم لوگ شک کرتے تہے اسواسطے کہ دنیا مین وُہ امر ہونیوالا نہین ہے اور عالم برزخ کو کوئی دیکھہ کے پھر انہین تاکہ وہانکی تحقیق بات معلوم ہووے سو حقتعالی اُس وعدہ کے وقوع کیوقت کو قسم کہاکے فرماتا ہی کہ اسکے وقوع کا وقت یوم الفصل ہی نہ دنیا اور برزخ اور دوسرے متفرق مضمون بھی ان دونون سورتونکے اسمین مناسبت اور اتحاد رکھتے ہین چنانچہ اُس سورت کی ابتدا مین آدمی کی پیدایش کو اس عبارت سے بیان فرمایا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا اور اس سورت مین اس عبارت

بیان فرمایا ہے کہ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ اخر تک
اور اُس سورتمین ابرار مقربین کے حقمین جنکا لقب عباد اللہ ہے یون فرمایا ہے کہ لَا يَرَوْنَ
فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا
اور اِس سورتمین متقیونکے حقمین ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ
فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ اور اُس سورتمین قیامت کے دن کے حقمین یون ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ
يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا اور اِس سورتمین اُسدن کے
حقمین یون ارشاد ہوا ہے کہ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ لِيَوْمِ الْفَصْلِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الْفَصْلِ ۝ وَهٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝ بس
اس سورتمین اس دن کے عبوست اور ثقل کی شرح بیان ہوئی ہے جو اُس سورتمین مجمل تہی تو
گویا یہہ سورت اُس سورت کے شرح کے حکم مین ہے اور وہ سورت گویا متن کے حکم مین ہے
اور قال اقول کی ترتیب مین متن کو شرح پر مقدم کرتے ہین اور متن کے پیچھے شرح کو لکھتے
ہین اور اس سورت کا نام سورہ مرسلات اسواسطے رکھا ہے کہ اس سورت کے اوّل مین ہوا
ایسے پانچ کا مونکی قسم کہائی ہے کہ ہرایک کام انمین سے سبب پڑا ہے احسانکے منقلب
ہونیکا انتقام کے ساتھہ بس یہہ دلیل ہوئی اسبات پر کہ حقعالی کا معاملہ بندونکے ساتھہ منقلب
ہوگا اور پرورش اور رحمت اور احسان سے پھر کر خرابی اور بلا کی اور انتقام اور غضب کیطرف
رجوع کریگا اور جس کام کو اوّل اِس سورتمین یاد فرمایا ہے اور اسکو مرسلات کرکے تعبیر کیا ہے
وُہ اُن پانچونمین زیادہ تر عوام کے فریب کہانے اور غرّہ ہونے کا سبب ہے اور سب
اُسکو خیر محض جانتے ہین اور کسی طرح سے وہم بھی نہین آتا کہ اسکام سے کچھہ خرابی یا
بُرائی ظاہر ہوگی اور جو حقعالی کے کام آدمیونکے ذہنونمین ہوا سے بہت مشابہت رکھتے
ہین اس لئے کہ افعال الہی ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منقلب ہونیکے باعث ہوتے
ہین اسیواسطے بولتے ہین کہ اس زمانے مین جہانکی ہوا بہری ہوئی ہے یا بدلی ہوئی ہے

اور یون بہی بولتے ہین کہ ٹہروتا کہ ہوا صاف ہوجاوے اور اسوقت کی ہوا کو فلانا دیہات سوا سوا سطے ہوا کے افعال مختلفہ کرکے دلیل پکڑنا بہت مناسب ہوا تاکہ اسمین ہوا کے اختلاف سے افعال الہی کے اختلاف کیطرف پہونچ جاوین اور حقعالی کے انتقام کے وعدے کے منکر نہووین اور یہہ سمجہین کہ حقعالی کی مخلوقات مین ایک ادنی چیز ہوا ہے سو اسمین اسطرح کا زور اور قوت ہی کہ ایک جہانکے تغیر اور تبدل کا سبب پڑتی ہے پہر حقعالی کے افعال بطریق اولی یہ کام کرسکتے ہین اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ عناصر اربعہ مین ہوا بہت لطیف اور بے رنگ ہی اور اسکی کیفیتین اکثر تابع اس چیز کے ہوتے ہین جس چیز پر یہہ گذر کرتی ہی اسیواسطے کہتے ہین کہ اَلرِّیْحُ اٰخِذَۃٌ مِمَّا تَمُرُّ بِہٖ یعنے ہوا جیسی اثر اُس چیز کا جسپر سے گذرتی ہی بدبو سے بدبو اور خوشبو سے خوشبو سو یہہ اسکے کمال لطافت کے سبب سے ہے بخلاف آگ کے کہ وُہ اپنی ذات مین حرارت اور یبوست کی کیفیت غالب رکہتی ہی سوائے جلانے اور ہلاک کرنے کے کُچہہ اور اُسسے نہین ہوتا اور مرکبات کے مزاج کو درہم برہم کردیتی ہے بخلاف پانی اور خاک کے کہ یے دونون اپنی کثافت اور بہاری پن کے سبب سے دوسرے مخلوقات کی کیفیات کو متحمل نہین ہوسکتے ہین اور حرکت کنا اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانا اور ایک مخلوق کی کیفیت دوسرے مخلوق کو پہنچانا اِنسے ممکن نہین ہے اگرچہ پانی اس امر مین خاک کی نسبت سے کُچہہ فوقیت رکہتا ہے اور ہوا کے ساتہہ کُچہہ مشابہت رکہتا ہے لیکن جو لطافت ہوا مین ہے کہ ہر چیز کے اندر درآسکتی ہے وہ بات اسمین پائی نہین جاتی اسیواسطے حقعالی نے اس عنصر کو یعنے ہوا کو بعضے مخلوقات کی کیفیتونکو بعضے دوسرونکی طرف پہنچانے کے واسطے تعین فرمایا ہے اور تین حاسہ جو بڑے عمدہ ہین یعنے سمع اور بصر اور شامہ انکے ادراک کا آلہ اسی عنصر کو گردانا ہے اسواسطے کہ سمع کو ادراک نہین ہوتا ہے مگر اصوات کے واسطے سے اور جو کیفیتین اصوات کو لاحق ہین انکو صوت درک نہین کرسکتی ہے مگر ہوا کے تموج اور بہنے سے اور کان تک اس سبب سے

پہنچنے اور اس کیفیت کو کان کے سوراخ تک پہنچانے کے سبب سے اور بصر کو بینائی حاصل
نہین ہوتی ہے مگر شعاع کے خروج کے سبب سے مذہب قوی کے موافق اور شعاع کا حامل
سوائے عنصر لطیف بے رنگ کے کوئی نہین ہو سکتا سو ایسا عنصر نہین ہے مگر ہوا اور شامہ
کا ادراک بھی ہوا کے سبب سے ہے اسواسطے کہ ہر بو والی چیز پر ہوا گذرتی ہے اور اسکی
کیفیت کو ناک کے اندر پہنچاتی ہے یعنے اپنی تئین قوت شم کے محل کے متصل پہنچاتی ہے
اور لمسی احساس مین بھی امداد اور اعانت ہوا کی بہت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی حرارت
اور برودت اور رطوبت اور یبوست کو یہہ خود اٹھا کے جلد کے مسام کے اندر پہنچاتی ہے
بس ہوا دو وجہہ سے لمس کو مدد کرتی ہے اول تو یہہ کہ دور کی چیزونکی حرارت اور برودت
اور رطوبت اور یبوست لامس کو دریافت نہین ہو سکتی مگر اسی عنصر کے توسط سے دوسری
وجہہ یہہ ہے کہ بدن کے اندر کے اعضا کو اس کیفیتون پر اطلاع حاصل نہین ہو سکتی مگر مساموں کے
اندر ہوا کے در آنے سے اور علاوہ ان سب چیزونکے ہر ذیحیات کے دم کی آمد و رفت اسی
عنصر پر موقوف ہے اور یہہ عنصر گویا روح ہوائی کی پہلی غذا ہے کہ زندگی اسی سے قایم ہے
اسواسطے کہا ہے نظم سُبْحَانَ مَنْ خَصَّ الْقَدِيْدَ بِعِزَّةٍ ۔ وَالنَّاسُ مُسْتَغْنُوْنَ
عَنْ اَجْنَاسِهٖ ۔ وَاَذَلَّ اَنْفَاسَ الْهَوَاءِ وَكُلُّ ذِيْ ۔ حِيَاءٍ نَفْسٍ فَمُفْتَقِرٌ اِلٰى اَنْفَاسِهٖ
یعنے پاک ذات ہے اسکی جسنے خاص کیا گوشت خشک کو ساتھہ عزت کے اور لوگ بے پروا ہین
اسکی جنس کے سبب سے یعنے تازہ گوشت ملنے کے سبب سے اور ذلیل کیا ہوا کے نفسونکو یعنے
ہر ذلیل اور خبیث پر گذرنے کے سبب سے لیکن ہر جاندار محتاج ہے اسکے نفسونکا یعنے بے ہوا
زندگی محال ہے یہی سبب ہے کہ اگر جاندار کو جیتے جی زمین مین دفن کرین یا پانی مین غوطہ
دیوین اسطور سے کہ ہوا اس تک نہ پہنچے تو اسیوقت مر جاتا ہے اور اسکا دم منقطع ہو جاتا
ہے بس ربوبیت الہی کا ظہور حیات کی بقا کیطرف سے اور احساس حواس اسی عنصر سے ہے
ہے اور بعض مخلوقات کو بعضے دوسرے مخلوقات کی کیفیت سے فایدہ پہنچانا اسی عنصر کا کام

سو یہہ عنصر اپنے تاثیرات اور افعال مین غیبیہ قدسیہ تاثیرونکے ساتھہ بہت مشابہت رکہتا ہی اور اسکا انقلاب کہلی ہوی دلیل ہے افعال الہی کے انقلاب کی اسیواسطے اس سورت کی ابتدا مین اس عنصر کے پانچ کا مونکی قسم کہاکے اپنے انقلاب کے وعدہ کو حقتعالی نے ثابت کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا قسم کہاتا ہو نمین اُن ہواؤنکی جو بہیجی جاتی ہین خلق اللہ کے نفع کیواسطے اور خلق اللہ کے نفع جو ہوا کے چلنے مین ہین وے اسقدر ظاہر اور کہلے ہوے ہین کہ انکے بیان کرنے کی کچہہ احتیاج نہین ہے چنانچہ اول ہر جاندار کے دم کی آمد ورفت اسی کے سبب سے ہی دوسرے بدن کو اندر ٹہنڈک پہنچانا اور زمین کے اندر کا بڑہنا اور درخت پر میوہ کا لگنا اور ہر ایک سبزہ کا زمین پر جمنا اور بڑہنا اسیکے سبب سے ہے تیسرے بدلی کا آنا اور پانی کا برسنا اسی کے سبب سے ہی چوتہے سمندر مین کشتیونکا چلنا ہر چار طرف تجارت اور دوسری منفعت کیواسطے اسی کے سبب سے ہے پانچوین وے چیزین جو ہوا کے چلنے پر موقوف ہین وے بہی اسی سے ظاہر ہوتی ہین فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا پہر تند ہونیوالیان اپنے چلنے کیوقت مین زور سے جنکے سبب سے انقلاب عظیم ظاہر ہوتا ہے اور نکی بدی سے متبدل ہو جاتی ہی اور کہیتی کا غلہ کہلا جاتا ہے اور درخت جڑ سے اُکہڑ جاتے ہین اور میوہ خراب ہو جاتا ہے اور آدمیونکے بدنونمین ریاح بخارات کے غلبہ کرتے ہین اور زخم سر نو سے تازے ہو جاتے ہین گویا اسیوقت صدمہ پہونچا ہے اور پانی کا برسنا بالکل موقوف ہو جاتا ہے اور کشتیان ڈوبنے کے قریب ہو جاتی ہین اور مسافرونکو راہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے اور تمام سبزہ زمین کا خشک ہو جاتا ہے اور درختونکے پتے جہڑ پڑتے ہین تنکے بدن کیطرح وے درخت بے رونق ہو جاتے ہین اور سبزہ کا رنگ زرد اور سرخ رنگ سیاہ ہو جاتا ہی اور جو پہلے ہوا کا بہنا آہستگی سے ہوتا ہی اور اُسسے ہزارون منفعتونکی

امید ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ وہی ہوا آندہی اور طوفان ہوکے خرابی کردیتی ہے اسواسطے
فی کی لفظ کو فالعاصفات مین لائے ہین گویا ان دونون کا مونکی مل کے قسم کہاتے ہین یعنے
آہستہ آہستہ چلنا ہوا کا اور پھر تند ہوکے چلنا اور ایک حال بدل کے دوسرا حال ہوجانا اسکو سمجھاتے
ہین اور یہہ اشارہ اسبابکی طرف ہے کہ ہوا کے نرم اور آہستہ بہنے پر فریب نکہایا چاہئے اسواسطے
کہ وہی ہوا یہ کام بہی کرتی ہے وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اور قسم کہاتے ہین ہم اُن ہواؤن کی
جو منتشر کردیتی ہین منتشر کرنا اور ہوا کا عمدہ کام منتشر کرنا ہے اسواسطے کہ ہر چیز کے لطیف
جزونکو لیکے اپنے ساتہہ اُڑاتی ہے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجاتی ہے گویا ہوا
ہر مخلوق کے اجزاکو لوٹنے والی ہے کہ ہر نفیس جنس کو لوٹکے لیجاتی ہے اور ایک بستی سے دوسری
بستی مین پہنچاتی ہے اور یا مثل بنجاریکے ہے کہ ایک شہر کا اسباب خریدکے دوسرے ملک
مین پہنچاتا ہے اور اگر یہہ واسطہ ہوا کا درمیانمین نہو تو ہرگز کوئی مخلوق دوسری مخلوق کے
اجزا سے بہرہ ور نہوین اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم نہووے اور جمع تالیف کا کارخانہ
بند ہوجاوے اور کیفیتونکی نقل اور تحویل کا ظہور نہووے ایسی کیفیتین جسکے حامل اجزا
لطیف ہر مخلوق کے ہین فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا پھر جدا اور فرق کرنے والیان فرق کرنا کرکے
کیفیت اور کیفیت والی چیز کے درمیانمین لطیف اور کثیف کے درمیانمین ایک ہی چیز کے اجزا سے
اور یہی فرق اور جدائی ہے جسکے سبب سے کہتے ہین کہ فلانی چیز خشک ہے اور فلانی چیز گرم
سرد اور فلانی چیز نرم سخت ہے اور دانہ بہوسے صاف ہوا اور پانی کا گندلاپن گیا اور جو
متفرع اور مترتب ہین فرق نشر پر ہی اسواسطے ان دونون کے درمیانمین فے کو لائے تاکہ تفرع
اور ترتیب پر دلالت کرے اسواسطے کہ فرق اور جدائی ایک مکانمین اجزا جمع ہوے منتشر
ہوجانے کے سبب سے ہے یعنے جو منتشر ہوگئے وے باقی ماندہ سے متفرق ہوگئے اور
ان دونون فعلونکو بہی ایک ہی قسم مین لائے ہین اور ایک بڑے انقلاب کیطرف اشارہ
فرمایا ہے جو ہر چیز کے اجزامین ان دونون فعلونسے ملکر واقع ہوگا فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا پھر قسم

کہاتے ہین ہم ان ہواؤنکی جو ذکر کو القا کرتی ہین اور یہان ذکر عبارت ہی کلام اللہ کے لفظی وجود سے جسکو قران متلو بہی کہتے ہین چنانچہ قران شریف مین جابجا اسی لفظ سے قرانکو تعبیر کیا ہے اور اصل لغت مین اگرچہ ہر چیز کے لفظی وجود کو ذکر کہتے ہین اور ہوا بہی چیز کے لفظی وجود کے پہنچانے مین یکتا ہی اگر ہوا نہو تو لفظی وجود کسی چیز کا جہانمین ظہور نکرے اسواسطے کہ بات کرنا ایک کیفیت ہے جو آواز کو عارض ہوتی ہی اور آواز ہوا پر سوار ہوکے کان کے سوراخ مین پہنچتی ہے لیکن کلام اللہ کے وجود لفظی کو پہنچانا بڑا عمدہ منصب ہے جو ساتہہ اسی پیک روان کے مخصوص ہی گویا کہ یہہ عنصر سب عنصرونمین حقتعالی کے رسالت کی خدمت کہتا ہی اور کلام اللہ کو ہر شخص کے کانمین پہنچاتا ہے یعنے قران کے احکام اور خطاب کو پہلے سننے والے کے کانمین پہنچاتا ہی پہر بعد اسکے خیال مین پہر خیال کے بعد عقل مین پہر وہانسے دل مین پہر دل اپنی استعداد کے موافق اُسسے اثر قبول کرتا ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے بس یہہ عنصر گویا ایک شعبہ ہے حقیقۃً جبرئیلی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے شعبونسے اب اسجگہہ سے یہہ اسبات کا ظاہر ہوگیا کہ حقیقت جبرئیلی کو اس عنصر کے ساتہہ کیا مناسبت ہی جو شرع شریف مین وارد ہوا ہی کہ جِبْرَئِیْلُ مُوَکَّلٌ عَلَی الرِّیَاحِ یعنے جبرئیل موکل ہین ہوا پر اور سامع کے کانمین کلام الٰہی کے پہنچنے کے سبب سے ایک انقلاب عظیم اسکی روح مین پیدا ہوتا ہی اس سبب سے یا خیر کیطرف میلان کرتا ہے اور ابدی سعادت حاصل کرتا ہی یا شر کی طرف جہکتا ہی اور ہمیشگی کے زیان مین پڑکے خرابی حاصل کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے عُذْرًا عذر کرنے کو یعنے کلام الٰہی عذر کرنے کیواسطے ہے تاکہ اعمال کی بازپرس کیوقت اس شخص کیواسطے عذر اور دستاویز ہووے کہ مین نے یہہ کام حقتعالی کے حکم کے بموجب کیا اور اسکام کو اسکے حکم کے بموجب ترک کیا سو یہہ اس صورت مین ہی کہ کلام الٰہی حکمون اور امر اور نہی کو متضمن ہووے یا صحیح اعتقادونکو متضمن ہووے ذات اور صفات کے مبحث سے یا نبوت اور معاد کے مبحث سے اَوْ نُذْرًا یا ڈر سنانے اور خوف دلانے کیواسطے ہے اور یہہ اُس صورت مین ہی جب

کلام الہی اگلے امتونکے قصص اور اخبار کو متضمن ہووے یا قبر اور حشر اور نشر اور
عملونکی وزن اور صراط سے گذر کرنا اور بہشت کی نعمتون اور دوزخ کے ہول اور عذاب کے
بیانکو متضمن ہووے اسواسطے کہ بیان ان چیزونکا فقط خوف اور ڈر کیواسطے ہی اور بشارت
کا بیان اسجگہہ پر نفرمایا اسواسطے کہ اس سورتمین خاص کفار مخاطب ہین اور کفار بشارت کے
قابل نہین ہین اور یہہ بہی ہے کہ عذر دونون چیزونکو شامل ہے یعنے عذاب سے نجات
پانا اور عمدہ مرتبونکو پہنچنا اسواسطے کہ احکام الہی پر عمل کرنا ان دونون چیزونکے طلب کی
دست آویز ہی جس سبب سے آدمی قیامت کے دن یے دونون چیزین طلب کریگا اب یہان پر
یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ ہوا ونکی پہلی صفت یعنے والمرسلات عرفا یہہ ایک شعبہ ہے
میکائیلی حقیقت کے شعبونسے جس سے بدنونکی پرورش اور کہیتی کی اصلاح اور رزقونکا پہنچانا متعلق ہے
اور دوسری صفت یعنے عاصفات یہہ ایک شعبہ ہے عزرائیلی حقیقت کے شعبونسے کہ بدنونکی
خرابی اور منتظم چیزونکا بگاڑنا اور ملے ہوے چیزونکو جدا کرنا اسی سے علاقہ رکہتا ہے
اور تیسری اور چوتہی صفت یعنے ناشرات اور فارقات یہہ ایک شعبہ ہے اسرافیلی
حقیقت کے شعبونسے کہ صورکا پہونکنا اور ارواحونکا منتشر کرنا تاکہ اپنے اپنے بدنون مین
درآوین پہر فرق کرنا ہر مذہب اور ملت والونمین اور ہر طریقے اور ہر خلق اور ہر عمل والونمین
انہی کا کام ہی جسکا وعدہ کیا گیا ہے اور دنیا مین بہی ارواح کا منتشر کرنا تاکہ پیٹ کے
اندر کے بچے کے بدنمین درآوے اور فرق اور امتیاز کرنا روحونکے درمیانمین کہ اس روح کو
فلانے بدنمین متعلق کرنا چاہئے اور اس روح کو فلانے بدنمین یہہ سب انہی کا کام ہے اور
پانچوین صفت یعنے فالملقیات ذکرا عذرا او نذرا یہہ ایک شعبہ ہے حقیقت جبرئیلی
کے شعبونسے کہ پہنچانا احکام الہی کا اور ڈرا اور خوف کا کلام حقتعالی کیطرف سے اسکے رسول
کے دل پر القا کرنا تاکہ وانسے لوگونکے کانونمین پہنچے یہہ سب انہی کا ذمہ ہی اور جو یہہ صفت
بہت عالی قدر اور بلند مرتبہ ہی تو اسواسطے فے تعقیب کی اسپر لائے گویا یون ارشاد ہوا

کہ پہلی چارون صفتونکے بعد اس صفت کی قسم کہاتے ہین ہم بخلاف اُس نے تعقیب سے جو
فالعاصفات اور فالفارقات مین لائی گئی ہے اسواسطے کہ وہ فعل کی تعقیب کیواسطے
ہی پہلے فعل پر نہ واسطے تعقیب قسم کے قسم پر سو اسکلام مین تین قسم حقیقت مین مذکور ہین اور ہر قسم
ساتہہ دو فعل کے ہے چنانچہ پہلی قسم ہوا کے نرم بہنے اور تند بہنے پر اور دوسری قسم ساتہہ نشر
اور فرق کے اور تیسری قسم ساتہہ عذر دینے اور خوف دلانے کے لیکن تیسری قسم کو پہلی اور دوسری
قسم پر بہ کے ساتہہ عطف کیا ہے تاکہ قسم مین ترقی پر دلالت کرے اور پہلی اور دوسری قسم کے
دونون فعلونکو بہی ساتہہ حرف فے کے عطف کیا ہے تاکہ دلالت کرے اسبات پر کہ ایک متفرع ہے
دوسرے فعل پر اور تیسری قسم کو مجمل ایک ہی کلمہ سے بیان کرکے حرف او کے ساتہہ تقسیم کیا ہے
تاکہ خبردار کرے اسبات پر کہ یہہ ذکر ان دونون قسمونپر منقسم ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ کَلَامِہٖ
یعنے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اپنے کلام کی تہ کو اور مفسرونکو ان پانچون فعلونکے ماصدق علیہ
کی تعیین مین بڑا اختلاف ہے بعضون نے ان پانچونکو ہوا ؤنپر حمل کیا ہی اس تفصیل سے کہ مرسلات
عرفا وے ہوائین ہین جو بدن کو اچہی معلوم ہوتی ہین اور عاصفات وے تند ہوائین ہین جو
بدن کو نقصان پہنچاتی ہین اور کشتیونکو ڈبوتی ہین اور ناشرات اور فارقات اور ملقیات وے
ہوائین ہین جو پانی برسانے پر مقرر ہین سو پہلے ابر کے مادیکو جَوّ مین یعنے آسمان اور زمین کے
درمیانمین منتشر کرتی ہین اور پہر جب بدلی برس کے فارغ ہوتی ہے تو اس بدلی کو چیر پہاڑ کے
ایدہر اودہر کردیتی ہین اور بارش کے سبب سے لوگ ذکر الہی مین مشغول ہوتے ہین سو لوگونکا ذکر
اسوقت مین دو غرض سے ایک کیواسطے ہوتا ہی یعنے یا شکر ادا کرنے کیواسطے اگر برسات بہتر
اور نافع ہوئی تو انکا عذر اس نعمت کے حق کے ادا کرنے مین ہوتا ہے اور یا خوف اور ڈر کیواسطے
ہوتا ہی اگر برسات سے کچہہ ضرر اور نقصان ہوا اور حضرات صوفیہ رح کہتے ہین کہ مرسلات عرفا
سے ربانی دواعی اور الہامات مراد ہین جو سالک کے نفع کے واسطے اسکے دل پر آتے ہین
تاکہ راہ خدا کے سلوک کی اعانت کرین اور عاصفات سے جذب اور کشش کے ریاح مراد ہین جو

سالک کے دلسے ماسوائے خدا کی حب کو دور کرتے ہین اور اسکی شوق کی آگ کو اور بھڑکاتے ہین
اور ناشرات سے اشغال اور اذکار مراد ہین جو اپنے اثار اور انوار ونکو ذاکر اور شاغل کے تمام
جوارح اور اعضا مین منتشر کرتے ہین اور فارقات سے واردات الہیہ مراد ہین جو ناسوتی
وجود کی تمنا کے سبب پڑتی ہین اور حقیقی اور مجازی وجود مین تفرقہ اور جدائی کرتے ہین اور ملقیات
ذکر آسے وے معارف اور علوم مراد ہین جو بعد حاصل ہونے مرتبہ بقا کے فایض ہوتے ہین اور اس
سب سے مستفید ونکو ذکر حقتعالی کا حاصل ہوتا ہے خواہ محبت کے طریق سے یعنے عذر سے یا
خوف کی راہ سے یعنے نذر سے اور واعظ یون کہتے ہین کہ ان پانچون چیزون سے فرشتونکے
گروہ مراد ہین چنانچہ مرسلات عرفا سے اُن فرشتون کے گروہ مراد ہین جو کسی کام کے سرانجام
کیواسطے بھیجے جاتے ہین اور اس صورتمین عرفا کے معنے اجتماع کے اور کام کیواسطے پے درپے
آنے کے ہونگے چنانچہ عرب کی استعمال مین بولتے ہین کہ جَاؤُا عُرْفًا اَحَدًا اَیْ یَتْبَعُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا
اور اصل مین یہہ لفظ نکالی گئی ہے عُرْفُ الْفَرَسِ سے جو گھوڑیکے ایال کے معنونمین ہے اور
گھوڑیکے آیال مین بال بہت سے مجتمع ہوتے ہین اور نظر مین پے درپے آتے ہین جسطرح بہت لوگ
کسیکام کیواسطے شتر قطار کی طرح چلین تو اُن بالونکے مشابہ ہونگے اور جب کسی جگہہ کسیکام کیواسطے بہت لوگ
اژدحام کرتے ہین تو وہان بھی عرب لوگ بولتے ہین کہ ھُمْ عَلَیْہِ کَعُرْفِ الضَّبُعِ یعنے انہون نے اسکام پر ایسا
ہجوم کیا ہے گویا گرکے ایال کے بال ہین اور عاصفات سے وے گروہ فرشتونکے مراد
ہین جو کسی کام کیواسطے بہت تیز اور تند جاتے ہین اور یا مرسلات عرفا سے رحمت کے فرشتے
مراد ہین اور عاصفات سے عذاب اور غضب کے فرشتے مراد ہین جو کسی مُلک یا لشکر یا گھر کی
خرابی کیواسطے آتے ہین اور ناشرات سے وے گروہ فرشتونکے مراد ہین جو وحی اور الہام
اور دوسرے حکم الہی کے سُننے کیواسطے اپنے پر کھول کے کھڑے ہوتے ہین یا وے فرشتے
مراد ہین جو رحمت الہی کے اثار اور انوار برکات اور نیک الہامات تمام عالم مین صلحا اور مومنین کے
دلونمین منتشر کرتے ہین اور فارقات سے بھی یہی گروہ مراد ہین یا دوسرے فرشتے جو حق باطل

اور فرمانبردار اور سرکش مین فرق کرتے ہین یا سحر اور معجز مین امتیاز اور فرق کر دیتے ہین اور
ملقیات ذکرا سے وے فرشتے مراد ہین جو انبیاؤن کیطرف وحی کو القا کرتے ہین یعنے لاتے ہین
تاکہ اہل حق کیواسطے عذر ہووے اور نافرمان اور بدمذہبون کیواسطے خوف اور ڈر ہووے
اور بعضے واعظ یون کہتے ہین کہ ناشرات سے وے فرشتے مراد ہین جو قیامت کو مردونکو زندہ کرنے
اور فارقات سے وے فرشتے مراد ہین جو حشر کے میدان مین ہر ملت اور ہر مذہب والونکو جدا جدا کرکے چلاوینگے
اور قارمی لوگ یون کہتے ہین کہ قرآن شریف کی آیتونکی جو پانچ صفتین ہین وے اسسے مراد ہین یعنے قرآنکی آیتین خلق محمد
کے نفع کیواسطے پے درپے نازل ہوی ہین اور جتنے باطل مذہب اور مذہب والے ہین اُنپر تندی اور شدت کرتی
ہین اور انکے معتقدات کو جڑ سے اکھاڑکے پھینک دیتی ہین جیسے طوفانکی ہوا کہ پرانی عمارتونکو ڈھا دیتی ہے اور
کہو کہ درختونکو اکھاڑکے پھینک دیتی ہے اور ہدایت اور حکمت کے انوار کے آثار دلونکو عالمون اور مستعدون کے دلون
مین منتشر کرتی ہین پھر حق اور باطل اور خطا اور صواب کے درمیانمین فرق کرتی ہین پھر حقتعالی کی یاد
کو ہر مومن کے دلمین بٹھا دیتی ہین اور یے کام قرآن کی آیتونکے ہین پھر جو مومن ہین اور اُن
آیتونکے موافق عمل کرتے ہین اور انہی آیتونپر بھروسا کرتے ہین اُنکے واسطے عذر ہین اور جو اس سے
اعراض کرتے ہین اور نہین مانتے ہین اُنکے واسطے نُذُر ہین اور بعضے ارباب قصص نے یون کہا ہے
کہ اسسے انبیا اور مرسلین کی صفتین مراد ہین جو اللہ تعالی کیطرف سے خلق اللہ کے احسان
اور نفع کیواسطے بھیجے گئے ہین اور مخالفون اور معاندونکو غضب اور قہر کرتے ہین اور دعوت
الی اللہ کو تمام خلایق مین منتشر کرتے ہین اور حق اور باطل مین فرق کرتے ہین اور اللہ تعالی کا ذکر
اور توحید لوگونکو القا کرتے ہین تاکہ انکے واسطے عذر ہووے تبلیغ اور رسالت کے حق کے
ادا کرنے مین یا خوف دلانا ہو گنہگارون اور منکرون کو اور بعضے اہل تفسیر نے ان پانچون
صفتون کو کئی موصوفونپر حمل کیا ہے چنانچہ پہلی دونون صفتونکو ہواؤنپر اور پچھلی تینون صفتونکو
فرشتونپر اسواسطے کہ ہواؤن اور فرشتونمین بہت مناسبت پائی جاتی ہے چنانچہ یے
دونون یعنے ہوا اور فرشتے لطافت اور بے رنگی اور نظر نہ آنے مین اور حرکت کی سرعت اور

قوی عطف کے قادر ہونے پر باوجود لطافت بُنیہ کے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور عطف کا سیاق
کلام الٰہی میں اس حمل کو تائید دیتا ہے یا پہلی صفت کو رحمت کے فرشتو پر اور دوسری صفت
کو عذاب کے فرشتو پر اور باقی تینونکو قرائن آیتو پر حمل کرتے ہیں حاصل کلام کا جب قسم کی تاکید سے
فراغت پائی تو اب مطلب ارشاد ہوتا ہی کہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ تحقیق جو کچھ تم وعدہ دیئے
جاتے ہو اپنے نیک اور بد کامونپر جنکو تم ہوائی سمجھتے ہو کہ ان کامونکو کوئی ہم سے نہ پوچھیگا
اور جیے ایسے عرض ہیں کہ ہرگز باقی نرہینگے جو کوئی باز پرس کرے اور یہہ نہیں سمجھتے ہو
کہ یے اعمال کس انقلاب کے اچھائی یا بُرائی کے سبب پڑینگے لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونیوالا ہے
جسطرح ہوا اچھائی یا بُرائی کا سبب پڑتی ہے اور بڑا انقلاب کر دیتی ہی اور کسی کے گمان میں
نہیں آتا ہے کہ ہوا عالم کی اچھائی یا برائی کی کسطرح سبب پڑیگی فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ یہہ جب
ستارے بے نور کر دیئے جاوینگے اور جو روح ستارونکے جرمونکی مدبّر تہی اور ستارونکا نور اسکی
تاثیر سے قایم تہا وہ روح اُن جرمونسے جدا ہو جائے جسطرح بینائی کی روح موت کیوقت جدا
ہو جاتی ہے اور انکھون سے کچھ سوجھہ نہیں پڑتا اور اسی حالت سے دوسری جگہہ قرآن شریف میں
اس عبارت سے ارشاد ہوا ہے کہ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ یعنے جب ستارے میلے ہو جاوینگے پھر
بعد اسکے ستارونکا جرم اپنے اپنے ٹہکانونسے کم زور ہوکر گر پڑینگے اور پراگندہ ہو جاوینگے
اور اس حالت سے دوسری جگہہ پر یون ارشاد ہوا ہے وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنے
اور جب ستارے جہڑ پڑینگے اور جو نجوم کی لفظ میں اصل لغت کے بموجب ظہور اور طلوع مفہوم ہوتا ہے
اسواسطے طمس اور انکدار کے بیانمیں نجوم کی لفظ ارشاد ہوی ہے اور کواکب کی لفظ میں اصل
لغت کے بموجب ثبوت اور استقرار بوجہا جاتا ہے اسواسطے پراگندہ ہونے اور گرنے کے بیانکی جگہہ
کواکب کی لفظ کو اختیار فرمایا ہے تاکہ حالت لاحقہ اور حالت سابقہ میں منافات روشن اور ظاہر
ہو جاوے اور جو کواکب کی روح اُنسے جدا ہو جائیگی تو اس روح کا اثر یعنی آدم کے صور مثالیہ کے
اظہار اور تنویر کیواسطے انکے عقلیہ اور خیالیہ مدارک پر غالب ہوگا وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ اور جب

آسمان پہاڑ اجاوے اور اس حالت کو دوسری جگہہ پر انفطار اور انشقاق کرکے تعبیر فرمایا ہے
اور اس حالت کے پہلے اسمانکو سستی اور جوڑبند کا ڈھیلا پن لاحق ہوگا جسکو سورہ حاقہ
مین یون بیان فرمایا ہے کہ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ اور نفوس سماویہ جوانکے جرموں سے منقطع
ہوجائینگے اور بنی آدم کے نفوس کے ممد اور معاون ہونگے اس سبب سے بھی بنی آدم کی عقلی اور
خیالی دریافت دونی ہوجائیگی بلکہ بہت ترقی قبول کرے گی اور افعال غیر متناہیہ کی قوت بھی
انکو حاصل ہوگی شدت مین بھی اور درازگی مین بھی اور تعداد مین بھی اور ہمیشگی کی جزا کے چکھنے
کے قابل ہونگے وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور جسوقت پہاڑ ہوا مین اُڑاے جاوین عرب
کی بولی مین منسف اُس چیز کو کہتے ہین جس سے غلہ کو گہاس اور کوڑے وغیرہ سے پاک
کرتے ہین اور اسکو ہندی بولی مین جہاج کہتے ہین اور پہاڑونکے حقمین قران مجید مین کئی
طرح کی عبارت واقع ہوی ہے چنانچہ سورہ طٰہٰ مین یہی معنے ارشاد ہوے ہین کہ
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا یعنے پوچھتے ہین تجھسے حال پہاڑونکا سو تو
کہہ کہ انکو بکھیر دیگا میرا رب اُڑاکر اور دوسری سورتمین دوسری طرح کی عبارت آئی ہے
اُن سب مضمون مختلفہ مین جمع کی وجہہ یہہ ہے کہ پہلے زمین کے زلزلہ کے سبب سے پہاڑ اپنیمین ٹکڑے ہین
گے چنانچہ سورہ حاقہ مین ارشاد ہوا ہے کہ حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً
اور پھر پہاڑ رنگین اون دھنی ہوی کیطرح ہوجاوین گے چنانچہ سورۂ القارعہ مین بیان ہوا
ہی پھر ہباء کے مانند ہوجاوین گے چنانچہ سورہ واقعہ مین واقع ہوا ہے کہ فَكَانَتْ هَبَاءً
مُّنبَثًّا یعنے ہوجاوینگے پہاڑ جیسے گرد اوڑتی پھر ہوا اونکو پہاڑونپر مسلط کرین گے اور
اِسی حالت کا نام نسف ہے اور پہاڑ اپنے اپنے ٹھکانونسے اوڑجاوین گے پھر جو دور سے
انکو دیکھے گا کہے گا کہ پہاڑ ہین اور جب نزدیک پہنچے گا معلوم کریگا کہ سختی اور ٹھوس پنا انکے
جزو نمین باقی نہین رہا ہے بادلی کی طرح ہوا مین اُڑے پھرتے ہین چنانچہ سورہ نمل مین مذکور
ہے کہ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ یعنے اور دیکھے تو

پہاڑونکو تو جانے تون کہ وے جم رہے ہین اور وے چلین گے جیسے بدلی اور سورۂ تساول
مین بھی مذکور ہے کہ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا پھر جو زمین پہاڑونکے نیچے دبی تہی وہ ظاہر
ہو ویگی چنانچہ سورہ کہف مین مذکور ہے کہ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً یعنے
اور جسدن ہم چلاوین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کہل گئی اور پہاڑونپر یہہ حالت طاری ہونیکے سبب سے
زمین کے اجزا جو سخت ہین وے بھی زمین سے جدا ہوکے بنی آدم کے بدنونمین مخلوط ہو جاینگے پھر
انکے بدن ان اجزا کے ملنے کے سبب سے طول اور عرض اور قوت اور سختی مین بہت زیادہ
ہو جائیگا جسکا وصف بیان ہو نہین سکتا وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ اور جب رسولونکو وقت مقرر
کر دیا جاوے تاکہ آگے پیچھے اس اپنے وقت مقرر کے موافق اپنی اپنی امتونکے ساتھہ حشر کے
میدان مین آکے حاضر ہوون اور حساب اور عملونکا وزن کرنا اور مظلومونکا حق ظالمونسے پورا دلانا
اور پل صراط سے پار اتارنا رسولونکی حاضری اور گواہی سے ظہور پاوے اور جن لوگون نے
رسولونکے پیغام کو قبول کرکے اسکے موافق عمل کیا تہا وے جدا ہو جاوین اُن لوگون سے
جنہون نے رسولونکے کہے کو نمانا تہا اور اسپر عمل نکیا تہا غرض کہ جو جس لایق ہے اور جس چیز کا
مستحق ہی ویسا ہی معاملہ اسکے ساتھہ کیا جاوے گا اور اذا جو حرف شرط کا ہی اسکی جزا
محذوف ہی اور محذوف پر قرینہ ماسبق کا دلالت کرتا ہے یعنے جب یہ امور واقع ہونگے
تو وہ وعدہ بھی واقع ہوگا اور اگر قیامت کے جو منکر ہین وے پوچھین کہ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ
کسدن کیواسطے ان چیزونکی تاخیر کی ہے اِسیوقت کیون نہین یہ چیزین واقع ہوتی ہین تاکہ
جزا کا وعدہ بھی ثابت ہو جاوے اور ہمارا شک اور انکار بھی رفع ہو جاوے تو اسکے جواب
مین چاہئے کہنا کہ لِيَوْمِ الْفَصْلِ واسطے آنے روز فصل کے اِن چیزون کی تاخیر کی گئی ہے
اور فصل کا دن اسطرح کا نہین ہی کہ اسکے تاخیر کے بھید کو آسانی سے بوجھہ لو چنانچہ سورۂ
تساول مین اُسکے تاخیر کی بعضی وجہین مذکور ہین وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ اور کیا
جانا تونے کہ کیا ہی دن فصل کا اسواسطے کہ عقل اسکی دریافت سے عاجز ہی اور اگر غیب

کیطرف سے اسکو بیان کرین تو اسکا بیان نہوگا مگر انہی عظیم حادثون کے ساتھہ جو اسمین واقع ہونگے سو پہر یے کہین گے کہ ان حادثونکو کسواسطے اس روز پر موقوف رکہا ہے اسواسطے یہی اولی اور انسب ہے کہ اس روز سے خوف دلایا جاوے اور کہا جاوے کہ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہے اسدن جہٹہلانے والونکو اب اسجگہہ پر جانا چاہیے کہ قیامت کے منکرونکو اس واقعہ کے واقع ہونے کیوقت دس طرح سے سختی آگے آوے گی پہلی سختی یہہ کہ جس چیز کی امید نتہی وہ یکایک آن پہنچی اور اُسکے آنے سے مدہوش اور متحیر ہوجاوین گے اور یہی وہ سختی ہے کہ ہر ایک قیامت کے منکر کو قیامت کے آنے کیوقت لازم ہے اور سخت مصیبت سے جو اس آیت مین مذکور ہے یہی سختی مراد ہے اور اسکے بعد دوسری نو سختیان جو قیامت کے منکرون کیواسطے خاص ہین اور انکے آگے آوین گی سو اس سورت کے آخر تک بیان فرمائی ہین اور اُن سختیونکے اسباب کیطرف بہی اشارہ کیا ہے بس اس آیت کے اس سورت مین فقط تاکید کیواسطے مکرر سمجہنا تامل اور فکر کے قصور سے ہے سو دوسری اور تیسری اور چوتہی سختی کی وجہہ یہہ ہے کہ منکر لوگ اپنے جہل مرکب پر اور مقدمات مزخرفہ کے فساد پر یکایک مطلع اور خبردار ہوجاوین گے جن مقدمات کے سبب سے قیامت کے انکار پر بہت اصرار کرتے تہے سو اپنی غلط فہمی اور قصور دانش پر آگاہ ہوجاوین گے اور معلوم کرین گے کہ ہمکو ذاتی اور صفات الٰہی کے عقاید دنیا مین ہرگز متیقن نتہے اور حقتعالی کی قدرت اور اسکی تاثیر سے بالکل بے خبر تہے ہم بس دوسری وجہہ اس سختی کی یہہ ہوگی کہ وے لوگ دنیا مین حقتعالی کو ایسا قادر نجانتے تہے کہ کروڑون بے انتہا آدمیونسے بدلا لے سکیگا اور کہتے تہے کہ یوم الفصل کے آنے کو انبیا اور رسول بعد بالکل ہلاک ہوجانے نوع انسانکے بیان کرتے ہین اور یہہ بات کسی کی عقل مین نہین آتی ہے کہ تمام نوع انسانکی ایک وقت مین فنا ہوجاوین اور ہلاک ہوجاوین اسواسطے کہ جو حادثہ دنیا مین واقع ہوتا ہی تو اُسسے بعضے لوگ اپنی قوت کے زور سے یا مکانکی مضبوطی سے یا کسی تدبیر اور حیلہ سے نجات پاتے ہین کبہی دنیا مین ایسی کوئی

آفت نہین آئی کہ سب کے سب اس آفت مین گرفتار ہو کے ہلاک ہو جاوین سو حقتعالی اُنکے اس
شبہہ کے جواب مین ایک تمثیل بیان فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اسبات کا سمجھنا اور
شبہہ کا دفع کرنا تمپر بہت آسان ہے اسواسطے کہ ہلاک کرنا ایک آدمی اور ہزار آدمی کا برابر ہے
اور جو تمنے لاکہون کروڑون آدمیونکا مرنا مختلف زمانونمین دیکہا اور سُنا تو اسی پر قیاس کرلو
کہ تمام نوع انسانکی ایک وقت مین روح سلب ہوسکتی ہے چنانچہ دوسری جگہہ پر فرمایا ہے
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ یعنے نہین ہے پیدا کرنا تمہارا اور نہ مار کے
پہر جلانا تمہارا مگر جیسے ایک جان کا مارنا اور جلانا اور اگر تمکو لاکہون کروڑونکے ہلاک مین
جو مختلف زمانے مین ہلاک ہوے ہین کچہہ شبہہ ہو تو ہم کہتے ہین کہ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ
کیا نہین ہلاک کیا ہمنے پہلونکو کہ حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے ابتک سب مسلوب الروح
اور ہلاک ہو چکے ہین ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ پہر انکے پیچھے لیجاتے ہین ہم پچہلونکو اسواسطے
کہ ہر وقت مین مردے مرتے چلے جاتے ہین اور جب ہلاکی اسقدر انبوہ کثیر کی مختلف زمانونمین ثابت
ہوئی تو ثابت ہوا کہ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ایسا ہی کرین گے ہم گنہگارونکے ساتھہ پہلے
مرتبے صور کے پہونکنے کیوقت یعنے سب کی روح ایک ہی وقت مین سلب ہوگی اور اسکے
پہلے سب نوع انسانکی روح جو ایک وقت مین سلب نہین ہوتی ہے سو اسکا سبب یہہ ہے کہ
انمین بیگناہ بہی بہت ہوتے ہین اور گنہگار نیک نطفہ کو اپنی پیٹہ مین رکہتے ہین اور اسکی
نسل سے معرفت اور عبادت کی اُمید ہے اور جسوقت نفخ صور کا ہوگا اسوقت سب گنہگار
ہونگے اور سلسلہ توالد اور تناسب کا منقطع ہو جائیگا اسواسطے کہ چالیس برس پہلے سے
بنی آدم مین عُقم لاحق ہوگا یعنے سب عورت مرد بانجہہ ہو جائینگے نیک اولاد کی امید بہی نرہیگی
اس سبب سے سب قابل ہلاک کے ہونگے چنانچہ صحیح حدیثونمین یہہ مضمون موجود ہے کہ لَا تَقُوْمُ
السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُبْقِيَ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ يَقُوْلُ اَللّٰهَ اَللّٰهَ یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ نہ قایم ہوگی قیامت یہان تک کہ نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی جو کہے گا اللہ اللہ یعنے

اللہ تعالی کا نام لینے والا کوئی باقی نرہے گا وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہے اُسدن جھٹلانیوالونکو اپنے عقیدونکے فساد پر اور اپنے شبہونکے بُطلان سے خبردار ہونے پر جسکو اگر دنیا مین چاہتے تو ادنے تامل سے دور ہوسکتا تہا سونکیا اور وہان اپنے ہاتہونکو ندامت سے کاٹین گے لیکن کُچہہ فائدہ نہو گا اور تیسری سختی کی وجہہ اُسدن یہہ ہوگی کہ کافر دنیا مین یہہ اعتقاد نہین رکہتے ہین کہ تعالی مردونکو زندہ کریگا تو گویا تعالی کی دوام ربوبیت کے اپنے نزدیک منکر ہین اور کہتے ہین کہ تم لوگ آخرت کے انتقام کو دنیا کے انتقام پر قیاس کرکے کہتے ہو اور اس سبب سے آخرت کے انتقام کو ثابت کرتے ہو لیکن یہہ قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ دنیا مین انتقام زندونسے ممکن ہے کہ انکو رنج اور دکہہ پہنچا سکتے ہین بلکہ ہلاک بہی کرسکتے ہین لیکن مرے ہوؤنسے کسیطرح عوض لینا ممکن نہین ہے مگر دوبرا کے زندہ کرنیکے بعد اور زندگی کیواسطے شرط ہے کہ مادّہ قابل زندگانی کے ہووے لکڑی اور پتہر کو زندہ کرنا ممکن نہین ہے اور مردونکا بدن قیامت کے آنے تک سڑگل کے ریزہ ریزہ ہوکے منتشر ہوجائیگا اور زندگی کے قبول کرنے سے بہت دوری پیدا کریگا پہر زندگانی کا اعادہ اُسمین کسطرح تصور کیا جاوے سو تعالی انکی اس غلط فہمی اور انکی کوتہ نظری پر انکو خبردار کرتا ہے کہ یہہ عقیدہ تمہارا باطل ہے قیامت کے دن اس عقیدہ کا فساد اور اس شبہہ کی سستی تمکو معلوم ہوویگی اسواسطے کہ اپنی پیدایش کی ابتدا کو خوب جانتے ہو کہ کیسی گندہ بدبو چیز سے ہوئی ہے اَلَمْ نَخْلُقْكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ کیا نہین پیدا کیا ہمنے تمکو ایک پانی حقیر بے قدر سے اور وہ نطفہ ہے کہ پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے اور بدن اور کپڑا اسکے سبب سے نجس ہوجاتا ہے اور اسکی بدبو دماغ کو پریشان کرتی ہے اور وُہ اسطرح کا بیقدر ہے کہ جتنے مرتبے ہضم کے ہین انکو طی کرکے آخر ہضم کا فضلہ ہوا ہے اور طبیعت نے اپنے خالق کے اذن سے اسکو ایک عضو سے کہینچ کے خصیتین کی راہ سے نازیکے سوراخ سے باہر ڈالا ہے اسواسطے کہ بدنکی غذا کے قابل اسکو نپایا سو اسنے بے پرواہو کے پایخانہ اور پیشاب کیطرح اسکو باہر ڈال دیا اور یہہ

بات ظاہر ہی کہ اگر طبیعت اسمین کچھہ بھی زندگی کی قابلیت پاتی تو اسکو اسطرح ذلیل کرکے پھینکنے مین بخل کرتی جسطرح خون اور دوسرے غلطون مین کرتی ہی کہ انکو ہرگز اس حقارت سے نہین پھینکتی ہے فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ پھر کردیا ہمنے اس بیقدر پانی کو اپنی عنایت سے ایک ٹھہراؤ کی جگہہ محفوظ مین جو مکان ہونے کی قابلیت رکھتی ہے یعنے مان کا رحم جسکو ہندی مین بچہ دان کہتے ہین اور وہ ایک عضو ہی عصبانی اسکا طول بدون حمل کے بارہ انگلیونکی برابر ہوتا ہے اسی شخص کی انگلیون سے اور معدے کے متصل مثانہ کے نیچے آنتونکے اوپر مستقیم ہے اور اسمین دو خانہ بنے ہین تو اُنمین کے تولد کیواسطے اگر اتفاق پڑے اور ہر خانہ اسکا ایک سوراخ رکھتا ہے ناف کیطرف جہانتیون تک کہ بچے کی غذا کیواسطے خون اور حیض اسی راہ سے آتا ہے اور جب بچہ اسمین پیدا ہوتا ہی تو طول اور عرض مین اس بچہ کے جسم کی برابر ہوجاتا ہے بڑہتا ہے اور اس عضو کی پیٹہ رباطات سے مضبوط باندہ دی ہے سوانہی رباطات کے سبب سے بچہ جنتے کیوقت پیٹ سے نکل آتا ہے اور اسکا مونہہ فرج کے سوراخ کے متصل ہی اور مرد کا نازہ جماع کیوقت اسمین داخل ہوتا ہے سو نطفا ایسے محفوظ مکان مین کہ پیٹ کے اندر اعصاب کی طنابونسے مضبوط بندہا ہوا ہی جیسے سنگین حویلی ناف شہر کے محلہ مین اور کوچہ غیر نافذہ مین سب آفتونسے بچی ہوی ہوتی ہی ایسے جگہہ اُسکو کہا ہمنے اِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ایک مدت معین تک کہ اکثر وہ مدت نو مہینے کی ہوتی ہی کمی بیشی اُسمین بہت کم ہوتی ہے فَقَدَرْنَا پھر اندازہ کیا ہمنے اتنی مدت مین ہر چیز کا۔ یعنے جو شرطین اور لوازمات اُسکی زندگی کے کمال مین مطلوب اور ضرور تہے فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ پھر کیا اچھا اندازہ کرنیوالے ہین ہم اسواسطے کہ اتنی مدت مین کوئی چیز ضروری رہ نہین جاتی ہی اور کوئی چیز زاید اور بیکار پیدا نہین ہوتی ہے بخلاف دوسرے اندازہ کرنیوالونکے کہ جب کسی مُہم کی برآوردکرتے ہین تو اسمین بعضی ضروری چیزین رہ جاتی ہین اور بعضی زاید اسمین مل جاتی ہین اسیواسطے جب اسکام سے فراغت ہوتی ہے تو برا اور داور واقع مین بڑا

تفاوت ظاہر ہوتا ہے اور پھر جمع اور خرچ کے تغیر اور تبدل کیطرف محتاج ہوتے ہین
اس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ جب بچہ دان عورت کا معتدل منی سے پر ہو جاتا ہی تب اسکا
مونہہ بند ہو جاتا ہی پھر کوئی چیز اسکے اندر جا نہین سکتی تاکہ اُس منی کو فاسد نکر دیوے
پھر اُس منی سے جو بچہ دانکے اندر کی جلد سے ملی ہوئی ہوتی ہے اسکو باریک چمڑے کی صورت
کر دیتے ہین جسکو عربی مین غشا اور ہندی مین جھلی کہتے ہین تاکہ اسمین جانکی رگین در آسکین اور
انکے در آنے کے سبب سے خون کا پہنچانا آسان ہووے اور اُس جھلی کو عرب لوگ مشیمہ کہتے
ہین اور ہندی لوگ جھڑ کہتے ہین اور اس جھلی کے اندر ناف سے مثانہ تک ایک پردہ دوسرا
اسیطرح کا تن دیا جاتا ہے تاکہ فضلات کو دفع کرتا رہے اور پھر اسکے اندر ایک پردہ اور
رطوبات کی محافظت کیواسطے بنایا جاتا ہے اور فی ظلمات ثلث جو سورہ زمر مین واقع ہوا
ہی اُسسے یہی تینون پردے مراد ہین اور جو اس منی کا خلاصہ ہوتا ہے وہ بچہ دانکے اندر کے
خانونمین جو اسکے مونہہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین چپک جاتا ہی اور آہستہ آہستہ جمنا شروع
ہوتا ہی اور اس جمنے کے وقت مین اس مکانکی حرارت کے سبب سے جوش بہی مارتا ہی پھر
اس جوش سے کف نکلتا ہی اور وہ کف اسکے بیچ مین ٹہر جاتا ہے وہی دل ہوتا ہے اور یہہ
کف منی کے رحم مین جانیکے بعد تیسرے دن ظاہر ہوتا ہے پھر چوتھے روز ایک سیاہ نقطہ
اسکے اوپر ظاہر ہوتا ہے وہ دماغ ہوتا ہے پھر چھٹین روز ایک نقطہ دوسرا پیدا ہوتا ہے
داہنی طرف اُس کف کے جسنے بیچ مین قرار پکڑا ہے اور یہہ جگر ہوتا ہی سو اس مدت تک
کہ اکثر ایک ہفتہ ہوتا ہے اُس نقطہ منی کو رغوہ اور کف کہتے ہین پھر اس ہفتہ کے گذر جانیکے
بعد رگونکے خط کھینچے جاتے ہین اور اکثر دسوین روز یہہ امر واقع ہوتا ہی اور رنگ منی کا اسوقت
مین سرخی پر آتا ہی غرض کہ پندرہوین دن خوب سرخ ہو جاتا ہی پھر اسوقت اسکو علقہ کہتے
ہین یعنے خون جما ہوا اسواسطے کہ سوائے اُن تینون جھلیونکے باقی سب سرخ ہو جاتا ہے
اسیواسطے بعضے ماہر طبیبون نے کہا ہے کہ وے تینون پردے خاص عورت کی منی سے ہوتے ہین

مردکی

مرد کی منی سے نہین ہوتے اور جب بستا ئیسوان دن آتا ہی تب وہ خون بستہ جسکا نام علقہ ہی
سخت ہونے لگتا ہے اور دماغ دونون کا ندھون سے جدا ہو جاتا ہی اور آہستہ آہستہ اعضا کا ڈول
پڑنے لگتا ہے یہان تک کہ ایکتالیسوین دن مختلف اعضا کی صورتین نمودار ہو جاتی ہین پہر اسوقت
اعضاء رئیسہ سے اعضاء خادمہ جمتے ہین اور شرائین یعنے رگین جانکی پیدا ہوتی ہین اور اُن پر دو مہینے
در آکے رحم کی شرائین مین چپک جاتی ہین اور پہر تین ہفتہ دن گذرنے کے بعد خون سے غذا لینا
شروع کرتا ہی اور دموی اعضا جیسے گوشت وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوتے ہین اور
اسکے اُرودہ ماکے اُرودہ سے مل کے خون چوسنا شروع کرتے ہین یہان تک کہ تہتر روز تمام
ہونے کے بعد اسکا تمام بدن گوشت اور پوست کی پوشش سے تیار ہو جاتا ہی اسکا مونہہ مانکی
پیٹہہ کیطرف ہوتا ہے اور دونون ہتہیلیان اسکے ماتہہ کی اسکے دونون زانون پر اور دونون
طرف دونون پاؤن اور دونون پاؤنکے درمیانین سر کو جہکا کے بیٹہتا ہی اور جسقدر روز
بڑہتا جاتا ہی اسیقدر بچہ دان بہی کشادہ ہوتا جاتا ہے اور روح طبعی اور حرارت اسکے بڑہانے
مین مشغول ہوتی ہی پہر منی کے وقوع سے نو دن گذرنے کے بعد حیوانی قوتین اسمین پیدا
ہوتی ہین سو پہلے مہینے مین معادن کا حکم رکہتا تہا کہ کسی طرح حرکت کر نہین سکتا تہا پہر دوسرے
مہینے مین مانند گہاس کے تہا کہ بڑہنے اور غذا کرنے کی حرکتین اُسسے بے ارادے ظاہر ہوتی تہین
پہر تیسرے مہینے مین حیوان کا حکم پیدا کیا پہر جب ستو دن پورے ہوتے ہین تو اسکی حیوانی قوت
دماغ کو پہنچتی ہی اور حرکت ارادی ضعیف سی اسمین پیدا ہوتی ہے جسطرح کوئی نقیہ یا ضعیف
کہ ہلنی ڈلنی کے قوت نرکہتا ہو اور پہر ایک سو دس دن کے بعد اس شخص کے مانند ہوتا ہے
جو کچہہ جاگتا اور کچہہ سوتا ہوتا ہی یہان تک کہ ایک سو بیس دن کے بعد قوت حیوانی اسمین کامل
ہو جاتی ہے اور جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چلہ گذرنے کے بعد بچہ مین روح آتی ہی اور
جانا پڑتی ہے سو اسی حالت کی طرف اشارہ ہے کہ بعد گذرنے ایک
سو بیس روز کے روح انسانی اسمین آتی ہے اسواسطے کہ حقیقت مین روح وہی ہے اور پہلے

اسکے ایک حیوان تہا دوسرے حیوانون کی طرح کا اور جب اس حد سے تجاوز کرتا ہی تو
حرکت اسکی پیٹ کے اوپر سے معلوم ہوتی ہی یہان تک کہ سات مہینے مین ہمیشہ اسکے ہلنے ڈولنے
کے سبب سے اُسکے اعضا سخت ہو جاتے ہین اور کچھہ قوت پکڑتے ہین گویا کہ
اتنے دنون اُسنے ورزش اور محنت لیتے تہے پھر بعد اسکے جھلی کے تینون پردے پھاڑنے
قادر ہوتا ہے اور اپنی رگونکو ماکی رگونسے جدا کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے پھر چاہتا ہی
کہ کسیطرح مین اس تنگ مکان سے نکلون یہان تک کہ نوے مہینے حقتعالی کے حکم سے باہر آتا ہے
اور نجومی لوگ یون کہتے ہین کہ جب تک نطفہ پانی کی شکل جما ہوا رہتا ہے تب تک زحل اور
مشتری کی تربیت مین رہتا ہی زحل کی برودت اور مشتری کی رطوبت کی تاثیر سے اور جب سرخی
پکڑتا ہی اور خونکا سا رنگ ہوتا ہے تب مریخ اسپر غالب ہوتا ہے اور یہ تینون ستارے لنبا دور کرنیوالے
ہین پھر انکے بعد جن ستارونکا دور نزدیک ہے وے اسکی تربیت کرتے ہین اور وے ستارے
آفتاب اور زہرہ اور عطارد ہین اور جب اسمین روح پھونکی جاتی ہے تب چاند کی تربیت مین آتا ہے
پھر زحل کی تربیت مین آتا ہی اسواسطے کہ وہ نو ان گہرنقل اور حرکت کا ہی اور یہہ اندازہ معین
جو بیان کیا گیا ہے یہہ اس صورت مین ہی کہ کوئی دوسری خصوصیات اسکو لاحق نہوون
جیسے والدین کے مزاج کی حرارت یا منی کی حرارت یا موسم گرمی کا ہووے یا شہر جنوبی ہووے
یا ان سبکی ضد ہووین تو ان سبونسے اس بچہ کے بچہ دان مین رہنے کی مدتمین کمتی زیادتی لاحق
ہوویگی اور اسکا قاعدہ یہہ ہی کہ فعل اور تاثیر مین برودت سے حرارت قوی اور زبردست ہے
اور تاثیر لینے اثر کے قبول کرنے مین رطوبت یبوست سے اقوی ہی سو اگر مان باپ اسکے جوان
ہونگے اور انکا مزاج بہی محرور ہوگا اور منی بہی شہدیا دوسری کوئی گرم چیز سے پیدا ہوی
ہوگی اور گرمیونکے دنونمین نطفہ ٹہرا ہوگا اور شہر بہی گرم ہوگا تو اسمین حرارت اور یبوست
بہت ہوگی اور اسکے عکس مین برودت اور رطوبت کا غلبہ ہوگا سو ان چارون کیفیتون سے
دو کیفیتون کے جمع ہونے سے حمل کی مدت مین تفاوت ہو جائیگا لیکن چھہ مہینے سے کم اور دو

دو سال سے زیادہ اور بعضی روایت مین چار سال سے زیادہ کبھی واقع نہین ہوا ہے اور جو زندہ کرنا نطفہ کا باوجود اس حقارت اور ناچیزیکے اور بوے بد اسمین سے آنے کے اللہ تعالی کے نزدیک کچھہ حقیقت نہین رکھتا ہے بلکہ کس مرتبے اور کمال کو اسکو پہنچاتا ہے پھر مردونکی سڑی ہوی ہڈیان اور گلے ہوے اجزاؤنکو مدت دراز گذرنے کے بعد زندہ کرنا اسکے نزدیک کیا چیز ہے اسواسطے کہ نطفہ کا حال بھی مردونکے بدن اور ہڈیو نسے کم نہین ہے پھر نو مہینے پیٹ مین رہنے سے کسقدر کمال کو پہنچتا ہے پھر اسیطرح مردونکے بدن بھی کچھہ مدت زمین مین رہکے اگر انتہا درجیکے کمال کو پہنچین تو یہہ بات کچھہ عقل کے خلاف نہین ہے سو جب یہہ بات ظہور پاوے گی بس وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہین اسدن اس قدرت کے منکرونکی کہ باوجود اس قدرت کے اثار دن رات دیکھنے کے کہ ہمیشہ لوگ پیدا ہوتے جاتے ہین پھر بھی متنبہ اور خبردار نہین ہوتے ہین اور چونہی وجہہ اسدن کی سختی کی منکر و نپر یہہ ہے کہ یہ لوگ افعال الہی کو اپنے اسباب مالوفہ کا مقید پوجتے ہین اور اس مالک الملک علی الاطلاق کو اپنی طرح اسباب اور الات کا مقید جانتے ہین گویا کہ اسبابکو تاثیر مین اسکا شریک گردانتے ہین اور بدون اسباب کے اسکو عاجز سمجھتے ہین یہی وجہہ ہے جو کہتے ہین کہ نطفہ کا مانکے پیٹ مین جانا اور کامل ہوکے نکلنا بچہ دان کی خاصیت سے ہے اسواسطے کہ اگر نطفہ کو زمین پر ڈال دیوین تو آدمی کی پیدایش اُسسے کسیطرح متصور نہووے سو حقتعالی اُنکے اس عقیدہ کو بھی باطل کرتا ہے اور اشارہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اس اپنے عقیدے پر بھی بہت افسوس کرین گے اور اپنی غلط فہمی اسدن بوجھین گے کہ ہمنے دنیا مین کچھہ بھی غور اور فکر نکی اور یہہ نہ سوجھے کہ زمین بھی مانکے بچہ دان کی خاصیت رکھتی ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا کیا نہین کیا ہمنے زمین کو جمع کرنیوالی اَحْيَاءً بہت سے زندونکو جیسے حشرات کہ بغیر مانکے بچہ دان کے پیدا ہوتے ہین وَأَمْوَاتًا اور بہت سے مردونکو یعنے جمادات کو جو اپنی خوش وضعی اور خوش رنگی مین اور مرغوب اور محمود ہونے مین کچھہ زندہ آدمیو نسے کم نہین ہین جیسے یاقوت اور الماس اور زمرد اور نمک کی کان

اور دوسری کانی چیزین جو تاثیر مین تمام نباتات سے بہتر ہین سو جب زمین کی تربیت سے
ایسی چیزین ظاہر ہوتی ہین پھر اگر مردونکی سڑی ہوی ہڈیونکو تربیت کرکے زندہ نکالے تو
کیا عجب ہے اور اگر منکر لوگ یون کہین کہ زمین اگرچہ تربیت زندون اور مردونکی کرتی ہے جیسے
حشرات اور کانی چیزین کہ یہ البتہ پیدا ہوسکتی ہین لیکن انسانکا تولد اسکی تربیت سے کسطرح ممکن
نہین ہے اسواسطے کہ انسانکا جسم ایسی چیزونسے مرکب ہے جو آپسمین بڑا اختلاف رکھتی ہین
چنانچہ بعضی چیزین نہایت سخت اور کرخت اسمین واقع ہین جیسے ہڈیان اور بعضی بہت ہی لطیف اور
باریک ہین جیسے ہوائی روح اور بعضی ان دونونکے درمیانمین ہین منعقد اور جمی ہوی جیسے دوسرے
اعضا اور بعضی بہنی والی اور جاری ہونیوالی ہین جیسے خلط اور فضلات یعنے پیشاب اور غلیظ وغیرہ
سو زمین بے شعور کی طبیعت سے اس قسم کے افعال مختلف اور تصویرین رنگارنگ کسطرح یقین کرین ہم
کہ زمین ایسی چیز پیدا کرسکتی ہے تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ ہان زمین باوجود اس بے شعوری کے
اس قسم کے عجائبات پیدا کرسکتی ہے جسطرح بچہ دان عورت کا اسواسطے کہ بے شعور ہین دونون
برابر ہین دونونمین افعالونکا رنگ برنگ ہونا ہمارے ارادے اور خواہش سے ہے وَجَعَلْنَا فِيهَا
رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ اور کردئے ہمنے زمین مین پہاڑ بہت بلند جنکی سختی اور بلندی انتہا کو پہنچی اور
ان پہاڑونکے نیچے نہرین اور چشمے جاری کئے ہمنے وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا اور پلایا ہمنے
تمکو انہی پہاڑونکے دامن سے پانی بہت میٹھا جو تمہاری پیاس کو بجھاتا ہے تو معلوم ہوا کہ زمین کی
تربیت سے یہی بعضی چیزین بہت سخت جیسے پتھر اور بعضی بہت نرم اور لطیف جیسے پانی پیدا کرنا
ممکن ہے پھر جب یہہ ثابت ہوا تو وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہے اسدن جھٹلانیوالونکی
جو آدمی کے زندہ ہونے کو زمین سے انکار کرتے ہین اور یہہ نہین بوجھتے ہین کہ زمین مین لطیف اور
کثیف دونون قسم کی چیزین موجود ہین اور ہر ایک چیز انمین سے زمین کی طبیعت کی خاصیت سے دوسری
قسم کا لباس پہنتی ہے پھر کیا تعجب ہے کہ مردونکے بعضے جز لطیفہ ہونے کی لیاقت پیدا کرین
اور بعضے لطیف ہوکے روح ہوائی ہوجاوین اور بعضے کثیف اور غلیظ ہوکے اعضا اور ہڈیون اور

رگ پٹھونکی شکل ہوجاوین اور پھر صور کا پھونکنا ارواح مجردہ کا بدنونکے ساتھہ متعلق ہوجانیکا
سب پرلے جسطرح پیٹ کے بچہ کے اندر روح پھونکی جاتی ہے اور پانچوین وجہہ اسدنکی سختی کی
منکرون کیواسطے یہہ ہوگی کہ آفتاب کو اسدن نزدیک لاوین گے اور دوزخ کی گرمی اور اسکے
بخارات اُٹھے ہوے یے سب جمع ہوکے حشر کے میدان کو تنور کیطرح دہوین اور چنگاریون سے
پُرکردین گے اور لوگ اس گرمی سے تنگ ہوکے سایہ کے ڈھونڈھنے کو ایدہر اودہر دوڑینگے
اور کہین سایہ کا نشان نپاوین گے تاکہ کچھہ آرام پاوین اور جو مومن کامل الایمان ہونگے وے
حقتعالی کے عرش کے سایہ مین جگہہ پاوین گے اور کافرونکے سامنے عذاب کے فرشتے آگ کے
گرزلے کے خوفناک شکلونسے نمودار ہونگے اور کہین گے کہ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ
آؤ چلو اس چیز کیطرف جسکی تم انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ ہرگز ہونیوالی نہین ہے اور وہ چیز
جدائی اور امتیاز اور تفرقہ ہے نیکون اور بدون کے درمیانمین اور پہلی چیز امتیاز اور جدائیکی آج
کے دن تم دونون فرقونمین یہہ ہے کہ نیک لوگ کیسے عمدہ سایہ مین ہین جسکے سبب سے جناب رب العالمین
کا قرب انکو حاصل ہے اور تم لوگ اس بلا مین مبتلا ہوا ور تمہارے واسطے جو سایہ مقرر ہوا ہے
اسکا حال چل کے دیکھو اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ چلو سایہ تمہارے کیطرف جسکی
تین شاخین ہین قتادہ اور دوسرے مفسرون نے روایت کی ہے کہ کافرون اور بدکارونکے
سایہ کیواسطے ایک دھوان دوزخ سے اُٹھے گا کہ ہر شخص کو انمین سے تین طرف سے گھیر یگا ایک
ٹکڑا اسکے اوپر سایہ بان کیطرح ٹھہریگا اور ایک ٹکڑا داہنے اور ایک ٹکڑا بائین ہوجائیگا اور تمام
حساب سے فراغت ہونے تک وے لوگ اسی سایہ کے نیچے رہین گے اور ایماندار نیک کردار عرش
معلی کے سایہ کے نیچے آرام سے کھڑے ہونگے اور محققین عاقلون نے یون کہا ہے کہ وہ آگ کا دھوان
جو منکرونکو گھیریگا وہ انکے بُرے عملونکی صورت مثالی ہوگی جو اس تاریک شکل سے ظاہر ہوکے
انکو تین طرف سے اگھیر یگی جسطرح دنیا مین انکے نفس کو انہی تینون طرف سے گھیرا تھا چنانچہ
ایک شیطانی قوت کی تاریکی اور اُسسے وہ عقل مراد ہے جو وہم مین پھنسی ہوئی ہے اور اسکا منشا

دماغ ہیا جو سب بدنکے اوپر ہے اور دوسری غضبیہ قوت جسکا منشا دل ہے جو بدن کے
بائین طرف واقع ہے اور تیسری شہویہ قوت جسکا منشا جگر ہے جو بدنکے داہنی طرف واقع ہے
اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک قوت غضبیہ اور شہویہ دونون دلمین ہین لیکن قوت
غضبیہ داہنی طرف دل کے متعلق ہی اور قوت شہویہ بائین طرف دل کے متعلق ہے اس
سبب سے جو دہوان کہ قوت غضبیہ کی تاریکی سے اُٹھے گا وہ بدنکے داہنی طرف ٹہریگا اور جو
دہوان قوت شہویہ اور حرص کی تاریکی سے اُٹھے گا وہ بدن کے بائین طرف ٹہریگا اور ابو مسلم
اصفہانی نے کہا ہے کہ ذی ثلث شعب کے معنے یے ہین کہ وہ دہوان تین صفتین رکہتا
ہوگا ایک صفت اسکی لَا ظَلِیْلٍ اور دوسری صفت اسکی لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ اور تیسری
صفت اسکی اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ لیکن اس صورتمین انہا کی تانیث کیواسطے کوئی وجہ
چاہئے اسواسطے کہ لفظ ظل کی جو اسکا مرجع ہے وہ مذکر ہی لیکن یون کہہ سکتے ہین کہ
ظل کو جو ذی ثلث شعب کرکے موصوف کیا تو ان صفتونکے سبب سے جمع کے معنے اسمین پائے گئے
تو معنونکی رو سے وہ لفظ مونث ہوئی اسواسطے کہ جو جمع ہی وہ مونث کے حکم مین ہے
اور بعضون نے یون کہا ہے کہ انہا کی ضمیر شعب کیطرف راجع ہی ظل کیطرف نہین ہے فقط
اور جو ظل کا حال بیان فرمایا کہ ہرگز راحت اُسسے حاصل نہوگی اور آگ کے شعلونکو دفع نکریگا
اور اسکی تعلیل کے مقام مین ترقی کے طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ اسکے تینون شعبے بڑی بڑی
چنگاریان پہینکینگے پہر ایسے سایہ سے نفع کی امید کسطرح رکہا جائے غرض کہ ہر طرح سے
کافرونکا سایہ اسدن مومنون کے سایہ کے خلاف ہوگا چنانچہ لَا ظَلِیْلٍ نہ منع کریگا یعنے
نروکے گا وہ سایہ آفتاب کی گرمی کو یہہ مشتق ہے ظل ظلیل سے جو عرب کا قول ہے یعنے سایہ بہت
انبوہ کا ہی اور اسمین سوراخ ہین جنکی راہ سے آفتاب کی شعاع پہنچتی ہے اور سایہ کے
فائدہ مین نقصان کرتی ہی وَلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ اور نہ دفع کریگا آگ کے شعلونسے کچہہ یا یہ تپش کی
جو پیاس کے غلبہ سے ہوگی اور سایہ مین انہی دو چیزونکا فائدہ ہے یعنے اوپر کی گرمی کو

بچانا اور بہتر کی سورش کو تسکین دینا پھر جب یہ دونون چیزین اسمین نہوین تو گویا وہ
سایہ ہی نہین ہے بلکہ دوزخ کی آگ کا دہوان ہے جو بدلی اور سایہ بانکی طرح دور سے
نمودار ہوگا اسواسطے کہ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ بے شک وہ دوزخ پھینکے گی بڑی بڑی چنگاریان
کہ ہر ایک چنگاری اسکی طول اور عرض مین کالقصر جیسے بادشاہون اور امیرونکا محل کہ دنیا
مین بہت عمدہ سایہ انہی کے محل کا ہوتا ہے اور ہوا کی گرمی کیوقت کافر اکثر ایسے محلون
اور مکانونکی آرزو کیا کرتے تہے سوقت انکی وہ آرزو اس شکل سے سامنے آویگی اور
جلدی اور پے درپے آنے مین وے چنگاریان کَاَنَّهٗ گویا کہ وے چنگاریان جِمَالَةٌ صُفْرٌ زرد رنگ
کے اونٹونکی قطار ہین کہ ایک کے بعد ایک جلدی چلے جاتے ہین اور دنیا مین کافر جب جنگل
مین یا سفر مین ہوتے تہے تو یہہ بہی آرزو کرتے تہے کہ کاشکے بادشاہون اور امیرونکی طرح ہمارے
ساتہہ بہی اونٹونکی قطار ہوتی اور اسپر خیمے اور شامیانے اور سایہ بان لدے ہوے ہوتے کہ جہان
چاہتے ہم وہان اُترتے اور انکے سایونمین آرام کرتے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ بیابان
بن مین عاجز صاحب نعمت نہین ہرگز مدہ بنالے خوابگہ خیمے سے اپنے چاہے وہ جس جاہ سو یہہ آرزو بہی
اُسدن اِس صورت سے اُنکے آگے آویگی اور دونون قسم کا سایہ یعنے سفری اور مقامی اُنکے
واسطے اس دہوین مین موجود ہوگا اور جمالٌ جمل کی جمع ہے جمع کے معنونکی تاکید کیواسطے
تے کو زیادہ کرکے استعمال کرتے ہین اور جمالة کہتے ہین چنانچہ حجارة جو حجر کی جمع ہے اسمین
بہی تے کو زیادہ کیا ہے اور جو قیامت کے دن پہلا تفرقہ اور امتیاز نیک و بد مین بہی ہوگا اور
جس جس چیز کے وقوع کا اسدن وعدہ دیا گیا تہا اسکا وقوع اور ظہور شروع ہوگا وَیْلٌ
یَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہے اُسدن منکرونکے حال پر اسواسطے کہ اوّل اسطرح کا
رنج اور غم دیکہینگے اور دوسرے اسباب کو بوجہہ لینگے کہ جو کچہہ اُسدنکی سختی اور مصیبت اور
دہشت اور نیکون اور بدونمین جدائی کا احوال ہم سنتے تہے وہ سب واقع ہونیوالا ہے گویا
اسوقت تک اسدنکی انکار کی حسرتمین اور اپنے معتقدات کے بطلان مین سختی اور مصیبت کہینچی تہی

اور اب اسدنکے وقایع اور حادثونکی فکر جو بہت ہی سخت اور مشکل ہے انکے گریبان حال کو پھاڑنیکی
اور سختی پر سختی زیادہ کریگی چہ جائیکہ اُسدنکی سختی کی وجہ منکرونکے تصور مین ہو گی کہ جب کوئی شخص
یکایک کسی مصیبت مین پھنس جاتا ہے اور یہہ بھی گمان ہوتا ہے کہ اسکے بعد دوسری مصیبت
اِسسے بھی سخت اور آنیوالی ہے تو سبکا موسے پہلے اس مصیبت کے دفع کرنے مین اور آنیوالی کے
روکنے مین دل و جان سے متوجہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی گناہ یا کسی چور مین پکڑا جاتا ہی تو
پہلے چاہتا ہے کہ کسی تقریر سے اُسکی انکار کرون اور کوئی بات بناکے اس الزام کو اپنے اوپر سے
دور کرون پھر جب دیکھتا ہی کہ انکار بن نہین پڑتی تو عذر درپیش کرتا ہے کہ مجھسے تقصیر ہوئی تاکہ
اسکے مواخذہ سے درگذر کرین اور اپنی چرب زبانی سے اس بلا سے خلاصی پاوے سو ہر
شخص پہلے اسیطور سے دفع کرنا چاہتا ہے اسواسطے کہ یہہ طور دفع کا آسان ہے اور اسمین
دوسرے کیطرف استعانت کی حاجت نہین پڑتی ہی سو کافر بھی جب قیامت کی آمد دیکھینگے
بلکہ اسکی نشانیان بھی بعضی دیکھینگے جیسے سایہ کی تقسیم کہ ایماندارونکے واسطے یہہ
عزت ہوی اور انکے واسطے ایسی کالی بلا درپیش ہوئی تو ارادہ کرینگے کہ اپنے گناہون
کیواسطے کوئی عذر درپیش کرین اور بعضے گناہونسے انکار کرینگے سو انکو اس تبرذب
آمیز سے بھی مایوس کئے دیتے ہین کہ هٰذَا یہہ دن جسکا اسکلام فیصل انجام مین مذکور ہے
اور اسیواسطے اُسدن کو حاضر قرار دیکے ساتھہ صیغہ اشارہ کے جو قریب متوسط کیواسطے
ہی متعین فرمایا یَوْمَ لَا یَنْطِقُوْنَ ایسا دن ہی جسمین ہرگز دم نہارینگے اور بات نکرسکینگے
کہ ہمسے ایسی کوئی تقصیر صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ہمکو اس دہوپ کے سایہ مین
لئے جاتے ہین اور طرح طرح کے رنج اور عذاب ہمکو دیکھلاتے ہین نافع بن الازرق نے جو خارجیونکے
علما سے ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ اس آیت مین تعالی ارشاد
فرماتا ہی کہ کافر اس دن بات نکرسکینگے اور دوسری آیتو نہین اسکے خلاف ارشاد ہوا ہے
چنانچہ سورہ انعام مین ارشاد ہوا ہے کہ قَالُوْا وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ یعنے کہینگے

کافر کہ قسم ہی اللہ تعالی کی جو ہمارا رب ہی کہ تمنے ہم مشرک اور سورہ زمر مین یون فرمایا ہی کہ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنے پہر تم اے کافرو حقتعالی کے روبرو البتہ جھگڑوگے تابع اپنے پیشواؤنکو ملامت کرین گے اور پیشوا اُنکے اپنے تابعدارون سے بیزار ہونگے اور دوسری آیتو نمین یہی کافرونکا بات کرنا اور جھوٹے عذر پیش کرنا بہت مذکور ہے پہر ان آیتونکے مختلف مضمونمین تطبیق کسطرح سے ہوسکتی ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت کے دن مقامات مختلف اور مجلسین متعدد درپیش ہونگی سو بعضی جگہون اور بعضی مجلسونمین کافرونکو بات کرنیکی ممانعت نہوگی سو ان جگہونمین کچھہ نہوده گوئی کرین گے اور بعضی جگہون اور بعضی مجلسونمین انکو بات کرنیکا حکم نہوگا سو وہان لب ہی نہلا سکینگے پس ان مضمونکا اختلاف زمانے اور وقتونکے اختلاف کے سبب سے ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اُس خارجی کے جواب مین ایسا کہا ہے کہ جو کافر اور بدکار دلیل مضبوط اور عذر سُننے کے قابل نلاوین گے تو انکا بات کرنا اور نکرنا دونون برابر ہوا اور اسیطرح سے عذر نامسموع کا پیش کرنا نکرنا دونون برابر ہے سو کسی جگہہ پر انکی ظاہر بیفائدہ گفتگو کے لحاظ سے انکو بولتا ٹہرایا ہے اور انکی واہیات اور پوچ باتین بیان فرمائی ہین اور بعضی جگہہ پر حقیقت اور اصل معنو پر لحاظ فرماکے انکو گونگا اور ساکت ٹہرایا ہے تو اب ان دونون مضمونمین تناقص اور اختلاف نرہا وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ اور نہ پروانگی دی جاویگی انکو اپنے گناہونکے عذر کے بیان کرنے کی اسواسطے کہ یہہ تو اول سے معلوم ہے کہ یہ لوگ کوئی عذر قابل سُننے کے اپنے پاس نہین رکہتے ہین کچھہ بیفائدہ بکین گے فَيَعْتَذِرُوْنَ پہر عذر بیان کرین اسواسطے کہ عذر صحیح مسموع انکے پاس نہین ہے اور عذر واہی نامسموع وہان کوئی نہ سُنے گا یہانپر موافق عربیت کے قاعدہ کے ایک اشکال مشہور ہے وہ یہہ ہی کہ فَيَعْتَذِرُوْا کیون نفرمایا یعنے نون کو نصب کے سبب سے ساقط کیون نکیا تاکہ نفی کا جواب ہوسکتا جسطرح وَلَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا مین واقع ہوا ہی اور اس اشکال کا حل یہہ ہے

کہ اگر نون کو حذف کر کے ارشاد ہوتا تو معلوم ہوتا کہ اُنکا عذر نہ کرنا اسی سبب سے تہا
کہ انکو اجازت نہوئی والا عذر معقول اور مسموع انکے پاس موجود تہے پیش کرتے
اور حال یہہ ہی کہ حقیقت مین ایسا نہین ہے بلکہ اُنکے پاس حقیقت مین کوئی عذر نہین ہوگا تاکہ
اسپر اعتماد کرین اور اسکو درپیش کرین سو کلمہ فے کا فَیَعْتَذِرُوْنَ مین فقط عطف کے
واسطے ہی بدون سببیت کے پہر جب سبب کا ثبوت نہوا تو نفی کا جواب بہی نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ نفی کے جواب کیواسطے سببیت ضروری ہے حاصل کلام کا اُسدن کافرون قسم کی
چاپلوسی اور بات بنانے سے اور حیلہ اور فریب سے بہی عاجز ہونگے وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہی اسدن منکرونکی اسواسطے کہ اسدنکی مصیبتین دفع کرنیکیواسطے
کوئی حیلہ اور تدبیر بہی نپاوین کے بلکہ بالکل مایوس ہونگے اور ساتوین وجہہ اُسدنکی
سختی کی منکرونکے حقمین یہہ ہوگی کہ جب سخن سازی اور حیلہ بازی سے بہی مایوس ہونگے
اور کسیطرح اُسدنکی مصیبتون اور سختیون سے اپنا بچاؤ نہ نکہین گے تب لاچار ہوکے اپنے
ہم جنس اور بنی نوع کیطرف جہکین گے اور اس بلا سے نجات کی تدبیر انسے پوچہین گے اور یہہ
خیال کرین گے کہ جسطرح دنیا مین سخت مصیبت اور شدت مین پہنس جانے اور اسکی خلاصی کی
کوئی تدبیر نہ سوجہنے کیوقت جو بڑے دانا اور زور آور ہوتے تہے انسے التجا کر کے اسکی
خلاصی کی تدبیر پوچہکے اس مصیبت سے بچاؤ کی کوئی تدبیر کر لیتے تہے اسیطرح یہان بہی
شاید اس مشکل کی کشایش اس حیلہ سے ہوسکے سو حقتعالی انکو اس تدبیر سے بہی مایوس
اور ناامید کر دیگا اور فرشتونکی زبانسے انکو یہہ حکم پہنچے گا کہ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ یہہ
دن فصل اور جدائی کا ہے بُرے لوگون اور اچہون سے سو ہر چیز مین ہم جدائی اور امتیاز
کرین گے ان دونون مین اور فصل اور جدائی بغیر نیکون اور بدونکے ایک مکان اور ایک
زمانمین جمع کرنے کے متصور اور ممکن نہین ہے اسواسطے کہ جو معاملہ الہی کسی کے حقمین
واقع ہووے اسکو سب خاص و عام دیکہہ لیوین اور یہہ بہی ہے کہ بعضے نیکون اور بدونکے حقوق

اپسمین ایک کے دوسرے پر ثابت متحقق ہین اور حقدار کا حق دوسرے سے دلوانا یدون حاضر ہونے مدعی اور مدعی علیہ کے حکم کی مجلس مین ممکن نہین ہی اور یہہ بہی ہے کہ بعضے نیکون اور بدون کا علاقہ مضبوط اور زبردست دوسرے شخصون سے ثابت ہی اور وے لوگ اس علاقہ کے سبب سے بڑی بڑی امیدین اعانت اور شفاعت کی دوسرون سے رکہتے ہین جیسے قرابت نسبی اور سسرالی اور دوستی اور پیری اور مریدی اور استادی اور شاگردی اور پیشوائی اور پیروی اور سوائے اسکے اور جنطرح یہ علاقے اپنے ہم عصرون سے رکہتے ہین اسیطرح اپنے اگلون سے بہی رکہتے ہین بلکہ نسبی علاقہ اپنی نوع کی اول فرد سے یعنے حضرت آدم علیہ السلام سے متحقق ہی اور اسی علاقہ کے سبب سے امداد اور اعانت کی امید رکہتے ہین اسواسطے اول وہلہ مین تمام مخلوقات حضرت آدم علیہ السلام کی طرف رجوع کرین گے اور کہین گے کہ تم ہمارے سب کے باپ ہو اور ہم سب اس بلا مین مبتلا ہین ہماری خلاصی اور رہائی کی کوئی تدبیر کرو کہ اس بلا سے ہمکو نجات ملے چنانچہ یہہ مضمون صحیح حدیث مین ثابت ہے سو بدون جمع کرنے اولین اور آخرین کے ایک مجلس اور ایک مکان اور ایک وقت مین نیکون اور بدون مین ایسی جدائی اور فصل کہ پہر وہ حکم کسی کی سعی اور سفارش اور عرض معروض سے تغیر اور تبدل نپاوے ممکن اور متصور نہین ہے سو اسواسطے جَمَعْنٰکُمْ وَالْاَوَّلِیْنَ جمع کیا ہمنے تمکو اور اگلونکو اسواسطے کہ بلا مین پہنسنے اور اسکے دفع سے عاجز ہونے کے وقت تم اپنے اگلونکو ضرور یاد کرتے کہ اگر ہمارے پیشوا اسوقت مین ہوتے تو وے کسی تدبیر سے ہماری اس مصیبت اور مشکل کو ٹالتے اور اسوقت مین ہمارے کام آتے چنانچہ بادشاہ اپنے ملک کے بندوبست سے عاجز ہونے کے وقت سکندر اور تیمور کو یاد کرتے ہین اور وزیر لوگ ارسطو اور برزجمہر کو اور پہلوان رستم اور اسفندیار کو اور طبیب لوگ جالینوس اور بقراط کو اور نجومی ابوریحان اور ابومعشر کو اور اسیطرح ہر فرقہ اپنے اگلونکو جنکے کمال کے معتقد ہین اپنی عاجزی کیوقت یاد کرتے ہین اور ہر مشکل کو انکی قدرت اور کفایت پر حوالہ کرتے ہین یعنے یون کہتے ہین کہ افسوس اسوقت فلانے نہوے تاکہ اسکام کو بخوبی سرانجام

پہنچاتے سو حقتعالی گویا فرماتا ہے کہ ہمنے تمہارے سب اگلوں اور پچھلونکو اسوقت تمہارے
سامنے اکٹھا کیا ہے تاکہ اسدنکی مصیبتو نسے خلاصی کی تدبیر کے لئے اگر انکی طرف رجوع کرنا
ہو تو کرو اور سب مل کے مشورہ کرکے کوئی بات نکالو فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ پھر اگر ہو وے
واسطے تمہارے یعنے تمہارے پاس کوئی مکر اور حیلہ جسکے سبب سے آج کی سختی تمسے دور ہوجاوے
فَكِيْدُوْنِ پھر وہ حیلہ یا مکر ہمارے ساتھہ کرو اور دیکھو کہ وہ پیش جاتا ہے یا نہین سو جب
کافر آپسمین دوڑ دھوپ کے اس قسم کے حیلہ اور تدبیر سے بھی عاجز ہوجاوینگے تو وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہے اسدن منکرونکی کہ اسدنکی مصیبتین دفع کرنے کیواسطے
ہر حیلہ اور تدبیر سے عاجز اور مایوس ہونگے اور اٹھوین وجہ اسدنکی سختی کی منکرونکے
حقمین یہہ ہوگی کہ جتنے انکے مخالف اور دشمن تھے اُن سبکو انکے سامنے طرح طرح کی عنایات
اور مہربانی سے نوازینگے اور انکو یعنے کافرونکو کہینگے کہ دیکھو اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
بے شک جو لوگ ڈرتے تھے حقتعالی سے اور قیامت کے دن سے اور اس خوف کے سبب سے
جتنے گناہ اور بری چیزین ہین سب سے پرہیز کرتے تھے اور بندگی اور عبادت مین ہمیشہ لگے رہتے تھے
سو وے آج کے دن فِيْ ظِلٰلٍ عمدہ سایونمین ہین پہلے تو یعنے حشر کے میدانمین رب العالمین
کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے پھر پل صراط سے گذرنے کیوقت اپنے اپنے صدقون اور
خیراتونکے سایہ کے نیچے ہونگے یہانتک کہ اگر کسی نے آدھا خرما خدا کی راہ مین دیا ہوگا تو اُسدن
وہی آدھا خرما اسکے کام آویگا اور دوزخ کی آگ کی لپک سے اُسکے واسطے ڈھال ہوجاویگا
اور اسکو بچاویگا پھر جب بہشت مین داخل ہونگے تو طوبی اور دوسرے بہشت کے درختونکے
سایہ کے نیچے ہونگے پھر جب اپنے اپنے ٹھکانون اور مکانونمین داخل ہونگے تو وہان اپنے
محلونکے اور غرفونکے اور تختونکے سایہ مین ہونگے وَعُيُوْنٍ اور جاری چشمونمین ایسے
چشمے کہ کسی سے کافور کی خوشبو آتی ہے اور کسی مین سونٹھہ کا مزا ہوگا اور کسی کا نام
تسنیم ہوگا سو ان چشمونکے سبب سے انکو ہرگز پیاس نہوگی بخلاف تمہارے کہ آگ کے دہوئیں کی

سایہ تمہارے تشنگی اور سوزش کو اور بھی زیادہ کر رہا ہے وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ
اور میوونمین اس قسم کے جنسے انکے دل رغبت رکھتے ہین کہٹے اور میٹھے سرد اور گرم سرد سیری
اور گرم سیری بہار کے اور خزان کے گدر اور پکے سب وہان موجود ہونگے تاکہ اُن میووں کے
سبب سے بھونک کی گرمی انکے باطن مین بھی اثر نکرے بس انکی ہوا اور انکا پانی اور انکے میوے
ہر ایک انکی گرمی کے دفع کرنے کیواسطے ایک دوسریکے مدد اور معاون ہین بخلاف تمہارے
کہ میووٴنکی عوض مین دوزخ کی آگ کے انگارے ہین اور اندر اور باہر سے گرمی اور جلن کی زیادتی
ہی اور یہہ سب تفرقہ اور جدائی اسواسطے ہے کہ تم لوگون نے اِسدن کے شکر اور انکار کی گرمی
کو اپنے دلمین جگہہ دی اور اِن لوگون نے یعنے مومنین نے یقین کی ٹہنڈک سے اپنے دل کو
چین مین رکھا سو اب یہان ہر شخص کو وہی پیش آیا جو اُسنے اختیار کیا تہا اور متقیونکے حقمین
علاوہ ان سب باتونکے یہہ زیادتی ہوگی کہ مہمانونکی طرح تکریم اور تعظیم انکی ہوگی اور بار بار
کہانے اور پینے کیواسطے تاکید اور تحریص کرین گے اور کہین گے كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا کہاؤ اور
پیو گوارا ہو جیوا اور بچ جائیو تمکو بخلاف دنیا کے کہانے اور پینے کے کہ وہان ثقل اور ہضمی
اور ہیضہ کا خوف پیچھے لگا ہوا تہا اور یہہ کہانا اور پینا تمہارے واسطے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
عوض مین اُسکے ہے جو تم عمل کرتے تہے چنانچہ گرمیونمین روزے رکھتے تہے اور خدا کیواسطے
روزے کے دونومین بھونکے پیاسے رہتے تہے اور اچھے اچھے کہانے اللہ تعالی کی راہ مین فقیرون
محتاجونکو کہلاتے تہے اور ٹہنڈا میٹھا پانی مسکین روزہ دارونکو پلاتے تہے اور وے عمل تمہارے
دنیا مین اگرچہ چند روز رہتے تہے انکی عوض مین اسقدر جزا تمہارے خیالمین نہین آتی تہی لیکن ہماری عادت
ایسی ہے کہ جسکو جزا کی منفعت پہنچایا چاہتے ہین ہم تو اسکو اسی طرح وہ چیز جسمین نقصانکا
نام بھی نہو اور کمال کے ایسے اعلی مرتبے کو پہنچے کہ اُسسے زیادہ متصور نہو عنایت کرتے
ہین ہم اِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ بے شک ہم اسیطرح بدلا دیتے ہین نیکوکارونکو کہ ایک کے
عوض مین دس بلکہ سات سو تک بلکہ اِسسے بھی زیادہ عنایت کرتے ہین ہم اور فانی چیز کے

عوض مین جو باقی اور دایم ہے اور ناقص کی عوض مین کامل عنایت فرماتے ہین ہم ان باتونکے
سُنے کے سبب سے متقیونکو خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی اور اکرام عقلی ساتھہ اکرام حسی کے جمع
ہوگا اور انکو یقین ہوگا کہ ہمارے سب کام مقبول ہوے اور اُسکا یہہ ثمرہ ظاہر ہوا اور جو اس حال
کے منکر لوگ دور سے اس حال کے دیکھنے سے یا اس کلام ارشاد نظام کے سُنے سے معلوم
کرین گے تو وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہے اُسدن منکرونکی اس سبب سے کہ انکو
معلوم ہوگا کہ متقی لوگ روز جزا کے معتقد ہونے کے سبب سے اس نوازش سے سرفراز
ہوے اور ہم لوگ اس روز کے انکار سے اس رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوے اور نوین وجہہ
اُسدنکے عذاب کی منکرونکو یہہ ہوگی کہ دنیا مین قیامت کے انکار کرنے کے سبب سے طرح طرح
کے کھانے اور پینے کی لذتونکے مزے اوڑاتے تھے اور اس امر مین بہت اسراف اور بے باکی
کرتے تھے اور جب متقی پرہیزکارونکو دیکھتے تھے کہ قیامت کے خوف سے دنیا کی اچھی مزیدار
چیزون سے کنارہ کش ہین اور اسکی لذت سے فائدہ نہین اوٹھاتے ہین تب اپنے دلمین کہتے
تھے کہ اسی عقیدے نے ان لوگونکو دنیا کی لذتونسے محروم رکھا ہے سو یہ بڑے نادان ہین ہم لوگ
بہت خوب سوچے ہین کہ اس عقیدے کے معتقد ہی نہین ہین بلکہ اسسے ہم بیزار ہین اسی سبب سے
دنیا کی نعمتونکی لذتین اوڑاتے ہین اور خاطرخواہ چینین کرتے ہین سو قیامت کے دن اُنسے
کہا جاویگا كُلُوا وَتَمَتَّعُوا کھاؤ اور فایدہ لو دنیا کے حرام اور حلال سے بے باک اور بے دہشت ہوکے
اور صیغہ امر کا اسجگہہ پر ماضی کے معنونمین ہے اور یہہ عرب کا قاعدہ ہے کہ جب فعل ماضی کو ایسے
مقام مین ذکر کرتے ہین جہان اسبات کا بیان کرنا منظور ہوتا ہے کہ یہہ کام امر اور نہی کی لیاقت
رکھتا ہے تو اسکو امر اور نہی کے صیغہ سے بیان کرتے ہین چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے
اِخْوَتِي لَا يَبْعُدُوا اَبَدًا ۔ وَبِلَادُ اللّٰهِ قَدْ بَعُدُوا یعنے بھائی میرے نہ دور ہوون یعنے
نہ دور ہوے کبھی اور بستیان اللہ کی تحقیق دور ہین حاصل کلام یہہ ہے کہ دنیا مین تمنے کہایا
اور پیا اور فایدہ لیا قَلِيلًا تھوڑے دنون یعنے اپنی عمر بھر سو وہ تمہارا کھانا اور پینا اور

بہرہ مند ہونا ایماندار متقیونکی نسبت سے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ انکے
پروردیکے زمانے کی امید کیطرف انتہا نہین ہے اور منتہی ہونیوالی چیز کو غیر منتہی کے ساتھہ کیا
نسبت ہے سو تمنے قدر قلیل فایدہ کو جو خالص اور کامل بھی نہین عوض مین ایسے عمدہ منافع کے اختیار
کیا جو کامل اور دایم اور غیر متناہی ہے اور ایسی عمدہ چیز کو ناقص سے بدلکر ایسی ناقص کو خرید کیا
اسیواسطے کہا جاتا ہی کہ اِنَّكُمْ مُجْرِمُوْنَ بے شک تم لوگ گنہگار ہو چنانچہ اُس کہانے اور
پینے اور فائدہ لینے کو بھی تمنے گناہ مین صرف کیا سو یہہ اور بھی عذاب کی زیادتی کا سبب ہوا اور
جب کافرونکو اسبات کی خبر ہوگی کہ قیامت کے انکار کرنے کے سبب سے دنیا کا کہانا پینا اور عیش
عشرت کرنا سب ہمارے حقمین زہر قاتل ہوگیا اور جو کچھہ ہمنے کہایا اور پیا تہا وہ سب فاسد
خلط ہوکے اگ کی صورت ہوگیا تو وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہی اسدن منکرونکی
جب اپنے معاملہ کے نقصان اور زیان پر مطلع ہونگے اور بوجھینگے کہ ہمنے اپنے پاؤن مین آپہی
کلہاڑی ماری اور کالے ناگ کو پھولونکا ہار سمجھہ کے اپنی گردن مین ڈالا جسکے سبب سے اس مصیبت
مین گرفتار ہوے اور اُس ادنی منفعت کو جو حقیقت مین مضرت ہی اختیار کرکے ان منافع حقیقیہ
کو اپنے ہاتھہ سے کھو دیا سو یے سب چیزین انکو اچھی بات نہ سُننے کے سبب سے حاصل ہونگی
اسی سبب سے دسوین وجہہ کافرونپر اسدن سختی کی یہہ ہوگی کہ اچھی بات نہ سُننے پر اپنا ہاتھہ آپ
کاٹینگے اور افسوس کرینگے اسواسطے کہ ان کافرونکی عادت دنیا مین یہی ہے کہ پیغمبرونکے فرمودہ کو
ہرگز نہین سُنتے ہین اور مرشدون اور واعظونکا کہنا ہرگز نہین مانتے ہین بلکہ ضد سے انکے کہنے کا
اُلٹا کرتے ہین یہان تک کہ اگر کوئی سہل کام کا بھی انکو حکم کرتے ہین تو بھی یے قبول نہین کرتے وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا اور جب کہا جاتا ہے اِن کافرونکو کہ رکوع کرو اپنی عبادت مین تاکہ مسلمانونکے
گروہ مین داخل ہو اسواسطے کہ رکوع خاصہ ہے مسلمانونکی عبادت کا اور سوا مسلمانون کے
دوسرونکی عبادت مین قیام ہے اور سجدہ رکوع نہین ہی اور حقیقت مین رکوع دل کے انقیاد کا
نام ہی لعنت الہی کے بوجہہ کے اُٹھانے کیواسطے اسیواسطے اس شکل کو یعنے رکوع کو اس شریعت

مین عبادت گردانا ہے تاکہ رکوع کرنا اسبات کیطرف اشارہ ہووے کہ ہمنے امانت الہی کے بوجھ
کو اپنی پیٹھ پر لادلیا ہے باوجود اسبات کے کہ اُسنے ہمکو مستقیم القامت پیدا کیا ہے لیکن جو اس
بوجھ اُٹھانے کا ہمکو حکم کیا تو ہمنے اپنے قد کے سیدھا ہونے پر غرور نکیا بلکہ گھوڑے خچر اونٹ
بیل کیطرح اپنی پیٹھ کو اسکے سامنے ٹیڑھا کر دیا ہے تاکہ وہ جو چاہے ہمارے اوپر لاددیوے اسواسطے
قرآن شریف مین دوسری جگہہ پر فرمایا ہے کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ
پس رکوع کرنا نماز مین مسلمانی کی علامت ہے اور کافر اگر اس چیز کو دنیا مین کرتے رہتے تو
یہی قیامت کو جو جدائی اور امتیاز کا دن ہے اس علامت کے سبب سے اہل اسلام کے گروہ مین
شمار تو کئے جاتے لیکن یہ لوگ لَا یَرْکَعُوْنَ ہرگز رکوع نہین کرتے ہین بلکہ اپنی تئین مسلمانونکی
مشابہت سے دور رکھتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب رئیس لوگ بنی ثقیف کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین آکر حاضر ہوئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا آپ نے انکو نماز پڑہنے کا
تقید فرمایا اور نماز پڑہنے کا طور انکو تعلیم کیا تب اُن لوگون نے کہا کہ ہم سب ارکان نماز کے بجالاوینگے
لیکن رکوع نکرین گے اسواسطے کہ یہہ فعل نہایت ننگ اور عار کا سبب ہے یعنے بنی آدم باوجود
قد کی راستی کے جانورونکی طرح اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کرکے اوندھا ہووے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْہِ رُکُوْعٌ یعنے کچھہ بھی بہتری نہین ہے اُس دین
مین جسمین رکوع نہووے اسواسطے کہ دین کی تحقیق انسانیت کے معنومین ہے اور انسانیت
اسی بات کو چاہتی ہے کہ اپنے خاوند کے حکمونکو یعنے امر اور نہی کو خوشی اور خوشی رضا
اور رغبت سے قبول کرلیوے اور اُس بوجھ کے اُٹھانے کیواسطے اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کر دیوے اسواسطے
کہ عرف عام مین تعظیم اور سلام کے مقام پر اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کر دیتے ہین گویا اشارہ کرتے ہین
اسبات کی طرف کہ تمہارے احسان کا بوجھ اپنی پیٹھ پر رکھا ہمنے اور حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن ہویگا اسواسطے کہ تجلی الہی سے کشف
ساق کا ہوگا اور سب لوگونکو حکم ہوگا کہ سجدہ کرو بس ایماندار اسیوقت سجدہ مین گر پڑینگے

اور منکرونکی گردن اور پیٹھ ایک لوہے کا تختہ ہوجائیگی کہ اس سبب سے ہرگز پیٹھ نہیں ٹیڑھی کرسکینگے چنانچہ سورہ نون مین گذر چکا ہے لیکن اس تفسیر مین دو خدشہ بڑی قوی اور زبردست وارد ہوتے ہین پہلا خدشہ یہہ ہے کہ اس سورۃ مین رکوع کا ذکر ہی اور سورہ نون مین سجود کا ذکر آیا ہے سو رکوع اور چیز ہے اور سجدہ اور چیز ہی اُسکا حل اِس طرح ہوسکتا ہے اور دوسرا خدشہ یہہ ہی کہ لَا یَرْکَعُوْنَ سے یوں جہا جاتا ہے کہ کافر اپنے اختیار سے رکوع نہین کرتے ہین اور سورہ نون مین لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ مذکور ہے اُسسے یہہ پوچھا جاتا ہی کہ کافر نکرنے مین بے اختیار اور مجبور ہین خاصل کلام کا قیامت کے دن رکوع اور سجدہ کرنیوالونکی جب بزرگی اور نوازش دیکھینگے تب یاد کرینگے کہ ہمکو یہی دنیا مین اس آسان کام کا حکم ہوتا تہا جسکے سبب سے بے نوازشین اور سرافرازیان ہوئی ہین لیکن ہمنے نصیحت کرنیوالونکا کہنا نمانا اور انکی بات کو نہ سنا اور ایسی چین اور آرام کو اپنے ہاتہہ سے مفت کہو دیا وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہے اسدن منکرونکو جو اپنی اُلٹی بوجہہ پر اسدن افسوس کرینگے اور ہاتہہ ملینگے کہ ہمنے کیسی آسان چیز کے نکرنے سے ایسی عمدہ چیز اپنے ہاتہہ سے کہو دی اور نخریدی اور جب یہ کافر اسطرح کے گدہے اور احمق ہین کہ ایسے آسان حکم کو یعنے رکوع کو بجا نہین لاتے ہین اور اپنی پیٹھ ٹیڑھی نہین کرتے ہین فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ پہر اب کونسی بات پر بعد اسکے ایمان لاوینگے اور کون کون تکلیف الہی کو اپنے اوپر قبول کرینگے اسواسطے کہ یہہ ذرا سی بات اُنسے ہو نہین سکتی ہے بس یہ شریر جانور کیطرح کے ہین جو اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا نہین کرتا ہے پہر دوسرے بولنے کی امید اُنسے خال ہی اور بعضے مفسرونے کہا کہ بعدہ کی ضمیر قران کیطرف راجع ہی اگرچہ اسکا مذکور اوپر نہین ہوا ہے لیکن قران شریف کی تلاوت کیوقت ہر شخص کا ذہن اُسی قران ہی کیطرف دوڑتا ہے یعنے جب قران شریف کے اُنیکے بعد بہی یہ کافر ایمان نہ لائے باوجود اسبات کے کہ قران کا بیان واضح ہے اور کتب الہیہ کا خاتم ہے کہ اسکے بعد پہر آسمان سے کوئی کتاب نازل ہونے کی اُمید باقی نہین ہے اسپر بہی نمانا اور قایل نہوے پہر اب اِس قران کے بعد

کونسی بات کے منتظر ہین جسپر ایمان لاوین گے اسواسطے کہ اب کوئی دوسری کتاب آسمان سے
نازل ہونیوالی نہین ہے اور دنیا مین دوسری کتابین جو آدمی لکھتے ہین اُسکلام مین یہہ تاثیر
پائی نہین جاتی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص اِس آخر کی آیت کو پڑہے نماز مین یا نماز کے
باہر اُسکو لازم ہے کہ اِسکے بعد کہے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یعنے ایمان لایا مین اللہ تعالی کا
جو ایک ہے اور واحد لاشریک ہے ۱۲

الحمد للہ کہ یہہ نسخۂ متبرکہ یعنے تفسیر فتح العزیز جو تصنیف کی ہوئی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
افضل العلمأ والکمل الفضلا سند المحدثین سلطان المفسرین حضرت مولنا حافظ شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی قدس سرہ کی فارسی زبانمین تہی اُسمین سے سپارۂ تبارک کا ترجمہ حسب الارشاد
محسن دوران منبع جود والامتنان قدردان غربا وشرفا جناب باوخدا محمد علی صاحب بن محمد
حسین رو گہے ادام اللہ حسناتہم کے ہندستانی زبانمین معمورہ بندر منبی مین ہوا اور جناب ممدوح
کے حکم کے بموجب عاصی پرمعاصی عبد الملک بن مولوی محمد صادق مرحوم نے مطبع محمدین جو واقع
بندر مذکور مین ہے چھاپ کر ستائیسوین تاریخ شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ مقدسہ کی اختتام
کو پہنچایا اللہ تعالی باقی اس امر خیر کو اور مترجم کو اور کاتب کو اور قاریکو اپنے فضل اور کرم
توفیق خیر کی عنایت فرماوے آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

یا ارحم الراحمین

قطعہ تاریخ از نتایج فکر قاضی علی مہری صاحب

تاریخ

کیون گلہنون محبت سے نم آلودہ نشیو — یک باغ تبارک و گلستان ہے یہہ تفسیر — حاصل بکف دست یہان سیر جہن ہے
یا طرۂ دستار ہے گلدستۂ تقریر — مصحف ہی گویا خال رخ نازپہ اسکے — کیون بوسہ گہ خلق نہو صفحۂ تحریر
جیون زلف پر پیچ عبارات مسلسل — ہی بہر خرد تاب زدہ حلقۂ زنجیر — شیرینیٔ مضمون وان بخش وطرب خیز
ہی غیرت دریای معانی وجواہر نم — الفاظ متین موج زن معنی رنگین — جون ساغر مینا ہین پر از بادۂ شبگیر

نظم متضمن تاریخ وفات خاقان اقالیم تحقیق قهرمان ممالک تدقیق قدوه مقیمان درگاه لاهوتی زبدهٔ
واقفان بارگاه جبروتی مجمع کمالات انسانیه جامع علوم عقلیه ونقلیه مستند علماء زمان پیشوای فضلای
دوران رئیس المفسرین وسند المحدثین مروج احکام دینیه قامع منکرات سنیه مصنف تفسیر فتح
العزیز حضرت مولینا شاه عبد العزیز بن العارف الکامل حضرت مولینا شاه ولی الله الدهلوی تغمدهما
الله شآبیب غفرانه وألبسهما نضرة وسرورا

جو رفت سوی ارم زین جهان پر آشوب	عزیز صانع بیچون مفخر فضلا
جناب اقدس عبد العزیز والاقدر	که بود محور رضائی خدائے بے همتا
فقیه بے بدل وعالم عدیم المثل	ولی کامل واستاد مرشد دانا
مفسری که نظیرش کسی نداده نشان	محدثے که شده مستند همه علما
معبری که به تعبیر خواب پایهٔ او	قریب بود بیوسف بنزد اهل حجا
مهندسی که اگر زنده بود اقلیدس	شدی از و متمتع بدانش والا
مدبری که باقلیم دانش وحکمت	جزا و نبود کسی را عمل زسر تا پا
امام جمله دبیران نکته سنج وفصیح	قوام جمله ادیبان موجد انشا
معین اهل ورع مقتدائے دین داران	مظهر شرع پسندان صاحب تقوی
مطاع ومرشد وشاه جهان واولادش	ملاذ مرجع میر وزیر وشاه وگدا
بجستم از خرد وخرده کار تاریخش	هزار نالهٔ کشید وبسر زد وگفتا
بس از وضو وطهارت نویس این مصراع	نهفت زیر زمین مهر دین وماه هدی

۱۲۳۹

بنده بارگاه لم یزلی ونیازمند درگاه واحد جی وجلی محمد علی بن ناوخدا محمد حسین روسگے عفی الله عنه وعن
والدیه سب مسلمانونکی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ تفسیر فتح العزیز جو جامع التفاسیر ہے لیکن فارسی ہونے کے
سبب سے اکثر شایقان کامل اپنی کم فہمی کے سبب سے اس فیض سے محروم تھے سو اس عاجز نے کئی دیندار
عالمونکو تکلیف دی تاکہ اس تفسیر کا ترجمہ ہندی زبان میں درست ہوا اور اس فن کے اکثر شایقین کی تہیدستی کے

تصحیح الاغلاط ترجمہ تفسیر فتح العزیز سپارہ تبارک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	چنا	چسا	۴۰	۱۴	جانو	جانور	۷۶	۱۹	گیا	کیا
۵	۵	دجوما	دجوما	″	″	مچیلی	مچیلی	۷۷	″	اعماد	اعتماد
۶	۷	ہوے ہین	ہین	۴۱	۴	لفرت	نصرت	۷۹	۱۶	ظہو	ظہور
۷	۱۶	پڑین	پڑے	۴۵	۱۱	نہی	نہین	۸۰	۹	پر گئے	پڑ گئے
۸	۲۰	خلوص	خلوص	″	۱۸	دوڑ	دور	″	۸	پہنور	بہنور
۹	۳	تحارت	تجارت	۴۷	۲	لگاتا	لگانا	۸۱	۲	او	اور
″	۴	یحتاج	محتاج	″	۲۰	حاکروب	خاکروب	″	۲۱	اثاڑ	اثار
″	۸	مین	ہین	۴۹	۸	سحسکا	بخشیگیکا	۸۴	۲۱	مگر	مگر
″	۲۰	حفیت	حقیقت	″	۱۷	مسوی	مستوی	۸۵	۴	دینگے	دینے کے
۱۱	۸	زند	زندہ	۵۱	۱۹	چھو	جھو	″	۱۴	درجیکو	درجے کو
۱۳	۴	کہدہری	کہدیری	۵۲	۳	مچھہ	مجھہ	۸۶	۷	نہ نانیکے	نہ مینگے
۱۴	۶	سلہ	ہنگ	۵۳	۸	اگہڑ	اکہڑ	۸۷	۱۴	اووہ	اور وہ
۱۶	۱۴	کرتا	کرنا	″	۱۱	رگہو	رکھو	۸۹	۷	چہاز	جہاز
۱۸	۲	پہرجانگی	پہرجانیکی	″	″	اگرم	اکرم	۹۱	۶	متی	مٹی
″	۱۲	بڑ	بڑہ	۵۴	۱۱	بہب	بہت	″	۸	بہور	پہوڑ
″	۲۱	فرما	فرمان	۵۵	۴	ہوایک	ہوا ایک	″	۲۰	گا	گاہ
″	″	قصو	قصور	″	۵	باوجو	باوجود	۹۲	۲	گہڑے	کہڑے
۱۹	۳	گرینگے	گرنے کے	۵۷	۸	بدگونگے	بزرگونکے	″	۱۵	پڑی	بڑی
۲۰	۱	پوچتے	بوجتے	″	۹	شریف	شریف مین	″	۲۰	او	اور
″	۵	کرنی	گرتی	۵۸	۵	لقوعی	لقوعی	۹۳	۷	کناہ	گناہ
″	۹	اورجو	اور	۶۸	۱۸	سیگون	سیکون	″	۱۶	چہاڑ	جہاڑ
۲۴	۴	بھیجے	بھیجے	۶۹	۱۱	گرنگا	کرنیکا	۹۴	۱۰	بڑہنا	پڑہنا
۲۵	۱	اور	اوڑ	″	۱۶	حتقالی	حققالی نے	″	۲۱	عتاب	عتاب
۲۶	۹	او	اور	″	۱۷	حولوک	جو لوگ	۹۵	۵	بیٹھے	بیٹھتے
۲۸	۱۸	سجا	سچا	۷۰	۸	پرہتا	بڑہنا	″	۸	بیقر	بیقرار
۳۴	۱	بڑہتا	پڑہتا	۷۱	۹	اپ	اب	۹۶	۱۸	مد	مدد
″	۹	پوجہی	پوجہی	″	۱۵	کہتی	کہیتی	۱۰۶	۱۳	گہر	کہڑا
۳۵	۲۰	اب	آپ	۷۳	۱۳	سجا	سچا	۱۱۱	۷	دانون	دنون
۳۹	۱۶	گوہاں	کوہان	۷۴	۱۸	پرور گار	پروردگار	″	۱۴	دونو	دِنو
″	۲۱	پہرتی	بہرتی	۷۵	۱۱	چنگیز	چنگیز	۱۱۵	۵	مکانات	مکانات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۷	۱۰	بہتلے	بہتیرے	۲۰۸	۹	نبوت	خوب	۲۷۵	۳	ملاتات	ملاقات
〃	۵	چلانا	جلانا	۲۰۸	۱۸	تقضانے	تقاضے	۲۷۶	۲	بہنکا	بھکا
۱۲۲	۱۶	رحون	روحون	۲۱۰	۱۵	والوانکی	والونکی	۲۸۶	۱۳	یا	یاد
۱۲۴	۱۲	سقلی	سغلی	۲۱۲	۸	اولون	لوگون	۲۸۹	۳	فکریہہ	فکریہ
〃	۱۵	مضبوتی	مضبوطی	۲۳۰	۳	کہا	کہانا	۲۹۲	۱۸	پر	بر
۱۲۶	۱۱	مراد	مرد	〃	۸	غوام	عوام	〃	〃	پر	بر
۱۳۸	۱	مدت	مدد	۲۲۴	۱۶	حیقت	حقیقت	۲۹۶	۱۴	قصو	قصور
۱۴۲	۸	پچوا	پچوا	۲۲۷	۲۰	تیروی	پیروی	۳۰۱	۲	نیدنبہ	زیرزبر
۱۴۴	۱۷	نقول	تقول	〃	۲۱	پیدیشی	پیدایشی	〃	۷	بندے پیر بندے	بندے تیرے
〃	〃	مستر	مستتر	۲۲۹	۵	گفارا	گفارا	۳۰۹	۱۷	ماگتا	مانگتا
۱۴۶	۱۲	پرورگار	پروردگار	〃	۸	رسو	رسول	〃	〃	دیون	دو
۱۴۷	۱۴	لیک	ایک	۱۳۰	۱	نذ	نذر	〃	۱۹	حسابے	خیب
۱۴۸	۳	سوت	سورت	〃	۲۱	مذکو	مذکور	۳۱۶	۱۱	مدت	مدد
۱۵۰	۱۴	احمق	حُمق	۲۳۸	۱۲	بیا	بیان	۳۱۹	۹	سایط	وسایط
۱۵۶	۱۷	پچا	پچاس	۲۴۱	۶	دیکہے	دیکھتے	〃	۱۰	سایط	وسائط
〃	۱۹	ین	ہین	〃	۱۱	مودت	مودب	〃	۱۲	بیٹہہ	بیٹھہ
۱۵۹	۱۲	ہے	ہین	۲۴۳	۱۶	اونیا	انبیا	۳۲۰	۱۱	وسوالی	سوالی
۱۶۳	۲	بڑ	بڑا	۲۴۴	۸	نسر	نشر	۳۲۳	۱۵	رضائی	رضاعی
۱۶۴	۲	دوزی	روزی	۲۴۶	۱۹	او	اور	۳۲۶	۱۳	ین	کہین
۱۶۶	۴	کرتے	کرتا	〃	۲۱	ٹہر	ٹہرا	۳۲۹	۱	جمع جبال	جمع جبل
〃	۱۱	اُلیَ	اِلیَ	۲۵۱	۲	کرنے	کرنے کے	۳۳۳	۵	لے	کے
۱۶۷	۳	حرض	حرص	۲۵۲	۲۰	موف	موقوف	۳۳۶	۲۱	سورت	صورت
۱۷۱	۳	بیصرون	بیصبرون	۲۵۴	۳	رشورت	رشوت	۳۴۶	۱	نجو	نجود
۱۷۳	۴	اپنا اپنا	اپنا	〃	۵	اوراور	اور	۳۶۲	۱۲	شوبا	شوربا
۱۷۶	۱۱	سزوار	سزاوار	۲۵۵	۱۷	کردین	کرین	۳۶۴	۲۱	دوزخ	دوزخے
۱۸۶	۸	کا	کار	〃	۲۱	روسناش	روشناس	۳۶۶	۷	مدت	مدد
۲۰۰	۲۱	پوہنچی	پہنچی	۲۵۶	۱۹	دبار	دربار	〃	۱۹	ذکر کرنے	ذکر کرنے
۲۰۱	۱۳	حاوصل	حاصل	۲۵۸	۱۹	گوہ	کہو	۳۶۷	۵	ہو	ہون
۲۰۳	۱۳	نقطہ	نطفہ	〃	۲۱	دوازہ	دروازہ	۳۷۰	۴	لچہ	لحہ
〃	۲۱	پوچہا	بوجہا	۲۶۳	۹	گہڑا	کہڑا	۳۸۳	۱۷	یکار	پکا
〃	۱۹	اوراور	اور	۲۶۵	۱۱	کتات	کتاب	〃	۱۸	جہٹکانا	جھٹکانا
۲۰۴	۸	پڑہے	بڑے	۲۶۶	۱۲	روسنی	روشنی	۳۸۵	۱	ڈالنا	ڈالا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۷	۲	یعمر	یعمر
۳۸۷	۱۷	البیہ	البتہ
۳۸۸	۱۸	اھلَ	اھلُ
۳۹۴	۱۹	اتارہ	اتارہ
۳۹۷	۶	روق	عروق
〃	۱۹	منفس	منفص
۴۰۰	۱۴	یُنبوُ	یُنبوُ
۴۰۲	۱۱	ہوو ے	ہوے
۴۰۴	۱۹	ہمار	ہمارا
۴۰۷	۹	غفلت	غفلت
۴۰۸	۱	وَجوہ	وُجوہ
〃	۴	پروزگار	پروردگا
〃	۱۱	نہوگی	نہونگے
〃	۱۶	دوسریکا	دوسرےکا
۴۱۲	۱۱	وَجوہ	وُجوہ
〃	۱۲	وَجوہ	وُجوہ
〃	۱۸	تاہ کی	تازگی
۴۱۳	۳	گروہونگی	گروہونگے
〃	۱۱	ندنکنگے	ندیکھینگے
〃	۲۰	تازیگی	تاریکی
۴۱۴	۷	یاتہہ	ہاتھہ
۴۱۶	۷	یار	بار
۴۲۱	۲	ایکہزار	ایکہزار
〃	۱۵	وَجوہ	وُجوہ
۴۲۲	۸	برائیو	برائیوں
〃	〃	روگونگا	روگونگا
۴۲۳	۲۰	اَلذَّھَ	اَلذَّھَبِ
۴۲۸	۸	بند	پند
〃	۱۰	جانا	جانا
۴۳۱	۲۰	پہ	بہر
۴۳۳	۱	گاسِں	گاسِں
〃	۸	جاتی	جاتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳۴	۱۳	گئے	گے
۴۳۵	۱۰	پیچہا	پیچھا
۴۳۶	۱۷	پرورکار	پروردگار
〃	〃	اداسی سخیگی	اداسی سختی
۴۳۷	۱۲	بیجا	بیجا
〃	〃	لئے	لئے
۴۳۹	۳	نقل	نقل
۴۴۰	۶	ہوگین	ہونگے
〃	۷	وَجوہ	وُجوہ
〃	۹	تَتَلَقّٰہُمْ	تَتَلَقّٰھُمْ
〃	۱۳	النَّبِیُّوْنَ	النَّبِیُّوْنَ
〃	۱۴	گین	گے
۴۴۱	۵	ترگ	ترک
〃	۱۹	چشایونپر	چشایونپر
〃	۲۱	ندیکہین	ندیکھین
۴۴۲	۸	حفتقالی	حقتعالی کی
۴۴۴	۴	گہڑا	کہڑا
۴۴۵	۱۰	بَانِیَہٖ	بَانِیَہٖ
۴۴۶	۲۰	پنے	پینے
۴۴۷	۱۵	دیتی	دیتی
۴۴۸	۲۱	دور	دَوڑ
۴۵۰	۱۸	جسے	جیسے
۴۵۱	۱۹	حزا	جزا
۴۵۳	۱۳	شاگر	شاکر
۴۵۵	۱۲	پرورد کا	پروردگا رکا
〃	۱۵	پرورد گا	پروردگار
۴۵۶	۵	جور	فجور
〃	۱۵	خَفَفٌ	خَفَفٌ
۴۵۷	۵	تسبیح	تسبیح
۴۵۸	۹	ماعانت	اعانت
۴۶۱	۷	یُوم	یَوم
〃	۱۷	بانچوس	پانچوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۳	۸	من الطیب	من الطیب
〃	۲۰	کفیتین	کیفیتین
۴۶۴	۵	ث	ت
〃	۸	کو	کے
〃	۲۰	نگے	نگے
۴۶۵	۱	ماسوے اللہ	ماسوا اللہ
〃	۷	ورشنوکے	ورشنوکے
۴۷۰	۹	دلور	دلون
۴۷۲	۲۱	تخسیہا	تحسبہا
۴۷۳	۳	الجبالَ	الجبالُ
۴۷۴	۱۲	پریگا	پڑیگا
۴۷۵	۱۷	تناسب	تناسل
۴۷۶	۱۶	تخلقلم	تخلقلم
〃	۱۷	کپرا	کپڑا
۴۷۷	۱۳	اعصاب	اعصاب
〃	۱۴	پچی	بچی
۴۷۸	۱۹	سدہروں	ہندارہوں
۴۸۰	۶	نوسے	نوین
۴۸۲	۱۳	بہار	پہاڑ
۴۸۳	۲	بچہ	بچے
۴۸۶	۲	جب	جب
۴۸۸	۳	نہسن	نہیں
〃	۱۱	ندنکہین	ندیکھین
〃	۱۳	خلاضی	خلاصی
۴۹۰	۴	حسلہ	حیلہ
۴۹۱	۱۶	مجتاجونکو	محتاجونکو
۴۹۳	۲	پہروریکے	بہروریکے